#

Dave

OSMANIA UNIVERSITY
ع

جمہوریۂ رُوما

جلد اوّل

سلسلۂ نصابیات علمیہ جامعۂ عثمانیہ

تاریخ جمہوریہ روما

جلد اول

مصنفہ

ڈبلیو۔ ای۔ ہیٹ لینڈ، ایم۔ اے

فیلو سینٹ جانس کالج کیمبرج۔

مترجمہ

مولوی حمید احمد صاحب انصاری بی۔ اے

مسجل و رفیق جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی

سنہ ۱۳۴۵ھ سنہ ۱۳۳۵ف م سنہ ۱۹۲۶ء

ST 01
Ro

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

Sk 83

JAMMU & KASHMIR UNIVERSITY
LIBRARY
No 5196
Date 25.8.49
SRINAGAR

یہ کتاب مسرز میکملن اینڈ کمپنی کی اجازت سے
جن کو حق اشاعت حاصل ہے اردو میں
ترجمہ کر کے طبع و شایع کی گئی ہے

937.002
ل22ج

دیباچہ مترجم

جامعۂ عثمانیہ کے تالیفات و تراجم کے سلسلے میں مسٹر ڈبلیو ای ہیٹ لینڈ کی تاریخ جمہوریۂ روما کا ترجمہ بھی ہدیۂ ناظرین ہے۔ یہ کتاب انگریزی میں تین ضخیم جلدوں میں ہے اس کا ترجمہ اُردو میں پانچ جلدوں میں ہوا ہے۔ پہلی جلد کا حجم زیادہ نہ تھا اس لیئے اس کا ترجمہ ایک ہی جلد میں ہوا اور دوسری اور تیسری جلدوں کا دو دو جلدوں میں جرمنی مصنفوں کی تصانیف کے تراجم سے قطع نظر زبان انگریزی میں اپنے موضوع پر ایسی مستند مفصل اور محققانہ تصنیف کم ملے گی۔ فاضل مصنف نے جیسا کہ ان کے دیباچہ کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا نہ صرف قدیم وقائع نگاروں اور زمانۂ حال کے جرمن محققوں کی تصانیف کو نظر غائر سے دیکھا ہے بلکہ اس موضوع پر جس قدر مضامین رسالوں میں شائع ہوئے ہیں ان پر بھی حاوی ہونے کی کوشش کی ہے۔ طرز تحریر عالمانہ ہے عبارت آرائی اور مضمون آفرینی سے حد درجہ احتراز کیا ہے۔ یہاں تک کہ ایسے واقعات بیان کرنے سے گریز کیا ہے جن میں معمولی ناظرین کو لطف آتا ہے۔ ان کا اصل موضوع روما کا دستوری اور سیاسی ارتقا ہے اور ان تغیرات کو نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے جو بوجہ مرور ایام روما کے دستور میں ظہور پذیر ہوئے۔ فاضل مصنف کو جمہوریہ اور ادارات جمہوری سے شغف ہے اور ممتاز افراد قوم کی قوت کے بڑھنے کو وہ جمہوریہ کے زوال کا پیش خیمہ خیال کرتے ہیں۔

یہ کتاب ایک عرصہ سے جامعۂ عثمانیہ کے مجوزہ تراجم کی فہرست میں داخل تھی مگر ضخامت و دقت مضمون کی وجہ سے کسی نے اس کا ترجمہ اپنے ذمے نہیں لیا اور عرصے تک یونہی پڑی رہی۔ بالآخر جامعۂ عثمانیہ کے حقیقی بہی خواہ اور سچے خادم نواب حیدر نواز جنگ بہادر بی۔ اے۔ صدر المہام فینانس سرکار عالی کی ترغیب و تحریص سے میں نے باوجود اپنی کم مایگی کے اس کے ترجمے کی ہمت کی۔ میری اس جسارت کی زیادہ تر وجہ یہ تھی کہ میں نے اس کے قبل پروفیسر پیلہم کی تاریخ روما کا ترجمہ کیا تھا جو جامعۂ عثمانیہ کے مطبوعات کے سلسلے میں شائع ہو چکا ہے ترجمے میں میں نے تا حدِ امکان

کوشش کی ہے کہ فاضل مصنف کا مفہوم سلیس اردو میں ظاہر کر دوں۔ بعض مقامات پر میں نے یہی بہتر خیال کیا ہے کہ مصنف کے خیالات اور الفاظ کی پابندی کروں تاکہ مفہوم ہاتھ سے نہ جائے۔

خدائے عز و جل کا ہزار ہزار شکر ہے کہ باوجود شدید سرکاری مصروفیتوں کے اس ضخیم کتاب کا ترجمہ پانچ سال میں ختم ہو گیا اور اس اثناء میں اس کی بعض جلدوں کی کتابت بھی ہو گئی۔

زمانۂ حال کے یوروپین مورخوں کا طرز تحریر بالعموم سادہ اور سلیس ہوتا ہے جیسا کہ قدیم عربی مورخوں کا تھا، زبان کے چٹخارے یا مضامین کی دلاویزی سے انھیں کوئی سروکار نہیں، ان کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ واقعات کی ہر طریقہ سے تحقیق کریں اور پھر انھیں ایسے طریقے سے بیان کریں کہ ان میں تسلسل ہو جائے اور علت و معلول کا تعلق پیدا ہو۔ واقعات کی تحقیق میں صرف یہ کافی خیال نہیں کیا جاتا کہ راوی یا مورخ مستند ہے بلکہ مورخ کے قول کی صحت کو ہر ممکن طریقے سے جانچتے ہیں اور دوسرے مورخوں کی تحریروں سے مقابلہ کرتے ہیں۔ روما کی تاریخ میں واقعات کی تہہ تک پہنچنے کے لئے حد درجہ کاوش کی ضرورت ہے کیونکہ اس کا ماخذ یا تو امرا کے خاندانی نوشتے ہیں جن میں فرضی واقعات کو شامل کر کے ان کے آبا و اجداد کے کارناموں کو مبالغے کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یا قدیم وقائع نگاروں کی داستانیں ہیں جن میں انھوں نے ہر قسم کے رطب و یابس کو شریک کر دیا ہے۔ اس لئے زمانۂ حال کے مورخوں کو پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑتا ہے یہاں تک کہ کتبات و آثار قدیمہ سے کام لینے میں بھی حد درجہ کی احتیاط کی ضرورت ہے مثلاً اگر کسی مجسمہ کے وجود سے کسی روایت کی تائید ہوتی ہو تو اس میں یہ شبہ باقی رہتا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ مجسمہ اسی روایت کی بنا پر تیار ہوا ہو۔ عہد شاہی اور عہد جمہوری کے اوائل کے جتنے واقعات قدیم وقائع نگاروں نے بیان کئے ہیں سب شبہے کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور زمانۂ حال کے مورخین کا خیال ہے کہ اس داستان میں قابلِ تسلیم صرف یہ امر ہے کہ روما میں کسی زمانے میں بادشاہ تھے اور ان کے اخراج کے بعد جمہوریہ وجود میں آئی۔

اس قسم کی تاریخوں کی اشاعت سے اہلِ وطن کو معلوم ہو گا کہ حقیقی تاریخ نویسی کیا ہے اور انھیں ترغیب ہو گی کہ ان نمونوں کو پیش نظر رکھ کر اپنے ملک کی تاریخ کو زندہ کریں۔ جامعۂ عثمانیہ کی سرپرستی میں اس نوعیت کی متعدد تاریخیں شائع ہو چکی ہیں جو تلاش حقیقت میں ہماری چراغ راہ ہو سکتی ہیں۔

دیباچۂ مصنف

جمہوریۂ روما کی متعدد تاریخیں موجود ہیں، کیا ان کے ہوتے ہوئے اس عہد کی ایک نئی تاریخ کی ضرورت ہے؟ اس کی مستند تاریخوں میں سقم نکالنا تو آسان ہے مگر موجودہ مواد کی نوعیت کی وجہ سے صحیح طریقے پر اسے دوبارہ حیطۂ تحریر میں لانا نہایت دشوار ہے اسی وجہ سے اکثر مصنف عہد شہنشاہی یا زوال جمہوریہ پر قلم اُٹھاتے ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ سلطنت روما جب ایک فرد واحد اور اس کے ماتحتوں کے زیر نگیں آجاتی ہے تو روما کی تاریخ میں سیاسی لطف باقی نہیں رہتا اور جمہوریہ کے زوال کی داستان بذات خود زیادہ دلچسپ نہیں رومائے شہنشاہی عروج کے زمانہ (اطالیہ کی تسخیر سے پڈنا کی جنگ تک) میں بھی فی نفسہٖ کوئی بیّن خصوصیت نہیں۔ اس عہد میں نظام جمہوری کے انحطاط کے آثار ہویدا ہو گئے تھے اور اگر اس سے کوئی ناآشنا ہو تو واقعات مابعد کو بخوبی نہ سمجھ سکے گا۔ اسی وجہ سے میں نے جمہوریہ کی پوری تاریخ حکومت شاہی اور اوائل جمہوریہ کے افسانوں سے لیکر شہنشاہیت کے قیام تک بیان کی ہے جس میں بادشاہ کے اقتدار واحد اور جمہوری حکام اور سینیٹ کے تفوق سے لیکر اقتدارات حکومت کے اس عطر مجموعی تک کا ذکر آگیا ہے جو ریاست جمہوری (Principate) کے نام سے موسوم ہوئی۔ زمانۂ مذکور کو ایک تاریخی عہد کہہ سکتے ہیں مگر مواد موجودہ کی کمی بیشی کی وجہ سے صفحات تاریخ میں تناسب کا قائم رکھنا دشوار ہوتا ہے۔ روما کی تاریخ میں دو ایسی جنگیں جن میں اس کی جان پر آبنی تھی، ان میں سے ایک جنگ فینیقی ثانی ہے جس کے متعلق اس قدر واقعات بیان کئے گئے ہیں کہ مشکوک واقعات کو ترک کرنے اور تحریر میں اختصار کرنے پر بھی تذکرے کو مختصر کرنا دشوار ہوتا ہے۔ حربی چالوں کی طرف میں نے زیادہ توجہ نہیں کی ہے۔ اور تاریخوں میں جو واقعات مذکور ہیں ان کے لحاظ سے اس پر نہ قلم اُٹھانا ہی بہتر ہے حربی حکمت عملی البتہ ایک دوسری چیز ہے کیونکہ اس سے ایسے مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں جنھیں فوجی معاملات سے تعلق نہیں اور اس نے حریف

دول کی نفسیاتی کیفیت بھی معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس کے متعلق جو شہادت ہم پہونچتی ہے وہ یک رخی ہے اس لئے نہایت احتیاط کی ضرورت ہے برخلاف اس کے اطالیہ کے محاربۂ عظیم (سنہ ۲۱۸ تا ۲۰۱ ق۔م) کی حالت بالکل جداگانہ ہے۔ کیونکہ اس کے بیان کرنے میں قدیم مورخوں نے اس قدر بخل سے کام لیا ہے کہ اہم واقعات بھی اگر معلوم ہوتے ہیں تو ضمنی بیانات سے اور معرکہ آرائیوں کا حقیقی خاکہ تاریکی کے پردے میں چھپا ہوا ہے، جس پر روشنی کی کرنیں شاذ و نادر پڑتی ہیں، یہاں تک کہ یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ یہ جنگ کب ختم ہوئی اور اس کے بعد کی خانہ جنگی کب شروع ہوئی۔ اس لئے ہم نے اس جنگ کے صرف خاکے کو بیان کیا ہے اور وہ بھی وقت سے گو میوٹلس اور سیلو سے روما کو اتنا ہی خطرہ تھا جتنا کہ ہینی بال سے. اور سلطنت کے ذرائع پر بار زیادہ پڑا تھا۔

زمانۂ حال میں عہد جمہوری کے متعلق بہت سے رسالے اور موقت الشیوع پرچوں میں مضامین شائع ہوئے ہیں مگر یہ سب میری نظر سے نہیں گزرے ہیں۔ ان مضامین سے بعض کی اہمیت میں کوئی شک نہیں۔ مثلاً میں نے کیٹی لین کے واقعے کو جان اور دوسرے محققین کی تحقیقات سے استفادہ کر کے از سر نو لکھا ہے (دیکھو فقرہ ۱۰۴۲)

مام سین، مارکوارٹ، لینگ اور ہولم کی مستند تاریخوں سے پورے طور سے استفادہ کیا گیا ہے۔ بیلوخ اور نی سین کی تصانیف اور ڈاکٹر سی۔ مولر کے رنگین نقشوں سے جنھیں ڈاکٹر جی۔ بی۔ گرنڈی نے مرتب کیا ہے میں نے بہت کچھ نفع اٹھایا ہے یہ نقشے اگر اطالیہ کے محکمۂ پیمائش اور انگلستان کے سررشتۂ بحریہ کے نقشوں کے ساتھ استعمال کئے جائیں تو بہت مفید ثابت ہوں گے روما کے جو تعلقات یونان اور مشرقی ممالک ــ کے ساتھ تھے جنھوں نے یونان کا تمدن اختیار کر لیا تھا ان کے متعلق ڈاکٹر مہافی کی تصانیف سے بہت کچھ معلوم ہو سکتا ہے اور ان کے استادانہ اجتہاد سے مام سین اور ہولم کی آرا کی صحت بھی ہو سکتی ہے مسٹر آسٹھر اخال ڈیوڈس کی تصنیف کی بھی میں بہت قدر کرتا ہوں جیسا کہ میرے حاشیوں سے ظاہر ہوگا۔ میں ان علما کا بھی مرہونِ منت ہوں جنھوں نے لاطینی اور یونانی کتابوں کی تدوین کی ہے مثلاً وی سین بورن، موریز باخر، ریڈ، ٹائیرل ڈپرسر، جے ای بی مے یر، جے بی مے یر، سینڈیس، ول کنس، ہول ڈین۔ علمائے مذکور نے اپنے

حواشی اور دیباچوں میں قابل معلومات کا اضافہ کیا ہے۔ ان کے علاوہ دوسری کتابوں سے بھی میں نے خوشہ چینی کی ہے جن کا میں نے جا بجا حوالہ دے دیا ہے۔ مگر ان واقعات کے جو حالات میں نے بیان کئے ہیں یا ان کے متعلق رائیں ظاہر کی ہیں ان کی صحت یا عدم صحت کی ذمہ داری بالکلیہ میری ذات پر ہے یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے کہ رائے کے قائم کرنے میں میں نے مواد موجودہ پر پورے طور سے غور کر لیا ہے۔ حوالوں کے درج کرنے میں میں نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ ممکن ہے کہ صحیح نہ خیال کیا جائے۔ مگر میں کتاب کے صفحوں کو حوالوں سے بھر دینا پسند نہیں کرتا سوائے اس کے کہ عہد زیر تحریر ایسا ہو جس کا مواد منتشر اور متضاد ہو اور معاصروں کی تحریروں پر مبنی ہو۔ گراکی سے قیصر تاسہ کے عہد میں میں نے ہر ایک ضروری حوالہ درج کر دیا ہے جمہوریہ کے عہد کے متعلق کتبات سے بہت مدد ملی ہے۔

زمانۂ حال کی کتابوں کا حوالہ دینے میں میں نے ان کتابوں کو منتخب کر لیا ہے جو معمولی پڑھنے والوں کو آسانی سے مل سکتی ہیں لیکن اسی صورت میں جب کہ ان میں ضروری مواد یا معلومات موجود ہوں لاطینی اور یونانی مصنفوں کے نسخوں کا حوالہ دینے میں میں نے اس اصول کا خاص خیال رکھا ہے۔ واضح رہے کہ جب کسی عبارت یا عبارتوں سے میں نے کوئی نتیجہ اخذ کیا ہے تو جو رائے لکھی گئی ہے وہ میری ہی ہے بعض اوقات اصل کتاب کی عبارت کے ساتھ علما کے اقوال کا بھی حوالہ دینا پڑتا ہے۔ بعض اوقات یہ اقوال مدارس کے استعمال کے نسخوں میں درج ہوتے ہیں، مگر اس سے یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ یہ صحیح نہیں ہیں میں نے قصداً اپنے حواشی میں زیادہ حوالے درج نہیں کئے ہیں، گو اس سے میرے اقوال کی تائید ہوتی۔ مگر میں اس کی ضرورت خیال نہیں کرتا بعض اوقات میں نے کسی مصنف کی کتاب کی فہرست مضامین کا حوالہ دیدیا ہے جس میں کسی مضمون کے متعلق تمام عبارتیں جمع کر دی گئی ہوں کیونکہ ان کے نقل کرنے سے طوالت ہوتی ہے۔

نقشے جو کتاب میں لگائے گئے ہیں ان سے یہ مقصود نہیں ہے کہ جن ملکوں یا مقامات کا حوالہ دیا گیا ہے ان کے نقشوں کا ایک مکمل مجموعہ ہو اولاً اس مجموعے کی ترتیب دقت طلب تھی اور ثانیاً مور گرنڈی کے رنگین نقشے موجود ہیں جن سے بہتر نقشے اس کتاب کے لئے

نہ بن سکتے۔ لیکن جب نقشے سے کسی خاص عہد کے لئے کام لینا ہو تو اس میں ایسی تفصیلوں کے موجود ہونے سے آنکھ کو دھوکا ہوتا ہے جو دوسرے عہدوں سے متعلق ہوں۔ اسی غرض کے لئے میں نے چھوٹے چھوٹے نقشے لگا دئے ہیں جس میں غیر ضروری امور درج نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ نقشے زیادہ تر کتاب کے نصف اول میں ہیں، باب ہائے مابعد میں ان کی ضرورت نہیں مثلاً گال بزمانۂ قیصر کے متعدد نقشے موجود ہیں اگر ان کی اصلاح کی کوشش کی جائے تو اس ملک کے طبیعی خط و خال کو درج کرنا ہوگا جو بغیر رنگوں کے استعمال کے غیر ممکن ہے۔

فہرست مضامین کی ترتیب میں میں نے اس کے مکمل ہونے کا بہت خیال کیا ہے اور اسی لئے اکثر امور کو مختلف سرخیوں کے تحت میں درج کر دیا ہے۔ اہم امور مثلاً قوانین، روما، فوج، نو آبادیاں، یونانی، قیصر، سسرو کی میں نے سرخیاں قائم کر دی ہیں اور پھر ان کے تحت میں دوسری سرخیاں قائم کی ہیں۔ لیکن ہر ایک مضمون کے متعلق یہ اہتمام نہیں ہو سکتا تھا ورنہ فہرست مضامین کے لئے ایک علیحدہ جلد کی ضرورت ہوتی۔ حوالے فقروں کے لحاظ سے ہیں اس لئے فوراً معلوم ہو سکتا ہے کہ کوئی مضمون کتاب کے کس حصے میں ہے گوتوں کے نام حروف تہجی کے لحاظ سے ترتیب دیئے گئے ہیں مگر اور افراد کے نام تاریخوار درج کئے گئے ہیں۔ صرف کارنی لی ای کے تحت میں خاندانی ناموں کے لحاظ سے تاریخوار ترتیب دی گئی ہے۔ فہرست مضامین کی طوالت کی وجہ صرف یہ ہے کہ میں نے کتاب کے تمام مضامین کی فہرست درج کرنے کی کوشش کی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ مضامین کو سرخیوں کے تحت میں صحت کے ساتھ درج نہیں کیا گیا ہے کیونکہ یہ کام نہایت مشکل ہے اور اکثر توارد ہو گیا۔ فہرست مضامین میں قدیم مقامات کے ساتھ جدید مقامات کے نام بھی درج ہیں۔

بالمختصر میں نے زیادہ تر توجہ سیاسی تاریخ کی طرف کی ہے۔ ادبی، معاشی، اور فوجی تاریخ سے میں نے اسی حد تک سروکار رکھا ہے جہاں تک کہ ان کا اثر ملک کی سیاسی زندگی پر تھا تمدنی امور سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم کا رجحان کیا تھا مگر اس سے احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے کیونکہ اکثر اوقات مصنف کسی واقعے سے متاثر ہو جاتا ہے جو ضمنی طور پر بیان کیا گیا ہو اور اس سے وسیع نتائج مستنبط کرنا چاہتا ہے۔ اسی لئے میں نے احتیاط کو مدنظر رکھا ہے میں نے اکثر اوقات اس قسم کے واقعات سے کوئی نتیجہ نہیں نکالا ہے اور شک ظاہر کیا ہے مگر عہد جمہوری کے وقائع کے مشکوک ہونے کی وجہ سے مجبوری ہے۔ یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے کہ میں نے جمہوریہ

سیاسیات پر اس کے اعضاء دستوری کے فرائض کے لحاظ سے نظر ڈالی ہے نہ کہ ان کی ساخت کے لحاظ سے کیونکہ جمہوریۂ روما ایک عجیب و غریب مملکت تھی اور اس کے ادارات کے متعلق صحیح معلومات کا رکھنا نہایت ضروری ہے۔ جن اغراض کا میں نے اس کتاب کے باب اول فقرہ (۲) میں ذکر کیا ہے ان کے لحاظ سے یہ پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے کہ ادارات مذکور کی عملی شکل کیا تھی۔ میں نے ان خیالات و معتقدات کو اپنے دل سے محو کرنے کی کوشش کی ہے جو مسلم الثبوت کتابوں میں درج ہیں ان اثرات کو بھی میں نے تفصیل سے بیان کیا ہے جن سے روما کی تاریخ متاثر ہوئی۔ میں بذات خود اندازہ نہیں کر سکتا کہ میں ان مقاصد کو کس حد تک پورا کر سکا ہوں۔

واقعات کی تعبیر میں میں کسی خاص جدت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ کئی پشت سے ہمارے علماء قدیم نوشتوں اور تحریروں کو جمع کرنے اور واقعات کی چھان بین میں مصروف ہیں اس لئے اس تاریخ کو کسی نئے پیرایے میں پیش کرنے کی توقع عبث ہے میں اس خیال کو صحیح نہیں خیال کرتا کہ پرانے طرز کے مورخوں کے خیالات جمہوریۂ روما کے متعلق محض لغو ہیں یا یہ ممکن ہے کہ اس عہد کی تاریخ دلچسپ طریقے پر از سر نو لکھی جا سکتی ہے مجھے اس رائے سے مطلق اتفاق نہیں کہ عہد انقلاب کی سیاسی تحریکیں بخوبی سمجھ میں آ سکتی ہیں اگر سربرآوردہ افراد کے افعال کو خاص اہمیت دی جائے اور پھر اس کے بعد یہ فرض کیا جائے کہ ان لوگوں کے خصائل میں کوئی پر اسرار تغیر ہو جاتا تھا۔ شہادت کو بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی نفسیاتی کیفیت کا کوئی ثبوت نہیں۔ غیر متعصب علما مجھ سے اتفاق کریں گے کہ جہاں تک ہماری معلومات ہیں رومیوں کی سی قوم کی حکمت عملی کے تغیرات کو خصائل کے تغیرات پر محمول کرنا دانشمندی سے بعید ہے میری رائے میں اس قسم کے مفروضہ کو کوئی مصنف اسی وقت پیش کر سکتا ہے جب وہ حالات زمانہ کو مسخ کر دینا چاہے۔

کیمبرج یونیورسٹی پریس کے منتظموں کا میں مشکور ہوں کہ انھوں نے اس کتاب کی اشاعت اپنے ذمے لی۔ لیکن اس کے متعلق زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کا کافی علم ان اشخاص کو ہے جن کی امداد اس مطبع نے کی ہے۔ اہل مطبع کی کارگزاری کی تعریف کرنے کی ضرورت ہے۔ کتاب جس خوبی اور صحت کے ساتھ چھپی ہے وہ خود اس کی کافی شہادت ہے۔

کیمبرج - ۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۸ء

ڈبلیو ای ہیٹ لینڈ

JAMMU & KASHMIR UNIVERSITY
LIBRARY
No 5196
Date 25.8.49.
SRINAGAR

فہرست مضامین تاریخ جمہوریہ روما جلد اول

نشان سلسلہ	تفصیل ابواب	مضامین	از صفحہ	تا صفحہ
۱	۲	۳	۴	۵
۱	باب اوّل	تبصرہ	۱	۱۳
۲	باب دوم	جغرافیۂ طبعی	۱۴	۱۷
۳	باب سوم	قومیات	۱۸	۲۶
۴	باب چہارم	مذہب	۲۷	۳۵
۵	باب پنجم	شہر روما	۳۶	۴۵
۶	باب ششم	تمدنی اور سیاسی گروہ	۴۶	۵۲
۷	باب ہفتم	عہد شاہی	۵۳	۷۱
۸	باب ہشتم حصہ ۲	تاریخ جمہوریہ تا اتحاد طبقات جمہوریہ کی ابتدائی مشکلات	۷۲	۸۰
۹	باب نہم حصہ ۲	دستور ۵۰۹؁ تا ۴۴۹؁ ق م	۸۱	۹۴
۱۰	باب دہم 〃	حکومت عشرہ و قوانین والیریو ہوریشین۔	۹۵	۱۰۱
۱۱	باب یازدہم 〃	خارجی معاملات ۵۰۹؁ تا ۴۴۹؁ ق۔م	۱۰۲	۱۰۷
۱۲	باب دوازدہم 〃	روایتوں کے افسانے	۱۰۸	۱۱۵
۱۳	باب سیزدہم 〃	دستور مملکت از ۴۴۸؁ تا ۳۶۷؁ ق۔م۔ (الف) حکام	۱۱۶	۱۲۹
۱۴	باب چہاردہم 〃	قوانین لیکی نی	۱۳۰	۱۳۵
۱۵	باب پانزدہم 〃	خارجی حکمت عملی اور فوج	۱۳۶	۱۵۲
۱۶	باب شانزدہم حصہ ۳	روما کے تحت میں اطالیہ کا اتحاد۔ دستور ۳۶۶؁ تا ۲۶۵؁ ق م۔ (الف) حکام۔	۱۵۳	۱۸۰
۱۷	باب ہفدہم 〃	تسخیر اطالیہ۔	۱۸۱	۱۹۴
۱۸	〃 〃	روما کی پیش قدمی جنوب کی طرف	۱۹۵	۱۹۸
۱۹	〃 〃	اٹرو ریا کے بڑے بڑے شہر	۱۹۸	۲۱۷

نشان سلسلہ	نشان ابواب	مضمون	از صفحہ	تا صفحہ
۱	۲	۳	۴	۵
۲۰	باب ہیزدہم حصہ ۳	روما کی سیادت کے اسباب	۲۱۸	۲۲۰
۲۱	باب نوزدھم ،،	اطالیہ کی تنظیم۔	۲۲۱	۲۳۵
۲۲	باب بیستم۔ ،،	روما اور اہل روما سنہ ۲۶۶ تا سنہ ۲۶۵ ق۔م	۲۳۶	۲۵۱
۲۳	باب بست ویکم حصہ ۲	روما و قرطاجنہ	۲۵۲	۲۶۱
۲۴	باب بست ودوم ،،	پہلی جنگ قرطاجنہ	۲۶۲	۲۸۵
۲۵	باب بست وسوم ،،	روما کے معاملات داخلی سنہ ۲۴۱ تا سنہ ۲۱۸ ق۔م	۲۸۶	۲۹۴
۲۶	باب بست وچہارم ،،	معاملات خارجی سنہ ۲۴۱ تا سنہ ۲۱۸ ق۔م	۲۹۵	۳۱۰
۲۷	باب بست وپنجم ،،	جنگ فینیقی ثانی الف سنہ ۲۱۸ تا سنہ ۲۱۶ ق۔م۔ الف سنہ ۲۱۸ تا سنہ ۲۱۶ ق۔م۔ ب سنہ ۲۱۵ تا سنہ ۲۰۹ ق۔م (ج) سنہ ۲۰۸ تا سنہ ۲۰۱ ق۔م۔	۳۱۱	۴۶۶
۲۸	باب بست وششم ،،	جنگ کے نتائج واثرات	۴۶۷	۴۸۵

تمت

JAMMU & KASHMIR UNIVERSITY
LIBRARY
No. 5196.
Date 25.8.49.
SRINAGAR

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد اوّل

تمہید

باب اول

تبصرہ

آجکل بعض حضرات مصر ہیں کہ تاریخ بھی ایک سائنس ہے۔ میں عرصہ سے اس فکر میں ہوں کہ اس کلیہ کے معنی کو حل کروں۔ انگریزی شاعر گرے نے اپنی نظم ایٹن کالج میں مدرسۂ مذکور کی لاطینی اور یونانی تعلیم کو سائنس کے نام سے یاد کیا ہے۔ مگر زمانہ حال میں سائنس کا مفہوم کچھ اور ہی ہے اور اس کے چند خاص لوازم ہیں یعنی واقفیت اور علم جس سے اس کے ماہر معلوم کر سکتے ہیں کہ خاص اوقات میں یا خاص حالات کے تحت میں مختلف اشیاء پر کیا اثر ہوگا۔ مثلاً ہیئت داں کسوف یا خسوف کی صحیح پیشین گوئی کر سکتا ہے۔ کیمیا کا ماہر جانتا ہے کہ اگر کسی شئے پر کوئی خاص عمل کیا جائے تو اس سے مخصوص نتائج پیدا ہوں گے اور اگر یہ نتائج پیدا نہ ہوں تو وہ سمجھ جائے گا کہ وہ شئے وہ نہیں ہے جو اس کے ذہن میں تھی اور اپنے تجربوں کو جاری رکھنے سے اسے معلوم ہو جائے گا کہ شئے زیر تجربہ درحقیقت کیا ہے۔ ہر سال نئے نئے حقائق و اصول کا انکشاف ہوتا ہے اور جن علوم کا موضوع ذی روح اشیاء کا مطالعہ ہے ان کے ماہر بھی اس دھن میں لگے ہوئے ہیں کہ اپنے تجربوں کے ذریعے سے ایسے نتائج مستخرج کریں جن کی صحت میں کوئی شک نہ ہو سکے۔ ان علوم میں وہ علوم بھی شامل ہیں جن کا موضوع افرادِ انسانی کے عادات و خواص کا مطالعہ بہ حیثیت ذی روح اشیاء کے ہے

اور اُن کی غایت بھی یہی ہے کہ قابل وثوق نتائج مستنبط ہو سکیں۔

تاریخ اپنے رسمی اور محدود معنوں کے لحاظ سے انسانی جماعتوں کے مطالعہ کا نام ہے اور ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ اس حیثیت سے اس کا مقابلہ علوم طبعی کے ساتھ کس طور پر ہو سکتا ہے۔ میرے خیال میں کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو یہ دعویٰ کر سکے کہ علوم طبعی کی طرح تاریخ کے نتائج بھی اسی قدر ٹھیک ہوتے ہیں کہ اس میں صحیح پیشین گوئی کا امکان ہو سکے۔ تاریخ کی بنا تجربوں پر بھی نہیں ہے کیونکہ گزشتہ واقعات اور ان کے اسباب وعلل کو دوبارہ وجود میں لاتے یا ان کے سلسلے کو منعکس کرنے سے وہ مجبور ہے تاریخ کو انسان کے روزمرّہ کے افعال سے سروکار ہے جن کی نوعیت ہر وقت بدلتی رہتی ہے۔ حالات کے اختلاف سے ایسے واقعات میں حقیقی اختلاف پیدا ہو جاتا ہے جو ابتداءً بالکل یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے تمثیل کی غرض سے تشبیہوں سے کام لینے سے غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور ثابت ہوتا ہے کہ یہ مقولہ کہ "تاریخ اپنے واقعات کو دہراتی ہے" محض غلط ہے۔ اگر کسی تشبیہ کے ساتھ متعدد مستثنیات ہوں جن سے وہ بیکار ہو جائے تو بجائے توضیح کے اس سے مطلب اور بھی خبط ہو جائیگا البتہ مورخوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایسے مشابہ واقعات کا باہمی مقابلہ کر سکیں جو بہ اختلاف مواقع حالات و اوقات وقوع میں آئے ہوں۔ لیکن واقعات کو بیان کرنے میں یہی بہتر ہوگا کہ مورخ ان تصنیفات سے دور ہی رہے کیونکہ ان کی وجہ سے ناظرین کو یا تو غلط فہمی ہوتی ہے یا ان کی طبیعت اُکتا جاتی ہے۔

(۲) ایک دوسرے فریق کا دعویٰ یہ ہے کہ تاریخ گزشتہ سیاسیات ہے اور سیاسیات موجودہ تاریخ ہے۔ مگر اس تعریف سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ سیاسیات کو ایک علم کہنا کس طور پر صحیح ہے اس کے علاوہ موجودہ تعریفوں کے لحاظ سے اس کا شمار فنون میں ہے۔ عرصے سے یہ خیال بھی چلا آتا ہے کہ تاریخ کا مطالعہ مدبّروں کے لئے مفید ہے۔ اس تخیل کی ابتدائی اور غیر ترقی یافتہ شکل میں یہ معنے ہوں گے کہ حالات اور واقعات کا تواتر اس یکسانی کے ساتھ ہوتا ہے کہ گزشتہ واقعات کے علم سے موجودہ حالات کے لئے ایک ایسا طرز عمل پیدا ہو سکتا ہے جس کی کامیابی میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ ہو سکے۔ یہ سالہ پاریامنیٹوں

باب ا

کی خرابیوں پر بحث کرتے ہوئے سر رابرٹ وال پول نے تمام جمہوری حکومتوں کے خلقی اضمحلال اور عدم استحکام کو بطور دلیل پیش کیا تھا۔ غالباً اس کی مراد زمانۂ قدیم کی جمہوری حکومتوں سے تھی یعنی ایسی عام پسند حکومتوں سے جنکی بنا غلامی پر تھی اس موقع پر وال پول نے ایک غلط تشبیہ سے کام لینا چاہا تھا مگر دوسروں نے بھی یہی کیا اور کرتے رہے ہیں۔ پھر آخر تاریخ سے مدبروں کو حقیقی نفع کیا ہے؟ اس کا جواب میرے خیال میں یہ ہے کہ تاریخ کے مطالعہ سے ایک اصلاحی اثر پیدا ہوتا ہے جس سے احتیاط اور ذکاوت کا وہ مادہ وجود میں آتا ہے جو حقیقی تدبیر مملکت کی جان ہے۔ تاریخ کی غایت یہ نہیں ہے کہ نمونے یا مماثل واقعات مدبر کے پیش نظر کردے بلکہ اس کی قوتِ فیصلہ و قوت متخیلہ کو پختہ کردے تاکہ ازمنہ ماضیہ کے علاوہ وہ اپنے عہد کے تغیّر پذیر واقعات کو بخوبی سمجھ سکے۔ اس غرض کے حصول کے لئے مورخ کا فرض ہے کہ تا حد امکان حقیقت نگاری پر قائم رہے اور بوقت ضرورت اپنے عدم علم کا اظہار کردے۔ مثلاً تیرہ و تار عہد قدیم کے واقعات کے بیان کرنے میں ایسے نتائج کو غیر قطعی قرار دینا چاہیے جو مشتبہ یا نامکمل شہادت پر مبنی ہوں گو ان کا دریافت کرنے والا مامسین ہی کیوں نہ ہو روما کی ابتدائی تاریخ کا کم از کم چوتھی صدی ق م تک یہی حال ہے اور اس صدی کے بعد کے بھی جو نوشتے ہیں وہ بھی قابل وثوق نہیں منتشر اور غیر واضح مواد کے ایک طومار عظیم سے صدہا علما نے یکے بعد دیگرے حقیقت کے انکشاف کے لئے جو انتھک کوششیں کی ہیں انھیں ایک حد تک علمی (سائنٹفک) کہہ سکتے ہیں اور جہاں تک کہ حالات کے لحاظ سے ممکن ہے ان کا طریقۂ کار صحیح ہے مگر قابل اعتماد اعداد و شمار کی عدم وجود سے منزل تیقن کو پہنچنا دشوار ہے۔ جن قرون کی تاریخ کے متعلق معاصرین کی تحریریں اور صحیح اعداد و شمار موجود ہیں ان میں بھی صحت کس حد تک حاصل ہو سکتی ہے اس کے متعلق میں کوئی رائے قائم نہیں کر سکتا۔ لیکن میری قطعی رائے ہے کہ اگر لفظ علم (سائنس) کا اطلاق تاریخ پر ان محدود معنوں میں کیا جائے تو اس سے مطلب صرف یہی ہوگا کہ تاریخ میں واقعات کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ان کو ایمانداری کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ مورخ کبھی یہ دعوی نہیں کر سکتا کہ تاریخ میں علوم ریاضی کی سی صحت اور واقعیت ہے یا اس کا بھی وہی درجہ ہے جو ان

علوم کا ہے جو تجربات اور واقعیت پر مبنی ہیں میں اپنی اس رائے کو اربعہ متناسبہ کی صورت میں بیان کر سکتا ہوں یعنی "تاریخ کو کسی سائنس سے وہی نسبت ہے جو سیاسیات کو کسی فن سے ہے۔

(۴) تاریخ کے متعلق جو تنقیدی رائیں ظاہر کی گئیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ معمولی تاریخی تذکرے جن میں افعال و مقاصد بیان کئے جاتے ہیں اور ان پر بحث کی جاتی ہے اور حسب ضرورت مختلف افراد کے کارناموں کا ذکر ہوتا ہے محض فضول اور بیکار ہیں۔ اس گروہ کی یہ رائے ہے کہ واقعات سے عام نتائج مستخرج کئے جائیں تاکہ جب اسی قسم کے دوسرے عام نتائج کی تنقید کی ضرورت ہو تو یہ حوالہ کے لئے بطور سند کے کام آئیں اور جب یہ کام نکل جائے تو یہ تذکرے خواہ برے ہوں یا بھلے محض بیکار ہیں اور ان کو طاق نسیان پر رکھ دینا چاہیئے کیونکہ ان کا وجود انسانی ترقی کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے یہ رائے مذکورہ بالا ایک حد تک دلاویز معلوم ہوتی ہے کیونکہ وقت کی کفایت فی نفسہ ایک عمدہ چیز ہے مگر یہ مطمح نظر اس قدر اعلیٰ واقع ہے کہ اس کے ممکن العمل ہونے میں شک ہے اور تاریخ قدیم میں تو میری رائے اس پر عمل کرنا بالکل ناممکن ہے۔ اس مقولہ کی صحت کو جانچنے کے لئے مثال کے طور پر جمہوریۂ روما کے زوال کے اہم واقعہ پر بحث کرنا مناسب ہوگا۔ جمہوریہ روما کا زوال اسباب و علل کے ایک طویل سلسلہ کی وجہ سے عمل میں آیا جن کا اثر مدت سے قائم ہو چکا تھا اور جن کا تعین صحت کے ساتھ بخوبی عمل میں آسکتا ہے۔ ہم تیقن کے ساتھ بیان نہیں کر سکتے کہ ان کا اثر ٹھیک کس وقت سے شروع ہوا مگر گراکس کی تحریک کو ان کا آغاز قرار دیا جاسکتا ہے گو اس قسم کی سہولت اس قبیل کی دوسری تحقیقات میں ممکن نہیں۔ اس صد سالہ دور میں اس کے ممتاز افراد کے مقاصد اور افعال کی وجہ سے باہم متضاد رجحانات کی ایک سخت کشمکش جاری تھی جس کی نوعیت اور امتداد پر مخالفین کے ذاتی خصائل کا گہرا اثر پڑا تھا۔ ناظرین کو یہ امر ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ مبارزین کو اپنے عہد کے لوگوں سے سروکار تھا نہ ہم سے ہر نسل جو کام کرتی ہے اس کے پیش رووں کے افعال پر مبنی ہوتا ہے اور خود اس کے افعال کے

نتائج نسل مابعد میں جا کر ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کام کو آغاز کرنے کے لئے نہ صرف اشخاص بلکہ اصول کی بھی ضرورت ہے۔ حالانکہ غیر معاصر تنقید کنندہ اس حقیقت کو فراموش کر دیتا ہے۔ روما کے انقلاب سیاسی کو بخوبی سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ تنقید کنندہ نہ صرف میریس، سولا، پامپی اور قیصر کے حالات اور خصائل پر بخوبی حاوی ہو بلکہ سسرو، کیٹو اور اسی قبیل کے دوسرے درجے کے اشخاص کے حالات پر بھی۔ اس عہد کی تحریکوں کے متعلق ہماری معلومات نہایت وسیع ہیں اور مختلف اشخاص کا ذاتی اثر بالکل واضح ہے۔ اسی وجہ سے اس پرآشوب زمانے کی تاریخ کے ساتھ مورخوں کو خاص شغف ہے اور ان میں آپس میں اختلاف بھی بہت کچھ ہے مگر یہ محل تعجب نہیں کیونکہ اس عہد کی تاریخ بہت دلچسپ ہے اور ہر فریق کے موافق شہادت بکثرت موجود ہے اس موقع پر پہنچ کر سرخیل مورخان جرمنی (مام سین) کا کمال ختم ہو جاتا ہے کیونکہ عہد مذکور کی تاریخ لکھنے کے لئے فرانسیسی زیادہ موزوں ہیں جو طبعاً اس زمانے کے لوگوں کے اغراض و مقاصد کو بہتر سمجھ سکتے ہیں اور جن حالات میں ان کی زندگی گزری ان کا صحیح تر اندازہ کر سکتے ہیں۔ مام سین نے اس عہد کی جو تصویر کھینچی ہے اس کا خاکہ صاف اور واضح ہے اور رنگ دیدہ زیب ہیں مگر معاصرین کی تحریروں کو بغور پڑھنے کے بعد میری قطعی رائے یہ ہے کہ بوآسئیر کے خاکے حقیقت سے قریب تر ہیں۔

غربا کے حالات کا نظرانداز کر دینا۔

(۴) عالم قدیم کے کسی خطہ کی تاریخ لکھنے میں زمانۂ حال کے مصنفوں کو سب سے زیادہ دقت یہ ہوتی ہے کہ غریب احرار کے حالات کو قدیم مصنفوں نے بالکل نظرانداز کر دیا ہے اگر کچھ حالات ہیں بھی تو وہ کم و بیش مقرروں کی تقریروں میں موجود ہیں اور محض سرسری ہیں۔ جمہوریہ روما کی تاریخ میں شہادت کا یہ نقص ہر جگہ موجود ہے جمہوریہ کے اوائل میں غربا کے افلاس اور تنگ دستی کے حالات موجود ہیں مگر یہ معلوم کرنا دشوار ہے کہ یہ حالات کہاں تک حقیقت پر مبنی ہیں اور کس حد تک عہد انقلاب کی شورشوں کے آواز بازگشت ہیں عہد جمہوری کے اواخر میں مفلس اور قلاش اشخاص کا ایک جم غفیر تھا مگر کوئی ایسے اعداد و شمار باقی نہیں جن سے معلوم ہو سکے کہ یہ گروہ کس قسم کے لوگوں پر مشتمل تھا۔ میں نے تا حد امکان یہ کوشش کی ہے کہ اس وقت

کو نظر انداز نہ کروں بلکہ اسے رفع کروں سرمایہ داروں کی قوت کی ترقی اور غلاموں کی تعداد کے اضافے کے متعلق ہماری معلومات وسیع تر ہیں مگر باوجود اس کے میں نے مناسب خیال کیا ہے کہ وارو کی کتاب (Re Rustica) کا خلاصہ دیدوں اور کیٹو اول کے رسالہ کا بھی کچھ حال بیان کروں کیونکہ ان دونوں کتابوں کی اس موضوع کے متعلق خاص اہمیت ہے۔ مختلف طبقوں کا باہمی معاشی تعلق بھی خاص توجہ کا محتاج ہے یونانی سیاسی اصطلاحات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہ استثنائ شخصی حکومتوں کے جن سے یونانیوں کو طبعی تنفر تھا یونان میں آزاد مملکتیں یا تو عددیہ تھیں یا عمومیہ - عددیہ دستوروں کا یونان میں عام رواج تھا اور عمومیہ کی طرح ان کی بنا بھی غلامی کے رواج پر تھی - یہ بلا واسطہ،، حکومتوں کا لازمی نتیجہ تھا جن کا وجود صرف ایک محدود رقبے میں ممکن تھا۔ یونانیوں کا منطقی دماغ کبھی اس اصول کو قبول نہ کر سکتا تھا کہ ایک فرد واحد متعدد اشخاص کی نیابت کر سکتا ہے الا اس صورت میں کہ بہ حیثیت ایک مندوب کے ایک خاص ہدایات کو کسی دوسری جماعت کے سامنے پیش کردے۔ نیابتی حکومت جو زمانۂ حال کی سیاسی شورشوں کے دفع کرنے کا آلہ ہے اس وقت تک ایجاد نہ ہوئی تھی۔ روما کے نظام سیاسی میں بنیادی اصول کا پتہ نہیں چلتا اور دکھاوے اور وقتی کارروائیوں سے زیادہ تر کام لیا جاتا تھا جن سے مجاز اور حقیقت کا اختلاف ہویدا تھا۔ ترقی یافتہ جمہوریہ میں اصولاً غریب سے غریب شہری کے ووٹ (رائے) کی قیمت وہی تھی جو دولت مند لوگوں کے ووٹوں کی تھی اور سینیٹ کے باا‌ثر اراکین بھی قانون کی زد میں اسی حد تک تھے جتنا کہ مفلس اور بے خانماں اشخاص۔ مگر روزمرہ کے عملی تجربے سے ثابت ہوتا تھا کہ حقیقت کچھ اور ہی ہے افسوس ہے کہ کسی نے غربا کے خیالات کی ترجمانی نہیں کی ہے جس سے معلوم ہوتا کہ اس طبقے کے لوگوں کے خیالات امرا اور اہل دولت کی اس حکومت کے متعلق کیا تھے۔ سسرو نے اکثر رائے عامہ کے مظہر ہونے کا دعوی کیا ہے مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ کس کی نیابت کرتا ہے اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ گو اسے عوام سے ہمدردی کا دعوی تھا مگر اس طبقے سے اُسے طبعاً نفرت تھی اسلئے ناظرین کو ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ موجودہ تاریخی مواد بالکلیہ ان لوگوں کی تحریروں پر مبنی ہے جو دولت مند

طبقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ لوگ خواہ امراہوں یا اعتدال پسند یا ترقی پسند مگران میں سے کوئی عامۂ قوم میں سے نہ تھا۔ یہ لوگ اپنے ہم چشموں کی طرفداری کرتے ہیں جس کی وجہ سے عامۂ قوم کے خیالات کا ہمیں مطلق علم نہیں۔

روما کی ابتدائی تاریخ کا مشتبہ ہونا۔

(۵) اب مجھے یہ بتانا ہے کہ میں نے دورشاہی اور جمہوریہ کے ابتدائی زمانے کا حال سرسری طور پر کیوں بیان کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس عہد کے تفصیلی حالات کا صحت وتیقن کے ساتھ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ گزشتہ سوسال سے محققوں میں اس بارے میں سخت اختلاف ہے اور آثار قدیمہ کے متعلق جو انکشافات ہوے ہیں ان کی وجہ سے یہ اختلاف ایک عرصہ تک قائم رہے گا۔ ان محققوں میں سے ایک باہمت گروہ کا یہ خیال ہے کہ حقیقی یا فرضی واقعات کی اُنھوں نے جو تشریح کی ہے اس سے زمانۂ قدیم کے حقیقی یا فرضی رازہاے سربستہ کا قطعی انکشاف ممکن ہے۔ محققوں کا ایک دوسرا گروہ بھی ہے جس میں پروفیسر ڈرالور[۵] شامل ہیں اور جو ہمیں متنبہ کرتا ہے کہ علم آثار قدیمہ کے حقائق اور ان ناقابل ثبوت نظریات میں امتیاز ضروری ہے جو ان پر مبنی ہیں۔ ان علمی دقتوں کی وجہ سے کوئی شخص یہ پیشیں گوئی نہیں کرسکتا ہے کہ اکثر اہم امور کے متعلق حالت شک کب تک قائم رہے گی۔ ہر شخص اس زمانہ میں تسلیم کرتا ہے کہ روما کی ابتدائی تاریخ افسانوں میں چھپی ہوئی ہے اور صحیح حالات کا مطلق علم نہیں۔ اغلب یہ ہے کہ مرور زمانہ کے ساتھ مختلف افسانے متغیر ہوکر خلط ملط ہوگئے۔ مگر ان افسانوں سے حقیقی واقعات کا استخراج جس کی آجکل کوشش ہورہی ہے بالکل ناممکن ہے اور اگر کوئی شخص اس کی کوشش کرے تو بار ثبوت اسی پر ہوگا۔ پروفیسر اٹیور پائس کی عالمانہ تصنیف افسانہ ہائے قدیم کے پڑھنے کے بعد میرا یہ خیال اور بھی راسخ ہوگیا ہے۔ اگر انکے طریقۂ تحقیق کے نتائج کی توضیح ایک تختہ کی صورت میں پیش کی جائے تو مجھے یقین کامل ہے کہ ان کی پیچیدگیوں کی وجہ سے وہ لوگ بھی ساکت ہوجائیں گے جو ان کے نتائج کو قبول کرنے پہ آمادہ ہیں۔ میری رائے میں ان کی تنقید کی قدر وقیمت

---

[۵] مارننگ پوسٹ ۳۱ر اپریل ۱۹۰۸ء

منقیانہ حیثیت سے ہے نہ کہ مثبتانہ۔ اس کے علاوہ گو وہ روما کے قدیم وقایع نگاروں کو ناقابل وثوق ثابت کرتے ہیں اور انھوں نے بتایا ہے کہ جمہوریہ کے ابتدائی دور کی صحیح جنتریاں (Fasti) موجود نہیں ہیں مگر بعض اوقات وہ خود ایسی تاریخوں کا حوالہ دیتے ہیں جو دراصل اسی قسم کی شہادت پر مبنی ہیں اور ان کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ درحقیقت بعض ایسے امور کو بھی تسلیم کر لیتے ہیں جنھیں اپنے اصول موضوعہ کے لحاظ سے انھیں تسلیم نہ کرنا چاہیئے۔ انھوں نے اطالیہ کے بعض علمائے آثار قدیمہ کو بے ایمان قرار دیا ہے اس الزام کے حق بجانب ہونے کے متعلق میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ پروفیسر موصوف نے جو وسیع نتائج مستنبط کئے ہیں ان کو تسلیم کرنے یا نہ کرنے کے متعلق میں نے اپنی ہدایت کے لئے یہ اصول مقرر کیا ہے کہ ان نتائج کو قبول کر لوں جو اطالیہ میں روما کی پیش قدمی اور عہد تاریخی میں اہل روما کی سیاسی اور تمدنی حالت کے مطابق ہوں اور ان نتائج کو تسلیم نہ کروں جو امور مذکورۂ بالا سے مطابقت نہیں رکھتے۔ فی الحال میرا یہ خیال ہے کہ پروفیسر صاحب نے جس زمانے کا تعین کیا ہے اس کے قبل ہی روما ایک زبردست شہر ہو گیا تھا۔ آثار قدیمہ کو کسی خاص عہد سے منسوب کرنے میں جو عجلت کی جاتی ہے اس پر انھوں نے خود رد و قدح کی ہے جس سے مجھے شک ہوتا ہے کہ بڑی بدررو[1] (Cloaca Maxima) اور سرویئن کی فصیل کی تعمیر کی صحیح تاریخ معین کرنے کے متعلق ہنوز دقتیں ہیں اس کے علاوہ قدیم روما کی عمارتوں کے بیان[2] میں تعمیر کے سامان کے ضمن میں کچی اینٹوں (Lateres) کا کہیں ذکر نہیں۔ لکڑی کے جھونپڑوں کا ذکر کرنے کے بعد جن کی چھتیں سوکھی گھاس یا لکڑی کے مستطیل ٹکڑوں کی ہوتی تھیں پروفیسر صاحب نے ان عمارتوں کا ذکر کیا ہے جو پختہ اینٹوں (Tegulae) اور پتھر کی بنی ہوئی تھیں۔ مجھے یقین کامل ہے کہ قدیم روما کے فن تعمیر کی تاریخ میں کچی اینٹوں کی عمارتوں کا بہت کچھ حصہ ہے اور ان کے وجود کی شہادت قدیم

---

[1] ایک نہر جس سے روما کا گندہ پانی بہکر ٹائبر ندی میں جاتا تھا۔ مترجم

[2] افسانہائے قدیم صفحات ۲۳۸ - ۲۴۱ -

باب (۱)

[1] مصنفوں کی تحریروں میں موجود ہے جس طرح کہ لکڑی کے استعمال کی اگر اس شہادت کو وہ قبول نہیں کرتے تو ان پر لازم ہے کہ سختی کے ساتھ اس کو رد کریں جو شکاگو اور امریکہ کی دوسرے شہروں کی مثال پیش کرنے سے زیادہ بہتر ہوگا۔

روایتیں اور حقیقی واقعات

(۶) ہمارے تحقیقات کے موجودہ حالات کے لحاظ سے میں بھی مناسب خیال کرتا ہوں کہ عہد شاہی اور جمہوریہ کے ابتدائی زمانے کے حالات کو سرسری طور سے بیان کیا جائے روایات میں جو سنین مذکور ہیں ان کو بیان کر دینا مناسب ہوگا گو ان کی قدر و قیمت زیادہ نہ ہوگی۔ لیکن روما کی ابتدائی تاریخ کے اہم واقعات کو بالکلیہ ناقابل وثوق اسی وقت خیال کیا جاسکتا ہے جبکہ ان کا غیر حقیقی ہونا قطعاً ثابت ہو جائے۔ اور اس منزل پر ہم اُسی وقت پہنچینگے جب کہ یہ ثابت ہو جائے کہ زمانۂ حال کے محققوں نے جو سلسلہ تاریخی اپنی تحقیقات کی بنا پر قائم کیا ہے وہ زمانہ مابعد کے واقعات سے مطابقت رکھتا ہے اور قدیم روایتوں سے ہر طرح سے بہتر ہے۔ جب تک کہ یہ نہ ہو نہ تو ہم پروفیسر پالس کی تلخ تحریروں کی تائید کرسکتے ہیں نہ اطالیہ کے علمائے آثار قدیمہ کو مورد سب و شتم قرار دے سکتے ہیں۔ جمہوریہ کا قیام کس طرح عمل میں آیا۔ عوام کے حقوق خصوصاً حق مرافعہ کو رفتہ رفتہ کس طور پر تسلیم کیا گیا، وغیرہ، یہ ایسے امور ہیں جنکے متعلق ہمارے شکوک کبھی رفع نہیں ہو سکتے۔ مگر ان کے وقوع میں شبہ کی گنجایش نہیں اور ان سے روما کی تاریخ بے حد متاثر ہوئی ہے۔ ملک کے مختلف طبقات کی باہمی جد و جہد اور قوانین لیکینی کی بھی یہی کیفیت ہے۔ مورخین کو اتفاق ہے کہ کوئی باہمی سمجھوتہ ضرور ہوا ہے اور اس کے بعد اطالیہ کی تسخیر بہت جلد عمل میں آئی جن امور کے متعلق شک ہے ان کو ضرور ظاہر کر دینا چاہیے۔ اسی طرح روایتوں کی تفصیلات پر زیادہ زور نہ دینا چاہیے جو مرور زمانہ کی وجہ سے اغلاط سے مملو ہو گئی ہیں۔ زرعی شورشوں کا مسئلہ بھی نہایت اہم ہے۔ اغلب یہ ہے کہ وقائع نگاروں نے اپنے زمانے کے واقعات کو زمانہ ماقبل سے منسوب کر دیا ہے، اس لئے اُن کی

---

(1) Varro Sat. Fragm. 524, Vitruv. II 1'7,8'16-19

روائتیں بجالت موجودہ قابل وثوق نہیں۔ جمہوریہ کے ابتدائی عہد میں مسئلہ زرعی کے زیر بحث ہونے میں مجھے شک نہیں اور یہ بھی قرین قیاس ہے کہ قرضے کے وصول کرنے کے بیرحمانہ قوانین کی وجہ سے آپس میں سخت بے لطفی پیدا ہو گئی تھی قدیم وقائع نگاروں نے زمانہ مابعد کے واقعات کو زمانۂ ماقبل سے منسوب کر دیا ہے، بعض مقامات پر ایک ہی واقعہ کو دہرا دیا ہے، یا یونان کے اسی عہد کے واقعات کو نقل کر کے روما سے منسوب کر دیا ہے ان امور سے شبہ ضرور ہوتا ہے اور اس قسم کے واقعات کی طرف وقتاً فوقتاً میں نے اشارہ کر دیا ہے مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ان بیانات میں حقیقت کا کوئی شمہ نہیں ہے یونانی قصوں سے صرف عہد شاہی کی رومن روایتوں میں رنگ آمیزی نہیں کی گئی اور ان کی صورت مسخ کر دی گئی ہے بلکہ جمہوریہ کے ابتدائی عہد کی روایات بھی ایک حد تک ان کے اثر سے بچ نہ سکیں۔ مثال کے طور پر ہم کری می رائن وفے بی ای کی تباہی کے قصے کو پیش کر سکتے ہیں جو تھرموپائی میں اہل اسپارٹا کی بے نظیر جانبازی کے قصے کی محض نقل[۵۱] ہے۔ اس قسم کے افسانوں میں حقیقت کو تلاش کرنا محض سعی لاحاصل ہے ورنہ اس روایت کے رواج پانے کے متعلق جو توضیح کی گئی ہے وہ قابل اطمینان نہیں۔ یونانی مصنفوں اور خاندان فے بی ای کے زبردست وقائع نگار کا اثر تو صاف ظاہر ہے مگر اس کے علاوہ میں کسی توضیح کو قبول نہیں کر سکتا میں اور بھی مثالیں پیش کر سکتا مگر اس فاضل مصنف کے خیالات اور آرار کے متعلق میں بہت کچھ لکھ چکا ہوں اور اس کے علمی خدمات کی میں قدر کرتا ہوں آجکل رجحان یہ ہے کہ روما کی تاریخ کے ہر واقعہ کو قدیم مذاہب وعقائد کے ساتھ کھینچ تان کر ملا یا جائے۔ یہ زمانہ سابق کی بے پروائی کے خلاف میں ایک قسم کا عمل رجعت ہے جس میں رفتہ رفتہ اصلاح ہو جائے گی۔

(۷) عہد انقلاب کے متعلق حال میں ایک کتاب[۵۲] شائع ہوئی ہے جس میں اس

---

[۵۱] پالیس قدیم افسانے باب نہم۔ وی ای کے دہ سالہ محاصرہ کی روایت بھی ٹرائے کی جنگ کی روایتوں سے یقیناً متاثر ہوئی ہے۔

[۵۲] گگ دلیل مو فیریرو عظمت و زوال روما۔ دیکھو فقرہ ۹۴۶ نوٹ۔

باب ۱

عہد کی تاریخ کے از سر نو مرتب کرنے میں مصنف نے حد درجے کی جدّت اور اعلمیت کا اظہار کیا ہے مگر افسوس ہے کہ جن نتائج پر وہ پہنچے ہیں اُن سے مجھے اتفاق نہیں۔ میں صرف ایک یا دو امور کا یہاں مثالاً ذکر کروں گا۔ مصنف مذکور نے قیصر کا جو خاکہ کھینچا ہے وہ بعید از قیاس ہے اور مامسین کی قیصر پرستی سے اسے جو بغض للّٰہی پیدا ہو گیا ہے اس کی وجہ سے یہ مرقع اور بھی خراب ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ مجھے اس طرزِ عمل سے بھی اتفاق نہیں کہ قیصر کے مخالفوں کی تحریروں کے اوراقِ پریشاں کو یکجا جمع کرنے سے **گال** کی معرکہ آرائیوں کی تاریخ کو از سر نو مرتب کیا جا سکتا ہے[1]۔ آج کل رواج پڑ گیا ہے کہ اُن ماخذوں کو معلوم کیا جائے جن سے زمانۂ مابعد کے مصنفوں نے کسی خاص امر کے متعلق معلومات حاصل کی ہیں۔ مگر یہ محض ایک باغ سبز ہے جس کی شگفتگی محض عارضی ہے۔ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ فی الحال ایسے بیانات پر تاریخ کی عمارت قائم کرنا عقلمندی سے بعید ہوگا، جن کی قدر و قیمت صرف یہ ہے کہ وہ معاصرین کی تحریروں پر مبنی خیال کئے جاتے ہیں کیونکہ معاصرین کی تحریرات پر ان کا مبنی ہونا محض ایک امر مفروضہ ہے خواہ وہ کتنے ہی قرینِ قیاس کیوں نہ ہوں، اس کے علاوہ قیصر کا خود نوشت تذکرہ ہمارے پیش نظر ہے اور اس کے معاصرین کی تحریریں ناپید ہو چکی ہیں جس کی وجہ سے ہم ان کی تنقید کرنے سے مجبور ہیں۔ اگر تحریرات مذکور ہمارے پیش نظر ہوتیں اور ان پر رد و قدح اسی طرح ہوتی جیسے کہ قیصر کے تذکرے پر جرح کنندہ وکیلوں کے نقطۂ نظر سے ہوتی ہے تو بلاریب عدالت تنقید سے یہ تحریریں بھی بے داغ نہ نکل سکتیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ قیصر نے اپنے مصالح کے لحاظ سے تذکرۂ مذکور اپنے موافق لکھا ہے اور ہم پر لازم نہیں کہ اس کی تحریروں پر آمنّا و صدّقنا کہیں۔ میں خود بھی اس کے تمام بیانات کو تسلیم نہیں کرتا مگر مشکل یہ ہے کہ اب جو تاریخ مرتب ہوئی ہے وہ اور بھی کم قابلِ وثوق ہے اور قیصر کے حالاتِ زندگی اور سلسلۂ واقعات سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ فاضل مصنف نے **لیوکلس** کی حیثیت کو اس کے زمانے کی تاریخ میں ضرورت سے زیادہ نمایاں کر دیا ہے۔ اس سے بھی مجھے اتفاق نہیں۔ کتاب زیر تبصرہ کے طرزِ استدلال کے متعلق

---

[1] فقرہ ۶ ۱۴۴ ملاحظہ ہو جس میں اس موضوع پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ مترجم

رائے بالعموم یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے مگر اہم امور کے متعلق مصنفوں کے نتائج کو بلا غور و فکر تسلیم کر لیا گیا ہے اور اس امر کا لحاظ نہیں رکھا گیا ہے کہ یہ نتائج تذکرے کے دوسرے اجزا سے ہم آہنگ ہیں یا نہیں۔

مصنف نے ایک اصطلاح عہد قیصری کی حرفتی عمومیہ[51] استعمال کی ہے جس کا مفہوم سمجھنے سے قاصر ہوں کیونکہ کتاب کے حصۂ مابعد[52] میں جہاں حرفتوں کا ذکر ہے اس سے یہ اصطلاح روشن نہیں ہوتی البتہ میں نے قیصر اور دار و وزرا کے میں غلاموں کی کثرت اور ان سے کام لینے کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کی تصدیق ہوتی ہے اور ان میں عمومیہ کا کہیں ذکر نہیں۔ در حقیقت یہ اصطلاح محض لغو ہے کیونکہ عہد جمہوری کے اواخر میں روما میں جو عمومی عناصر تھے انھیں حرفتوں سے ہرگز کوئی تعلق نہ تھا۔ یہ کتاب سبق آموز ضرور ہے اور اس کے مصنف کی علمیت میں کوئی شک نہیں مگر جو نتائج انھوں نے مستخرج کیے ہیں ان کے ناقابل وثوق ہونے کے متعلق میں کافی بحث کر چکا ہوں انکا یہ بیان کہ جمہوریہ کے آخری پچاس سالوں میں روما میں نمایاں معاشی ترقی ہو رہی تھی میرے خیال میں حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ میں نے صفحات میں ثابت کیا ہے کہ فن زراعت کی ترقی کو ملک کی عام خوشحالی کا ثبوت قرار نہیں دیا جا سکتا اور مختلف شہروں میں مقامی صنعتوں کے وجود سے ایسے وسیع نتائج نہیں نکالے جا سکتے مختلف مقامات میں مختلف مصنوعات ضرور ہوں گے۔ جلاہے۔ دھوبی۔ بڑھئی۔ لہار۔ کمہار۔ اور دوسرے پیشہ ور لوگ اطالیہ کے ہر گوشے میں کم و بیش ضرور رہے ہوں گے اور ان کے متعلق شہادت بھی کافی ہے مگر اطالیہ کے تمدن میں صنعتی پہلو کا نمایاں ہونے یا عہد انقلاب کا صنعتی ترقی[53] کا زمانہ ہونا ان دونوں امور سے مجھے اتفاق نہیں۔ اطالیہ کی برآمدی تجارت بظاہر بہت کم تھی اور درآمد بہت زیادہ تھی۔ اطالیہ میں جو چیزیں بنتی تھیں وہ وہیں کھپ جاتی تھیں۔ نظام مالیہ کی بنا محاصل کی آمدنی اور صوبجات مفتوحہ کے منافع پر تھی۔ اس میں

---

[51] دیباچہ جلد اول۔

[52] جلد اول باب ۸، جلد دوم باب ۸۔

[53] میرے خیال میں فیریرو (جلد اول باب ششم) اس کو ثابت نہیں کر سکا ہے مگر یہ عبارت پڑھنے کے لائق ہے۔

باب ۲

شک نہیں کہ جب آگسٹس نے امن و امان قائم کر دیا تو صنائع کو فروغ ہوا اور عرصے تک ملک میں خوش حالی رہی۔ لیکن یہ امر بھی یقینی ہے کہ جب صنائع میں روپیہ لگایا جاتا تو اسکی یہ صورت ہوتی کہ ہنرمند غلاموں سے کام لیا جاتا۔ جب تک اعداد و شمار نہ ہوں ہم صحیح اندازہ نہیں کر سکتے کہ کسی خاص صنعت کے کاریگروں میں احرار اور غلاموں کا کیا باہمی تناسب تھا۔ اگر ہم اس کا ذکر کر سکتے ہیں تو محض سرسری طور پر اور یہ ہرگز خیال نہ کرنا چاہیے کہ اطالیہ میں آزاد کاریگروں کا ایک زبردست گروہ تھا جو سیاسی معاملات میں اپنا دباؤ ڈال سکتا تھا۔ اگر ہم یہ کہیں تو گویا حقیقت کو مسخ کر دیں گے۔ اطالیہ کے متعلق جو حوالے تاریخوں میں ہیں انھیں بلومنر[۱] نے جمع کیا ہے" ان سے صاف ظاہر ہے کہ ان کی اہمیت بہت کم تھی اور جو شہادت اس امر کے متعلق جمع کی گئی ہے اس کا کم از کم ایک جزو عہد جمہوری سے تعلق نہیں رکھتا۔

---

[۱] Die gewerbliche Thätig Keit
der Völker des Klassischen
Alterthums, Von Dr H. Blümner,
in the Preisschriften Vondor furstlich
Jablonowskichen Gesselschaft
pp. 98—124, Leipzig, 1869.

باب (۲)

ہوتا ہے کہ زمین سمندر کی طرف بڑھ گئی ہے جس کی وجہ سے بندرگاہ کو مجبوراً سمندر کی طرف ہٹانا پڑا ہے۔ ساحل کا طول قریباً دو ہزار میل ہے مگر باوجود اس کے بہت کم ایسے قدرتی بندرگاہیں جو زمین سے گھرے ہوئے ہوں اور چونکہ ملحقہ سمندر میں مد و جزر نہیں ہے اس لئے ندیوں کے دہانوں میں بھی جوار بھاٹے کا عمل نہیں۔ بالمختصر قدرت نے ایسی سہولتیں بہت کم بہم پہنچائی ہیں جن سے اطالیہ کے سواحل پر بحری تجارت کو فروغ ہو سکتا اور قدیم زمانے میں اس نواح میں صرف یہی بڑا تجارتی شہر تھا یعنی ٹارینٹم کی یونانی نوآبادی۔ اطالیہ میں جب روما کا تسلط ہو گیا تو تجارتی ضرورتوں کے لحاظ سے مناسب موقعوں پر بندرگاہ بنائے گئے مگر برنڈیسیم کے سوائے یہ سب انسانی ہمت اور ہنرمندی کے نتیجے تھے۔

اطالیہ

(۹) جس طرح کہ اطالیہ میں مذکورۂ بالا خصوصیات ارضی کی وجہ سے بحری تجارت کو فروغ نہ ہو سکتا تھا اسی طرح اندرون ملک میں باہمی اتفاق بھی پیدا نہ ہو سکتا تھا اطالیہ کا بیشتر حصہ کوہستانی ہے اور وادیوں کے باشندوں میں جن کا پیشہ زراعت یا چوپانی ہے منتظم سلطنتوں کے قائم کرنے کا مادہ بہت کم ہوتا ہے۔ ہر پہاڑی اضلاع میں ایک وسطی مستحکم مقام ہوتا تھا جس سے جنگ کے زمانے میں مدد ملتی تھی مگر نہ تو ان مقامات پر لفظ (مدینہ) کا اطلاق ہو سکتا ہے اور نہ ان میں مدنیت پیدا ہو سکتی تھی۔ آگے چل کر ہمیں معلوم ہوگا کہ اطالیہ کے اتحاد اور اس سے جو دور رس نتائج برآمد ہونے کو تھے ان کے لئے شرط اول یہ تھی کہ ایک عظیم الشان شہر وجود میں آئے جس سے لوگوں کے خیالات میں وسعت پیدا ہو اور مشترک مقاصد کے لئے وہ تعاون کا سبق سیکھیں۔ جزیرہ نمائے اطالیہ کا طول ۶۵۰ میل ہے اور عرض زیادہ سے زیادہ ۱۵۰ میل اور کم سے کم ۲۵ میل ہے۔ ان خصوصیات ارضی سے اطالیہ کی تاریخ بے حد متاثر ہوئی ہے۔ روما اطالیہ کے وسط میں واقع تھا اس لئے جنوب اور شمال کے شہروں پر اسے ایک قدرتی تفوق حاصل تھا گلوسیئم یا ہے پو کا جغرافیائی موقع ایسا نہ تھا کہ وہ اطالیہ کو متحد کر سکتے۔ اس لئے روایات ہیں روما کی ابتدائی جد و جہد کی تاریخ میں اہم ترین واقعہ وی ای کی تسخیر کو قرار دیا ہے جو بالکل قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ وی ای ایک شہر ہے جو روما سے دس میل پر واقع تھا اور اس کا رقیب

باب دوم

جغرافیہ طبعی

(۴) جزیرہ نمائے اطالیہ کا جغرافیہ طبعی چنداں دشوار نہیں اور بہ آسانی ذہن نشین ہوسکتا ہے اسکے طول میں ایک سرے سے دوسرے تک اپی نائن کا طویل سلسلہ کوہی چلا گیا ہے جو اس کے خصوصیات ارضی کا نمایاں ترین جزو ہے۔ ندیاں بھی ہیں۔ مگر انھیں پہاڑی نالے کہنا زیادہ درست ہوگا۔ یہ ندیاں اپنا پانی بہاکر سمندر میں لیجاتی ہیں جس سے ان کا پاٹ سال کے بیشتر حصے میں خشک اور پتھریلا رہتا ہے۔ ان نالوں میں سے ہر ایک زمین اور پہاڑوں کو کاٹتا ہوا سمندر کی طرف چلا جاتا ہے جس سے گھاٹیاں بن جاتی ہیں اور اُن کا پانی اپنے ساتھ ریگ اور مٹی بہالاتا ہے جو ان کے دہانے کے قریب آکر جم جاتے ہیں۔ اس طرح سمندر کے سواحل کا عمق رفتہ رفتہ کم ہوجاتا ہے اور پہاڑوں کے سالانہ خراج سے مالا مال ہوکر ساحل کی زمین آگے بڑھتی جاتی ہے۔ خشکی کا اس طرح سمندر کی طرف بڑھنا کم و بیش ہر ملک کے ہر حصے میں نظر آتا ہے خصوصاً ٹائبر اور ارنو ندیوں کے دہانوں پر بحیرہ ایڈریاٹک کے سواحل پر بھی معمولی طور پر یہی کیفیت نظر آتی ہے۔ ملک کے ان خصوصیات ارضی سے چند اہم نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ اولاً لندن یا ہیمبرگ کی طرح ندیوں کے ایسے دہانے نہیں ہیں جن سے بندرگاہوں کا کام لیا جاسکے۔ ثانیاً اگر کسی ندی کے دہانے کے گرد و پیش میں قدیم طریقے کی جہازرانی کے لئے کوئی بندرگاہ مل بھی جاتا تو کیچڑ سے اس کے پٹ جانے کا اسکے مالکوں کو ہر وقت اندیشہ رہتا۔ مثلاً ٹائبر ندی کو لیجئے جس سے بندرگاہ کا کام لیا جاتا تھا کیونکہ جہاز روما تک چلے آتے تھے مگر دہانے کے پٹ جانے کا ہر وقت خوف تھا اور جہازوں کو ندی پر چڑھانا بھی دشوار ہوتا تھا اس لئے ساحل پر ایک بندرگاہ بنانے کی ضرورت تھی شہنشاہی بندرگاہ کے باقی ماندہ آثار سے معلوم

باب ۱

تھا۔ ایپی نائن کے سلسلۂ کوہی کے رُخ سے شمالی اطالیہ کے حالات طبیعی میں ایک نمایاں خصوصیت پیدا ہو گئی ہے جو اس نواح میں مشرق سے مغرب کی طرف گیا ہے اور بالآخر مغربی آلپس سے جا کر مل گیا ہے۔ جی نوآ کی خلیج سے متصل جو شیبی ساحل کا خطہ ہے وہ نہایت مختصر ہے اور بعض مقامات میں پہاڑیوں کی شاخیں سمندر کے کنارے تک چلی گئی ہیں۔ لی گیوریا کا کوہستانی ضلع ہمیشہ سے دشوار گذار ہے اور اطالیہ سے اس کا درجہ بدرجہ اتحاد زمانۂ دراز کی طویل اور غیر معروف جنگ و جدال کے بعد عمل میں آیا تھا۔ ایپی نائن کے شمال میں آلپس کی دیوار کوہی تک ایک وسیع اور زرخیز میدان واقع ہے جس کی قابل کاشت زمینوں کی آب پاشی پو اور اسکی باجگذار ندیوں سے ہوتی ہے۔ اہل روما کو جب اپنی فتوحات اور تنظیم کے سلسلے میں کوہ آلپ کے وجود کا علم ہوا تو انھیں یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ زرخیز خطہ جس کے شمال میں آلپس کی دیوار کوہی ہے اور جس کی ندیاں بحیرۂ ایڈریاٹک میں جا کر گرتی ہیں، متحد اطالیہ کا ایک جزو لاینفک ہے۔ مگر اس ضلع کی تسخیر زمانۂ دراز اور بے حد خونریزی کے بعد عمل میں آئی اور اس پر روما کا قبضہ مستحکم اس وقت ہوا جب کہ جنوبی تمدن کی اس میں اشاعت پوری طور سے ہو گئی۔

جزائر، آب ہوا، پیداوار

(۱۰) سرزمین اطالیہ کے آس پاس چھوٹے بڑے کئی جزیرے ہیں مگر ان میں سے صرف سسلی روما کی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتا ہے جیسا کہ قرطاجنہ کی جنگ سے ثابت ہوگا اطالیہ پر تسلط حاصل کر لینے کے بعد اس جزیرے کو فتح کرنا ضروری تھا جو در اصل اطالیہ کا ایک علیحدہ حصہ ہے کیونکہ بغیر اس کے اطالیہ بحری حملوں سے محفوظ نہ رہ سکتا تھا۔ کوہ آلپس کے دروں پر چونکہ روما کا قبضہ نہ تھا اس لیے خشکی کی طرف سے اطالیہ پر حملہ ہو سکتا تھا۔ اطالیہ پر شمال سے متعدد حملے ہوئے ہیں اور غالباً زمانہ قدیم میں جو لوگ اس ملک میں آباد تھے ان حملہ آوروں کی اولاد میں سے تھے جو اس طرف سے آئے تھے۔

موسم سرما میں بعض اوقات سردی نہایت شدت سے پڑتی ہے مگر بحیثیت مجموعی آب و ہوا معتدل ہے اور موسم گرما میں گرمی بھی خوب ہوتی ہے۔ اونچی پہاڑیوں کے سوا ملک کے ہر حصے میں زیتون اور انگور کی کاشت بخوبی ہوتی ہے۔ ترکاریوں اور اناج کی کاشت

باب (۲)

بھی کثرت سے ہوتی ہے۔ بعض اضلاع کی زرخیزی تعجب انگیز ہے خصوصاً کیمپےنیا کی وہ زمینیں جن میں ایک زمانے میں کوہ آتش فشاں تھے۔ بعض اضلاع میں مثلاً اپےپُولیا اور جنوب مشرقی حصے میں پانی کمیاب ہے مگر آب پاشی میں زیادہ دقت نہیں ہوتی۔ پہاڑوں اور وادیوں میں چراگاہیں تھیں جن میں ہر موسم میں مویشیوں کے لئے غذا موجود رہتی۔ مویشیوں کے پالنے والے چراگاہوں کی تلاش میں نقل مکان کرتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے پہاڑی اضلاع سیاسی لحاظ سے غیر متحدہ اور پس ماندہ حالت میں رہتے ہیں جنگلوں کا رقبہ غالباً آج کل کے مقابلے میں زمانۂ قدیم میں زیادہ تھا اٹرویا میں ایک گھنا جنگل تھا جس کی وجہ سے اہل روما کو اس ضلع کی تسخیر میں بہت دقت ہوئی۔ جنوب میں بمقام سیلا پائن کے درختوں کا بڑا بھاری جنگل تھا جن سے پچ بنتا تھا۔ شاہ بلوط کے بھی کئی جنگل تھے۔ اس درخت کی نہ صرف چھال اور شہتیر قیمتی ہیں بلکہ ان کے جنگلوں سے خنازیر کی چراگاہ کا بھی کام لیا جاتا تھا۔

جغرافیائی موقع۔

(۱۱) اطالیہ کے ذرائع اور خصوصیات ارضی اور جزیرہ نمائے مذکور میں روما کے جغرافیائی موقع سے اس کی اندرونی تاریخ بے حد متاثر ہوتی ہے، اسی طرح دوسرے ملکوں کے ساتھ اطالیہ کا جغرافیائی تعلق بھی قابل لحاظ ہے۔ وہ قدیم تمدن جس سے ممالک موجودہ بے حد متاثر ہوتے ہیں بحیرۂ روم کے آس پاس کے ممالک میں وجود میں آیا تھا اور اطالیہ ممالک مذکور کے وسط میں واقع ہے گو اس وسطی موقع پر زیادہ زور نہ دینا چاہیے مگر اس سے اہل روما کو وہ نفع ضرور ہوا جو ان کی خوش قسمتی پر محمول کیا جاتا ہے یعنی اس موقع کی وجہ سے ان کے لئے یہ ممکن تھا کہ جب انھیں سہولت ہو اپنے دشمنوں سے یکے بعد دیگرے سمجھ لیں۔

باب سوم

قومیات

(۱۲) اب ہم تا حد امکان بیان کریں گے کہ جب روایات سے تاریکی کا پردہ اُٹھتا ہے اور ٹائبر ندی کے کنارے روما نامی ایک شہر نظر آتا ہے۔ اُس وقت سرزمین اطالیہ میں کون کون قومیں آباد تھیں۔ اس کے متعلق ہماری محدود معلومات کے ماخذ حسب ذیل ہیں:-

(۱) متقدمین کی تصانیف میں منتشر حوالے ان میں ہیروڈوٹس بھی شامل ہے۔

(۲) متاخرین کی تصانیف میں متقدمین کے اقوال کی نقول۔ یہ نقول بعض اوقات بقید اسماء بھی ہیں۔

(۳) ماہرین اثریات و لسانیات بالمقابل کے اکتشافات نفس مضمون کے متعلق جو رائیں علماء میں زیادہ تر مقبول ہیں، میں انھیں کو مختصر طور پر بیان کرونگا اور ایسے نتائج سے وسیع نظریات کو مستنبط نہ کروں گا جو باوجود اپنے بانیوں کی مہارت اور ذکاوت کے غیر مکمل ہیں اور پایۂ تیقن کو نہیں پہنچے ہیں۔

(۱۳) یہ امر قرین قیاس ہے کہ ازمنۂ قبل از تاریخ میں آبادی کی نقل و حرکت بالعموم شمال سے جنوب کی طرف تھی اور ترک وطن کا سلسلہ خشکی کے ذریعہ سے جاری تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ قدیم تر باشندے جزیرہ نما کے جنوب میں ملیں گے اور اس خیال کی تائید یونانی مبصرین کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ جزیرہ نما کی اطالی قوم اور جزیرہ سسلی کی سکیلی قوموں میں مماثلت تھی۔ اس کے علاوہ یونانی روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ قوم سکیلی آگے جزیرہ نما میں آباد تھی اور وہاں سے ترک وطن کر کے سسلی چلی گئی۔ جنوب کی اسی قوم اطالی سے اطالیہ

کا نام ماخوذ ہے جس کا اطلاق رفتہ رفتہ اس پورے ملک پر ہوگیا جو کوہ آلپ کے جنوب میں واقع ہے۔ ان کے علاوہ ایک دوسری قوم "ایے لونٹ ری" بھی تھی جس کو اُس سے امتیاز کرنا دشوار ہے۔ یہ دونوں قومیں غالباً ایک قدیم تر سلسلہ ترک وطن کے باقیات ہیں سے تھیں جو شمال سے زمانہ مابعد میں آنے والے قبائل کے دباؤ سے اپنے موجودہ مساکن میں آباد ہوگئی تھیں۔ اطالیہ کے اسی جنوبی حصے میں آٹھویں صدی کے یونانی قسمت آزماؤں نے بھی اپنی مستقل آبادیوں کی بنا ڈالی جنھوں نے رفتہ رفتہ مستعمری مملکتوں کی صورت اختیار کرلی اور قدیم باشندوں میں سے اکثر کو مغلوب کر کے اپنا محکوم بنا لیا۔ دولت اور شہرت میں یہ مملکتیں قدیم ہیلاس (یونان) کے شہروں سے بھی بڑھ گئیں، یہاں تک کہ جنوبی اطالیہ "یونان اعظم" کے نام سے موسوم ہوگیا۔ مگر سسلی کے اپنے ہم نسل شہروں کی طرح یہ مملکتیں بھی منتشر بلدیات تھیں یعنی یونانی کی مختلف شاخوں سے تعلق رکھنے کی وجہ سے ان میں کسی قسم کا اتحاد نہ تھا اور حرص ملک گیری یا تجارتی رقابت کی وجہ سے باہمی نزاع و جدل کا سلسلہ لا متناہی تھا۔ جنوب مشرق میں جو زمانہ مابعد میں ایپولیا اور کلابریا کے نام سے موسوم ہوا، وہ قوم آباد تھی جسے یونانی یاپی جی کہتے تھے اس قوم کے اور نام بھی ہیں مثلاً مے ساپی، مگر اس سے ہمیں سروکار نہیں۔ ان قبائل کے حسب و نسب کے متعلق ہمیں کوئی علم نہیں البتہ مورخین کے علی الرغم یہ خیال ہے کہ یونانی تمدن سے یہ لوگ زمانہ قدیم ہی میں متاثر ہوگئے تھے بعض علما کا یہ خیال ہے کہ یہ قبیلہ بحیرہ ایڈریاٹک کے مقابل کے ساحل کے غیر متمدن یونانی تارکان وطن کی اولاد سے ہے، مگر یہ محض خیال ہی خیال ہے ان کے متعلق صرف ایک اہم امر قابل ذکر ہے یعنی اُنھوں نے جنوبی اطالیہ کے یونانی مستعمرین کے مقابلے میں اپنی آزادی کو قائم رکھا۔ روایات میں ذکر ہے کہ ایک یاپی جی سردار نے سیراکیوز اور ایتھنز کی جنگ میں ایتھنز کو مدد دی تھی۔ لیکن زمانۂ مابعد میں جب کہ سامینیوں نے جنوبی اطالیہ کا رخ کیا تو یاپی جیوں نے بھی مجبور ہو کے یونانی شہروں کی طرح اس خطرے سے محفوظ رہنے کے لئے روما کا حلیف بن جانا مناسب خیال کیا۔

اطالیہ کی قومیں

(۱۴) روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یونانیوں کی قدیم ترین نو آبادی

کیمپے نیا کے ساحل پر قائم ہوئی تھی اس نوآبادی کے قیام کی حقیقی تاریخ کا تو ہمیں علم نہیں مگر خلیج نیپلز کے سواحل پر اہل **یونان** کے اثر کے غالب ہو جانے کا اسے پیش خیمہ کہہ سکتے ہیں اس نواح میں یونانیوں کو ان قبیلوں سے سابقہ ہوا جنھیں وہ بالعموم **اوپی** کی (لاطینی اوسکی) کہتے تھے یہ قبیلے غالباً اس زبردست قوم سے تعلق رکھتے تھے جو تاریخی زمانے میں وسطی اطالیہ کے بیشتر حصے میں آباد تھی۔ قبیلۂ **اوسکی** کے زیادہ تر افراد اس زمانے میں غالباً **کوہ ایپی نائن** کے سطح مرتفع پر آباد تھے اور رفتہ رفتہ جنوب کی طرف بڑھ رہے تھے۔ روایات کا یہ مضمون بالکل صحیح ہے کہ **کیمپے نیا** اور **لوکا نیا** اُنھوں نے زمانۂ مابعد میں فتح کیا۔ زبان کی شہادت کی بنا پر قبائل مذکور کو آریا کی قوموں میں شمار کیا گیا ہے اور ان کا تعلق قبائل کے ایک مجموعے (سابیلی) سے تھا اور تاریخی زمانے میں جنوب میں ان کا ممتاز ترین قبیلہ **سامنی** کے نام سے موسوم تھا۔ وسطی اطالیہ میں **سابن** اور چند کم تعداد مگر زبردست قبیلے یا قومیں آباد تھیں جن میں **مارسی** اور **پیلے لگ نی** قابل ذکر ہیں قبائل مذکورہ کے جنوب میں **کوہ ایپی نائن** کے مغرب کی طرف آریا نسل کے دوسرے قبیلے تھے مثلاً **ایکوئی، ہرنیکی، وولس کی** اور لاطینی جو کوہستانی خطۂ ملک کے گوشوں اور اس کھلے ہوئے میدان میں آباد تھے جو **ٹائبر** تک چلا گیا ہے قبائل کے اس گروہ کے شمالی ارکان کو **امبری** کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں۔ یہ قبیلے ان اضلاع میں آباد تھے جو زمانۂ مابعد میں **امبریا** اور **پیکے نم** کے نام سے مشہور ہوئے اور **ایٹروریا** کی محکوم جماعت میں بھی ان کی خاصی تعداد تھی۔ یہ تمام قبیلے جو شمال، اوسط ملک اور جنوب میں آباد تھے ہم نسل تھے ان کی زبانیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی تھیں اور رسم و رواج میں بھی ایک حد تک ہم آہنگی تھی۔ مگر ان میں باہمی سیاسی اتحاد نہ تھا جو انھیں ایک دوسرے سے وابستہ کر دیتا اور دوسری قوموں سے میل جول کے سبب سے ان میں مغائرت پیدا ہوتی جاتی تھی۔ اس کے علاوہ جن جن اقطاع ملک میں یہ قومیں آباد تھیں ان کے طبعی خط و خال کا اثر بھی ان کے خصائل پر ہوا تھا۔ مثلاً لاطینیوں کے ہموار ملک میں شہروں کا وجود میں آنا زیادہ ممکن تھا بہ نسبت وسطی سطح مرتفع کے

باب۱

اور جب کوئی قوم یکجا ہو کر شہروں میں رہتی سہتی ہے تو اسکے افراد میں یک جہتی پیدا ہو جاتی ہے، انکے مقاصد متحد ہو جاتے ہیں اور ان میں اس قسم کے رسم و رواج کی بنا پڑ جاتی ہے جن سے اشتراک عمل ممکن ہو جاتا ہے۔ صرف اندیشہ اس امر کا رہتا ہے کہ ان میں یونانی شہروں کی انفرادیت پیدا نہو جو ان کی تباہی کا باعث ہوئی، مگر یہ بحث زمانۂ مابعد سے متعلق ہے۔ یہ امر اتفاقی نہ تھا کہ بالآخر اطالیہ کی سیادت کا سہرا ایک ایسی قوم کے سر رہا جس میں تنظیم، فرض شناسی، فرماں برداری اور امن پسندی کے تخیلات مستحکم ہو گئے تھے۔ اہل روما کو دوسری قوموں پر جو فوقیت حاصل تھی اس کا راز یہ تھا کہ انھیں فتوحات حاصل کرنے کے علاوہ ممالک مفتوحہ کو اپنے قبضہ میں رکھنے کا بھی گر خوب معلوم تھا۔ لاطینیوں کے ہم نسل قبیلوں میں بھی فتوحات حاصل کرنے کا مادہ تھا مگر روما کی سیادت میں لاطینیوں کی جماعت ترقی پذیر اور منتظم ہو گئی تھی دوسری قوموں کی یہ حالت تھی کہ جب ان کے مساکن میں ان کی تعداد بڑھ جاتی اور ان کا خطۂ ملک ان کے لئے ناکافی ہو جاتا تو شہد کی مکھیوں کی طرح وہ اپنی جماعت کے حصۂ کثیر کو نئے مساکن کی تلاش کے لئے بھیجتے[1] مگر اس طرز عمل سے صرف نئی قومیں پیدا ہوتیں جو اپنی اصل قوموں سے بالکل بیگانہ ہو جاتیں اور بعض وقت مخالفت پر بھی آمادہ ہو جاتیں۔

اہل اٹروریا

(۱۵) اطالیہ کی قوموں میں سب سے عجیب و غریب **اہل اٹروریا** تھے علماء لسانیات اب تک اس امر کا تعین کرنے سے قاصر ہیں کہ یہ قوم کس نسل سے تھی۔ مگر قدیم مصنفوں نے ان کا اکثر ذکر کیا ہے اور ان کی قبروں سے کثیر التعداد اشیاء برآمد ہوئی ہیں ان کے کتبے بھی بہت سے ملے ہیں مگر زیادہ مفید نہیں ہیں یہ بھی اب تک معلوم نہیں کہ اطالیہ میں یہ لوگ کب اور کس طور سے داخل ہوئے بعض لوگوں کا خیال تھا کہ یہ لوگ شمال سے آئے اور کوہ **آلپ** کی قوم **رائی ٹی** سے تعلق رکھتے تھے مگر اب ظن غالب یہ ہے کہ مشرق سے سمندر کی راہ سے آئے تھے۔ روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ لوگ **لیڈیا** سے آئے۔ تاریخی زمانے میں یہ قوم **اپی نائین** کے جنوب میں **آرنو** اور **ٹائبر** ندیوں کے درمیان بڑے بڑے محصور شہروں میں آباد تھی سیاسی حالت یہ تھی کہ ہر شہر جنگجو امرا کی ایک جماعت کے زیر حکومت ہوتا جو خود ایک بادشاہ یا سردار کے ماتحت ہوتے۔ شہروں کی تعداد بارہ بیان کی جاتی ہے مگر یہ محض قیاسی ہے۔ **اہل اٹروریا** کی حیثیت فاتحانہ تھی اور وہ ایک محکوم جماعت پر حکمراں تھے جن میں **اہل لیگیوریا** اور **امبریا** اور اطالیہ کے دیگر قبائل شامل تھے فتوحات کے سلسلے میں وہ دور دور پہنچ گئے تھے۔ شمال میں **پو** ندی

---

[1] اسی کو "مقدس چشمہ" کہتے تھے (Ver Sacrum)

کے اطراف میں دو ضلعے ان کے قبضے میں تھے اور جنوب میں کیم پے نیا کے بہترین حصے۔ روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ ہر ضلع میں ان کے بارہ شہر تھے۔ بلاشک و شبہ ایک زمانے میں انھیں انتہائی عروج حاصل ہو گیا تھا اور ہمسایوں پر ان کا رعب تھا اگر وہ چاہتے تو اپنی پوری قوت سے کام لیکر روما کو تباہ کر سکتے تھے جو اس وقت گویا عالم طفولیت میں تھا بلکہ یہ بھی خیال ہے کہ ایک عرصے تک روما ان کے زیر حکومت تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جنوب کی طرف بڑھتے ہوئے انھوں نے لاطینیوں و ویسکینوں اور دوسرے قبیلوں کو محکوم کر لیا تھا۔ اپنے انتہائی عروج کے زمانے میں شہروں کے تین سلسلوں میں آباد تھے اور اکثر چھوٹے چھوٹے قبیلے ان کے زیر نگیں تھے ان کے قومی خصائل ان رسموں اور اختراعات سے معلوم ہو سکتے ہیں جن کے متعلق روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ دوسری قوموں نے ان سے سیکھا تھا۔ اہل روما نے جن چیزوں کا استعمال ان سے سیکھا حسب ذیل ہیں:۔ ہاتھی دانت کی کرسی (Curulis) ارغوانی حاشیہ کی عبا اور دیگر لوازم عہدہ۔ تعمیرات کا خصوصاً بڑا وسطی کمرہ جس میں امراء اپنے متوسلین سے ملاقات کرتے تھے بجلی کی چمک۔

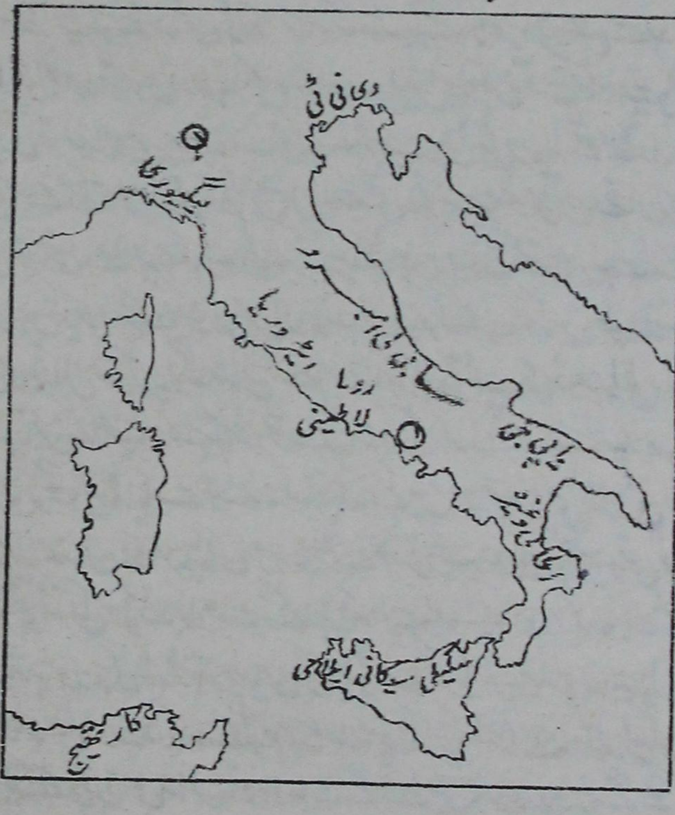

(اطالیہ کی قدیم قوموں کا قیاسی نقشہ۔ اہل اٹروریا کے دور افتادہ مقبوضات پر (ا) کا نشان ہے)

باب (۳)

اور گرنے سے فال نکالنا۔ ذبح کئے ہوئے جانوروں کی آنتوں سے پیشین گوئی کرنا وغیرہ۔ ان امور کے متعلق اٹروریا کے ماہرین فن سے اکثر مشورہ کیا جاتا شمشیر زنوں (Gladiatores) کے کشت و خون بھی اٹروریا میں رائج تھے اور وہیں سے روما میں آئے اور اسی ملک کے ایکٹروں نے تھیٹروں کے تماشوں کو روما میں رائج کیا قرنا جو جنگ میں بجایا جاتا ہے اس کے موجد بھی یہی تھے اور ان میں سے اس کا استعمال اہل یونان اور روما نے سیکھا یونانیوں سے ان کا ڈانڈا ان کی حکومت کے ہر سمت میں ملا ہوا تھا اور یونانیوں سے تعلقات پیدا ہو جانے کی وجہ سے انکے مستقبل پر بہت کچھ اثر پڑا۔ یونانی تمدن کو اُنھوں نے بطیب خاطر قبول کر لیا جس کی وجہ سے انھیں اپنے ہمسایوں پر چند روزہ تفوق حاصل ہو گیا۔ یونان کے فنون لطیفہ کے نمونے خصوصاً کورنتھ اور ایتھنز کے مٹی کے برتن اٹروریا کے امرا شوق سے خریدتے تھے اور یونانی صنمیات سے بھی وہ متاثر ہوئے مگر یونان کے تمدن کو اُنھوں نے بالکلیہ قبول نہیں کیا اور مغرب میں اس کی اشاعت میں مانع ہوئے

اب ہم انکی زمانۂ مابعد کی تاریخ کی طرف متوجہ ہوں گے جب کہ یہ فاتح قوم یونانی تعیش میں مبتلا ہو گئی تھی۔ اٹروریا میں اُنکی آبادی کے بارے میں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ اُنھوں نے ابتدا ہی سے سمندر کی طرف توجہ کی تھی اور ایک زبردست بحری فوج تیار کر لی تھی جس سے وہ تسخیر ممالک اور قزاقی میں کام لیتے تھے کرسیکا اور دوسرے جزائر پر ان کا قبضہ تھا اور کچھ روز تک سارڈینیا میں بھی ان کے قدم جم گئے تھے۔ یونانیوں سے ان کو انھیں بحری مہموں میں سابقہ پڑا۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ عجیب و غریب قوم روما کی نوخیز سلطنت کو فتح کر کے اطالیہ کو اپنے قبضہ میں لائیگی مگر فی الحقیقت یہ نہیں ہوا غالباً اقوام کی سیاسی ہستی کا ایک کلیہ ہے کہ امرا کی حکمراں جماعتیں جو کسی خاص قوم کی ہیں یا اپنے محکوموں میں جذب ہو جائیں یا اپنی خلقی زوال پذیری کی وجہ سے روبہ انحطاط ہو جائیں۔ بہرکیف اس قسم کی جماعتوں کی فلاح کے لئے مسلسل اتحاد عمل اور اتفاق کی سخت ضرورت ہے آگے چلکر معلوم ہوگا کہ اٹروریا کے شہروں میں خواہ وہ ایک فرد واحد کے زیرنگیں ہوں یا امرا کی جماعتوں کے ان میں حقیقی سیاسی اتحاد نہ تھا اور یہی سقم ان کے زوال کا باعث ہوا۔

لیگیوری

(۱۶) اہل اٹروریا کے شمال و غرب میں ایک قوم **لیگیوری** آباد تھی جس کے

(ب

حالات بہت کم معلوم ہیں۔ ان کی زبان[1] کے آثار بھی بہت کم باقی ہیں اور اثریات کی مزید ترقی ہی سے کچھ امید ہو سکتی ہے کہ یہ معلوم ہو کہ ان کی ہم نسل قومیں کون تھیں۔ ان کے متعلق بہت سے واقعات بیان کیے گئے ہیں جن سے بعض قرین قیاس نتائج مترتب ہو سکتے ہیں۔ غالباً یہ ایک قدیم قوم تھی جو آٹھویں صدی ق۔م میں بمقابلہ زمانۂ مابعد کے وسیع تر رقبہ میں آباد تھی اور اس کے افراد مغرب میں کم از کم آرنس کے قریب تک پھیلے ہوئے تھے جو رُوآن ندی پر واقع ہے سواے کا ضلع جو کوہ آلپ کے دامن پر واقع ہے اور اضلاع ملحقہ پر اور پو ندی کے بالائی میدان پر غالباً ان کا قبضہ تھا۔ جنوب میں وہ آرنو ندی تک آباد تھے مگر تاریخی زمانے میں وہ شمالی مغربی اپی نائن اور بحری آلپ کے کوہستانی خطے میں گھر گئے تھے معلوم ہوتا ہے مختلف سمتوں سے ۵۲ زبردست حملہ آوروں کے ورود سے یہ قوم اس ناہموار پہاڑی ملک میں آباد ہو گئی تھی جہاں باوجود محنت شاقہ اس کا گزارہ دشوار تھا گیلٹ جو مسالیہ کے یونانیوں کے حلیف تھے ان کے ہمسایہ تھے مگر ہمیشہ پرخاش جوئی پر آمادہ رہتے تھے کیلٹوں نے شمال کی طرف پو ندی کے میدان پر قبضہ کر لیا اور یونانیوں نے جنوب کے سواحل پر جس کی وجہ لیگیوری زمانۂ مابعد میں ایک سرکش اور چالاک پہاڑی قوم ہو گئے ان کا شیوہ یہ تھا کہ نشیبی میدانوں میں لوٹ مار اور اپنے سواحل پر بحری قزاقی کرتے۔ اہل روما نے انھیں اسی حالت میں پایا۔

وی نی ٹی
اور گال

(۱۷) پو ندی کے میدان کے معاملات میں روما کی مداخلت کے بہت قبل جس کی تاریخ معین نہیں ہو سکتی شمال میں اقوام کی نقل و حرکت کے دو بڑے سلسلے وقوع میں آئے جن کا یہاں بیان کرنا ضروری کیونکہ مشرق سے ایک قبیلہ وی نی ٹی جو الیریا کا بیان کیا جاتا ہے غالباً سمندر کی راہ سے آکر پو ندی کے نشیبی میدان میں آباد ہو گیا۔ مغرب سے کیلٹی قبیلے بھی جوق جوق کوہ آلپ کے دروں کو طے کرتے ہوئے

---

[1] اب خیال کیا جاتا ہے کہ یہ زبان آریائی خاندان کی تھی۔

[2] پروفیسر رجوے نے اپنے رسالہ "رومن کون تھے" میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ لیگیوری نیدی یورپی آبادی کا قدیم ترین جزو ہیں اور اطالیہ کے بیشتر حصے میں آباد تھے۔

باب ۱

پہنچ گئے جس کی وجہ سے لیگیوری اپنے پہاڑوں میں جا چھپے اور کیلٹ یا گالی موجودہ صوبجات لمبارڈی و پیڈ ونٹ کے مالک بن گئے اور رفتہ رفتہ اس خطۂ ملک میں پھیل گئے جو پوندی اور کوہ اپی نائن کے درمیان واقع ہے اور اب صوبۂ ایمی لیا کے نام سے موسوم ہے ان کی اس فتح سے کوہ آلپ کے اس پار والے گال کا ملک وجود میں آیا۔ یہ تاریخ اطالیہ کا ایک اہم واقعہ ہے۔ مگر وی نی ٹی کا بھی اطالیہ میں آ کر آباد ہونا کچھ کم اہمیت نہیں رکھتا گو اس قبیلے کے افعال حرکات کا ہمیں بہت کم علم ہے۔[1] گالی انھیں کبھی محکوم نہ کر سکے مگر گالیوں ہی کے خوف سے انھوں نے روما کا ساتھ دیا جب کہ روما نے ملک اطالیہ کو گالیوں کی دست برد سے نجات دلانے کا بیڑا اٹھایا۔ اس کے علاوہ یہ قبیلہ گالیوں کی آبادیوں اور بحیرۂ ایڈریاٹک کے درمیان آباد تھا اس لئے گالی بحری قوت پیدا کرنے سے مجبور تھے۔ وی نی ٹی سمندر سے نا آشنا نہ تھے۔ یونان سے ان کے تجارتی تعلقات تھے جہاں ان کے گھوڑوں کی بہت قدر تھی۔ فی الجملہ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اہل روما جس زمانے میں اپنی ابتدائی جد و جہد میں مصروف تھے اور اپنی ہم نسل قوموں میں اپنی سیادت کی بنا قائم کر رہے تھے، اپی نائن اور آلپ پہاڑوں کے درمیان کے خطۂ ملک پر جدید قوموں کا قبضہ ہو گیا تھا۔ سابقہ قومیں مثلاً لیگیوری، آٹرسکی، اور امبری اب محکوم تھے اور اس ملک کے بیشتر حصے پر جنگجو اور فاتح قوموں کا قبضہ تھا جن کی تعداد میں ان کے ہم نسل اشخاص کے متواتر ورود سے اضافہ ہوتا رہتا تھا جو ان کی کوہ آلپ کے پار کی آبادیوں سے آیا کرتے تھے۔

(۱۸) امور مذکورۂ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ روما کے نشو و نما کے زمانے میں اطالیہ میں مختلف النسل قومیں آباد تھیں۔ قبائل کی نقل و حرکت اور ان کی آبادیوں کے متعلق جو افسانے مشہور ہیں خواہ وہ اہل اطالیہ کی روایات سے ہوں یا یونانیوں کی ایجاد سے ان پر ہم یہاں بحث نہ کریں گے۔ اسی قبیل کے اور مسائل بھی ہیں جن کا ذکر ہم یہاں نہیں کر سکتے۔ مثلاً یاپی جی اور وی نی ٹی ہم نسل تھے یا لیگیوری اور

---

[1] دیکھو اشاریہ (وی نی ٹی) اور فی سین جلد اول ۴۹۲

مغربی سسلی کے ای لی می بھی ایک دوسرے سے تعلق رکھتے تھے، کرسیکا، اور سارڈی نیا کے پرانے باشندے لیگیوری نسل سے تھے یا جنوبی سارڈی نیا کے باشندے افریقہ سے آئے تھے۔ علماء علم آثار ممکن ہے کہ اپنی فکر و کاوش سے ان مسائل پر روشنی ڈال سکیں مگر ان مسائل کے متعلق ان کے انکشافات سے تاریخ روما کے متعلق ہم نے جو رائے قائم کی ہے بہت کم اثر پڑے گا جس امر سے ہمیں زیادہ سروکار ہے وہ یہ ہے کہ جزیرہ نمائے اطالیہ کے زیادہ تر باشندے اہل روما کے ہم نسل تھے یہ نظریہ اب کم و بیش پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے اور اقوام اطالیہ کی یہ ہم نسلی ان کی تاریخ میں خاص سیاسی اہمیت رکھتی ہے کیونکہ اسی کی وجہ سے روما کو تمام ملک فتح کر لینے اور اس کی مختلف قوموں کو اپنا جزو بنا لینے میں کامیابی ہوئی۔

باب ۴

باب چہارم

مذہب

(۱۹) تاریخی زمانے میں روما کے مذہب کے متعلق جن حالات کا انکشاف ہوتا ہے اُن سے ظاہر ہے کہ یہ ایک عجیب معجون مرکب تھا۔ بڑے دیوتا جن کی پرستش مندروں میں ہوتی تھی متعدد تھے یہ دیوتا سلطنت کے محافظ خیال کئے جاتے تھے اور سلطنت کی طرف سے ان کی پرستش کا انتظام تھا۔ بیرونی مذہبی اثرات بھی خصوصاً یونان اور اٹروریا وغیرہ کے نظر آتے ہیں اور ان کا زور روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔ مگر ان مخلوط اور تشکیکی مذاہب کے علاوہ قدیم ملکی نظام مذہبی کے آثار بھی نظر آتے ہیں جس کے دیوتا مختلف قسم کے تھے۔ ان دیوتاؤں کا تعلق قدیم معتقدات سے تھا جو متروک ہوئے جاتے تھے۔ ان دیوتاؤں کی اصلیت اور ماہیت کو لوگ فراموش کر چکے تھے اور صرف ان کے نام اور تہوار باقی تھے روما کے ماہرین آثار قدیمہ نے قدیم مذہب کی جو حالت قلم بند کی ہے۔ ان کو روما کی باقی ماندہ جنتریوں سے ملا کر روما کے قدیم مذہب کے متعلق تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے اور بہت[1] کچھ کامیابی بھی ہوئی ہے اس کے علاوہ فورم میں کھودنے سے وہ مقامات بھی معلوم ہوئے ہیں جہاں رسوم ادا ہوتی تھیں۔ اب میں صرف چند امور کا ذکر کروں گا جن سے قدیم اہل روما کے خصائل ہویدا ہوں گے۔ اس کے متعلق علیحدہ تصنیفات موجود ہیں

---

[1] سنہ ۱۸۹۹ء تک جو کچھ تحقیقات ہوئی ہیں وہ مسٹر ڈبلیو ڈبلیو فاولر کی کتاب "روما کے تہوار" میں مندرج ہیں (صفحہ ۳۴۲ و ما بعد) مسٹر سی بیلی نے "روما کا قدیم مذہب" سنہ ۱۹۰۷ء میں نتائج کا خلاصہ نہایت قابلیت سے کیا ہے دونوں کا ماخذ ڈاکٹر فریزر کی کتاب (Golden Bough) ہے۔ ای پائس کی کتاب تاریخ روما کے قدیم افسانے بھی دیکھو۔

اور اس سے بہت زیادہ سروکار بھی نہیں۔

(۲۰) روما کے قدیم مذہب میں مورتیں نہیں تھیں دیوتاؤں کا تخیل بطور قوتوں کے (Numina) نہ کہ بشکل انسانی میں یا انسانی رجحانات کے ساتھ لفظ (Numen) کے بعد لفظ (Deus) دیوتا کے رواج پانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مافوق انسانی قوتوں کی تشکیل کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ یہ خیال تھا کہ یہ قوتیں مادی اشیا میں رہتی ہیں مثلاً کسی پتھر یا درخت میں اور ان چیزوں کی پرستش سے غالباً وہاں کے مذہب کی ابتدا ہوتی ہے یہ وہی پُر اسرار چیزوں کی پرستش ہے جو دنیا کے ہر گوشے میں کسی نہ کسی وقت رائج تھی اسی سے ان لاتعداد مقیم ارواح کا تخیل پیدا ہوتا ہے جن کو خوش رکھنا انسان کا فرض خیال کیا جاتا تھا۔ اس طور پر ہر قوت کے لئے کوئی خاص مقام تھا اور ہر مقام کے لئے کوئی خاص قوت مخصوص تھی مذہب کے ترقی کرنے پر بھی ان مقامی تعلقات کا تخیل باقی رہتا ہے اور کسی قوت کے دیوتا ہو جانے کے بعد بھی یہ خیال باقی رہتا ہے کہ اس کا تعلق کسی خاص مقام سے ہے یا وہ کسی خاص قبیلے کا دیوتا ہے۔ دیوتاؤں کی پرستش کا پہلا مستقل سقفی مقام مکان سکونتی تھا۔ مکانوں میں دیوتاؤں کی پرستش سب سے پہلے باقاعدہ قائم ہوئی اور آخر تک اس کے ابتدائی آثار باقی تھے دروازے[1] (Ianus) مطبخ (Vesta) اور مخزن (Penates) کے دیوتا نہایت قدیم ہیں لیکن مذہب کا اثر ہر طرف تھا مثلاً کھیتوں کی حدود بھی ایک مذہبی حیثیت رکھتی تھیں دیہاتی رواج میں ان کی خاص وقعت ہے اور حدود کے پتھر (Terminus) دیوتا کے نائب خیال کئے جاتے تھے۔ کسانوں کا دار و مدار بالکل موسم پر ہے اور ان چیزوں سے وہ بہت ڈرتے ہیں جو زراعت کو خراب کرنے والی ہیں اسلئے ان کے لئے ہر سال مختلف اوقات میں دیوتاؤں کے تہوار رکھے گئے تھے اور ان کو خوش کرنے کے لئے قربانیاں کی جاتی تھیں دیہات میں جن دیوتاؤں کی

---

[1] میں نے (Lares) کو فراموش نہیں کیا ہے بلکہ ان کو قصداً چھوڑ دیا ہے کیونکہ ان کی اصلیت کے متعلق بہت شک ہے۔

پرستش ہوتی تھی۔ ان میں زمین (Tellus غلے کی فصلوں (Ceres) تخم ریزی (Saturnus) مویشیوں اور فصل کاٹنے کے دیوتا تھے۔ اولوں کا دیوتا (Robigus) اُن خبیث دیوتاؤں میں تھا جن کو خوش رکھنا ضروری تھا۔ اکثر دیوتاؤں کے متعدد خواص اور فرائض تھے اور مختلف مقامات پر مختلف ناموں سے ان کی پرستش ہوتی تھی۔ مثلاً آسمان اور مناظرِ سماوی کے دیوتا جوپیٹر کی پرستش تمام ملک اطالیہ میں مختلف ناموں سے ہوتی تھی جن میں سے چند ذیل میں درج ہیں:۔

(Fulger, Lucetius, Elicias, Feretrius, Summanu)

مشترک صفات کی وجہ سے دیوتا ایک دوسرے سے مخلوط ہو جایا کرتے تھے۔ زمانۂ حال کے محققوں کے لئے اس گتھی کا سلجھانا نہایت مشکل ہوتا ہے اس کے علاوہ تخیلات میں جو تغیر ہوئے ہیں اس کا معلوم کرنا بھی مشکل ہے۔ مثلاً مارس ایک نہایت قدیم اطالوی دیوتا ہے۔ ابتداءً یہ ایک دیہاتی دیوتا تھا مگر تاریخی زمانے میں جنگ کا دیوتا ہو گیا تھا۔

زمانۂ قدیم کی تشبیہ کے آثار دیوتاؤں اور دیویوں کے جوڑوں میں پائے جاتے ہیں مثلاً جانس اور جانا، جوپیٹر اور جونو، لیبر اور لیبرا۔ مذاہب کی ابتدائی تاریخ میں دیوتاؤں اور دیویوں کا اس طرح موجود ہونا شاذ نہیں ہے۔

قدیم تشبیہ کے آثار جوپیٹر کے متبرک پتھر، مارس کے بھالے اور دروازوں کے دیوتا کی دو رخی مورتوں وغیرہ میں باقی رہ گئے تھے کیونکہ سلطنت نے جب زور پکڑا اور پرستش کا اپنا نظام قائم کیا تو اس نے پرانے تخیلات کو خفیف ترمیموں کے ساتھ ترقی دی یا مفتوح حلیفوں یا نئے شرکاء کے مذہبی تخیلات کو اپنے نظامِ مذہبی میں داخل کر لیا۔ اس طور پر جانس اور ویسٹا روما کے دیوتا ہو گئے۔ سابن قوم میں مارس کی پرستش کوئی رنس کے نام سے ہوتی تھی۔ جب یہ قوم اہلِ روما سے متحد ہو گئی تو دونوں کی پرستش ایک ساتھ ہونے لگی۔ تاریخی زمانے کے آغاز میں جوپیٹر لاٹیاریس لاطینیوں کا مشترک دیوتا تھا مگر البا کے زوال کے بعد اس کے بڑے تہوار (Feriae Latinae) کی صدارت روما کے ہاتھوں میں آ گئی تھی۔ ڈائی آنا جس کی پرستش آریکیا میں ہوتی تھی اس کے لئے آون ٹائن میں

ایک مندر بنا دیا گیا تھا جس میں اہل روما اور لاطینی دونوں شریک تھے۔ سب سے اہم امر یہ ہے کہ جوپیٹر سلطنت کا سب سے بڑا دیوتا مان لیا گیا تھا اور اس کا مندر کیپی ٹول[1] کی پہاڑی پر تھا جس میں جونو اور منروا کی مورتیں بھی تھیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان دیوتاؤں کی پرستش قدیم زمانے میں ایک مندر میں ہوتی تھی جو (Capitolium Vetus) پر واقع تھا جو کوئی ری نال کا ایک جزو ہے۔

بالمختصر تاریخی زمانے کے آغاز میں روما میں متعدد دیوتاؤں کی پرستش ہوتی تھی۔ اور ایک نظام مذہبی کی بنا پڑ گئی تھی۔ مندر بننے لگے تھے مورتوں کا استعمال شروع ہو گیا تھا اور بیرونی اثرات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مندر بنانے والے اٹروریا سے آئے تھے اور کیپی ٹول کا مندر اٹروریا کے مندروں کے نمونے پر بنا تھا لیکن سلطنت کے دیوتاؤں کے علاوہ خاندانوں قبیلوں اور پنچ قوم (حلقوں) کے دیوتاؤں کی پرستش بھی جاری تھی۔

عقائد

(۲۱) اکثر محققوں کا خیال ہے کہ روما کے مذہب میں عقائد کا جزو بہت کم تھا اور اس کا دار و مدار زیادہ تر رسوم کی صحت کے ساتھ ادا کرنے پر تھا۔ کسی رسم کے ادا کرنے میں اگر ذرا سی بھی فرو گذاشت ہوئی تو وہ بیکار خیال کی جاتی اور اسے از سر نو دہرانا پڑتا کیونکہ "انما الاعمال بالنیات" کے اصول سے اہل روما واقف نہ تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر کوئی رسم صحت کے ساتھ ادا کی جائے تو دیوتا پھر اس سے متاثر ہوگا اور دیوتاؤں کے متعلق خیال تھا کہ وہ اس فکر میں رہتے تھے کہ رسوم میں کوئی فرو گذاشت ہو جائے قدیم قانون میں احکام کی لفظی پابندی اور ظاہری اشکال کا بہت خیال تھا اور روما کا مذہب بھی قانون پر مبنی تھا اور غیر ملکی اثرات سے متاثر ہونے تک اس کی یہی حالت رہی۔ یونانی ملت تشبیہی کے ساتھ یونان کے دیوتا بھی روما میں پہنچ گئے اور اس کے بعد یونانی عقلیت کا اثر بھی روما میں پہنچ گیا۔ یہاں میں نتائج کو ملحوظ رکھ کر دو باتوں کا ذکر ضروری خیال کرتا ہوں۔ اولاً جب عقلیت نے زور پکڑا تو اس کا تشکیکی اثر اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے تک محدود تھا مگر اس زمانے میں طبقہ مذکور سلطنت پر عملاً حاوی ہو گیا تھا۔

---

[1] اس کا بیان ہے کہ یہ مندر چوتھی صدی ق م کا بنا ہوا ہے یعنی گالوں کی آتش زنی کے بعد کا۔

باب ۲

نمایاں تشکیک کا اثر زیادہ تر عقائد پر ہوتا ہے نہ کہ رسوم پر اس لئے روما کے سرکاری مذہب میں رسوم کا جو جز و تھا وہ تشکیک کے حملوں سے محفوظ رہا۔ اسی نظام مذہبی کی دوسری صدی ق م میں غفارت پسند پالی بیس نے تعریف کی تھی سسرو نے جمہوریہ کے آخری زمانے میں اسی کی تائید کی تھی اور آگسٹس نے اسے پھر زندہ کیا۔

(۲۲) روما کے مذہب کو بظاہر توہمات (Superstistion) پر مبنی کیا جاسکتا ہے مگر لاطینی میں (Superstitio) کے معنی بے سود اور زائد از ضرورت کے ہیں۔ اہل روما کا عقیدہ تھا کہ ایک عقلمند آدمی کی پرستش کی غایت یہ ہے کہ اپنا مقصود حاصل کرنے کے لئے کن رسموں کو ادا کرنے کی ضرورت ہے اور جب یہ معلوم ہو جائے تو صرف انھیں رسموں کو بغیر کسی کمی یا بیشی کے ادا کرنا۔ رسموں کی اسی پابندی کو (Pietas) کہتے تھے۔ جس شخص کو یقین کامل ہوتا کہ اس کی پرستش اس معیار سے ٹھیک اُتری ہے اسے پھر دیوتا کی طرف سے کوئی فکر نہ رہتی جب تک اسے پھر دیوتا کی عنایت کی ضرورت نہ ہوتی اور نہ اسے دیوتاؤں کی طرف سے کوئی اندیشہ ہوتا۔ اب صرف یہ دریافت کرنا باقی تھا کہ کن رسموں کے ادا کرنے کی درحقیقت ضرورت ہے۔ اس وقت کو رفع کرنے کے لئے روما میں جماعتیں یا مجالس (Collegia) قائم کی گئی تھیں جو ان امور کے متعلق معلومات رکھنے والے اشخاص پر مشتمل ہوتیں روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ پجاریوں کی جماعت سلطنت کے قیام کی تاریخ سے قائم ہے اور پجاریوں کا فرض صرف یہی نہ تھا کہ رسموں کو ادا کریں بلکہ ان کی حیثیت ایک مجلس شوریٰ کی تھی جو قانون مذہبی کے مسائل کے متعلق رائے دیا کرتی تھی یہ بھی واضح رہے کہ پجاریوں کی کوئی خاص قوم نہ تھی کیونکہ جس طرح کسی خاندان کا سردار اپنے گھر کی رسموں کو ادا کرتا اسی طرح سلطنت کا سردار قوم کی طرف سے دیوتاؤں

۱؎ ملاحظہ ہو (de natura deoram) کیم ۱۱۵-۱۱۸ کا مشہور فقرہ۔

۲؎ اسی لئے جنتری کی ترتیب بھی انھیں سے متعلق تھی تاریخی واقعات کا اندراج بھی ابتداءً انھیں کی یادداشت کی کتابوں میں ہوتا جو (Annalex Maximi) کے نام سے موسوم تھیں۔

سے معاملہ کرتا۔ لیکن بہ مرور زمانہ جب کہ سلطنت کے دیوتاؤں کی تعداد میں معتد بہ اضافہ ہوگیا تو مختلف دیوتاؤں کے لئے علٰحدہ علٰحدہ پجاری مقرر کئے گئے۔ یہ پجاری[1] (Flamines) جو اپنے اپنے دیوتاؤں کی قربانی کرتے تھے۔ ان پجاریوں کی اہلیت سکونت وغیرہ کے متعلق مختلف شرطیں تھیں۔ ان کی تعداد کم تھی اور سیاسی شکوہ کچھ نہ تھی ویسٹل کنواریاں جو سلطنت کے آتشدان (Vesta) کی نگراں تھیں اس جماعت کی جس میں (Flamines) پجاری اور انکی بی بیاں داخل تھیں ذی اثر رکن تھیں۔

شگون

(۳۴) مذہب کی بنیاد معاہدے کے قانونی تخیل پر تھی اور قانون مذہبی (Ius Sacrum) کے باقاعدہ مفسر موجود تھے جن کو دعوٰی تھا کہ ہم سے کبھی کوئی غلطی نہیں ہو سکتی اس لئے اگر کوئی واقعہ ان کے دعوے کے خلاف ہوتا تو اس کی عجیب و غریب تعبیریں کی جاتیں۔ پجاری ہرگز اس امر کو تسلیم نہ کر سکتے تھے کہ ان کے احکام کی پابندی کی گئی ہو اور نتیجہ حسب خواہش نہ ہوا ہو۔ اگر نتیجہ برعکس ہوتا تو کہتے کہ رسموں کے ادا کرنے میں کوئی فرو گذاشت ہوئی ہے جس کو دریافت کر کے رسموں کو از سر نو ادا کیا جائے۔ ان کے مکر و فریب میں کلام نہ تھا۔ اسی طرح کسی کام کو شروع کرنے سے قبل دیوتاؤں کی مرضی معلوم کرنے کے لئے جو ذرائع اختیار کئے جاتے ان میں بھی مکر و فریب سے کام لیا جاتا۔ آسمانی نشانیوں میں چڑیوں کے اڑنے کے علاوہ رعد و برق و بارش وغیرہ سے شگون لئے جاتے اس کے علاوہ ہر ایک غیر معمولی چیز[2] (Prodigia) نحس خیال کی جاتی۔ شگون کے متعلق

---

[1] ان میں سے تین موقر پجاری (Dialis, Martialis, Quirinalio) پجاریوں کی مجلس کے رکن تھے (Rex Sacrorum) بھی جس کا ذکر فقرہ (۱۰۷) میں آئے گا اس جماعت کا رکن تھا۔ دیکھو مارکوارٹ (Staatsverwaltung) سوم ۲۳۲-۲۴۳-۳۲۶- دوسرے پجاری جن میں سردار پجاری بھی شامل تھا معمولی عہدوں پر مقرر ہو سکتے تھے اور ہوا کرتے تھے جس سے ظاہر ہے کہ ان کے عہدے مذہبی نہ تھے۔

[2] اس کا تعلق پجاریوں سے تھا جو تصفیہ کرتے تھے کہ ہر موقع پر بلاؤں کے دفع کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔

باب (۲)

دو لفظوں (Auguria Auspicia) کا استعمال کیا جاتا تھا جن کا فرق بخوبی واضح نہیں ہے لیکن (Auspicari) کے معنی شگون لینے اور (Augurori) کے معنی نشانیوں کی تعبیر کرنے کے ہیں اس سے ان کے معانی کا فرق ایک حد تک واضح ہو جائیگا اور یہ معلوم ہوگا کہ (Auguriam) کی اصطلاح معنی کے لحاظ سے وسیع تر ہے شگون دو قسم کے تھے ایک تو وہ جو آپ سے آپ معلوم ہوں (Oblativa) اور دوسرے جو تلاش سے معلوم ہوں (Impetrativa) شگون تلاش کرنے والے کو Auspex (Avi-pex چڑیوں کو دیکھنے والا) کہتے تھے سلطنت کے نظام مذہبی میں یہ شخص ایک حاکم تھا جو اس موقع پر قوم کی نیابت کرتا اور شگون لینے کا حق (Auspicium habere) بادشاہوں کے معزول ہو جانے کے بعد جمہوریہ کے حکام اعلیٰ پر منتقل ہو گیا کوئی اہم کام بغیر شگون لینے (Auspicato) کے نہ کیا جاتا۔ نشانیوں کی تعبیر کرنا (Augur) کا کام تھا اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آگرون اور پجاریوں کی مجلسوں کو شاہ نوما نے قائم کیا جسے روما کے نظام مذہبی کا بانی کہا جاتا ہے۔ اپنی غلطیوں کی توجیہ میں آگرون کو اکثر سخت دشواریاں لاحق ہوتی تھیں زمانہ مابعد میں ان کی حرکتوں کا مضحکہ اڑایا (۱) جاتا تھا مگر باوجود اس کے جمہوریہ کے آخری زمانے میں بھی آگر ہونا باعث فخر تھا۔ پیشین گوئی کرنے کے دوسرے طریقے بھی تھے مگر ان کا رواج زمانہ مابعد میں ہوا۔ اٹروریا کی پیشین گوئی کرنیوالے (Haruspices) ذبیحہ کی آنتوں کو دیکھکر شگون بتاتے تھے۔

سائی بی لین کتابوں اور مندروں کے دیوتاؤں سے مشورہ کرنے (Oracles) کا رواج یونانیوں سے لیا گیا۔ مگر ان امور کو ہم زیادہ تفصیل سے بیان نہیں کر سکتے۔ صرف اس قدر ذہن نشین کر لینا کافی ہوگا کہ مذہب کا اثر روما کے تمدن کے ہر جزو و کل میں تھا۔ بچہ جب پیدا ہوتا تو ان دیوتاؤں کو خوش کرنے کی کوشش کی جاتی جو اس کے ارد گرد ہوں اور جب جنگ شروع ہوتی تو شگون لیئے جاتے گویا کوئی موقع ان رسموں سے خالی نہ تھا۔ دیوتاؤں کی ایک تعداد

---

(۱) دیکھو سسرو (de nat. deer.) دوم ۳۰۶ مع حواشی جے بی میئر۔

لامتناہی تھی جن کی پرستش خاندانوں یا قبیلوں میں ہوتی تھی۔ یا جن کو تمام قوم پوجتی تھی اسلئے جب دعا مانگی جاتی تو کئی دیوتاؤں اور دیویوں کا نام لینے کے بعد دعا مانگنے والا یہ الفاظ بڑھا دیتا "خواہ تو کوئی ہو یا خواہ تیرا نام کچھ بھی ہو" تا کہ کوئی دیوتا یا دیوی چھوٹ نہ جائے اور دعا ضرور قبول ہو۔ دیوتاؤں کی کثرت سے پرستش کرنے والوں کو ضرور پریشانی ہوتی ہوگی خصوصاً دیہات کے رہنے والوں کو جن میں ابھی تک یونانی دیوتاؤں کو مقبولیت حاصل نہیں ہوئی تھی اور جن کے تخیلات دیوتاؤں کے متعلق واضح نہ تھے۔

مندر۔ مذہب

(۴۲) واضح رہے کہ لاطینی لفظ (Templum) مندر میں ابتداءً عمارت کا تخیل نہ تھا بلکہ کسی کھلے ہوئے احاطہ پر اس کا اطلاق ہو سکتا تھا جو مذہبی اغراض کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہو۔ مثلاً جب کوئی حاکم آسمانی نشانیوں کو دیکھتا تو اگر اس کے لئے ایک احاطہ بنا دیتا۔ سینٹ کی عمارت بھی ایک مندر تھی۔ اسی طرح اس لفظ کا اطلاق (Rostra) پر بھی ہوتا تھا جہاں سے شہریوں کی مجالس کو مخاطب کیا جاتا۔ عمارت کا تخیل لفظ (Aedes) میں موجود ہے اور ایک مقدس ایڈیس بھی مندر (Templum) تھا۔ کسی دیوتا کے لئے مکان بنا دینے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ بھی ایک شخص خیال کیا جانے لگا تھا مگر اہل روما زمانۂ قدیم ہی سے خصائل کو دیوتاؤں میں مبدل کرنے لگے تھے مثلاً (Salus, fides virtus, Pudicitia, concordia) یہ ایک ایسی قوم کے لئے چنداں دشوار نہ تھا جو غیر مرئی قوتوں کی پرستش بغیر تشبیہ کے کرتی تھی۔ آج کل خیال ہے کہ روما کے[1] مذہب کا وہ جزو جو قومی تھا اس سے ایک حد تک اہل روما کے اخلاق کی اصلاح ہوئی لیکن اگر اس خیال کو ہم تسلیم بھی کر لیں تو یہ ضرور کہیں گے کہ یہ اثر راست نہ تھا بلکہ بالواسطہ تھا۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ قوانین کی لفظی پابندی کا دلدادہ ہونا اہل روما کے ان خصائل کا جن سے ہم تاریخ کے صفحوں میں روشناس ہوتے ہیں نتیجہ بھی تھا اور سبب بھی تھا۔ اہل روما میں انکی لاتعداد خانگی اور قومی رسوم کے ادا کرنے سے ایک خاص قسم کی استواری اور پابندی پیدا ہوئی ہوگی

---

[1] لیوی ۷، ۸، ۲۔ کلاسیکل ریویو سنہ ۱۸۹۳ء

باب (سوم)

لفظ (Religio) کے معنی بالعموم حق شناسی، عزت یا اخلاقی مواقع کے ہیں اور وہ ماخوذ ہے مادہ (Lig) سے جس میں عہد کا تخیل موجود ہے اس لئے روما کا مذہب ابتدا ہی سے ایک قسم کا معاہدہ ہے ۔ ہمارے لئے یہ کہہ دینا کافی ہے کہ اہل روما کے خمیر میں قانون موجود تھا۔ اسی قول پر میں اس باب کو ختم کرتا ہوں جس سے مقصود صرف یہ ہے کہ ان وقتوں اور موانع سے ہم واقف ہو جائیں جن کا ذکر جمہوریہ کی تاریخ اور صفحات مابعد میں آئے گا ۔

باب پنجم

شہر روما

(۲۵) اب ہم اختصار کے ساتھ روما کے موقع کا ذکر کرینگے اور بتائینگے کہ آس پاس کے لاطینی شہروں کے مقابلے میں روما کے لئے ترقی کے مواقع بیشتر کیوں تھے ٹائبر ندی کے مشرقی کنارے پر جو پست پہاڑیاں ہیں اُس زمانہ میں بھی قابل سکونت ہونگی روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ قدیم ترین عہد میں ان پہاڑیوں کے درمیان کی نشیبی زمین میں دلدل اور نالے تھے ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ ندی کا پاٹ[1] اس زمانے میں زمانۂ حال کے مقابلے میں بڑا تھا جس کی وجہ سے شہر کے موقع کا زیادہ تر حصہ طغیانی سے زیر آب ہو جایا کرتا تھا لیکن پہاڑیاں اُس زمانے میں زیادہ اونچی وسیع اور قابل حفاظت تھیں ان کے قرب میں قابل زراعت زمین کا ایک وسیع خطہ تھا اور ٹائبر ندی کی راہ سے سمندر سے جو صرف ۱۵ میل پر تھا آمد و رفت کا سلسلہ قائم تھا۔ روما کا موقع اچھا تھا جس کی وجہ سے اس کے باشندے زراعت میں مصروف ہونے کے باوجود ممالک غیر سے اپنے تعلقات رکھ سکتے تھے۔ اندرونی ملک کے لاطینی شہر مثلاً ٹالی بور، پیری نیسٹی، ٹسکیولم مقامات سکونت کے لحاظ سے روما سے بہتر تھے مگر سمندر سے دور تھے اور اس کا وقت زیادہ تر خود کو اپنے ہمسایوں سے محفوظ رکھنے میں صرف ہوتا تھا نشیبی خطہ میں جو شہر تھے وہ زبردست نہ تھے۔ انکی وقعت کا بھی ہم اندازہ نہیں کر سکتے کیونکہ ان میں سے اکثر کے مواقع نہ تو معلوم ہیں نہ ان کے متعلق کوئی قیاس کیا جا سکتا۔ ساحلی شہروں میں اندرون ملک کے شہروں کی خصوصیتیں بھی نہ تھیں اور مرکز ضلع سے دور ہونے میں جو نقصان تھا اس کی تلافی سمندر کی قربت سے نہ ہوتی تھی کیونکہ لاطینم کا ساحل زمانۂ قدیم کے چھوٹے چھوٹے جہازوں کے بھی لنگر انداز ہونے کے قابل نہ تھا۔ تجارت جو کچھ تھی وہ ٹائبر ندی کے دہانے پر ہوتی تھی۔

---

[1] نی سین (Landes kunde) صفحات ۳۰۴، ۳۱۷ ۔

باب (۵)

جس پر روما کا عمل دخل زمانۂ قدیم سے تھا اس ندی کے شمال میں تمام ساحل پر اہل اٹروریا کا قبضہ تھا مگر کچھ روز کے بعد روما کو بھی اس طرف ایک تنگ قطعۂ زمین مل گیا جنوب کی طرف پہلا مقام جو جہازرانی کے لئے مناسب تھا انٹیئم تھا جہاں کچھ جہازی لوگ رہتے تھے مگر ان کا رجحان زیادہ تر بحری قزاقی کی طرف تھا اور اس کا شمار لاطینی بستیوں میں نہ تھا بلکہ اُسوقت ہونے لگا جبکہ روما نے والسکیوں سے عرصۂ دراز کی جنگ و جدال کے بعد اس مقام میں ایک نوآبادی قایم کی۔ اس کے علاوہ اسٹرابو کا بیان ہے کہ ملیریا[1] کا ظہور ابتداءً سواحل ہی پر ہوا اور پھر تمام کیمپے نیا میں پھیل گیا۔ واقعات مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے کہ روما کا موقع باوجود چند نقصوں کے

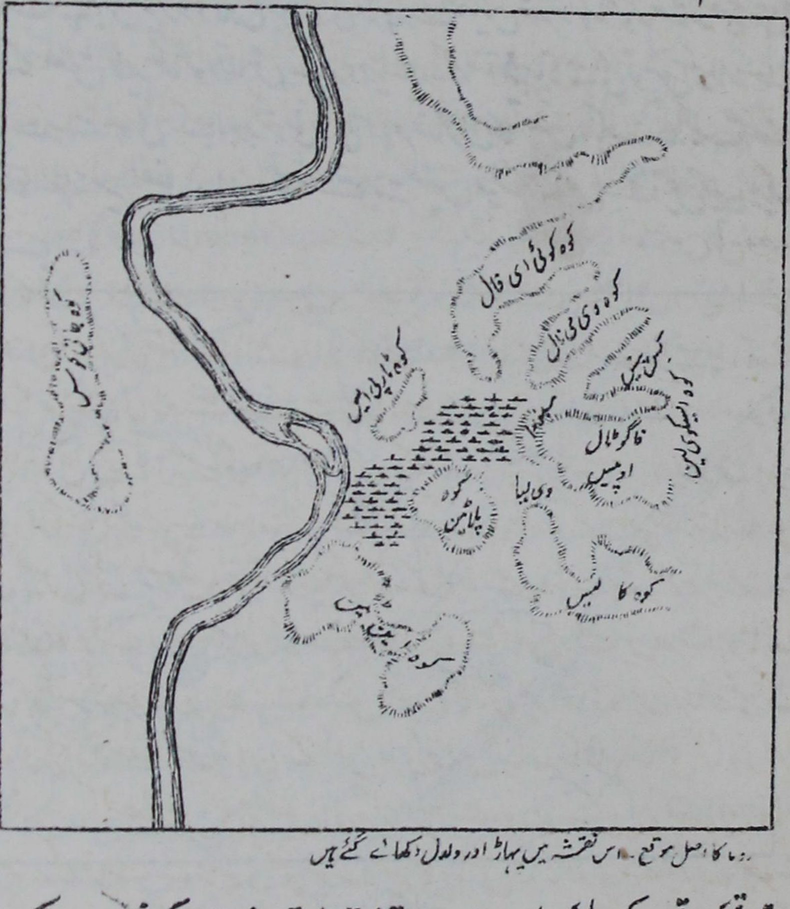
کوہ جانی کولس
کوہ کوئی ری نال
کوہ وی می نال
کس پیس
کوہ اسکوی لین
فاگوٹال
اوپیس
وی لیا
کوہ پالاٹین
کوہ کالیس

روما کا اصلی موقع۔ اس نقشہ میں پہاڑ اور دلدل دکھائے گئے ہیں

ایک ترقی کن قوم کے لئے زیادہ مناسب تھا بمقابلہ قرب و جوار کے شہروں کے جن کے

---

[1] اسٹرابو پنجم ۳، ۵ (صفحہ ۲۳۱) اپنے زمانہ کا حال بیان کرتا ہے مگر ملیریا کا شیوع اس کے قبل ہوا ہے۔

باب (۵)

باشندوں سے اس کے مذہبی اور قومی تعلقات تھے مگر یہ بھی واضح رہے کہ عمدہ جغرافیائی مواقع سے نفع اٹھانے کے لئے ضرورت ہے کہ قوم میں عاقبت اندیشی اور جفاکشی کا مادہ بھی ہو۔ قدیم روما کے اکابر کے حالات سے ہم بالکل ناواقف ہیں مگر روایات میں جو مصنوعی اور ناقابل وثوق ہیں بیان کیا گیا ہے کہ روما کے قدیم بادشاہ نہایت سرگرمی کے ساتھ اپنے فرائض کو ادا کرتے تھے۔ ممکن ہے کہ یہ روایت ایک حد تک درست ہو۔

روما کی ترقی

(۲۶) شہر روما کی بنا کے متعلق صرف اس قدر معلوم ہے کہ ہر چیز کی ابتدا ہوتی ہے۔ وارو نے حساب لگا کر روما کی بنا کی تاریخ ۷۵۳ء ق۔م قرار دی ہے مگر یہ ۷۰۰ سال بعد کا حساب ہے جس پر رد و قدح کرنے کی ضرورت نہیں۔ شہر روما کو رفتہ رفتہ ترقی ہوئی اُس کے متعلق تمام علما کو اتفاق ہے روایات کے منتشر بیانات کی توثیق زمانہ حال کی تحقیقات سے ہوتی ہے اور ترقی کی اہم منازل کا تعین ایک حد تک صحت کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ یہ لفظی بیان نقشے سے بہتر نہیں ہو سکتا اس لئے ذیل میں ایک نقشہ درج ہے۔

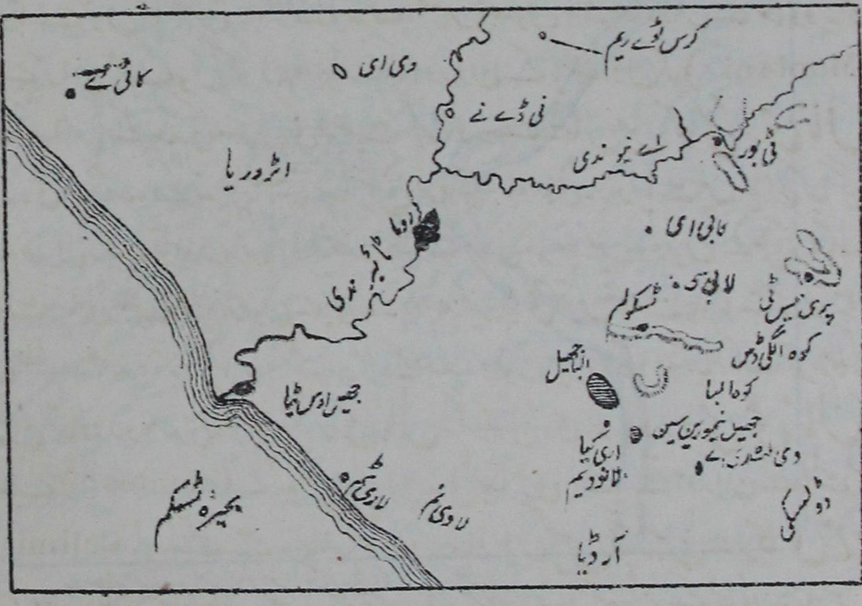
کرس ٹوے ریم
وی ای
کائی نی
نی ڈے نے
اٹروریا
انے یو ندی
ٹی بور
روما
ٹائبر ندی
گابی ای
لابی کی
ٹسکولم
پری نیس ٹی
کوہ الگی ڈس
البا جھیل
کوہ البا
جھیل نیمورینسس
ای ریسیا
لانو ویم
وی لیٹرائے
ووسکی
آرڈیا
لاوی نیم
لارینٹم
جھیل اوسٹیا
بحیرۂ ٹسکن

روما کے اطراف و اکناف

جس کی توضیح کی جائے گی۔ پہلا مقام جس پر آبادی قائم ہوئی کوہ پلاٹی نس یا پلاٹیم

تھا جس کی چوٹی پر مکانات بخوبی تعمیر ہو سکتے تھے اور خندقوں اور فصیلوں کی تعمیر سے اس کی حفاظت بھی ہو سکتی تھی۔ شمال مشرق کی طرف سے اس میں داخلہ ہو سکتا تھا اور اسی جانب ایک پھاٹک اور مصنوعی استحکامات بنے ہوئے تھے یہ مستحکم مقام (Roma quadrata) کے نام سے موسوم تھا اور اس پر سے قرب و جوار کی نشیبی زمین کی نگرانی ہو سکتی تھی بالخصوص ویلیا کے نشیبی علاقے کی جو کوہ ایسکوی لین تک چلا گیا تھا۔ کوہ مذکور پر اس کے بعد آبادی قائم ہوئی اور اس جدید محلہ کے چاروں طرف ایک فصیل بنا دی گئی جس کے سات حصے حسب ذیل تھے (۱) کوہ پلاٹین خاص (۲ و ۳) اس کے ملحقات ویلیا و گیر مالس (۴ و ۵ و ۶) ایسکوی لین کے تین حصے اوپیس کس پیس فاگوتال (۷) مکانوں کا ایک مجموعہ ایسکوی لین کے شمال و مغرب میں جو سبورا کے نام سے موسوم تھا۔ ان حدود کے درمیان ایک شہر کے ہونے کا ثبوت ایک قدیم تہوار (Septimontium) ہفت کوہ سے ہوتا ہے جس کا تعلق روما کے صرف انھیں حصوں سے تھا۔ اس کے علاوہ یہ بھی صحیح ہے کہ ان محلوں کو (Montes) اور ان کے باشندوں کو (Montani) کہتے تھے۔ اس کے بعد کی منزل کی نوعیت کچھ اور ہے۔ شمال میں کوئی ری نال کی پہاڑی پر ایک دوسری بستی سابئن قوم کی آباد ہوئی۔ روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ دونوں رقیب قوموں میں اولاً سخت جنگ ہوئی مگر بعد میں دونوں نے مل کر ایک سلطنت بنائی علٰحدہ مذہبی رسموں سے جو زمانۂ مابعد میں باقی تھیں ثابت ہوتا ہے کہ دو آزاد قومیں علٰحدہ علٰحدہ آباد تھیں اور کچھ روز کے بعد دونوں میں اتحاد ہو گیا ایک قوم کا مرکز پلاٹین تھا اور دوسری کا کوئی ری نال۔ مگر کوئی ری نال اور وی می نال کو بجائے (Montes) کے کولیس (چھوٹی پہاڑی) کہتے تھے اور ان کے باشندوں کو (Collini) کہتے تھے۔ غالباً دو اور پہاڑیاں کیپی ٹولین اور کالی لین بھی اس جدید حلقے میں شامل تھیں۔ کیپی ٹولین اپنے جغرافیائی موقع کے لحاظ سے اس متحد قوم کا وسطی قلعہ (Arx) ہونے کے مناسب تھا مگر غالباً[1] اس وقت تک

---

[1] بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کیپی ٹولین ابتدا ہی سے ایک علٰحدہ قلعہ تھا۔

اس کی فصیل نہیں بنی تھی بلکہ اس پر اور اس کے قرب کے بعض مقامات پر مذہبی رسمیں ادا ہوتی تھیں۔ **کوہ کاپی ٹولین** پر اس وقت تک بہت کم عمارتیں ہونگی مگر ایک زراعتی قوم کے لئے جنگ کے ایام میں ایک ایسے محفوظ مقام کی ضرورت تھی جہاں وہ اپنے مویشی رکھ سکیں۔ دو اہم امور قابل لحاظ ہیں یعنی اولاً **اوین ٹائن** شہر میں شامل نہ تھا اور استحکامات کی وسعت ندی تک نہ تھی۔ یہ حالات روایات کے ابتدائی شاہی دور کے ہیں۔ اس روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ متعدد لاطینی شہر فتح ہو چکے تھے اور ان کے باشندے روما میں منتقل کر لئے گئے تھے اس سے ظاہر ہے کہ آبادی بڑھتی جاتی تھی اور اسی زمانے میں روما زمانہ قدیم کے معیار کے لئے ایک زبردست سلطنت ہو چکا تھا۔ جس کی بنیادیں مستحکم تھیں۔

(۲۷) ترقی کی اس منزل پر پہنچ کر روما کا رقبہ قریب قریب وہی ہو گیا تھا جو جمہوریہ کے زمانے میں تھا اور آبادی کا پھیلاؤ بھی اسی نہج پر تھا۔ روایات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ آخری بادشاہوں کا زمانہ تھا جو نسلاً **اٹروریا** کے تھے مگر اس سے بعض لوگوں کو اختلاف ہے۔ سرویس سے فصیل منسوب ہے وہ بھی غالباً اسی خاندان کی جدت ہے۔ شہر کی فصیل کو جنوب تک وسعت دینے سے **کوہ آرین ٹائن** بھی اسکے دائرہ میں آگیا اور استحکامات کا سلسلہ ندی تک پہنچ گیا شمال اور مشرق کی طرف بھی فصیل کی توسیع عمل میں آئی جہاں حفاظت کا کوئی قدرتی ذریعہ نہ تھا کیونکہ مشرقی پہاڑیوں کی مرتفع زمین تک ڈھال چلا گیا تھا۔ اس لئے اس نئے احاط کے استحکام کیلئے مٹی کا ایک مصنوعی ٹیلہ (Agger) بنایا گیا تھا جو اتنا اونچا تھا کہ باہر کی زمین اسکی زد میں تھی اور پتھر کی چٹانیں بھی اس کے بیرونی رخ پر لگا دی گئی تھیں شہر کے چار حلقے (Regimes) کر دیے گئے تھے جو حصے (Tribus) بھی کہے جاتے تھے وہ حسب ذیل تھے۔

---

[1] شاہی عہد سے اس کے تعلق رکھنے کے بارے میں بہت کچھ شبہ ہے پائس کا خیال ہے کہ یہ حالات چوتھی صدی ق۔م کے ہیں قصص صفحات ۳۹ - ۱۴۱، ۳۱۵ - ۲۱۶ مگر مجھے اسمیں بھی کلام ہے کیونکہ اگر اس قول کو تسلیم کرلیا جائے تو زمانہ مابعد میں روما کی قوت کے استحکام کے لئے بہت کم وقت رہتا ہے۔

باب (۵)

سولورانا، ایسکوی لانا، کالینا، پلاٹی نا، وارو[1] کا بیان ہے کہ پہلے حلقے میں کاپی ٹولین بھی شامل تھا شہر کی یہ تقسیم کسی ابتدائی تقسیم پر مبنی تھی یا کسی خاص غرض سے عمل میں آئی تھی جسے ہم معلوم نہیں کر سکتے۔ ایک امر قرین قیاس یہ ہے کہ نئی فصیل کی حدود میں سب مکان ہی مکان نہ تھے بلکہ کھلے میدان بھی تھے۔ اس سے یہ فائدہ تھا کہ خطرہ کی حالت میں بیرون شہر کے کاشتکار بھی شہر میں آکر پناہ لے سکتے تھے کیونکہ زمانۂ قدیم میں سکونت گاہ ہونے کے علاوہ شہر جائے امن بھی تھے فصیل عہد شاہی[2] میں تمام و کمال تیار ہو چکی تھی یا نہیں اس کے متعلق بھی شبہ ہے۔ پانی کے نکاس کے ذرائع کے متعلق بھی اسی طور پر شبہ ہے جس کی وجہ سے شہر کے نشیبی حصوں کی حالت بہتر ہو گئی تھی۔ پانی کے نکاس کے لئے دلدل خشک کر دی گئی اور یہ انتظام کر دیا گیا کہ پانی جمع ہونے نہ پائے بلکہ طغیانی کے بعد نالیوں میں سے فوراً ندی میں چلا جائے۔ گندے پانی کی بدرو نالیاں (Clocae) شُویُوران کی ڈھالوان زمین سے نکلی تھیں فورم روما فورم کے نام سے جو میدان موسوم تھا وہاں اب برابر بازار لگنے لگا تھا اور جلسے ہونے لگے تھے۔ یہ آج کل کھودنے سے معلوم ہوا ہے کہ یہ مقام نہایت نشیب میں تھا پانی کے نکاس سے دوسرے میدان بھی مثلاً مویشی کے بازار (Forum boorium) کی حالت بھی ابتر ہو گئی ہوگی۔ فصیلوں کی تعمیر اور پانی کے نکاس کا انتظام غالباً بادشاہوں کے عہد کے اواخر میں عمل میں آیا ہوگا کیونکہ جمہوریہ کے اوائل میں اس قسم کی عظیم الشان تعمیرات کی امید نہیں ہو سکتی جیسا کہ قابل وثوق روایات کے مطابق خانہ جنگی کا بازار گرم تھا۔

فصیل اور پُل۔

(۲۸) فقرات بالا میں میں نے اپنے قیاسات کے مطابق بتایا ہے کہ شہر کی آبادی زمانۂ قدیم میں کس طور پر پھیلی یہ سب مفروضات ہیں کیونکہ حقیقت سے ہم ناواقف ہیں اور باوجود اس کے کہ صفحے کے صفحے اس مضمون پر سیاہ کر دیئے گئے ہیں مگر قیاسات میں بھی

---

[1] وارو ےے ۵، ۴۶۔

[2] موجودہ (Cloca maxima) کے متعلق اب یہ خیال ہے کہ عہد جمہوری کے آخری زمانے کی بنی ہوئی ہیں۔ پائس قصص صفحہ ۱۳۴۔

باب (۵)

مورخوں کو اتفاق نہیں روایات پر بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ علماء آثار قدیمہ کا خیال ہے کہ روما کی آبادی اس زمانے سے قدیم تر ہے جس کا بیان روایات میں ہے۔ اب ہم چند اور تعمیرات کا ذکر کریں گے جو بادشاہوں سے منسوب ہیں ان میں سے ایک ٹائبر کا پرانا پُل ہے اس پُل کی تعمیر **انکیس مارکیس** سے منسوب ہے جس کے متعلق روایت ہے کہ اس نے **جانی کولم** کی پہاڑی پر قلعہ بنایا جو ندی کے اس پار ہے اور **اوسٹیا** کی بنا ڈالی جس سے مقصود یہ تھا کہ ندی کے دہانہ اور نمک کی کیاریوں پر قبضہ ہو جائے جو وہاں تھیں ممکن ہے کہ یہ سب امور عہد شاہی سے متعلق ہوں مگر **جانی کولم** پر باقاعدہ قبضہ غالباً زمانۂ مابعد میں ہوا ہوگا۔

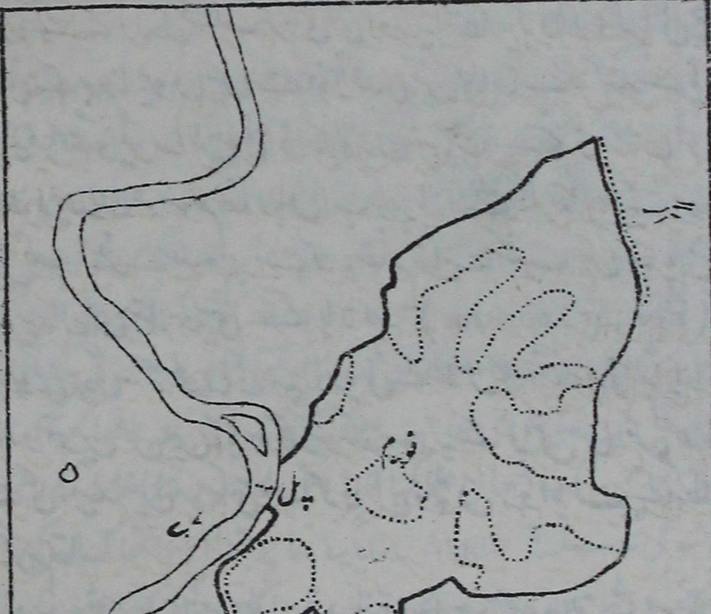

سرولیس کی فصیل کا فرضی خط

پلاٹین اور اوین ٹائن پہاڑیوں کے بیچ میں جو وادی تھی اس میں غالباً گھوڑ دوڑ

ہوتی تھی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کیپی ٹولین پہاڑی پر ایک بڑے مندر کے لیے زمین صاف کر دی گئی تھی اور شاید اس کی تعمیر بھی شروع ہو گئی ہو۔ اومین ٹائن پر ڈیانا کے مندر کے متعلق بھی یہی خیال ہے۔ مگر جس روایت میں ان تعمیرات کو آخری تین بادشاہوں سے منسوب کیا گیا ہے وہ قابلِ وثوق نہیں بعض لوگوں کو اس امر میں شک[۵۱] ہے کہ روما دو مختلف بستیوں کے اتحاد سے وجود میں آیا۔ ان لوگوں کی سب سے زبردست دلیل یہ ہے کہ دو شہر ایک دوسرے کے اس قدر قریب آباد نہ ہو سکتے تھے۔ مگر یہ محض ایک خیال ہے اور اس کی بنا پر ہم ان دلائل کو رد نہیں کر سکتے جو دو مختلف قسم کے تہواروں کے وجود پر مبنی ہیں[۵۲] مگر دو بستیوں کے اتحاد کے متعلق بھی کوئی تفصیلی حالات نہیں معلوم ہو سکتے اس لئے بہتر ہے کہ اس کا ذکر ترک کر دیا جائے۔

آبادی (۲۹) عہد شاہی کے اواخر اور عہد جمہوری کے اوائل میں شہر کی حالت کا اندازہ کرنے میں جو دقتیں حائل ہیں ان کی ایک بین مثال یہ ہے کہ سرویس سے جو فصیل منسوب تھی اس کا طول صحت کے ساتھ معلوم نہیں۔ اندازہ یہ ہے کہ اس کا طول پانچ اور چھ میل تھا اتنی لامبی فصیل کی حفاظت کے لئے آدمی اسی وقت فراہم ہو سکتے تھے جب کہ شہر کے باشندوں کی تعداد زیادہ ہو اور اگر کوئی دشمن شہر کا محاصرہ کر لیتا صرف دماغی تدبیروں سے وہ قحط سے بچ نہیں سکتا تھا اس لئے ایک زبردست فوج کا ہونا بھی قرین قیاس ہے اور اس فوج کے وجود کا ثبوت یہ ہے کہ روما اپنے دشمنوں کے نرغوں سے محفوظ رہا اور بالآخر تمام لاطینم پر اس کا قبضہ ہو گیا کچھ واقعات ہمارے پیش نظر ایسے نہیں ہیں جن سے ہم روما کی آبادی کا سرسری تخمینہ بھی کر سکیں لیکن اغلب یہ ہے کہ اس کی آبادی زیادہ تھی اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اتنی بڑی آبادی کا اس شہر میں ذریعہ معاش کیا تھا۔ اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ جنگ کے زمانے میں دیہات کے لوگ شہر میں آ کر پناہ لیتے تھے اور اس کی حفاظت بھی کرتے تھے۔ پھر بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو غذا کہاں سے پہنچتی تھی۔ اس کے علاوہ اگر فرض کر لیا جائے کہ کسان زیادہ تر شہر کے باہر

---

[۵۱] Niese, Grundriss der Romischen Geschichte

[۵۲] دیکھو فقرہ ۲۶۔

ب۵) رہتے تھے تو شہر کے اندر کسانوں کی آبادی بالعموم کم ہوگی۔ اور جب جنگ کا سلسلہ اکثر جاری رہتا تھا تو زراعت کو اس قدر فروغ نہ ہو سکتا ہوگا کہ کثیر التعداد آبادی کی ضروریات کیلئے کافی ہو سکے۔ جمہوریہ کے قیام کے مفروضہ زمانے (۵۰۹ ق۔م) میں روما کے مقبوضات کا مجموعی رقبہ نہایت قلیل تھا یعنی صرف وہ خطۂ ملک اس کے قبضہ میں تھا جو البا کی پہاڑیوں اور سمندر کے بیچ میں ہے۔ آئینو ندی کے پار بھی کچھ آبادی تھی مگر بہت کم اور اس کی حالت نازک تھی۔ روما کی قوت اور اسکی آبادی کے لئے اگر کوئی دلیل ہو سکتی ہے تو یہ ہے کہ تجارت کو فروغ تھا۔ مگر اس کا ذکر نہ تو روایات میں ہے اور نہ زمانۂ حال کے محقق اس کو بالعموم تسلیم کرتے ہیں۔ روایات میں تجارتی مسلوں کا ذکر آیا ہے۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ عہد جمہوری کے پہلے سال میں قرطاجنہ سے ایک معاہدہ ہوا، اوسٹیا کا بندرگاہ اسی زمانے میں وجود میں آیا۔ یونانیوں سے تعلقات تھے ان سب امور سے ہم کوئی مفصل نتائج اخذ نہیں کر سکتے مگر ان سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ روما کی تجارت معتد بہ تھی۔ ساتویں اور چھٹی صدیوں (ق۔م) میں بحیرۂ روم کے مغربی حصہ میں تجارت کا بازار گرم اور غالباً اس تجارت میں روما کا معتد بہ حصہ تھا۔ روما میں شہری تمدن زمانہ قدیم سے ترقی پر تھا اور اس کے باشندے قانون کے پابند تھے یہ سب غالباً تجارت کی برکتیں تھیں کیونکہ اس کے علاوہ روما کی ترقی کی کوئی اور وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ واضح رہے کہ اس زمانے میں سیاسی اتحاد کی تین صورتیں تھیں (۱) عظیم الشان شہنشاہی حکومتیں جو فتوحات کی بنا پر مشرق میں قائم ہوئی تھیں (۲) قبیلوں کا باہمی اتحاد اس کی متعدد قسمیں تھیں اس نظام کا رواج یونان کے پس ماندہ قبیلوں اور ان قوموں میں تھا جنھیں یونانی وحشی کہتے تھے (۳) شہری حکومتیں جن کا رواج ترقی یافتہ یونانیوں میں تھا۔ اس قسم کی حکومتوں کو انھوں نے بطور نو آبادیوں کے بحیرۂ روم کے سواحل پر قائم کیا تھا جہاں جہاں کہ وہ اپنے فنیقی رقیبوں سے بچ سکتے تھے یا ان کو دفع کر سکتے تھے۔ پہلی صورت کا اطالیہ سے تعلق نہیں۔ دوسرا نظام وسعت مملکت کے لئے تو مناسب تھا مگر اس سے باہمی یکجہتی پیدا نہ ہو سکتی تھی اور تیسرا بالکل اس کے برعکس تھا صفحات مابعد کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ روما کے نظام سیاسی میں وسعت کی قوت کے علاوہ اجزاو ترکیبی کے باہم دیگر ملحق کرنے کی بھی صلاحیت موجود تھی جس کی وجہ سے اطالیہ

باب (۵)

میں اسے سیادت نصیب ہوئی۔ قبیلوں کی باہمی نا اتفاقی کے معاملے میں ایک شہری حکومت کو کامیابی ہو سکتی تھی۔ شہری حکومتوں میں یہ خرابی تھی کہ وہ منفرد تھیں۔ روما کو شہری حکومتوں پر یہ فوقیت حاصل تھی کہ ملحق خطوں کو اس نے رفتہ رفتہ جذب کر لیا اور اس طرح باوجود ایک شہری حکومت ہونے کے اسے وہ وسعت حاصل ہو گئی جس کی بدولت وہ ترقی یافتہ نظام ہائے قبائلی کا مقابلہ کر سکتا تھا۔ آگے چل کر ذکر آئے گا کہ سابیلی قبیلوں نے جنوبی اطالیہ کے یونانی شہروں کو زیر و زبر کر دیا مگر روما کے استوار نظام کے آگے انھیں سر تسلیم خم کرنا پڑا اور فاتح شہر کے حلیفوں میں شامل ہو گئے۔ روما کو یہ فخر حاصل ہے کہ وہ دنیا میں ایک ایسے نظام سیاسی کو وجود میں لایا جس میں بجائے شمشیر زنی کے اخلاقی قوت کو زیادہ دخل تھا۔ مگر واضح رہے کہ یہ نظام پیش بینی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ رفتہ رفتہ فوری ضروریات کے لحاظ سے روما نے ان طریقوں کی بنا ڈالی جن کے ذریعے سے اس نے دوسرے قبیلوں کو اپنے نظام سیاسی کا جزو بنا لیا۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ روما نے اپنی حکومت کی وسعت کے لئے ایسے ذریعے کیوں اختیار کئے جو فاتح اقوام کے معمولی طرز عمل سے متغائر تھے۔ کیا یہ اغلب نہیں ہے کہ روما ابتدا ہی سے دوسرے شہروں سے بلحاظ اصول مختلف تھا؟ اور کیا اس اختلاف کی وجہ موجہ یہ نہیں ہو سکتی کہ مختلف جماعتیں بایک دیگر متحد ہو گئیں۔ اور دیگر مقامات سے تجارت کا سلسلہ جاری تھا۔ قصہ مشہور ہے کہ روما کے بانی رومولس نے بنائے شہر کے بعد اسے اپنے لوگوں کے لئے جائے پناہ قرار دیا جو دوسرے مقامات میں قانون کی حفاظت سے خارج کر دیئے گئے تھے۔ اس قصہ میں کچھ اصلیت ضرور ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی واضح رہے کہ زمانۂ تاریخی میں جب کہ روما کی فتوحات کا سلسلہ جاری تھا غیر اقوام کو اپنی قوم میں شامل کرنے کی طرف رجحان بہت کم ہو چلا تھا اگر اس پر غور کیا جائے تو کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ زمانۂ قدیم میں اس طرف رجحان زیادہ تھا۔ ابتدا میں جن لوگوں کو شریک کیا گیا وہ ضرور لاطینی ہونگے اور لاطینیوں کی آبادی میں کثرت بھی ہو گی مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا ہوگا کہ سب آپس میں شیر و شکر ہو گئے ہوں گے اور اگر کچھ غیر ملکی تھے تو وہ بھی آبادی میں جذب ہو گئے ہوں گے۔ مگر یہ آبادی دوسرے لاطینی شہروں کی آبادی سے مختلف ہو گی اور جمہوریہ کے ابتدائی زمانہ میں باہمی جد و جہد کا جو سلسلہ جاری تھا تو اس کی وجہ بھی غالباً یہی تھی کہ آبادی مخلوط تھی۔

ب (۶

باب ششم

تمدنی اور سیاسی گروہ

ندان

(۴۰) قدیم اہل روما مختلف قبائل کے باہم امتزاج سے وجود میں آئے تھے۔ جو آریائی یا ہندی یوروپی نسل سے تھے۔ اہل روما میں دوسری قوموں کا بھی خون تھا مگر اس قدر نہیں کہ انکی لاطینی خصائل میں کوئی بیّن فرق ظاہر ہوتا سابئن لاطینیوں سے نسلاً قریب تھے اور اٹروریا کی آبادی روما میں زیادہ نہ ہوگی۔ اس لئے روما کے قدیم ادارات کا دارومدار خاندانوں پر تھا۔ روما کا تمدن خاندانوں پر مبنی تھا یعنی سلطنت کو خاندانوں[1] سے سروکار تھا نہ کہ افراد سے

(۴۱) قدیم روما میں خاندان کے اجزا حسب ذیل تھے۔

(الف) باپ
(ب) بیٹا یا بیٹے (صلبی یا متبنیٰ)
(ج) بیوی
(د) بیٹی یا بیٹیاں
(ھ) غلام
(و) املاک (Res familiaris)

واضح رہے کہ آزاد شدہ بچے اپنے پیدائشی خاندان سے تعلق نہ رکھتے تھے بلکہ کسی

---

[1] اگر خاندانوں کا وجود جن میں وراثت ذکور سے تھی قوم سابئن کی رسوم سے ہے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ رواج غیر رومن نہیں ہے بلکہ غیر لاطینی ہے۔ دیکھو فقرات ۴۶، ۴۹ مابعد۔ جن ادارات کا ہم ذکر کریں گے وہ فاتح امرا کے ہیں اور روما کی تاریخ میں زیادہ تر یہ مذکور ہے کہ مفتوح جماعت نے اپنے حقوق کو کس طرح حاصل کیا۔ مین کے قانون قدیم کا میں بہت کچھ ممنون ہوں۔

دوسرے خاندان سے۔ باپ خاندان کا فرمانروائے مطلق تھا۔ خاندان کے تمام ارکان اور املاک اس کے "ہاتھ" (Manus) میں تھے۔ باپ خاندان کا سردار تھا اور اس کی املاک سے متمتع ہوتا تھا مگر فرائض کی انجام دہی بھی اسی کے سر تھی۔ املاک اس کے قبضے میں تھیں مگر اس کا فرض تھا کہ املاک میں سے خاندان کے ارکان کی پرورش کرے۔ اس کا سب سے بڑا فرض یہ تھا کہ دیوتاؤں کو خوش رکھنے کی غرض سے ان کی پرستش کا انتظام باقاعدہ رکھے اور نذر و نیاز کا سلسلہ جاری رکھے ہر خاندان کے دیوتا علیحدہ تھے اور یہ ضروری تھا کہ مذہبی رسوم (Sacra) خاندان کا کوئی نمائندہ ادا کرے۔ اس لئے کسی شخص کا "باپ" ہونا لازمی تھا۔

(۳۲) عورت خاندان کی سردار نہ ہوسکتی تھی۔ اس لئے بیٹے یا بیٹیوں کا ہونا خاندان کی بقا کے لئے ضروری تھا۔ اگر کوئی شخص لاولد ہوتا تو اس کمی کو پورا کرنے کے لئے تبنیت کے ذریعے سے کسی کو اپنا بیٹا بنا لیتا پسر متبنیٰ کی حیثیت وہی تھی جو صلبی بیٹے کی تھی۔ ہر امر میں وہ اپنے متبنیٰ لینے والے باپ کے زیر حکم تھا اور اس پر فرض تھا کہ اپنے نئے خاندان کے دیوتاؤں کی پرستش کرے نہ کہ اپنے اصلی خاندان کے دیوتاؤں کی اسلئے اپنے نئے باپ کے مرنے کے بعد وہ اس کا جانشین ہوتا اور خود خاندان کا باپ بنجاتا۔

عورت ہمیشہ کسی نہ کسی مرد کے "ہاتھ" میں ہوتی۔ یعنی کوئی نہ کوئی شخص ہمیشہ اس کا متولی ہوتا۔ عورت کی شادی سے مراد یہ تھی کہ وہ ایک متولی کے ہاتھ سے چھوٹ کر (Manumissa) دوسرے متولی کے ہاتھ میں آگئی اُس کا پہلا متولی ممکن ہے کہ اس کا حقیقی باپ ہو یا حقیقی بھائی یا جسکو اس نے بھائی بنایا ہو یا کوئی شخص جو اس وقت خاندان کا سردار ہو۔ اس کا نیا متولی شوہر ہوتا تھا اور از روے قانون وہ اس کی تولیت میں تھی۔

(۳۳) قدیم خاندان کا ایک قابل لحاظ مگر غریب فرد غلام تھا۔ وہ بھی خاندان میں شامل تھا۔ طوق غلامی اس کے گلے میں غالباً ہمیشہ رہتا اور آزادی اسے اسی وقت حاصل ہوتی جب کہ اس کا آقا اسے بالقصد آزاد کردے اور یہ نہایت شاذ تھا۔ مگر اس کی حالت قابل برداشت تھی اور زمانۂ مابعد کے غلاموں کے جتھوں کی طرح نہ تھی جن سے سخت محنت لی جاتی تھی۔ املاک کے علاوہ خاندان کا تمام مال و اسباب اور اس کے افراد کی تمام کمائی بلحاظ قانون باپ کی ملک تھی۔ اگر خاندان کے کسی فرد یا غلام

باب ۲

کو اپنے ذاتی تمتع کے لئے مال جمع کرنے دیتا تو یہ اس کی عنایت تھی۔ لیکن باپ کو یہ حقوق ملکیت بہ حیثیت خاندان کے سردار کے حاصل تھے نہ کہ فرد واحد کے اور ان حقوق کے ساتھ فرائض بھی تھے۔ خاندان میں باپ بالکل مطلق العنان تھا کیونکہ افراد خاندان کو وہ سزائے موت بھی دے سکتا تھا وہ نہ صرف مذہبی معاملات میں خاندان کا سردار پجاری تھا۔ بلکہ اس کا حاکم اعلیٰ بھی تھا اور رواجی قانون پر عمل کرتا تھا جو حیطہ تحریر میں نہ آیا تھا۔ لیکن رواجاً یہ دستور تھا کہ خاندان کے اہم معاملات میں بالغ افراد ذکور کی جماعت سے مشورہ کیا جائے۔ اسی رواج سے غالباً یہ دستور پڑ گیا تھا کہ سرکاری معاملات میں بھی ذمہ دار عہدہ دار ایک مجلس شوریٰ (Consilium) کی تجاویز (de Consilii Sententia) کی بنا پر اپنے فرائض انجام دیتے تھے۔ لیکن فی الحقیقت حقیقی اقتدار خاندان کے سردار کی طرح عہدہ دار کے ہاتھوں میں تھا۔ البتہ خاندان میں باپ تا دم مرگ اپنے عہدے پر قائم رہتا اور اس کے افعال کی کوئی باز پرس نہ ہو سکتی تھی۔

(۴۳) قدیم روما کے اس عجیب و غریب ادارہ یعنی خاندان کا یہ مختصر خاکہ ہے روما کے تمدن کی بنا اسی پر تھی کیونکہ گوت، قبیلے سلطنت وغیرہ سب خاندانوں پر مشتمل تھے نہ کہ افراد پر۔ روما کی عظمت اس کے افراد کی فرماں برداری اور امن پسندی پر تھی اور یہ خاندان کی برکت تھی۔ خاندانوں میں ضعف کے آثار بھی تھے۔ مثلاً باپ ہر وقت خواہ موقع ہو یا نہ ہو اپنے اقتدار کو کام میں لا کر ترقی میں سد راہ ہو سکتا تھا مگر یہ قرین قیاس نہیں کہ باپ کو اپنے بچوں اور دیگر افراد سے محبت نہ ہوگی خطا کار غلاموں کے ساتھ بھی اکثر ترحم کا برتاؤ ہوتا ہوگا۔ زمانے کے بُعد کی وجہ سے یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ اس زمانے کے لوگ عقل سلیم سے عاری تھے۔

رشتہ

(۵۴) چونکہ ہر خاندان کا سردار مرد ہوا کرتا تھا اور نئے خاندان کا سردار مرد ہوا کرتا تھا اور نئے خاندانوں کا قیام صرف بیٹوں سے ہو سکتا تھا نہ کہ بیٹیوں سے اسلئے قرابت صرف ذکور کے ذریعے سے ہو سکتی تھی۔ ہر شخص کے بیٹے یا بھائی کی اولاد اس سے راست تعلق رکھتی تھی اور ایک طور سے اس کی اولاد (Adgnati, Agnati) تھی۔ اگر وہ والیرس ہے تو اس کے بیٹے یا بھائی کی اولاد بھی والیرس ہے سوا اس صورت کے کہ وہ بذریعہ تبنیت کسی دوسرے خاندان کے رکن بن جائیں یا لڑکیاں

شادی کے بعد کسی دوسرے خاندان میں شریک ہوجائیں۔ برخلاف اس کے اس کی بہن یا بیٹی کی اولاد اس کی ہم نسل (Cognati) تھی مگر قانوناً ان کا تعلق ان کے باپ کے خاندان سے تھا۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب کسی شخص کے کئی بیٹے ہوں اور وہ علیحدہ علیحدہ خاندانوں کی بنا ڈالیں اور پھر ان کے بیٹے بھی یہی کریں تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بوجہ مرور زمانہ دور کی قرابت کی صورت میں حقیقی رشتہ تو لوگ فراموش کر جائیں گے اور سوائے خاندانی نام کے ان میں کوئی چیز مشترک نہ رہے گی جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کو اپنا قرابت دار خیال کریں گے۔ پرستش بھی ان کی مشترک ہوگی۔ ایک خاندان سے متعدد خاندانوں کے پیدا ہونے سے **گوت** (Geus) وجود میں آتا ہے یہ تقسیم دوسری آریائی قوموں میں بھی پائی جاتی ہے۔ مگر روما کے علاوہ کسی ترقی کن سلطنت میں اس تقسیم کو یہ اہمیت حاصل نہ تھی۔ ہر رومن کا حقیقی نام اس کی **گوت** کا تھا۔ اگر کسی شخص کا نام **پبلیس کارنی لیس سی پیو** ہوتا تو اس سے مطلب تھا کہ **پبلیس** اس کا پہلا (Praenomen.) یا ذاتی نام ہے **گوت** اس کا (Cornelia.) ہے اور اس کا تعلق اس خاندان یا خاندانوں کے مجموعے (Stirps) سے ہے جن کا خاندانی نام (Cognomen.) سی پیو ہے۔

گوت

(۲۶) معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ قدیم میں گوتوں میں نہ صرف پرستش (Sacra.) مشترک تھی بلکہ جائداد بھی مثل خاندانوں کے مشترک تھی تاریخی زمانے میں یہ رسم متروک ہوگئی تھی۔ مگر اس کے آثار باقی تھے۔ بوقت ضرورت **گوت** کے افراد کی ایک مجلس منعقد کی جاتی اور اس کے احکام کی پابندی ان پر لازم ہوتی مگر تاریخی زمانے میں اس کا رواج بھی کم رہ گیا تھا۔ جس طرح کہ خاندانوں کے آزاد متوسل تھے یعنی آزاد شدہ غلام یا وہ اشخاص جنھوں نے اپنی مرضی سے اپنے آپ کو سردار خاندان (Pater familear.) کے زیر حفاظت کر دیا ہو اسی طرح گوتوں کے بھی متوسل ہوتے تھے اس قسم کے متوسل بالعموم "سامع" (Pietas) جو ہر وقت اپنے محافظوں (Pateni) کے احکام پر سمعنا و اطعنا کہنے پر تیار رہتے تھے یہ لوگ ان خاندانوں یا گوتوں کے پورے رکن نہ ہوتے جن سے ان کا تعلق تھا بلکہ ان کی رکنیت ایک ادنیٰ قسم کی ہوتی جن سے ان کو اپنے مربیوں سے دنیا کے معاملات میں مدد ملتی اور ان پر یہ فرض عائد ہوتا کہ ہر موقع پر

باب (۲)

ہر طرح سے اپنے مربیوں کی خدمت کریں۔ بالمختصر ان کو اس قدیم اصول کی پابندی کرنی پڑتی کہ وفاشعاری (Pietas) سے مقصود یہ ہے کہ کسی خاندان یا گوت کا کوئی فرد کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے دوسرے ارکان کو کسی قسم کا ضرر رہو۔

کیوری

(۳۷) روایات میں مملکت روما کا جو نقشہ نظر آتا ہے حسب ذیل ہے اہل روما کی پوری جماعت (Pohulris Romanus) کے نام سے موسوم تھی۔ اس جماعت کے ٹکڑے تھے جو کیوریوں (Curitae) کے نام سے موسوم تھے۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ ان کا وجود روما کے قیام سے تھا جو مام سین نے بتایا ہے کہ کیوریاں لاطینی قوم کے دوسرے شہروں میں بھی تھیں، یونان میں کیوریوں کے مقابلے میں ایک جماعت تھی جسے "فراتری" کہتے تھے اور یونانی مصنفوں نے روما کا حال بیان کرتے ہوئے کیوری کو "فراٹری" لکھا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک کیوری کئی گوتوں (Gentes) پر مشتمل تھی۔ گوتوں میں افراد کی تعداد مختلف تھی اسی طرح مختلف کیوریوں میں گوتوں کی تعداد بھی غیر مساوی ہوگی۔ بہ حیثیت سیاسی تقسیموں کے تمام کیوریاں مساوی تھیں مگر خاندانوں اور گوتوں کی تقسیم کو سابقہ اہمیت حاصل نہ تھی۔

قبیلے

(۳۸) مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اہل روما تین قبیلوں (Tribus) میں منقسم تھے[1] رام نین سیس، ٹی ٹی این سیس، لوکے ریس، ان قبیلوں کو اہل روما کی قدیم ترین تقسیمیں نہیں کہہ سکتے پہلے دونوں قبیلوں کے متعلق تو خیال ہے کہ یہ قرب وجوار کی مخالف قومیں تھیں جنکے علیحدہ بادشاہ تھے اور جو سیادت کے لئے روما سے دست بگریبان ہونے کے بعد اس سے مل گئیں۔ مام سین کی رائے ہے کہ (Tribus) کا مفہوم مقامی ہے اور یہ لفظ جس کا تعلق کسی مقام سے تھا اس کے باشندوں سے منسوب ہوگیا ہے۔ اگر اس لفظ کا اطلاق کسی قوم کے پورے خطہ ملک پر ہوتا ہو تو رفتہ رفتہ اس کا اطلاق خود اس قوم پر ہو سکتا ہے اور اس طرح وہ روایت قرین وثوق ہو جس میں بیان کیا گیا ہے کہ روما ان تین قبیلوں کے انضمام سے وجود میں آیا تھا۔ ہر قبیلہ کیوریوں پر مشتمل تھا جن کی

---

[1] جو امور بیان کئے گئے ہیں حد درجہ مشتبہ ہیں شہادت ناکافی ہے لہذا محض تخیلات کی بنا پر ان امور کے متعلق قیاس کیا گیا ہے۔

تعداد تیس تھی یعنی ہر قبیلے میں دس **کیوریاں** تھیں اور ان کی تعداد (تیس) قبیلوں کے معدوم ہو جانے کے بعد بھی باقی رہی۔ بہ حیثیت قوم کے ایک جزو کے نہ تو قبیلہ نہ **کیوری** کا کوئی نظام تھا اور نہ بوجہ عدم ذرائع یہ دونوں بذات خود کوئی کام کر سکتے تھے۔

سیاسی جماعتیں

(۹۳) اطالیہ اور یونان میں سیاسی فرائض اور حقوق کے تعین کے لئے قوم متعدد جماعتوں یا گروہوں میں منقسم تھی۔ میں اس کو تسلیم کرتا ہوں اور اس پر میں نے بہت کچھ زور دیا ہے مگر اس سے نہ خیال کرنا چاہیے کہ یہ نظام روما سے مخصوص تھا۔ میرا یہ دعوی ہرگز نہیں ہے۔ میں نے ان مختلف گروہوں کے وجود پر زور اس لئے دیا ہے کہ ایک زمانہ آئے گا جب کہ قوم ایک جماعت رائے دہندہ ہو جائے گی۔ اس کو حقوق حکمرانی حاصل ہو جائیں گے اور معاملات سلطنت میں اسکی رائے قطعی ہوگی۔ آپ دیکھیں گے کہ روما کے دستور کے لحاظ سے جمہوریہ کے اواخر تک تمام مجالس میں اظہار رائے ہر فرد کی طرف سے نہ ہوتا تھا بلکہ کسی نہ کسی قسم کی جماعتوں کی طرف سے[1]۔ یونان میں مجالس سیاسی میں اظہار رائے ہر فرد کرتا تھا جس کی وجہ سے عمومیت کی ترقی کا زیادہ امکان تھا جیسا کہ ایتھنز میں ہوا۔ اس کا بیان بھی بہ لحاظ موقع آئے گا۔ اس وقت میرا مقصد صرف یہ ہے کہ روما کی سیاسی جماعت بندی کی استواری کے اسباب کو معلوم کروں اس کی وجہ یہ نہیں ہو سکتی کہ روما میں کوئی ایسا زبردست انقلاب مثل اس انقلاب کے نہیں ہوا جو ایتھنز میں **کلیس تھی نیس** سے منسوب ہے۔ روما میں جماعت بندی کا تعلق ایک ایسے جذبہ سے تھا جس کا اثر اہل روما کی زندگی کے ہر شعبہ میں تھا۔ تاریخی زمانے میں اہل روما اپنے **گوت** کا نام اپنے نام کے ساتھ لگاتے تھے مگر یونانیوں نے اسے ترک کر دیا تھا۔ یونانیوں کے مقابلے میں اہل روما میں **گوت** کی رنگینیت زیادہ اہمیت رکھتی تھی بلکہ ان کی زندگی کا ایک جزو تھی اور آپس میں ہمدردی کے پیدا ہونے کا باعث تھی۔ میرا خیال ہے کہ روزمرہ کی زندگی میں کسی جماعت کا رکن ہونے سے ان میں یہ عادت

---

[1] جماعت بندی کی اہمیت کو اہل روما بھی محسوس کرتے تھے دیکھو سسرو (Pro Flacco) ۱۵، ۱۶ ۔

باب (۲)، پڑگئی ہوگی کہ سیاسی معاملات میں بھی وہ جو کچھ کارروائی کریں بہ حیثیت اُس جماعت کے رکن کے کریں اس لئے میری رائے یہ ہے کہ اسی رجحان کی وجہ سے جس کی تائید پر اہل روما کی خلقی قدامت پسندی تھی، جماعت بندی آخر وقت تک قائم رہی۔

باب ہفتم

عہد شاہی

(۴۰) ایک زمانے میں روما بادشاہوں کے زیر حکومت تھا اس واقعے کو ہر شخص تسلیم کرتا ہے اور اس کے قرین قیاس ہونے کے وجوہ حسب ذیل ہیں۔ **اولاً** روایات میں یہ صاف صاف اور بلا اختلاف بیان کیا گیا ہے۔ **ثانیاً** جمہوریہ کے دستور میں بعض ادارات اور اصول ایسے تھے جن کے وجوہ کی توجیہ صرف اس مفروضے پر ہو سکتی ہے کہ حکومت جمہوری کے قبل ایک عہد شاہی گزر چکا تھا۔ **ثالثاً** حکومت شاہی کے وجود کے متعلق کوئی عقلی شبہے بھی نہیں ہیں جن کے رفع کرنے کی ضرورت ہو کیونکہ تمام قدیم سلطنتوں میں یہ اس قسم کی حکومت تھی۔ مگر روما کے بادشاہوں کی ایک برائے نام تاریخ ہم تک پہنچی ہے جن میں بعض کا زمانہ شہر کے قیام سے قبل کا ہے۔ اس تاریخ میں اہل روما کا تعلق ٹرائے کے افسانے سے قائم کیا گیا ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ **اینیاس** ایک عرصہ تک سرگرداں رہنے کے بعد اطالیہ میں آکر آباد ہوا جہاں تک ہمیں علم ہے یہ محض ایک افسانہ ہے جو اصل واقعہ کے صدیوں کے بعد یونانی مصنفوں نے گڑھ لیا ہے جو روما کے عظمت و وقار کے زمانے میں اہل روما کی نظر عنایت کے طالب تھے ہمارے سامنے جو قصہ ہے اسے عہد مسیحی کے آغاز **آگسٹس** کے زمانے میں مصنفوں نے ادبی اغراض سے ایک نیا جامہ پہنایا تھا۔ ان لوگوں نے افسانوں کو اس وثوق اور سنجیدگی سے بیان کیا ہے کہ گویا وہ تاریخی واقعات ہیں۔ تاریخی تنقید سے ان بیانات کی صحت حد درجہ مشتبہ ہو گئی ہے اور ان پر مفصل بحث کرنے کی مطلق ضرورت نہیں۔ روما میں متعدد تعمیرات تھیں جو روایات میں عہد شاہی سے منسوب تھیں۔ ان میں فصیلیں، **پدر دین** مندر اور دوسری عمارتیں شامل تھیں۔ بعض اہم امور میں ان عمارتوں سے روایات کی توثیق ہوتی ہے مثلاً **پلاٹئین** کی علحدہ قدیم فصیل سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ شہر کے بانیوں نے

باٹ،

اسی موقع پر اولاً قبضہ کیا سرویس کی فصیل اور نالیوں کی وسعت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ذرائع وافر تھے اور مزدوروں کی کثرت تھی اور یہ دونوں باتیں اسی وقت حاصل ہو سکتی ہیں جب کہ کسی حاکم مطلق العنان کا دباؤ ہو۔ ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ روما میں نہ صرف حکومت شاہی ایک زمانے میں تھی بلکہ یہ بادشاہ اولوالعزم اور ذی اقتدار تھے۔ مگر ممکن ہے کہ یہ عظیم الشان تعمیرات[1] زمانۂ مابعد کی ہوں۔ اگر یہ قیاس صحیح ہے تو یہ لازم آئے گا کہ حکومت جمہوری نے اس شعبہ (تعمیر) میں سرگرمی سے کام لیا مگر یہ قیاس عام اور میری ذاتی رائے کے خلاف ہے۔ بہرکیف حکومت شاہی کے وجود میں شک نہیں اور اب میں ماہرین وغیرہ کی تحقیقات کی بنا پر اس عہد کے اداراتؔ کو اختصار کے ساتھ بیان کروں گا۔ مگر واضح رہے کہ یہ ایک خیالی تصویر ہے جو آثار باقیہ کی بناء پر کھینچی گئی ہے۔

بادشاہ کا اقتدار شاہی

(۴۱) سلطنت روما کا حاکم اعلیٰ بادشاہ (Rex) تھا اور اس کا فرض تھا کہ حکومت اور رہنمائی کرے۔ جنگ میں وہ قوم کا سردار تھا، مذہبی معاملات میں اس کا نمایندہ اور عدالتی معاملات میں جن کا سروکار بجائے خاندانوں کے قوم سے تھا ان کا جج تھا۔ وہ حاکم اعلیٰ تھا اور اُس کو یہ اقتدار حاصل تھا کہ احکام صادر کرے اور اُن کی تعمیل کرائے اس اقتدار کو اہل روما (Imperium) کہتے تھے۔ انگریزی اور یونانی میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جو اس مرکزی اقتدار مطلق کے مفہوم کو ادا کر سکے۔ اہل روما کے علاوہ کسی اور قوم نے وسیع اقتدار کے تخیل کو ذہن نشین کر کے اس کو اپنے دستور سیاسی کا زبردست عنصر نہیں بنایا ہے۔ اس کا نمونہ غالباً ان کو اس اقتدار سے ملا ہوگا جو باپ کو خاندان میں حاصل تھا۔ اقتدار شاہی میں قتل کی سزا دہی کا اختیار بھی شامل تھا لیکن روایات سے یہ کہیں ترشح نہیں ہوتا کہ یہ وسیع اقتدارات مظالم کے باعث ہوئے ہیں۔ سوائے اس کے کہ آخری بادشاہ کی بداعمالی سے حکومت شاہی ختم ہو گئی۔ یہ بھی واضح رہے کہ بادشاہوں کی حکومت تاحین حیات تھی اور اس سے بازپرس کرنے کا کوئی غیر انقلابی ذریعہ نہ تھا۔

بادشاہوں کے اقتدار کا محدود ہونا

(۴۲) مگر یہ نہ خیال کیجیے کہ بادشاہوں پر کسی قسم کی روک نہ تھی روما کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اخلاقی قوت ایسی تھی جس کے اثر سے حکام اپنے تمام انتہائی حقوق اور

---

[1] یہ بھی ممکن ہے کہ کسی واقعی قدیم عمارت کے موجودہ آثار خود زمانۂ مابعد کے ہوں۔

باب ۲،

اقتدارات سے کام لینے سے باز رہتے تھے۔ اس اصول کا اثر حکومت شاہی میں بھی تھا۔ بادشاہ کو حق حاصل تھا کہ قانون الٰہی (Fas) یا قوانین ملکی (Jus) کے لحاظ سے جن کی بنا قدیم رواج پر تھی یہ تصفیہ کرے کہ کیا جائز ہے اور کیا ناجائز ہے مگر کسی فرد واحد کا ایک جماعت کثیر پر حکمراں ہونا کسی نہ کسی اخلاقی قوت پر مبنی ہے اور ہر ایک ذی فہم حکمراں جانتا ہے کہ مطلق العنانی کی ایک انتہا ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ صرف احکام نافذ کر کے سلطنت کے کاروبار کو چلانا دستور کے خلاف نہو مگر رواج یہ پڑ گیا تھا کہ بادشاہ ہر اہم معاملے میں سینیٹ سے مشورہ کرے جو اسکی مجلس شوریٰ تھی۔ روما کے آخری بادشاہ کے خلاف میں جو اعتراضات روایتوں میں عائد کئے گئے ہیں ان میں یہ سب سے زیادہ سنگین ہے رواج (Mos) کی مسلسل خلاف ورزی اہل روما کو سخت گراں گزرتی تھی۔ اگر کسی شخص کو سزائے موت دی جاتی تو بادشاہ اسے اجازت دیتا کہ اس فیصلے کے خلاف میں مجلس عامہ میں مرافعہ کرے مگر بادشاہ پر لازم نہ تھا کہ ہر مقدمہ میں اس قسم کی اجازت دے۔ اس قسم کے مقدمات میں رائے عامہ کو بہت کچھ دخل تھا۔

حاکم درمیانی

(۱۳ھ) یہ بھی واضح رہے کہ روما میں حکومت شاہی موروثی نہ تھی بلکہ روما میں بادشاہ حکومت شاہی کا مالک انتخاب سے ہوتا تھا نہ کہ کسی شاہی خاندان یا گوت کا رکن ہونے کی حیثیت سے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انتخاب کی دو منزلیں تھیں اولاً کسی شخص کا انتخاب اور ثانیاً اس کو اقتدار شاہی کا عطا کرنا۔ انتخاب میں تو سینیٹ کو غالباً کوئی دخل نہ ہوگا اور انتخاب اور عطائے اقتدار کا اختیار عامہ قوم کو تھا جو کیوریوں کے لحاظ سے جمع ہوتی تھی۔ شگون اور دیوتاؤں کی مرضی کو معلوم کرنے کے لئے اڑتی ہوئی چڑیوں کو غور سے دیکھا جاتا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ قوم نے جس کو منتخب کیا ہے اس کو دیوتا بھی پسند کرتے ہیں۔ انتخاب حکومت شاہی میں اس امر کی ضرورت بھی ہے کہ دو حکومتوں کے درمیان میں جو وقفہ ہوتا ہے اس کے لئے انتظام کرنا ضروری ہے کیونکہ اس درمیانی وقفہ میں کوئی شخص ایسا شخص ہونا چاہئے جو عارضی طور پر تجاویز پیش کر سکے مجلس عامہ کا باقاعدہ انعقاد عمل میں لا سکے اور کوئی نام پیش کر کے نتیجے کا اعلان کر سکے موروثی حکومتِ شاہی میں بادشاہ کے مرتے ہی تخت و تاج فوراً دوسرے پر منتقل ہو جاتا ہے روما میں وقفہ درمیانی میں ایک حاکم درمیانی (Inter rex) یا اس قسم کے کئی حاکم مقرر کئے جاتے تھے جنھیں سوائے پہلے کے

بادشاہ

بادشاہی کے لئے نام پیش کرنے کا اختیار تھا۔ مگر یہ قرین قیاس نہیں کہ حاکم درمیانی بذات خود کسی شخص کا نام پیش کرتا ہوگا۔ در پردہ سازشیں ہوتی ہوں گی اور ممکن ہے کہ سینیٹ میں مباحثہ بھی ہونے کے بعد حاکم درمیانی کسی شخص کا نام پیش کرتا ہو۔

سینیٹ

(۴۴) عہد شاہی میں سینیٹ کو وہ رسوخ نہ تھا جو اسے زمانہ مابعد میں حاصل ہوا اولاً اس مجلس کے ارکان غالباً اکابر قوم تھے اور بادشاہی بھی موروثی تھی۔ مگر جس زمانے کا حال ابتک پہنچا ہے اس میں بادشاہ انتخاب سے مقرر ہوتا اور بادشاہ سینیٹ کے ارکان کو نامزد کرتا تھا گو اس بارے میں اس کو رواج کا لحاظ کرنا ہوتا ہوگا لیکن بادشاہ کے اقتدار کا ایک بڑا جزو یہ تھا کہ سینیٹ میں کوئی شخص بغیر اس کی مرضی کے داخل نہ ہوسکتا تھا اس مجلس کو صرف مشورہ دینے کا حق تھا بغیر بادشاہ کے علم کے اس کا انعقاد نہ ہوسکتا تھا۔ اور انھیں معاملات پر اس میں بحث ہوسکتی تھی جو بادشاہ پیش کرے کسی کارروائی کا آغاز کرنا یا اُس کو عمل میں لانا بادشاہ کا کام تھا۔

سینیٹ کو بالعموم نہ تو کوئی اقتدار تھا نہ اس پر کوئی ذمہ داری تھی لیکن بعض خاص صورتوں (مثلاً عہد شاہی میں جبکہ تخت خالی ہو)[۱] سینیٹ کا یہ فرض تھا کہ حکومت درمیانی کا انتظام کرے تاکہ اقتدار قائم رہے اور جانشین پر منتقل ہو جائے۔ بادشاہ کی عدم موجودگی میں سینیٹ کو اختیار تھا کہ دیوتاؤں سے مشورہ کرے (Auspicia) اس طور پر حقیقی حکمرانی میں کوئی وقفہ نہ ہوتا تھا اور بادشاہ کے نہ ہونے سے دیوتاؤں سے قطع تعلق نہ ہوتا تھا کیونکہ اس قسم کے وقفوں میں ارکین سینیٹ کو اقتدار شاہی حاصل ہوئے۔

عامہ قوم
مجلس عامہ

(۴۵) بادشاہ اور سینیٹ کے بعد عامۂ قوم (Populus) تھی جس میں وہ تمام لوگ شامل تھے جو کسی نہ کسی صورت سے شہری (Cives) تھے اور اپنے آپ کو روما نی کہ سکتے تھے۔ قابل وثوق روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جماعت اس حد تک مقتدر خیال کی جاسکتی تھی کہ بادشاہ کا انتخاب اس کی مجلس میں ہوتا تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اس مجلس کو صرف قبول کرلینے یا نامنظور کرنے کا اختیار تھا اور نہ تو یہ بیان کیا گیا ہے اور نہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ کوئی شہر حاکم درمیانی کی تحریک کے علاوہ کوئی تحریک پیش کرسکتا تھا۔

---

[۱] دیکھو فقرہ ۸۷ مابعد۔

اسی طرح جب بادشاہ کسی ملزم کو عامۂ قوم سے مرافعہ کرنیکی اجازت دیتا Provocare ad populam تو اس کے فیصلے Indicum populic سے یا تو وہ شخص بری ہوجاتا (Absolvere) یا سزا حسب حال قائم رہتی مگر سزا کو کم کرنے کا عامۂ قوم کو اختیار نہ تھا **ہوریشیس** کے افسانے[1] میں قربانی کرنے کی سزا اس کے باپ کو دی گئی ہے نہ اس کو اور غالباً بادشاہ کے حکم سے۔ زمانۂ قدیم میں وضع قوانین کی نوبت بہت کم آتی ہو گی۔ اگر ہوتی بھی ہو گی تو اس کی صورت یہ ہو گی کہ کوئی تجویز (دریافت کرنا، Rogatio) پیش ہوتی ہو اور عامۂ قوم کو صرف ہاں یا نہیں کہنے کا حق ہوتا ہو گا یہ کہیں پتہ نہیں چلتا کہ عامۂ قوم کو کسی تحریک کے آغاز کرنے کا اختیار تھا۔ مجلس عامہ میں لوگ اپنی اپنی **کیوریوں** (Curiatim) کے لحاظ سے جمع ہوتے تھے اور ہر کیوری کا ووٹ ایک تھا۔ جسکا اندازہ موجودہ رائے دہندوں کی آراء پر ہوتا اور چونکہ تیس سے زیادہ **کیوریاں** نہیں تھیں اس لئے مجلس عامہ کی مرضی دریافت کرنے میں زیادہ دیر نہ لگتی ہو گی علاوہ ازیں زمانۂ مابعد میں روما کے رائے دہندوں کا رجحان یہ تھا کہ اس جماعت کی پیروی کریں جس نے پہلے رائے دی ہو۔ اور اس کا سلسلہ قرعہ سے قائم کیا جاتا تھا۔ معلوم نہیں یہ طریقہ عہد شاہی میں رائج تھا یا نہیں مگر رواج قدیم معلوم ہوتا ہے۔

(۴۶) اہل روما کی جب پہلی جھلک ہمیں تاریخ کے صفحات پر نظر آتی ہے اس وقت ان کے دو طبقے تھے **پیٹریشین** جن پر بار زیادہ اور حقوق بھی زیادہ تھے اور **پلی بین** جن پر بار کم تھا اور حقوق بھی کم یا بالکل نہ تھے۔ قانونی یا مذہبی حیثیت سے کسی کام کرنیکے لئے لازمی تھا کہ وہ شخص **پیٹری شین** ہو **پلی بین** ہر طور سے کم تر درجے کے تھے اور جمہوریۃ کی ابتدائی تاریخ زیادہ تر اس جد و جہد سے بھری ہوئی ہے جس کے ذریعے سے انھوں نے اعلیٰ حقوق رکھنے والے طبقے کے ساتھ مساوات حاصل کی ان طبقوں کے ابتدائی حالات صحت کے ساتھ معلوم نہیں البتہ یہ معلوم ہے کہ یہ کیسے وجود میں آئے اور جو علما اسکے متعلق تحقیقات کر رہے ہیں وہ ابھی تک مباحثوں میں مشغول ہیں مگر یہ اغلب ہے کہ **پیٹری شین**[2] (Patricius) ان جنگجو خاندانوں کی اولاد سے تھے جو روما کے ابتدائے قیام میں

---

[1] لیوی یکم ۲۶۔

[2] یہ لفظ (Pater) باپ سے مشتق ہے ان کی قومیت کے متعلق دیکھو فقرہ (۴۹)، مابعد۔

باب ۲

اس کے حکمراں باشندے تھے۔ یہ نام غالباً زمانۂ مابعد کا ہے جبکہ مختلف قسم کے متوسلوں کے بڑھ جانے سے یہ لازم آیا کہ ان لوگوں میں تفریق کی جائے جو کہ آبائے قوم کی اولاد سے تھے اور جو نہیں تھے پلی بین طبقہ پلیب سے تھے۔ مامسین کا خیال ہے کہ یہ لفظ (Plenus) اور (Pleo) سے تعلق رکھتا ہے لفظ (Pleo) صرف مشتقات میں پایا جاتا ہے مثلاً (Compleo) (Impleo) اس لفظ کے معنی پُر کرنے اور پورا کرنے کے ہیں۔ اصطلاحاً اس کے معنی عوام کے تھے، عوام کی جماعت غالباً حسب ذیل طریقے پر وجود میں آئی ہوگی۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ پرانے خاندانوں اور گوتوں کے متوسل تھے۔ یہ متوسل اپنے مربیوں کی زیر حفاظت تھے اور دونوں کا تعلق نہایت قوی تھا مگر اس تعلق سے خاندان یا گوت کے معاملات میں متوسل کو کوئی دخل نہ تھا۔ اس لئے درحقیقت متوسل کا کوئی گوت نہ تھا۔ ان میں سے بعض آزاد شدہ غلام تھے اور بعض غیر ملکی تھے جنھوں نے بطیب خاطر اپنے آپ کو امرا کے زیر حفاظت کر دیا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ روما میں آس پاس کے شہروں سے لوگ آجایا کرتے تھے کیونکہ جب کوئی نیا شہر اس کے زیر اثر آجاتا تو مفتوح لوگوں میں سے بعض جبراً روما میں لا کر بسائے جاتے اور بعض اپنی مرضی سے آکر آباد ہو جاتے۔ روما ایک ایسی ندی پر واقع تھا جس میں جہاز آ سکتے تھے اور اس کے قریب ایک پل[1] تھا جس پر سے لاطینم اور اتروریا کے مابین آمدورفت تھی۔ اس لئے تجارت کی غرض سے ابتدا ہی سے وہاں غیر مقامات کے لوگ آتے ہوں گے۔ ان غیر ملکی لوگوں کو کسی نہ کسی مربی کی ضرورت تھی اور ان لوگوں کو بھی جو سزا کے خوف سے ممالک غیر سے بھاگ آئے تھے۔ ان میں سے اکثر بجائے کسی گوت کے متوسل ہونے کے سلطنت سے توسل پیدا کر لیتے ہوں گے اور ان کا محافظ خود بادشاہ ہوگا جو سلطنت کے تمام اقتدارات کا مرکز تھا۔ تو بوجہ مرور زمانہ ان متوسلوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہوگی اور یہ لوگ پلیب کے نام سے موسوم ہو گئے ہوں گے۔ اس نام سے ظاہر ہے کہ قوم میں ان کی کوئی علحدہ قانونی حیثیت نہ تھی بلکہ ان کا اثر اگر کچھ تھا تو صرف کثرت تعداد کی وجہ سے۔

پیٹریشین اور پلی بین

(۴۷) طبقات کی حالت میں یہ عدم مساوات یونان و روما کے قدیم تخیلات و رواج سے

---

[1] اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ (Pous sublicius عہد شاہی کا بنا ہوا تھا۔ ندی کا راستہ ہمیشہ اہمیت رکھتا تھا جیسا کہ فی رے نے کے معاملہ میں معلوم ہوگا۔

باب ۲

متغائر نہ تھی یونانی شہری حکومتوں کے ابتدائی زمانے میں شہریوں کی حقوق رکھنے والی جماعت کے علاوہ ایک جم غفیر عوام کا ہوا کرتا جن کے کچھ حقوق نہ تھے اطالیہ کے اکثر شہروں میں بھی امرا اور عوام کی علٰحدہ جماعتیں تھیں اور مختلف بستیوں کے امرا کے مابین ایک حد تک ہمدردی تھی۔ روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ جب البا کے لوگ روما میں لاکر بسائے گئے تو اس بستی کے امرا روما کی پیٹری شین جماعت میں شریک کر لئے گئے۔ روما کے خاندان جولین کو دعوےٰ تھا کہ وہ البا سے آیا تھا پیٹری شین ہونے کے لئے ضروری تھا کہ وہ دعویدار کسی تسلیم شدہ گوت کا پورا رکن ہو نہ کہ متوسل روما یا کسی دوسرے شہر کی پوری شہریت محض سکونت سے حاصل نہ ہو سکتی تھی خواہ کتنی ہی طولانی یا مسلسل کیوں نہ ہو۔

(۴۸) یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ طبقہ پلیب کے متعلق بادشاہوں کا طرز عمل اس طرز عمل سے متغائر ہوگا جو کہ طبقہ پیٹری شین کا اس طبقے کے ساتھ تھا۔ بادشاہ وقت کی آنکھوں میں طبقہ پلیب کا کمتر درجے کا ہونا زیادہ حقیقت نہ رکھتا ہوگا کیونکہ دونوں طبقے اس کے زیر حکم تھے بادشاہ کو یہ بھی خیال آتا ہوگا کہ بمقابلۂ قدیم گوتوں کے مدمغ افراد کے پلیب عادتاً نہایت خوشی سے اس کے احکام کی تعمیل کرتے تھے۔ عہد شاہی کی عظیم الشان تعمیرات بھی غالباً طبقہ پلیب کی محنت شاقہ کا نتیجہ تھیں۔ اس لئے بادشاہ ضرور طبقہ پلیب پر نظر عنایت رکھتے ہوں گے جو طبقہ اعلیٰ کو ناگوار گزرتی ہوگی۔ اگر بادشاہ اور طبقہ اعلیٰ کے تعلقات کبھی زیادہ ناخوشگوار ہو جاتے یعنی اگر کبھی بادشاہ جو کہ اتحاد قومی کا مرکز تھا امرا سے لڑ بیٹھتا جن کو اپنے حقوق کا حد درجہ لحاظ تھا اور جو اپنے سرداروں کے تحت میں معاونت کے عادی تھے تو سلطنت کی بنیاد ضرور ہل جاتی اور انقلاب کا وقت آجاتا۔

(۴۹) اب صرف ایک سوال باقی رہتا ہے جو ایک ضمنی حیثیت سے سیاسی ہے یعنی آیا دونوں طبقوں میں بلحاظ قومیت کوئی فرق تھا یا نہیں۔ میرا عرصے سے خیال ہے کہ کوئی نہ کوئی فرق ضرور تھا اور اس خیال کی تغلیط صرف اس مفروضہ پر نہیں ہو سکتی کہ سب اہل روما ہم نسل تھے اور طبقات کا امتیاز محض سیاسی تھا۔ حال میں ایک رسالہ[۱] شائع

---

[۱] ڈبلیو جے وے "اہل روما کون تھے" سنہ ۱۹۱۶ء کلاڈیا گوت کے سابق الاصل ہونے کے متعلق فقرات ۶۶ و ۹۷ مابعد دیکھو۔

ہوا ہے جس میں اس مسئلہ کو عارضی طور پر نہایت جدت کے ساتھ حل کیا گیا ہے۔ صاحب رسالہ کا خیال ہے کہ **پیٹری شین** سابن تھے جو بہ حیثیت فاتح امرا بن گئے تھے اور **پلی بین** لاطینم کے قدیم باشندے تھے جو زمانہ تاریخی میں **لیگیوری** کے نام سے مشہور تھے اور جن کا قبضہ ایک زمانے میں اطالیہ کے بیشتر حصے پر تھا۔ لاطینی دراصل **لیگیوری** تھے اور فاتحوں نے مفتوحوں کی زبان کو اختیار کر لیا جو ایک معمولی بات ہے اس طور پر طبقات کا سیاسی امتیاز اختلافات پر مبنی ہے جس شہادت پر یہ نظریہ مبنی ہے بہ لحاظ وقعت اور اصلیت مختلف قسم کی ہے مگر اس کے ان اجزا سے جو کہ کم قابل وثوق ہیں وہ اجزا نا قابل وثوق نہیں ہوتے جن کے لئے شہادت قوی ہے۔ آئندہ چل کر مزید شہادت بہم پہنچے گی مگر بحالت موجودہ میں اس نظریہ کو چند مستثنیات کے ساتھ قابل وثوق سمجھتا ہوں۔ میرا یہ خیال ہے کہ روما کی **پیٹری شین** جماعت میں ایک زبردست سابن عنصر تھا مگر میں اس خیال کو غیر صحیح خیال کرتا ہوں کہ سوائے سابن لوگوں کے کوئی **پیٹری شین** نہیں تھا کیونکہ اس کو ثابت کرنا نہ صرف دشوار بلکہ ناممکن ہے اس قول کی شہادت میں جو امور پیش کئے جاتے ہیں ان میں دفن کرنے کے رسوم کا اختلاف سب سے زیادہ قوی ہے۔ مردوں کو جلانے کا رواج زمانہ مابعد کا ہے اور قیاس غالب ہے کہ یہ رواج سابن فاتحوں کے ساتھ آیا۔ مگر ایک بڑے **گوت** (کارنے لیا) میں دفن کا رواج سولا کے انتقال تک تھا اور یہ ثابت کرنا کہ یہ گوت طبقہ **پیٹری شین** سے نہ تھا بغیر زبردست شہادت کے ناممکن ہے۔ اس لئے میری یہ رائے ہے کہ نہ تو **پیٹری شین** نہ **پلی بین** بلحاظ نسل ہم جنس تھے قیاس غالب یہ ہے کہ پیٹری شین طبقے کا خون زیادہ تر سابن تھا اور سابن قوم کے رواجوں کے زیادہ پابند تھے، اسی طور پر پلی بین نسلاً لاطینی تھے۔ یہ نظریہ روایات سے بھی مطابقت رکھتا ہے مثلاً سابن عورتوں کی عصمت دری اور نوما کا سابن الاصل ہوتا جو کہ روایات میں روما کے نظام مذہبی کا بانی قرار دیا گیا ہے اس نظریہ کی سب سے زبردست شہادت مناکحت اور وراثت کے رسوم میں ملتی ہے۔ پروفیسر **رج وے** نے زبردست دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ مناکحت کا سب سے موقر طریقہ (Confarreatio) اور وراثت بذریعۂ ذکور (Agnatio) یہ دونوں طریقے نہ صرف طبقہ **پیٹری شین** سے مخصوص تھے بلکہ ان کا تعلق بالکلیہ قوم سابن سے تھا۔ اگر یہ خیال صحیح ہے تو طبقۂ اعلیٰ اور طبقۂ پلی بین کے افراد کے درمیان مناکحت کی ممانعت بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ بیان کرنا

باب ۱

کرنا ضروری ہے کہ طبقہ **پلی بین** میں وراثت بذریعۂ اناث کے وجود کی معقول توجیہ اب تک نہ ہو سکی مصنف مذکور کی غیر اہم دلائل کو میں نظر انداز کرتا ہوں خصوصاً ان نظریات کو جو ترک وطن وغیرہ[1] سے متعلق ہیں۔ علم حیاتیات سے بھی چند دلائل اُنھوں نے پیش کئے ہیں مگر انکی صحت کی تصدیق سے میں معذور ہوں۔ میں نے جو کچھ بیان کیا ہے اس سے کم از کم یہ ثابت ہو جائے گا پروفیسر مذکور کی عالمانہ تحقیقات سے روما کے سیاسی حالات روشن ہو جاتے ہیں اگر علما اس امر کو تسلیم کر لیں کہ طبقۂ پیٹری شین سابن یا سابن الاصل امرا کی ایک فاتح جماعت تھا تو طبقات کی باہمی جد وجہد اور اوائل ہی میں سابن قوم کو حقوق شہریت عطا کرنے کے مسائل کے متعلق ان کے خیالات میں ایک حد تک تغیر ہو جائے گا۔

سرویس کی اصلاحیں

(۵۰) عہد شاہی میں روما کی داخلی تاریخ کا اہم ترین واقعہ[2] سرویس کی اصلاحیں ہیں ان اصلاحوں سے قوم کی تنظیم ایک باقاعدہ نظام کے تحت میں بحیثیت ایک فوج کے عمل میں آئی اور اس کے ذریعہ سے ہر فرد پر اس کی استطاعت کے بموجب فرائض عائد کئے گئے لیکن گو یہ اصلاح فوجی اغراض سے عمل میں آئی تھی مگر اس سے دور رس سیاسی نتائج بھی پیدا ہوئے ہیں اس موقع پر اس اصلاح کی چند اہم اشکال کا ذکر کروں گا یعنی ان امور کا جن کا اثر روما کی تاریخ مابعد پر واضح اور بیّن تھا۔

(۵۱) معلوم ہوتا ہے کہ قدیم نظام قومی جو قبیلہ داری تقسیم پر مبنی تھا فوجی اغراض کے لئے ناکافی ثابت ہوا۔ یہ بھی اغلب ہے کہ نظام مذکور کے تحت میں **پیٹری شین** لوگوں پر فوجی

---

[1] دیکھو فقرہ ۲۲۶ مابعد۔

[2] مجھے معلوم ہے کہ سرویس کی ہستی کو فرضی قرار دیا گیا اور اس کی اصلاحات کے بارے میں خیال ہے کہ ان کا تعلق عہد جمہوری سے ہے مگر میں اس خیال کو قرین قیاس نہیں خیال کرتا بلکہ میرا یہ خیال ہے کہ یہ ان امور میں داخل ہے جو جمہوریہ کی بنا کے باعث ہوئے ممکن ہے کہ اصلاح مذکور کے جزوی امور زمانۂ مابعد میں طے ہوئے ہوں۔ اسلئے سرویس کوئی حقیقی شخص تھا یا نہیں اس مسئلے کو چھوڑ کر میں اس اصلاح کو اسی زمانے سے متعلق رکھوں گا جو روایات میں بیان کیا گیا ہے گو تفصیلی امور کے متعلق مجھے شبہ ہے دیکھو پائس افسانے صفحہ ۴۱-۴۲ ایگر خیال رکھو کہ لیوی ۴، ۴، ۲، (Centuria) کے آغاز کا ذکر کرتا ہے کہ (Plencus) کا اور سنسر و کا عہدہ کانسل کے عہدے سے علحدہ تھا۔

خدمات کا جو بار پڑتا تھا ان کی آبادی کے تناسب سے بہت زیادہ تھا۔ اس کے علاوہ زمانۂ قدیم میں ہر شخص اس قدر استطاعت نہ رکھتا تھا کہ اپنے لیے مکمل اسلحہ اور زرہ فراہم کر سکے اور اُن کی مرمت کراتا رہے۔ یونان کی ریاستوں میں بھی زرہ پوش لوگ مرفہ الحال خیال کئے جاتے تھے۔ اس لئے یہ ضروری تھا کہ جو لوگ اس طور پر سلطنت کی خدمت کر سکتے تھے ان کے نام رجسٹروں میں لکھ لئے جائیں تاکہ بوقت ضرورت ان سے فوجی خدمات لیجا سکیں دوسرے طبقوں پر بھی اسی اصول کا اطلاق ایک حد تک ہو سکتا تھا بانیان اصلاح سے غالباً یہ امر بھی پوشیدہ نہ رہا ہوگا کہ نوجوانوں اور متوسط عمر کے اشخاص سے مختلف قسم کی فوجی خدمات لی جا سکتی ہیں۔ ضرورت یہ تھی کہ ان لوگوں کی ایک اسم واری فہرست تیار ہو جائے جن پر فوجی خدمت عائد ہو سکتی تھی تاکہ جب جنگ کا خدشہ ہو تو بلا کسی تعویق یا بدنظمی کے فوج فوراً تیار ہو سکے اس فہرست کے تیار کرنے میں غالباً عمر اور دولت کا زیادہ تر لحاظ ہوگا۔ یہ بھی خیال رہا ہوگا کہ فوج کی تعداد جتنی زیادہ ہو بہتر ہے اسلیئے پیٹریشین اور پلیبین دونوں بھرتی کئے گئے ہوں گے۔ پھر اس کے علاوہ ضرورت تھی کہ ایام جنگ میں فوج کی تنخواہوں اور اُن کے قیام کے لئے مالی انتظامات کئے جائیں۔ اس لیئے یہ لازم آیا ہوگا کہ جو لوگ فوجی خدمت انجام نہیں دے سکتے تھے اُن کے نام اور جائدادیں باضابطہ درج رجسٹر کر لی جائیں اور ان سے محاصل وصول کیے جائیں تاکہ سلطنت کے تمام مالی ذرائع معلوم ہو سکیں۔

(۵۲) اس طور پر اہل روما کا ایک نظام قومی قائم ہو گیا جس میں تمام قوم شریک تھی اور جائداد کے لحاظ سے ان کے پانچ درجے ہو گئے جن میں سے ہر ایک کے لئے اسلحہ و ساز و سامان مقرر کر دئے گئے جو ہر ایک فرد کو بذات خود فراہم کرنا پڑتا تھا۔ پہلے درجے کے لوگوں کے پاس ذاتی حفاظت کے لئے خود، سپر اور کانسی کا چار آئینہ اور فولادی موزے ہوتے تھے اور ہتھیاروں میں نیزہ اور تلوار نیچے کے طبقوں میں یہ ساز و سامان درجہ بدرجہ کم ہوتا جاتا یہاں تک کہ چوتھے طبقہ کے پاس صرف نیزے اور ہلکے خنجر تھے اور پانچوں کے پاس صرف گوپھن اور پتھر لیوی نے روایت کی نہایہی بیان کیا ہے اور اُس سے یہ بھی معلوم[1] ہوتا ہے کہ اہل روما کی صف آرائی

---

[1] لیوی ہشتم ۸، ۳۔ اور ویسین بورن کا حاشیہ۔

باب ۲،

میدان جنگ میں (Phalanx) کے طریقے پر تھی یعنی فوج کئی صفوں میں تقسیم کی جاتی تھی اچھے ہتھیار والے سپاہی اگلی صفوں میں رہتے تھے اور معمولی ہتھیار والے عقب میں۔ چوتھا اور پانچویں درجہ کے لوگ غالباً (Phalanx) سے باہر رہتے تھے اور ان سے ہلکا کام لیا جاتا تھا سواروں کا انتخاب غالباً پہلے درجے کے لوگوں سے ہوتا ہوگا۔

سنتوریاں

(۳۵) اگر درجہ داری تقسیم سے نظام فوجی مکمل نہ ہوسکتا تھا۔ ہر درجہ سنتوریوں میں منقسم تھا اور یہ تقسیم مابعد تقسیم اول سے با وقعت تھی۔ لفظ (Censura) کے معنی سَو کے ہیں مگر عملاً اس کا اطلاق سپاہیوں کی ان جماعتوں پر بھی ہوتا تھا جو ۱۰۰ سے کم یا زیادہ بھی ہوں۔ فوجی زبان میں اس لفظ کا مفہوم وہی تھا جو اب لفظ کمپنی کا ہے سنتوریوں میں عمر کا امتیاز شروع ہوتا ہے کیونکہ ہر درجے میں نصف سنتوریاں عمر رسیدہ لوگوں کی تھیں جن کی عمر ۴۶ سے ۶۰ سال تک تھی اور نصف نوجوانوں کی جن کی عمریں ۱۷ سے ۴۵ سال تک تھیں اس طور پر ۸۰ سنتوریاں درجہ اول کی تھیں جنہیں ۴۰ پیرانہ سال لوگوں کی تھیں اور ۴۰ نوجوانوں کی بیس بیس درجہ دوم۔ سوم۔ چہارم کی تھیں۔ جن میں دس دس پیرانہ سال لوگوں کی اور دس دس نوجوانوں کی تھیں۔ درجۂ پنجم کی ۳۰ سنتوریاں تھیں ۱۵ پیرانہ سال لوگوں کی اور ۱۵ نوجوانوں کی۔ فی الجملہ جنگ کے قابل پیادہ فوج کی ۱۷۰ سنتوریاں تھیں۔ ان کے علاوہ درجۂ اول میں صناعوں (Fabri) کی دو سنتوریاں تھیں جنھیں زمانۂ قدیم کے انجینیر اور توپخانہ کہہ سکتے ہیں۔ باجے والوں اور دوسرے زائد از تعداد اشخاص کی سنتوریاں درجۂ پنجم میں تھیں اور غرباکی ایک بڑی سی سنتوری تھی جو اپنے ذرائع کے لحاظ سے درجۂ پنجم میں بھی شریک نہ ہوسکتے تھے اور جن پر فوجی خدمت لازمی نہ تھی۔ رسالے کی ۱۸ سنتوریاں تھیں جن میں سے چھ پہلے سے موجود تھیں اور ۱۲ اس وقت قائم کی گئیں اور ان میں سربرآوردہ یعنی دولت مند اشخاص شریک کئے گئے۔ اس طور پر فی الجملہ ۱۹۴ سنتوریاں تھیں اور یہی مجموعی تعداد لیوی نے بھی بیان کی ہے۔ دوسرے بیانات میں تفصیلی امور میں خفیف سا فرق ہے اور مجموعی تعداد ۱۹۳ ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ پیرانہ سال اور نوجوانوں کا امتیاز صرف پیدل کی ۱۷۰ سنتوریوں میں تھی۔ سوار و ں صناعوں اور باجہ والوں کی سنتوریاں نوجوانوں پر مشتمل تھیں۔ گھوڑے سلطنت کے خزانے سے خریدے جاتے اور ان کی خوراک وغیرہ کے اخراجات کے لیے نا قابل جنگ اشخاص مثلاً کنواری عورتوں اور نا بالغوں کی جائداد پر ایک محصول عائد کیا جاتا۔ مختلف

سنتوریوں کی سپاہیوں کی تعداد میں ضرور فرق رہا ہو گا۔ کیونکہ ہر زمانے میں ۱۷ سے ۴۶ سالہ عمر کے اشخاص کی تعداد ۴۶ سے ۶۰ سالہ کے لوگوں سے زیادہ ہوتی ہے اس کے علاوہ لڑنے والی فوج (نوجوانوں کی) بمقابلہ محافظت کرنے والی فوج (پیرانہ سالوں کی) کے اضافہ کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے فوجی حیثیت سے فوج کے قابل کار ہونے کے لیے ضروری تھا کہ نوجوانوں کی ۸۵ سنتوریوں میں سپاہیوں کی تعداد پیرانہ سال لوگوں کی ۸۵ سنتوریوں سے زیادہ ہو۔ بادشاہ کو اختیار رہتا کہ اشخاص مندرجۂ رجسٹر کی جماعت سے ایک لشکر (Legio) تیار کرے یا سلطنت کے ذرائع کو مدنظر رکھکر بوقت ضرورت متعدد لشکر (Legion) بھرتی کرے۔

جائداد کی تشخیص

(۵۴) جائداد کی تشخیص کے لیے جو کارروائی ہوتی تھی اس کی نوعیت مذہبی تھی اور اس کے اختتام پر قربانیاں ہوتی تھیں۔ جائداد کی تشخیص میں غالباً[۵۱] صرف جائداد غیر منقولہ کا لحاظ کیا جاتا تھا اور دوسری قسم کے مقبوضات کا شمار بعد کو ہونے لگا۔ جو لوگ کہ زمین پر آباد (Adsi dui) تھے انھیں سے اس کی حفاظت بھی متعلق تھی۔ محصول جنگ انھیں سے وصول کیا جاتا اور بصورت فتح تاوان جنگ اور مال غنیمت سے رقم وصول شدہ واپس کی جاتی۔ جائداد کی تشخیص کی غرض سے ملک چار حصوں (Tribus) میں تقسیم[۵۲] کیا گیا تھا جن میں سے ہر ایک میں وصول کنندگان محصول (Tribuni محصول Tributum) وصول کرتے تھے۔ یہ چاروں حصے (Tribus) صرف انتظامی اغراض کے لئے تھے اور قدیم روما کے تین قبیلوں کی طرح ان کو پرانے قبیلوں اور ان کے مذہبی رسوم سے کوئی تعلق نہ تھا۔ جائداد کی جب تشخیص ہوتی تو اس کے ذریعے سے ہر قابل جنگ شخص کی مالی حیثیت اور ذمہ داریوں کا یقین ہو جاتا اور مالی اور فوجی لحاظ سے اس کے درجہ اور سنتوری کا بھی تصفیہ ہو جاتا۔ جب تمام قوم شہر پناہ کے باہر جنگ کے دیوتا کے میدان Martins (Campus) میں اپنی اپنی سنتوریوں میں جمع ہوتی تو اس پر فوج (Enercitus) کا اطلاق ہوتا اس حیثیت سے قوم کو صرف بادشاہ اپنے اقتدار (Imperiam) کی

---

[۵۱] دیکھو فقرہ ۹۸ مابعد ۔

[۵۲] دیکھو فقرات ۶۶ تا ۶۸ مابعد ۔

باب (۴)

رو سے طلب کر سکتا تھا عہد جمہوری میں بھی قاعدہ تھا کہ صرف ذی اقتدار حکام مجلس سنتوری کو طلب کر سکتے تھے ۔

(۵۵) اس عظیم الشان اصلاح کے متعلق متعدد دلچسپ سوال پیدا ہوتے ہیں مگر بخوفِ طوالت ان پر بحث کرنا ممکن نہیں ۔ مگر زمانہ مابعد کے تجربے کی روشنی میں جب ہم اس پر غور کرتے ہیں تو مزید تغیرات ناگزیر نظر آتے ہیں ۔ جب کہ قوم کی عزت اور مفاد کی حفاظت کے لیے اس کی دولت و شخصی قوت ایک نظام واحد کے تحت میں لائی گئی اور تمام قوم اس حیثیت سے فوج میں شریک کی گئی کہ ہر فرد کے فرائض کا معیار خواہ وہ **پلی بین** یا **پٹری کشئین** صرف اس کی جسمانی اور مالی حیثیت تھی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونے والا تھا کہ وہ سلطنت کے اہم معاملات میں رائے دینے کے دعویدار ہوں اور یہی مطالبہ کریں کہ معاملات مذکورہ میں انکی رائے قطعی ہو ۔ ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ ابتداءً جس معاملے میں عامۂ قوم نے دخل دیا ہوگا وہ یہ ہوگا کہ اعلان جنگ بغیر ان کی اجازت کے نہ ہو ۔ بعض لوگوں کو روایات کے اس بیان سے اتفاق ہے کہ سنتوریوں کے جلسے ابتدا ہی سے اہل رائے کی مجالس تھے ہم صرف اسقدر تسلیم کر سکتے ہیں کہ جمہوریہ کے قدیم ترین زمانے میں بھی مجالس سنتوریوں کے (Councilia Centuriates) لحاظ سے رائے دیتی تھیں ۔ عہد مابعد کے واقعات کا خیال رکھکر یہ امر قابل غور ہے کہ قوم کی اس جدید تقسیم سے جس میں پُرانے قبیلوں اور خاندانوں کا مطلق لحاظ نہ رکھا گیا تھا، اہم نتائج مترتب ہوئے کیوں کہ خون کے قدیم رشتوں کو نظرانداز کر دینے سے قبیلوں کی سیاسی اہمیت زائل ہونے لگی ۔ **پلی بین** طبقے پر فرائض عائد کیے گئے تو وہ حقوق اور بالآخر مساوات کے طالب ہوئے مگر قدیم خاندانوں کی ضد اور ہٹ کی وجہ سے ایک طول طویل مناقشہ ہونے کو تھا ۔ اس کے علاوہ اغلب ہے کہ اصلاحات زیر تذکرہ سے قبل بھی محاصل وصول کیے جاتے ہوں جن کا وصول کرنا ابتدائی زمانے میں بادشاہ کی مرضی پر منحصر ہوگا اور لوگوں کو محاصل کا ادا کرنا ناگوار گزرتا ہو ۔ معلوم ہوتا ہے کہ سرویس کی اصلاح سے جو باضابطہ طریقہ قائم ہوا اس سے بادشاہ کے اختیارات پر بھی ایک قسم کی روک ہو گئی اگر یہ خیال صحیح ہے تو جیسا کہ **لانگ** نے بیان کیا ہے یہ پہلا موقع تھا کہ بادشاہ کا اقتدار محدود ہو گیا اور بقول **مامسین** روما کی تاریخ دستوری دراصل اس اقتدار کے درجہ بدرجہ محدود ہونے کی تاریخ ہے ۔

مقنن

(۵۶) روایات میں یہ اصلاح سرویس ٹلیس سے منسوب ہے جس کے بعد روما میں صرف ایک بادشاہ ہوا اور اس کا ایک ہی زبردست اور عظیم الشان فرد کا کارنامہ ہونا خلاف قیاس

باب (٧)

بھی نہیں ہے یونان میں ذی اقتدار مقننوں کا وجود شاذ نہیں ہے اور وہاں جب صورت حال ناقابل برداشت ہوجاتی تو کسی فرد واحد کو جو قابل اعتماد ہوتا قوانین میں تغیر و تبدل کرنے بلکہ ادارات ملکی کی اصلاح کا کام بھی سپرد کیا جاتا۔ اطالیہ کے شہروں کی اندرونی تاریخ سے ہم واقف نہیں اس لیے یہ نہیں کہہ سکتے کہ انھوں نے بھی کبھی اس طرز عمل کو اختیار کیا تھا یا نہیں مگر ممکن ہے کہ انھوں نے اس طریقہ کار پر عمل کیا ہو کیونکہ یونانیوں کے شہر سسلی اور جنوبی اطالیہ کے سواحل پر آباد تھے ان کی بحری تجارت تمام ممالک مغربی میں پھیلی ہوئی تھی۔ اور گال کے جنوب میں انھوں نے شہر مسالیہ آباد کیا تھا جو ترقی پر تھا یونان کے ایک ممتاز مصلح قوم سولن نے ایتھنز کے لیے ایک نیا دستور بنایا تھا جس میں سیاسی حقوق اور مراعات کا انحصار جائداد پر تھا جس کے اس نے چار درجے قرار دیے تھے۔ اس کی اور سرویس کی اصلاحوں کا موازنہ کرنا نہایت دلچسپ ہوگا مگر دونوں کی مماثلت پر اس وقت ہم بحث نہیں کر سکتے۔ مگر یہ واضح رہے کہ سرویس کی اصلاحات فوجی اغراض پر مبنی تھیں اور سولن کی سیاسی مصالح پر۔ اس کے علاوہ ایٹی کا کے اتحاد کے بعد ایتھنز کی جو فوجی ضروریات تھیں ان سے زمانہ قدیم میں روما کی فوجی ضروریات زیادہ تھیں اور سرویس کی طرح سولن اپنے شہر کا فوجی سردار نہیں تھا۔ روایات کے لحاظ سے سولن کی اصلاح کی تاریخ ۵۹۴ھ ق م ہے اور سرویس کا عہد حکومت ۵۷۸ھ ق م سے ۵۳۵ھ ق م تک ہے ہم کوئی قیاس نہیں کر سکتے کہ سرویس کا نظام کس حد تک سولن کے نظام کا رہون منت تھا۔ دونوں میں ایک حد تک مماثلت ہے اور یہ بھی ایک عجیب و غریب بات ہے کہ جس طرح سولن کی اصلاح کے بعد پسسٹریٹس اور اسکے بیٹوں کی جابرانہ حکومت ایتھنز میں ہوئی اسی طرح روما میں سرویس کی اصلاح کے بعد ٹارکون ثانی کی جابرانہ حکومت تھی۔

(۵۷) روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ روما کی فتوحات کا سلسلہ عہد شاہی میں شروع ہو گیا تھا اور اکناف و جوانب کے متعدد قصبے محکوم کر لیے گئے تھے جنمیں سے بعض اس خطۂ ملک میں واقع تھے جو کیمپےنیا کے نام سے موسوم ہے۔ ان میں سے بعض کا ذکر پھر صفحات تاریخ میں نہیں آتا اور ان میں سے اکثر کے مواقع اب نامعلوم ہیں۔ روما کے مقبوضات

باب

سمندر کے کنارے تک پہنچ گئے تھے اور بندرگاہ اوس ٹیا میں جو ٹائبر کے دہانے پر واقع ہے شہریان روما کی ایک بستی (Colonia Civium Romanium) اس کی حفاظت کے لئے آباد کی گئی۔ شمال میں اٹروریا کی حکومتوں سے مڈبھیڑ ہونے لگی تھی اور شمال مشرق میں سابین قوم سے کچھ ملک لے لیا گیا تھا۔ مگر روما کے مقبوضات کی توسیع زیادہ تر جنوب و مشرق اور جنوب کی طرف ہوئی اس نواح میں مقبوضات میں تو معتدبہ اضافہ نہیں ہوا مگر اتحاد لاطینی میں روما کا رسوخ نہایت قوی ہو گیا۔

اطالیہ کے اتحاد

(۵۸) زمانۂ قدیم میں اطالیہ میں ہم نسل اقوام کے متعدد اتحاد تھے مگر ان کے مقاصد غیر معین تھے۔ اس قسم کے نام بہت سے سننے میں آتے ہیں مثلاً لاطینی، سابین، ایکوی، والسکی، سامنی، اٹرسکی وغیرہ۔ ان میں سے ہر ایک گویا ایک چھوٹی سی قوم تھی جو قبائل میں منقسم تھی۔ ان میں سے بعض کے متعلق ہمیں معلوم ہے کہ ان کے مشترک مجامع مختلف موسموں میں ہوتے تھے۔ اور اس کا اطلاق دوسروں پر بھی ہو سکتا ہے یہ مجمع مذہبی تہواروں کے منانے کے لئے کسی متبرک مقام مثلاً درختوں کے جھنڈ یا باؤلی کے پاس ہوتے تھے جہاں قومی دیوتاؤں کو قربانیوں اور رسوم کے ذریعے سے منایا جاتا۔ ان مجامع کے ساتھ ہی میلے ٹھیلے بھی ہونے لگے اور جب کسی معاملے میں مشترک کارروائی کی ضرورت ہوتی تو انھیں مجامع میں اس پر غور کیا جاتا اور طے کیا جاتا کہ کیا مشترک طرز عمل اختیار کیا جائے اس سے زیادہ قیاس کرنا ممکن نہیں ہے۔ اتحاد قومی تسلیم تو ضرور کیا جاتا تھا مگر ان قوموں میں اندرونی اتحاد بہت کم تھا جن قبیلوں پر وہ مشتمل تھیں جو بطور خود ایک بستی (Populus) کی حیثیت رکھتے تھے اور ان کو اختیار تھا کہ جب اپنے ذرائع کو کسی کام کے لئے کافی خیال کریں تو اپنے حسب مرضی عمل کریں۔ اس قسم کی غیر منتظم قومیں اسی وقت مفاد قومی کی حقیقی حفاظت کے لئے تیار ہو سکتی ہیں جب کہ کوئی زبردست مہم پیش نظر ہو یا کوئی ایسا بیرونی خطرہ ہو جس کی زد میں متعدد قبیلے اور بالآخر تمام قوم آ جائے اور اگر زمانۂ قدیم کی روایات کو قابل وثوق خیال کیا جائے اور زمانۂ مابعد کے واقعات کی روشنی میں ان کی تنقیح کی جائے تو معلوم ہو گا کہ یہ خواص اطالیہ کے تمام اتحادوں میں موجود تھے خواہ وہ شہروں کے ہوں جیسے کہ لاطینیوں میں یا پہاڑیوں میں جیسے کہ اپی نائن کی وادیوں میں سامنیوں کے۔

(۵۹) ان اتحادوں میں جو خفیف سا باہمی لگاؤ تھا اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ مختلف

باب ۲

بستیوں کے شہریوں کی معاشرتی زندگی میں دو خانگی تعلقات ایسے تھے جو ان کو اتحاد پر مائل کرتے تھے۔ اولاً کسی اتحاد کی ایک بستی کا باشندہ دوسری بستی میں بیع وشری، قبضہ، ملکیت وراثت وغیرہ کا حق رکھتا تھا اور حاکم مقامی کا فرض تھا کہ اسے مظالم سے بچائے۔ مگر اپنے اتحاد کے باہر کسی دوسری بستی میں کوئی شخص کسی قسم کے حقوق نہ رکھتا اور غیر ملکی (Hostis) خیال کیا جاتا۔ ثانیاً ایک ہی اتحاد کی مختلف بستیوں کے باشندوں کے درمیان تعلقات زوجیت قائم ہو سکتے تھے یعنی ایک اتحاد کی ایک بستی کا مرد اسی اتحاد کی دوسری بستی کی کسی عورت سے شادی کر سکتا تھا اور اس کی اولاد جائز خیال کی جاتی تھی اور مقامی قانون کے تحت میں جو حقوق اُس شخص کو حاصل تھے وہی اس کی اولاد کو حاصل تھے۔ بیرونی مقامات میں ایسی اولاد کو کوئی حق حاصل نہ ہوتا ان دونوں حقوق کو لاطینی میں (Commercium) (حق تجارت) و (Connubium) حق مناکحت کہتے ہیں انھیں حقوق کی وجہ سے مشترک مفاد اور باہمی ہمدردی پیدا ہوئی تھی اور اگر یہ نہ ہوتے تو ہر ایک بستی کی حیثیت محض انفرادی ہوتی جن بستیوں میں یہ حقوق موجود تھے وہاں آباد ہونے کا حق بھی وجود میں آگیا یعنی ایک بستی کا باشندہ دوسری میں جاکر آباد ہو سکتا اور باضابطہ درخواست پیش کرنے پر اسے وہاں حقوق شہریت مل جاتے۔

البا اور روما

(۶۰) روایات میں روما کی بنا کا جو قصہ ہے اس میں بیان کیا گیا ہے کہ اس کے بانی البا سے آئے تھے۔ ممکن ہے کہ یہ روایت اس قیاس پر مبنی ہو کہ البا لاطینیوں کا مذہبی مرکز تھا اور وہیں ان کے میلے ہوتے تھے اس شہر کو دوسرے شہروں پر یک گونہ تفوق حاصل تھا۔ اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ دوسروں سے زیادہ طاقتور تھا بلکہ اس کی اہمیت اتنی تھی کہ اس کے مقابلے میں کوئی دوسرا شہر اتحاد لاطینی میں تفوق حاصل نہ کر سکتا تھا۔ اسی لئے روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ ملک گیری میں روما کا پہلا فعل یہ تھا کہ اس نے البا کو تباہ کر دیا اور یہ قابل وثوق بھی ہے اہل البا روما کو منتقل کر دیے گئے اور کوہ البا پر چند مندر باقی رہنے دیے گئے جہاں لاطینی تہوار کی سالانہ رسوم ہوتی تھیں اس زمانے کے بعد سے روما کی حیثیت اتحاد کے ایک معمولی رکن کی نہیں ہے بلکہ ایک منتظم فرد واحد کی تھی جو صورت حال کے مطابق اراکین اتحاد سے فرداً فرداً یا بہ حیثیت مجموعی معاملہ کرتا تھا۔ جب لاطینی یا ان میں سے بعض غیر مطمئن ہو گئے تو پھر جنگ ہوئی جن میں سے بہت سی

لاطینی بستیاں تباہ ہوگئیں اور روما کے مقبوضات میں اضافہ ہوگیا۔ اس کے بعد بیان کیا گیا ہے کہ شاہ ٹارکون اول نے لاطینی شہروں کو یکے بعد دیگرے محکوم کر لیا یہاں تک کہ تمام لاطینی روما کے محکوم ہوگئے اور بالآخر صلح ہوگئی۔ لاطینیوں کی ایک تعداد کثیر روما میں آباد ہو کر طبقۂ پلی بین میں مل گئی اور شہر کی آبادی کوہ آدین ٹمین کی طرف بڑھنے لگی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ شاہ سرویس نے لاطینیوں کے سربرآوردہ افراد کو آمادہ کیا کہ کوہ آدین ٹمین پر ڈائنا دیوی کا ایک مندر بنانے میں مدد کریں جو اہل روما اور لاطینیوں کی مشترک عبادتگاہ ہو۔ غالباً اس سے مقصود یہ ہوگا کہ لاطینی روما کی سیادت کو تسلیم کر لیں۔ ٹارکون ثانی کا جو مبالغہ آمیز قصہ بیان کیا گیا ہے اس سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ روما کے اس حکمراں نے لاطینی بستیوں کے سربرآوردہ اشخاص کی حمایت سے لاطیم میں اتنا رسوخ پیدا کر لیا تھا کہ لاطینیوں کی فوجیں اس کے زیر اثر ہوگئی تھیں اس سے ظاہر ہے کہ لاطینیوں میں روما کا سیاسی اثر بہت کچھ پھیل گیا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لاطینی نوآبادیوں کا قیام بھی عہد شاہی میں شروع ہوگیا تھا۔ یہ نوآبادیاں ان مقامات میں تھیں جو فوجی اغراض کے لئے ضروری تھے اور منتخب کر دیے جانے کی وجہ سے معرکہ آرائیوں کے لئے مرکزوں کا کام دے سکتی تھیں ان نوآبادیوں کے قیام سے نفع غالباً روما ہی کو ہوا ہوگا کیونکہ محافظ افواج کو فطرتاً زیادہ عقیدت روما کے ساتھ ہوگی جس کی قوت روز بروز بڑھتی جاتی تھی نہ کہ شہروں کے ایک غیر مستقل اتحاد کے ساتھ جو ایک دوسرے سے عداوت رکھتے تھے۔

خاندان ٹارکون کا زوال۔

(١٦) ہم بیان کر چکے ہیں کہ روما میں بادشاہوں کا ہونا یقینی ہے اور ہم نے چند امور کا بھی بیان کیا ہے جو عہد مذکور میں وقوع میں آئے یہ بھی یقینی ہے کہ عہد شاہی بالآخر ختم ہوگیا اور جب تک حقیقی اہل روما دنیا میں باقی رہے انھیں لفظ (Rex) (شاہ) سے سخت نفرت تھی۔ مگر اس انقلاب[51] کے تفصیلی حالات کی صورت ایک راز سربستہ کی ہے روایت میں جو قصہ بیان کیا گیا ہے

---

[51] پائس (افسانے صفحات ۳۰-۳۱) کا خیال ہے کہ حکومت شاہی کو زوال رفتہ رفتہ ہوا اور نام نہاد (Rex Sacrorum) (فقرہ ۱۷) کی سیاسی اہمیت رفتہ رفتہ زائل ہوئی۔ یہ خیال قرین قیاس ہے مگر روایات کے قصوں کے مقابلہ میں اس کا ثابت کرنا اور بھی مشکل ہے۔

باب ۲

وہ ایک قسم کا ناٹک ہے جس میں تخیلات اور خصوصاً یونانی تخیلات کو بہت کچھ دخل ہے اور بجائے قابل وثوق تفصیلی حالات کے ہیروڈٹس کے افسانے شریک کر دیئے گئے ہیں۔ انقلاب عظیم کی لکریشیا کی عصمت دری اور اس کی خودکشی سے موسوم کیا گیا ہے کیونکہ سکیس ٹس ٹارکوینیس کے اس مجرمانہ فعل سے اہل روما اس قدر برافروختہ ہو گئے کہ اُنھوں نے ٹارکون کے شاہی خاندان کے تمام اراکین کو روما سے خارج کر دیا۔ بعض وجوہ کی بناء پر خیال کیا جاتا ہے کہ خاندان ٹارکون اٹروریا کا تھا اور روما ایک زمانہ تک ایک اٹرسکی خاندان کے زیر حکومت تھا اور اس کی حکومت اہل روما کو ناگوار تھی۔ روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ ٹارکون ثانی جنگجو تھا اور اس نے لاطینیوں کو اپنے زیر اثر کر لیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس نے روما کے طبقۂ پلی بین پر مظالم کیئے ان سے عظیم الشان تعمیرات پر جبراً کام لیا دولتمند اشخاص کو قتل کرا دیا اور ان کی جائداد پر قبضہ کر لیا سینیٹ کو ہر طرح سے ذلیل کیا اور تمام قدیم رسوم اور نظیروں کو نظر انداز کرتا رہا اپنی ذاتی حفاظت کے لیئے اس نے سپاہی رکھے اور غیر ملکیوں کی تائید پر اسے اعتماد تھا۔ انتخابات کی رسوم کی بھی اسے پروانہ تھی۔ روایات میں اس کی جو یہ تصویر کھینچی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یونان کے جابر حکمرانوں سے مشابہ تھا۔ اس بیان میں کوئی چیز ناممکنات سے نہیں ہے اور اس کی بداعمالیوں کا جو خاکا کھینچا گیا ہے قابل وثوق ہے اور انھیں کا نتیجہ غالباً یہ ہوا ہوگا کہ طبقۂ پیٹریشین کے شہری اس سے ناراض ہو گئے۔ بادشاہ طبقۂ پلی بین کا محافظ تھا۔ اور جب یہ طبقہ بوجہ مظالم اور جبری خدمات اس سے ناراض ہو گیا تو پیٹریشین لوگوں کو موقع مل گیا اور انھوں نے حکومت کو کایا پلٹ کر دیا جس کی وجہ سے عنانِ حکومت اس طبقہ کے ہاتھوں میں آگئی جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا اس سے ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ

---

[1] ہمیں معلوم ہے کہ اٹرسکی ٹارکنا کے نام سے مشہور تھے اور ایک شہر ٹارکوینی تھا۔ شہنشاہ کلاڈیس نے ایک تقریر لیوگڈونم (لائنس) میں کی تھی جو وہاں کانسے کے ایک تختہ پر محفوظ تھی اس تقریر میں جس کی نقل ٹیسی ٹس کے اکثر نسخوں میں موجود ہے شہنشاہ مذکور نے بیان کیا تھا کہ سرویس ٹلیس کا اصلی نام ماسٹرناس تھا اور وہ ایک دوسرے اٹرسکی سردار کائی لیس وی بینا کا رفیق تھا۔

باب (۷)

اس تحریک انقلابی کے بانی امرا تھے۔ البتہ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ یہ انقلاب کس طرح سے عمل میں آیا۔ اغلب یہ ہے کہ جدید جمہوریہ کے دونوں حکام سنتوریوں کی ایک مجلس میں منتخب ہوئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ حاکم شہر اس مجلس کا صدر تھا اور اسی نے قوم کے سامنے نام پیش کیے۔ مگر یہ قرین قیاس نہیں اور لیوی[1] کا بھی یہی خیال ہے کیونکہ حاکم شہر (Praefectus urbi) بادشاہ کا نائب تھا۔

---

[1] لیوی یکم: ۶۰۔

حصۂ دوم

تاریخ جمہوریہ تا اتحاد طبقات

باب ہشتم

جمہوریہ کی ابتدائی مشکلات

(۶۲) ٹارکوین جابر کے زوال کی تاریخ روایات کی رو سے ۵۱۰؁ ق م ہے اور آزاد جمہوریہ (Libera res publica) کی ابتدا دو کانسلوں کے زیر حکومت سال مابعد سے ہوتی ہے۔ اس کے متعلق ایک عجیب توارد ہے جس کا بیان ضروری ہے۔ ایتھنز میں بھی اسی زمانہ (۵۰۹؁ ق م) میں **کلیس تھی نیس** کی سرکردگی میں ایک انقلاب کا ہونا بیان کیا گیا ہے جس کی رو سے عنان حکومت قوم کے ہاتھوں میں آگئی۔ جہاں تک کہ مجھے علم ہے دونوں باتوں میں کوئی تعلق نہیں ہے اور میں نے اس توارد کا ذکر بھی نہ کیا ہوتا اگر جمہوریہ کی پہلی دو صدیوں میں روما کی تاریخ کی تاریخیں[1] اور واقعات حد درجہ مشتبہ نہ ہوتے۔ جو واقعات ہم تک پہنچے ہیں ان وقائع نگاروں[2] کے قلم بند کیے ہوئے ہیں جن کا زمانہ واقعات مذکورہ کے صدیوں بعد تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے

---

[1] مگر بیانات میں باہمی تعلق ہو سکتا ہے اور غالباً ضرور ہے۔ انقلاب روما کی تاریخیں اور تفصیلی واقعات حد درجہ مشتبہ ہیں۔

[2] روما کی تاریخ پر جن لوگوں نے ابتدائً قلم فرسائی کی ہے یونانی تھے اور اہل روما کے قدیم مورخوں کی تحریریں بھی یونانی زبان میں ہیں۔ **پلوٹارک رومولس** ۳، ۸ **ڈائوئی سیس** یکم ۶۔

کہ ۳۹۰ ق۔م میں جب کہ گالیوں نے روما کو جلا دیا۔ قدیم نوشتے بھی زیادہ تر جل گئے محققوں نے اپنی جدت اور دقت نگاہ سے زمانۂ قدیم کے اوراق پریشاں کو یکجا کر کے قوانین ادارات و رسوم کے متعلق ہماری معلومات میں قابل قدر اضافہ کیا ہے مگر لڑائیوں اور فتوحات کے متعلق صحیح واقعات کا علم ہونا دشوار ہے کیونکہ جب تک صحیح تاریخیں معلوم نہ ہوں واقعات کا تسلسل قائم کرنا مشکل ہے اور جو دھندلا خاکہ نظر آتا ہے اسی پر ہمیں قانع رہنا چاہیئے۔

پٹیریشین اور پلی بین۔

(۶۳) ۵۰۹ ق۔م میں اہل روما کی جو حالت تھی اس کو اب ہم اختصار کے ساتھ بیان کریں گے۔ پٹیری شین اور پلی بین اب ایک دوسرے سے دست و گریبان ہونے کے لئے تیار تھے کیونکہ حکومت شاہی ختم ہو چکی تھی جو سلطنت کے دونوں اجزا کے اتحاد باہمی کا باعث اور طبقۂ پلی بین کی محافظ تھی۔ جدید حکام پٹیری شین تھے مذہب اور قانون (جو اب تک حیطۂ تحریر میں نہیں آیا تھا) دونوں انھیں کے قبضے میں تھے مجالس عامہ میں کثرت آرا طبقۂ پٹیری شین کی تھی اور زمینیں بھی زیادہ تر انھیں کے ہاتھوں میں تھیں سینیٹ کو جو کچھ اقتدار حاصل تھا وہ بھی گویا انھیں کا تھا۔ قرضے کے قوانین[1] سخت بیرحمی پر مبنی تھے اور طبقۂ پلی بین کے لیئے کاشت کے واسطے زمینوں کا حاصل کرنا دشوار تر ہوتا جاتا تھا کیونکہ جلاوطن خاندان ٹارکون اور اس کے ہواخواہوں کو اٹروریا کے شہروں میں پناہ ملی اور روما کے جو مقبوضات ٹائبر ندی کے پار تھے اس کے ہاتھ سے نکل گئے۔ بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ خود شہر روما پر اٹرسکیون کا قبضہ ہو گیا تھا۔ چند سال کے بعد لاطینیوں سے جنگ چھڑ گئی۔ مگر روما کا وجود ان مناقشات کے بعد بھی باقی رہا۔ اہل روما کی بہادری اور جانبازی کے بہت سے قصے مشہور ہیں مثلاً ہوریشیس اور انکے رفیقوں کا پل کی حفاظت اور ریگلس جھیل کی جنگ عظیم وغیرہ مگر یہ سب من گھڑت قصے ہیں جو اہل روما کی شکستوں پر پردہ اخفا ڈالنے اور زمانہ مابعد کے لوگوں کو خوش کرنے کے لیئے گھڑ لیئے گئے تھے۔ مگر یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ کچھ روز کے لیئے روما کا اثر زائل ہو گیا اور

---

[1] ان خرابیوں کے بیان کرنے میں بہت مبالغہ سے کام لیا گیا ہے اور زمانہ مابعد کے واقعات ان میں شامل کر دیئے گئے ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ یہ خرابیاں زمانۂ قدیم سے چلی آتی تھیں۔

روما کے مقبوضات میں کمی ہوگئی جس کے سبب سے حکومت کے پاس اتنی زمین نہ تھی کہ تقسیم کی جاسکتی۔ مگر اس اثنا میں فوجی خدمت کا بار ہر طبقے کے شہریوں پر پڑتا تھا اور زمانۂ امن کے مصائب میں ناکام جنگ کے بار کی وجہ سے اہل ملک کی زندگی اور بھی تلخ ہوتی تھی۔

(۴۶) اس لیے تعجب نہیں کہ لوگوں میں بے صبری بڑھتی جاتی تھی اور باہمی نزاعوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ پلی بین اب تک حقوق سے محروم تھے اس لئے وہ حق طلبی پر مجبور ہوگئے۔ اولاً ان کے مقاصد یہ تھے کہ (۱) حکام کے اقتدار کے بیرحمانہ استعمال سے اپنی ذات کو محفوظ رکھیں (۲) قرضہ کے بیرحمانہ قانون سے بچیں جس کی رو سے نادہند مقروض شخص اپنے قرض خواہ کا غلام بن جاتا اور (۳) سلطنت کی زمین (Ager pubiicus) کو تقسیم کرا کے اپنا حصہ بٹوالیں۔ مگر حکمراں طبقہ، پیٹری شین ان مطالبات کو پورا کرنے پر آمادہ نہ تھا۔ مجالس کے موجودہ نظام کے مطابق پلی بین اپنی قوت رائے سے کام لیکر ان مراعات کو حاصل نہ کرسکتے تھے اس کے علاوہ دستوری تغیرات کے متعلق ابتدائی تحریک کرنے کا اقتدار بھی حکام کو نہ تھا اور طبقہ ادنیٰ یہ امید نہ کرسکتا تھا کہ مراعات مذکور کے متعلق کبھی رائے لی جائے گی۔ اس لئے معاشرتی اور معاشی معاملات میں مراعات حاصل کرنے کے لیئے پلی بین لوگوں کے لیئے ضروری تھا کہ اولاً سیاسی معاملات کی طرف متوجہ ہوں اور اپنی قوت رائے کو کارگر بنائیں اور ابتدائی تحریکوں کے پیش کرنے کا اختیار حاصل کریں۔ مگر یہ مقاصد بغیر اشتراک عمل کے حاصل نہ ہوسکتے تھے اور اشتراک عمل بغیر قابل رہنماؤں کے ناممکن تھا۔ اس لیئے طبقہ مذکور نے سنہ ۴۹۴ء اور سنہ ۴۴۹ء ق۔م کے درمیان میں تین زبردست کارروائیاں کیں۔ اولاً سنہ ۴۹۴ء میں انھوں نے خود اپنے عہدہ دار (ٹری بیون) مقرر کرنے کا حق حاصل کیا جو اپنے اقتدار کی رو سے ان کے رہنما اور محافظ ہوسکتے تھے۔ ثانیاً سنہ ۴۷۱ء میں انھوں نے اپنے طبقے کی مجالس میں قبیلوں کے لحاظ سے رائے دینے کا حق حاصل کرلیا۔ ثالثاً سنہ ۴۶۲ء سے سنہ ۴۵۱ء تک قانون کو حیطۂ تحریر میں لانے کے لیئے شورش جاری تھی جس کی وجہ سے "حکام عشر" (Decemci) کی "دوازدہ الواح" وجود میں آئیں جو قوانین کا ایک ابتدائی مجموعہ تھا۔ سنہ ۴۴۹ء میں ویلیریو ہوریشین قوانین کی رو سے مراعات مذکور کی توثیق و توسیع عمل میں آئی۔ اس انقلابی تحریک کا

باب (۹)

مجموعی نتیجہ یہ ہوا کہ اسپیوریس کیسیس (۴۸۶ھ) نے یہ تحریک پیش[1] کی کہ چند قطعات اراضی غریب تر شہریوں میں تقسیم کردیئے جائیں اور کوہ آوین ٹین کی اراضی تقسیم بھی کردی گئی۔ انٹیئم میں ایک نو آبادی قائم ہوئی (۴۶۷ھ) جس سے غربا کی تکالیف میں کچھ کمی ہوئی ہوگی مگر اس شہر پر روما کا قبضہ مستقل نہ تھا۔

علیحدگیاں

(۵۲) مراعات کو جبراً حاصل کرنے کے لیئے جن ذرائع سے کام لیا گیا اس کا جو خاکا روایات سے ظاہر ہوتا ہے قرین وثوق ہے۔ پلی بین یا کم از کم ان کے سرگرم افراد روما کو خیر باد کہکر اس کی حدود سے باہر کسی مقام پر جا بیٹھتے اور جب تک کہ سلطنت روما ان کے مطالبات کو پورا کرنے پر آمادہ نہ ہوتی واپس آنے سے انکار کرتے۔ ہر علیحدگی کے بعد ایک جدید میثاق ہوتا جس سے طبقۂ مذکور کو کچھ نفع ہوتا۔ سنہ ۴۹۳ھ کا میثاق ایک باضابطہ صلح نامہ (Foedus) دونوں طبقوں کے درمیان تھا جیسا کہ دو علیحدہ قوموں میں ہوتا ہے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ طبقۂ پلی بین ایک آزاد جماعت بطور ایک شکمی سلطنت کے تسلیم کرلیا گیا۔ اسی صلحنامہ کی رو سے حکام ٹری بیون وجود میں آئے جو طبقۂ مذکور کی زمانۂ مابعد کی کامیابیوں کے باعث ہوئے۔ پیٹریشین لوگوں پر دباؤ ڈالنے کے جو دوسرے ذرائع اختیار کیئے گئے وہ بھی اسی قبیل کے تھے۔ یعنی فوجی خدمات کے ادا کرنے سے انکار کردیا جاتا اور جب تک کہ کسی اصلاح یا مشکلات کے رفع کرنے کا حتمی وعدہ نہ کیا جاتا لوگ اپنے نام دینے سے باز رہتے۔ انھیں ذرائع کو اختیار کرنے سے طبقۂ پیٹریشین کا تفوق رفتہ رفتہ زائل ہوگیا اور عوام روما ان سے

---

[1] بیان کیا گیا ہے کہ اس کی تحریک یہ تھی کہ قبیلۂ ہرنیکی سے جو اراضی فتح کی گئی اسمیں سے نصف غریب اہل روما کو دی جائے اور نصف لاطینیوں کو۔ یہ تقسیم سنہ ۴۹۳ھ کے صلحنامہ کے مطابق تھی مگر اہل روما نے اس کو پسند نہ کیا۔ کیسیس پر اقتدار شاہی کے حاصل کرنیکا الزام لگایا گیا اور غداری کی پاداش میں اسے قتل کردیا گیا مگر اس قصے کے تفصیلی امور مشکوک ہیں اور چونکہ زمانۂ مابعد کے تخیلات کے لحاظ سے اس میں رنگ آمیزی کی گئی ہے اس لئے بحالت موجودہ ہم اسے قابل وثوق نہیں خیال کرسکتے۔ دیکھو لیوی دوم ۴۱ ڈایونی سیس ہشتم ۷۰ - ۷۹، سسرو (Derepul. Laetius) دوم ۶۰۔

باب (۸) قبیلے

کام لینے میں مشاق ہو گئے۔

(۶۶) طبقۂ پلی بین کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے ہم نے بیان کیا ہے کہ سنہ ۴۷۱ میں انھیں قبیلوں کے لحاظ سے اپنے جلسے منعقد کرنے کا اختیار مل گیا تھا اور زمانۂ مابعد میں تمام قوم کی باضابطہ مجلسوں کے لیے بھی یہی تقسیم باقی رکھی گئی ان تقسیموں کی نوعیت اور تعداد پر اب ہم بحث کریں گے۔ روایات میں اس امر کے متعلق اتفاق ہے کہ سرویس کی اصلاح کی رو سے شہر چار قبیلوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا[۵۱]۔ مگر بعض روایتوں میں یہ اضافہ ہے کہ اسکے ساتھ ہی ملک کی تقسیم بھی عمل میں آئی اور متعدد دیہاتی قبیلے بھی قائم کیے گئے اور قبیلوں کی مجموعی تعداد ۳۰ یا ۳۱ ہو گئی۔ لیوی[۵۲] بھی زیادہ تر انھیں ماخذ سے کام لیتا ہے مگر اس نے اس تقسیم کا ذکر نہیں کیا ہے اور میں نے بھی اس کی پیروی کی ہے۔ شہر کے باہر عہد شاہی کے اختتام پر قبیلوں کا وجود میں ہونا خلاف قیاس نہیں ہے۔ لیوی[۵۳] نے کسی وقائع نگار کی تحریر کی بنا پر بیان کیا ہے کہ سنہ ۴۹۵ میں ان کی تعداد ۲۱ تھی مگر اس کا نسخہ مشتبہ ہے۔ اس مفروضہ کی بنا پر سرویس کی اصلاح اور سنہ ۴۹۵ کے درمیان ۱۷ نئے قبیلے وجود میں آئے۔ ان میں سے ۱۶ وہ قبیلے تھے جو روما کے دیہاتی قبیلوں میں قدیم ترین خیال کیے جاتے تھے اور جن کے نام روما کے قدیم گوتوں کے ناموں سے مشتق تھے مثلاً **ایمی لیا**، **فے بیا** وغیرہ۔ سترھویں کا ذکر ہم متعاقب کریں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ ۱۶ قبیلے کب وجود میں آئے؟ روایات میں ان کو سرویس کی طرف منسوب کیا گیا ہے مگر یہ ان مصنفوں کا محض قیاس ہے جن کا حوالہ **ڈائونی سیس** نے دیا ہے۔ اغلب یہ ہے کہ قبائل مذکور جمہوریہ کے ابتدائی زمانے میں وجود میں آئے۔ اگر یہ خیال صحیح[۵۴] ہے تو ان کے قیام کے لیے ہم سنہ ۴۹۵ کو معین کر سکتے ہیں جیسا کہ ایک مردم شماری ہوئی تھی۔ یہ تاریخ اس قدر بعد کی ہے کہ قبیلۂ کلاڈی

---

[۵۱] ڈائونی سیس چہارم ۱۵۔

[۵۲] لیوی یکم ۴۳-۱۳۔

[۵۳] لیوی دوم ۲۱، ۷۔ ڈائونی سیس کا بھی خیال ہے کہ سنہ ۴۹۱ میں ۲۱ قبیلے تھے دیکھو ہفتم ۶۴۔

[۵۴] لانگ کی بھی یہی رائے ہے (Rom, Alt) اول صفحات ۵۱۰-۵۱۱۔

باب (۸)

کا شمار بھی ۱۶ میں ہو سکتا ہے کیونکہ اٹیس کلاڈیس اور اس کے ہمراہیوں کے آباد ہونے کی تاریخ سنہ ۵۰۴ھ بیان کی گئی ہے۔ اب مجموعی تعداد ۲۰ ہو چکی تھی۔ ایک اور قبیلہ کا اضافہ ہوا جس کا نام کلسٹومینا یا کرسٹومینا یہ نام شہر[۵۱] کرسٹومی نیم سے ماخوذ تھا جس کے مفتوحہ علاقے میں اس کی اراضی واقع تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوہ سابن کی طرف کے پہاڑوں پر اب باضابطہ قبضہ ہوتا جاتا تھا۔ کیونکہ قبیلۂ کلاڈی کی اراضی اسے نیو ندی[۵۲] کے پار تھیں لانگ کا خیال صحیح ہے[۵۳] جدید قبیلوں کا قیام مردم شماری سے تعلق رکھتا تھا اور سنہ ۴۹۳ھ میں مردم شماری ہوئی تھی۔ اس کا یہ بھی خیال ہے کہ لیوی نے اکیسویں قبیلے کے قیام کو علٰحدگی سے قبل بیان کیا ہے حالانکہ یہ بعد کا واقعہ ہے۔ میرا بھی یہی خیال ہے کہ اگر اس واقعہ کو سنہ ۴۹۳ھ کی مردم شماری سے متعلق کیا جائے تو زیادہ صحیح ہوگا۔ ۲۱ کی تعداد ایک سو سال تک قائم رہی۔ اس اثناء میں قبیلے راہ دہندہ جماعتیں ہو گئے۔ اس کے بعد جب اضافہ ہوتا تو جدید قبیلوں کی تعداد[۵۴] ہمیشہ جفت رہتی تاکہ رائے دہندگی کی اغراض کے لئے قبیلوں کی مجموعی تعداد طاق رہے۔

قبیلوں کی تعداد اور نوعیت۔

(۶۷) اگر قبیلوں کی یہ تعداد صحیح تسلیم کر لی جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ۱۷ دیہاتی قبیلوں کو شہر کے چاروں قبیلوں سے کیا تعلق تھا؟ کیا سرویس کی تقسیم میں دیہاتی قبیلے شامل تھے۔ اگر شریک تھے تو اس کے بعد پھر کوئی تقسیم ہوئی ہوگی ورنہ ہمارا یہ قیاس کہ شہر کے صرف چار حصے تھے غلط ہوگا اس کے متعلق حقیقت کا دریافت کرنا دشوار ہے اور آراء میں سخت اختلاف ہے۔ اس امر کو ہرگز فراموش کرنا نہ چاہیے کہ قبیلے اس وقت راہ دہندہ جماعتیں نہ تھے۔ عہد شاہی میں رائے دہندگی کا موقع شاذ و نادر آتا ہوگا اور رائیں لی جاتی ہوں گی تو رائے دہندہ جماعتیں کیوریاں ہوں گی قبیلہ داری تقسیم کے مقاصد سے ہم ناواقف ہیں ممکن ہے کہ یہ جمہوریہ کے ابتدائی زمانے کی کوئی انتظامی کارروائی ہو جس سے

---

[۵۱] مقامات کے نام پر نام رکھنے کی اس نظیر کی زمانہ مابعد میں بھی پابندی کی گئی ہے۔

[۵۲] لیوی دوم ۱۶۔

[۵۳] ڈائونی سیس ششم ۹۶۔

[۵۴] لیوی ششم ۵، ۸۔

باب ۳

مقصود یہ تھا کہ کانسلوں کو ہر قبیلے سے چند معاون مل جائیں جس سے ان کے کام میں سہولت پیدا ہو مگر یہ بھی محض قیاس ہی ہے۔ سولہ دیہاتی قبیلوں کا گوتوں کے نام سے موسوم ہونا بھی قابل لحاظ ہے۔ یہ غالباً اس زمانے کی یادگار ہے جب کہ زمینیں قدیم گوتوں کے قبضے میں مشترک علاقوں کی صورت میں تھیں۔ ماہم سین[1] کا خیال ہے کہ دیہاتی قبیلے پاگس (Pagus) سے پیدا ہوئے۔ یہ ایک مقامی تقسیم تھی جس کا رواج اطالیہ میں کثرت سے تھا۔ اگر ان مقامی تقسیموں کا نام بالعموم ان گوتوں کے ناموں پر رکھا جاتا جو ان کی اراضی کی بالکلیہ یا بیشتر مالک تھیں تو اس امر کا امکان ہو سکتا تھا کہ جب جدید قبیلے وجود میں آئے تو وہ بھی انھیں ناموں سے موسوم ہوئے۔ اس طرح پر اگر کسی پیگس کا نام لیمونیس تھا تو قبیلے کا نام لیمونیا ہو سکتا تھا مگر ہمیں یہ معلوم ہے کہ پیگسیون کی تعداد قبیلوں سے زیادہ تھی اور ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ایک قبیلے میں کئی پیگس شریک تھے۔ اصل واقعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں تقسیموں کو ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہ تھا۔ پیگس کو ایک قدرتی تقسیم کہہ سکتے ہیں جس کی خاص مذہبی رسمیں تھیں۔ برخلاف اس کے قبیلوں کی صورت انتظامی تقسیموں[2] کی تھی جو سلطنت کے حکم سے وجود میں آئے تھے اور ان کی خاص مذہبی رسمیں نہ تھیں۔ دونوں کا تعلق ترقی کی مختلف منازل سے ہے اور ان کا وجود میں آنا ایک انقلاب عظیم ہے مگر اس انقلاب کا روما کے قدیم علمائے آثار قدیمہ کو بھی علم نہ تھا۔

(۹۵) ایک امر اور بھی قابل لحاظ ہے۔ تاریخی عہد میں قبیلوں اور ان کے رجسٹروں سے فوج کی بھرتی کرنے اور محاصل جنگی (Tributum) کے تعین میں کام لیا جاتا تھا۔ سرویس کے چاروں شہری قبیلوں میں افراد کی تعداد غالباً مساوی تھی اور اولاً دیہاتی قبیلوں کی بھی یہی حالت ہوگی۔ اشخاص مندرجہ رجسٹر مالکان اراضی تھے یعنی وہ خاندان جن کے قبضے میں زمین تھی اور جن میں سے ہر ایک کا ایک سردار تھا۔ یہ بھی قرین قیاس ہے کہ زمین اور اس کے لوازمات کے

---

[1] ماہم سین اسٹاٹس رخیت سوم ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۱۶، ۱۱۷۔

[2] اس طور پر قبیلوں میں ان مقامات کا بھی اضافہ ہو سکتا تھا جو اس کے قریب نہ ہوں ان کے خاص سلسلے نہ تھے بلکہ یہ قبیلے سلطنت روما کے اجزا تھے۔

علاوہ دوسرے اقسام کی جائدادوں کا لحاظ نہیں کیا جاتا تھا۔ ممکن ہے کہ بعض شہری ایسے بھی ہوں جن کی اراضیات ایک سے زیادہ قبیلوں میں ہوں پھر اس کا اندراج رجسٹروں میں کس طرح ہوتا ہوگا؟ فوجی خدمت کے لزوم کی وجہ سے کسی شخص کا نام ایک سے زیادہ قبیلوں میں درج نہ ہوتا ہوگا جب تک کہ اس قسم کی مثالیں شاذ و نادر تھیں یہ ممکن تھا کہ ان اشخاص کے قبیلے کا تعین ان کے خاندانی تعلقات یا سکونت کی رو سے ہوتا۔ جب ان اشخاص کی تعداد بڑھ گئی ہوگی تو مسئلہ مذکور کا تصفیہ اور بھی ضروری ہوگیا ہوگا کیونکہ جبری محصول جنگ کسی فرد واحد کی جملہ جائداد سے وصول کیا جاتا خواہ وہ کسی قبیلے کے ضلع میں ہو۔ یہ اس قسم کی دقتیں ضرور پیش آتی تھیں اور اسی وجہ سے یہ رواج پڑ گیا کہ کسی شخص کے قبیلے کے تعین کا انحصار کسی خاص ضلع میں جائداد رکھنے پر نہ ہوتا بلکہ کسی خاص سیاسی گروہ سے موروثی تعلق رکھنے پر۔

(۶۹) بہ حیثیت شہریوں کے گروہوں کے قبیلوں کی ہیئت ترکیبی کے ذہن نشین کرنے کے لئے دو جماعتوں کا ذکر کرنا ضروری ہے جن میں سے ایک قبیلوں میں شامل تھی اور دوسری شامل نہ تھی۔ وہ اشخاص جن کی جائداد اس قدر کم تھی کہ اس پر محصول جنگ عائد نہ ہوسکتا تھا۔ ان کے صرف نام درج کر لئے جاتے تھے اس لئے ان کو اصطلاحاً (Capite Censi) مشخص بہ لحاظ تعداد نفری یا (Proletarii) (اولاد والے) کہا جاتا یعنی وہ سوائے اپنی ذات اور اپنی اولاد کے سلطنت کی خدمت کے لئے کچھ پیش نہ کر سکتے تھے۔ مگر چونکہ وہ شہری تھے اس لئے قبیلوں کے رکن (Tribole) تھے اور چونکہ ان پر محصولات عاید نہ ہوتے تھے اس لئے جنگی خدمت بھی ان پر لازمی نہ تھی۔ انکی حیثیت بالکل ادنی تھی کیونکہ جمہوریہ کے ابتدائی عہد میں شمار آراء بلحاظ سنتوریوں کے ہوتا تھا اور اسے نظام قبائلی سے کوئی تعلق نہ تھا۔

تمام غریب شہری ایک سنتوری میں بھر دئے گئے تھے اسلئے انکی آراء کی کوئی وقعت نہ تھی مگر جب شمار آراء بہ لحاظ قبائل ہونے لگا تو غربا کو حق رائے دہندگی حاصل ہوگیا جس سے وہ پوری طور سے کام لے سکتے تھے یہ ایک دوسرا انقلاب تھا۔ تعجب ہے کہ طبقہ پیٹریشین کو ان کے خاص حقوق سے دست بردار کرانے اور وضع قوانین میں مجلس سنتوریہ کو بے دست و پا کرنے میں دو سو سال کیوں صرف ہوئے۔ ممکن ہے کہ مذہبی قدامت پسندی اور قدیم امرا کے خاندانی اثر کی وجہ سے یہ اصلاحیں

باب ۶

عرصہ تک کی رہی ہوں مگر یہ بھی ممکن ہے کہ غربا کی تعداد بہت کم رہی ہو۔ ان لوگوں کی حالت مختلف تھی جنھیں حاکم اعلیٰ سنسر کسی وجہ سے قبیلے کے رجسٹر میں شریک کرنے سے انکار کر دیتا تھا۔ اس باعث افلاس نہ تھا بلکہ یہ کارروائی تذلیل کے لیے کی جاتی اور اس کے لیے کافی وجوہ بھی ہوتیں۔ حکام کے اختیارات صرف دو طریقوں سے محدود تھے۔ اولاً سابقہ نظیریں اور رائے عامہ سے جن کا اثر جمہوریہ کے ابتدائی زمانے میں بہت کچھ تھا۔ ثانیاً اس کے افعال کا اثر ان کے برسر خدمت ہونے تک رہتا یعنی دوسری مردم شماری تک سنسر جب کسی شخص کو (Aeraii) کی فہرست میں شامل کر دیتا تو اس سے مطلب یہ ہوتا کہ اس کو محاصل ادا کرنے ہوں گے مگر وہ فی نفسہ شہری تھا اور آیندہ مردم شماری میں ممکن تھا کہ اپنی سابقہ حیثیت اور خدمات و فرائض متعلقہ کو دوبارہ حاصل کرے یعنی وہی حاکم جو اس کو قبیلے سے خارج کر سکتا تھا پھر اسے شریک کر سکتا تھا۔ رذیل شہریوں کے علاوہ دوسرے (Aeraii) بھی تھے یعنی آزاد شدہ غلام کیونکہ جمہوریہ کے ابتدائی زمانے میں غلامی کا داغ کبھی مٹ نہ سکتا تھا۔ مگر ان دونوں قسم کی (Aeraii) تعداد بہت کم ہو گی۔

باب نہم

دستور سنہ ۵۰۹ تا سنہ ۴۴۹ ق م

(۷۰) اس وقت اس امر کا تعین ناممکن ہے کہ جس انقلاب سے حکومت شاہی ختم ہوگئی اور جمہوریہ وجود میں آئی کسی فوری تحریک پر مبنی تھا یا جیسا کہ روایات میں بیان کیا گیا ہے یا نہیں روایات پر زیادہ رد و قدح کرنے کی ضرورت نہیں خصوصاً اس لیے کہ واقعات مابعد کے وہ منافی نہیں ہیں۔ پہلا امر قابل لحاظ یہ ہے کہ گو بادشاہ ملک سے خارج کر دیا گیا مگر شاہی "قوت تحکم" (Imperium)[1] باقی رہی۔ دو حکام مقرر کیے گئے جن میں سے ہر ایک پورا اقتدار رکھتا تھا۔ لیکن اس اقتدار شاہی کا استعمال عملاً محدود تھا۔ کیونکہ اولاً اقتدارات کی مساوات کی وجہ سے دونوں ایک دوسرے کی کارروائیوں کو روک سکتے تھے جس سے سلطنت کے کاروبار کا چلنا ناممکن ہو جاتا۔ ثانیاً ان کی مدت حکومت صرف یک سالہ تھی گو ختم مدت کے بعد ان کو اپنے عہدے سے علیحدہ کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا مگر دوسرے شہریوں کی ناراضی اس کے لئے کافی تھی کیونکہ ٹارکون کے زوال سے لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ اہل روما کا صبر صرف ایک خاص حد تک ہے اور جب بوجہ مرور زمانہ یہ واقعہ فراموش ہوگیا تو رواج پڑ گیا تھا۔ خدمت سے علیحدہ ہونے کے بعد کانسلوں پر مقدمہ قائم ہو سکتا تھا[2] مگر عملاً اس کا امکان بہت کم تھا اور شہنشاہیت کے زمانے تک علیحدہ شدہ حکام کو ان کے

---

[1] ایسا کانسلوں کو اختیار تھا کہ لڑائیوں میں شریک ہوتے یا لاطینی تہوار کے زمانے میں اپنی غیبت میں ایک حاکم شہر مقرر کر دیں۔

[2] روایات میں سابق کانسلوں پر جن مقدموں کا ذکر کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ انھوں نے پلی بین لوگوں کے دعاوی کی مخالفت کی تھی اور اس کی پاداش میں ان پر مقدمہ

مقرر کیا جاتا جیسا کہ زمانۂ شاہی میں۔ بعض اوقات بوجہ خطرات یا مشکلات یہ ضروری ہوتا کہ تمام اقتدارات ایک فرد واحد کے سپرد کر دیئے جائیں معلوم نہیں کہ انقلاب کے زمانے میں کبھی اس قسم کا اتفاق پیش آیا تھا یا نہیں مگر بیان کیا گیا ہے کہ سنہ ۵۰۱ میں جنگ لاطینی کے لئے ایک ہنگامی بادشاہ مقرر کیا گیا تھا جس کا خطاب[1] (Magister popali) حاکم قوم یا (Dictator) (حاکم مطلق تھا) اس حاکم کا تقرر صرف چھ ماہ کے لئے ہوتا تھا مگر اس زمانہ میں وہ سلطنت اور اس کے ذرائع کا پورا مالک ہوتا تھا۔ اس کا انتخاب سنتوریوں میں نہ ہوتا بلکہ کوئی کانسل اسے نامزد کرتا۔ تین سو سال تک سلطنت کو جب کوئی اندرونی یا بیرونی خطرہ ہوتا کوئی شخص ڈکٹیٹر مقرر کیا جاتا۔

(۲۷) سررشتۂ مذہبی میں خدمت شاہی کے تاحینِ حیات ہونے کا اثر باقی تھا۔ بادشاہ کے بجائے پجاریوں کی جماعت کا صدر (Pontifex maximus) مذہبی معاملات میں اس کا جانشین ہوا اور اس کی خدمت بھی تا حیات تھی اس پجاری کی بہت عزت تھی اور قصر شاہی (Regia) میں رہتا تھا جو ٹارکون کا محل تھا۔ روما کی جنتری کی اشاعت بھی انھیں پجاریوں کے سپرد تھی جو ہر ماہ آیندہ تہواروں کی فہرستیں شائع کرتے اور بتاتے کہ کونسے دن نامسعود (Nefosti) ہیں جن میں سرکاری کام نہیں ہو سکتا۔ ان کے علاوہ دوسرے ایام (Fosti) مسعود خیال کئے جاتے تھے جن میں سے بعض میں مجالس کے جلسے ہو سکتے تھے (Comitiales) اور باقی ایام عدالتوں کے اجلاس۔ غیر معمولی واقعات کی بھی یہی پجاری تعبیر کرتے تھے جن کے متعلق خیال تھا کہ ان میں کوئی غیبی حکم یا تنبیہ مضمر ہے اور حکم خداوندی کی تعمیل کے لئے رسوم بھی مقرر کرتے۔ حکام طیور کی پرواز یا دانہ چگنے سے بھی شگون لیا کرتے تھے۔ مگر جن اصول پر شگون لئے جاتے تھے۔ ان کا تعین شگونیوں کی مجلس کرتی تھی۔ ہر مجلس کے آغاز کے قبل شگون لئے جاتے اور ذرا سی فرو گذاشت سے تمام کارروائی بیکار جاتی۔ ان زبردست مذہبی جماعتوں کی سیاسی قوت بھی بہت کچھ تھی۔ اس زمانے میں ان کے ارکان سب پیٹری نشین اور اپنے طبقے کے مفاد کے لئے اس قوت سے کام لیتے تھے۔

---

[1] قدیم لقب یہی تھا۔

سرکاری افعال کے لئے سزا دلانا ناممکن تھا۔ ثانیاً بادشاہ کو اختیار تھا کہ کسی ملزم کو اجازت دے کہ وہ حکم شاہی کے برخلاف قوم سے مرافعہ کرے مگر وہ اس اجازت دینے پر مجبور نہ تھا۔ برخلاف اس کے جمہوریہ کے پہلے ہی سال میں ایک قانون نافذ ہوا جس کی رو سے حکام مجبور کئے گئے کہ ہر مقدمہ کے مرافعہ کی اجازت دیں۔ رابعاً سنہ ۴۹۴ ق م میں عوام کے ٹری بیون وجود میں آئے جن سے کانسلوں کے اقتدارات محدود ہو گئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ گو اقتدار شاہی بظاہر قائم رکھا گیا مگر جمہوریہ کے ابتدائی سالوں ہی میں اس کو بہت کچھ ضعیف کر دیا گیا۔ روما کی تاریخ میں ظاہری صورت اور حقیقی اصلیت کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے کیونکہ اس سے روما کے سیاسیات کا ارتقا واضح ہوتا ہے۔ نظریات اور واقعات میں ہمیشہ بعد تھا اور اس امر کی مثال انگلستان کی تاریخ میں بھی بہت کم مل سکتی ہے۔

اقتدار وقفہ درمیانی

(۱۷) اقتدار کے بقا کی وجہ یہ تھی کہ فی الحال وہ صرف دو حکام کے ہاتھوں میں تھا۔ جن کو اولاً رہنما (Praetoies) پھر جج (Indices) مگر بالآخر **کانسل** (شریک عہدہ) کہنے لگے مگر یہ اصطلاح کب وجود میں آئی اس کا ہمیں علم نہیں۔ نظام شاہی کے باقی ماندہ اجزا قابل ذکر ہیں۔ خطاب شاہی (Rex Sacrorum) کے لقب میں باقی رکھا گیا جو ایک پجاری کے لئے مخصوص کر دیا گیا۔ یہ پجاری بعض رسوم کے لئے بادشاہ قرار دیا جاتا اور زمانۂ مابعد میں بھی اس کے لئے **پیٹریشین** ہونا لازمی تھا۔ عہدۂ شاہی کے تاحیات ہونے کا شائبہ اس امر میں باقی تھا کہ کانسلوں کو ان کی خدمت سے علیحدہ کرنے کا کوئی باضابطہ طریقہ نہ تھا۔ اگر کانسلوں کو اپنے کویسٹر مقرر کرنے کا اختیار تھا تو یہ بھی بادشاہ کے اقتدار کی مماثلت پر تھا اسے اپنے ماتحتوں کے مقرر کرنے کا اختیار تھا۔ وقفۂ درمیانی کا مفید طریقہ بھی اب تک باقی تھا کانسلوں کا انتخاب اسی حاکم کے زیر صدارت ہو سکتا تھا جو اقتدار رکھتا ہو۔ یہ بہت کم ہوتا ہوگا کہ کوئی کانسل مجلس سنتوریہ میں صدارت نہ کر سکے۔ لیکن جب ایسا اتفاق ہوتا تو کوئی حاکم درمیانی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ چلایا گیا۔ گویا یہ مقدمات طبقات کی باہمی نزاعوں کی وجہ سے ہوتے تھے نہ کہ حکام مذکور کی سرکاری ذمہ داریوں کی وجہ سے۔

باب ۹۱
ٹریبیون

(۳۲-۷) ۴۹۴ ؁ میں **ٹری بیونوں** کا تقرر[۱] عظیم الشان علیحدگی[۲] کی وجہ سے وقوع میں آیا۔ اس سے ظاہر ہے روما کا طبقۂ پلی بین اپنی ضروریات سے آگاہ ہو گیا تھا۔ اب اس طبقے کی حیثیت سلطنت کی ایک مسلمہ جماعت کی تھی اور ان کے باضابطہ رہنما بھی تھے۔ جو حکام سلطنت کی دست درازیوں سے محفوظ تھے کیونکہ روما واپس آنے سے قبل تمام پلی بین فوج نے ان کو محفوظ رکھنے کی ایک زبردست قسم کھائی تھی طبقۂ اعلیٰ کو معلوم تھا کہ پلی بین اپنی قسم پر قائم رہیں گے اور اسی لئے وہ ٹری بیونوں سے تعارض کرنے سے باز رہے ورنہ اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ سلطنت تباہ ہو جاتی۔ ٹری بیون کا پہلا فرض یہ تھا کہ پلی بین طبقے کے ہر فرد کو حکام کے اقتدار کے مقابلے میں مدد (Auxiliam) دے۔ اس کے بیچ میں پڑنے (Intercessio) سے سرکاری کارروائیاں منسوخ ہو جاتیں اور اس طور سے وہ نظام سلطنت کو چشم زدن میں بگاڑ سکتا تھا۔ یہ وسیع اختیارات غالباً رفتہ رفتہ حکام کے اختیارات پر حملہ کرنے سے حاصل ہوئے ہوں گے۔ مگر ٹری بیونوں کی قوت درحقیقت بہت جلد بڑھ گئی۔ ٹری بیونوں کو کوئی حقیقی اختیارات نہ تھے بلکہ منفیانہ تھے یعنی کارروائیوں کو وہ روک سکتے تھے۔ اگر یہ اقتدارات وہ فراست سے استعمال نہ کرتے تو سلطنت تباہ ہو جاتی اور اس خدمت کی کامیابی اوائل جمہوریہ کے افراد کی فراست، اعتدال اور حب وطن پر دلالت کرتی ہے اپنے مقاصد کو عمل میں لانے کے لئے وہ کانسل تک کو قید کر سکتا تھا اور اس پر جرمانہ کر سکتا تھا۔ ٹری بیون فی الواقع اپنے طبقے کے زبردست محافظ تھے۔ مگر باوجود اس کے وہ اہل روما کے حاکم نہ تھے اور ان کے اختیارات محدود تھے۔ اولاً وہ اقتدار شاہی نہ رکھتے تھے عام اختیارات (Potestas) ان کے بہت سے تھے مگر میدانِ جنگ میں فوجوں کی قیادت نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے شہر سے ایک میل کے باہر وہ بالکل بے دست و پا تھے۔ کیونکہ یہاں اقتدار شاہی شروع ہو جاتا تھا اور بجائے اقتدار شہری کے اقتدار فوجی کا دخل ہو جاتا یعنی فوجی قانون کے سامنے ٹری بیون کی منفیانہ قوت زائل ہو جاتی۔ اس کے علاوہ ٹری بیون کئی تھے۔ اولاً صرف دو ٹری بیون تھے مگر پھر پانچ ہوئے اور ۴۵۷ ؁ میں دس ہو گئے۔ اس کے علاوہ روما کا اصول تھا کہ ایک عہدے پر جتنے عہدہ دار متعین ہوں سب کے اختیارات مساوی تھے اس لئے ایک ٹری بیون دوسرے کے افعال کو روک سکتا تھا یا رد کر سکتا تھا۔

باب (۹)

انھیں مساوی ہی اختیارات، Perpotestas کی وجہ سے خدمت ٹڑی بیونی دو سو سال تک محض بیکار رہی۔ اس کے علاوہ ٹڑی بیونوں کی خدمت کی میعاد یک سالہ تھی۔

حکام کا احترام

(۴۷) حکام خاص کی شان امتیازی ان کے لباس اور لوازمات عہدہ سے ظاہر تھی۔ معمولی موقعوں پر کانسل سرخ مغزی کی عبا (Toga praetexta) زیب بدن کرتے اور تہواروں میں یا جب فوج کی کمان کرتے تو سرخ لباس شاہی پہنتے۔ بارہ نقیب (Litores) ان کے ہمرکاب ہوتے اور لکڑیوں کا ایک گٹھا (Fosces) لیے رہتے جو اقتدار شاہی کا نشان تھا۔ شاہی زمانے میں اس گٹھے کے بیچ میں ایک تبر ہوتا تھا مگر کانسلوں کے ساتھ تبر صرف میدان جنگ میں ہوتا جب کہ انھیں سزائے موت دینے کا اختیار تھا۔ شہر میں کانسل باری باری سے کام کرتے اور (Fasces) ان کے ساتھ وقت واحد میں ایک ماہ تک رہتا۔ میدان جنگ کے لئے دوسرے انتظام تھے جن کا ذکر متعاقب آئے گا۔ حاکم کا احترام کرنا ہر شخص پر واجب تھا۔ وہ بیٹھا رہتا تھا اور دوسرے اشخاص اس کے سامنے کھڑے رہتے۔ اس لئے ایک لیٹنے والی کرسی (Sellacurulis) ہمیشہ اس کے ساتھ رہتی۔ اسی کرسی سے زمانۂ مابعد کے "عہدہ ہائے کرسی نشینان" موسوم ہوئے۔ شان وشوکت کے یہ ظاہری نشانات ٹڑی بیونوں کے لئے مطلق نہ تھے جو صرف پلیبین لوگوں کے عہدہ دار تھے۔ ان کا فرض تھا کہ خواہ دن ہو یا رات اپنے طبقے کے لوگوں سے ملتے رہیں اور بلا ظاہری شان وشوکت کے اپنی خدمات خوبی سے انجام دیں۔ ان کا کام تھا کہ شکایتوں کی سماعت کریں اور ان کو رفع کریں اس لئے اپنی روزافزوں قوت کے اظہار کے لئے انھیں طمطراق کی ضرورت نہ تھی۔ دو امر[1] اور بھی قابل لحاظ ہیں جن میں کانسلوں اور ٹڑی بیونوں کی حیثیت مساوی تھی۔ اولاً سرکاری اطلاعوں (Iusedicendi) کی اشاعت کا دونوں کو حق تھا اور یہ اقتدار کے معمولی لوازمات سے تھا۔ اس قسم کے فرامین (Edict) سے حکم دینا مقصود ہوتا یا تنبیہ کرنا کہ کسی خاص صورت میں حاکم کوئی خاص کام کرے گا۔ ثانیاً عہدہ داروں کی تنخواہیں نہ ہوتی تھیں اور سب کا تقرر انتخاب سے

---

[1] میں نے اس موقع پر کوایسٹروں کا ذکر نہیں کیا ہے جو کانسلوں کے ماتحت تھے اور ایڈیلوں کا جو ٹڑی بیونوں کے ماتحت تھے تاکہ غیر اہم امور کے ذکر سے اصل مطلب خبط نہ ہو جائے۔

باب (۹)

ہوتا اس کلیہ سے **ڈکٹیٹر** بھی درحقیقت مستثنیٰ نہ تھا۔ اس کے علاوہ روما کے نظام سیاسی کی یہ خصوصیت تھی کہ عہدہ داروں کے اختیارات بڑھتے جاتے تھے۔

عہد جمہوریہ کی تاریخوں پر نوٹ

(۷۵) اب ہم اس زمانے تک پہنچ گئے ہیں جب کہ کسی معاملہ کا سنہ وقوع بیان کرنے کے لئے سالانہ حکام کے نام بیان کئے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ تاریخوں کا معمولی طریقہ کیوں استعمال کیا گیا ہے۔ اگر ہم اس مفروضہ پر عمل کریں کہ ہر سال ۳۶۵ ¼ دن کا تھا۔ اور حکام کی مدت عہدہ مساوی میعاد کی اور سلطنت کے سال کے مطابق تھی تو ہم گویا جولیس **قیصر** کی جنتری پر عمل کریں گے جو صدہا سال کے بعد سنہ ۴۶ ق۔م میں مرتب ہوئی اور ان تغیرات کو نظر انداز کر دیں گے جن کی رو سے عہدہ داروں کے اپنے عہدوں پر فائز ہونے کی ایک خاص تاریخ مقرر ہو گئی۔ **مام سین**[۱] نے بغیر کسی دقت کے ثابت کر دیا ہے کہ جمہوریہ کے اوائل میں حکام بلالحاظ آغاز یا اختتام سال اپنے عہدے پر فائز ہوتے یا اس سے سبکدوش ہوتے اور ان کی میعاد بھی عملاً سالانہ نہ تھی۔ سنہ ۵۰۱ اور سنہ ۳۹۵ کے درمیان میعادوں میں فرق بہت زیادہ ہوتا تھا۔ سنہ ۲۷ اور سنہ ۲۲ کے درمیان کانسل یکم مئی کو اپنے عہدے کا جائزہ لیتے۔ اس کے بعد ۱۵ مئی مقرر ہوئی اور بالآخر یکم جنوری جس کے لحاظ سے یکم جنوری کو بجائے یکم مارچ کے سال نو کا آغاز خیال کیا جانے لگا۔ مگر جولیس **قیصر** کی جنتری کے شائع ہونے تک مذہبی موانع کی وجہ سے باضابطہ تسلیم نہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ پجاری جن کے ذمہ جنتری کی ترتیب تھی اس کو صحیح طور پر مرتب نہ کرتے تھے۔ اس لئے وقائع نگاروں پر واجب ہوا کہ اپنے لئے ایک سنہ واری فہرست مرتب کر لیں اور اس طور پر جمہوریہ کے آغاز (سنہ ۵۰۹ ق۔م) سے حکام کی ایک فہرست مرتب ہوئی جس میں بعض غلطیاں بھی تھیں۔ اس کے بعد اس میں عہد شاہی کے لئے **وارو** کے اندازے کے مطابق ۲۴۴ سالوں کا اضافہ کیا گیا تاکہ روما کے قیام کی تاریخ نکل آئے۔ روما میں اس طور پر دو طرح کے سنین کا رواج ہو گیا جن میں سے ایک (Post reges cuactos (بعد اخراج شاہان) تھا جسے لاطینی مصنف اکثر استعمال کرتے تھے اور دوسرا (Aburbe condita) یا (Post Roman conditam) بعد قیام روما یا بعد قیام شہر)

---

[۱] مام سین (Roura chron) باب دوم سوم اسٹاٹس ریخٹ یکم ۵۷۶-۵۸۲ ۔

باب ۹

جو زمانۂ مابعد میں مروج ہوا حکام اعلیٰ کی سرکاری فہرست جو جمہوریہ کے زوال کے بعد فورم میں آویزاں کی گئی اس میں بھی غلطیاں تھیں۔ اس کے بعض اجزا (Fasti Capitolini) کے نام سے مشہور ہیں۔ یکمل فہرست کو سنین کے مجموعہ سے مطابق کرنے میں بعض غلطیاں پیدا ہو گئی تھیں جیسا کہ مام سین نے بیان کیا ہے اس لئے یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ جمہوریہ کی تاریخ میں بعض واقعات ایسے ہیں جن کے سنین کو ٹھیک معلوم کرنا ناممکن ہے مگر ہماری موجودہ ضروریات کے لئے ان جزوی غلطیوں کا لحاظ کرنا غیر ضروری ہے اس لئے میں نے فرضی سنین کو حقیقی تسلیم کر لیا ہے اور انھیں سے مطالب براری کی کوشش کی ہے۔ مگر چونکہ یہ طریقہ صحت پر مبنی نہیں ہے اس لئے میں نے ناظرین کو متنبہ کر دینا ضروری خیال کیا

سینیٹ

(۷۶) جمہوریہ کی سینیٹ بادشاہوں کی قدیم مجلس شوریٰ تھی جو حکومت شاہی کے اختتام کے بعد بھی قائم رہی اور جس طرح کہ بادشاہ اپنے مشیروں کا انتخاب کرتا تھا اسی طرح کانسل بھی اپنے مشیر منتخب کرنے لگے یہ اغلب ہے کہ جمہوریہ کے اوائل میں پیٹری شین حکام پلی بین لوگوں کو اس مجلس کی رکنیت کے لئے منتخب نہ کرتے ہوں گے۔ یہ بھی اغلب ہے جیسا کہ روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ سینیٹ کے ارکان کی تعداد جو ٹارکوِن کی جابرانہ حکومت میں کم ہو گئی تھی پھر جدید ارکان کی شرکت سے پوری یعنی ۳۰۰ کر دی گئی ان جدید ارکان کو جن کی تعداد ۱۶۴ بیان کی گئی ہے پلی بین خیال کرنا صحیح نہیں ہے۔ اور یہ غالباً زمانۂ مابعد کے مصنفوں کا غلط قیاس ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان نئے رکنوں کو اولاً اضافہ شدہ (Conscripti) اور جب رفتہ رفتہ (Patre) آباء اور (Conscripti) کا فرق نظر انداز ہو گیا تو سینیٹ کے اراکین بہ حیثیت مجموعی (Patres Conscripti) کہے جانے لگے بہر کیف حقیقت خواہ کچھ ہی ہو جمہوریہ کے اوائل میں سینیٹ پر پیٹری شین فریق کا پورا قابو تھا اور یہ جماعت سخت قدامت پسند تھی اس امر کی تحقیق مشکل ہے کہ آیا ابتدا ہی سے سینیٹ کی رکنیت تاحیات یا اس وقت تک تھی جب کہ تقرر کنندہ حاکم کسی رکن کا نام خارج کر دے مگر رواج یہی پڑ گیا اور اغلب ہے کہ رکنیت شروع ہی سے تاحیات تھی۔ اور اس میں بھی کلام نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی شخص جو کانسل رہ چکا ہو اور سینیٹ کا رکن نہ ہو تو جب کوئی جائداد خالی ہو تو اس کا حق مرجح ہوگا سینیٹ میں اب وہ خصائص پیدا ہونے لگے تھے جو زمانۂ مابعد میں اس کے مایۂ ناز تھے یعنی استقلال اور ایسے اراکین پر مشتمل ہونا جنھیں سرکاری خدمات

کا عملی تجربہ تھا۔ سینیٹ کو بذات خود عدالتی یا عاملانہ یا وضع قوانین کے اختیارات نہ تھے مگر حکام پر حاوی ہونے لگی تھی کیونکہ جب عہدہ دار کی میعاد یک سالہ ہو اس کا فطرتی رجحان یہ ہوگا کہ اپنے افعال کے لئے اس زبردست جماعت کی تائید حاصل کرے اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ابتداءً سینیٹ کا اثر اس قدر آہستہ آہستہ کیوں بڑھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بہ حیثیت ایک سیاسی قوت کے طبقۂ پیٹری شین روبزوال تھا مگر جب طبقات کی باہمی جد وجہد کے بعد سینیٹ ایک مخلوط جماعت ہوگئی یعنی اس میں پیٹری شین کے علاوہ پلی بین بھی شریک ہوگئے تو یہ جماعت روما کی حقیقی حکمراں ہوگئی۔ اس امتزاج تک وہ پیٹری شین کانسلوں اور پلی بین ٹری بیونوں کے زیر حکم تھی کبھی ایک کا پلہ بھاری رہتا اور کبھی دوسرے کا یہاں تک کہ معاشرتی امتیازات کی بنا دولت پر ہوگئی اور ایک جدید سیاسی توازن قوت پیدا ہوگیا۔

(۷۷) سینیٹ کے جلسے اسی صورت میں ہو سکتے تھے جب کہ کوئی حاکم اس کو منعقد کرے اور وہ انھیں معاملات پر بحث کر سکتی تھی جو پیش کئے جائیں۔ اراکین صرف اس وقت رائے دے سکتے تھے جب کہ حاکم صدارت کنندہ حکم دے۔ اوائل میں غالباً بحث مباحثہ بہت کم ہوتا ہوگا۔ بصورت اختلاف آراء سینیٹ کے اراکین منفرداً رائے دیتے ہونگے اور اس لئے اہل روما کی بھی ایک اہم مجلس تھی جس میں غلبۂ آراء کا اثر ہوتا۔ غالباً سب یا بیشتر اراکین قریب ہی رہتے تھے اور خاص جلسوں کی شرکت کے لئے فوراً طلب کئے جاسکتے تھے۔ اس لئے چونکہ اس جماعت سے فوراً مشورہ ہوسکتا تھا اس کے جلسے بھی جلد جلد ہوتے ہوں گے۔ لڑائی بھڑائی کے زمانے میں ضروری ہوتا ہے کہ جو کارروائی سلطنت کی طرف سے کی جائے وہ نہ صرف دانشمندانہ ہو بلکہ عاجلانہ بھی ہو۔ اس لئے سب سے پہلے خارجی معاملات میں سینیٹ کو دخل حاصل ہوا۔

(۷۸) گو مجلس سینیٹ کسی کارروائی کو آغاز نہیں کر سکتی تھی اور اس کا اقتدار صرف یہی تھا کہ اس کی رائے عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی مگر اس کے دو خاص سیاسی حق بھی تھے۔ جب کوئی ایسا انتخاب ہوتا جس میں شاہ درمیانی کی ضرورت ہوتی تو اراکین، آباء، (Patres) ضروری انتظامات کرتے یعنی اس حاکم کو عارضی اقتدار عطا کرنے کا اختیار انھیں کو تھا اور شگون بھی وہی لیتے مگر اس کا موقع بہت کم آتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کارروائی میں صرف پیٹری شین ارکان شریک ہو سکتے تھے۔

باب ۹

حالانکہ پلی بین بھی سینیٹ میں داخل ہو چکے تھے۔ غالباً یہ حق زیادہ اہم نہ خیال کیا جاتا ہو۔ دوسرا حق آبا، کی منظوری (Auctoritas patrum) کا تھا جس کا روما کے مصنف اکثر ذکر کرتے ہیں۔ قانون میں (Auctor) اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی چیز کی ذمہ داری لیتا ہے مثلاً کسی علاقہ کے حق ملکیت کی ضمانت کرتا ہے۔ اسی طور پر روما کے دستور میں انتخابات اور وضع قوانین کی توثیق کے لئے آبا، کی منظوری لازمی تھی جسے (Patres auctores patri کہتے تھے اس حق توثیق کی وجہ سے سلطنت کے کار و بار کے رک جانے کا اندیشہ تھا۔ اور اس قسم کی وقتوں کے واقع ہونے کا پتا بھی چلتا ہے مگر یہ عرصے تک قائم نہیں رہا کیونکہ اس سے پٹیری شین لوگوں کو کوئی دوامی نفع نہ تھا اور سینیٹ کے تجربہ کار ارکان جانتے تھے کہ ان کے اقتدارات عملاً محدود ہیں۔ ہم متعاقب بیان کریں گے کہ یہ دقت کس طور پر رفع ہوئی۔ اس موقع پر صرف بیان کرنا کافی ہے کہ یہ دونوں حق زمانۂ قدیم کے آثار ہیں جب کہ گوتوں کے سردار مجلس شاہی میں شریک تھے اور ان کی وفادارانہ معاونت پر سلطنت کا دار مدار تھا۔

کیوریاں

(۹۷) جب روما ایک سالہ میعاد والے حکام کے زیر نگین ہو گیا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ عامۂ قوم کی مجالس کو سلطنت کے اہم معاملات کے تصفیہ میں زیادہ دخل حاصل ہوا۔ افسوس ہے کہ ان مجالس کے متعلق ہماری معلومات نہایت محدود ہیں کیونکہ اسی اکھاڑے میں دونوں طبقات ایک دوسرے سے دست و گریباں ہوئے ہوں گے۔ کیوریوں کی قدیم مجلس نہ صرف اب تک باقی تھی بلکہ بعض قانونی امور کی تکمیل کے لئے اس کا وجود شہنشاہی کے زمانے تک باقی رہا۔ معلوم نہیں کہ اس مجلس میں پلی بین ارکان تھے یا نہیں۔ اگر تھے تو وہ پٹیری شین گوتوں کے متوسلوں کی حیثیت سے رائے دیتے ہوں گے۔ کیوریوں کی تعداد ۳۰ تھی اور گوتوں پر مشتمل تھیں۔ یہ جماعتیں ہم نسل اور مشترک مذہبی رسوم رکھنے والی جماعتیں تھیں سرویس کی اصلاح اور ٹارکون کی جابرانہ حکومت کے بعد سے اس کی قوت جاتی رہی اور پھر سنبھل نہ سکی۔ اس کے سابقہ اقتدار کے آثار باقی تھے مثلاً کسی حاکم کے اقتدار کی باضابطہ توثیق وہی کر سکتی تھی مگر یہ ایک محض تکمیل ضابطہ تھی جس میں اسے کبھی عذر نہ ہوتا۔ تبنیت اور وصیت کے بعض معاملات اس مجلس کے خاص اجلاسوں میں تکمیل کیلئے پیش ہوتے۔ بحیثیت مجموعی اس مجلس کی حیثیت باقیات الصالحات کی تھی۔

(۸۰) معاملات سلطنت میں عامۂ قوم کو دخل دینے کا موقع مجلس سنتوریہ کے ذریعے سے ملا اور بہ حیثیت مجموعی شہریوں کی فوج کو اب اقتدار شاہی حاصل ہو گیا تھا۔ نوخیز جمہوریہ بعض جنگوں میں مشغول تھی ان کی وجہ سے اس مجلس کے جلسے جلد تر ہوتے ہوں گے اور گو بہ حیثیت ایک مجلس رائے دہندہ کے اس مجلس کا طرز کارروائی پیچیدہ اور بھونڈا تھا۔ مگر یہ اسقام تجربے سے رفع ہو گئے ہوں گے۔ مگر اس میں چند جبلّی اسقام بھی تھے۔ غریب شہری جن کے اسلحہ ناکافی تھے۔ میدان جنگ میں اپنے دولتمند رفیقوں کے پیچھے کھڑے ہوتے ہوں گے اور جنگ کی صعوبتیں بھی وہی (دولت مند) برداشت کرتے ہوں گے مگر اندرونی معاملات پر رائے دینے کا جب موقع آتا ہوگا اور انھیں معلوم ہوتا ہوگا کہ ان کی رائے کی کوئی وقعت نہیں تو وہ ضرور رنجیدہ ہوتے ہوں گے۔ ان کی رایوں کی دراصل کوئی وقعت نہ تھی کیونکہ سنتوریوں میں غلبۂ آراء بالکلیہ دولت مند لوگوں کا تھا اور اگر وہ سب ایک ہی طرف رائے دیتے تو اس کے خلاف میں کچھ نہ ہو سکتا۔ اس پر طرّہ یہ تھا کہ سنتوریوں سے رائے فوجی اور مالی تفوق کے لحاظ سے لی جاتی اور جب غلبۂ آراء ہو جاتا تو باقی سنتوریوں کی رائے تک نہ لی جاتی یعنی اگر ۱۹۳ سنتوریوں میں سے ۹۶ بالاتفاق کسی تجویز کے موافق رائے دیتیں تو باقی ماندہ سنتوریوں کی رائے نہ لی جاتی اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ غریب شہریوں کے لئے رائے دینے کا موقع ہی نہ آتا ہوگا اور اس زمانے میں جب کہ سلطنت کا رقبہ محدود تھا اور بیرونجات کے شہری جلسوں میں شریک ہوتے ہوں گے تو مجلس سنتوریہ کی ہیئت ترکیبی اور قواعد کی وجہ سے سیاسی معاملات میں غربا کی بے دست و پائی انھیں اور بھی ناگوار گزرتی ہوگی جو زیادہ تر پلیبین ہوں گے اس لئے معاملات سلطنت میں دخل حاصل کرنے کے لئے روما کے عوام کے لئے ضروری تھا کہ بجائے نظام سنتوریہ کے کوئی اور ذریعہ اختیار کریں۔

(۸۱) ٹربیونوں کے انتخاب اور اس عہدے کی ابتدائی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ پلیبین کے جلسے علیحدہ ہونے لگے تھے مگر یہ جلسے بے ضابطہ تھے اور سلطنت ان کے وجود کو تسلیم نہ کرتی تھی سنہ ۴۹۲ھ میں ایک قانون نافذ ہوا جس کا منشا یہ تھا کہ کوئی شخص کسی ٹربیون کا قطع کلام نہ کرے جب کہ وہ کسی پلیبین جلسے میں تقریر کر رہا ہو اور خاطی کے لئے سخت سزا بھی مقرر کی گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قانون اس میثاق کا ضمیمہ ہے جو ۴۹۴ھ کی علیحدگی کے بعد ہوا تھا کیونکہ فی نفسہ اس کو قانون (Lex)

باب (۹)

نہیں کہہ سکتے ان جلسوں کے طرزِ کارروائی سے ہم واقف نہیں مامسین کا خیال ہے کہ ان جلسوں میں شمار آراء کیوریوں کے لحاظ سے ہوتا تھا میں اس قیاس کو صحیح نہیں خیال کرتا اور اس مضمون پر اختصار کے ساتھ بحث نہیں ہو سکتی۔ بیان کیا گیا ہے کہ ۴۷۱ھ میں ایک قانون (ووبے رو کا) (Lex Publilia) نافذ ہوا جس کی رو سے پلی بین لوگوں کو اپنے جلسے منعقد کرنے اور بہ لحاظ قبیلوں کے اپنے عہدہ داروں کے انتخاب کا اختیار عطا کیا گیا قبیلوں کے رجسٹروں میں مختلف اضلاع کے صرف قابضین اراضی کے نام مندرج ہوں گے اور طبقہ پلی بین کی اس جماعت کو جو اس کی روحِ رواں تھی اس طور پر ایک خاص قوت حاصل ہو گئی۔ تمام رایوں (Votes) کی قدر و قیمت مساوی ہو گی کیونکہ اس زمانے میں قبیلہ اہل الرائے کی تعداد غالباً ایک ہی ہو گی اس طور پر (Concilia plebis tributa) وجود میں آئیں اور باضابطہ مجالس کے ساتھ جمہوریہ کے اواخر تک باقی رہیں اور روما کی سیاسیات میں ان کو بہت کچھ دخل تھا۔ تمام قوم کی اس قسم کی مجلسوں میں قبیلہ واری رائے دہندگی کا رواج کب سے ہوا اس کا ہمیں علم نہیں۔ اس قسم کی مجلسیں زمانۂ مابعد میں بھی تھیں۔ دوازدہ الواح میں ایک بہت بڑی مجلس کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے چھوٹی بھی کوئی مجلس ہو گی اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس سے مراد مجلس قبائل سے ہے۔ ممکن ہے کہ یہ خیال صحیح ہو اور اس کے لحاظ سے مجلس مذکور ۴۷۱ھ اور ۴۵۱ھ ق م کے درمیان وجود میں آئی ہو گی۔

رائے دینے والے گروہ

(۸۲) یہ مجلسیں بے ضابطہ ہوں یا باضابطہ ان میں ایک مشترک اصول تھا یعنی گروہوں کے لحاظ سے رائے دیتی تھیں۔ ہر گروہ کی رائے ایک شمار ہوتی تھی اور اس کی تعداد غالب کی جو رائے ہوتی رہی اس کی رائے خیال کی جاتی۔ اس کی توضیح کے لئے ہم ایک مفروضہ مثال بیان کریں گے جس سے ثابت ہو گا کہ گروہ واری شمار آراء سے کیسے عجیب نتائج مترتب ہوتے ہیں فرض کرو کہ ۲۱ قبیلے ہیں رائے دہندوں کی تعداد ان میں مساوی ہے اور ہر قبیلے کے ایک ہزار آدمی موجود ہیں یعنی اہل الرائے کی مجموعی تعداد ۲۱۰۰۰ ہے۔ اگر ہر شخص کی رائے کا شمار کیا جائے تو غلبۂ آراء کے لئے ۱۰۵۰۱ آراء کی ضرورت ہو گی۔ مگر روما میں یہ ضرورت تھی کہ ۱۱ قبیلوں کی رائے غلبۂ آراء کے لئے حاصل ہوں اور غلبۂ آراء کے لئے کافی تھا کہ کسی قبیلے میں ۵۰۱ رائیں بمقابلہ ۴۹۹ رایوں کے حاصل ہوں باقی ماندہ قبیلوں میں ممکن تھا کہ تمام رائیں پہلے ۱۱ قبیلوں کے فریق مغلوب

کی رایوں سے موافق ہوں۔ بہ حیثیت مجموعی رائے دہندگی کا نتیجہ حسب ذیل ہوگا۔

موافق	۱۱ قبیلوں میں سے	۵۰۱ رائیں	= ۵۵۱۱	
مخالف	۱۰ ″ ″	۱۰۰۰ ″	= ۱۰۰۰۰	= ۱۵۴۸۹
	۱۱ ″ ″	۴۹۹ ″	= ۵۴۸۹	

اس سے ظاہر ہے کہ گو فریق مخالف کی بہ حیثیت مجموعی ۱۵۴۸۹ رائیں ہیں اور فریق موافق کی صرف ۵۵۱۱ رائیں مگر غلبہ آراء فریق موافق کی طرف خیال کیا جائے گا۔ کیونکہ ۱۱ قبیلوں کا غلبہ آرا اس کی طرف ہے۔ ہم نے جو مثال پیش کی ہے وہ انتہائی ہے اور ممکن ہے کہ عملاً اس قسم کی صورتیں پیش نہ آئیں مگر رفتہ رفتہ قبیلوں کے ارکان کی تعداد غیر مساوی ہوگئی اور جو رائے دہندے شریک ہوتے تھے ان کی فی صدی تعداد بھی مختلف ہوگی بالاختصار روما کی مجالس میں کوئی طریقہ ایسا نہ تھا جس کی وجہ سے شرکا کی تعداد غالب کمتر تعداد کو شکست دے سکتی اور اس کی اصلاح کی بھی غالباً کبھی کوشش نہیں ہوئی۔ بعض نازک موقعوں پر جب کہ عوام میں سخت جوش پیدا ہوتا تو ان کی مرضی پر عمل ہوتا مگر ایسے موقعے بہت کم آتے اور سلطنت کے آئے دن کے کاروبار کے لئے جوش اور ہیجان سے کام لینا مناسب نہیں۔

کمیٹیا

(۸۳) عامہ قوم (Populus) کی ہر باضابط مجلس کو (Comitia) کہتے تھے۔ یہ لفظ صیغۂ جمع کا ہے اور ایک ہی مجلس کے لئے صیغۂ جمع استعمال کرنا قابل لحاظ ہے میرا خیال ہے کہ صیغۂ جمع اسی لئے استعمال کیا گیا ہے کہ ہر مجلس متعدد گروہوں پر مشتمل تھی۔ اسی لئے میں نے اختیار (Comitia) کے لئے مجلس کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اور پلیبین لوگوں (Concilium) کے لئے جلسے کا لفظ۔ کیوریوں کے جلسے میدان (Comitium) میں ہوتے تھے جو فورم کے شمالی کنارے پر تھا سنتوریاں چونکہ درحقیقت فوجی جماعتیں تھیں اس لئے ان کے جلسے شہر میں نہ ہوتے تھے بلکہ جنگ کے دیوتا کے میدان (Camfus Martius) میں جو شہر کے شمال و مغرب میں تھا۔ قبیلوں کے جلسے شہر کی حدود میں ہو سکتے تھے اور غالباً کیپی ٹولین پہاڑی پر کے کھلے میدان (Areacapitolii) میں ہوتے تھے جو کیپی ٹولین جوو کے مندر کے سامنے ہے۔

باب (۹) مجلسوں کے فرائض

(۸۴) اب صرف یہ دیکھنا ہے کہ مجلس سنتوریہ اور مجلس قبائل کے فرائض کیا تھے۔ مناسب ہوگا کہ اس بحث کو تین شعبوں میں تقسیم کردیں یعنی انتخاب، حدود سماعت، وضع قوانین۔ سنتوریوں میں حکام با اقتدار یعنی کانسل منتخب ہوتے تھے۔ طبقہ پلی بین کے قبیلہ واری جلسہ میں عوام کے ٹری بیون اور ایڈیل منتخب ہوتے تھے۔ مجلس قبائل کو اب تک کسی انتخاب کا اختیار نہ تھا۔ حدود سماعت کے لحاظ سے شہریوں کی حیثیت قانونی یا جان کے معاملات سنتوریوں کے لیے مخصوص تھے۔ اگر حکام میں سے کوئی ٹری بیونوں سے پرخاش جوئی کرتا یا طبقہ پلی بین کے حقوق پر دست درازی کرتا تو اس پر جرمانہ کرنے یا دوسری سزا دینے کا مسئلہ پلی بین طبقے کے (Conciliam) میں پیش ہوتا اور زمانہ مابعد میں قبیلوں کی باضابطہ (Comitia) میں۔ بیان کیا گیا ہے کہ (Comitia tribute) اسی قسم کے معاملات کی سماعت کے لیے وجود میں آئی تھی۔ اگر طبقہ پلی بین کبھی اس حق کا طالب ہوا ہو کہ وہ کسی پیٹری شین کے ایسے مقدمہ کی سماعت کر سکتا ہے جس میں سزائے موت لازم آئے تو خیال کرنا چاہیے کہ اس حق طلبی کے ساتھ جبر و اکراہ کی بھی دھمکیاں ہونگی۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ ایسے مواقع پیش آئے بھی تھے۔ دوسری قدیم قوموں کی طرح حقیقی وضع قوانین کے بہت کم موقع آتے ہوں گے۔

طبقہ پلی بین نے "عوام کی قراردادوں" (Plebescite) کو جاری کرنا شروع کر دیا تھا مگر ان کا نفاذ صرف طبقہ مذکور تک محدود تھا اور قوانین کی شکل اسی وقت اختیار کر سکتی تھیں جب کہ مجلس سنتوریہ ان کو منظور کر لیں۔ زمانہ مابعد میں ایک طویل جد و جہد کے بعد ان قراردادوں کی پابندی تمام قوم پر عائد کی گئی۔

(۸۵) ان تمام مجلسوں میں ایک خاص مشابہت تھی یعنی (Comitia) اور (Coneilia) کا کام صرف یہی تھا کہ عہدہ دار صدر جو سوال (Rogatio) پیش کرتا اس کا جواب دیں۔ مباحثہ مطلق نہ ہوتا۔ اگر تقریر کرنے کی ضرورت ہوتی تو اسکے لیے عام جلسے (Conventio, Contio) ہوتے جو باضابطہ نہ تھے۔ اور اوائل میں بہت کم ہوتے تھے۔ رائے دہندے جب اپنے اپنے گروہوں میں جمع ہو جاتے تو کام شروع ہوتا۔ مغرب ہوتے ہی تمام کام بند ہو جاتا۔ تمام شہری کسی نہ کسی قسم کا حق رائے رکھتے تھے گو مختلف حقوق رائے کی قدر و قیمت مختلف تھی لیکن یہ بھی ممکن تھا کہ کوئی شخص شہری

باب (۹)

ہو مگر حق رائے دہندگی نہ رکھتا ہو مثلاً[۵۱] وہ لوگ جو مردم شماری میں کسی وجہ سے قبیلوں کے رجسٹروں میں نہ شریک کئے گئے ہوں[۵۲]۔ نئے شہری جن کے نام رجسٹروں میں اب تک شریک نہیں ہوئے تھے وہ بھی حق رائے دہندگی سے محروم تھے لفظ (Civis) سے مراد صرف یہ ہے وہ کسی مملکت سے تعلق رکھتا ہے اور دوسری مملکتوں میں اس کی حیثیت غیر ملکی کی سی ہے نہ یہ کہ وہ شہریت کے تمام حقوق رکھتا ہے ۔

---

[۵۱] دیکھو فقرہ ۶۹ ماقبل ۔

[۵۲] دیکھو فقرات ۸۵۴ - ۸۵۶، ۸۷۴، ۸۸۹ مابعد ۔

باب(۱۰)

باب سوم

حکومت عشرہ و قوانین والیریو ہوریشین

(۸۶) قدیم مملکتوں میں جہاں جہاں خاص حقوق رکھنے والے امرا کے دوش بدوش عوام کا ایک جم غفیر تھا جن کے کوئی حقوق نہ تھے یہ عام شکایت تھی کہ قوانین گو تمام قوم کیلئے ہوتے ہیں مگر قوم کے بہت کم افراد اس سے واقف ہوتے ہیں۔ زمانۂ قدیم کا قانون در حقیقت رواج تھا جو زمانۂ قبل تاریخ سے چلا آیا تھا اور مذہب سے اس کا گہرا تعلق تھا۔ روما میں قوانین سے واقفیت ان کی تعبیر اور معاملات تمدنی پر ان کی تطبیق ان سب چیزوں کا تعلق پجاریوں سے تھا۔ اس کے علاوہ قوانین کے اثر پذیر ہونے کے لئے بعض ضابطوں اور رسوم کی لفظی پابندی کی ضرورت تھی اور قانونی معاملات مثلاً معاہدات یا انتقال جائداد ذرا سی فرو گذاشت سے بے اثر ہو جاتے اس لئے جو لوگ قوانین اور ضابطوں سے واقف تھے بہت ذی اختیار تھے اور اوائل میں یہ لوگ سب پیٹری شین تھے اس لئے تعجب نہیں کہ ان کی زیادتیوں سے پلی بین لوگوں کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا ہو۔ ۴۶۲ھ ق۔م میں ٹری بیون گایس ٹرین ٹی لیس ہارسا نے کانسلوں کے اقتدار پر حملہ کر کے شورش کا آغاز کیا اور وضع قوانین کی رو سے اس اقتدار کو محدود کرا دینے کی دھمکی دی۔ طبقۂ پیٹری شین نے اس کی سخت مخالفت کی اور دونوں طبقوں میں اسکے متعلق چھیڑ چھاڑ کا سلسلہ جاری رہا مگر ۴۵۴ھ میں ایک سمجھوتہ ہو گیا اور تسلیم کر لیا گیا کہ قوانین کے ایک تحریری مجموعہ کا مسودہ تیار کرنا اور شائع کرنا ممکنات سے ہے اسی غرض سے تین کمشنر ممالک غیر کو روانہ کئے گئے تاکہ یونانی مملکتوں اور خصوصاً ایتھنز میں سولن کے قوانین کا مطالعہ کریں۔ ان کی غیبت میں دونوں فریق مخالفت سے باز رہے۔ ۴۵۲ھ میں جب کمشنر واپس آ گئے تو ٹری بیونوں نے مجموعۂ قوانین

باب (۱۰)

حکام عشرہ

کی اشاعت پر پھر اصرار کیا۔

(۸۷) اہل روما نے ایک عجیب و غریب طریق عمل اختیار کیا۔ ۴۵۱ق م میں دس کمشنر (Decemviri) منتخب ہوئے اور یہ طے ہوا کہ نہ تو ان کے احکام کا عامۂ قوم میں مرافعہ ہو اور نہ جب تک وہ برسر حکومت ہیں کوئی کانسل یا ٹری بیون مقرر ہوں۔ پلی بین لوگ راضی ہو گئے کہ دسوں کمشنر پیٹری شین ہوں اس شرط پر کہ بعض قانون جو ان سے متعلق تھے منسوخ نہ کئے جائیں۔ روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ دس حکام انصاف اور اعتدال سے حکومت کرتے تھے اور ان کا سرگروہ اے پیس کلاڈیس جو ایک مغرور امیر تھا عوام کی رضاجوئی کی کوشش کرتا تھا حکام عشرہ نے دس تختیوں پر قوانین کا ایک مسودہ آویزاں کرا کے عامۂ قوم کی رائے طلب کی اور پھر تنقیدوں کی روشنی میں مسودہ کی اصلاح کر کے مجلس سنتوریہ میں اسے پیش کیا مجلس مذکور کی رائے سے یہ دس لوحیں روما کے قوانین میں منتقل ہو گئیں۔ مگر اس کے بعد حکام عشرہ نے اعلان کیا کہ روما کے مجموعۂ (Corpus) قوانین کی تکمیل کیلئے دو اور لوحوں کی ضرورت تھی اور اسی بہانے سے دستور مملکت پھر معطل کر دیا گیا اور سال مابعد کے لئے یہی دس حکام منتخب کئے گئے انتخاب کے لئے اے پیس نے ہر طرح سے ہر دلعزیز بننے کی کوشش کی۔ اس کے شرکائے عہدہ نے اسے مجبور کرنے کے لئے خود اسی کو عہدہ دار صدارت کنندہ مقرر کر دیا۔ اب تک صرف ٹری بیون اپنے لئے رائیں حاصل کرتے تھے اور خود ہی اپنے انتخاب کا اعلان کرتے تھے مگر یہ طرز عمل رکیک خیال کیا جاتا تھا لیکن اے پیس نے اس کی مطلق پروا نہ کی۔ اس نے خود اپنے آپ کو دوبارہ منتخب کرا لیا اور نو اور شخصوں کو جن میں سے بعض پلی بین تھے۔ یہ سب اس کے بندۂ حکم تھے اور وہ اب روما کا مالک تھا۔

(۸۸) اس کے بعد روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ حکام عشرہ نے اپنے اصلی رنگ دکھائے اور اے پیس اور اس کے شرکاء نے جابرانہ حکومت شروع کر دی عوام میں یہ مشہور ہو گیا کہ اپنی حکومت کے بقا کے لئے وہ انتخابات عمل میں لانے کے خلاف تھے۔ دونوں ضمنی لوحوں کا مسودہ شائع کیا گیا مگر ان کو قوانین میں منتقل کرنے کے لئے کوئی کارروائی نہ کی گئی۔ روما میں مظالم اور دست درازیوں کا بازار گرم ہو گیا۔ مظالم

باب (۱۰)

زیادہ تر پلی بین لوگوں پر ہوئے۔ پیٹری شین نوجوانوں کی ایک جماعت حکام عشر کے ہمرکاب رہتی۔ جائدادیں ضبط کی جاتیں۔ لوگ انصاف کے نام سے قتل کردیئے جاتے اور بے گناہوں کو تازیانے لگائے جاتے۔ لوگ کانسلوں اور ٹری بیونوں کا زمانہ یاد کرنے لگے مگر حکام عشر کو ان کے عہدوں سے ہٹانا مشکل تھا۔ بالآخر سابن اور ایکوئی لی فوجیں روما کی سرحد پر آدھمکیں جس سے مظلوموں کو کچھ امید ہونے لگی۔ سینٹ کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں ایک پرجوش مباحثے کے بعد فوجیں بھرتی ہوئیں اور لڑائی ہوئی جس میں روما کو ہزیمت ہوئی۔ اس کے بعد دو واقعے ہوئے یعنی عوام کے ایک سرگروہ سیکیس کا قتل اور ایک عفیفہ وجی نیا پر اپیس کی دست درازی اور اس کو بے عزتی سے بچانے کے لئے خود اس کے باپ کا اس کو قتل کردینا۔ ان واقعات کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود روما کی فوجوں نے شہر پر دھاوا کردیا۔ لیکن اس پر حکام عشر اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے اور بالآخر طبقہ پلی بین نے پھر علیٰحدگی اختیار کی۔ مگر قوم کی سلامتی کے لئے ان کی واپسی ضروری تھی۔ اس لئے سینٹ کے دباؤ سے حکام عشر اپنی خدمتوں سے دست کش ہوگئے اور دستور مملکت بحال ہوگیا۔ شاہ درمیانی سے کام لیکر کانسلوں کے انتخاب کی کارروائی عمل میں آسکتی تھی اور ٹری بیونوں کے انتخاب میں سردار پجاری صدارت کرسکتا تھا۔ اس قابل یادگار سال (۴۴۹ ق م) کے کانسل مارکس ولیریس پولی ٹس اور مارکس ہوریشیس باربائس تھے جنھوں نے اپنی حریت پسندی اور اعتدال سے سینٹ میں شہرت حاصل کی تھی لیکن لیوی کا بیان ہے کہ اولاً ٹری بیون منتخب ہوتے اور جب تک پلی بین طبقے نے اپنا علیحدہ جلسہ کرکے فوجی بغاوت کے معاف کئے جانے اور حق مرافعہ طلب کرنے کے متعلق قراردادیں منظور نہ کیں، کانسلوں کا انتخاب عمل میں نہ آیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ باقی دونوں لوحوں کی باضابطہ توثیق کانسلوں نے کرائی گو بالعموم دوازدہ الواح حکام عشر سے منسوب ہیں۔ لوحوں کا ذکر ہم متعاقب کریں گے۔ فی الحال ہم ان دستوری قوانین کا ذکر کریں گے جن سے تاریخ روما میں ایک نیا دور شروع ہوتا۔

قانون والیریو ہوریشین

(۸۹) تیقن کے ساتھ ہمیں یہ نہیں معلوم ہوسکتا کہ قوانین مذکورہ بالا میں کیا کیا

امور شامل تھے جس طرح کہ حکام عشر کی روایتوں میں مصنفین مابعد نے جانب داری کو دخل دیا ہے۔ اسی طرح ان قوانین کی روایتوں میں بھی غلط فہمیاں ہیں تحقیق سے صرف امور ذیل قابل وثوق معلوم ہوتے ہیں۔ اولاً ان کے ذریعہ سے کوئی طریقہ وضع کیا گیا جس کی رو سے پلی بین جلسوں کی قراردادیں قانون مملکت میں منتقل ہو کر تمام قوم پر بشمول طبقہ پیٹریشین ثانیاً نافذ ہو سکتی تھیں البتہ یہ نہیں معلوم کہ یہ ذریعہ کیا تھا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کانسل کا فرض تھا کہ ان قراردادوں (Fli biscitum) کو بلا تاخیر مجلس سنتوریہ میں پیش کر دیں کم از کم ان قراردادوں سے ٹری بیونوں کو ضرور تقویت حاصل ہوتی ہوگی حق مرافعہ بھی بحال کر دیا گیا اور اس کی تحفظ کے لئے یہ قانون نافذ کیا گیا کہ جو حاکم کسی ایسے حاکم کے انتخاب کی صدارت کرے جس کے فیصلوں کا مرافعہ نہ ہو تو وہ حاکم قانون کی حفاظت سے خارج سمجھا جائیگا اور اس کا قتل کرنا قانون الٰہی و قانون انسانی دونوں سے جائز ہوگا۔ ثالثاً سخت سزاؤں کی دھمکی دیکر ٹری بیون کی ذاتی حفاظت کا انتظام کیا گیا اور اسی قسم کی حفاظت کا انتظام ایڈیلیوں کے لئے کیا گیا اور ایک عدالت کے دس ججوں[1] (Fin dices decemviri) کے لئے بھی جن کا ہمیں کچھ حال معلوم نہیں۔ سرکاری کاغذات کی حفاظت ایڈیلیون کے سپرد ہوئی اور سینیٹ کے احکام کیریس کے مندر میں رکھے جانے لگے۔ کانسلون کے قوانین کے منظور ہو جانے کے بعد ٹری بیونوں نے اپنی جماعت کے جدید حاصل شدہ حقوق کے تحفظ کے لئے تجویزیں پیش کیں۔ ایک ٹری بیون کی تحریک پر پلی بین لوگوں نے یہ قرارداد منظور کی کہ اگر کسی انتخاب کا صدر پلی بین طبقے کو بغیر ٹری بیونوں کے رہنے دے یا کسی ایسے حاکم کے انتخاب میں صدارت کرے جس کے احکام کا مرافعہ نہ ہو سکے تو اس کو اتنے تازیانے لگائے جائیں کہ وہ مر جائے۔

(۹۰) ہم بخوف زیادہ گوئی خبیث حکام عشر کے زوال اور بعد فتح عامۂ قوم کی اعتدال پسندی کے دلچسپ قصوں کو بیان نہیں کر سکتے۔ قوم میں ایک عام جوش تھا جنگ جو اندرونی مناقشات کی وجہ سے رک گئی تھی پھر چھڑ گئی اور روما کی فوج

---

[1] کیلر (Civil process) یکم ۵

باب (۱۰)

نے دشمنوں کو زیر و زبر کر دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ پیٹری شین طبقہ کی ناراضی کا یہ نتیجہ ہوا کہ سینیٹ نے ہر دل عزیز کانسلوں کو جشن فتح کا مستحق قرار نہ دیا اور یہ اعزاز بالآخر ان کو عامۂ قوم سے ایک ٹڑی بیون کی تحریک کرنے پر ملا۔ اس موقع پر قابل لحاظ یہ امر ہے کہ روما نے ایک سیاسی تجربہ کے لئے اپنے دستور کو عارضی طور پر معطل کر دیا اور پھر اس کو اس شکل میں بحال کیا کہ پلیبین طبقے کی قوت مستحکم ہو گئی۔ حکومت عشرہ کا خاص نتیجہ یہ ہوا کہ "دوازدہ الواح" سے تحریری قوانین کا ایک مجموعہ تیار ہو گیا اب ہم اس مجموعے کی نوعیت کے متعلق بحث کریں گے اور بتائیں گے کہ طبقات کی باہمی جد و جہد میں اس کی کیا اہمیت ہے۔

دوازدہ الواح

(۹۱) ان لوحوں کے بعض قطعات ہم تک پہنچے ہیں بعض کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ ان میں لفظ بہ لفظ اصل کی نقل کی گئی ہے مگر کچھ تغیر بھی ظاہر ہے تاہم زمانۂ قدیم کی اصطلاحیں مثلاً غیر ملکی کے لئے لفظ (Hostis) استعمال کیا گیا ہے نہ کہ (Peregrinus) دیوالیوں کو کاٹ ڈالنے (Secare) کا حق قرضخواہوں کو دیا گیا ممکن ہے کہ اس کا تعلق جسم انسانی سے ہو اور زمانۂ قدیم میں بھی رواج ہو مگر بیان کیا گیا ہے کہ جائداد کی قطع و برید سے مراد ہے۔ طرز تحریر میں اختصار کو زیادہ دخل ہے اور جملوں میں ربط کم ہے مبتدا و خبر اکثر غائب ہیں۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ فاعل کون ہے اور مفعول کون لیکن باوجود ان شکوک کے مطلب اکثر صاف ہے۔ مگر قوانین کی اس قسم کے طرز تحریر کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مختلف فقروں کے صحیح معنوں کی تعبیر فی نفسہ ایک علم بن جاتی ہے جس کے لئے قابل اہل علم کی ضرورت ہوتی۔ نتیجہ یہی ہوا گو میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ واضعان قانون کا منشا یہ تھا یا نہیں "کانسے اور ترازو" کے ذریعے سے انتقال جائداد کا عمل میں آنا ثابت کرتا ہے کہ سکوں کا رواج نہ تھا۔ مگر حکام عشر کی کارروائیوں[1] میں سے

---

[1] مامسین (Strafrecht) صفحہ ۱۳ میں بیان کیا ہے کہ حکام عشر نے نہ صرف سولن کے قوانین کی خوشہ چینی کی ہے بلکہ ایک یونانی لفظ (Poenae Poena) بھی لے لیا ہے۔ اور اگر حکام عشر نے روما میں سکوں کو رائج کیا تو یہ قرین قیاس بھی ہے دیکھو (Munz Wesen) صفحات ۱۷۵، ۳۰۲۔ اس کے قبل دھاتوں کی سلاخیں وزن کر کے بجائے سکوں کے استعمال

ب ۱۰)

ایکٹ بھی تھی کہ جہاں انھوں نے عدالتی جرمانوں وغیرہ کے لئے رقوم مقرر کی ہیں تو وہ سکوں میں ہیں اور اس کے لئے راس ہائے مویشی معین نہیں کیے ہیں ان لوحوں میں کونسلوں کو ان کے پرانے نام (پریٹر) سے موسوم کیا گیا ہے۔

(۹۲) ہم ذیل میں بیان کریں گے کہ لوحوں میں کیا کیا امور شامل تھے اس سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ان کی وسعت کس قدر تھی اور ان کا ضائع ہو جانا کس قدر افسوسناک ہے۔ ان میں قانونی ضابطۂ کارروائی تھا جس میں قدیم (Actis sacramenti) شامل تھے جن کی رو سے فریق ہائے مقدمہ عدالت میں رقمیں جمع کرتے اور جو فریق ہار جاتا اس کی جمع شدہ رقم ضبط کر لی جاتی مگر دعوے جن خاص مقررہ الفاظ (Actiones) میں پیش کئے جاتے تھے وہ ضائع ہو گئے ہیں امور ذیل کے متعلق قواعد تھے نادہند قرضداروں کی جائداد کی ضبطی، دیوالیہ قرضداروں کے ساتھ سلوک، بیٹوں کی آزادی، طلاق، باپ کے مرنے کے بعد جو بچے پیدا ہوں ان کا طریقۂ وراثت، عداوتوں کی تولیت، وراثت بصورت عدم وجود وصیت نامہ، وصیت نامے (خصوصاً پلی بین طریقۂ وصیت جس میں جائداد وصی کے ہاتھ فروخت کر دی جاتی تھی اور جو بمقابلہ قدیم طریقۂ وصیت کے جو مجلس سنتوریہ میں ہوتی تھی زیادہ آسان خیال کیا جاتا تھا) معاہدات و انتقال جائداد کی کارروائی میں سہولت، جائدادوں پر حق ملکیت بہ لحاظ قبضۂ سابقہ، عورتوں پر حق بہ لحاظ قبضہ (اس طور پر مناکحت کا ایک نیا اصول تسلیم کر لیا گیا یعنی ایک سال کسی عورت کو ساتھ رکھنے سے اس پر حق شوہری حاصل ہو جاتا تھا) حق آسائش مثلاً حق آمد و رفت یا آبرسانی وغیرہ، دیوانی مقدمات، مارپیٹ جادو ٹونے، آتش زنی، سرقہ، ڈکیتی، سود خواری، جھوٹی شہادت ولی کا کسی نابالغ زیر ولایت کو یا مربی کا اپنے متوسل کو دھوکا دینا، قتل انسان کی جائز حدود، حق مشارکت، رات کے مجمعوں کی ممانعت، مجامع باغراض ناجائز وغیرہ، اس کے علاوہ بعض قواعد سیاسی نوعیت (Ins publicum) کے تھے جن کی رو سے ایسے قوانین کا نفاذ ممنوع کر دیا گیا تھا جو افراد (Privilegia) سے متعلق ہوں اور ایسے مقدمے جو کسی شہری کے حقوق مدنیت یا جان سے متعلق ہوں وہ مجلس سنتوریہ سے متعلق

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ کی جاتی تھیں مارکوارٹ (Stow) دوم ۶، ۷۔

باب (۱۰)

کر دیے گئے تھے۔ یہ بھی واضح رہے کہ کوئی خاص قانون فوجداری نہ تھا۔ اگر کسی شخص سے کوئی فعل ایسا سرزد ہوتا جس سے خیال کیا جاتا کہ سلطنت کو نقصان پہنچا ہے تو وہ ملزم مجلس سنتوریہ میں پیش کیا جاتا جس کا فیصلہ قانون کی صورت میں ہوتا۔ یا زیادہ تر اس کو دشمن قوم یا غدار (Perduellis) قرار دیا جاتا۔ قواعد میں تفتیش کنندگان قتل کا ذکر ہے جن کے متعلق استغاثہ کی کارروائی تھی۔ ایک باب تجہیز و تکفین کے قوانین کا تھا جس میں تجہیز و تکفین، مردوں کو جلانے، سوگ داران معاملات میں فضول خرچی کو روکنے کے قواعد تھے۔ یہ بھی حکم دیا کہ لاشیں شہر سے باہر دفن ہوں۔ بعد کی دونوں لوحوں میں وہ مشہور فقرہ تھا جس کی رو سے پیٹری شین اور پلی بین طبقوں میں مناکحت ممنوع کر دی گئی۔ غالباً یہ قانون پہلے سے موجود تھا۔ اور اب باضابطہ تسلیم کر لیا گیا۔ ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ اگر دو قانونوں میں اختلاف ہو تو بعد کے قانون کو ناسخ خیال کرنا چاہیے۔

(۹۳) قوانین مذکورہ تین خاص امور سے متاثر معلوم ہوتے ہیں۔ اولاً زمانہ سابق کے کارواجی قانون جواب ضبط تحریر میں آ کر قانون ملک بن گیا۔ ثانیاً زمانہ قدیم کی پیچیدہ رسموں کے مقابلہ میں جدید اور سادہ رسموں کو ترجیح دی گئی۔ سوم یونان کے نمونے پر اضافے اور اصلاحیں کی گئیں۔ ان تینوں کو ہم باقیات، تسہیلات و الحاقات کر سکتے ہیں۔ ان میں سے پہلا اہم ترین تھا۔ مگر دوازدہ الواح کی اشاعت سے پلی بین طبقہ کی حالت بہتر ہو گئی۔ لیکن اگر پیٹری شین سرگروہوں کا یہ خیال تھا کہ پلی بین اس اصلاح سے مطمئن ہو جائیں گے اور ٹری بیونوں کے بغیر خوش رہیں گے تو یہ ایک امید موہوم تھی جس کے برآنے کی کوئی امید نہ تھی جیسا کہ آئندہ ذکر آئے گا۔

باب یازدہم

خارجی معاملات سنہ ۵۰۹ تا سنہ ۴۹۴ ق۔م

(۹۴) سنہ ۵۰۹ سے سنہ ۴۹۳ ق م تک ہمسایہ سلطنتوں سے روما کے تعلقات کا خاکہ الفاظ ذیل میں کھینچا جا سکتا ہے۔ اولاً اپنی ہستی کو قائم رکھنے کے لئے اسے جدوجہد کرنی پڑی۔ اس کے بعد اس کے حکام نے دانشمندی سے اتحادوں کا سلسلہ شروع کیا جس سے روما کی حالت بہتر ہو گئی۔ مگر اندرونی مناقشات کی وجہ سے یہ اصلاح قائم نہ رہ سکتی تھی۔ مگر معرکہ آرائیوں اور جنگوں کے تفصیلی حالات جو ہمارے ماخذ میں مندرج ہیں اس قدر متضاد ہیں اور جو نتائج ان روایات سے مستنبط کئے گئے ہیں وہ تفاخر قومی و خاندانی کی وجہ اس قدر ناقابل وثوق ہیں کہ واقعات کو تسلسل کے ساتھ ازسرنو زندہ کرنا دشوار ہے۔

(۹۵) اٹروریا سے سنہ ۵۰۸ میں جو جنگ ہوئی تھی اس کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور اب یہ بالعموم تسلیم کیا جاتا ہے کہ پورسینا نے درحقیقت روما پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس نے اپنا قبضہ برقرار کیوں نہ رکھا یا خاندان ٹارکوں کو تخت پر بحال کیوں نہ کرایا۔ ممکن ہے کہ اسے اٹروریا کے شہریوں کی طرف سے بے اطمینانی ہو جو معاونت کے عادی نہ تھے یہ بھی ممکن ہے کہ اٹروریا اور لاطینیوں کے درمیان روما کی سلطنت بطور ایک حد فاصل کے حاصل رہے مگر قیاسات کا یہ سلسلہ لامتناہی ہے اور حقیقت کا دریافت کرنا ناممکن۔ سنہ ۵۰۰ کی لاطینی جنگ کا بھی ٹارکوں کے افسانے سے کچھ تعلق ہے۔ اس میں یہ امر قابل لحاظ ہے کہ روما اُس اتحاد سے برسر جنگ تھا جس میں اسے ایک زمانے میں شریک غالب کی حیثیت حاصل تھی۔ ممکن ہے کہ تمام شرکائے اتحاد اس کے خلاف نہ ہوں۔ **لیوی** کا بیان ہے کہ ہیری نیس لی روما کی طرف آ گیا تھا۔ سنہ ۴۹۳ میں ایک اہم کارروائی ہوئی یعنی روما اور لاطینوں کے درمیان

باب ۱۱

اتحاد[۵۱] کا ایک نیا صلح نامہ ہوا جس کی شرطیں یہ تھیں کہ دونوں فریق جنگ میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ مال غنیمت میں برابر کے شریک ہوں گے اور روما اور لاطینی شہروں کے شہری ایک دوسرے کے مقبوضات میں مساوی حقوق رکھیں گے۔ روما کو ابھی تک اتحاد لاطینی میں تفوق حاصل نہ تھا مگر متعدد افراد کے مقابلے میں اس کو یہ نفع تھا کہ اس میں اندرونی اتحاد موجود تھا۔

ایکوئی والسکی ہرنکی

(۹۶) سنہ ۴۹۵ سے روما کے ساتھ **والسکی** اور **ایکوئی** قوموں کی دشمنی کا آغاز ہے

ایکوی پہاڑی بستیوں کے ایک مجموعے کو کہتے تھے جو روما اور لاطینم کے شمال و مشرق میں آباد تھے اور **والسکی** شمال و مشرق کے ایک پہاڑی اور ساحلی ضلع میں آباد تھے یہ لوگ روما اور لاطینیوں سے اکثر برسر پیکار رہتے تھے۔ یورشوں اور تاخت و تاراج کا سلسلہ جانبین کی طرف سے جاری تھا اور تعجب ہے کہ اس کشت و خون کے بعد ان میں سے کوئی باقی کس طرح رہا۔ روما میں قحط پڑ رہے تھے اور غلہ باہر سے آتا تھا۔ لیکن زیادہ تر نقصان لاطینیوں کو پہونچا ہوگا جن کا ملک دشمنوں کی زد میں تھا اس تھکا دینے والی اور غیر قطعی جنگ کا سلسلہ چند وقفوں کے ساتھ سنہ ۴۳۱ تک جاری رہا جب کہ **والسکی** اور ایکوی کی قوت ٹوٹ گئی مگر اس کے بعد بھی بغاوتیں ہوتی تھیں۔ انھیں قوموں کے دباؤ کی وجہ سے خارجی معاملات میں روما کو پہلی نمایاں کامیابی حاصل ہوئی واقعہ یہ ہے کہ ان دونوں قوموں کے بیچ میں ایک بہادر مگر قلیل التعداد قوم موسومہ بہ ہرنکی آباد تھی جس نے سنہ ۴۹۵ میں روما سے کچھ چھیڑ چھاڑ کی تھی مگر سنہ ۴۸۷ میں روما کی فوج نے ان کو میدان جنگ میں شکست دی اور سنہ ۴۸۶ میں ان سے اتحاد[۵۲] انھیں شرائط سے ہوا جن پر حال ہی میں لاطینیوں سے ہوا تھا۔ بظاہر یہ ہرنکی کے ساتھ ایک رعایت تھی کیونکہ ان کو زبردست حامی مل گئے تھے اور بجائے خطرہ میں ہونے کے ان کو

---

[۵۱] یہ اسپیوریس کیسیس کا مشہور صلح نامہ تھا اس کی ایک نقل سسرو کے زمانے میں باقی تھی۔ دیکھو ڈالونی سیس ششم ۹۵ لیوی دوم ۳۳ پروی سین لیورن کا حاشیہ سسرو پرو بالبو ۲۳ ۵ پر ایڈ کا حاشیہ۔

[۵۲] اسپیوریس کیسیس اس وقت بھی کانسل تھا۔ دیکھو لیوی دوم ۴۱ ڈالونی سیس ہشتم ۶۸، ۶۹۔

باب(۱)

تقویت پہنچنے والی تھی مگر اہل روما جو شرطیں کرتے تھے ان میں انھیں کا پلّہ بھاری رہتا تھا۔ اس وقت صورت حال یہ تھی کہ جہاں جہاں ان دونوں اتحادوں کی فوجیں روما کی سیادت میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون عمل رکھتیں انھیں دشمنوں کے مقابلے میں ضرور کامیابی ہوتی مگر جغرافیائی موقع کے لحاظ سے سرحدی جنگوں کا خمیازہ زیادہ تر لاطینیوں اور ہرنیکی کو بھگتنا پڑتا تھا۔ انھیں کی اراضی پر پہلے حملہ ہوتا اور روما کی فوجیں صرف اُس وقت پہونچتیں جب کہ فتح کے بعد مال غنیمت کی تقسیم کا موقع آتا جن کا ایک ثلث ان کا حق تھا۔ ہرنیکی اتحاد کی رو سے روما نے یہ بھی طے کرادیا تھا کہ ایکوی اور والسکی پر سرحد کی دو جانبوں سے نگرانی رکھی جائے اور ان کے درمیان ایک خطہ ملک ایسا ہو جس میں روما کے حلیف آباد ہوں اس کے علاوہ روما کے ایک عالم آثار قدیمہ[1] کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۴۹۳ کے صلح نامہ کی رو سے یہ بھی طے ہوا تھا کہ جنگ کی کمان ایک سال روما کے سپرد ہو اور دوسرے سال لاطینیوں کے۔ ہرنیکی کے متعلق اس قسم کی کوئی تشریح نہیں اور نہ اس قسم کا انتظام ممکن ہے جس میں یکے بعد دیگرے تینوں کو کمان مل سکتی۔ چند روز کے بعد لاطینیوں کا بھی یہ حق زائل ہو گیا ممکن ہے کہ ہرنیکی اتحاد کی وجہ سے قیادت اعلیٰ روما کے ساتھ مخصوص ہو گئی ہو۔

سابن

(۹۷) اس وقت تک ہم نے سابن قوم کا ذکر نہیں کیا ہے۔ روایات میں مذکور ہے کہ ان سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان کو روما کے ساتھ اتنا عناد نہ تھا جتنا کہ والسکی یا ہرنیکی کو۔ یہ لوگ ایکوی اور اہل اٹروریا کے درمیان آباد تھے اسلئے ممکن ہے کہ ان کو روما کے ساتھ عناد کم رہا ہو۔ یہ لوگ سادہ لوح پہاڑی تھے اور ان میں آپس میں ناچاقی رہا کرتی تھی۔ روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ سنہ ۵۰۴ میں اس قوم کا ایک سردار اٹیس کلاسیس کسی باہمی نزاع میں ناکام ہونے کی وجہ سے مع اپنے متوسلوں کے روما چلا گیا۔ جہاں اس کا خیر مقدم کیا گیا اور وہ طبقہ پٹیری شین[2] میں داخل کر لیا گیا اس کو اور اس کے متوسلوں کو آباد ہونے کے لئے اٹروریا کی

---

[1] فیس لٹس صفحہ ۴۴۱۔ ماہم سین (اسٹاٹس ریخٹ سوم ۶۱۹) اس قیاس کو غلط خیال کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یک سالہ کمان کا کہیں پتہ نہیں۔

[2] دیکھو فقرہ ۹۴ جس میں روما کے طبقہ پٹیری شین سے سابن قوم کے تعلق پر بحث کی گئی ہے۔

باب ۱۱

سرحد پر اراضی بھی عطا کی گئی روما کے لوگ اسے اپیس کلاڈیس کہتے تھے اور وہی کلاڈین گوت کا بانی خیال کیا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ اصل واقعہ صحیح ہو مگر تفصیلی امور مشکوک ہیں۔

اہل اٹروریا

(۹۸) اب ہم اہل روما و اہل اٹروریا کے باہمی تعلقات کی طرف پھر رجوع ہونگے ان کے زبردست اور مستحکم شہروں پر دولت مند امرا کی حکومت تھی مگر مشترک اغراض کے لئے تعاون عمل کا مادہ ان میں کم تھا ممکن تھا کہ وقت واحد میں کوئی حکومت ان میں سے بعض سے برسر جنگ ہو اور بعض کے ساتھ یارانہ رکھتی ہو۔ ۴۸۳ ق۔م سے اٹروریا کے جنوبی شہر وی ای سے اکثر جنگ رہتی تھی جس کا اثر اہل روما پر بہت ہوا۔ کیونکہ روایات میں اس جنگ کے متعدد افسانے ہیں۔ لیکن اہل اٹروریا کا زمانہ گذر چکا تھا۔ ۴۷۴ھ میں سیراکیوز کے حاکم جابر ہیرو نے کیمپے نیا کے ساحل پر کیوجے کے قریب ایک بحری جنگ میں انھیں سخت شکست دی جس کی وجہ سے سمندروں پر وہ پھر کبھی سر نہ اٹھا سکے اور کیمپے نیا میں بھی ان کی قوت کا خاتمہ ہو گیا اس کے کچھ قبل (۴۸۰ھ) میں ہمیرہ کی نتیجہ خیز جنگ میں اہل قرطاجنہ کو شکست ہوئی تھی جس کی وجہ سسلی میں ان کی قوت کو سخت صدمہ پہنچا۔ اٹروریا اور قرطاجنہ کے لوگ ایک دوسرے کے معاون تھے مگر ان دونوں فتحوں سے یونانیوں نے اپنے اس عروج کے زمانے میں اہل اطالیہ کو موقع دیا کہ غیر ملکیوں کی دست اندازیوں کے بغیر اپنے مستقبل کی فکر کریں۔ اس جد وجہد میں یہ قابل ذکر ہے کہ مقام فیڈی نی حربی حیثیت سے نہایت وقعت رکھتا تھا کبھی اس پر روما کا قبضہ ہوتا اور کبھی وی ای کا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس شہر کے قریب ٹائبر پر ایک پل یا مقام عبور تھا جو لاطینوں اور اہل اٹروریا کے درمیان ما بہ النزاع تھا اور روما کا قبضہ اس پر وی ای کے سقوط کے بعد ہوا۔

یونانی

(۹۹) اس عہد میں روما کے خارجی طرز عمل کے تحت میں اب روما اور یونانیوں کے تعلقات کا ذکر کرنا ناگزیر ہے۔ یونانی اثرات روما میں تجارت کے ذریعہ سے اوائل ہی میں داخل ہونے لگے تھے۔ مگر یونانی ریاستوں مثلاً کیومے کے ساتھ دوستی کے آثار بھی

باب (۱۱)

بھیجے گئے ان فوجی مقامات کا میں نے دیگر مقامات پر بھی ذکر کیا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ خود اتحاد لاطینی کی رکن ہوگئیں اور اسی وجہ سے ان کا نام زمانہ مابعد میں نو آبادیوں کے ضمن میں نہیں آتا اور اسی لئے یہ اُن ۳۰ نو آبادیوں میں شریک نہیں ہیں جن کا ذکر **لیوی** (۲۷، ۹، ۱) نے سنہ ۲۰۹ ق م کے تحت میں کیا ہے۔ یہ تینوں نو آبادیاں عہد شاہی سے منسوب کی گئی ہیں **نوریا** سنہ قیام سنہ ۴۹۲ بیان کیا گیا ہے اور سگینا کی طرح جو از سر نو قائم ہوئی یہ نو آبادی بھی (Colonia Latina Populi Romani) ہو گئی تھی **اینٹیم** سنہ ۳۳۳ میں شہریوں کی نو آبادی ہو گی۔

باب (۱۱)

پائے جاتے ہیں۔ مسالیہ واقع ساحل گال کے ساتھ قدیم اتحاد کی روایات موجود ہیں۔[۵۱] بیان کیا گیا ہے کہ شاہ تارکون اول کے زمانہ میں اہل فوکیا نے ایک جائے پناہ کی تلاش میں ٹائبر کے دہانے میں آکر لنگر ڈال دیا اور اہل روما سے دوستی پیدا کر کے اپنی راہ چلے گئے اور مسالیہ کی بنا ڈالی جہاں ان کی تجارت کو خوب ترقی ہوئی جس کے لئے انھوں نے کارخانے اور قلعے بنائے۔ ان کا طرز حکومت امرائی تھا اور ان کے حکام ہر کام میں حزم و احتیاط سے کام لیتے۔ بہ حیثیت مجموعی یہ چھوٹی سی سلطنت تمدن اور تجارت کا مرکز تھی اور اس لحاظ سے یہ وینس اور ہالینڈ کی پیش رو تھی۔ اہل مسالیہ کا ذکر اکثر آئے گا یہ لوگ ہمیشہ روما کے وفادار حلیف تھے۔ میرا بھی خیال ہے کہ دونوں سلطنتوں میں اتحاد زمانہ قدیم سے قائم تھا کیونکہ تمام ملک اطالیہ پر قبضہ حاصل کرنے سے قبل اس نے سمندر پار مملکتوں سے دوستانہ تعلقات ضرور قائم کئے ہوں گے۔ جس طرح کہ لاطینی اور ہرنیکی سرحدوں پر جنگوں کا بار اٹھاتے تھے اسی طرح غالباً اہل مسالیہ نے اٹروریا کے بحری قزاقوں کی سرکوبی کی ہوگی اور اس طور پر روما کو مغربی سمندروں کی تجارت میں شریک ہونے کا موقع ملا ہوگا۔

فوجیں نوآبادیاں

(۱۰۰) روما نے اس عہد میں جن فوجوں سے کام لیا ان کی ترتیب غالباً سرویس کے نظام پر تھی جس کا ذکر آچکا ہے۔ صفوں کی ترتیب (Phalanx) کے طریقے پر تھی جس میں اچھے اسلحہ والے لوگ اگلی صفوں میں رہتے تھے۔ بمقابلہ زمانہ مابعد کے سواروں اور ہلکے اسلحہ والوں سے زیادہ اہم کام لیا جاتا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دولت مند اہل روما اس وقت تک اپنے فرائض بخوبی ادا کرتے تھے۔ اور رسالوں اور پیدل فوج میں خوشی سے خدمات انجام دیتے تھے۔ خفیف لڑائیوں کے لئے غربا موجود تھے۔ مفتوحہ اضلاع پر اپنا قبضہ مستقل کرنے کے لئے اتحاد رومانی و لاطینی و ہرنیکی نے لاطینی نوآبادیاں ان اضلاع میں قائم کیں جو والسکی سے فتح کئے گئے تھے یہ نوآبادیاں حسب ذیل تھیں سوئی سا،[۵۲] پومیٹیا (۱) کورا، ویلیٹرے(۱)، نوربا اور شاید انٹیم، سگنیا میں نئے آباد کار بھی

---

[۵۱] دیکھو نوٹ فقرہ ۱۴۳ مابعد

[۵۲] بیلوخ (Ital. Band) صفحات ۱۳۵، ۱۹۱ لکھتا ہے کہ یہ قدیم مشترک نوآبادیاں

بابِ دوازدہم

روایتوں کے افسانے

(۱۰۱) اوائل جمہوریہ کی تاریخ کے متعلق موجودہ معلومات کے ناقابلِ تشفی ہونے پر بار بار اظہار افسوس کرنا محض بے سود ہے مگر اس امر کو کبھی نظر انداز نکرنا چاہیے۔ اکثر نوشتے سنہ ۳۹۰ میں گالیوں کی آتش زنی سے ضائع ہو گئے۔ اس کا یہ نتیجہ ہو سکتا تھا کہ واقعاتِ معلومہ کی تعداد کم ہو مگر اصل شکایت یہ ہے کہ جو واقعات ہم تک پہنچے ہیں قرینِ وثوق کم ہیں کیونکہ جن ماخذ پر ہمارا مدار ہے وہ واقعات مذکورہ کے صدیوں بعد لکھے گئے ہیں۔ جمہوریہ کے اواخر اور عہد شہنشاہی کے مقننوں اور علمائے آثار قدیمہ کی تصنیفوں میں اکثر قواعد رسوم ضوابط فقروں وغیرہ کا ذکر ہے اور ان کی انھوں نے شرح بھی کی ہے جو غالباً صحت پر مبنی ہیں اور جنھیں ہم سمجھتے بھی ہیں۔ مگر ان منتشر واقعات سے ایک مسلسل تاریخ نہیں تیار ہو سکتی۔ مسلسل تاریخوں میں لیوی کی تاریخ اہم ترین ہے مگر ان تاریخوں میں یہ سقم ہے کہ ان کے لکھنے والوں نے مواد کو صحیح طور سے استعمال نہیں کیا ہے اور اپنے مقاصد کے لحاظ سے واقعات کو صحت کے ساتھ پیش نہیں کیا ہے۔

(۱۰۲) اسکے عہد کے نوشتے مثلاً حکام کی فہرستیں و صلح نامے پجاریوں کی جماعتوں کی تحریریں وغیرہ تعداد میں زیادہ نہ ہوں گی اور اگر ان میں سے کوئی باقی بھی ہوں تو آگسٹس کے زمانے کے مصنف حقیقی اور جعلی تحریروں میں تمیز نہ کر سکتے تھے۔ ابتدائی زمانے کے مصنف خود اس عصر یا اس کے قریب کے نہ تھے جس کے واقعات وہ بیان کرتے ہیں اور انھیں کی تحریروں سے زمانۂ مابعد کے مصنفوں نے خوشہ چینی کی ہے مگر اس کام میں نہ تو انھوں نے کسی تنقید کی پابندی کی ہے اور نہ رطب و یابس کو علٰحدہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیوی کی قابل قدر خصوصیت یہ ہے کہ وہ متضاد بیانات دہرا دیتا ہے۔

اور صحت کے دریافت کرنے سے اپنی مجبوری ظاہر کرتا ہے۔ پھر مصیبت یہ ہے کہ ان غیر صحیح ماخذ کے ساتھ ایک خاص قسم کا مواد ہے جو اور بھی ناقابل اعتبار ہے۔ یہ خاندانوں کے نوشتے ہیں جن میں وہ مصنوعی تقریریں بھی شامل ہیں جن کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ مشاہیر کی تجہیز و تکفین سے متعلق ہیں۔ پیٹری شین خاندانوں نے رفتہ رفتہ ان نوشتوں کے ذخیرے جمع کر لئے جن میں بجائے تاریخی صحت ملحوظ رکھنے کے زیادہ تر یہ رجحان تھا کہ کسی فرد واحد یا کسی خاندان کی عظمت کو دوبالا کیا جائے۔ عہد زیر تذکرہ میں ان خاندانی نوشتوں کی وجہ سے تاریخوں میں اغلاط کا طومار ہو گیا تھا اور بدقسمتی سے یہی تاریخیں ہمارے ماخذ ہیں۔ لیوی کے پڑھنے والوں کو تعجب ہوتا ہوگا کہ ۴۸۵ اور ۴۷۹ ق۔م کے درمیان کئی کانسلوں کا نام فے بیس ہے ۴۷۷ میں اس خاندان کی عظمت انتہائی عروج پر پہنچی ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس خاندان کے تمام ارکان ذکور اپنے ملک کے لئے لڑتے ہوئے مارے گئے اور صرف ایک لڑکا جو روما میں رہ گیا تھا زندہ بچا۔ لیکن اس خاندان سے زمانۂ مابعد میں متعدد مشاہیر پیدا ہوئے۔ اس خاندان کا جو قصہ بیان کیا گیا ہے ممکن ہے کہ صحیح ہو مگر قیاس اس کے خلاف ہے۔ روایات میں اس خاندان کی جو عظمت بیان کی گئی ہے اس کی وجہ موجہ یہ ہو سکتی ہے کہ روما کا پہلا مورخ فے بیس پکٹو (ہنی بال کا معاصر) اسی خاندان سے تھا اور متاخرین نے اس کی خوشہ چینی کی ہے۔ برخلاف اس کے روایتی بیانات ہیں۔ خاندان کلاڈی ای کی بہت برائی کی گئی ہے۔ مام سین نے ثابت کیا ہے کہ یہ بیانات بالکل ناقابل اعتبار ہیں کیونکہ ان میں بیان کیا گیا ہے کہ مصلحوں کا یہ خاندان پلی بین لوگوں کا سخت دشمن تھا اور ان کی ترقی میں ہمیشہ حائل رہتا تھا۔ جو خاکہ کھینچا گیا ہے اس کے واقعات نہ تو قرین قیاس ہیں اور نہ باہم مطابقت رکھتے ہیں۔

دراصل یہاں ’’قلم در کف دشمن است‘‘ کا مضمون ہے یعنی لیوی اور ڈائونی سیس نے ایک کینہ ور مورخ سے نقل کیا ہے۔ یہ شخص لکی نیس ماکر تھا جس نے ۸۰ اور ۷۰ ق م کے درمیان اپنی تاریخ لکھی جیسا کہ کلاڈی ای دراصل قدامت پسند تھے اور یہ شخص خود عوام پسندوں کا سرگرم معاون تھا۔ نی بہر نے بتایا ہے کہ مشکوک قصوں کا ایک دوسرا سرچشمہ وہ گیت ہیں جو رسوم کے موقع پر گائے جاتے تھے میکالے نے ان گیتوں کو

زندہ کرنے کی قابل قدر کوشش کی تھی مگر میرا خیال ہے کہ روما کے تاریخی افسانے ان گیتوں سے بہت کم ماخوذ ہیں۔

ریخوں
ی عدم
صحت

(۱۰۳) مواد کے متعلق ہم کافی بحث کر چکے ہیں اور ثابت کر چکے ہیں کہ جانب داری اور تفاخر خاندانی کی وجہ سے ان میں اسقام تھے اب صرف یہ بیان کرنا ہے کہ اس زمانے میں تاریخی تنقید ابتدائی حالت میں تھی۔ ماخذ کا موازنہ نہیں کیا جاتا تھا بلکہ صرف گنے جاتے تھے یعنی کسی واقعے کی صحت کے لئے یہ کافی خیال کیا جاتا تھا کہ متعدد ماخذ میں اس کا ذکر ہے لکھنے والوں کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کچھ ایک ماخذ سے لے لیتے اور کچھ دوسرے سے جن میں خود واقعات اور تاریخوں کی صحت کا لزوم نہ تھا اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ ایک ہی واقعہ رنگ آمیزی کے ساتھ مختلف سنین میں کئی مرتبہ بیان کیا جاتا۔ لیکن روما کے مورخین کا سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ وہ اپنے مقاصد کے لحاظ سے واقعات کو صحت سے کوسوں دور کر دیتے ہیں ڈایونیسیس یونانی تھا مگر اس نے اپنے رومی آقاؤں کے تفاخر قومی پر صحت تاریخی کو قربان کر دیا ہے اور اس کے علاوہ وہ اپنی قوم کا بھی بول بالا کرنا چاہتا ہے اور ثابت کرتا ہے کہ اہل روما درحقیقت یونانی الاصل[1] تھے اور روما بھی یونانی نوآبادیوں میں سے تھا۔ لیوی بھی ایک خاص مقصد سے لکھتا ہے۔ روما کی گزشتہ عظمت کو وہ اس قدر احترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے کہ اپنے زمانے کی حالت سے اس کو سخت افسوس اور اندیشہ ہوتا ہے اور اس لئے احیاء قومی کے لئے وہ اپنے قلم سے کام لیتا ہے اور قدیم اہل روما کے کارناموں کو وہ خوب بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے۔ ان نظیروں اور نمونوں کو پیش کرنے کے لئے اس نے اپنی تاریخ لکھی ہے جو درحقیقت ایک طول وطویل وعظ ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ عمل ہی اصل چیز ہے مگر اس کی یہ کوشش محض بے سود تھی۔ کیونکہ جس قوم نے اپنی عصبیت کو کھو دیا اور باوجود اسکے شہرت اور عظمت کی حرص رکھتی ہے اس کا خواب غفلت سے جاگنا ناممکن ہے۔

بلاغت
کا اثر

(۱۰۴) جو مصنف کہ پند و نصائح کی غرض سے تاریخ لکھنے میں ان کو تاریخی واقعات کی

---

[1] اس امر میں مجھے کلام نہیں کہ اطالیہ اور سسلی کے یونانیوں کے ذریعے سے یونانی اثرات روما میں زمانۂ قدیم ہی سے پہنچنے لگے تھے مگر جس حد تک پائس (افسانے) نے بیان کیا ہے اس سے مجھے اتفاق نہیں۔

باب (۱۲) صحت کا بہت کم خیال رہتا ہے۔ آگسٹس کے زمانے میں ایک چیز اور بھی تھی یعنی بلاغت کی تعلیم کا رواج جس کا اثر تاریخ کے لئے مضر تھا۔ بلاغت کی تعلیم اس سے شروع ہوئی تھی کہ سنیٹ عدالتوں اور مجامع عام کے مباحثوں کے لئے اس کی ضرورت تھی مگر آگسٹس کے زمانے میں اس سے عملاً کوئی کام نہ لیا جا سکتا تھا کیونکہ شہنشاہ مذکور درحقیقت حاکم مطلق تھا اور قومی جذبات کو اکسانے کا کبھی موقع نہ مل سکتا تھا۔ اس لئے جب تقریروں میں بلاغت سے کام لینے کا موقع نہ رہا تو اس نے ادبیات پر قبضہ کیا۔ اس تحریک کا اثر شعبۂ تاریخ پر نہایت مضر ہوا اور یہ رواج پڑ گیا کہ فرضی مضامین پر خامہ فرسائی کی جائے مشاہیر تاریخی کے لئے تقریریں تراشی جائیں اور واقعات کو پُر درد بنانے کے لئے بیان کے خاص پیرائے اختیار کئے جائیں مگر واقعات کو اس اسلوب سے بیان کرنا کہ ناظرین پر اس سے خاص اثر ہو اس میں ایک قباحت ہے کہ صحت تاریخی کا خیال نہیں رہتا۔ بلاغت سے کام لیکر واقعات اس طور پر بیان کئے جاتے کہ دو اشخاص میں مصنوعی امتیاز پیدا ہو۔ واقعات کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا جاتا اور خاکے کو پورا کرنے کے لئے خاص توضیحیں کی جاتیں اور مقاصد بتلائے جاتے۔ مگر یہ زواید اور الحاقات تخیل پر مبنی تھے اور تخیل گو مورخ کے لئے ضروری ہے مگر تفحص تاریخی کا بدل نہیں ہو سکتا یہ سقم مختلف طریقوں سے ظاہر ہوتا ہے مثلاً بعض اوارات ان سنین میں پیش کر دئے جاتے ہیں جب ان کا وجود تک نہ تھا۔ بعض وقت یہ ہوتا کہ مشاہیر تاریخی کے لئے تقریریں تراشی جائیں ڈائونی سیس نے تو یہ ستم کیا ہے کہ ایک تقریر درج کر دی ہے اور بیان کیا ہے کہ رومولس نے روما کا سنگ بنیاد رکھتے وقت یہ تقریر کی تھی۔ مگر یہ کوئی نئی رسم نہ تھی ہیروڈوٹس میں بھی اس کی مثالیں مل سکتی ہیں مگر یہ ایک طفلانہ حماقت ہے۔

ناظرین کو اس طور پر دھوکا دینے میں صرف تھوسی ڈیڈس کو کچھ کامیابی ہوئی ہے۔ زمانۂ مابعد کے مصنف بھی اس سے بری نہیں ڈائونی سیس کے علاوہ لیوی میں بھی فصیح و بلیغ تقریریں ہیں مگر یہ سب مصنوعی ہیں اور ان سے تمام بیان ناقابل اعتبار معلوم ہوتا ہے۔ مگر مورخ بھی غالباً اپنے زمانے کے رواج سے مجبور تھا اور اس نے اپنی تاریخ اسی نہج پر لکھی۔

(۱۰۵) ان اسقام اور انسانی جہالت اور بے پروائی کا لحاظ کرتے ہوئے

ہم پر لازم ہے کہ جب ان افسانوں کی بنا پر روما کی تاریخ مرتب کریں تو ان کی تنقید صحیح اصول پر کرتے رہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ غیر تاریخی قصوں سے مفید نتائج نکل سکتے ہیں۔ افسانوں سے قوم کا مطمح نظر معلوم ہو سکتا ہے۔ روما کے افسانوں میں یہ خصوصیت بہت کچھ ہے۔ روما کے نوجوانوں کے لئے یہ سبق تھے اور قدیم اہل روما کی اخلاقی حالت ان سے معلوم ہوتی ہے اشخاص تو غالباً واقعی تھے مگر تفصیلی حالات بالکل تراشے ہوئے ہیں۔ ذیل میں چند نمونے پیش کرتا ہوں۔

افسانے

(۱۰۶) ۵۰۹ ق م کی کانسلی میں **بروٹس** کا شریک عہدہ جو **لاٹی ٹنس** خاندان ٹارکون سے تھا۔ **بروٹس** نے اسے جب وطن کا واسطہ دیکر روما سے چلے جانے کو کہا **کولاٹی ٹنس** اس خیال سے جلا وطن ہو گیا کہ روما میں اس کے رہنے سے ابتری پیدا ہو گی۔ اس کے بعد خاندان ٹارکون کو بحال کرنے کے لئے ایک سازش ہوئی جس میں بروٹس کے دو بیٹے بھی شریک تھے۔ **بروٹس** نے بہ حیثیت کانسل ان پر مقدمہ چلایا اور سزا دلائی اور پھر ان کے قتل میں موجود تھا۔ باپ ہونے کی حیثیت سے اسے بیٹوں سے محبت تھی مگر وہ کانسل تھا اس لئے اپنا فرض ادا کرنا محبت پدری سے اولیٰ تھا۔ **کانسل والیریس** کوہ **ویلی** پر ایک مکان بنا رہا تھا مگر لوگوں نے خیال کیا کہ اس میں اس قدر اولوالعزمی آ گئی تھی جو ایک محب قوم کے لئے مناسب نہ تھی اسلئے اس نے اس مکان کو گرا دیا[۱] اور نشیب میں دوسرا مکان بنوایا۔ اس کے بعد اہل **اٹروریا** کے حملے کا قصہ ۵۰۸ ق م ہے۔ جس میں **ہوریشیس** اور اس کے رفیقوں نے پل کی حفاظت کی۔ مگر اس کے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ پھر **میوکیس** کا قصہ ہے جس نے **پورسینا** کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی مگر اسے کامیابی نہ ہوئی اور گرفتار ہو گیا اور باوجودیکہ وہ سخت ایذادہی کے بعد قتل ہونے کو تھا وہ شاہ مذکور کو دھمکیاں دیتا رہا اور کہتا رہا کہ میرے بعد دوسرے اشخاص بھی اس کے قتل کے لئے آئیں گے۔ اپنی صداقت کے ثبوت میں اس نے اپنا ہاتھ قربان گاہ کی آگ میں ڈال کر جلا دیا۔ **پورسینا** نے اسے معاف کر کے آزاد کر دیا

---

[۱] حق مرافعہ کا پہلا قانون اسی سے منسوب ہے۔ اسے (Publicani) "قوم کا دوست" کا خطاب ملا تھا۔

باب (۱۲)

مگر وہ اپنی دھمکیوں سے باز نہ آیا۔ اس کی وجہ سے اس کا نام اس کے وولا (بئیں ہتھا) پڑ گیا۔ اور اس نام کو اس کے خاندان نے فخر سے اختیار کر لیا۔ ایک قصہ ایک کنواری لڑکی کلے لیا کا ہے اہل روما نے پورسینا کے پاس کفیل بھیجے تھے جن میں یہ بھی تھی یہ لڑکی دوسری لڑکیوں کو اپنے ساتھ لیکر سپاہیوں کی نظر بچا کر بھاگ نکلی اور ٹائیبر میں تیر کر سب لڑکیوں کو صحیح و سلامت لے آئی حالانکہ دشمن کے سپاہی ان کو تیروں کا نشانہ بنا رہے تھے ۴۹۴ھ میں پلی بین طبقے کی علیحدگی کے سلسلے میں بیان کیا گیا ہے کہ پیٹری شین سفیر مسمی مینی نینیس نے شکم اور دیگر اعضاء جسم کا قصہ سنا کر پلی بین لوگوں کو رام کر لیا۔ ۴۹۳ھ اور ۴۸۸ھ ق م کے درمیان مارکیس کوریو لانس کے قصہ کا پیش آنا بیان کیا گیا ہے جو لاطینی اور والسکی جنگوں کا سورما تھا۔ ٹری بیونوں سے لڑ کر یہ شخص روما سے جلا وطن کیا گیا اور والسکیوں کا سردار بنکر اس کی فوجوں کے ساتھ روما پر حملہ آور ہوا اور اہل روما کو ذلیل و خوار کیا مگر بالآخر اس کی بیوی اور ماں کے بیچ میں پڑنے سے اہل روما بچ گئے اور کوریو لانس ذلت و خواری کی حالت میں مرا۔ مگر یہ تاریخ نہیں ڈراما ہے اور شکسپیر اس نکتے کو خوب سمجھا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد ۴۷۹ھ میں خاندان فیبی ای کے ۳۰۶ افراد کا قصہ ہے جنھوں نے اہل وی ائی کے خلاف میں سرحد کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا تھا۔ کچھ روز تک تو یہ لوگ بخوبی اپنا کام انجام دیتے رہے مگر بالآخر دشمنوں کے جال میں پھنس گئے اور سب مارے گئے۔

۴۵۸ھ میں ایک دوسرا خطرہ آیا یعنی قوم ایکوی نے ایک کانسل کو مع اس کی فوج کے گھیر لیا اور یہ فوج دشمنوں کی فوج کو چیر کر نکلنے سے مجبور تھی۔ ایک پوری فوج اس طور پر معرض خطر میں تھی اس لئے اس کے بچانے کے لئے کونک ٹیس کنکناٹس ڈکٹیٹر مقرر کیا گیا جس کا حسب قوم زباں زد تھا بیان کیا گیا ہے کہ جب قوم کا وفد اس کی خدمت میں پہنچا تو وہ اپنی زمین کی کاشت میں مصروف تھا۔ اراکین سینٹ نے جو وفد میں شریک تھے اس سے درخواست کی کہ اپنا عبا پہنکر ان کے پیام کو سنے۔ غسل کرنے اور کپڑے بدلنے کے بعد اسے ڈکٹیٹر بنایا گیا اور بجائے قلبہ رانی کے ایک جست میں ملک کی صدارت پر پہنچ گیا مگر اس سے نہ تو اسے کوئی تعجب ہوا۔ نہ دہشت نہ اس کے مزاج میں تفاخر پیدا ہوا۔ اس نے نہایت اطمینان سے ایک فوج جمع کی جس میں ہر سپاہی علاوہ اپنی خوراک اور اسلحہ کی بارہ لکڑیاں لئے ہوئے تھا۔ ڈکٹیٹر نے اس کے بعد دھاوا

باب ۱۳،

کردیا اور غروب کے قریب میدان کارزار میں پہنچا اور شب میں ایکوئی کی فوج کی اطراف میں لکڑیاں گاڑ کر انھیں گھیر لیا۔ یہ آخری واقعہ تو محض طفلانہ من گھڑت ہے مگر فوج کا بچا لینا اور دشمن کو شکست دینا ممکن ہے کہ صحیح ہو۔ بالآخر ورجی نیا اور اپیس کلاڈیس کا واقعہ ہے مگر اس غیر فانی قصہ کو یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔

اہل روما کے خصائل اور مطمح نظر

(۱۰۷) افسانوں کے اس عجیب و غریب مجموعے پر اگر ہم اجمالی نظر ڈالیں اور اس امر کا لحاظ نہ رکھیں یہ واقعی تھے یا مصنوعی بلکہ مشاہیر مذکورۂ قصص کو اچھے طبقات کے نمونے خیال کریں تو ہمیں معلوم ہو سکے گا کہ روما کی عظمت و جلال کا باعث کیا تھا جسکی وجہ سے اسے عہد قدیم میں دنیا کی صدارت حاصل ہوئی تھی۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے چند ممتاز خصائل تھے یعنی اپنے فرائض کا احساس ذاتی رجحان کا مطلق لحاظ نہ کرنا فخر قومی جس کی وجہ سے کسی کے آگے سر جھکانا باعث ننگ و عار تھا، اپنے قول و قرار پر قائم رہنا، ضرورت وقت کو سمجھنا اور حسب ضرورت کارروائی کرنے کے لئے تیار رہنا۔ ان خصائل حمیدہ کے باوجود ان میں بعض خرابیاں بھی تھیں۔ مثلاً تنگ خیالی ضد اور ہٹ سختی اور بیرحمی وغیرہ۔ مگر تمام افراد اور اقوام میں کچھ نہ کچھ خرابی ہوتی ہے اور اہل روما کے ان اقسام سے ان کے مقاصد قومی پر حرف نہیں آتا۔ واضح رہے کہ یونانیوں کی طرح وہ ذہین نہ تھے نہ ان میں عقلا یکے بعد دیگرے پیدا ہوئے بلکہ ان کے شہریوں کی نسلیں یکے بعد دیگرے احکام کی پابندی اور تعاون عمل کے لئے تیار تھیں اور زمانہ حال یا قدیم میں کوئی ایسی قوم نہیں ہوئی جس کے ہوش وحواس اہل روما کی طرح نازک سے نازک موقع پر بھی قائم رہیں۔ میں ایلیڈ یا آڈیسی کی قدر و قیمت کو کم نہیں سمجھتا ہوں اور روما کے خزانۂ علمی میں ان کے مقابلے میں کچھ نہیں ہے۔ لیکن اگر ان اشخاص کا مقابلہ کیا جائے جن کا ذکر یونان اور روما کے قصوں میں آیا ہے تو میری رائے میں روما کے قصوں میں جن لوگوں کا ذکر آیا ہے ان کے نمونے اور مثالیں اچھے شہریوں کے بنانے کے لئے زیادہ مفید ہوں گی۔ تاریخ سے بھی اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔ روما کو بقائے ہستی کی جد و جہد میں کامیابی ان خوبیوں سے ہوئی جو اچھے

باب (۱۲)

شہریوں میں ہونی چاہیے۔ مگر عروج حاصل کرتے ہی اس کا زوال فوراً شروع ہو گیا۔ کیونکہ اس میں اپنے طرز عمل کو زمانہ کی رفتار کے مطابق کرنے کی صلاحیت نہ تھی بروٹس اور کنکناٹس کا دن گزر چکا تھا اور ان کے بعد تیز فہم لوگوں کی ضرورت تھی جن کے نہ پیدا ہونے اور ناقابل اصلاح ہونے کی وجہ سے فتحمند جمہوریہ اپنی غلطیوں کی پاداش میں صفحہ ہستی سے مٹ گئی۔

ب (۱۳)

باب سیزدہم

دستور مملکت از ۴۴۴ تا ۳۶۷ ق م

(الف) حکام

کانسل

(۱۰۸) حکومت عشرہ کے پُر آشوب زمانے کے اختتام کے بعد والیریو ہوریشین قوانین سے طبقہ پلیبین طاقتور ہو سکتا تھا۔ اور ٹری بیون اس کے پیشوا تھے۔ لیکن روما کی حکومت اس عہد (۴۴۴ تا ۳۶۷ ق-م) کے آغاز میں نہایت سادہ تھی امور مملکت کے انصرام کا تعلق اب تک بالکلیہ **کانسلوں** سے تھا شہر کی حدود میں **ٹری بیونوں** کے منفیانہ اختیارات سے ان کی قوت محدود تھی مگر میدان جنگ میں ان پر کسی قسم کی روک نہ تھی۔ درحقیقت ان کی حیثیت عاملانہ حکام کی تھی جن کے اختیارات کی تعیین و تحدید نہ ہوئی تھی اور زمانہ قدیم میں یہ طرز حکومت عام تھا۔ دوازدہ الواح کے تحریری قوانین سے تحریری اور معلومہ قواعد کا ایک مجموعہ تیار ہو گیا تھا جس سے حکام عدالتی کو من مانے کام کرنے کا موقع باقی نہ رہا مگر کانسل اب تک نظام عدالتی کے صدر تھے اور تمام سررشتوں کا انتظام بھی انھیں کے ہاتھوں میں تھا۔ لڑائیوں کی وجہ سے حکام اکثر فوجوں کے ساتھ میدان جنگ میں رہتے اور کام بھی ان کے ذمے زیادہ تھا۔ اس لیے تخصیص کار کے اصول پر رفتہ رفتہ مختلف فرائض اس خدمت عظمیٰ (کانسلی) سے علیحدہ ہو کر جدید عہدہ داروں سے متعلق ہو جاتے ہوں گے یعنی بالفاظ دیگر کانسلوں کا اقتدار محدود ہو گیا ہوگا اور یہی ہوا مگر روما میں یہ تحریک طبقات کے باہمی جدوجہد کی وجہ سے پیچیدہ ہو گئی تھی۔ **پیٹری شین** پسند نہ کر سکتے تھے کہ کسی ایسی خدمت کی اہمیت کم ہو جو ان کے طبقے کے لیے مخصوص

باب (۱۳) تھی لیکن جب انھوں نے اپنے خاص حقوق کو معرض خطر میں پایا ہوگا تو غالباً ان کی خواہش یہی رہی ہوگی کہ جو خدمات پلی بین لوگوں کے تفویض ہوں ان کی اہمیت تا حد امکان کم کردی جائے ۔

کوسیٹر (۱۰۹) اقتدار کی وسعت کو محدود کرنے کی کارروائی اول ۴۴۷ھ میں والیریو ہوریشین اصلاحات کے ضمن میں ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب یہ حکم دیا گیا کہ کوسیٹروں کا انتخاب عامۂ قوم (Populus) کرے اور زمانۂ مابعد کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم سے مراد مجلس قبائلی سے ہے حالانکہ اب تک کوسیٹروں کا تقرر کانسل بذات خود بطور اپنے مددگاروں کے کرتے تھے انتخاب کسی کانسل کے زیر صدارت ہوتا مگر جو کوسیٹر منتخب ہوتے وہ اس کے یا اس کے شریک عہدہ کے مددگار نہ ہوتے بلکہ سال مابعد کے کانسلوں کے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ کوسیٹری بھی ایک غیر ماتحت خدمت ہوگئی مگر اس کا اعلیٰ درجے کی خدمات میں کبھی شمار نہ ہوا۔ قاتلوں کا سراغ لگانا اور ان کو سزا دلانا اس خدمت سے متعلق تھا مگر رفتہ رفتہ یہ فرائض دوسروں سے متعلق ہوگئے اور مالی معاملات کا اس سے زیادہ تر تعلق ہوگیا۔ سلطنت کا خزانہ (Aerarium) جس میں روپیہ کاغذات فوجی جھنڈے وغیرہ رکھے جاتے تھے۔ کوسیٹروں کے زیر نگرانی تھا اور سلطنت کے مطالبات کو بھی وہی وصول کرتے تھے۔ سنہ ۴۲۱ھ میں کوسیٹروں کی تعداد بجائے دو کے چار کردی گئی اور پلی بین اس خدمت کے مستحق قرار دیے گئے۔ ۴۰۹ھ میں چار کوسیٹروں میں سے تین پلی بین تھے

کانسل ٹری بیون (۱۱۰) طبقۂ پلی بین کی ترقی کی دوسری منزل ۴۴۵ھ ہے جب کہ ٹری بیون کیانولی الیس نے جس نے مناکحت کا مشہور قانون نافذ کرایا تھا یہ شورش شروع کی کہ خدمت کانسلی بھی پلی بین لوگوں کو ملے۔ اس کے شرکاء عہدہ بھی اس شورش میں شریک ہوگئے مگر پیٹریشین ایک چال چل گئے جس سے یہ تحریک بارور نہ ہوئی۔ انکی تجویز یہ تھی کہ کسی خاص سال میں کانسل مقرر نہ ہوں بلکہ بجائے ان کے فوجی ٹری بیون مقرر ہوں جنھیں کانسلی کے اختیارات ہوں اور پیٹریشین اور پلی بین دونوں اس عہدے کے مستحق ہوں۔ یہ عہدہ جس پر ۴۴۴ھ سے ۳۶۶ق م تک ۱۵ مرتبہ تقررات ہوئے حسب ذیل طریقے سے قائم ہوا۔ ہر لیجن (لشکر) میں چھ ٹری بیون ہوتے تھے۔

باب (۱۳)

مگر لیجیونوں کی تعداد ہر سال کی ضرورت کے مطابق کم وبیش ہوتی تھی اس طور پر فوجی ٹری بیونوں کی تعداد ۳ یا ۶ کے کسی حاصل ضرب کے مساوی ہوتی۔ اب قوم کو اپنی سنتوریوں میں یہ اختیار تھا کہ ان میں سے چند کو منتخب کر کے اختیارات کانسلی عطا کرے اس طریقے سے چند قومی خدمتیں وقت واحد میں عہدہائے سلطنت میں منتقل ہو گئیں جن سے قومی اور سیاسی فرائض متعلق تھے اوائل میں صرف تین ٹری بیون منتخب ہوتے تھے پھر چار ہو گئے اور سنہ ۴۰۵ اور اسکے بعد سے چھ منتخب ہونے لگے۔ کانسلوں کا تقرر اس عہد کے اوائل ہی میں تھا اولاً چونکہ سنتوریوں میں پیٹری شین طبقہ کو زیادہ رسوخ تھا صرف اسی طبقے کے لوگ اس جدید خدمت کیلئے منتخب ہوتے اور پلی بین کے لئے انتخاب کا مستحق ہونا صرف اعزاز ہی اعزاز تھا۔ مگر رفتہ رفتہ ان کے طبقے سے بھی فوجی ٹری بیون باختیارات کانسلی مقرر ہونے لگے۔ اور اس طور پر سلطنت کے اعلیٰ عہدوں میں وہ بھی شریک ہو گئے۔ لڑائی بھڑائی کے زمانے میں غالباً دو سے زیادہ حکام کا ہونا موجب سہولت ہوگا۔ روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک مشہور سپہ سالار کیملس کئی مرتبہ کانسل ٹری بیون مقرر ہوا اور اس کے پانچ شریک عہدہ اس کے بندۂ حکم تھے ممکن ہے کہ یہ بیان صحیح ہو گو یہ انتقام اسی وقت کامیاب ثابت ہو سکتا ہو جبکہ خطرہ کے وقت میں عنان حکومت کسی ایسے شخص کے ہاتھ میں ہو جو لوگوں سے کام لینا خوب جانتا ہو۔ ایک روایت ہے کہ متعدد حکام اعلیٰ کی ضرورت تھی اور اسی لئے یہ خدمت (کانسلر ٹری بیون) وضع کی گئی مام سین نے اس روایت کو ترجیح دی ہے اور ممکن ہے کہ وہ صحیح ہو۔ سنہ ۳۶۷ میں جب خدمت کانسلی بحال کی گئی تو اس کے ساتھ ہی خدمت پریٹری قائم کی گئی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مزید حکام کی ضرورت تھی۔

سنسری

(۱۱۱) خدمت سنسری[1] کا قیام اس غرض سے عمل میں آیا تھا کہ جن فرائض کو کانسل بخوبی انجام نہیں دے سکتے ہیں ان کے لئے کوئی خاص انتظام ہو جائے۔ طبقات کی جد و جہد سے اس خدمت کے قیام کو صرف یہی تعلق ہو سکتا ہے کہ اس کے قیام سے غالباً یہ ضروری تھا کہ کانسل متعدد فرائض سے

---

[1] روایات میں اس کے قیام کی تاریخ سنہ ۴۴۳ ہے مگر مام سین سنہ ۴۳۵ بیان کرتا ہے۔ مردم شماری (Census) سردیس کی اصلاحوں کی ضمن میں شروع ہوئی تھی۔

باب (۱۳) سبکدوش ہونے کی وجہ سے ان کا باقی ماندہ کام بخوبی کر سکیں۔ سرویس کی اصلاحات کے بعد سے یہ ضروری ہو گیا تھا کہ شہریوں اور ان کی جائداد کے رجسٹروں کی وقتاً فوقتاً نظر ثانی ہو ورنہ درجوں (شہریوں کے) اور سنتوریوں کا تمام انتظام جس پر فوج اور مجلس عامہ کا دار و مدار تھا ابتری میں پڑ جاتا۔ رجسٹروں کا درست رکھنا بادشاہوں کا کام تھا۔ عہد شاہی کے بعد یہ فریضہ کانسلوں کے سپرد ہوا۔ مگر کانسلوں کی مدت حکومت یک سالہ تھی جس کے دوران میں ان کو یہ کام انجام دینا نہایت دشوار ہوتا تھا۔ رجسٹروں کی ترمیم کے لئے ایک خاص مدّت معین تھی اور اس کی نوبت پر پانچویں سال یا ہمارے موجودہ شمسی حساب سے ہر چوتھے سال آتی تھی اور پھر پانچویں سال ہو گئی۔ مگر متواتر جنگوں اور دوسرے ضروری کاموں کی وجہ سے رجسٹروں کی ترمیم کی طرف توجہ نہ ہوتی[1] اور کانسل اس کام کو ایک دوسرے کے لئے چھوڑ دیتے۔ اس کارروائی کو (Census) کہتے تھے یعنی تشخیص یا تعین جائداد بلحاظ رائے حاکم (لفظ (Cersus) ماخوذ ہے (Censere سے جس کے معنی سوچنا، حساب کرنا، فیصلہ کرنا ہے) اس کارروائی کے انصرام کے لئے ضروری تھا کہ شہریوں میں سے ہر فرد واحد کے متعلق فیصلہ کیا جاتا اور اسی فیصلے پر آئندہ ترمیم تک فوج یا مجلس عامہ میں اس کی حیثیت کا دار و مدار ہوتا۔ اکثر مقدمات کا تصفیہ تو جلد ہو جاتا ہو گا۔ مگر بعض دیر میں طے ہوتے ہوں گے اور اغلب یہ ہے کہ شہریوں کی فہرست بنانا اور ان کے ناموں کو تقسیم وار ترتیب دینا سخت محنت کا کام تھا اور بہت وقت اس میں صرف ہوتا تھا۔ یہ تو سنسروں کا اصل کام تھا مگر اس کے علاوہ چند اور اہم فرائض ان سے متعلق تھے۔ مثلاً سینٹ کے اراکین کی فہرست مرتب کرنا جس کی وجہ سے انھیں خاص رسوخ تھا اور سرکاری ٹھیکوں (Publica) کی نگرانی۔ یہ ٹھیکے

---

[1] مامسین چار سالہ میعاد کو یونانی اریمپیاڈ سے ماخوذ سمجھتا ہے۔ مگر اس میں عملاً جو بیضابطگیاں ہوتی تھیں وہ اسی وقت دفع ہوئیں جب کہ سینٹ کو رسوخ ہوا اور اس نے حکام کی ان حرکتوں کو مسدود کر دیا۔

[2] سہولت کے لحاظ سے اس کا ترجمہ مردم شماری کیا گیا ہے۔ گو اس میں افراد قوم کے علاوہ ان کی جائدادیں بھی شامل تھیں (مترجم)

باب (۳)

دو قسم کے تھے پہلا سرکاری بقایا (Vectigalia) کا وصول کرنا تھا جس کا ٹھیکہ یک مشت رقوم ادا کرنے پر دیا جاتا تھا۔ اور دوسرا تعمیر اور نگہداشت سے متعلق تھا جس کے لیئے ٹھیکہ دار اپنے تخمینے پیش کرتے (Uetro tributi) اور سنسر مدت معینہ کے لیئے ٹھیکے دیتے۔ ٹھیکہ دار (Publicani) کے نام سے موسوم تھے اور ان کے ٹھیکے آئندہ ترمیم تک قائم رہتے۔ مگر اکثر اوقات پنج سالہ مدت کے گذر جانے کے بعد بھی سنسروں کا تقرر عمل میں نہ آتا۔ یہ بے ضابطگی زیادہ تر جنگ میں منہمک ہونے کی وجہ سے ہوتی مگر یہ بھی واضح رہے کہ ٹھیکہ داروں کی ایک جماعت وجود میں آ رہی تھی جسے تعویق سے نفع تھا اور شخصی اغراض کو سیاسیات میں جو دخل ہے وہ ظاہر ہے۔ شہریوں کے رجسٹر کی اشاعت کے بعد طہارت (Lustrum) کی ایک مذہبی رسم ہوتی جس میں سنسر قربانیوں کے ذریعے سے مجتمع شدہ قوم (Enercitus) کو مطہر کرتا اور اس طریقے سے اُس میثاق کو پورا کرتا جو گزشتہ رسم میں جنگ کے دیوتا سے کیا گیا تھا اور آئندہ کے لئے میثاق کی تجدید کرتا۔ خدمت سنسری طبقہ **پلی بین** کے لیے کبھی بند نہ تھی مگر سنہ ۳۵۱ تک اس طبقے کا کوئی فرد خدمت مذکور پر فائز نہ ہوا اور ایک عجیب بات یہ تھی کہ سنہ ۲۸۰ تک کسی **پلی بین** سنسر نے طہارت کی رسم کو ادا نہیں کیا۔ طبقہ **پیٹری شین** کی خاص مراعات یکے بعد دیگرے اس کے ہاتھوں سے نکلتی جاتی تھیں مگر مذہبی امور میں اس کو دخل زیادہ عرصے تک رہا۔ سنسروں کی میعاد ڈیڑھ سال تھی مگر خاص ضرورتوں کے لحاظ سے مثلاً کسی ٹھیکے کی نگرانی کے لئے اس میں توسیع بھی ہوتی۔ دوسرے امور میں بھی معمولی حکام اور سنسروں میں فرق تھا۔ سنسروں کو کسی قسم کا اقتدار نہ تھا اور وہ سینیٹ یا مجلس عامہ کے اجلاس منعقد نہ کرا سکتے تھے۔ درحقیقت اس عہدے کا شمار اعلیٰ درجے کے عہدوں میں کبھی نہ تھا مگر معزز ضرور تھا کیونکہ سلطنت میں ہر شخص کی حیثیت کا معین کرنا اور بداعمالیوں کے لئے سزا دینا اس سے متعلق تھا اور اختیارات وسیع اور غیر محدود تھے جیسا کہ اہل روما کا طریقہ تھا۔ اس عہدے پر معزز لوگ مقرر ہوتے خصوصاً وہ لوگ جو کانسل رہ چکے تھے۔ گویا سرکاری خدمات کی یہ آخری منزل تھی۔

ڈکٹیٹر پلی بین سب اسٹیر دعز

(۱۱۲) طبقہ **پلی بین** حقوق طلبی پر اڑا ہوا تھا اور اس کا اثر بڑھتا جاتا تھا مگر **پیٹری شین** بھی خوب قدم جمائے ہوئے تھے نہ صرف مجلس سنتوریہ ان کے

قابو میں تھی بلکہ انھیں وہ اثر اور رسوخ بھی حاصل تھا جو خطرہ اور مصیبت کے وقت میں ایک تجربہ کار حکمراں جماعت سے منسوب کیا جاتا ہے۔ کانسلی کو پلی بین جماعت سے بچانے کے لیئے اس نے کئی مرتبہ ڈکٹیٹروں کا تقرر کرایا۔ عہد زیر تذکرہ میں کم از کم ۱۵ سالوں میں ڈکٹیٹر مقرر ہوئے۔ کیملس جو اس عہد کا سورما تھا پانچ دفعہ اس خدمت پر مقرر ہوا۔ غالباً ان حکام کا تقرر بیرونی خطروں کی وجہ سے ہوتا ہوگا مگر ممکن ہے کہ عوام کی شورش رفع کرنے کے لیئے تمام عاملانہ اقتدارات ایک فرد واحد کے سپرد کر دئے جاتے ہوں۔ مثلاً کیملس سے قوانین لیکینی کے نفاذ کے زمانے میں اولاً یہ کام لیا گیا کہ وہ ان قوانین کے نفاذ کو روکے اور اس کے بعد دونوں انتہا پسند فریقوں میں بیچ بچاؤ کرنے اور امن و امان کے ساتھ قوانین مذکورہ کے نافذ کرانے کا کام بھی اسی سے لیا گیا۔ عوام کے ٹری بیون ان اختیارات سے کام لینے لگے تھے جو والیریو ہوریشین قوانین سے انھیں ملے تھے روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ حق دخل دہانی سے کام لیکر وہ سینٹ کے احکام کے نفاذ کو روکنے لگے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمانہ آگیا تھا جب کہ ٹری بیون سینٹ کے دروازے پر بیٹھے تھے اور اپنی جماعت کی طرف سے اس مجلس کی کارروائی کو دیکھتے رہتے تھے۔ ان کی حیثیت اب تسلیم کی جانے لگی تھی اور وہ زمانہ آرہا تھا کہ انھیں سینٹ میں داخل کیا جائے اور حکام ان میں سے مقرر ہوں۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سینٹ کے اراکین اس زمانے میں بھی ٹری بیونوں کی قوت کو روکنے کے لیئے خود ٹری بیونوں کے حق ممانعت (ویٹو) سے کام لیتے تھے۔ مثلاً ۴۸۱ء میں چند ٹری بیونوں نے ایک قانون اراضی پیش کرایا مگر دوسرے ٹری بیونوں نے اسے روک دیا۔ ۳۷۶ء میں اسی حق ممانعت سے قوانین لیکی نی کا نفاذ کچھ روز کے لیئے رک گیا۔ خدمت ٹری بیونی کے اس ضعف کی وجہ یہ ہے کہ طبقہ پلی بین کے امیر اور غریب افراد کے مقاصد اب مختلف تھے۔ سرولیس کی اصلاحات کے بعد سے ان کے مقاصد میں بُعد پیدا ہونے لگا تھا۔ اور اب اہل روما میں امتیاز خون کا نہیں تھا بلکہ امیر و غریب کا۔ قوانین لیکی نی کی جد و جہد کے سلسلے میں یہ امتیاز بدیہی ہو جاتا ہے۔ ٹری بیون زیادہ تر دولت مند پلی بین لوگوں میں سے منتخب ہوتے تھے۔ پیٹری شین سرغنے ان کو سرکاری زمینیں دیکر یا دوسرے طریقوں سے رام کر لیتے تا کہ وہ غربا کے مفاد کی طرف سے بے پروائی کریں۔ مگر جب

وجہ کفاف کی حالت ناقابل برداشت ہوگئی تو پلی بین لوگوں نے اپنا پورا زور لگا دیا۔ ان میں سے دولت مندوں کو موقع مل گیا کہ اپنے غریب بھائیوں کی مدد سے کانسلی حاصل کر لیں۔ لیکی نیس اور سکیس ٹیس متحد پلی بین جماعت کے سرغنے تھے اور ان کے شرکاء عہدہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ پیٹری شین طبقۂ ادنیٰ کے اس اتحاد سے عاجز آگئے اور مخالفت سے باز آنے پر مجبور ہوئے۔ کانسلی کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ یہی امر طبقات کے درمیان مابہ النزاع تھا اور جب یہ خدمت پیٹری شین طبقے کے لئے مخصوص نہ رہی تو دونوں طبقات کا ہر طرح سے مساوی ہو جانا زیادہ دور نہ تھا۔

(۱۱۳) اس عہد (۴۴۳ تا ۳۶۷ ق۔م) میں سینٹ کی جو حالت تھی اس کو بخوبی ذہن نشین کر لینا چاہیئے اس کی ہیئت ترکیبی خصائص اور اثر میں رفتہ رفتہ تغیر واقع ہو رہے تھے جو زمانۂ مابعد میں اس کی عظمت اور عروج کا باعث ہوئے اولاً اس کی حیثیت ایک مجلس شوریٰ کی تھی جس سے بادشاہ وقتاً فوقتاً مشورہ کرتا تھا مگر اب اسے سالانہ حکام کو مشورہ دیتے ہوئے ساٹھ سال گزر گئے تھے سلطنت کی اغراض کے لئے کسی قسم کا تسلسل ضروری تھا اور سینٹ چونکہ ایک مستقل جماعت تھے اور اس کے ارکین آسانی سے جمع ہو سکتے تھے اس لئے وہ ضرور اپنے آپ کو ان حکام سے اعلیٰ و ارفع خیال کرتے ہوں جن کی میعاد صرف یک سالہ تھی۔ طبقہ پیٹری شین اب سلطنت میں فریق غالب نہ تھا مگر سینٹ ان کی خاص مجلس تھی۔ اس لئے ضروری تھا کہ اس میں کچھ پلی بین بھی شریک کئے جائیں تاکہ اس کی قوت قائم رہے اور بڑھتی جائے اس لئے پلی بین بھی داخل کئے گئے مگر ان کے داخل ہونے کی صحیح تاریخ معلوم نہیں تاہم چونکہ حکومت عشرہ میں وہ داخل ہو چکے تھے اور کانسل ٹری بیونی اور کوسٹیڑی پر ان کا تقرر ہو سکتا تھا اس لئے ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ اس عہد کے اوائل ہی میں سینٹ میں بھی پلی بین داخل ہونے لگے ہوں گے۔ ممکن ہے کہ سینٹ میں ان کی تعداد کم ہو مگر ان کے حق کا تسلیم کیا جانا ان کی آئندہ ترقی کے لئے کافی تھا۔ اس مجلس کی رکنیت کے لئے اب ضروری نہ تھا کہ کوئی شخص قدیم خاندانوں سے تعلق رکھے۔

(۱۱۴) زمانۂ مابعد میں جس کا حال ہمیں معلوم ہے سینٹ کی کارروائی کے طریقے مقرر تھے ممکن ہے کہ طریقہ یا کارروائی کا بیشتر حصہ اسی عہد میں وجود میں آیا ہو

باب (۱۳)

اس موقع پر ہمیں زیادہ تر سروکار اس امر سے ہے کہ روما میں معاملات سلطنت پر بحث کرنے کا حقیقی مرکز یہی مجلس تھی۔ کیونکہ عوام کے مجمعوں میں تقریر کرنا مباحثہ نہیں ہے۔ مجلس سینیٹ میں ہر قسم کی آراء کا اظہار کرنا ممکن ہے گو تقریریں اس زمانے میں مختصر ہوتی ہوں گی۔ مجلس مذکور میں مختلف قسم کی تجویزیں پیش ہوتی ہوں گی حاضرین میں سے ہر ایک کو ایک رائے (ووٹ) دینے کا حق تھا اور یہ لوگ تحریکوں کے متعلق اپنی اپنی رائے دیتے ہوں گے۔ حاکم صدارت کنندہ معاملۂ زیر بحث کو پیش کرتا اور اراکین سے درخواست۔ کہ باضابطہ سلسلۂ تفوق کے لحاظ سے رائے دیں۔ حکام وقت اور حکام سابق کو دوسروں پر تفوق حاصل تھا۔ یہی لوگ مختلف تحریکیں (Senteutiae) پیش کرتے ہوں گے اور ان پر غالباً فرض ہوگا کہ کسی نہ کسی قسم کی رائے دیں خواہ وہ یہی کہیں کہ معاملۂ زیر بحث ملتوی کر دیا جائے۔ ان سے کم درجہ لوگ غالباً کسی نہ کسی مقرر کی رائے سے اتفاق ظاہر کرتے ہوں گے۔ شمار آراء کے لئے صدر جلسہ کسی تجویز کے حامیوں کو حکم دیتا ہوگا کہ کمرے کے ایک حصے میں جمع ہو جائیں اور مخالف دوسرے حصے میں گویا رائیں شمار کرنے کے لئے رائے دہندہ لوگ علیحدہ کر دیے جاتے (Discessio) صدر جلسہ اعلان کرتا کہ غلبۂ آراء اس طرف ہے یا اس طرف اور بوقت ضرورت تعداد کا شمار بھی ہوتا۔ جب کارروائی کا نتیجہ یہ ہوتا کہ حاکم کے اصل سوال کے جواب میں کوئی باضابطہ حکم (Consultum) صادر ہوتا تو وہ اسی وقت لکھ لیا جاتا اور متعدد اراکین مسودہ کی تائید میں اپنی دستخطیں اس پر بطور گواہوں کے کرتے۔ اگر کوئی **ٹربیون** اپنے حق مداخلت (Interceseio) سے کام لیکر باضابط حکم کے نفاذ کو روک دیتا تو نتیجۂ کارروائی قرارداد (Senatns auctonitas) کی شکل میں قلمبند کیا جاتا۔ حکم قابل نفاذ اور قرارداد ناقابل نفاذ میں فرق یہ تھا کہ قرارداد ایک غیر مرئی قوت کی مخالفت کی وجہ سے عمل میں نہ آسکتی تھی۔ مگر یہ نہ خیال کیا جائے کہ ان دونوں میں وہ فرق تھا جو قانون (Statute) اور مسودۂ قانون (Bill) میں ہے۔ قانون کا مسودہ اس لئے پیش ہوتا ہے کہ وہ قانون بن جائے۔ اگر وہ نامنظور ہو تو اس کی کوئی ہستی نہیں۔ مگر سینیٹ کو وضع قوانین کا اقتدار نہ تھا۔ اس کا فرض یہی تھا کہ جو تجویز اس کے سامنے پیش ہو اس کے متعلق اپنی رائے ظاہر کر دے۔ اس لئے اس کی

قرارداد بھی ایک خاص اثر رکھتی تھی۔ درحقیقت لفظ (Auctor) (قابل تسلیم فیصلہ) سے سینٹ کی عملی حیثیت بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ یہ مجلس اکثر جانب داری اور تعصب کی مرتکب ہوتی تھی مگر چونکہ ان میں روما کے قابل ترین افراد شریک رہتے تھے اس لئے جس تحریک یا طرز عمل کو یہ جماعت پسند کرے یا منظور کرے وہ ہر گونہ قابل لحاظ خیال کیا جاتا تھا۔

(۱۱۵) سینٹ کی موجودہ طرز کارروائی کا یہ مختصر خاکہ ہماری موجودہ اغراض کے لئے کافی ہے۔ اب ہم بتائیں گے کہ کس نوعیت کی کارروائیاں اس کے سامنے پیش ہوتی تھیں۔ مذہبی معاملات میں بھی اسے دخل تھا مثلاً نئے دیوتاؤں کی پرستش کو تسلیم کرنا یا ان کو خارج کرنا اور پرانے دیوتاؤں کی پرستش کے لئے انتظام کرنا، عدالتی معاملات میں حکام اس سے مشورہ کرتے تھے جب کہ سابقہ نظیریں نہ ہوں، گواہوں کو پروانۂ راہداری اسی کی اجازت سے دیے جاتے تھے اور وہی تصفیہ کرتی تھی کہ کس مقدمے کے دریافت کے لئے کون خاص حاکم مقرر کیا جائے۔ جنگی معاملات میں اسے خاص دخل تھا اعلان جنگ سے تو اسے سروکار نہ تھا لیکن فوجوں کو بھرتی کرنا، ان کی تعداد کو معین کرنا اور میدان جنگ کو بھیجنے کا انتظام کرنا یہ سب اسی کا کام تھا، جن معاملات کو سپہ سالار اپنی ذمہ داری پر طے کرنا پسند نہ کرتے اس مجلس میں پیش ہوتے۔ فتوحات کے لئے رسم شکرانہ ادا کرنے کا حکم دینا سپہ سالاروں کو جشنِ فتح منانے کی اجازت دینا اور اس کے اخراجات منظور کرنا مفتوحہ اراضی کی تقسیم وغیرہ بھی اسی سے متعلق تھی بیان کیا گیا ہے کہ کیملس نے مال غنیمت کی تقسیم کرنے کے لئے سینٹ سے مشورہ کیا تھا۔ سررشتۂ مالیہ (فینانس) میں جس سے دوسرے اکثر سررشتوں کو تعلق رہتا ہے، سینٹ نے ابتدا ہی سے دخل دینا شروع کر دیا تھا معمولی معاملات کا حکام تصفیہ کر دیتے تھے اور غیر معمولی معاملات سینٹ میں پیش ہوتے تھے۔ مگر کوئی خرچ معمولی ہے یا غیر معمولی اس کا تصفیہ بسا اوقات دشوار ہوتا ہوگا۔ خدمت سنسری کے قیام سے سینٹ کی قوت اور بڑھ گئی۔ یہ خدمت دوامی نہ تھی[1] گو اس سے متعدد اہم معاملات متعلق تھے۔ اس لئے بہت جلد سینٹ کے زیر اثر ہو گئی اور یہ رواج پڑ گیا

---

[1] سنسروں کا تقرر ہر چوتھے یا پانچویں سال ہوتا اور ان کی میعاد ڈیڑھ سال ہوتی۔ دیکھو فقرہ ۱۱۱۔ مترجم۔

باب (۱۳)

کہ ہر غیر معمولی سرکاری کام کے لئے جو روپیہ درکار ہوتا اس کی منظوری کے لیے سینٹ کا حکم حاصل کیا جاتا۔ رفتہ رفتہ سلطنت کے خزانے پر اس کو پورا دسترس حاصل ہو گیا۔ قومی خدمات کا انعام رسوم کے اخراجات، قحط سالی میں غلہ کی خریداری ان سب کے لئے سینٹ کی منظوری کی ضرورت تھی ٹری بیونی کو زرعی قوانین کو عمل میں لانے میں اکثر دقت ہوتی تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سلطنت کی اراضی کے انتظام میں سینٹ کو پورا دخل تھا۔

سینٹ کی روزافزوں قوت۔

(۹۲) معلات داخلی جن میں قیام امن اور کوتوالی کے انتظامات داخل تھے ان کا شمار سینٹ کے اہم فرائض میں تھا اور شہر کے انتظامی معاملات بھی اس کے سپرد تھے امور مذکورہ میں اس کے اختیارات غیر محدود مگر کافی تھے۔ حکام جب اپنی قوت فیصلہ سے کام نہ لے سکتے تو سینٹ سے مشورہ کرتے۔ مثلاً اس سے دریافت کیا جاتا کہ آیا سال آئندہ میں کانسل مقرر ہوں یا کانسل **ٹری بیون**، **ڈکٹیٹروں** کا تقرر بھی اکثر اسی کی رائے سے ہوتا۔ بلکہ خاص اشخاص کو وہ نامزد بھی کرتی۔ مذہبی معاملات میں سینٹ پجاریوں اور پیشین گوئی کرنے والوں کی مجلسوں سے رائے لیتی تھی۔ خارجی معاملات میں تو اس کے اراکین کو خاص دخل تھا۔ سفارتوں کا روانہ کرنا اور خیر مقدم کرنا اور صلحناموں پر بحث کرنا اور طے کرنا انھیں کا کام تھا ان کے سوا کوئی اس کام کو نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ حکام کا قیام مستقل نہ ہوتا کبھی یہاں ہوتے کبھی وہاں اور مجلس عامہ نے گفت و شنید کے نازک معاملات میں ابھی تک دخل دہانی شروع نہیں کی تھی جو چنداں مفید بھی نہ تھی۔ جنگ کا اختتام عموماً حسب ذیل طریقے پر ہوتا۔ روما کے سپہ سالار دشمن کے ساتھ کوئی عارضی سمجھوتہ کر لیتے اور شرائط صلح کے طے کرنے کے لیے اس کے سفیروں کو روما بھیجدیتے۔ بعض وقت سپہ سالار خود واپس آتا اور سینٹ کے ان جلسوں کی صدارت کرتا جن میں شرائط صلح پر بحث ہوتی یا کم از کم اپنی رائے سے سینٹ کو مطلع کرتا، مگر روما کی طرف سے فیصلہ کرنے کا حق سینٹ ہی کو تھا جس طرح کہ سینٹ دشمنان ملک کے ساتھ نامہ و پیام کرتی اسی طرح حلفا پر نگرانی رکھتی اور سلطنت روما کے ساتھ یا آپس میں ان کے جو تعلقات تھے ان پر بھی نظر رکھتی۔ نزاعات صلحناموں سے جو مسائل پیدا ہوتے باغیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے

باب (۱۳)

یہ سب معاملات سینٹ میں پیش ہوتے۔ بالآخر سلطنت جب خطر میں ہوتی تو سینٹ کا فرض تھا کہ طریق عمل طے کرے اور متزلزل حکام اور پریشان حال شہریوں کی خاطر جمعی کرے اور کسی نہ کسی طرح سے سلطنت کو بچائے۔ اس عہد میں اراکین سینٹ نے حکام کو جملہ اختیارات دینے کے حق کا دعوی کیا تھا یا نہیں مشکوک ہے۔ مگر بیان کیا جاتا ہے[1] کہ سنہ ۳۸۴ سنہ میں مین لیس کی بغاوت کو فرد کرنے کے لئے اُنھوں نے یہ کارروائی کی تھی۔ ممکن ہے کہ مورخوں نے زمانۂ مابعد کے رواج کو اس قصے میں ٹھوس دیا ہو۔

(۱۱۷) سینٹ کی حیثیت کا تبصرہ کرتے ہوئے اس امر کو نظر انداز نہ کرنا چاہیئے کہ روما اس وقت داخلی اور خارجی مشکلات میں گھرا ہوا تھا اور یہ کہ قدیم سلطنتوں کی حکومتوں کا فرض زیادہ تر یہ تھا کہ خطرات کو دفع کریں۔ مجالس عامہ اس کام کو انجام نہ دیسکتی تھیں اس لئے شہریان روما ان معاملات میں سینٹ اور حکام سے ہدایت کے متمنی رہتے۔ جن حکام کا تقرر محض یکسالہ ہوتا انکی خواہش ہوتی کہ کسی صورت سے انھیں تقویت حاصل ہو اسلئے وہ اس جماعت سینٹ سے مشورہ کرتے جس میں رفتہ رفتہ تمام ایسے لوگ جمع ہو گئے تھے جنھیں سیاسی معاملات کا عملی تجربہ تھا یا سیاسی روایات سے واقف تھے سینٹ کا اجلاس ہر وقت منعقد ہو سکتا تھا۔ اور اس سے فوراً مشورہ ہو سکتا تھا۔ اس کو رائے دینے کا حق تھا جس سے اس کی حقیقی رائے معلوم ہو سکتی تھی۔ عمل کرنا حکام کا کام تھا اور مشورہ دینا سینٹ کا۔ مگر جب کسی جماعت سے برابر مشورہ کیا جائے تو اس مشورہ کو نظر انداز کرنا دشوار ہوتا ہے یہ طریق عمل سنہ ۴۴۴ تا سنہ ۳۶۷ کے عہد میں شروع ہوتا ہے یعنی حکام کا اختیار زائل ہوتا ہے اور عنان حکومت سینٹ کے ہاتھوں میں آتی ہے۔ مگر گو نظائر سابقہ کی وجہ سے سینٹ کی قوت بڑھتی ہے مگر اقتدار شاہی دراصل عامہ قوم کا ہے جسے وہ حسب مرضی کام میں لاسکتی ہے۔ اس لیئے سینٹ نے قوانین لیسنی لی کے نفاذ میں مانع نہ ہونے میں فراست سے کام لیا۔

(ج) مجالس

(۱) مجالس عامہ کے متعلق اس عہد میں کوئی امر قابل ذکر نہیں سوائے اسکے

---

[1] لیوی ششم ۱۹۔

باب (۱۳)

تمام قوم کی مجلس وجود میں آئی جو قبیلوں (Comitia tributa) کے لحاظ سے طلب کی جاتی تھی۔ مجلس سنتوریہ اب تک اقتدار شاہانہ رکھتی تھی۔ اعلان جنگ اور وضع قوانین کا حق اسی کو تھا اور باضابطہ حکام کا انتخاب بھی وہی کرتی تھی۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ سنتوریوں میں غلبۂ آراء دولتمند اہل الرائے کا تھا۔ دولتمند لوگ اب بھی زیادہ تر طبقہ پیٹری شین کے تھے مگر دولت پلی بین لوگوں کی بھی ایک جماعت پیدا ہو گئی تھی جس کے اغراض و مقاصد وہی نہ تھے جو مفلس اور قلاش لوگوں کے تھے۔ اس جدید طبقے کو اکثر یہ موقع مل جاتا کہ پیٹری شین لوگوں اور اپنے طبقے کے غربا کے درمیان توازن قائم رکھ سکتا اس وجہ سے اس عہد کی اصلاحوں سے زیادہ تر اس طبقے کو نفع ہوا۔

مجالس قبائل

(۱۱۹) ہم بیان کر چکے ہیں کہ پلی بین لوگوں کے جلسوں میں قبیلوں کے لحاظ سے شمار آراء ہوتا تھا۔ یہ قبیلے دراصل مقامی تقسیموں سے ماخوذ تھے اور عہد ما قبل میں ان کی تعداد ۲۱ تھی مگر عہد زیر تذکرہ میں چار جدید قبیلوں کے اضافے سے ان کی تعداد ۲۵ ہو گئی۔ اب ان قبیلوں سے ایک مجلس رائے دہندہ کا کام لیا جانے لگا تھا جس میں تمام قوم شامل تھی۔ اس مجلس کے قیام کی وجہ سے غریب پلی بین لوگوں کو اپنی رایوں سے کام لینے کا موقع مل گیا تھا۔ اس زمانے میں قبیلوں میں رائے دہندوں کی تعداد غیر مساوی نہ ہوگی اور ہر رائے دہندہ خواہ وہ امیر ہو یا غریب اپنے قبیلے میں حق رائے رکھتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیٹری شین مغلوب ہو چکے تھے۔ مگر مجلس قبائل کو ابھی تک وضع قوانین میں آزادی حاصل نہیں ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ وہ انھیں مسائل پر رائے دے سکتی تھی جو حاکم صدارت کنندہ پیش کرے۔ مجلس سنتوری میں دولتمند لوگوں کا غلبہ تھا اس لئے ہم یہ قیاس نہیں کر سکتے کہ انھوں نے بطیب خاطر اپنا حق رائے دہندگی ایک ایسی مجلس کو دے دیا ہوگا جس میں غربا کو غلبہ حاصل تھا۔ اس لئے مجلس قبائل کو ایک عرصے تک رائے عامہ کے ذریعہ اظہار بننے کا موقع نہ مل سکا کولیسٹروں کے انتخاب کا اسے جلد اختیار مل سکا اور اس خدمت پر پلی بین منتخب ہونے لگے مجلس قبائل نے اولاً عدالتی معاملات میں دخل دینا شروع کیا۔ جن لوگوں سے قوم کو بغض ہو ان کو سنگین الزاموں کی پاداش میں سزا دلانے کے لئے

باب ۱۳

۱۹۳ سنتوریوں کی مجلس یا ایک جم غفیر کو جمع کرنا پڑتا اور یہ ملزمین زیادہ تر دولتمند لوگوں میں سے ہوتے اس لئے اگر حیلۂ مذہبی سے تمام کارروائی ساقط نہ ہو جاتی جب بھی براءت اغلب ہوتی۔ اگر عوام کا کوئی **ٹری بیون** کسی ملزم کو سزا دلانا چاہتا تو آسان تر صورت یہ تھی کہ اس پر زبردست جرمانہ کردے اور مقدمہ بصورت مرافعہ مجلس قبائل میں پیش ہو۔

حقِ مناکحت

(۱۲۰) قانون کیانوئی کا نفاذ (۴۴۵ ق م) اس عہد کے اوائل کا اہم ترین واقعہ ہے۔ اس سال کے **ٹری بیونوں** کو اصلاح کا خاص خیال تھا **کیانوئے ایس** کا مسودہ قانون طبقات کے درمیان مناکحت کے جواز کے لئے تھا اور اس کے دوسرے نو شرکاءِ عہدہ نے یہ تجویز پیش کی کہ کانسل دونوں طبقوں سے منتخب کئے جائیں۔ روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ ان تجویزوں سے دونوں طبقوں میں سخت ناچاقی ہو گئی اور مناقشات کا سلسلہ عرصے تک جاری رہا مگر **پیٹری شئین** بالآخر مخالفت سے باز آئے اور قانون نکاح کو منظور کر لیا یعنی عوام کی قرارداد کو باضابطہ قانون بنانے کی کارروائی کی۔ انھیں امید تھی کہ اس رعایت سے **پلی بین** لوگ دوسری تجویز سے دست کش ہو جائینگے مگر اس سے کانسل **ٹری بیون** کی خدمت وجود میں آئی۔ طبقہ **پلی بین** مخلوط النسل تھا اسی لئے دونوں طبقوں میں مناکحت کا طریقہ نہ تھا۔ مناکحت کا تعلق بھی قدیم مذہبی اور خاندانی قانون سے تھا جس سے **پلی بین** طبقہ کو کوئی تعلق ابتدا ہی سے نہ تھا۔ اس لئے گو لاطینی (غالباً لاطینی امراء) روما کے قدیم خاندانوں سے سلسلۂ مناکحت رکھتے تھے مگر **پلی بین** اس حق سے محروم تھے۔ اس کے علاوہ سلطنت کے قدیم مذہب کو ہر معاملے میں داخل تھا۔ حکام کو ہر معاملے میں شگون لینا پڑتا تھا۔ خواہ وہ شہر میں ہو یا میدانِ جنگ میں اور دیوتاؤں سے مشورہ کرنے کے لئے ضروری تھا۔ قربانیاں بھی وہی کرتا تھا۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ ان کاموں کا اہل ہو اور یہ اہلیت نجابت سے حاصل ہوتی تھی یعنی وہ شخص ایسے گھرانے کا ہو جسے دیوتاؤں نے تسلیم کر لیا ہے۔ اس لئے **پلی بین** طبقہ مذہبی اور معاشرتی معاملات میں کم درجہ ہونے کے علاوہ سیاسی معاملات میں بھی مغلوب تھا۔

ریقہ
صلاح

(۱۲۱) قانون کیانوئی نے **پیٹری شئین** اور **پلی بین** کے درمیان مناکحت جائز کر دی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہوگا کہ جو اولاد اس قسم کے نکاحوں سے ہوئی ہوگی

باب ۱

اس نے قدیم خاندانی قانون کے مطابق اپنے باپ کی حیثیت حاصل کر لی ہو گی گر پلی بین عورت کے بچے کو پیٹری شین تسلیم کرنا قدیم شرفا کو سخت ناگوار گزرا ہوگا۔ اس لئے ابھی مذہبی معاملات میں بھی پیٹری شین لوگوں کو پورا دخل نہ رہا جیسا کہ خدمت کانسلر ٹریبیونی کے قیام سے سیاسی معاملات میں حشر ہوا اور یہ دعویٰ ان کا باطل ہو گیا کہ دیوتاؤں کی نظر عنایت صرف قدیم خاندانوں کے افراد پر تھی۔ رفتہ رفتہ مذہب کا تعلق سلطنت سے بڑھتا گیا اور طبقۂ پیٹری شین سے اسے کوئی خاص تعلق نہ رہا۔ یہ بھی واضح رہے کہ اس قانون سے دوازدہ الواح کا ایک قاعدہ منسوخ ہو گیا جو صرف پانچ سال قبل نافذ ہوا تھا۔

(۱۲۲) اصلاحات جس طریقے سے وجود میں آئیں وہ قوانین لیکی نی کے نفاذ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اس کے متعلق جو مناقشات ہوئے ان کی وجہ سے سلطنت کا کاروبار بالکل رک گیا اور اس کے بعد لیکی نیس اور سکس ٹیس نے اپنے مسودات کی جو عامۂ قوم نے منظور کر لئے تھے توثیق کرا لی۔ اس توثیق کی دو منزلیں تھیں اولاً مسودات کو سنتوریاں منظور کریں اور ثانیاً مجلس سینیٹ منظوری دے۔ اس کے بعد یہ مسودات باضابطہ قوانین بن جاتے

پہلی رعایت اس وجہ سے تھی کہ دولتمند پلی بین کانسلی کے خواہشمند تھے اور دوسری کی وجہ یہ تھی کہ پیٹری شین سرغنوں نے بھی مناسب سمجھا ہو گا کہ لڑنے بھڑنے سے بہتر ہے کہ مخالفت سے باز آئیں اس لئے اس دفعہ بھی جیسا کہ روما کی ابتدائی تاریخ میں اکثر ہوا ہے ان دقتوں کو بھی بغیر اس خونریزی اور جلا وطنی کے حل کر لیا گیا جن کا رواج یونان کی شہری سلطنتوں میں تھا۔

---

[1] مجھے اس رائے کو تسلیم کرنے میں کلام ہے۔

باب ۱۴

باب چہاردہم

قوانین لیکی نی

(۱۲۳) دولتمند پلی بین چاہتے تھے کہ کانسلی پر ان کا تقرر ہو سکے یعنی اقتدار (Imperium) میں وہ پیٹری شین لوگوں کے شریک ہوں مگر کانسلر ٹری بیونوں کی خدمت کے وجود میں آنے سے کیا نوے الیرا اور اس کے ہم نواؤں کی کوششیں رائگاں گئیں۔ انتخابات کے تجربوں سے ثابت ہو گیا تھا کہ غریب ترپلی بین لوگوں کو اپنے طبقے کے دولتمند افراد کے دعاوی سے ہمدردی نہ تھی۔ لہذا طبقۂ ادنی کے سربرآوردہ لوگوں کے دلوں میں یہ خیال جاگزیں ہو گیا کہ کانسلی پر مقرر ہونے کی صرف یہی صورت تھی کہ ان کے لئے ایک جائداد مخصوص کر دی جائے کیونکہ جب تک انتخاب یقینی نہ ہو محض استحقاق ناکافی تھا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے انھوں نے اپنی منتشر قوتوں کو جمع کرنا شروع کیا۔ پیٹری شین لوگوں سے تو کسی قسم کی امداد کی امید نہ ہو سکتی تھی۔ ان عیار اور ضدی لوگوں نے کچھ روز کے لئے دولتمند پلی بینوں کو قبضۂ اراضی میں حصہ دیکر ہموار کر لیا اور طبقات میں مناکحت کی اجازت بھی دیدی تھی اس لئے طبقۂ پلی بین کے دولتمند افراد کے لئے ضروری تھا کہ اپنے غریب بھائیوں کی تعداد کثیر کی حمایت حاصل کریں۔ غربا کو نہ شکایت افلاس کی تھی اور سیاسی اعزاز کی انھیں حرص نہ تھی۔

مسئلۂ اراضی

(۱۲۴) تقسیم اراضی کے لئے اس عہد میں جتنی شورشیں ہوئیں سب بیکار ثابت ہوئیں سنہ ۴۸۶ سے سنہ [illegible] تک متعدد قوانین اراضی پیش ہوئے۔ مگر یا تو ان کے محرکوں نے انھیں خود واپس لے لیا یا ان کے رفیق ٹری بیونوں نے قانونِ مجوزہ کے نفاذ کو روک دیا۔ اس ناکامی سے

باب ۱۲

ثابت ہوتا ہے کہ پلی بین اپنی کوششوں میں دھیمے پڑ گئے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے مفاد متضاد تھے کیونکہ غربا کو زمین کی اتنی ہی ضرورت تھی جتنی پہلے اور یہ سینیٹ کو بھی خوب معلوم تھا۔ اس شکایت کو رفع کرنے کے لئے زمینوں کی تقسیم کئی مرتبہ عمل میں آئی۔ سنہ ۳۹۳ میں وی ای کے اطراف کی مفتوحہ اراضیات اور سنہ ۳۸۳ میں جو اراضیات والسکیوں سے لی گئیں اسی طور سے تقسیم کی گئیں۔ سنہ ۴۱۸ میں لابی کی کی زمین اسی طور پر تقسیم کی گئی جسے لیوی نے شہریوں کی نو آبادی بتایا ہے۔ حسب ذیل لاطینی نو آبادیاں بھی اسی زمانے میں قائم ہوئیں۔ آرڈیا سنہ ۴۴۲ اور ولیا میں ستاٹری کم (سنہ ۳۸۵) اور سی ٹیا (سنہ ۳۸۲) والسکیوں کے ملک میں اور سوٹریم (سنہ ۳۸۳) اور نی پی ٹی (سنہ ۳۸۳) اٹروریا میں جو اہل روما ان نو آبادیوں میں جا بسے جدید لاطینی بستیوں کے لاطینی شہری ہو گئے اور اپنی جوع الارض رفع کرنے کے لئے رعیت روما سے ہاتھ دھویا۔ اس تدبیر سے غریب پلی بین اہل الرائے کی تعداد کم ہو گئی ہو گی جو اراکین سینیٹ کے لئے موجب اطمینان تھی۔ مگر اس قسم کی مراعات سے سلطنت کی مشکلیں بالکلیہ رفع نہیں ہو سکتی تھیں۔ یہ نو آبادیاں دراصل محافظ فوجیں تھیں اور آس پاس کے دشمنوں کی یورشوں سے محفوظ نہ تھیں۔ سرحدی زمینوں کے کاشتکاروں کو یہ اطمینان کب نصیب ہو سکتا تھا کہ جب کھیت کو وہ کاشت کریں اس کا غلہ بھی وہی کاٹیں گے۔ اس لئے غربا کے حامیوں نے سرکاری اراضیات کی تقسیم کے لئے شورش شروع کی۔ جو اس وقت دولتمند لوگوں کے قبضہ میں تھی۔ لگان بھی ان زمینوں کا محض برائے نام تھا اور اس کو بھی یہ لوگ اکثر ادا نہ کرتے تھے۔

قرض

(125) غربا کو قرضہ کے قوانین سے جو تکلیف تھی اس کے رفع کرنے کی بھی کوئی کوشش نہیں کی گئی تھی۔ لیوی اور دوسرے نے اس کی دردناک تصویریں کھینچی ہیں۔ مثلاً بیان کیا گیا ہے کہ لوگ زبردستی فوج میں بھرتی کئے جاتے اور جب جنگ سے واپس آتے تو ان کے گھر ویران نظر آتے۔ قرض خواہ ان کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیتے اور سپاہی جس نے سلطنت کے لئے اپنا خون بہایا تھا کسی بیدرد مہاجن کا غلام بن جاتا۔ ان قصوں میں مبالغہ ضرور ہے صحت میں شک نہیں۔ کیونکہ جنگ و جدال کے زمانے میں سود کی شرح بڑھ جاتی ہے اور قدیم قوانین میں قرضداروں کے لئے

بابجا

بالکل برو رعایت نہیں ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ سنہ ۳۸۵ ق م میں قرضداروں کے مصائب رفع کرنے کے لئے ایک پیٹری شین میں لی ئس نے جس نے سنہ ۳۹۰ ق م میں کیپانی ٹول کو بچالیا تھا، اپنی تمام جائداد ان کو غلامی سے رہا کرانے کے لئے وقف کر دی۔ مگر اس کا نتیجہ برعکس ہوا یعنی اس پر یہ صحیح یا غلط الزام لگایا گیا کہ وہ بادشاہ ہونا چاہتا ہے اور اسی الزام میں اسے قتل کر دیا گیا۔ غربا کے ذرائع آمدنی کم ہوتے جاتے تھے سنہ ۴۳۶ ق م میں خشک سالی اور ژالہ باری سے فصلیں خراب گئیں۔ سنہ ۴۴۰ ق م، سنہ ۴۳۳ ق م، سنہ ۴۱۱ ق م اور سنہ ۲۹۲ ق م میں امساک باراں کی شکایت تھی۔ بیرونجات سے غلہ منگانا آسان نہ تھا۔ کچھ کوشش تو ضرور ہوئی مگر اس سے غربا کی شکایت رفع نہ ہوئی۔ سنہ ۴۴۰ ق م میں ایک دولتمند پلی بین اسپوریس مائی لیس نے غربا کے مصائب رفع کرنے سے بہت ہر دلعزیزی حاصل کی مگر اس پر بھی جمہوریہ کو تباہ کرنے کا الزام لگایا گیا اور کسی نہ کسی ذریعے سے وہ قتل کر دیا گیا۔ سنہ ۴۳۳ ق م، سنہ ۴۲۸ ق م، سنہ ۴۱۲ ق م، سنہ ۴۰۰ ق م اور سنہ ۲۹۲ ق م میں وبائی امراض کی کثرت تھی سنہ ۳۹۰ ق م میں گالیوں نے حملہ کر کے شہر کو جلا دیا اور اراضیات کو تباہ کر دیا جس کا اثر سالہا سال تک دفع نہ ہوا۔ ان مصائب پر طرہ یہ ہوا کہ سنہ ۳۷۸ ق م میں شہر کی حفاظت کے لئے ایک زبردست فصیل کی تعمیر ضروری خیال کی گئی اور اس کے لئے محصولات عائد کئے گئے جس سے غربا کی مالی مشکلات میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ مگر اب ایک زبردست اصلاحی تحریک کے آغاز کرنے کا وقت آگیا تھا۔ پلی بین ٹری بیونوں میں دو دولتمند افراد گائیس لیکی نیس اسٹولو اور لیوسیس سکس ٹیس لاٹے رانس تھے۔ انھوں نے ایک تجویز پیش کی جس سے انھیں امید تھی کہ دولتمند اور غریب پلی بین متحد ہو جائیں گے اور اس طور پر طبقۂ اعلیٰ کا پورا مقابلہ کر سکیں گے اس تجویز کے تین اجزا ہیں مگر اغلب یہ ہے کہ تمام اجزا ایک ہی مسودے میں حصول آرا کے لئے پیش کئے گئے ہوں۔

قوانین لیکی نی

(۱۲۶) پہلا جزو قرض سے متعلق تھا۔ محرکوں نے یہ تجویز پیش کی کہ قرضدار نے جو رقم بطور سود ادا کر دی تھی وہ اصل میں سے منہا کر دی جائے اور بقایا تین قسطوں میں تین سال میں واجب الادا قرار دیجائے۔ مگر قرضداروں کے موجودہ مصائب دفع کرنے کے لئے یہ ایک عارضی تدبیر تھی دوسرا جزو زمین کے متعلق تھا اور یہ تحریک کی گئی تھی کہ

باب ۴

کوئی شخص ۵۰۰ جوگیر[1] سے زیادہ سرکاری زمین اپنے قبضہ میں نہ رکھے۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ سرکاری زمینیں بالکل دولتمندوں کے قبضے میں نہ آجائیں بلکہ غربا کو بھی ان میں سے حصہ مل سکے اس تحریک کو قانون زرعی نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس کی رو سے اراضیات کی تقسیم عمل میں نہیں آئی۔ مگر اس سے آیندہ قوانین زرعی کے نفاذ میں کام لیا جاسکتا تھا تو اسی وجہ سے اس کی تائید اور مخالفت دونوں پُرزور رہیں۔ اسی کے سلسلے میں یہ بھی طے کر دیا گیا کہ کسی شخص کے قبضے میں مویشی اور بھیڑ بکریاں ایک تعداد معینہ سے زیادہ نہ ہوں ممکن ہے کہ یہ روایت صحیح ہو۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ اس قانون میں ایک فقرہ تھا کہ ہر علاقے میں غلاموں کے تناسب سے آزاد مزدوروں کی بھی ایک خاص تعداد ہو لیکن اگر روما کے دیہات غلاموں کے جتھوں سے بھرے ہوتے تو ۳۶۶ء اور ۲۰۰ء ق۔م کے درمیان جو فتوحات روما کو حاصل ہوئیں اُن کا نام و نشان بھی نہ ہوتا۔ ۴۱۹ء میں غلاموں کی ایک بغاوت کا ذکر ہے مگر غالباً اسکا تعلق شہر سے تھا۔ آزاد مزدوروں کا ذکر ان قوانین میں صحیح نہیں اور زمانۂ مابعد کے مباحث کے لحاظ سے یہ روایت تراش دی گئی ہے۔ تیسرا جزو کانسلی سے متعلق تھا اور یہ تحریک تھی کہ کانسلر ٹری بیون اب نہ منتخب ہوں اور دونوں کانسلوں میں سے ایک طبقۂ پلی بین سے منتخب ہو۔ محرکوں نے یہ تہیہ کر لیا تھا کہ اگر پیٹری شین مخالفت سے باز نہ آئیں تو خدمت کانسلی کو بالائے طاق رکھ دیا جائے اور خود ان کے طبقے کے غربا کی گرمجوشی میں کمی نہ آئے جس کی وجہ سے طبقۂ پیٹری شین کا اب تک حکومت اعلیٰ پر قبضہ تھا۔ اپنے مقاصد کو انھوں نے اب بالکل آشکارا کر دیا تھا اور ہر اہل بصیرت کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اس قانون کے نفاذ سے طبقات کی باہمی جدوجہد کا خاتمہ پلی بین لوگوں کی فتح پر ہوگا۔

قوانین کا نفاذ بر پیٹری

(۱۲۷) روما کے سیاسی مناقشات میں یہ سب سے مشہور ہے اور دس سال تک جاری رہا۔ پلی بین سرغنے ہر سال ٹریبیون منتخب ہوتے تھے۔ پیٹری شین اولاً یہ چال چلے کہ ان کی تدبیروں کو خود ان کے شریک عہدہ ٹری بیونوں کے ذریعے سے رکوا دیا۔ اس وقت کو دفع کرنے کے لئے لیکی نیس اور سکس ٹیس نے باضابطہ حکام کے انتخاب کو

---

[1] جوگیر انگریزی ایکر کا ۵/۸ ہے۔

باب ۱۴

روک دیا۔ بیان کیا گیا ہے[1] کہ پانچ سال تک کوئی با اقتدار حاکم منتخب نہیں ہوا۔ البتہ ایک بیرونی دشمن کے حملہ کو دفع کرنے کی غرض سے اُنھوں نے کانسلر ٹری بیونوں کے تقرر کی اجازت دی لیکن اُنھوں نے قوانین قوت کو ثابت کر دیا تھا، ٹری بیونوں کے منفیانہ اختیارات کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ مگر جد و جہد کا سلسلہ جاری رہا۔ سنہ ۳۶۸ میں پیٹری شین اپنی آخری چال چلے یعنی پیرانہ سال کیملس کو ڈکٹیٹر مقرر کیا۔ لیکن اب لیکی نیس اور سیکس ٹیس اپنے شرکائے عہدہ کی بداندیشانہ مخالفت سے گھبرا اُٹھے تھے اور اُنھوں نے تہیہ کر لیا کہ مداخلت کے مذہبی حق کی بھی پروا نہ کریں۔ بیان کیا گیا ہے کہ جب قبیلے رائے دے رہے تھے اور قانون پاس ہونے کو تھا[2] تو کیملس نے مداخلت کر کے جلسے کو درہم برہم کر دیا۔ اس کے بعد وہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو گیا مگر ایک دوسرا شخص اس کا جانشین ہو گیا۔ اس موقع پر بیان کیا گیا ہے کہ پلی بین طبقے کے دولتمند افراد اور غربا کے مقاصد میں پھر اختلاف پیدا ہو گیا اور غربا اس امر پر آمادہ ہو گئے کہ کانسلی کے معاملہ کو چھوڑ کر قانون کے باقی ماندہ اجزا منظور کر لئے جائیں مگر لیڈر ان کے سرغنے اپنے مطالبات پر قائم رہے اور انھیں سمجھا دیا کہ یا تو پورا قانون نافذ ہو گا یا کچھ نہ ہو گا۔ مگر اس جد و جہد کا اختتام اب قریب تھا اور اس کے آثار یہ تھے کہ ٹری بیونوں کی تحریک پر (Duumviri Sacrorum) کی تعداد بڑھا کر دس کر دی گئی جن میں سے پانچ پلی بین ہونے کی شرط کر دی گئی۔ ان لوگوں کا کام یہ تھا کہ سائی بی لین کتابوں کی حفاظت کریں۔ کتابیں پیشین گوئیوں کا ایک مجموعہ تھیں جو خاص مواقع پر دیکھی جاتی تھیں۔ سنہ ۳۶۷ میں گالیوں کے حملے کو دفع کرنے کے لئے کیملس پانچویں مرتبہ ڈکٹیٹر مقرر ہوا۔ جنگ کے بعد یہ پیرانہ سال بہادر پھر روما کے مناقشات کی طرف متوجہ ہوا مگر اب وہ مصالحت کے لئے کوشاں تھا اور پیش شدہ مسودہ قانون بنکر نافذ ہو گیا اور سیکس ٹیس خود پہلا پلی بین کانسل ہوا۔ پیٹری شین طبقہ بالآخر اپنی ہٹ سے باز آیا مگر حسب سابق اُنھوں نے ایک رعایت حاصل کر لی جس سے اُنھیں ایک خاص فائدہ کم از کم چند روز کے لئے رہا۔

---

[1] لیوی ششم ۳۵ اور ہنیا زین کی شرح (Fasti Capi tolani) پر

(۲) بطور (Plibiaetam)

ایک عرصہ سے یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ کانسل بوجہ اپنی مصروفیتوں کے شہر کا معمولی عدالتی کام انجام نہ دے سکتے تھے۔ اب چونکہ ہر سال صرف دو کانسل مقرر ہونے کے بجائے اور کانسلر ٹری بیون کا عہدہ توڑ دیا گیا تھا اس لئے معمولی عدالتی اختیارات خدمت کانسلی سے علیحدہ کر کے ایک جدید عہدہ دار سے متعلق کر دئے گئے۔ یہ عہدہ دار جو پریٹر موسوم ہوا ایک باضابطہ حاکم با اقتدار اور کانسلوں کا شریک کار مگر درجے میں ان سے کمتر تھا۔ یہ بھی شرط تھی کہ وہ پیٹری شین ہو۔ یہ سمجھوتہ نامہ و پیام کی آخری منازل میں کب عمل میں آیا۔ اس کے متعلق ہمیں کچھ معلوم نہیں اور نہ اس کی کوئی ضرورت ہے۔ باہمی اتحاد کے بحال ہونے کے لئے جو تہوار منایا گیا اس کے انتظام کے لئے دو ایڈیل مقرر کئے گئے۔ یہ نئے ایڈیل اولاً پیٹری شین تھے۔

(۱۳۸) یہ معاملہ بالآخر طے ہو گیا۔ دولتمند پلیبنوں کو پوری کامیابی ہوئی کانسلی کے وہ مستحق ہو گئے اور دوسرے عہدوں کے ملنے میں بھی اب زیادہ عرصہ نہ تھا۔ مگر غربا کو کم نفع ہوا۔ قرضداروں کے مصائب ہمیشہ کے لئے رفع نہ ہوئے اور دوازدہ الواح کے قرضہ کے ظالمانہ قوانین باقی رہے۔ سرکاری زمینوں کی تقسیم کے لئے قوانین کا منظور کرانا تو آسان تھا مگر ان پر عمل کرانا دشوار تھا۔ جدید قواعد کی خلاف ورزی کے لئے زبردست جرمانے رکھے گئے تھے۔ اس کا وصول کرنا ایڈیلوں سے متعلق تھا جو ملزموں کو مجلس قبائل میں پیش کرتے تھے۔ مگر یہ عہدہ دار بھی دولتمند لوگوں میں سے تھے اور یہی لوگ قوانین کی خلاف ورزی بھی کرتے تھے۔ ۳۵۷ء میں خود اس قانون کے بانی لیکی نس اسٹولو پر اپنے قانون کی خلاف ورزی کی پاداش میں جرمانہ ہوا۔ اس لئے تعجب نہیں کہ رفتہ رفتہ یہ قانون نسیاً منسیا ہو گیا عہد مابعد میں عوام کی معاشی شکائتیں قوانین لیکی نی کے نفاذ سے رفع نہ ہوئیں بلکہ فتوحات سے روما کے مقبوضات کی توسیع سے اور اراضی کی تقسیم اور نو آبادیوں کے قیام سے۔

باب پانزدہم

خارجی حکمت عملی اور فوج

(۱۲۹) ۳۴۸ء تا ۳۶۷ء ق م کا زمانہ خارجی معاملات کے لحاظ سے روما کے لئے نہایت نازک تھا۔ اسی زمانے میں اٹروریا کی سرحد کے لئے سخت جنگ ہوئی۔ گالیوں نے ۳۹۰ء میں روما پر یورش کر دی اور روما اور اس کے لاطینی اور ہرنکی کے درمیان رنجش پیدا ہو گئی جو عہد ما بعد میں بہت بڑھ گئی۔ اٹروریا کے شہروں میں باہمی معاونت کی صلاحیت نہ تھی اور روما نے جنوبی مشرقی اٹروریا کی بڑی بڑی بستیوں (وی ای، کاپی نا، فالی ای ای) کو زیر کر لیا مگر اس کی وجہ سے اٹروریا کی زبردست ریاستوں سے کوئی جنگ نہ ہوئی۔ حسب سابق اصل نزاع فیڈے نائی کی وجہ سے تھی جو ٹائبر کے اوپر واقع تھا اور دشمن کا زبردست مرکز ان کا بڑا شہر وی ای تھا۔

اٹرسکی (۱۳۰) اطالیہ کی ابتدائی تاریخ میں ایک زبردست اٹرسکی سلطنت کی جھلک نظر آتی ہے جو ملک کے بیشتر حصے میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس عجیب و غریب قوم کا ذکر ہم اس سے قبل کر چکے ہیں[۱]۔ یہ ایک فاتح قوم تھی جو مستحکم شہروں میں آباد تھی۔ ہر شہر میں اس کی حیثیت ایک طبقہ امراء کی تھی اور شہر اور نواح کے دوسرے لوگ ان کی رعایا تھے۔ ان کی زبان شہروں میں بولی جاتی تھی مگر دیہات میں اس کو مقبولیت حاصل نہیں ہوئی۔ ابھی تک یہ طے نہیں ہوا کہ یہ زبان کس زبان سے ماخوذ یا مشابہ تھی۔ بحری قزاقی اور بحری تجارت میں بھی انھیں کچھ دخل تھا مگر ان کی حیثیت کبھی ایک اعلیٰ درجے کی بحری قوت کی نہ تھی اور یونان سے جو چیزیں ان کے ملک میں آتی تھیں وہ غالباً یونانی جہازوں میں آتی تھیں

---

[۱] دیکھو فقرہ (۱۵)

باب ۵

معلوم ہوتا ہے کہ اولوالعزم اور متفحص یونانیوں سے انھیں زیادہ اُنس نہ تھا۔ فنیقیوں سے انھیں حقیقی ہمدردی تھی اور مغربی سمندروں میں یونانیوں کی مداخلت کو روکنے کے لئے انھوں نے قرطاجنہ کی مدد کی یونانی انھیں ٹرہی نی کہتے تھے اور اہل روما اٹرسکی یا ٹسکی مگر بیان کیا جاتا ہے کہ اپنے آپ کو وہ راسے نا کہتے تھے۔ ان کا مذہب پراسرار اور نہایت خشک تھا مگر رسوم پراثر تھیں جس سے اہل روما بھی متاثر ہوئے ان کے نظام سیاسی میں کوئی مہلک نقص تھا جس کی وجہ سے کسی زمانے میں وہ نہ تو ایک ہم جنس قوم بن سکے نہ کسی سربرآوردہ سلطنت کے تحت میں ایک زبردست مرکزی شہنشاہیت قائم کر سکے۔ اس لئے جب دشمنوں نے ان پر نرغہ کیا تو ان کی منتشر قوتیں مجتمع نہ ہو سکیں اور ان کی کمزوری اٹروریا میں بھی آشکارا ہو گئی جہاں ان کو غلبہ حاصل تھا۔

گالی

(۱۳۱) ۴۷۴ کی بحری شکست کے بعد سے کیم پے نیا میں بھی ان کی حالت سقیم ہو گئی تھی اور اب ایک نیا اور مہیب دشمن کوہ آلپ کے اُس پار سے اطالیہ میں ٹڈی دل کی طرح آ رہا تھا۔ یہ گالی تھے جنھوں نے پونڈی کی وادی میں اٹرسکیون کی قوت کو زیر و زبر کر دیا[۵۱] یہ گالی تھے جن کے جتھے اطالیہ میں داخل ہو کر اپی نائن کے شمال کے اضلاع پر قبضہ کر رہے تھے اور اٹروریا کے بڑے شہر بھی ان کی زد میں تھے۔ روما کے خلاف میں یہ شہر وی ای کو غالباً اسی وجہ سے مدد نہ دے سکے کہ وہ خود گالیوں کو دفع کرنے میں مصروف تھے۔ روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ ۳۹۶ میں جس روز کیملس نے وی ای کو فتح کیا اسی روز میل پم[۵۲] کے دولتمند شہر کو گالیوں نے لوٹ لیا۔ ۴۲۴ میں سامنیوں[۵۳] نے وول ٹرنم (کپوا) پر قبضہ ہوا جس سے

---

[۵۱] لیوی پنجم ۳۳-۳۵۔ پالی بیس دوم ۱۷۔

[۵۲] پلنی۔ تاریخ سوم ۲۵ بحوالۂ نے پوس۔ میل پم اسی مقام پر واقع تھا جہاں بعد میں میڈیو لانم (میلان) آباد ہوا۔ فیل سی نا (بالونیا) شمال میں اٹرسکیوں کا ایک بڑا شہر تھا۔

[۵۳] لیوی چہارم ۳۷۔

کیم پے نیا میں اٹرسکیون کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ ۳۹۱؁ میں گالی کوہ اپی نائن کو طے کرکے مشرقی اٹروریا میں داخل ہوئے اور شہر کلوسیم پر حملہ آور ہوئے۔ چونکہ گالیوں سے تمام ملک معرض خطر میں تھا اس لئے اس شہر کے لوگوں نے روما سے امداد کی درخواست کی۔ روما سے چند سفیر گالیوں کو تنبہ کرنے کے لئے روانہ کئے گئے مگر چونکہ کوئی تصفیہ نہ ہوا اس لئے ان سفیروں نے قانون بین الاقوامی کا بالکل پاس نہ کیا اور باوجود سفیر ہونے کے جنگ میں کلوسیم سے لڑے۔ اہل روما نے ان کی اس زیادتی کی تلافی کرنے سے انکار کردیا اور سال آیندہ کے لئے انھیں کا نسلر ٹری بیون منتخب کیا۔ گالی اس حرکت سے برافروختہ ہوگئے اور انھوں نے روما پر دھاوا کردیا۔ آلیا ایک چھوٹی سی ندی اسی کے کنارے پر روما کی فوج صف بستہ تھی۔ گالیوں نے اس فوج کا قلع قمع کردیا جس سے اہل روما بے دست و پا ہوگئے۔ اس کے بعد جو واقعات ہوئے ان کو معلوم کرنا دشوار ہے کیونکہ مورخوں نے روما کا عز و وقار قائم رکھنے کے لئے واقعات کو بالکل مسخ کردیا ہے۔ اصل واقعہ غالباً یہ ہے کہ گالیوں نے روما کو لوٹ کر جلا دیا البتہ کیپی ٹول کی پہاڑی پر جو قلعہ ہے اس پر چھ ماہ تک گالیوں کا قبضہ نہ ہوسکا۔ اب روایات کے افسانے سنئے۔ ایک رات کو گالیوں نے اچانک حملہ کردیا سنتری سو رہے تھے محافظ کتوں کو بھی خبر نہ ہوئی۔ صرف متبرک قازیں جاگ رہی تھیں اور ان کی آواز سے مارکس مین لیس عین وقت پر اٹھ گیا۔ خاندان فے بی ای کا ایک رکن اپنے خاندان کی مقدس رسوم ادا کرنے کے لئے دشمنوں کی صفوں کو چیرتا ہوا کوئرنال پہاڑی پر پہنچ گیا اور وہاں قربانی کی۔ کیملس جلاوطنی کی حالت میں آرڈیا میں مقیم تھا مگر جب تک کہ سینیٹ اور عامۂ قوم کیپی ٹول میں جمع ہوکر اسے حکم نہ دے اس نے افواج کی کمان کرنے سے انکار کردیا۔ ایک شخص مسمی کومی نیس ندی کو پیر کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور کیملس کے واپس بلائے جانے اور ڈکٹیٹر مقرر ہونے کی خبر لیکر صحیح و سلامت واپس آیا۔ بالآخر محصورین نے مایوسی اور گرسنگی سے مجبور ہوکر گالیوں کو ایک زبردست فدیہ دیکر انھیں محاصرہ اٹھا دینے پر آمادہ کیا۔ لیکن جس وقت رقم ادا ہو رہی تھی اور مغلوبوں پر لعنت کے الفاظ گستاخ وحشیوں کی زبان پر تھے کیملس مع اپنی فوج کے پہنچ گیا اور اپنی شمشیر براں سے روما کو آزاد کرادیا اور روپیہ بھی گالیوں سے واپس لے لیا۔ مگر یہ سب محض افسانے ہیں جو زمانہ مابعد کے

مصنفوں نے اپنے نوجوان کو غیرت دلانے کے لیئے تراش لئے تھے۔

(۱۳۲) روایات سے البتہ ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ گو میدان جنگ میں گالیوں کے حملے بہت سخت ہوتے تھے مگر محاصرہ کرنے کی ان میں صلاحیت نہ تھی اور چونکہ رسد ان کے پاس کافی نہ تھی اور اطالیہ کی آب و ہوا ان کے موافق نہ تھی اس لئے ان کی فوجیں منتشر ہونے لگیں اطالیہ میں شمالی حملہ آوروں کا اکثر یہی حشر ہوا ہے لیکن بیان کیا جاتا ہے اور ممکن ہے کہ یہ پیام صحیح ہو کہ اہل روما گالیوں کی رسد جمع کرنے والی ٹکڑیوں کو تہ تیغ کر دیتے تھے جس سے گالیوں کی حالت نازک[۵۱] ہوتی جاتی تھی۔ روما جلا دیا گیا مگر اس کی قوت بالکل زائل نہیں ہوئی تھی شکست سے قوم میں جو ہیبت پیدا ہو گئی تھی اس کے دفع ہوتے ہی اہل روما کے چھوٹے دستے دشمن کو پریشان کرنے لگے۔ وی ای[۵۲] کا شہر جس پر حال ہی میں قبضہ ہوا تھا اس مقابلے کا خاص مرکز تھا۔ روما کی جانداری کا یہ بے نظیر ثبوت جلا ہینی بال کی جنگ کے مصائب میں بار بار ہمارے سامنے آئے گا۔ اس سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ اہل روما کی تمام تر توجہ اس زمانے میں پیٹریشین اور پلیبین طبقوں کے باہمی مناقشات پر نہ تھی۔ جس کا اس عہد میں اس قدر زور تھا۔ ان میں باہمی اتحاد زیادہ تھا گو یہ روایات سے ظاہر نہیں ہے اور اکثر اوقات جب سلطنت خطرے میں ہوتی تو وہ اپنے باہمی اختلافات کو بالائے طاق رکھکر اس خطرے کو دفع کرنے میں مشغول ہو جاتے۔

(۱۳۳) روما اور اٹرسکیون کی لڑائیوں کو تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں

---

[۵۱] پالی بیس (دوم ۱۸) کا بیان ہے کہ وی نی ٹی نے گالیوں کے ملک پر حملہ کر دیا تھا۔ یہی ان کی واپسی کا سبب ہوا۔ یہی وجہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔

[۵۲] یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ وی ای کو لاطینی نوآبادی کیوں نہ بنایا گیا۔ غالباً یہ اندیشہ ہا ہوگا کہ یہ شہر زیادہ طاقتور ہوگا۔ ایک روایت ہے کہ لوگوں نے روما کو چھوڑ کر وی ای چلے جانیکا قصد کیا تھا۔ ایک وجہ یہ ہو سکتی تھی کہ اٹروریا کمزور ہو رہا تھا اور آگے چل کر جنوب نے پی ٹی اور سوٹریم میں نوآبادیوں کا قیام ممکن نظر آیا۔ وی ای کی اراضی و اراضی روما میں شامل کر دی گئی اور ۳۸۷ق م میں اس ضلع سے چار جدید قبیلے بنائے گئے۔

باب ۱۵

اولاً سنہ ۴۳۱ تا سنہ ۴۲۵ کی سرحدی لڑائیاں۔ ثانیاً وی ای کی دہ سالہ جنگ سنہ ۴۰۶ تا سنہ ۳۹۶ جس کے اختتام پر کیملس نے وی ای کو فتح کرلیا۔ ثالثاً سنہ ۳۹۵ تا سنہ ۳۹۳ کے عجیب وغریب واقعات ہیں۔ سنہ ۳۹۵ سے سنہ ۳۹۱ تک روما کی شمالی پیش قدمی جاری تھی اس نے قالی ری ای پر قبضہ کرلیا، وولسنی اور دوسرے قصبات کی سرکوبی کی، وی ای کی مفتوحہ اراضی اپنے غریب شہریوں میں تقسیم کردی اور اس کی قوت اٹروریا میں اس قدر مستحکم ہوگئی کہ اس نے کیملس کو مال غنیمت میں غبن کرنے کے الزام میں جلاوطن کردیا۔ اٹروریا کے شہر کلوسیم نے روما سے اس زمانے میں گالیوں کے خلاف مدد دینے کی درخواست کی۔ مگر سنہ ۳۹۰ میں روما خود ذلیل وخوار ہوا اور گالیوں کے سیلاب کی تاب نہ لاسکا۔ لیکن سنہ ۳۸۹ میں پھر سنبھل گیا اور اپنے اکثر دشمنوں اور باغی حلیفوں کو نیچا دکھایا۔ اٹروریا میں بھی جنگ جاری تھی ٹارکوئنی کے ضلع میں جو غالباً اٹروریا کا سب سے بڑا شہر تھا اس کی فوجیں موجود تھیں اور چند فتوحات کے بعد اس نے سوٹریم اور نی پی ٹی کے حربی مقامات پر قبضہ کرلیا جس سے جنوبی اٹروریا میں اس کے قدم جم گئے اور باوجود سخت مقابلے کے ان دونوں مقامات پر اس کا قبضہ برقرار رہا۔

(سنہ ۳۹۱) اس روایت میں بلاشبہ مبالغہ اور غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے البا کی جھیل کا افسانہ بھی عجیب وغریب ہے سنہ ۳۹۸ میں اس کا پانی بہت چڑھ گیا جب کہ وی ای کا محاصرہ جاری تھا اور یہ مشہور ہوا کہ ایک اٹرسکی نجومی نے پیشین گوئی کی ہے کہ جب تک اس جھیل کا پانی نہ سوکھے وی ای فتح نہ ہوگا۔ روما کے ایک جیوٹ نوجوان نے بڈھے نجومی کو گرفتار کرکے سینیٹ میں پیش کردیا۔ وہاں بھی اس نے اپنی اسی پیشین گوئی کو دہرادیا۔ اس کے بعد ایک وفد ڈیلفی بھیجا گیا اور وہاں سے بھی نجومی کی پیشین گوئی کی تائید ہوئی اس لئے جھیل سکھائی گئی اور وی ای فتح ہوگیا اس محاصرہ کا زمانہ ٹرائے کے محاصرے کے قریب تھا اور ایک سرنگ[1] شہر کے نیچے بنائی گئی تھی جو نافِ شہر تک

---

[1] ٹرائے کے قصہ میں لکڑی کے گھوڑے کا ذکر ہے۔ یہ سرنگ اسی کے جواب میں اس افسانے میں غالباً رکھی گئی ہے۔

پہنچی تھی۔ شہر کی حفاظت کے لیے کچھ رسوم ہو رہی تھیں مگر اتنے میں روما کی فوج پہنچ گئی اور جو رسم وہی ای کے لیے شروع ہوئی تھی اس کا اختتام روما کے لیے ہوا۔

(۱۳۵) روما کی مسلسل فتوحات کا ثبوت اس امر سے ہوتا ہے کہ اسی عہد میں ایکوی اور واسکی سے جو لڑائیاں جاری تھیں اختتام کو پہنچ گئیں۔ وقائع نگاروں نے اپنے غیر محققانہ طریقے پر متعدد لڑائیوں اور معرکہ آرائیوں کا ذکر کیا ہے صرف دو اہم امور میں یعنی ۳۴۰؁ کی جنگ عظیم جب کہ روما نے لاطینیوں اور ہرنیکیوں کی مدد سے اپنے پرانے دشمنوں کو ایسی سخت شکست دی کہ وہ پھر سنبھل نہ سکے۔ اس کے بعد ۳۸۹؁ اور ۳۸۶؁ تا ۳۸۵؁ کی جنگ ہے جس میں لاطینی اور ہرنیکی رضاکار والسکیوں کی طرف سے لڑے تھے۔ روما اس وقت مصائب سے گھرا ہوا تھا اور دشمن ہر طرف سے اس پر حملہ آور ہو رہے تھے مگر مورخوں کے بیانات ناقص ہیں۔ غالباً ایکوی اور واسکی سے جو جنگ جاری تھی ختم ہو چکی تھی اور روما کے قدیم اور وفادار حلیفوں میں اضطراب و تشویش پیدا ہو گئی تھی۔

روماا لاطی

(۱۳۶) اس عہد میں غالباً روما اور لاطینیوں کے تعلقات میں بلا شبہ کوئی نہ کوئی تغیر ضرور ہوا مگر اس تغیر کی شکل اور نوعیت نامعلوم ہے۔ قدما کی تحریروں میں نہ تو اس کا کوئی حوالہ ہے نہ ذکر البتہ بعض غیر واضح تحریروں سے چند قیاس کئے گئے ہیں مگر ان تحریروں کی صحت مطالب میں بھی شبہ ہے۔ مامسین کی رائے ہے اور دوسروں نے بھی اسے تسلیم کر لیا ہے کہ ۲۶۸؁ یا ۲۶۹؁ میں روما نے اتحاد لاطینی میں جدید شرکا کی شرکت کو روک دیا۔ اس وقت اس میں ۴۷ لاطینی شہر یا نو آبادیاں شریک تھیں۔ ان ۴۷ میں سے صرف ۳۰ کو مجلس اتحاد میں رائے دینے کا حق تھا۔ اس کے بعد جو لاطینی بستیاں قائم ہوئیں انھیں اتحاد میں داخل نہیں کیا گیا اور لاطینم کی حدود کو معین کر دیا گیا۔ جدید بستیوں کو حقوق تجارت و مناکحت ایک دوسرے سے یا قدیم لاطینی شہروں سے حاصل نہ تھے بلکہ صرف روما سے۔ ان میں سے چند امور حد درجہ قرین قیاس معلوم ہوتے ہیں۔ اس تغیر سے اتحاد لاطینی روما کے قابو میں بہت کچھ آ گیا اور اس نے اپنے حلیفوں کے ساتھ ایک نیا طرز عمل اختیار کیا اور اب اس کی شہنشاہی حکمت عملی کا اصول یہ ہو گیا کہ حلیفوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ رکھ کر ان کا تعلق صرف مرکزی حکومت سے رکھا جائے۔ مگر ان اصول کو عمل میں

باب ۱۳

لانے سے بےچینی اور بغاوت کے پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔ روما ابھی تک ۳۹۰؁ کے صدموں سے سنبھلا نہ تھا۔

جنوبی اٹروریا کی فتوحات سے اس کی سلطنت تو وسیع تر ہوگئی تھی مگر لاطینیوں کے نقطۂ نظر سے اب انھیں یہ ضرورت نہ تھی کہ روما اہل اٹروریا کے حملوں سے جن کی کمزوری عیاں ہوگئی تھی۔ انھیں بچائے۔ برخلاف اس کے لاطینیوں کو خوب معلوم ہوگا کہ ان کے عقب میں جنوب مشرق میں جدید قوتیں نمودار ہو رہی تھیں اور اطالیہ میں جنگ[1] و جدال کا بازار گرم تھا جس کی وجہ سے روما کے لئے لاطینیوں کی امداد ضروری تھی۔ لاطینی قوم کے افراد اس عہد میں ایکوی، واسکی اور اٹرسکی قوموں کی زمینوں پر قبضہ کرکے آباد ہو رہے تھے مگر روما نے یہ ٹھان لیا تھا کہ اس سے نفع اتحاد لاطینی کو نہ ہو بلکہ خود اسی کو ہو۔ اس طرز عمل کو اختیار کرنا اس وقت سخت جسارت تھی مگر اہل روما کی لاطینی نوآبادیوں کے قیام سے منشا یہی تھا جس سے لاطینیوں میں تشویش پھیل گئی۔ مگر انھوں نے یا تو روما کے اصل مقصد کو سمجھا نہیں یا اگر سمجھا تو خوب نہ سمجھا ورنہ روما سے وہ فوراً باغی ہو جاتے۔ ان کی اس سہل انگاری کا نتیجہ یہ ہوا کہ روما کو اپنے حلیفوں سے ناگزیر جنگ کی تیاری کے لئے چالیس سال کا وقفہ مل گیا۔

ٹسکولم

(۱۳۷) روما اور لاطینیوں کے درمیان جو چھیڑ چھاڑ ۳۸۹؁ سے ۳۵۸؁ تک جاری تھی اور اتحاد کے شہریوں سے جو لڑائیاں ہوئیں ان کے حالات جو بیان کئے گئے ہیں ناقابل وثوق ہیں۔ لاطینی مختلف ذرائع سے روما کے دشمنوں کی مدد کرتے رہے اور واسکیوں کی مخالفت بھی انھیں کی وجہ سے برقرار رہی اینٹیم کرکے ای اور ویلیٹری کی نوآبادیوں کی طرف سے روما کو اکثر پریشانی رہتی تھی۔ چند قدیم لاطینی شہر مثلاً پرے نیسٹی اور ٹسکولم باغی ہو گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ۳۸۱؁ میں ٹسکولم نے اطاعت قبول کرکے مدنیت روما کے حقوق حاصل کرلئے۔ معلوم نہیں کہ یہ پورے حقوق مدنیت تھے جن کی وجہ سے

---

[1] میری ذاتی رائے یہ ہے کہ لاطینی نوآبادیوں میں تعداد غالب روما کے پلی بین لوگوں کی تھی جو حصول اراضی کے لئے ترک وطن کر رہے تھے اسی وجہ سے ان نوآبادیوں کے تعلقات بمقابلۂ قدیم لاطینی شہروں کے زیادہ تر روما سے ہوئے۔

باب ۵

روما کے قبیلوں میں شرکت کا شرف اور رائے دینے کا حق حاصل ہوتا تھا یا یہ محض (Civitas sine suffragio) تھا جس کا زمانہ مابعد میں اکثر ذکر آتا ہے۔ مگر دونوں صورتوں میں یہ لازمی تھا کہ اس شہر کے سیاسی تعلقات بجز روما کے کسی دوسری سلطنت سے نہ ہوں۔ اسی سلسلے میں بیان کیا گیا ہے کہ روما کے دشمنوں نے ٹسکولم پر حملہ کیا اور روما کی فوجوں نے اسے بچا لیا۔

سامنی

(۱۳۸) جنوبی اطالیہ اور سسلی میں اس عہد میں جو تغیرات ہو رہے تھے وہ روما کی تاریخ کے لئے نہایت مہتم بالشان ہیں۔ ان تغیرات میں حسب ذیل واقعات شامل ہیں۔ سامنیوں کی ترقی اور پیش قدمی مغربی یونانیوں کا اپنے ذرائع کو ضائع کرنا اور ان کا اضمحلال۔ یونانیوں کا ضعف نہ صرف اطالوی قبیلوں کے دباؤ کی وجہ سے تھا بلکہ اہل قرطاجنہ کو بھی اب ان سے بدلا لینے کا موقع مل گیا جس کے انتظار میں وہ عرصے سے تھے۔ جنوبی اطالیہ کے سواحل کے یونانی شہروں کو بالائے ملک کے دیسی باشندوں سے ہمیشہ خطرہ تھا اور اس کا ثبوت ۲۸۰؁ میں مل گیا تھا جب کہ یاپی جیون نے ٹارینٹم کی ایک فوج کو سخت شکست دی تھی۔ لیکن ابھی تک یونانیوں کی حالت گئی گزری نہیں تھی اور جب تک کہ سامنیوں کی پیش قدمی جنوب کی طرف شروع نہیں ہوئی ان کی حالت مخدوش نہ تھی۔

(۱۳۹) اطالیہ کے جو قبیلے امبرو سابیلی کہے جاتے ہیں ہندی یورپی نسل سے تھے اور لاطینوں کے ہم نسل تھے۔ شمال میں امبریوں کو اٹرسکیوں کی پیش قدمی کی وجہ سے پیچھے ہٹنا پڑا تھا اور عہد تاریخی میں ان کے قبضے میں ایک چھوٹا سا پہاڑی ضلع تھا اور جنوبی اٹروریا میں بھی غالباً وہ بہ حیثیت محکوموں کے آباد تھے۔ ان کے جنوبی ہم نسل قبیلے مثلاً سابن وغیرہ ایپی نائن کی گھاٹیوں کو طے کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اور اپنی آبادیاں قائم کر رہے تھے۔ جہاں کسی نے ان کی مخالفت نہ کی تو وہ نشیبی زمینوں پر آباد ہو جایا کرتے تھے۔ مگر ان کی آبادیاں زیادہ تر شمال مشرقی ساحل کی طرف تھیں۔ جنوب مشرق کی طرف وہ روما اور لاطینی اتحاد کی قوت کی وجہ سے بڑھ نہ سکے۔ مگر جوں جوں وقت گزرتا گیا ان طاقت ور اور کثیر الاولاد پہاڑیوں کیلئے ان کی موجودہ زمینیں تنگ ہوتی گئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے جھنڈ کے جھنڈ

باب ۱

تلاشِ معاش کے لیے اپنے وطن چھوڑ کر اطراف کے اضلاع میں آباد ہونے لگے۔ قوم سامنی اسی طرح وجود میں آئی جو پانچویں صدی ق م کے وسط میں سامنیم کے پہاڑی ضلع میں آباد تھی، اور ایڈریاٹک کے سواحل تک پھیلی ہوئی تھی۔ ان کے جنوب و مغرب میں اطالیہ کا بہترین خطہ تھا یعنی کیمپے نیا کی زرخیز اور خوشگوار نشیبی زمینیں جن کے ساحل پر یونانی شہر آباد تھے مگر اس ملک زیادہ تر اٹرسکیوں کے قبضے میں تھا جو ایک زمانے میں طاقتور اور اٹروریا کے اپنے ہم نسلوں سے متحد تھے مگر اب کمزور اور بے یار و مددگار تھے۔ حملہ آور سامینی اس ملک میں گھس آئے۔ اٹرسکیوں کا شہر کیپوا ۴۲۴؁ میں ان کے قبضے میں آگیا اور یونانی شہر کیومی ۴۲۰؁ میں۔ صرف نیپولس اور چند دیگر مقامات یونانیوں کے قبضے میں رہ گئے۔ مگر کیمپے نیا پر حکمراں ہونے سے وہ چند ایسے اثرات کے تابع ہوئے جن سے ان کے خصائل متبدل ہو گئے۔ شہری زندگی اور دولت کے تکلفات سے سادہ لوح پہاڑیوں کی اولاد میں حد درجہ کی نخوت پیدا ہو گئی۔ سپہگری کا مذاق ان میں باقی رہا مگر بجائے پیدل کے ان کے سوار زیادہ کار آمد تھے۔ ان کی تعداد بڑھتی جاتی تھی مگر ترکِ وطن کرنے اور نئے مساکن تلاش کرنے کی طرف اب انھیں رغبت نہ تھی۔ اجیرانہ ملازمت کا ان میں عام شوق ہو گیا اور کارتھیج اور سیراکیوز کی فوجوں میں ان کے قسمت آزما سپاہی کثرت سے تھے۔ پہاڑی سامینوں سے انھیں اب بالکل ہمدردی نہ تھی۔ ۴۱۱؁ میں روما سے ایک وفد بوجہ گرانی غلہ خرید کرنے کے لیے گیا تھا مگر اسے بے نیل مرام واپس آنا پڑا لیکن کیمپے نیا پر قبضہ کر لینے سے سامینوں کی پیش قدمی رک نہ سکی پانچویں صدی کے اختتام تک اس پیش قدمی کے جاری رہنے سے ان کا قبضہ ایک وسیع خطہ پر ہو گیا جو بحر ٹسکنی سے خلیج ٹارینٹم تک چلا گیا ہے اور جو ان کے نام کی بنا پر لیوکانیا موسوم ہوا۔ اس کے بعد خود لیوکانیوں کی ایک جماعت نے جو بریٹی یا بروتی کے نام سے موسوم تھی اس خطۂ ملک پر قبضہ کر لیا جو آبنائے میسانا تک چلا گیا ہے۔

عدم اتحاد

(۱۴۰) روما کی زیر صدارت لاطینیوں نے آہستہ آہستہ اور درجہ بدرجہ ترقی کی بر خلاف اس کے سابیلی نہایت سرعت کے ساتھ ایک وسیع خطۂ ملک پر پھیل گئے۔ اس اختلاف کو ناظرین نے محسوس کر لیا ہوگا۔ مگر واضح رہے کہ ترقی اور توسیع میں بہت فرق ہے۔ جنوبی سابیلینوں میں اور ان کے ان ہم نسلوں میں جو سامنیم میں رہ گئے تھے

باب ۵

جو تعلقات تھے مستحکم نہ تھے۔ جیسے جیسے وہ جنوب کی طرف بڑھتے گئے وہ قدیم باشندوں سے ملتے گئے۔ یونانی شہروں سے بھی ان کے تعلقات بڑھ گئے اور ساحل کے بہترین مقامات ان کے قبضے میں تھے۔ اس زبردست قوم کی سیاسی ناکامی کی وجہ یہ نہیں ہو سکتی کہ اس کے اجزا میں اختلاف پیدا ہو جاتے تھے۔ اس ناکامی کی غالباً اصل وجہ یہ ہے کہ ان کے نظام میں کوئی خاص سقم تھا۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ قوم چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں منقسم تھی جنھیں ہم (Canton) (ضلع) کہہ سکتے ہیں۔ دوسرے پہاڑیوں کی طرح انھیں بھی آزادی پیاری تھی۔ مگر بوجہ باہمی بغض و حسد و تعویق تعاون عمل ان میں ناممکن تھا۔ اختیاری تعاون عمل احکام کی باقاعدہ پابندی کا نعم البدل نہیں ہو سکتا اور چونکہ ان کی سیاسی زندگی کا کوئی ممتاز مرکز یعنی کوئی بڑا شہر یا بادشاہ نہ تھا اس لئے ان کے کوئی سرغنے بھی نہ تھے جن کی وہ اطاعت کرتے سنسان پہاڑی وادیوں میں مقامی اور فرقہ واری معاملات کے مقابلے میں دوسرے بھائیوں کا زیادہ خیال نہ آتا ہوگا۔ جو امداد کے طالب ہوں۔ یعنی ایک مدد طلب کرتا ہوگا اور دوسرا لیت و لعل کرتا ہوگا اور اگر کچھ کیا بھی جاتا تو بعد از وقت۔ بالمختصر سامنیوں میں نہ تو کبھی حقیقی قومیت پیدا ہوئی اور نہ ان کی کوئی زبردست سلطنت بن سکی اور اس طور پر اطالیہ کی سب سے زیادہ جنگجو قوم ایک چھوٹی سی قوم (روما) کا مقابلہ نہ کر سکی جس میں تعاون اور فرماں برداری کا مادہ تھا۔

مغربی یونانی

(۱۴۱) یہی عدم اتحاد کا عیب جو سابیلیوں میں تھا مغربی یونانیوں کی تباہی کا باعث ہوا۔ یہ شہر جو آٹھویں صدی سے چھٹی صدی ق م کے درمیان قائم ہوئے۔ سسلی اور جنوبی اطالیہ میں اب انتہائی عروج کو پہنچ چکے تھے۔ ان کی ترقی سے قرطاجنہ اور اٹروریا کے لوگ چوکنے ہو گئے تھے سنہ ۴۸۰ میں اہل قرطاجنہ نے سسلی پر حملہ کر دیا مگر شکست کھا کر واپس ہوئے اور سنہ ۴۷۴ میں اٹرسکیوں کو بھی سمندر پر شکست ہوئی۔ مغربی یونانی دولت مند اور طاقت ور تھے، ان کا تمدن اعلیٰ درجہ کا تھا اور کمالات ذہنی ترقی پر تھے، یونان کے ورزشی تہواروں میں انھیں اکثر کامیابی حاصل ہوتی تھی۔ ان سب امور کی وجہ سے عالم یونانی انھیں حسد اور تعجب کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ مگر لڑائیوں میں ان کو کامیابیاں حکام مطلق کی زیر سرکردگی حاصل ہوئی تھیں جن کے ہاتھوں میں تمام اقتدارات آ گئے تھے۔ لیکن یونان کے سیاسی خیالات کے بموجب یہ غاصب بادشاہ

جائز حکمراں نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لئے ان غاصب حکمرانوں کے زوال کے بعد مغربی یونانیوں میں قابل سرغنے باقی نہ رہے۔ شہروں میں فرقہ بندی شروع ہو گئی بڑے شہر چھوٹے شہروں کے درپے ہو گئے اور اہل ڈوریا اہل ایونیا کو مغلوب کرنے کی فکر میں ہو گئے۔ بظاہر یونانی شہر محفوظ معلوم ہوتے تھے اور ان کی شان و شوکت باقی تھی مگر ان کی سیاسی نااہلی بہت جلد ان کے زوال کا باعث ہونے والی تھی اور قرطاجنہ بھی انتقام کے لئے وقت کا منتظر تھا۔

(۲۱۴) ۵۱۰ ق م میں جنوبی اطالیہ کے ایک بڑے یونانی شہر سائی بارس کو ایک دوسرے یونانی شہر کروٹن نے تباہ کر دیا۔ ۴۴۳ ق م میں ایتھنز نے جس کی قوت اس وقت عروج پر تھی سائی بارس کے موقع پر تھوری ای کی بنا ڈالی اور اس طرح مغرب کے معاملات میں دخل دہانی شروع کی۔ اس کے بعد وہ سسلی کے یونانیوں کے جھگڑوں کی طرف متوجہ ہوا اور ۴۲۷ ق م سے بحری مہموں اور سفارتی کارروائیوں کے ذریعہ سے مداخلت کرتا رہا۔ ۴۱۵ تا ۴۱۳ ق م کی سسلی کی مہم میں اسکو سخت ناکامی ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ مغربی یونانی سیراکیوز کی سرکردگی میں اپنے دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رہا کئے۔ مگر انکے نظام سیاسی کے استقام ان کی تباہی کا باعث ہوئے کیونکہ بوقت ضرورت وہ ایک دوسرے کی عاجلانہ اور سرگرم امداد کرنے سے معذور رہتے تھے اور قرطاجنہ نے جب اپنے اجیر سپاہیوں کی فوجیں سسلی میں لانی شروع کیں تو اس کے مقابلے کا کوئی انتظام نہ کر سکے۔ ۴۰۹ ق م تا ۴۰۵ ق م کی جنگ میں یونانی شہر یکے بعد دیگرے دشمن کے قبضے میں آ گئے۔ کسی کے شہری بھاگ کھڑے ہوئے۔ کسی پر دھاوا کر دیا گیا اور کوئی محاصرہ کر کے لے لیا گیا۔ یونانیوں کے قبضے میں صرف چند ساحلی مقامات رہ گئے یہاں تک کہ سیراکیوز بھی معرض خطر میں تھا جس میں تباہ شدہ شہروں کے باقی ماندہ افراد نے پناہ لی تھی۔

اس موقع پر اس ملک کے افق سیاسی پر ایک شخص نمودار ہوا جس نے پریشان حال یونانیوں کے لئے اعجاز مسیحائی

کیا یہ شخص سرگروہی سے حکومت مطلق تک پہنچ گیا تھا۔ اس نے یونانیوں کی منتشر جماعت باب ۱۵

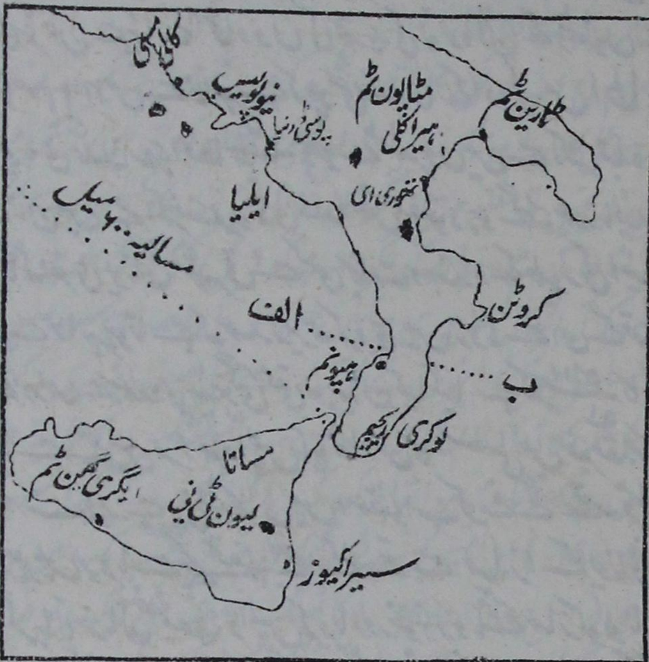
کالی می
نیو پولیس
پوسی ڈونیا
میٹاپون ٹم
ٹارین ٹم
ہیراکلی
تھوری ای
ایلیا
مسا لیہ ۲۰۰ میل
کروٹن
الف
ہیپونم
ب
لوکری کریجیم
مساتا
اگری جن ٹم
لیون ٹی نی
سیراکیوز

میگنا گریشیا" یعنی اطالیہ کی یونانی آبادیاں

صرف وہ شہر بنائے گئے ہیں جن کا ذکر روما کی تاریخ میں ہے ۔
خط اب ڈائونی سس کی حد فاصل ہے ۔

کو پھر جمع کیا اور اجیر سپاہیوں کو بھرتی کر کے اہل قرطاجنہ کو شکست دیکر صلح کرنے پر مجبور کیا۔ سیراکیوز کی حدود کو وسعت دیکر اس کو مستحکم کیا اور بحیثیت حاکم مطلق کے وہاں ۳۸ سال تک حکومت کرتا رہا۔ ۳۶۷ ق م میں جب اُس نے انتقال کیا تو سیراکیوز کی عالم یونانی میں دھاک بندھی ہوئی تھی اور اس کی بحری اور بری قوت قابل لحاظ تھی۔ لیکن مغربی یونانیوں کے لئے اس کی حکومت مفید ثابت نہ ہوئی کیونکہ اس کا طرز عمل[۱۵] اطالیہ کے بعض یونانی

---

[۱۵] دیکھو گروٹ تاریخ یونان حصہ دوم باب ۸۵ جسمیں بیان کیا گیا ہے کہ ڈائونی سیس چاہتا تھا کہ جزیرہ نما اطالیہ کا آخری حصہ جو انگوٹھے کی شکل کا ہے ایک دیوار یا خندق بنا کر باقی ملک سے علیحدہ کر دیا جائے ۔

شہروں پر اس نے قبضہ کر لیا اور بعض کو ضعیف کر دیا اور جب ان میں سے بعض نے لوکانیون کا مقابلہ کرنے کی غرض سے پرانے اتحادوں کی تجدید کی تو وہ ان کے دشمنوں سے مل گیا۔

روما اور یونانی

(۱۴۴) اس سے ظاہر ہے کہ چوتھی صدی کے اوائل میں اطالیہ اور سسلی میں یونانی تمدن رو بہ انحطاط تھا۔ چھوٹے شہروں میں سے اکثر تباہ ہو گئے اور جو باقی رہ گئے ان میں سے اکثر سے یونانی خصائص مفقود ہو گئے۔ عہد مابعد کے واقعات سے ظاہر ہو گا کہ مغربی یونانی مشرق سے کسی نجات دہندہ کے ظہور کی امیدیں تھے مگر بعض امور سے ظاہر ہوتا ہے کہ عہد زیر تذکرہ ہی میں روما سے ان کے تعلقات پیدا ہو رہے تھے اور اس سے ہمدردی پیدا ہو گئی تھی۔ بیان کیا گیا ہے کہ سنہ ۴۱۱ء کا وفد جو کیمپے نیا سے بے نیل مرام واپس آیا تھا اس کا سسلی میں خیر مقدم کیا گیا[۵۱] اہل روما ڈیلفی کے مندر سے اپنی مشکلوں میں استصواب کرنے لگے تھے۔ ڈیلفی کے دیوتا کے لئے سنہ ۳۹۴ء میں روما سے کچھ تحفے بھیجے گئے تھے جسے لیپارا کے یونانی بحری قزاقوں نے لوٹ لیا[۵۲] مگر بالآخر مال غنیمت واپس کر دیا اور خود روما کے جہاز کو یونان پہنچا آئے۔ ایک دوسرا راوی بیان کرتا ہے[۵۳] کہ یہ تحفے جب ڈیلفی پہنچے تو مسالیہ کے گودام با خزانے میں رکھے گئے۔ یہ روایت قرین قیاس ہے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ دوست نواز اہل مسالیہ[۵۴] نے روما کے لئے چندہ جمع کیا جبکہ وہ گالیوں کے حملے سے مصائب میں مبتلا تھا۔ یہ بیانات صحیح ہوں یا نہ ہوں مگر اس سے ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ روما اور یونانیوں کے تعلقات دوستانہ تھے۔ واقعات مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے کہ عہد زیر تذکرہ (سنہ ۳۴۸ء تا سنہ ۲۸۲ ق م) میں روما جنوبی اٹروریا میں فتوحات حاصل کر رہا تھا اور گالیوں کے مقابلے میں اہل اطالیہ کا حامی تسلیم کر لیا گیا تھا۔ لاطینیوں کو وہ

---

[۵۱] لیوی چہارم ۵۲۔

[۵۲] لیوی پنجم ۲۸۔

[۵۳] ڈایوڈورس چہاردہم ۹۳۔

[۵۴] مسالیہ اور روما کے لئے دیکھو جسٹن ۴۳، ۵، اسٹرابو چہارم ۱، ۵ (صفحہ ۱۸۰) اور کلاسین اسٹیوپ دان یانگ صفحات ۳۴۶-۳۴۸ میں تھوسی ویدوس دہم ۱۲ پر نوٹ۔

باب ۱۵

اپنے قابو میں لا رہا تھا، یونانیوں سے اس کے تعلقات دوستانہ تھے اور سامینوں کی روز افزوں قوت کا احساس ہونے لگا تھا۔

فوجی اصلاحیں

(۴۴۱) اب ہم فوج کا مختصر تذکرہ کریں گے جس پر ایک روز افزوں سلطنت کی خارجی حکمت عملی کا مدار ہوتا ہے۔ اس عہد میں نظام فوجی میں مہتم بالشان تغیرات کئے گئے۔ صحیح تاریخیں تو معلوم نہیں مگر غالباً ان تغیرات کا کیملس سے تعلق ہے جو اس عہد کا سور ما مانا جاتا ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ وی آئی کے طویل محاصرہ کی وجہ سے سرمائی معرکہ آرائیاں ضروری ہو گئیں اور اس کی وجہ سے سپاہیوں کو تنخواہ دینے کا رواج پڑ گیا۔ مسلسل معرکہ آرائیوں کے تجربے سے جنگی صف بندی کے بھی نئے طریقے جاری ہوئے جن کا آغاز غالباً اس عہد میں ہوا۔ فیلنکس کا طریقہ جو گالیوں کے مقابلے میں بے کار ثابت ہوا تھا ترک کر دیا گیا۔ لیجن کے پیدل سپاہی ۳۰ کمپنیوں یا (Maniples) میں تقسیم کر دئے گئے، جن میں سے ہر ایک میں دو سنتوریاں تھیں۔ سنتوری (Manipies) کا ٹھیک نصف تھی تاکہ ہر وقت سنتوری باری باری سے جنگ یا دوسرے کاموں میں شرکت کر سکے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ پرانے آسان تر طریقۂ جنگ کے مقابلے میں جدید نظام قومی کے لئے ضروری تھا کہ سپاہیوں کی فوجی تعلیم باقاعدہ ہو۔ اس لئے اب جنگی صفوں میں کسی شخص کا درجہ اس کی دولت یعنی سامانِ جنگ بہم پہنچانے کی صلاحیت پر نہ تھا بلکہ تجربہ اور فوجی کارکردگی پر۔ حملوں میں پھرتیلے نوجوان آگے ہوتے۔ بزرگ آزمودہ سپاہیوں سے مستحفظ فوج کا کام لیا جاتا اور ان کے درمیان میں متوسط عمر کے لوگ ہوتے۔ جب یہ نظام مکمل ہو گیا تو ہر لیجن کی تقسیم میدانِ جنگ میں ہراول سے عقب تک حسب ذیل ہوتی۔

(Hastati)	کے ۱۰	(Maniples)	فی ۱۲۰ نفر	=	۱۲۰۰	سپاہی
(Principes)	کے ۱۰	”	فی ” ”	=	۱۲۰۰	”
(Priarii)	کے ۱۰	”	فی ۶۰ نفر	=	۶۰۰	”

ان تین ہزار سپاہیوں کے علاوہ ہر لیجن میں ۳۰۰ سوار اور ۱۲۰۰ ہلکے ہتھیار والے سپاہی (Velites) بھی تھے مگر زمانہ سابق کے (Rorarii کے مقابلے میں ان کے اسلحہ بہتر تھے ہر کمپنی کے بیچ میں یکے بعد دیگرے پیدل کا ایک

(Manipulus) ہوتا جس کا عرض اگلی صف کے طول کے مساوی ہوتا لیکن تینوں قسم کے سپاہیوں کی کمپنیاں ایک کے پیچھے ایک صف بستہ نہ ہوتیں بلکہ ان کی حالت شطرنج کی بساط کے ایک رنگ کے خانوں کی ہوتی۔ کمپنیوں کے درمیان میں جو خالی جگہ تھی اس سے سپاہیوں کو اپنے ہتھیاروں سے کام لینے کا موقع ملتا اور ہلکے ہتھیار والے سپاہیوں کو موقع ملتا کہ چھیڑ چھاڑ کرتے ہوئے آگے بڑھیں اور اپنا کام کر کے جلدی سے واپس آ جائیں اگر پہلے درجے کے سپاہیوں (Hastati) کو ناکامی ہوتی تو وہ پیچھے ہٹ جاتے اور درجۂ دوم والے (Principes) آگے بڑھکر دشمن پر حملہ آور ہوتے۔ اگر جنگ نہایت سخت ہوتی تو درجۂ سوم یعنی (Triarii) کی بھی باری آتی جو اس غرض سے تھی کہ شکست کو فتح سے بدل دیں۔ سپاہیوں کے اسلحہ گو یہاں بیان کرنا ممکن نہیں مگر ایک نہایت ہی ضروری امر کا بیان ضروری ہے اسی عہد میں (Pilum) کا رواج ہوا جو اہل روما کا خاص ہتھیار خیال کیا جانے لگا۔ یہ ایک برچھا ۶½ فٹ لنبا نصف لوہے اور نصف لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ لوہے کی سلاخ لکڑی میں مضبوطی سے بٹھائی جاتی تھی اور دوسری طرف خاردار سرا ہوتا۔ یہ ہتھیار غالباً نہایت بھونڈا اور بھاری ہوگا۔ روما کے سپاہیوں کو اس نیزہ زنی کی مشق ہو گئی تھی۔ جب دشمن کے قریب آ جاتے تو اس زور سے پھینکتے کہ اگر وہ زرہ پر نہ گرتا تو ڈھال پر ضرور گرتا اور اس کو بیکار کر دیتا اور قبل اس کے کہ دشمن برچھے کو اپنی ڈھال سے نکالتا حریف رومی اس کے سر پر تلوار لیکر پہنچ جاتا۔ یہ تلوار دو دھاری اور نکیلی تھی۔ دست بدست لڑائیوں میں خوب کام دیتی تھی اور اس کا زخم کاری ہوتا تھا۔

نگ

(۱۴۵) زمانۂ قدیم کی صف آرائی کے طریقے کے مقابلے میں موجودہ طریقہ جس میں لیجن (Manipulus) میں تقسیم کئے گئے تھے بہت بہتر تھا کیونکہ اس میں ہر کمپنی علیحدہ تھی اور اس کے فرائض مختص تھے۔ اگر ایک کمپنی میں ابتری پڑ جاتی تو دوسری پر اس کا اثر نہ ہوتا۔ ناہموار زمین پر بھی جدید فوج بمقابلہ پرانے فیلنکس کے زیادہ کارگر تھی اور پرانے برچھے کے مقابلے میں پیلم اور تلوار بہتر تھے۔ سواروں سے کیمیلس کے زمانے تک بخوبی کام لیا جاتا تھا مگر اس کے بعد اہل روما نے اس کی طرف غفلت کی اور پیدل فوجوں پر مدار رہ گیا۔ لیکن اس غفلت کا انھیں سخت خمیازہ

بھگتنا پڑا۔ سواروں کے کامیاب حملوں سے پیدل فوج تتر بتر ہو جاتی اور اس کی صف ٹوٹ جاتی جس سے اس کو اپنے اسلحہ سے کام لینے کا موقع نہ ملتا۔ انھیں ترکیبوں سے **ہینی بال** نے کام لیکر روما کی فوجوں کو جو تعداد میں زیادہ تھیں شکست فاحش دی دستور یہ تھا کہ روما کے لیجن میدان جنگ میں وسط میں ہوتیں اور میمنہ اور میسرہ پر حلیفوں کی فوجیں ہوتیں۔ **لاطینی** اور **ہرنیکی** فوجیں بھی روما کے طریقے پر مرتب تھیں مگر غالباً روما کے معیار سے گری ہوئی تھیں اس کے علاوہ چونکہ وہ مختلف بستیوں کے چھوٹے چھوٹے دستوں پر مشتمل تھیں اس لئے ان میں نہ تو تعاون کی صلاحیت تھی اور نہ فن سپہگری میں وہ کمال تھا جو روما کی فوجوں کو حاصل تھا مختلف شہروں میں یکجہتی بھی نہ تھی۔ لیکن روما کی سرکردگی میں نہایت سخت ضبط فوجی جاری تھا ہر شخص کی حیثیت سپاہی کی بھی تھی اور شہری کی بھی۔ سپاہی اپنے آپ کو بندۂ زر نہ سمجھتے تھے بلکہ اپنے ملک کے لئے جان دینا باعث عز و افتخار اور اپنا موروثی حق خیال کرتے تھے روما کی فوجوں کے استقلال اور ثابت قدمی کی یہی وجہ تھی۔

لشکرگاہ

(۱۴۶) اہل روما کے خصائص میں ایک یہ بھی تھا کہ فتح کرنے سے زیادہ قبضہ کے قیام کو وہ زیادہ ضروری خیال کرتے تھے۔ اسی وجہ سے لشکر گاہوں کی تعمیر فوج کے کام کا ایک بڑا جزو تھا۔ ہر ایک نقل و حرکت کے بعد ایک لشکرگاہ ایک باضابطہ خاکہ کی بنا پر بنایا جاتا جس کے اطراف میں نوک دار لکڑیوں کی مورچہ بندی ہوتی سپاہیوں کو اس سے یہ اطمینان ہوتا کہ اگر انھیں شکست بھی ہو تو ان کے عقب میں ایک جائے پناہ موجود ہو جس کی وجہ سے اسے پریشان حال پھرنا نہ ہوگا۔ لشکر گاہوں کے وجود سے ان کی ہمت بڑھتی اور تفکرات سے محفوظ رہتے یہی وجہ تھی کہ زمانہ قدیم کی یہ فاتح قوم پھاوڑے سے خوب کام لیتی تھی۔

میں ذکر کر چکا ہوں کہ جدید انتظام فوجی کے اجرائی ٹھیک تاریخ کا تعین نہیں ہو سکتا بعض تغیرات **کیملس** کے زمانے کے قبل سے بھی ہوں گے اور بعض عہد مابعد کے محاربات عظیم کے دوران میں وجود میں آئے ہوں گے۔ مگر میں نے یہی بہتر خیال کیا کہ ایسے عہد کے ضمن میں ان کا مختصر تذکرہ کر دوں کیونکہ میرا قیاس ہے کہ ان میں سے اکثر **کیملس** کی مساعی سے عمل میں آئے تھے۔ میں نے صرف انھیں امور کا ذکر کیا ہے جن کا اثر اہل روما

کی تاریخ یا دوسری قوتوں سے ان کے تعلقات پر اثر پڑا ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ فوجی اصلاحوں کا نتیجہ یہ ہو رہا تھا کہ تمدنی اور سیاسی امتیاز مٹتے جائیں اور سلطنت کے ساتھ شہریوں کے فرائض کے متعلق مطمح نظر یکساں ہو جائے۔

حصۂ سوم

روما کے تحت میں اطالیہ کا اتحاد

باب شانزدہم

دستور ۳۶۶ تا ۲۶۵ ق م

(الف) حکام

(۱۴۷) قوانین لیکی نی کے نفاذ سے سلطنت روما میں خدمت کانسلی کو پھر حکومت اعلیٰ کا شرف نصیب ہو گیا۔ دونوں کانسلوں کو جو مساوی شریک عہدہ تھے ایک سال کے لئے پورا اقتدار حاصل تھا جو زمانۂ قدیم میں بادشاہ کا حق تھا۔ بظاہر کانسلوں کے اختیارات میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ مگر عملاً جمہوریہ کے عہد اولین کے کانسلوں کے مقابلے میں ان کے اختیارات محدود تھے ایک عرصے تک ان کے بغیر اہل روما کا کام چلتا رہا اور کانسل ٹری بیون جو وقعت میں ان سے کم اور تعداد میں زیادہ تھے ان کا کام کرتے رہے جس کی وجہ سے کانسلی کی قوت ضعیف ہو گئی۔ پلی بین حال ہی میں کانسلی کے مستحق قرار دیئے گئے تھے گو وہ نہ تو قدیم خاندانوں کے رکن تھے اور نہ روما کے قدیم شہریوں کے ہم نسل تھے جن کے موروثی امدادات کا ایک جزو متبرک اقتدار شاہی بھی تھا۔ پلی بین اشخاص اب سلطنت کی طرف سے شگون لینے لگے تھے اور خدا کی مرضی، دریافت کرنے لگے تھے جس سے ظاہر ہے کہ سلطنت کی حیثیت اب دنیاوی ہوتی جاتی تھی اور مذہبی عنصر ضعیف ہو رہا تھا۔ اسی لئے پیٹری شین ہر طرح کوشش کرتے کہ جدید قوانین پر عمل نہ ہو اور غریب اور امیر پلی بین لوگوں کی اغراض کے متضاد ہونے کی وجہ سے قوانین کے خلاف دونوں

باب ۱۲

المختصر وظائف کی تقسیم و تخصیص غیر معمولی قوانین کے اجراء اور سینیٹ کی مداخلت سے کانسلوں کا دائرہ عمل محدود ہو گیا اور گو ان کو اب بھی اقتدارات کثیر حاصل تھے مگر بمقابلہ سابق کم تھے۔

ڈکٹیٹر

(۱۴۸) میں بیان کر چکا ہوں کہ اس عہد میں متعدد ڈکٹیٹر ہوئے۔ ان میں سے اکثر کا تقرر باضابطہ طور پر کسی نازک موقع پر ہوتا جب کہ یہ ضروری ہوتا کہ تمام فوجی اقتدارات ایک ہی شخص کے ہاتھ میں ہوں۔ یہ بھی واضح رہے کہ ڈکٹیٹر گو کانسلوں کا شریک کار تھا مگر رتبہ میں ان سے زیادہ (Maior collega) تھا۔ اس کا انتخاب مجلس عامہ نہ کرتی تھی بلکہ کوئی کانسل اسے نامزد کرتا۔ اس عہد محاربات عظیم (۳۶۶ تا ۲۶۵ ق م) میں تعجب نہیں کہ ڈکٹیٹروں کا تقرر اکثر ہوا ہو۔ ان عہدہ داروں کے تقرر کو طبقات کی باہمی جد و جہد سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ ۳۵۶ ہی میں ایک پلی بین اس عہدے پر مقرر ہوا حالانکہ اس طرز عمل کے جواز کے لئے کسی قانون کے نفاذ کا ذکر نہیں معلوم ہوتا ہے کہ جب پلی بین کانسلی کے مستحق ہوئے تو لازماً اس عہدہ (ڈکٹیٹری) کے مستحق بھی ہو گئے جس پر تعین و تقرر کا اختیار کانسلوں کو تھا۔ اور اس کے علاوہ اقتدار جو تمام عہدوں کے لئے ضروری تھا اب پلی بین لوگوں کو بھی مل سکتا تھا۔ لیکن ڈکٹیٹری کی نوعیت میں ایک اہم تغیر ہو گیا تھا یعنی ڈکٹیٹروں کا تقرر کار خاص کے لئے ہونے لگا جس سے ظاہر ہے کہ بعض ڈکٹیٹر کم درجے کے کاموں کے لئے بھی مقرر ہوئے ہوں گے یعنی ان سے سپہ سالاری متعلق نہ ہوتی ہوگی۔ کم درجہ ڈکٹیٹروں کا تقرر کانسلوں کی غیبت میں انتخابات عمل میں لانے یا دیگر خاص اغراض کے لئے ہوتا مثلاً دیوتاؤں کے غیظ و غضب کو دفع کرنے کے لئے مندر کی دیوار میں کیلیں ٹھونکنا۔ ان خاص عہدہ داروں کا ظہور اولاً ۳۶۳ء میں ہوا اگر کسی ڈکٹیٹر کے اختیارات کو محدود کرنے کا کوئی قانونی ذریعہ نہ تھا پہلی ہی مرتبہ[1] جس شخص کا تقرر ہوا اس (ل۔ مین لیس) نے فوج کی بھرتی شروع کر دی اور اس قصد سے اسی وقت باز آیا جب تمام ٹری بیون نے متفق ہو کر اس کی مخالفت کی مگر غالباً عوام بھی اس سے ناراض ہوں گے اور وہ مستعفی ہو گیا۔

---

[1] لیوی ہفتم ۳ ـ ۵ ـ

باب ۶

کانسل پٹیری شین ہوتے تھے لیکن سنہ ۳۴۲ میں طبقۂ پلی بین نے وضع قوانین سے کام لینا چاہا اور غالباً اُنھوں نے اپنے جلسے میں یہ قرارداد[۵۱] منظور کی کہ پلی بین دونوں کانسلیوں پر مقرر ہو سکتے ہیں۔ یہ روایت نہایت مشتبہ ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصد حاصل ہو گیا یعنی قوانین لیکی نی پر عمل ہونا یقینی ہو گیا۔ اس اثنا میں ایک جدید خدمت کے قیام سے کانسلی کے فرائض کی وسعت میں کمی ہو گئی۔ یہ خدمت (پرٹیری) ملکی معاملات سے متعلق تھی اور اقتدار بھی اس سے وابستہ تھا۔ مگر عظیم الشان فتوحات کے اس عہد میں معاملات سلطنت میں کام کی اس قدر کثرت ہو گئی کہ اس سے کانسلوں کی شان بہت بڑھ گئی ہو گی کیونکہ شہر میں ان کی حیثیت صدر اعظم کی تھی اور شہر سے باہر سپہ سالاروں کی اور اسی وجہ سے ان کا اعزاز تھا۔

سنہ ۳۲۶ میں ایک نیا رواج پڑ گیا جو زمانہ مابعد میں بالکل عام ہو گیا یعنی جو کانسل میدان جنگ میں سپہ سالار ہوتا اپنی خدمت کی میعاد ختم ہونے کے بعد خدمت سے ہٹایا نہ جاتا بلکہ بجائے ایک کانسل کے[۵۲] (Pro consuls) اپنی خدمت پر قائم رہتا۔ یہ صورت خدمت ڈکٹیٹری سے مختلف تھی۔ یہ بھی یقینی معلوم ہوتا ہے کہ پلی بین ٹری بیون صرف عوام کے حکام ہونیکے بجائے اب عامۂ قوم کے حکام ہو گئے گو ہم یہ نہیں جانتے کہ کس قانون سے اور کس سنہ میں یہ تغیر عمل میں آیا اس کے علاوہ حالات کے لحاظ سے اس عہد میں کئی ڈکٹیٹر مقرر ہوئے سنہ ۳۶۳ سے سنہ ۳۰۰ تک غالباً ۳۰ ڈکٹیٹر تھے۔ مگر ان تحریکوں کے علاوہ جس چیز نے حکام کی وقعت کو کم کیا وہ سینیٹ کی قوت کی روز افزوں ترقی تھی۔

---

[۵۱] لیوی ہفتم ۴۲۔۲۔ اس واقعہ کو بعض وقائع نگاروں نے ضمناً بیان کیا ہے اور غالباً اس کا تعلق ایک عام شورش سے ہے جو کیمپےنیا کی فوج کی بغاوت سے پیدا ہوئی تھی مگر قدیم مورخوں نے اس مضمون کو بالکل خبط کر دیا ہے اسی روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ کسی شخص کا انتخاب کسی عہدے پر دس سال سے قبل دوبارہ نہو۔ یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ قرارداد مذکورۂ بالا سود خواری کی ممانعت کی ایک قرارداد کے بعد ہی بیان کی گئی ہے اور سود سے عوام بہت دبے ہوئے تھے

[۵۲] لیوی ہشتم ۲۳۔۱۱، ۱۲، ۲۶، ۷۔ کانسل کو یہ اقتدار صرف میدان جنگ کے لئے تھا نہ کہ شہر روما میں اسی لئے جشن فتح وہ اسی وقت منا سکتا تھا جب کہ خدمت سے سبکدوش ہو جائے یہ ایک نئی بات تھی۔ دیکھو فہرست مضامین ”جشن فتح“۔

(۱۴۹) اصل واقعہ یہ ہے کہ ڈکٹیٹری ایک خالص فوجی عہدہ تھا اور دوسری اغراض کے لئے اس سے کام لینا اس کے متروک ہونے کا باعث ہوا۔ درحقیقت کانسل نہ کہ ڈکٹیٹر قدیم اقتدار شاہی کے اب حامل تھے اور ڈکٹیٹر صرف فوجی معاملات میں اقتدار رکھتے تھے۔ ڈکٹیٹر کا تقرر دراصل حالت جنگ کا اعلان تھا جب کہ سلطنت کا کام معمولی طریقے پر نہیں چل سکتا۔ اسی لئے ملکی معاملات میں ڈکٹیٹر کو دخل نہ تھا اور اسے سینیٹ کی تائید کی بھی زیادہ ضرورت تھی گو واضح نہیں ہے۔ ڈکٹیٹر کے فیصلے سے عامۂ قوم سے مرافعہ نہ ہو سکتا تھا اور اندرون و بیرون شہر میں اسے سزائے قتل دینے کا اختیار تھا۔ یہ معلوم نہیں کہ ڈکٹیٹروں کے احکام قبل قابل مرافعہ (Provocatio) قرار دیئے گئے۔ مام سین کا قیاس ہے کہ یہ سنہ ۳۰۰ ق م سے ہوا جب کہ والیری قانون مرافعہ تیسری مرتبہ نافذ ہوا۔ اسی لئے ڈکٹیٹر کے مقابلہ میں ٹری بیونوں کو بھی حق مداخلت حاصل نہ تھا اور عہد مابعد تک یہی حالت قائم رہی۔

(۱۵۰) ڈکٹیٹروں کی میعاد عہدہ تین طریقوں سے محدود تھی۔ اولاً یہ میعاد کسی صورت میں چھ ماہ سے زیادہ نہ ہو سکتی تھی کیونکہ معمولی معرکہ آرائیوں کا دوران یہی ہوتا تھا۔ ڈکٹیٹر کی سپہ سالاری میں توسیع بھی نہ ہوتی تھی۔ ثانیاً ڈکٹیٹر کے لئے لازم تھا کہ جس سال کے کانسل نے اسے نامزد کیا تھا اس کے ساتھ ہی عہدے سے سبکدوش ہو جائے۔ ثالثاً اس کا اخلاقی فرض تھا کہ اپنا کام ختم کرتے ہی مستعفی ہو جائے۔ بعض کا تقرر صرف چند روز کے لئے ہوتا اس کے علاوہ بعض کا تقرر چھوٹے موٹے کاموں کے لئے ہوتا اور وہ جلد مستعفی ہو جاتے۔ بعض لوگ مستعفی ہونے میں تامل بھی کرتے مگر اس کی مثالیں معدودے چند اور مشکوک ہیں۔ لیکن جب تک ڈکٹیٹر برسر عہدہ ہوتے اپنے اقتدارات سے پورا کام لیتے۔ یہ سب امور اہل روما کے خصائل کے مطابق تھے اور اسی وجہ سے ڈکٹیٹر حسد کی نگاہ سے دیکھے جاتے کیونکہ اس عہدے کے قیام سے حکومت شاہی کو یک گونہ زندہ کرنا تھا جو اصول جمہوری کے خلاف تھا۔ لیکن اب یہ خدمت معدوم ہونے والی تھی اور اس کا زیادہ تر سینیٹ کا روز افزوں اقتدار تھا۔ روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ اس عہد میں سینیٹ کانسل سے نہ صرف

باب ۶

کسی شخص کے ڈکٹیٹر مقرر کرنے کی درخواست کرتی بلکہ کسی شخص کو منتخب کرنے کا مشورہ دیتی اور یہ مشورہ حکم کی صورت رکھتا تھا برخلاف اسکے اگر شخص نامزد شدہ کو امرا ناپسند کرتے تو مذہبی موانع پیش کئے جاتے جن سے تمام کارروائی کالعدم ہو جاتی اور اسے مستعفی ہونا پڑتا۔

پریٹری

(۱۵۱) **پریٹری** کے جدید عہدے کے قیام سے انتظامی معاملات میں بہت کچھ سہولت ہو گئی۔ پریٹر (رہنما) ابتداءً حاکم اعلیٰ کا لقب تھا مگر اب "عدالتی معاملات کے رہنما" سے مخصوص ہو گیا۔ **کانسل** کو اس سررشتہ میں جو اختیارات حاصل تھے سلب نہیں کئے گئے کیونکہ یہ اہل روما کے اصول کے مطابق نہ تھا مگر یہ فرائض جدید عہدہ دار کے سپرد کئے گئے اور پھر قدیم عہدہ دار اس انتظام کے لحاظ سے اس سررشتہ میں اپنے اختیارات عمل میں لانے سے باز رہا۔ **پریٹروں** کی عدالتی کارروائیوں کا ذکر عہد مابعد میں آئے گا۔ کانسلوں کی طرح ان کی میعاد بھی یک سالہ تھی، اقتدار وہ بھی رکھتے تھے اور ان کے شریک کار تھے مگر کمتر درجے کے (Collega minor) اگر دونوں میں اختلاف ہوتا تو پریٹر کو دب جانا پڑتا۔ لیکن اقتدار رکھنے کی وجہ سے نہ صرف عدالتی معاملات اس سے متعلق تھے بلکہ کانسل کا مددگار ہونے کی وجہ سے وہ کانسلوں کا ہر ایک کام کر سکتا تھا اور ان کی غیبت میں روما میں انکا قائم مقام تھا سینیٹ کو وہ مستفیہ کر سکتا تھا اور اس کی صدارت کر سکتا تھا اور اس کی درخواست پر مجلس عامہ کا اجلاس کرکے اس میں تجویز پیش کر سکتا تھا اور بوقت ضرورت فوج کی بھرتی بھی کر سکتا تھا۔ اس عہدے کی وقعت اس امر سے ظاہر ہے کہ اس کے وجود میں آنے سے حاکم شہر کا عہدہ جاتا رہا[1] جو حکام اعلیٰ کی غیبت میں روما میں ان کا قائم مقام ہوتا تھا۔ مگر با اقتدار پریٹر حاکم شہر سے زیادہ اختیارات رکھتا تھا۔ فوج کی وہ کمان کر سکتا تھا اور بوقت ضرورت کرتا بھی تھا۔ کانسلوں کی طرح اس کی کمان کی توسیع بھی ہو سکتی تھی (Pro praetore) عہد زیر تذکرہ میں یہ عہدہ نہایت مفید ثابت ہوا۔ زمانہ مابعد میں پریٹر اور پرو پریٹر سلطنت کا زیادہ تر کام کرتے تھے جیسا کہ مامسین کا خیال ہے یہ عہدہ کبھی پلیبین

---

[1] یہ عہدہ اب صرف برائے نام لاطینی تہوار کے لئے قائم تھا جو کوہ البا پر ہوتا تھا۔

باب ۲

لوگوں کے لئے بند نہ تھا کیونکہ اس مضمون کا کوئی قانون نہیں ہے اور رواجی قانون کا نسلی لوگوں کے لئے اس عہدے کے قیام کے وقت قوانین لیکی نی سے منسوخ ہو چکا تھا مگر پیٹری شین لوگوں نے جب تک ممکن ہو گا اس عہدے پر اپنا قبضہ رکھا ہو گا کیونکہ عدالتی خدمات مذہبی خدمتوں سے کم تر درجے کی نہ تھیں۔ ۳۳۷ق م میں پہلی مرتبہ ایک پلی بین پریٹر مقرر ہوا۔ یہ شخص کیوپبلی لیس فیلو روما کا ایک سربرآوردہ مدبر تھا جو اس کے قبل کانسل اور ڈکٹیٹر رہ چکا تھا۔

ٹری بیونی

(۱۵۲) اس عہد میں خدمت ٹری بیونی کی حالت بیان کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں۔ ان کے امیر اور غریب افراد کے باہمی اتحاد سے قوانین لیکی نی کا نفاذ عمل میں آیا تھا۔ اور کم از کم دولت مندوں کو اپنا حق جلد مل گیا۔ دولت مند پلی بین یکے بعد دیگرے سینیٹ میں داخل ہو رہے تھے اور طبقہ پیٹری شین کی سیاسی قوت روز بروز گھٹتی جاتی تھی۔ ٹری بیون غربا میں سے نہ تھے۔ انھیں ہمدردی زیادہ تر سینیٹ کے دولت مند پلی بین رکنوں سے ہو گی۔ ٹری بیون سینیٹ کے جلسوں میں شریک ہونے اور تقریر کرنے لگے تھے۔ ۳۶۷ق م سے انھیں مجلس مذکور کے جلسوں کے طلب کرنے کا حق بھی مل گیا تھا یا نہیں، یہ مشکوک ہے۔ غالباً اوائل میں نہ تھا مگر اب وہ سینیٹ کے باکار خادم ہو گئے تھے اور وسیع منفیانہ قوت جو ابتداً انھیں عوام اور ان کے مفاد کی حفاظت کے لئے ملی تھی۔ اس سے اب وہ امرا کو تقویت پہنچانے کے لئے انتظامی حکام کو اپنے قابو میں رکھنے میں صرف کرتے تھے۔ سینیٹ کے احکام کی تعمیل کے علاوہ جب وہ سیاسی معاملات میں سرگرم رہتے تو یہ بیشتر پلی بین امرا کی تائید کے لئے ہوتا۔ مثلاً جب[51] پیٹری شین آگرون نے ایک پلی بین ڈکٹیٹر کو ایک حیلۂ قانونی سے اس کی خدمت سے علٰحدہ کرنا چاہا تو انھوں نے احتجاج کیا۔ پیٹری شین لوگوں نے ان سے ایک پلی بین ڈکٹیٹر کے خلاف میں امداد چاہی مگر انھوں نے انکار کر دیا[52]۔ پلی بین[53] لوگوں کو پجاریوں اور آگروں کی مذہبی جماعتوں میں شریک کرنے کا مسئلہ جب

---

[51] لیوی ہشتم ۲۴۔

[52] لیوی نہم ۲۶۔

[53] لیوی دہم ۶، ۹۔

پیش ہوا (۳۱۳ء) اگر اولاً ٹری بیونوں میں اتفاق نہ تھا، مگر ان میں جلد یک جہتی پیدا ہوگئی اور قانون مذکور نافذ ہوگیا مگر پیٹری شین لوگوں سے انھیں کوئی خاص عناد نہ تھا مثلاً[51] اپیس کلاڈیس نے ۱۸ ماہ کے بعد سینسری سے علحدہ ہونے سے انکار کردیا اور بعض ٹری بیونن نے اسے جبراً علحدہ کرانا چاہا تو دوسرے ٹری بیونوں نے اپنے حق مداخلت سے کام لیا اسی وجہ سے بعض ٹری بیون ایک کانسل کو جشن فتح منانے سے باز نہ رکھ سکے۔[52] پیرانہ سال نے پبس ولیاس[53] نے موانع قانونی کی بنا پر جب کانسل مقرر ہونے سے انکار کردیا تو بعض ٹری بیون آمادہ ہوگئے کہ اس کو مستثنیٰ کرنے کے لئے عامۂ قوم کی رائے حاصل کریں۔

(۱۵۳) مگر جب خود ان کے عہدے یا پلی بین سرغنوں[54] کے مفاد معرض خطر میں ہوتے تو وہ سرگرمی سے عوام کی حمایت کرتے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایک کانسل نے جو سپہ سالار تھا میدان جنگ میں مجلس قبائل کا اپنے خیمہ گاہ میں اجلاس کیا اور ایک قانون منظور کرا دیا۔ اس قانون سے کسی کو نقصان نہ تھا اور سلطنت کو بھی مالی نفع تھا۔ مگر ٹری بیونوں نے محسوس کرلیا کہ یہ طرز عمل درست نہیں کیونکہ جن لوگوں نے فوجی خدمت کا حلف اٹھایا تھا وہ اپنے افعال میں آزاد نہ تھے۔ اس لئے انھوں نے روما سے باہر وضع قوانین کو ناجائز قرار دیا کیونکہ روما سے باہر انھیں کوئی اقتدار نہ تھا۔ ۳۵۲ء میں ڈکٹیٹر[55] نے سال مابعد کے لئے دو پیٹری شین کانسلوں کا انتخاب کرانا چاہا مگر ٹری بیونوں نے اس کی میعاد کے اختتام تک انتخاب کو روک دیا۔ اس کے بعد کئی حاکم درمیانی ہوئے اور جد و جہد کا سلسلہ جاری رہا۔ یہانتک کہ پیٹری شین اپنی ہٹ سے باز نہ آئے اور قوانین لیکی نی پر عمل ہوا۔ ۳۴۲ء کی دھمکی کا ذکر آچکا ہے جس سے پیٹری شین لوگوں کی خلاف ضابطہ دست درازی روک دی گئی۔ ٹری بیونوں کی سرگرمی کی

---

[51] لیوی نہم ۳۳، ۲۶۔

[52] لیوی دہم ۳۷۔

[53] لیوی دہم ۳۔

[54] لیوی ہفتم ۱۶۔

[55] لیوی ہفتم ۲۱۔

بالبا یہ تجدید عہد زیر تذکرہ کے ابتدائی زمانے سے متعلق ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ طبقۂ **پلی بین** کی جماعت غالب کو دستوری حقوق اور مراعات کے مقابلے میں قرضہ کے قوانین کی زیادہ فکر تھی۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب ٹری بیون کوئی تجویزیں پیش کرتے تو قرضہ کو محدود کرنے یا سود کو منسوخ کرنے کے لئے بھی تجویزیں ہوتیں تاکہ غریب اہل رائے ٹری بیونوں کی دوسری تجویزوں کی تائید کریں۔ بالآخر ۲۸۷ میں قرضے کے ناقابل برداشت بار نے غربا کو خانہ جنگی پر مجبور کیا۔ **پلی بین** لوگوں نے پھر علیحدگی اختیار کی جس کی وجہ سے **ڈکٹیٹر ہارٹین سین** کا مشہور قانون قرضہ نافذ ہوا۔ ٹری بیونوں نے اس جد و جہد میں ضرور شرکت کی ہوگی مگر ہمارے ماخذ میں ان چیزوں کا کوئی ذکر نہیں ہے جس کی وجہ سے ان کی کارروائیاں ضبط تحریر میں نہ آسکیں۔

(۱۵۴) ٹری بیون اب جمیع اہل روما کے حکام تھے اس لئے نہ صرف ان ملزموں کو سزا دیتے تھے جو طبقۂ پلی بین پر دست درازی کریں بلکہ ان لوگوں کو بھی جو سلطنت کے خلاف کوئی جرم کریں لیکن عہد زیر تذکرہ میں اس طرز عمل کی مثالیں[1] بہت کم ملتی ہیں اس لئے اس پر بحث متعاقب ہوگی صرف تین مثالیں موجود ہیں جنمیں اثنائے حکومت کی بداعمالیوں کی سزا لوگوں کو خدمت سے سبکدوش ہونے پر ملی ہے ان سیاسی جرموں کے مقابلے میں جو غداری کے مماثل ہیں، معمولی فوجداری جرائم میں جن کا تعلق ایڈیلوں سے تھا۔

سنسری **(۱۵۵) سنسری** پر پہلا **پلی بین** جو مقرر ہوا **گائس مارسینس روٹلس** تھا جس نے ۳۵۶ میں ڈکٹیٹری کی خدمت بھی اپنے طبقہ کے لئے حاصل کی تھی ہم اس روایت کو قبول کرسکتے ہیں کہ **پیٹری سیئن** لوگوں نے اس کے انتخاب کی مخالفت کی کیونکہ اس جلیل القدر کا اثر دور رس تھا اس میں سینیٹ کے اراکین کی فہرست کی درستی و اصلاح داخل تھی۔ یہ کام اس زمانے میں نہایت اہم تھا **مارسینس** کی اس کامیابی کے بعد ۳۳۹ کا ایک قانون **پبلی لی** نافذ ہوا جس کی رو سے یہ قرار دیا گیا کہ **سنسروں** میں سے ایک کا **پلی بین** ہونا ضروری ہے۔

---

[1] ٹری بیونی کے بیان میں مام سین کے اسٹاٹس ریخٹ جلد دوم میں فہرست دیکھو۔

باب ۱۶ سنہ ۲۸۰ میں (Lustraw)[۱] کی مذہبی رسم کو ایک پلی بین نائیس ڈومی ٹیس کالوی نس نے ادا کیا جس سے واضح ہو گیا ہوگا کہ دونوں طبقے اب مساوی الحیثیت ہیں۔ اس عہد کے سنسروں کے فرائض شاندار تھے۔ نئے شہریوں کے نام رجسٹروں میں شریک کئے جا رہے تھے سنہ ۳۱۲ یا ۳۱۸ اور سنہ ۲۹۹ میں دو قبیلوں کا اضافہ ہوا جس سے ان کی مجموعی تعداد ۳۳ ہو گئی۔ تعمیرات عامہ میں ایک سڑک اور نہر ہے جو اپے پیس کلاڈیس کے نام سے موسوم ہیں۔ اس شخص کا روایتی تاریخ میں بہت کچھ ذکر ہے۔ سنہ ۳۱۲ میں وہ گ پلاٹیس کے ساتھ سنسر ہوا۔ یہ شخص نرم مزاج تھا اور اسے اپے پیس نے بالکل دبا لیا تھا۔ سینیٹ کے اراکین کی فہرست کی تبدیلی میں اس نے سابقہ نظیروں کا مطلق لحاظ نہ کیا اور ایسے رکنوں کو داخل کر لیا جن سے امید تھی کہ اس کی تائید کریں گے ان میں آزاد غلاموں کے بیٹے بھی داخل تھے جو امرا کو سخت ناگوار ہوا۔ پلاٹیس نے عام ناراضی کے خوف سے استعفا دیدیا۔ شہریوں کی فہرست تیار کرنے میں اپے پیس نے اور بھی جسارت کی۔ اس نے بازاری عوام کو یعنی اہل حرفہ وغیرہ بلا کسی امتیاز کے تمام قبیلوں میں شریک کر دیا جس سے اندیشہ تھا کہ آزاد کاشتکاروں کی قوت دیہاتی قبیلوں میں بالکل کمزور ہو جائے گی کیونکہ مجلس عامہ میں شریک ہونے کے لئے کاشتکاروں کو زحمت ہوتی تھی اور برخلاف اس کے شہر والے ہر وقت شریک ہو سکتے تھے۔ اسلئے اگر زراعتی کاموں کی وجہ سے کسی دیہاتی قبیلے کے زیادہ تر افراد شریک ہو سکتے تو قبیلے کی رائے غالباً ان کی مرضی کے خلاف ہوتی۔ المختصر اپے پیس کا مقصد غالباً یہ تھا کہ شہر کے باشندوں کے ساتھ مراعات ملحوظ رکھکر اپنا اثر قائم کرے۔ جمہوریہ کے مشاہیر میں غیر فوجی اشخاص کا سلسلہ اسی سے شروع ہوتا ہے۔ اپے پیس اور پلاٹیس کے اختلافات سے ظاہر ہے کہ اگر شرکائے عہدہ میں سے ایک اتفاق کرنے سے قطعی انکار نہ کر دے تو دوسرا من مانی جو چاہتا کر سکتا تھا۔ اسی طرح جب دونوں سنسروں نے کسی تعمیر[۲]

---

[۱] دیکھو فقرہ (۱۱۱) مترجم

[۲] دیکھو لیوی نہم ۲۹ اور دی سین یورن کے نوٹ۔ ایک دوسری روایت ہے کہ اپے پیس نے سینیٹ کی اجازت کے بغیر اپنی تعمیرات سے سلطنت کا خزانہ خالی کر دیا۔

باب ۱۲

ہونا پڑا مگر وہ بالآخر کانسل منتخب ہو گیا۔ اس روایت میں غالباً مبالغہ اور رنگ آمیزی سے کام لیا گیا ہے اور حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اے پیس اور طبقہ امرا میں باہم عناد تھا اور جو ٹربی بیون اس کی مخالفت کر رہے تھے سینٹ کے بندۂ حکم تھے۔ روایتوں میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک مغرور اور ضدی امیر تھا مگر اس کا حقیقی جرم غالباً یہ تھا کہ اسے عوام کی تائید حاصل تھی اور اسی وجہ سے روما کے وقائع نگاروں نے اس کی مذمت کی ہے کلاڈیس نابینا (Caecus) کے لقب سے مشہور تھا، اس کی مورخوں نے جو توضیحیں کی ہیں ان سے ان کی حقیقت نگاری ظاہر ہے۔ ایک کا بیان ہے کہ خدمت سنسری پر فائز ہونے کے زمانے میں اس نے جو بدعتیں کی تھیں ان کی وجہ سے دیوتا اس سے ناراض ہو گئے اور اسے اندھا کر دیا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ سنسری سے علیحدہ ہونے کے بعد وہ سینٹ سے دور رہنا چاہتا تھا اس لئے وہ نابینا ہونے کا بہانہ کر کے خانہ نشین ہو گیا۔ اسی عہد کے اواخر میں فابیری کیس کی سنسری ہے جس نے ایک ذی وقعت سابق کانسل کو سینٹ کی رکنیت سے صرف اس بنا پر خارج کر دیا کہ وہ اس کے پاس دس سیر کے وزن کے چاندی کے برتن تھے جو اسراف میں داخل ہے۔ سچ ہو یا غلط مگر اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سنسر ہر معاملہ میں دخل دے سکتے تھے۔

ایڈیل

(۱۵۷) ۳۶۶ ق م کے تغیرات کے قبل دو ایڈیل تھے یہ پلی بین عہدہ دار تھے اور ٹربی بیونوں کے مددگار رہتے تھے۔ ۳۶۶ء میں دو کرول ایڈیلوں کا اضافہ ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس عہدہ کو پیٹریشین لوگوں سے مخصوص کرنے کا قصد تھا مگر یہ تخصیص زیادہ قائم نہیں رہی ان دونوں نئے عہدہ داروں کو دو خاص امتیاز حاصل تھے یعنی عہدے کی کرسی (Sella curulis) اور اودی مغرزی کا عبا (Toga praetexea) ان کا انتخاب مجلس قبائل میں ہوتا تھا نہ کہ پلی بین لوگوں کے جلسے میں مگر دونوں قسم کے ایڈیلوں کے فرائض بہت جلد ایک دوسرے میں ضم ہو گئے اور ہماری موجودہ اغراض کے لئے ان دونوں میں امتیاز کرنے کی ضرورت نہیں جس عہدے پر تمام شہریوں کا تقرر ہو سکے اس عہدے سے زیادہ ممتاز خیال کیا جاتا تھا جو پلی بین لوگوں کے لئے مخصوص ہو اور اس

باب ۱۲

کو شروع کیا ہو اور اس کا نام ایک کے نام پر رکھا جائے تو اس سے ایک ہی سنسر کے افعال کے جواز[51] کا ثبوت ملتا ہے۔ مگر ایک کسی سنسر[52] کے کارروائیاں صرف آئندہ اصلاح تک باقی رہتیں اور اس کا ثبوت ۳۱۲ء کے سنسروں کی کارروائی سے ملتا ہے جنھوں نے شہر کے لوگوں کو صرف چار قبیلوں میں داخل کر کے اے پیس کے کام کو کالعدم کر دیا سینٹ کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ ۳۱۱ء کے سنسروں نے اے پیس کی درستی کا بالکل لحاظ نہ کیا اور پرانی فہرست کے لحاظ سے اراکین کو طلب کیا۔

اے پیس کلاڈیس

(۱۵۶) لیکن ابھی اس کی زیادتیوں کا خاتمہ نہیں ہوا تھا کیونکہ اس نے اپنی میعاد (۱۸ ماہ) کے ختم ہونے کے بعد خدمت سے سبکدوش ہونے سے انکار کر دیا گو اس سے نہ صرف دستوری رواج بلکہ ۴۳۴ق م کے قانون ایمیلی[53] کی بھی خلاف ورزی ہوتی تھی اور اس نے یہ عذر پیش کیا کہ چونکہ اس کا تقرر قانون مذکورہ کے نفاذ کے بعد عامہ قوم کے انتخاب سے ہوا تھا لہذا ۴۳۴ کا قانون منسوخ ہو گیا اور اس پر اس قانون کا اطلاق نہ ہو سکتا تھا۔ ایک ٹری بیون نے اس دھاندلی پر اس سے بازپرس کی اور چونکہ کلاڈیس اپنی ضد پر قائم رہا اس لیے ٹری بیون نے اس کی گرفتاری کا حکم دے دیا چھ اور ٹری بیونوں نے اپنے شریک عہدہ کی تائید کی مگر تین ٹری بیون کلاڈیس کی حمایت پر تیار ہو گئے۔ اس لئے کلاڈیس نے اس کارروائی کی مطلق پروا نہ کی۔ ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ ۳۱۰ء میں جب وہ سنسر (پانچویں سال میں) تھا تو وہ کونسلی[54] کا دعویدار رہا۔ مگر ایک ٹری بیون نے انتخابوں کو روک دیا جس سے اے پیس کو مستعفی

---

[51] مام سین (اسٹاٹس رخیٹ دوم ۳۳۹) کا خیال ہے کہ اے پیس کا اپنے عہدے پر جمے رہنے کا قصد صحیح نہیں ہے بلکہ اس کی میعاد میں توسیع ہوئی بذریعہ (Proragtic) لیکن اس طرز عمل کی جو مثالیں ہیں وہ زمانہ مابعد کی ہیں اور میں مام سین کے قیاس کو اغلب نہیں خیال کرتا۔ میرا خیال ہے کہ اس کے افعال ناجائز نہ تھے کیونکہ ان کی تنسیخ نہ ہو سکتی تھی۔

[52] لیوی نہم ۳۰، ۲۔

[53] لیوی چہارم ۲۴۔

[54] لیوی نہم ۴۲، ۳۔

عہدے کا شمار اہل روما کے حکام میں تھا۔ لیکن طبقات کی مساوات سے ٹری بیونوں کی سرگرمی ختم ہو گئی اور انتظامی معاملات میں ایڈیل بجائے ٹری بیونوں کے مددگار ہونے کے کانسلوں کے مددگار ہو گئے۔

(۱۵۸) ان کے فرائض متفرق نوعیت کے تھے۔ ان کا اصل کام شہر کی نگرانی تھی یعنی سڑکوں اور سرکاری عمارتوں کی نگہداشت گو ٹھیکوں پر دینا سنسروں سے متعلق تھا۔ آب رسانی، سڑکوں کی صفائی، قیام امن، غلّے کی فراہمی، اوزان اور پیمانوں کا معاینہ، بازاروں کا انتظام وغیرہ یہ سب ان سے متعلق تھے۔ مذہبی رسوم کی نگرانی بھی ان سے متعلق تھی اور اہم امور کے متعلق وہ سینٹ کو مطلع کرتے رہتے تھے۔ قومی تہواروں میں کھیل تماشوں کا انتظام بھی انھیں کے سپرد تھا اور زمانۂ مابعد میں ان تماشوں کے بڑھ جانے سے ان کا یہ ایک بڑا فریضہ ہو گیا۔ ان مختلف فرائض کو انجام دینے کے لئے انھیں اختیار تھا کہ نافرمانوں پر جرمانہ کریں یا ضمانت لیں۔ قوم کے خلاف میں جو جرائم ہوتے تھے یعنی سیاسی قانون کی خلاف ورزیوں کے بارے میں ان کا فرض تھا کہ ملزموں کو سزا دلائیں۔ یہ عدالتی کارروائی بجائے فوجداری کے تعزیری تھی اور مقدمات مجمعہ قوم کے سامنے پیش ہوتے تھے اور پیروکار استغاثہ خود ایڈیل ہوتا تھا۔ سودخواری، زنا اور حد قانونی سے زیادہ زمین اپنے قبضے میں رکھنا، اسی قبیل کے مقدمات پیش ہوتے تھے۔ اکثر زبردست جرمانے پیش ہوتے اور وصول شدہ رقوم ایڈیلوں کو تعمیرات عامہ مثل سڑکیں، مندر، مجسمے وغیرہ تیار کرنے کے لئے دیدی جاتیں۔ اس عہد کی روایتوں میں فرائض مذکورۂ بالا میں سے اکثر ایڈیلوں سے منسوب ہیں۔ شہر روما میں ایڈیل اور ان کے محرر ہر جگہ نظر آتے تھے۔ چند روز کے بعد یہ خدمت پریٹری اور کانسلی کے لئے ایک زینہ ہو گئی کیونکہ اس سے ہر دل عزیزی حاصل ہو سکتی تھی۔

کولسٹر

(۱۵۹) کولسٹروں کی حیثیت جو عہد ماسبق میں تھی وہی اب بھی تھی اس کا شمار اب درجۂ ادنیٰ کے عہدوں میں تھا اور کانسلوں اور پریٹروں کے تحت میں تھی۔ اس عہد محاربات میں اس کی خصوصیت یہ تھی کہ فوجی فرائض اس سے متعلق ہو گئے تھے اور یہ حالت سنہ ۴۲۱ سے قائم تھی جیسا کہ کولیسٹروں کی تعداد میں اضافہ ہوا تھا

باب ۱۲

اس کی شان بھی بڑھ گئی تھی کیونکہ روما کی فوجیں میدانِ جنگ میں زیادہ عرصے تک رہتیں اور محاربات کا دائرہ بھی وسیع ہو گیا تھا فوجی ملازمت میں کولیسٹر کسی خاص سپہ سالار کے اسٹاف میں ہوتا اور مالی انتظامات کے علاوہ بوقت ضرورت فوجی خدمات بھی انجام دیتا اس کا ایک خاص خیمہ (Quaestorium) ہوتا جو کانسل کے خیمے (Praetorium) کا جواب تھا۔ بسا اوقات وہ فوج کے ایک حصے کی کمان کرتا یا کوئی چھاؤنی اس کے سپرد ہوتی۔ سنہ ۲۶۷ کے قریب کولیسٹروں کی تعداد آٹھ ہو گئی۔[1] چار جدید عہدے اطالیہ میں انتظامی کاموں کے لئے قائم کئے گئے تھے مگر ان کے سر رشتہ ہائے متعلقہ کے بارے میں تفصیلی امور سے ہم واقف نہیں۔

دوسرے عہدہ دار

(۱۶۰) دوسرے عہدہ دار بھی تھے جنہیں قوم منتخب کرتی تھی ان کا شمار کمتر درجے کے حکام میں تھا۔ مثلاً فوجی ٹریبیون جو Tribuni Milituni a populo کے نام سے مشہور تھے۔ قوم بجائے کانسلوں کے فوجی ٹری بیونوں کے انتخاب کی عادی ہو گئی تھی۔ اور سنہ ۳۶۷ میں کانسلوں کی بحالی کے بعد بھی اس نے یا اس کے سرغنوں نے ان خدمات کو جن کا تقرر ان کے حیطۂ اقتدار میں تھا کافی نہ خیال کیا اور چھ فوجی ٹری بیونوں کے انتخاب کا حق حاصل کر لیا۔

سنہ ۳۱۱ میں ان کی تعداد ۱۶ ہو گئی اور عہد سنہ ۲۹۱ تا سنہ ۲۱۹ کے کسی نامعلوم سال میں ۲۴ ہو گئی۔ ہر لیجن میں چھ فوجی ٹری بیون ہوتے تھے اور باقی ماندہ ٹری بیونوں کو خود سپہ سالار نامزد کرتا تھا۔ بصورت شکست انتخاب کا سلسلہ منقطع ہو جاتا اور سپہ سالار اپنے نامزد کردہ اشخاص کا خود تقرر کرتا۔

بحری عہدہ دار

(۱۶۱) جہازوں کے بیڑے کی نگہداشت اور مرمت کے لئے دو عہدہ دار (duoviri navole) یا (Duamviri) تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روما کا کوئی بیڑا بھی تھا کیونکہ ساحلی شہروں سے جنگ

---

[1] دیکھو ٹیسیٹس تاریخ یازدہم ۲۲ لیوی خلاصہ ۱۵ ، مام سین اسٹالٹس رخیٹ دوم ۵۵۷۔

باب ۱۱ ہوتی رہتی تھی اور اس عہد میں کیمپے نیا کے یونانیوں سے بھی جنگ تھی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ بحری کمان بری کمان کے تحت میں اور کانسل بوقت ضرورت اپنے نامزد کردہ ماتحتوں سے اس کام کو متعلق کر دیتے تھےلہ ۳۱۱ء میں ایک (Plibixitum) (قانون منظور کردہ قوم) نافذ ہوا کہ ڈوام ویروں کا تقرر آئندہ قوم کی طرف سے ہو۔ اس سے قبل یہ عہدہ تھا یا نہیں ہمیں معلوم نہیں مگر چونکہ ان عہدہ داروں کا تقرر اب قوم کے انتخاب سے ہونے لگا اس لئے ان کا شمار بھی اب حکام میں ہوتا ہوگا۔ ان کی تعداد کانسلوں کی تعداد کے مساوی تھی۔ مگر اس عہدے پر تقرر صرف بوقت ضرورت ہوتا اور بحری معاملات میں روما کی کمزوری عہد جمہوری میں شروع سے آخر تک باقی رہی۔

حکام کی تعداد (۱۶۲) اس عہد میں روما کے حکام کے کام پر تبصرہ کرتے ہیں دو امور کا خیال رکھنا ضروری ہے یعنی دونوں طبقات اب مساوی الحیثیت ہو گئے اور ثانیاً روما نے اطالیہ کو فتح کر لیا تھا۔ روما کی قوت مسلسل بڑھ رہی تھی اور اس کی جڑیں مضبوط تھیں ۲۶۵ء ق م سے قبل ہی اس کا شمار زمانۂ قدیم کی عظیم الشان سلطنتوں میں تھا اب ہم ان حکام کے نام گنائیں گے جو اندرون ملک اور بیرونجات کا انتظام کرتے تھے۔ ایک ایسے سال میں جس میں مردم شماری بھی ہوئی تھی اور ڈکٹیٹر بھی مقرر رہوا۔

(ڈکٹیٹر	۱)
(کانسل	۲)
(سنسر	۲)
(پریٹر	۱)
(ایڈیل	۴)
(کوسٹر	۴)

گویا فی الجملہ ۱۴ حکام تھے۔ ان کے علاوہ ۱۰ ٹری بیون بھی تھے مگر دونوں طبقوں کے متحد ہو جانے سے یہ ایک مد فضول ہو چلے تھے چونکہ ان کا پرانا کام اب باقی نہ تھا۔

لہ لیوی نہم ۳۰، ۴۔

اس لئے کبھی کبھی سرگرمی دکھانے کے باوجود انتظامی امور میں ان سے رکاوٹ پیدا ہوئی تھی سوائے ان صورتوں میں جب کہ وہ سینیٹ کے احکام کی تعمیل کرتے تھے۔

(۱۶۳) حکام کی تعداد کا قلیل ہونا قابل غور ہے۔ روما میں عہدے کم تھے اور ان کی میعاد بھی کم ہوتی تھی۔ ہر عہدے پر عموماً دو یا دو سے زیادہ شریک عہدہ وقت واحد میں ہوتے تھے اور ہر ایک شریک عہدہ کو حق تھا کہ اس عہدے کے فرائض میں سے ہر ایک کو انجام دے یا انجام دہی میں مانع ہو۔ مگر عہدوں کی تعداد کے اضافے سے ہر ایک کا دائرۂ عمل محدود ہو گیا۔ کسی عہدے سے اب وہ وسیع اختیارات منسوب نہ تھے جو زمانۂ قدیم کے کانسلوں کو حاصل تھے۔ لیکن شرکاء عہدہ کے اقتدارات کے تصادم سے کوئی زحمت نہ ہوتی تھی کیونکہ رائے عامہ کی اخلاقی قوت کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے چھیڑ چھاڑ نہ کر سکتے تھے اس کے علاوہ عقلاً آپس میں تصفیہ کر سکتے تھے۔ مثلاً شرکاء عہدہ باری باری سے اپنے فرائض انجام دے سکتے تھے جیسے کہ کانسل ایک ایک مہینے کے لئے کام کرتے تھے یا قرعہ سے مختلف فرائض کو آپس میں تقسیم کر سکتے تھے۔ جنگ میں کوئی کانسل اپنے تجربہ کار ہم عہدہ کو سپہ سالاری سپرد کر سکتا تھا۔ بالمختصر جس طرح کہ مختلف حکام کا وجود ان وسیع اقتدارات کی تقسیم سے عمل میں آیا ہے جو بادشاہوں کے بعد کانسلوں کو ملے تھے اسی طرح اب تخصیصی رجحان کا آغاز بھی نظر آتا ہے مگر اس رجحان کو آہستہ آہستہ ترقی ہوئی اور اس کو پورا زور شہنشاہی کے زمانے میں ہوا۔ تخصیص کی پہلی منزل پریٹری کا قیام تھا جبکہ مستقل فرائض ایک ایسے عہدہ دار (پریٹر) کے سپرد ہوئے جس کا کوئی شریک عہدہ نہ تھا۔ چونکہ اس کے افسران بالا یعنی کانسلوں کی مخالفت اسی وقت کارگر ہو سکتی تھی جب کہ وہ متفق ہو کر اس کی مخالفت پر آمادہ ہو جائیں اس لئے کانسلوں کے خاص سررشتہ عدالت میں اسے آزادی عمل حاصل تھی۔ زمانۂ مابعد میں پریٹروں کی تعداد میں اضافہ ہوا اور ہر ایک کے خاص فرائض مقرر ہوئے۔ یہ ایک عظیم الشان تغیر کا آغاز ہے جس کی رو سے سررشتہ یا فرائض (Provinciae)

باب ۱۶

بجائے کسی سال کے عہدہ داروں کے عہدوں کے ساتھ مخصوص ہونے لگے۔ عہد سابق میں امرا آپس میں طے کر لیتے تھے کہ فلاں فوج کا سپہ سالار کون ہو اور فلاں مہینے میں شہر کے انتظامی معاملات کس کے سپرد رہیں اب وہ زمانہ آنے والا تھا کہ خدمات پریٹری و کوئسیٹری سے خاص فرائض متعلق ہونے والے تھے اور یہ عہدے سلطنت کے سررشتے ہو رہے تھے جس کی وجہ سے شرکاء عہدہ کا وقت واحد میں مماثل اختیارات رکھنا اب متروک ہونے والا تھا۔ مگر سنسروں میں شرکت اختیارات حسب سابق رہا۔ جس سے زمانہ مابعد میں سخت اختلاف پیدا ہوئے اور جمہوریہ کی آخری ص۔ ی میں یہ خدمت حالت تعطل میں رہی۔

(۱۶۴) ہم بیان کر چکے ہیں کہ حکام سے جو افعال زمانۂ حکومت میں سرزد ہوتے تھے ان کی ذمہ داری عہدے سے سبکدوش ہونے کے بعد بھی ان پر باقی رہتی تھی مگر ان سے بازپرس کم ہوتی تھی۔ ٹری بیونوں نے بعض حکام کو ماخوذ کرنا چاہا تھا مگر اس کا باعث طبقۂ پلی بین کی آتش انتقام تھی۔ عہد زیر تذکرہ میں اس قسم کے الزامات شاذ و نادر تھے جس سے کلیہ مذکورۂ بالا کا ثبوت ہوتا ہے۔ پٹیری شین لوگوں کے خاص مراعات اب ناپید ہو رہے تھے اور کانسلوں اور ٹری بیونوں کا انتخاب جن جماعتوں سے ہوتا تھا ان میں بہ لحاظ مقاصد و رجحان یکجہتی پیدا ہو رہی تھی۔ طبقات کے آئے دن کے باہمی جھگڑے ختم ہو رہے تھے اور کانسل اور ٹری بیون ملکر کام کرنے لگے تھے۔ سلطنت کے جس شعبہ میں پٹیری شین طبقے کے خاص حقوق عرصے تک قائم رہے وہ مذہبی مجلسیں تھیں مگر سنہ ۳۰۰ میں ایک زبردست جد و جہد کے بعد قانون اوگلنی[۱] کے نفاذ سے ان مراعات کا بھی خاتمہ ہو گیا کیونکہ قانون مذکور کی رو سے پجاریوں کی تعداد بجائے ۴ کے ۸ ہو گئی اور آگروں کے بجائے ۴ کے ۹ اور یہ جدید جائدادیں پلی بین لوگوں کے لئے مخصوص کر دی گئیں مگر یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ کارگزار اراکین سے جدید اراکین کے انتخاب کا حق لے لیا گیا یا نہیں۔

روما کے حکام گو ہمیشہ بدلتے رہتے تھے اور انھیں کچھ تنخواہ نہیں ملتی تھی مگر

---

[۱] لیوی دہم ۶-۹۔

باب ۱۲

ان میں تعاون عمل تھا۔ یہ اخلاقی اثرات کا نتیجہ تھا۔ ان کے علاوہ حب وطن اور رائے عامہ کا بھی اثر تھا مگر سینیٹ کا وجود بھی مغتنمات سے تھا جسے سلطنت کی پالیسی کے اظہار کا ایک مستقل آلہ کہہ سکتے ہیں سینٹ کی قوت اس کے اخلاقی اثر پر مبنی تھی اور اس کے اختیارات کی توسیع کی کوئی مخالفت نہ ہوئی کیونکہ کوئی دوسری جماعت اس کے فرائض کو بخوبی انجام نہ دے سکتی تھی۔ اس عہد میں بھی مجالس عامہ کا صرف یہی کام تھا کہ سینٹ کے احکام کی توثیق کر دیں۔ حقیقت یہ تھی کہ سینٹ ہر فوری معاملے میں بر وقت کارروائی کر سکتی تھی اور اس وجہ سے اس کی قوت بڑھتی جاتی تھی ۔

(۱۶۵) اس عہد میں سینٹ کی جو حالت تھی اس کے بارے میں تفصیل سے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ سلطنت کے مالیات اور جائداد شہر کے انتظامات اور فوجوں کی ترتیب کا تعلق اس سے اب تھا۔ سلطنت کی طرف سے وہ سفارتیں بھیجتی تھی اور دوسرے مقامات سے جو سفارتیں آتی تھیں انھیں باریاب کرتی تھی۔ صلح ناموں اور صلح کی شرطوں پر بحث کرتی تھی اور مجالس عامہ میں انھیں توثیق کے لئے پیش کرتی تھی۔ روما اور حلیفوں اور مغلوب دشمنوں کے باہمی تعلقات کا استوار کرنا تحقیقات کے کمیشنوں کا مقرر کرنا جنگ میں اضلاع کا سپہ سالاروں کے سپرد کرنا اور ان کے علاوہ متعدد دیگر معاملات کا تصفیہ معمولی حالات میں یہ کسی نازک موقع پر سینٹ ہی کرتی تھی۔ کیونکہ بعض وقت گو دستور کی رو سے کسی معاملہ کا مجلس عامہ میں پیش کرنا ضروری ہوتا، مگر سینٹ عجلت کے لحاظ سے اپنی ذمہ داری پر تصفیہ کر دیتی اور اس کی اس کارروائی پر کوئی سخت اعتراض بھی نہ ہوتا۔ تعجب معلوم ہوتا ہے کہ ۳۰۰ اشخاص کی ایک مجلس نے مسلسل عصبیت سے اپنی قوت کو کس قدر وسعت دی۔ مگر سینٹ کی خصوصیت یہ تھی کہ اس کی قوت کا انحصار رواج پر تھا اور رواج ہمیشہ بدلتا رہتا ہے کیونکہ اگر ضرورت کے لحاظ سے رواج میں کوئی تغیر ہو جائے تو وہ آئندہ کے لئے نظیر بن جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جب تک روما کی مجالس عامہ محب وطن اور ذمہ داری کا احساس رکھنے والے شہریوں پر مشتمل تھیں کہ بازاری لوگوں پر جن کی تکمیل سرانہویوں کے ہاتھوں میں ہوتی ہے اسوقت تک یہ نظام بخوبی جاری رہا اور بغیر باضابطہ منظوری کے سینٹ جو کارروائیاں کر جاتی تھی اس سے کسی کو اندیشہ نہ ہوا۔ سینٹ کو عہد جمہوری وضع قوانین کے کوئی اختیارات نہ تھے۔ مگر چونکہ سالہا سال تک

حکام اس کے احکام کی وقعت کرتے تھے اور اُن پر عمل کرتے تھے اس لئے رفتہ رفتہ اس کا مشورہ دستور کا ایک جزو ہو گیا۔

جدید طبقہ امراء

(۱۶۶) اس عہد میں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں حکام رفتہ رفتہ **سینٹ** کے قابو میں آرہے تھے۔ **کانسل** اور **ڈکٹیٹر** اس کی ہدایتوں پر عمل کرتے تھے۔ ٹری بیون تو گویا اس کے تابع فرمان تھے۔ **اپیس** اور **پوسٹولیس** ایسے نافرمان حکام شاذ و نادر تھے۔ **سینٹ** اب روما کی حکمراں جماعت ہونے والی تھی۔ اس ناگزیر تغیر کے تین سبب تھے۔ اولاً قدیم طبقہ **پیٹری شین** کے مقابلے میں امرا کا جدید طبقہ زیادہ طاقت ور تھا۔ جب تک کہ سینٹ ایک زوال پذیر طبقے سے وابستہ تھی۔ اس کی قوت بھی روبزوال تھی۔ لیکن اب خالی شدہ جائدادیں دولت مند **پلیبین** لوگوں کے تصرف سے پُر ہوتی تھیں۔ باہمی شادیوں اور اغراض کی یکسانی سے دولت اور امارت کا امتزاج ہو رہا تھا اور اس سے ایک جدید حکمراں طبقہ پیدا ہو رہا تھا جو تعداد میں قدیم طبقہ **پیٹری شین** سے زیادہ تھا اور جو مخصوص مراعات کے لئے بے سود جدوجہد کرنے کے الزام سے بری تھا۔ جدید طبقہ امرا کا امتیاز اعلیٰ خدمات کے انجام دینے پر مبنی تھا۔ کسی اعلیٰ خدمت پر فائز ہونے سے نہ صرف اس شخص کو امتیاز حاصل ہوتا تھا بلکہ اس کے خاندان کو بھی۔ ایسے لوگوں کو نامتیاز (Nobiles) کہتے تھے اور اس سے ماخوذ لفظ (Nobilitse) (امتیاز) سے جو طبقہ امرا کا نام ہو گیا۔ بظاہر امارت کا انحصار اب انتخاب پر تھا۔ مگر روما کی سیاسی حالت اچھے زمانہ بھی جب کہ غریب لوگ سلطنت کے اعلیٰ سے اعلیٰ عہدوں پر پہنچ جایا کرتے تھے۔ اس قسم کی غیر جانبداری کی مثالیں صرف روایتوں میں محفوظ تھیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ قدیم کے لوگ کس قدر انصاف پسند اور سیدھے تھے۔ جدید طبقۂ امرا کو حسب نسب کا تو دعویٰ نہ تھا مگر اس کا رجحان بھی یہی تھا کہ دوسروں کے لئے داخلہ کا دروازہ بند کر کے ایک محدود طبقہ بن جائے کسی امتیازی خاندان سے تعلق رکھنے سے عہدوں کے لئے امیدواری میں سہولت ہوتی تھی۔ جدید طبقۂ امرا کی قوت بڑھتی جاتی تھی اور اس کے ساتھ ہی

ط۵ دیکھو فقرہ ۱۰۴ ما بعد۔

باب ۱۶

سینیٹ کی قوت بھی بڑھتی جاتی تھی۔

(۱۶۷) ثانیاً سینیٹ ایک مستقل جماعت تھی اس لئے ایسے حکام پر تفوق حاصل تھا جو ہر روز بدلتے رہتے۔ سنسروں کو اختیار تھا کہ سینیٹ کی فہرست سے نا اہل رکنوں کے نام خارج کر دیے جائیں۔ مگر اس اختیار سے بہت کم کام لیا جاتا اور رکنیت مادام الحیات تھی۔ اسے پیس نے اراکین کی فہرست کی اصلاح کی تھی مگر اسکی اصلاح کا مطلق لحاظ نہ کیا گیا۔ روما کے حکام میں سے کوئی جرأت نہ کر سکتا تھا کہ سینیٹ کی رائے کے خلاف عمل کرے جو سلطنت کی حکمت عملی کے تسلسل کی نگہبان تھی اگر کوئی حاکم اس قسم کی جسارت کرتا تو سینیٹ اس کے پیچھے ایک دو ٹریبیونوں کو لگا دیتی جو عہدے سے سبکدوش ہونے پر اس پر عدالت قبائل میں کوئی الزام قائم کرا دیتے جس سے براءت حاصل کرنا آسان نہ تھا۔ اس کے علاوہ سینیٹ کی ہیئت ترکیبی ایسی تھی کہ اس کا حکام پر آپ سے آپ بہت دباؤ پڑتا تھا۔ اس عہد میں سینیٹ کے بہت سے رکن ایسے ہوں گے جن کا انتخاب سنسروں نے کیا ہوگا، مگر بہت سے ایسے بھی ہوں گے جو اعلیٰ خدمات پر سرفراز ہونے کی وجہ سے کسی سینیٹ میں آگئے ہوں اعلیٰ حکام سینیٹ میں شریک ہو سکتے تھے، تقریر کر سکتے تھے اور رائے دے سکتے تھے خواہ انکا نام اراکین کی فہرست میں ہو یا نہ ہو۔ اپنے میعاد حکومت میں جب اس کی کوئی کارروائی معرض بحث میں ہوتی تو کانسل سینیٹ کی صدارت کر سکتا تھا۔ اس لئے جبکہ کوئی جائداد خالی ہو تو ایسے حکام کے ناموں کا مستقل فہرست میں شریک نہ کرنا ناممکن تھا اس لئے جب کوئی حاکم سینیٹ میں تقریر کے لئے کھڑا ہوتا تو اس کے سامنے سابق حکام کی صفیں ہوتیں جن میں سے کوئی اس بات کو روا نہ رکھ سکتا تھا کہ سینیٹ کے احکام کی تعمیل سے گریز کیا جائے۔ ایسی زبردست جماعت کا مقابلہ کرنے کے لئے انتہائی اخلاقی جرأت کی ضرورت تھی اور مقابلے میں کامیابی حاصل کرنا قریب قریب ناممکن تھا۔

(۱۶۸) طبقہ پیٹریشین کی دو خاص مراعات اب تک باقی تھیں۔

اولاً (Interregmum) حکومت درمیانی) اس عہد میں کئی مرتبہ اس طرز عمل سے کام لینے کی ضرورت لاحق ہوئی اور اس کی نوعیت کو ہم بیان کر چکے ہیں۔ یہاں صرف یہ ذکر کرنا ہے کہ یہ اب تک باقی تھا اور (Interreies) حکام درمیانی)

مابقی مراعات

باب ۱۶

پٹیری شئین ہوتے تھے۔ مگر اس خدمت کی کوئی سیاسی وقعت نہ تھی اس لئے اسے حسب سابق باقی رہنے دیا گیا۔ اگر کسی سال میں موجودہ کانسلوں کے اپنی خدمت سے سبکدوش ہونے سے قبل سال آئندہ کے کانسلوں کا انتخاب نہ ہوتا تو یہ کام (Interrejes) کے سپرد ہوتا۔ مگر ان کے وجود سے انتخاب پر کوئی اثر نہ پڑتا اور اگر وہ کوئی مداخلت کرتے تو یہ سینٹ کی سازشوں کا نتیجہ ہوتا[1]۔ مابقی مراعات میں سے دوسری آباء قوم کی منظوری (Patrum auetoritas) کے نام سے موسوم ہے جس نے دستور روما پر لکھنے والے مصنفوں کو بہت پریشان کیا ہے۔ قوانین اور انتخابات اور ممکن ہے کہ عام مقدموں کی سزاؤں کے لئے اس منظوری کی ضرورت تھی۔ مگر یہ منظوری محض رسمی تھی اور اس فعل کے قبل ہوتی تھی جس کی توثیق کرتی تھی مگر ضروری تھی۔ اب سوال یہ ہے کہ آباء کون تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ اس سے کیوریوں کی مجلس مراد ہے مگر یہ خیال نہ قرین قیاس ہے اور نہ روایات سے اسکی تائید ہوتی ہے۔ دوسروں کا خیال ہے کہ آباء سے سینٹ کی جماعت مراد ہے اور بعض عبارتوں میں سینٹ کے اراکین کیلئے آباء کا نام آیا ہے اس سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اس طرز عمل سے ایک زمانے میں واقعی کام لیا جاتا ہوگا اور اب اس کا نام ہی نام رہ گیا تھا۔ سینٹ کی موجودہ حالت کے لئے یہ طرز عمل مناسب بھی نہ تھا کیونکہ بجائے کمزور ہونے کے امور مملکت میں اس کی قوت بڑھتی جاتی تھی۔ اس لئے قرین قیاس یہ ہے کہ آباء سے مراد سینٹ کے پٹیری شئین اراکین سے ہے۔ یہ اس زمانے کی ایک مابقی رسم ہے جب کہ سینٹ اسی طبقہ پر مشتمل تھی اور مامسین کی بھی یہی رائے ہے سینٹ کے پٹیری شئین اور پلی بین اراکین میں امتیاز صرف (Interregmum) میں باقی تھا۔ مگر یہ تسلیم کرنے کی ضرورت نہیں کہ یہ منظوری سینٹ کی بہ حیثیت سلطنت کی مجلس اعلیٰ کے تھی۔ میرا خیال ہے کہ سینٹ گوتوں کے سرداروں کی مجلس تھی اور یہ منظوری اسی زمانے

---

[1] سنہ ۳۵۶ق م اور سنہ ۳۴۳ق م کے درمیان بعض وقت دونوں کانسل پٹیری شئین ہوئے اور جس کا انتخاب "حکومت درمیانی" کے تحت میں ہوا ہے۔ اس کی غالباً وجہ یہی ہے کہ انتخاب پٹیری شئین طبقے کے ہاتھ میں تھا۔

سے چلی آئی ہے جب کہ سلطنت روما ابتدائی حالت میں تھی اور کوئی مشترک کام بغیر گوتوں کے سرداروں کی منظوری کے نہ ہو سکتا تھا ۔

(ج) مجالس عامّہ

(۱۶۹) اس قابل یادگار عہد میں مجالس عامّہ اور ان کے ساتھ ہی ساتھ پلی بین لوگوں کے جلسوں کا سلسلہ جاری رہا۔ سنہ ۳۱۱ ق م کے ایک حوالے[۵] سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلس کیوریہ بھی موجود تھی اور دستوری رواج کے مطابق جو توثیقی کارروائیاں اس کے سپرد تھیں ان کو انجام دیتی تھی لیکن رائے عامہ کے اظہار کے لئے مجالس سنچوریہ و قبائلی تھیں اور ان کے دوش بدوش پلی بین لوگوں کے جلسے بھی ہوتے تھے ان تینوں سے وضع قوانین کا کام لیا جاتا تھا اور اس عہد کے اختتام کے قبل ان میں سے ہر ایک کو وضع قوانین کا اختیار تھا کیونکہ سنہ ۲۸۷ سے قانون ہارٹنسی کی رو سے پلی بین لوگوں کے علیحدہ جلسوں میں جو قیتیں تھیں وہ رفع ہو گئی تھیں۔ مجلس قبائلی کو اقتدار شاہی حاصل ہونے کے بعد ان جلسوں کا قیام اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اہل روما کسی چیز کو منسوخ کرنا نہ چاہتے تھے ان جلسوں کا بقا عہدہ ٹری بیونی سے متعلق ہے۔ ٹری بیون اب بھی موجود تھے۔ گو ان کا اصل کام ختم ہو چکا تھا اس لئے پلی بین جلسوں کے سلسلے کو منقطع کرنا جس سے ٹری بیونوں کو تعلق تھا، اہل روما کے اصول کے خلاف تھا ۔

(۱۷۰) وضع قوانین کے ہر سہ ذرائع کے اختیارات میں مساوی ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کا کام بھی مساوی ہو۔ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلس سنچوریہ سے کام اب کم لیا جاتا تھا اور وضع قوانین کے کام کو اس مجلس قبائلی میں منتقل کرنے کی کوئی مخالفت بھی نہیں ہوتی۔ ہم جانتے ہیں کہ مجلس سنچوریہ میں دولت اور عمر کا زیادہ لحاظ رکھا گیا ہے اور مجلس قبائلی میں ایسی کوئی ترتیب نہ تھی اور نہ کسی قسم کا امتیاز تھا البتہ کسی چھوٹے قبیلے میں جس شخص کو حق رائے ہو وہ بڑے قبیلے کے حق رائے سے زیادہ کارگر

---

[۵] لیوی نہم ۸، ۳، ۱۵، ۱۶ -

باب ۱ تھا اسی عہد میں پٹریشین اور پلی بین کا سیاسی امتیاز غائب ہو جاتا ہے اور دولت مندوں اور غربا کے حقیقی مقاصد کا اختلاف نمودار ہوتا ہے۔ مجلس قبائلی سے وضع قوانین کا کام زیادہ تر لینے کا سبب بالعموم یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بمقابلہ ۱۹۳ یا ۱۹۴ سنتوریوں کے مجلس قبائل سے بہ آسانی کام لیا جا سکتا تھا کیونکہ اس میں ۴۹۵ ق م میں صرف ۲۹ قبیلے تھے اور ۲۴۱ ق م میں ۳۵۔ ممکن ہے کہ منجملہ دیگر اسباب کے یہ سبب بھی ہو مگر بذات خود اس تغیر کا باعث نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی واضح رہے کہ مجلس قبائلی کے صدر انجمن عامۂ قوم کے باضابطہ حکام تھے یعنی کانسل، پریٹر اور کیورول ایڈیل کیونکہ یہ مجمع عامۂ قوم کا تھا نہ صرف پلی بین لوگوں کا۔ پلی بین لوگوں کو قدیم مجلس سے زیادہ انس نہ تھا اس لئے جب وہ اعلیٰ خدمات پر فائز ہونے لگے تو فطرتاً ان کا رجحان یہ ہوگا کہ اپنی تجویزوں کو جدید مجلس میں پیش کریں اور بظاہر روما کے دستور میں کوئی امر اس طرزِ عمل کے اختیار کرنے میں مانع نہ تھا۔ کیونکہ جب عامۂ قوم کی ایک مجلس جو بلحاظ قبائل مرتب تھی ایک دفعہ رائے عامہ کی مظہر تسلیم کر لی گئی تو اگر اس کو وضع قوانین یا حکام کی تجویزوں کو قبول کرنے یا رد کرنے سے روکنے کی کوئی کوشش کارگر نہ ہو سکتی تھی اس مجلس سے کام لینے میں بھی سہولت تھی اور بہت جلد وہ روما کی معمولی مجلس ہو گئی۔

قوانین (۱۷۱) مگر یہ تغیرات رفتہ رفتہ عمل میں آئے اور چونکہ لیوی اور دوسرے مورخوں نے صحت الفاظ سے کام نہیں لیا ہے اس لئے یہ پتا نہیں چلتا کہ کس مجلس نے کس قانون کو وضع کیا۔ مثلاً ۳۰۰ ق م میں دو قانون[1] نافذ ہوئے۔ ان میں سے ایک قانون اوگلنی تھا جس کی رو سے پلی بین پجاریوں کی جماعتوں میں داخل ہونے کے مستحق قرار دئے گئے یہ قانون مجلس قبائل سے منسوب کیا گیا ہے۔ دوسرا قانون والیری تھا جس میں حق مرافعہ کے جواز کو سخت تر الفاظ میں دہرایا گیا تھا۔ مگر اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ کس مجلس نے اسے نافذ کیا گو اس کا محرک ایک کانسل بیان کیا گیا ہے۔ مگر چونکہ اس سے مقصود یہ تھا کہ سزائے موت بغیر عامۂ قوم یعنی سنتوریوں کے حکم کے نہ دی جائے اس لئے ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ مجلس سنتوریہ نے اس قانون کو نافذ کیا ہوگا کسی باحتیاط

---

[1] لیوی دہم ۹۔

باب

مجلس کے ہر فیصلے کو صحیح معنوں میں (Lex) قانون کہتے تھے۔ اس اصطلاح میں مختلف احکام (Iussa) متعلق معاملات سلطنت بھی شامل تھے۔ اس قبیل کے سنتوریوں کی وہ قراردادیں ہوتیں جن کی رو سے کسی دشمن کے خلاف میں اعلان جنگ (Lex de bello indicends) کیا جاتا۔ اسی قسم کا ٹسکولیم کے باشندوں کو سزا دلانے کا مجوزہ قانون تھا جسے قبائل نے نامنظور کر دیا تھا۔ سنہ ۲۹۵ کے کانسلوں میں سر رشتوں کی تقسیم کے متعلق نزاع ہو گئی تھی اور سینیٹ نے رائے دی تھی کہ اٹروریا کی کمان فے بیس کے سپرد کی جائے۔ ڈسے کیس اس انتظام کا مخالف تھا۔ اس نے رائے عامہ سے یہ طے کرا دیا کہ تقسیم قرعہ اندازی سے ہو مگر قبائل نے سینیٹ کی رائے کی توثیق کی۔ سنہ ۳۳۲ میں جبکہ شہرت بغیر حق رائے اکرائی کو عطا ہوئی تو یہ قانون غالباً قبائل نے نافذ کیا۔

قانون ہارٹین سی

(۱۷۲) دیگر مجالس کے دوش بدوش پلیبین طبقے کے جلسوں کو وضع قوانین کے اختیار کے عطا کرنے کے لئے تین قانون نافذ ہوئے مگر ان کے اصل معنوں سے ہم ناواقف ہیں۔ یہ قانون حسب ذیل تھے۔ قانون والیسریو ہوریشین سنہ ۴۴۹، پبلی لی سنہ ۳۳۹ کا قانون اور قانون ہارٹین سی سنہ ۲۸۷ جس کا ذکر آ چکا ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان تینوں کا عام منشا یہ تھا کہ عوام کے قرارداد (Plebi Scite) تمام قوم پر نافذ ہوں۔ اس کے علاوہ ہماری معلومات مشتبہ قیاسوں پر مبنی ہیں۔ غور کرنے سے اولاً یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قانون اسی مضمون کا تھا اور عملاً اس کی خلاف ورزی ہوتی تھی۔ اس لئے دوبارہ صحیح تر الفاظ میں نافذ کیا گیا تاکہ کوئی گریز نہ کر سکے۔ لیوی[1] نے حق مرافعہ کی توثیق کیلئے اسی قسم کے طرز عمل کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ گو خاص حالات میں سینیٹ اور حکام دستوری قانون کے خلاف ورزی کر جاتے ہوں گے مگر اس قسم کی غاصبانہ کارروائی عرصے تک جاری نہ رہ سکتی تھی۔ مروجہ رائے یہ ہے کہ ہر موقع پر کوئی قطعی کارروائی ہوتی جس کی نوعیت سے ہم واقف نہیں۔ اس خیال کی تصدیق قانون ہارٹین سی کے متعلق زمانۂ مابعد کے مقننوں کے

---

[1] لیوی دہم ۹۔

طرز بیان[۱] سے ہوتی ہے جو (Lex) (قانون) اور (Plebi seite) (عوام کی قرارداد) کی مساوات اسی تاریخ سے شمار کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ عوام کی قراردادوں کے جواز کے لئے یہ ضروری ہے کہ سنتوریوں سے ان کی منظوری ہو جو خود آبار کی منظوری کی محتاج تھی۔ ۳۳۹ء میں بیان[۲] کیا گیا ہے کہ یہ منظوری صرف تکمیل ضابطہ کے لئے رہ گئی اور سنتوریوں کی رائے دینے کے قبل ہی دے دی جاتی تھی۔ اگر ۳۳۹ء کے قانون سے پلی بین جلسوں کو مجلس سنتوریہ سے آزادی حاصل ہو گئی ہو مگر پھر بھی ان کی قراردیں منظوری آباء کی محتاج ہوں اور اس سے بدمزگی پیدا ہوتی ہو جو ۲۸۶ء میں رفع ہو گئی۔ مگر یہ محض ایک قیاس ہے۔

(۱۷۳) اب ہم اس منزل پر پہنچ گئے ہیں جبکہ روما میں تین عمومی مجالس ایسی تھیں جن میں وضع قوانین کا اختیار تھا انتخابات[۳] کے متعلق بھی تینوں کو اختیارات تھے مگر ان کی تعین ہو چکی تھی۔ سنتوریاں **کانسلوں پریٹروں** اور سنسروں کا انتخاب کرتی تھیں۔ مجالس قبائلی **کیوروُل ایڈلون کوئسٹروں اور** کم درجے کے عہدہ داروں کا اور **پلی بین** لوگوں کا جلسہ جو بلحاظ قبائل منقسم تھا **ٹری بیونوں** اور **پلی بین ایڈیلوں** کا انتخاب کرتا تھا۔ جمہوریہ کے ابتدائی ایام میں حاکم صدر کو اختیار تھا کہ کسی ناپسندیدہ امیدوار کے قبول سے انکار کر دے اور اس طرح انتخاب کو محدود کر دے۔ مگر یہ طریقہ اب معدوم ہو رہا تھا اس عہد میں بھی اس قسم کی مثالیں بھی بہت کم تھیں اور اس کے اختتام پر انتخاب کنندوں کو آزادی انتخاب حاصل ہو گئی۔ سسرو[۴] نے اس زمانے کا ایک قصہ بیان کیا ہے کہ مشہور و معروف **اپیس کلاڈیس** ایک کانسلی انتخاب کا صدر بحیثیت حاکم درمیانی تھا اس نے خلاف قانون ایک پلی بین امیدوار کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن مانیس کیوریس نے

---

[۱] دیکھو گیلیس ۱۵، ۲۷، ۴ میں لالیس و نی لیکس (دوسری صدی ع) کی عبارت کی نقل۔ گالیس یکم

[۲] پلینی تاریخ ۱۶، ۳۷۔

[۳] لیوی ہشتم ۱۵، ۱۲

[۴] سسرو بروٹس ۵۵۔ اور پلی فہرست قانونی مضمون "مالی نیا"

باب

جو **ٹری بیون** تھا کسی تدبیر سے آبار کو اس خاص **پلی بین** اُمیدوار یا کسی پلی بین کے انتخاب کے لئے اپنی منظوری پہلے ہی سے دے دینے پر آمادہ کر لیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے اپیس کو اپنے منصوبے میں ناکامی ہوئی مگر یہ قصہ غیر مکمل ہے۔

سسرو کا بیان ہے کہ یہ ایک زبردست کارنامہ تھا کیونکہ **قانون مائی نی** اس وقت تک نافذ نہیں ہوا تھا۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس قانون کی رو سے انتخابات کے لئے منظوری ماقبل کی اسی طرح ضرورت تھی جیسے کہ وضع قوانین کے لئے ۳۳۹؁ کے پبلی لی قانون سے۔ اس کے نفاذ کی تاریخ کا ہمیں علم نہیں مگر ۲۸۷؁ میں یا اس کے کچھ بعد یہ **قانون مائی نی** قانون **پارٹین سی** کے ضمن میں نافذ ہوا۔

مجالس عامہ کے اختیارات سماعت مقدمات

(۱۷۴) مجالس عامہ کے فرائض میں تیسرا سماعت مقدمات تھا مگر اس کے متعلق زیادہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ قتل کے مقدمات **سنتوریوں** میں پیش ہوتے تھے۔ دوسرے مقدمات جن میں جرمانہ ہوتا مجلس قبائلی میں پیش ہوتے۔ ان میں سے سیاسی مقدمات **ٹری بیونوں** کی طرف سے پیش ہوتے مثلاً جب کسی سابق حاکم پر ایسے افعال کے مرتکب ہونے کا الزام لگایا جاتا جن سے سلطنت کو نقصان پہونچا ہو۔ معمولی قانونی جرائم میں استغاثہ **ایڈیلیوں** کی طرف سے ہوتا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ طبقات کے اختلافات کے مٹ جانے سے سیاسی مقدموں میں کمی ہوتی جاتی تھی مگر اس عہد کا ایک مقدمہ قابل ذکر ہے[۱]۔ **ایل پوسٹومیس میگیلس** ایک نامی آدمی تھا۔ ۲۹۱؁ میں وہ کانسل تھا اور اس کے قبل بھی دو مرتبہ کانسل رہ چکا تھا میدان جنگ میں اس نے بحیثیت سپہ سالار متعدد معرکے سر کئے تھے لیکن اب اس سے عجیب و غریب حرکتیں سرزد ہونے لگیں اولاً اس نے اپنے شریک عہدہ کو ڈرا دھمکا کر اس سال کی معرکہ آرائیوں کی کمان حاصل کر لی۔ پھر فوج کو بھرتی کر کے اس کے ایک جزو کو اپنے علاقے پر بھیجدیا اور سپاہیوں سے جبراً زراعت کا کام لیا۔ **سامنیوں** کے مقابلے کے لئے جب وہ گیا تو وہاں بھی عجیب مجنونانہ حرکتیں اس نے کیں۔ وہاں سال گزشتہ کا کانسل بحیثیت پروکانسل فوج کی کمان کر رہا تھا۔ **پوسٹومیس** نے اسے حکم دیا کہ

---

[۱] ڈائیونی سیس قطعات ۷، ۱۸، ۱۴، ۵۔

باب ۱۲ هٹ جائے اور باوجود سینیٹ کے حکم کے اپنی مطلق العنانی پر کمربستہ رہا اور جبر و تشدد سے کام لینے کی دھمکی دی۔ اس کا حریف جو خانہ جنگی سے گریز کرنا چاہتا تھا روما واپس گیا اور **پوسٹومیس** نے اس جنگ میں فتح حاصل کی۔ اس کے بعد باوجود سینیٹ کی ناپسندیدگی کے اس نے اپنی ناراضی کا اظہار کیا، مال غنیمت کو خود تقسیم کر دیا، اپنے جانشین کے ورود کے قبل فوج کو منتشر کر دیا اور اس پر طرہ یہ کیا کہ بغیر سینیٹ یا عامۂ قوم کی اجازت کے خود ہی جشن فتح بھی منا لیا۔ خدمت سے علیحدہ ہوتے ہی دو **ٹری بیونوں** نے اس پر مقدمہ قائم کرا دیا اور مجلس قبائلی کی متحدہ رائے سے اس پر ایک زبردست جرمانہ کیا گیا ممکن ہے کہ اس قصے میں تفصیلی امور صحیح نہ ہوں یا جیسا کہ **ڈائونی سیس** کا خیال ہے یہ شخص مجنون ہو۔ مگر اس سے دو امر واضح ہوتے ہیں کہ ایک شوریدہ سر آدمی اقتدار شاہی سے پوری طور سے کام لے سکتا تھا اور ثانیاً ان حرکتوں کے لئے سزا دہی کا بھی ایک معین طریقہ تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ **پلی بین** لوگوں کے علیحدہ جلسوں میں بھی مقدمات کی سماعت ہوتی تھی مگر اس کی مثالیں شاذ و نادر تھیں۔ واضح رہے کہ عمومی عدالتوں میں مقدمات کی سماعت حکام کے فیصلوں کے خلاف حق مرافعہ سے پیدا ہوئی تھی اور طرز کارروائی بالکل یا عموماً اس طریقے پر تھا۔ **مام سین** کا خیال ہے کہ **پلی بین** جلسوں میں ٹری بیونوں اور پلی بین ایڈیلوں کے احکام کے مرافعے ہوتے تھے۔ لیکن ٹری بیون اب مجالس عامہ میں مقدمات پیش کر سکتے تھے۔ اور سنتوریوں میں بھی۔ اس لئے اس عہد میں جو مقدمات پلی بین لوگوں کے جلسے میں پیش ہوتے ہونگے ان میں پیروکار استغاثہ غالباً ایڈیل ہوتے ہوں گے۔

لی رکاوٹیں (۱۷۵) ان مجالس عامہ کی خواہ (Comitia) کے قسم کی ہوں یا (Corceilia) ہوں طریقۂ کارروائی بیان کرنا اس وقت دشوار ہے۔ کارروائی طلوع آفتاب سے قبل شگون لینے کے ہوتی تھی اور جلسے مغرب سے قبل ختم ہو جاتے تھے یا ملتوی ہو جاتے تھے۔ مگر بغیر ان تفصیلی امور کے یہ ذہن نشین کرنا دشوار ہے کہ یہ طریقہ کس قدر بھونڈا تھا اور وہ کیا رکاوٹیں تھیں جن کی وجہ سے جلسے کسی نتیجے پر پہنچے بغیر برخاست کر دئے جاتے تھے انتخابوں کے سوائے عامہ قوم کو کسی تحریک کے آغاز کرنے کا اختیار نہ تھا۔ وضع قوانین میں ترمیمیں پیش نہ ہو سکتیں۔ مجالس عامہ میں جو مقدمات پیش ہوتے

ان کی سماعت وقفوں کے ساتھ تین جلسوں میں ہوتی اور چوتھے میں رائیں لی جاتیں۔ رائے دینے کے لئے ہر رائے دہندہ کو بذات خود حاضر ہونا پڑتا۔ جلسوں کے انعقاد کی اطلاع صرف روما میں دی جاتی گو بہت سے شہری شہر سے دور آباد تھے۔ اسی وجہ سے عنانِ حکومت رفتہ رفتہ سینیٹ کے ہاتھوں میں آتی جاتی تھی اور جب یہ حالت تھی تو تعجب ہے کہ عامۂ قوم کو بغیر کسی انقلابی تحریک کے اپنی رائے کے اظہار کا موقع کس طرح ملتا ہوگا اور بالآخر یہی ہوا گو بحالتِ موجودہ اہلِ روما کے تحمل کی وجہ سے یہ نظام برقرار رہا۔ مگر عامۂ قوم کی بے اطمینانی کی بھی جھلک نظر آتی ہے جس سے بالآخر ایک انقلابی تحریک پیدا ہوئی جس کا پتا ہارٹین سی قانون کے نفاذ کی روایات سے چلتا ہے جو لیوی کی گم شدہ گیارھویں کتاب کے موجودہ خلاصے میں مختصر طور پر بیان کی گئی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پلی بین قرض کے بارے سخت پریشان تھے جس کی وجہ سے شورشوں کا ایک[1] طویل سلسلہ شروع ہوا اور بالآخر وہ علیحدہ ہو کر جالی کولم کے پہاڑ پر چلے گئے جہاں سے انھیں ڈکٹیٹر ک۔ ہارٹین سیس واپس لایا۔ یہ شخص اپنی میعادِ عہدہ کے دوران میں مر گیا۔ ڈائیون[2] کیسیس کی تحریر کا بھی ایک ٹکڑا باقی ہے جس میں اس جد وجہد کی طرف اشارہ ہے۔ ان منتشر روایتوں سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ کہ غربا نے اپنی معاشی اصلاح کے لئے زبردست کوشش کی۔ امرا کو یہ امید تھی کہ غربا اپنے مطالبات سے باز آئیں گے مگر پلی بین لوگوں نے زبردستی مراعات حاصل کیں اور مزید مراعات حاصل کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ غربا اپنی تکلیفوں سے بگڑ بیٹھے تھے اور بالآخر انھوں نے علیحدگی اختیار کی مگر یہ آخری علیحدگی تھی۔ اس کے بعد ان دقتوں کو سر کرنے کے لئے ایک پلی بین ڈکٹیٹر مقرر ہوا اور ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ علاوہ اس مشہور دستوری قانون کے جس کا ذکر آچکا ہے قرضداروں کی تکلیفوں کو رفع کرنے کی بھی سبیل ہوئی اس کارروائی کا عظیم ترین دستوری تنازعات میں شمار ہے

---

[1] ۲۹۰ ق م میں عہدہ داران کوتوالی (Tresviri Capitales) مقرر ہوئے تھے جن کا تعلق ان شورشوں کی ابتدائی منازل سے تھا۔

[2] ڈائیو قطعات ۳۷۔

باب ۱۲

اور حسب سابق **پلی بین** لوگوں کے ساتھ مزید مراعات کر کے منا لیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی سرکاری جنتری میں کچھ تغیر کر دیا گیا جس کی رو سے پلی بین لوگوں کے جلسوں کے لئے جو دن تھے ان کی تعداد کم ہو گئی۔ لینگ[۵۷] کا خیال ہے کہ اس تدبیر سے امرا چاہتے ہوں کہ عوام کی مجالس کی سرگرمی کم ہو جائے جسے وہ ایک لغویت خیال کرتے تھے۔

سنیٹ

(۱۷۶) مگر باوجود اپنے نظام سیاسی کے جملہ استقام کے اہل روما اس زمانہ میں بھی ایک ممتاز اور سرگرم جماعت کی حیثیت رکھتے تھے۔ اہم معاملات مثلاً شرائط صلح کا طے کرنا یا کسی ممتاز شخص کو کسی قانون سے مستثنے کرنا ایک کثیر التعداد جماعت (مجلس عامہ) میں پیش نہ ہو سکتے تھے کیونکہ ایتھنز کی مجلس ایکلیسیا کی طرح اس کے جلسے جلد جلد نہ ہوتے تھے اور اسے مباحثات سننے اور مختلف تجویزوں پر غور کرنے کا موقع نہ ملتا تھا۔ برخلاف اس کے روما میں اس قسم کے موقع صرف سینٹ کو حاصل تھے اور وہی مجالس عامہ کو راہ راست پر رکھتی تھی۔ مجالس پر سینٹ اپنا اثر حکام کے ذریعے سے ڈالتی تھی کیونکہ بغیر ان کے حکم کے کسی مجلس کا اجلاس نہ ہو سکتا تھا اور ان مجلسوں میں جو سوال وہ پیش کرتے تھے انھیں کا جواب دیا جاتا تھا اس کلیہ کا اطلاق باضابطہ مجالس کے علاوہ پلی بین لوگوں کے جلسے پر بھی ہوتا تھا۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ دو مساوی الاختیارات مجالس واضع قوانین میں کبھی تنازع کیوں نہیں ہوتا تھا۔ اگر اس قسم کا کوئی جھگڑا ہوتا تو کوئی ایسی اعلیٰ عدالت نہ تھی جو نزاع کا فیصلہ کر سکتی اور اس عہد میں یہ تینوں جماعتیں قریب قریب ایک ہی قسم کے اشخاص پر مشتمل نہ تھیں۔ سینٹ معاملات کو اس خوبی سے طے کرتی کہ کوئی نزاع پیدا نہ ہوتی اور مثل مشہور ہے کہ مرض سے بچنا علاج سے بہتر ہے۔

---

[۵۷] لینگ دوم ۱۰۸۔

باب ہفت دہم

تسخیر اطالیہ

(۱۷۷) روما کی تسخیر اطالیہ کی اہمیت میں مبالغے کی گنجائش نہیں۔ روما اطالیہ کی منفرد ریاستوں میں سے ایک تھا۔ مگر اپنے نظام سیاسی کی بہتری کی وجہ سے اس نے اپنے ہمسایوں کو مغلوب کر لیا اور عہد قدیم کی زبردست سلطنتوں میں اس کا شمار ہونے لگا۔ قوانین **لیکی نی** کے ذریعے سے روما میں اتحاد قومی کے مستحکم ہو جانے کے بعد ایک سو سال کا عہد تاریخ عالم میں خاص اہمیت رکھتا ہے اس عہد کو ہم چار دوروں میں تقسیم کر سکتے ہیں (۱) جب روما شکست خوردہ لاطینیوں کے ساتھ مشغول تھا اور اپنی قوت کو دوبالا کر رہا تھا **فیلفوس** (فلپ) شاہ مقدونیہ قدیم یونان کی شہری سلطنتوں کی آزادی عمل کا خاتمہ کر رہا تھا (۲) جب **روما جنگ سامنی** میں مشغول تھا اور اپنے آپ کو **اطالیہ** میں اپنے جری ترین حریف سے زیادہ طاقت ور ثابت کر رہا تھا اور اپنی وسعت یافتہ قوت کو مستحکم کر رہا تھا سکندر نے ایک عظیم شہنشاہی حکومت قائم کی تھی جو اس کی قبل از وقت موت سے کئی سلطنتوں میں منقسم ہو چکی تھی۔

(۳) جب روما نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ اپنے اطالوی دشمنوں کے مجموعی حملے کی مقاومت کر سکتا ہے اور اطالیہ کی سربر آوردہ حکومت ہونے کا شرف اسے حاصل ہو گیا تھا سکندر کے جانشینوں کی دوسری پشت مختلف سلطنتوں پر حاوی تھی اور یونان کی سلطنتیں ایک جدید اتحاد میں شریک ہونے والی تھیں (۴) تسخیر اطالیہ کی تکمیل کے بعد روما اور سکندر کے جانشینوں میں مڈبھیڑ ہوئی ہے۔ پرہس کو حوصلہ ہوتا ہے کہ جیسے سکندر نے مشرق کو تسخیر کر لیا وہ مغرب کو تسخیر کرے مگر اسے سخت ناکامی ہوتی ہے اس عہد میں **گالیوں** کی پیش قدمی کی وجہ سے اہل روما کو ہمیشہ انتشار رہتا ہے۔

باب ۱۲

روما کو معلوم ہوگیا تھا کہ انھیں کس طرح سے مغلوب کیا جا سکتا ہے اور اطالیہ میں ان کے قدم جمنے کا اب اندیشہ نہ تھا مگر ان کی جنگجوئی اور خونخواری کا شہرہ تھا۔ ۲۷۸ق م میں یہ لوگ انبوہ در انبوہ جدید مساکن کی تلاش میں مقدونیہ اور یونان میں نمودار ہوئے اور ایشیائے کوچک میں ان کے آباد ہو جانے سے مشرق میں ایک نہایت پیچیدہ مسئلہ پیدا ہوگیا۔

(۱۷۹) مگر باوجود اس عہد کی اہمیت کے مختلف معرکہ آرائیوں کو ایک مسلسل تذکرے کے طور پر بیان کرنا دشوار ہے۔ ان کے نتائج کو فی الجملہ صحیح تصور کر سکتے ہیں مگر خاندانی تاریخوں[1] کے لکھنے والوں کی جانب داری وقائع نگاروں کی بے پروائی اور زمانۂ مابعد کے مصنفوں کی اس کوشش سے کہ ان واقعات سے اخلاقی نتائج اخذ کریں تفصیلی امور میں اسقام ہیں۔ اس لئے میں نے یہ مناسب خیال کیا کہ روایتوں کے اہم واقعات کو ایک تختہ کی صورت میں مرتب کر دوں تاکہ واقعات کا تعلق پڑھنے والے کی آنکھ کے سامنے آجائے اور ذہن نشین ہو جائے۔ اور عام نتائج کے اخذ کرنے کا موقع ملے ۳۶۶ق م تا ۲۶۵ق م کے عہد کو چار حصوں میں روما کی ترقی کے لحاظ سے تقسیم کیا گیا ہے (ملاحظہ ہو تختۂ منسلکہ ۲۱۷)۔

گالیوں سے لڑائیاں

(۱۸۰) عہد ماسبق کے تحت میں ہم نے بیان کیا ہے کہ روما کے قدیم حلیفوں یعنی لاطینیوں اور ہرنیکیوں کو اس سے شکایت ہو چلی تھی اور ان کے رضاکار والسکیوں کو روما سے لڑا رہے تھے۔ اس لئے روما کا فرض تھا کہ اس حالت کا خاتمہ کر دے روما اور ہرنیکی کی جنگ کا حال مطلق معلوم نہیں۔ روما کی روایت میں فتح کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ اس سے ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ اس جنگ میں غلبہ اسی کو ہوا۔ اس زمانے میں گالیوں نے پھر یورش کی۔ لاطینی زیادہ تر اپنے فرائض حلیفانہ پر قائم رہے۔ لیکن ایک روایت ہے کہ ٹائی بور نے حملہ آوروں کی مدد کی مگر غالباً اس کی وجہ یہ ہوگی کہ انھیں روما سے عناد تھا نہ یہ کہ گالیوں سے انھیں ہمدردی تھی ایک دوسری روایت ہے کہ گالیوں سے آخری جنگ سے قبل **لاطینیوں** سے صلح ہوگئی (۳۵۸ق م) مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ نزاع آپس میں کیوں تھی اور کن شرائط پر

---

[1] مثال کے لئے دیکھو لیوی ہفتم ۹، ۴، ۵۔

باب ۱۴

باہمی تعاون پھر قائم ہوا۔ اسی جنگ کا ایک قصہ ہے کہ نوجوان ٹ مین لیس نے ایک دیو قد گالی سورما کو قتل کردیا اور طلائی گلوبند (Torquis) چھین لیا جس سے اسے ٹورکوائس کا لقب ملا۔ دوسری جنگ **اٹرسکیوں**[1] سے ہوئی جنھوں نے اپنے عدم اتحاد سے نقصان اٹھایا۔ روما کو اپنے حلیفوں کے بگڑ جانے سے سخت پریشانی ہوگئی تھی اور اسی وجہ سے اٹرسکی جنگ کے درمیان اس نے **سامینوں** سے اتحاد کیا۔ مگر بیان کیا گیا ہے کہ یہ اتحاد سامینوں کی درخواست پر ہوا۔ پھر بھی ہم قیاس کرسکتے ہیں کہ لاطینیوں کو یہ اتحاد ناگوار گزرا ہوگا۔ ۳۴۹-۳۴۵ ق م میں گالیوں نے پھر روما پر یورش کی مگر لاطینیوں کی فوجیں حسب دستور اس کی امداد کے لیے نہ آئیں۔ لیکن اہل روما بھی جان پر کھیل گئے اور **گالیوں** کو دفع کردیا (اس جنگ کے سلسلے میں) **والیریس** کا قصہ ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سے اور گالی سورما کا مقابلہ ہو رہا تھا۔ ایک کوا اس کے خود پر بیٹھ گیا جس سے اسے اپنے حریف کو مغلوب کرنے میں مدد ملی **گالی** جنگوں میں اس قسم کے شخصی مقابلوں کا اکثر ذکر ہے۔

لاطینی بغاوت

(۱۸۱) لیکن اب لاطینی روما کے قابو سے نکلتے جاتے تھے۔ **وولسکیوں** کی باقی ماندہ بستیاں اپنی آزادی دوبارہ حاصل کرنے کے لئے لاطینیوں کو بغاوت پر آمادہ کر رہی تھیں روما کے خلاف جو تحریک تھی اس کا مرکز **اینٹیم** تھا۔ اس کے باشندے بحری قزاق اور باغی تھے۔ روما عرصے سے اس فکر میں تھا کہ اس پر دوامی قبضہ کرلے مگر کبھی کامیابی نہ ہوئی ۳۴۳ ق م میں **کیم پے نیا**[2] کے بارے میں روما اور

---

[1] اسی جنگ کے ضمن میں کائرے جس کے تعلقات روما سے (Hospitium) (حلیف قدیم بلحاظ مودت باہمی) کے ساتھ سلطنت روما میں شامل کرلیا اور اسے حق شہریت بلا حق رائے دہندگی عطا کیا گیا۔ اس نظیر پر زمانہ مابعد میں اکثر عمل ہوتا تھا۔ داخلی معاملات میں اسے ایک حد تک آزادی تھی مگر روما کے کسی قبیلے میں اس کے باشندے شریک نہیں کیے گئے دیکھو مارکوارٹ (Stvw) کیم ۲۹، ۳۰، ۴۵ (بیلوخ Der Ital Bund ۱۲۰-۱۲۱-

[2] میں نے کیم پے نیا کی فوج کی بغاوت کا ذکر قصداً ترک کردیا ہے۔ اس کا مقصد بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سپاہی چند فوجی حقوق کے دعویدار تھے اور چاہتے تھے کہ تمام قرضے منسوخ کردیے جائیں

باب

سامینوں سے جنگ ہوگئی کیونکہ روما نے اہل کیمپے نیا کو اپنے زیر حمایت لے لیا تھا جنھیں سامینوں نے جنگ میں مغلوب کر لیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ لاطینی بغاوت پر کمر بستہ تھے مگر سامینوں کی شکست سے دوسری طرف متوجہ ہوگئے۔ مگر اصل واقعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُنھوں نے مصلحت اسی میں سمجھی کہ روما اور سامینی لڑ بھڑ کر کمزور ہو جائیں۔ ایک اور عجیب روایت ہے کہ سنہ ۳۴۱ میں جب روما اور سامینوں سے صلح ہوگئی تو **لاطینیوں** نے اہل کیمپے نیا کا ساتھ دیکر خود سامینوں سے جنگ چھیڑ دی لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ لاطینی اور والسکی قوموں کی فوجیں روما پر حملہ آور ہونے کی تیاری کر رہی تھیں اور اس کو چھپانے کے لئے اُنھوں نے سامینوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی تھی اور سامینوں سے اور ان سے کوئی زبردست جنگ بھی نہیں ہوئی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ہم اصلی واقعات سے ناواقف ہیں۔ سنہ ۳۴۰ میں روما میں ایک لاطینی وفد آیا جس نے مطالبہ[سلہ] کیا کہ ہر سال کے دونوں کانسلو میں سے ایک لاطینی ہو یعنی ان کی سیاسی مساوات تسلیم کر لی جائے۔ اس مطالبے کے رد کر دینے سے جنگ عظیم لاطینی شروع ہوگئی۔ اس زبردست جنگ میں روما کو اپنے حلیفوں سے بہت کم مدد ملی ہوگی۔ ایک روایت ہے کہ سامینوں کی ایک فوج روما کی امداد کے لئے آئی تھی مگر بعد از وقت پہونچی۔ روما کے خلاف میں لاطینی والسکی، اہل کیمپے نیا وغیرہ صف بستہ تھے جو روما کی معرکہ آرائیوں کے طریقے سے بخوبی واقف تھے اور جنھوں نے فن جنگ روما کی فوجوں میں سیکھا تھا۔ روایتوں میں اس جنگ کے جو تذکرے ہیں باہم متضاد ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ دو زبردست لڑائیوں کے بعد فتح اہل روما کو ہوئی۔ چند دلچسپ قصے اس جنگ سے متعلق مشہور ہیں۔ چونکہ روما معرض خطر میں تھا اس لئے ضبط فوجی کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ مگر اس روایت کی تصدیق نہایت دشوار ہے دیکھو لیوی ہفتم ۳۸-۴۲۔ دی سین بورن۔

[سلہ] لیوی ہشتم ۵۔ ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ یہ مطالبہ رواج قدیم کی بنا پر تھا جب کہ فوج کی کمان ایک سال روما کے سپہ سالار کے سپرد ہوئی اور دوسرے سال لاطینی سپہ سالار کے۔ دیکھو فقرہ ۹۶ ماقبل۔

اور بغیر کانسلوں کی اجازت کے مبارزطلبی کی اجازت نہ تھی کانسل **مینلیس ٹورکوالٹس** کے بیٹے نے ایک لاطینی سورما کی مبارزطلبی پر اس سے جنگ کی اور قتل کردیا۔ باپ نے تمام فوج کو جمع کیا اور اسی کے سامنے اپنے بیٹے کو عدول حکم کی پاداش میں قتل کردیا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ جنگ کی پہلی لڑائی سے قبل کسی نے خواب دیکھا کہ فتح اسی فریق کی ہوگی جس کا سپہ سالار جنگ میں کام آئے اور نجومیوں نے بھی ذبیحہ کو دیکھکر اس کی تصدیق کردی۔ کانسلوں نے اس لئے باہم یہ طے کیا کہ جس سپہ سالار کی فوج کے پاؤں اکھڑ جائیں وہ اپنی جان دے دے تاکہ دیوتاؤں کا حکم پورا ہو اور روما کو فتح حاصل ہو یہ عزت پ۔ **ڈےسیس موس**[1] کو حاصل ہوئی جس نے نہایت متانت اور سنجیدگی سے اپنی جان دے دی اور جب یہ رسم پوری ہوگئی تو دیوتاؤں کا فرض تھا کہ روما کا بول بالا کریں۔

ان قصوں پر زمانہ مابعد میں بہت حاشیے لگائے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ چند اور دلچسپ امور ہیں جن میں غالباً مبالغہ نہیں ہے مثلاً **کیمپے نیا** کے دولتمند افراد روما کے خلاف میں جنگ میں نہ شریک ہوئے اس سے روما کا پردہ فاش ہوجاتا ہے کہ وہ دوسری سلطنتوں میں ہمیشہ طبقہ امرا کی طرفداری[2] کرتا تھا۔ ایک لاطینی شہر **لارینٹم** اس بغاوت میں بالکل شریک نہ ہوا۔ **لانوویم** کا قصہ بھی دلچسپ ہے۔ اس کے شہری بھی روما کے خلاف تھے مگر انھوں نے اپنا وقت فضول بحثوں میں ضائع کیا اس لئے اس کی فوج **لاطینیوں** کی مدد کے لئے اس وقت روانہ ہوئی جبکہ روما کو پہلی فتح حاصل ہوئی۔ بعض لوگ شہر کے دروازوں سے باہر

---

[1] یہ شخص پلی بین تھا اور غالباً کسی **پلی بین** مورخ نے اس کے کارناموں کو مبالغہ کے ساتھ بیان کیا ہے تاکہ **مین لیس** کی سخت گیری کے مقابلے میں زیادہ پسندیدہ ہوں۔ یہ بھی واضح رہے کہ دو ہی سال قبل (دیکھو فقرہ ۱۴۷) **پیٹری شئین** لوگوں کو دھمکی دی گئی تھی کہ خدمت **کانسلی** کو بالکل اپنے قبضے میں نہ رکھیں۔ اور قانون **پبلی لی** اسکے ایک سال بعد نافذ ہوا تھا۔

[2] لیوی ہشتم ۱۱، ۱۳، ۱۴۔

باب ۱۷

روما کے خلاف ہیں کوئی دشمن ان سے کام نہ لے سکے۔ یہ مقصد ان کو محکومی کی حالت میں رکھنے سے حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے بعض لاطینی شہریوں کو پورے حقوق مدنیت روما دئے گئے یعنی بہ الفاظ دیگر۔

وہ قوم روما کی ایک جزو ہو گئی اور ان کی علحدہ حیثیت باقی نہ رہی۔ اس کا افسوس اگر کچھ ہو سکتا ہے تو بڑے بوڑھوں کو مگر ان کے بعد ان کی اولاد رومی ہونا فخر سمجھے گی دوسرے برائے نام آزاد رہنے دئے گئے مگر ہر ایک کے روما سے تعلقات خاص طور پر منضبط کئے گئے اور ان کی فوجیں روما کے تحت میں کر لی گئیں ان شہروں میں پری نیسٹی اور ٹائی بور تھے۔ تفصیلی امور کو ہم نہ بیان کریں گے کیونکہ مشتبہ ہیں مگر عام اصول یہ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو کوئی بستی روما میں ضم کر لی جاتی تھی یا دوسروں سے علحدہ کر کے روما سے وابستہ کر لی جاتی۔ پرانا اتحاد ختم ہو گیا جس میں ایک شہر کے دوسرے شہر کے ساتھ خاص حقوق تھے اور جس کا مشترک جلسہ موسم بہار میں فیرین ٹی نا میں ہوتا تھا۔ لاطینیوں کے جلسے (Coreilien) جلسے بھی ممنوع کر دئے گئے۔ مناکحت سے جو تعلقات پیدا ہوتے تھے وہ بھی توڑ دئے گئے۔ آئندہ سے یہ حکم دیا گیا کہ حق مناکحت ہر شہر کو روما سے ہو سکتا ہے نہ کہ ہر شہر کو دوسرے شہر کے ساتھ۔ حق تجارت بھی اسی طرح محدود کر دیا گیا یعنی کسی موجودہ شہر کا شہری حق بیع و شری رکھتا تھا۔ جائداد اپنے قبضے میں رکھ سکتا تھا، بذریعہ وراثت ترکہ حاصل کر سکتا تھا۔ ان معاملات میں قانون اسکی اس حد تک حفاظت کرتا تھا جیسا کہ یہ معاملات اس کے اور اس کے شہر کے باشندوں یا اہل روما کے درمیان ہوں۔ مثلاً پری نیسٹے کے باشندے ٹائی بور سے تجارتی تعلقات نہ رکھ سکتے تھے۔ بالمختصر روما کا شہری ہر جگہ اپنے حقوق سے کام لے سکتا تھا پھر بھی روما کے حلیف برائے نام آزادی کے باوجود سخت قیود میں پھنس گئے تھے پھر بھی اور کون قوت تھی جو ان کی بہتر حفاظت کر سکتی تھی یا اس سے بہتر شرائط پیش کر سکتی تھی۔

کمپانی و دلسکی

(۱۸۳) لاطینیوں کے علاوہ دوسرے باغی بھی تھے جن کی سرکوبی ضروری تھی یعنی دولسکی اور کمپانی کیم پے نیا میں یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ وہاں کے باشندوں کو حق مدنیت بلا حق رائے عطا کیا گیا اور وہ خدمات کے مستحق نہ ہو سکتے تھے

باب ۱۲

نکل گئے تھے کہ اتنے میں ایک ہرکارے نے انھیں لاطینیوں کی ہزیمت کی خبر پہنچائی۔ اسلئے مجبوراً انھیں واپس آنا پڑا اور ان کے سردار نے کہا کہ اس مختصر سفر کے لئے اہل روما ہم سے خوب سمجھیں گے۔ اس واقعے سے ظاہر ہے کہ نہ صرف لاطینیوں نے بلکہ[51] روما کے دوسرے دشمنوں نے اپنی کامیابی کے مواقع کو کس طور سے ضائع کر دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ لاطینیوں کے دو پریٹیر تھے جو غالباً روما کے کانسلوں کے ہم رتبہ تھے اور ان کا نظام فوجی بھی روما کے طرز پر تھا۔ مگر مختلف شہروں کو غالباً مرکزی حکومت کی ماتحتی گراں گزرتی ہوگی۔ ہر شہر کی فوج کا پریٹیر بھی علحدہ ہوتا تھا جنھیں اتحاد کے پریٹیر کسی طرز عمل پر مجبور کرنے کی جرأت نہ کرتے ہوں گے۔ گو ان کے اتحاد کی بنا بہت کمزور تھی مگر لاطینی بھی خوب لڑے مگر ایک متحد قوم کے مقابلے میں وہ کیا کر سکتے تھے جس میں مین لیس اور ڈے کیس ایسے افراد تھے۔

اتحاد لاطینی کا انسداد

(۱۸۲) اب وہ وقت آگیا تھا کہ اتحاد لاطینی یا تو روما کی فرماں برداری کرے یا اس پر غلبہ حاصل کرے۔ فرماں برداری پر وہ آمادہ نہ تھا اور غلبہ حاصل کرنے سے مجبور تھا۔ اس لئے اب اس کا آخر وقت آگیا تھا۔ اس اتحاد کے انسداد کا ذکر کرنے سے قبل روما کی فتوحات کے ایک خاص نتیجے کو ذہن نشین کر لینا ضروری ہے یعنی لاطینیوں اور اہل کیمپے نیا کی زمینوں کا بیشتر حصہ چھین لیا گیا۔ اس کی اہمیت صرف یہی نہیں ہے کہ روما کے کثیر التعداد غریب شہریوں کو زمینیں مل گئیں گو اس سے بھی روما کو نفع ہوا بلکہ یہ کہ ضبطیوں کے وسیع پیمانے پر ہونے کی وجہ سے لاطینم کے ہر قصبہ میں بے دخل شدہ کسانوں کو ایک تعداد کثیر ہوگی جو نئی زمینوں کے دیے جانے کے منتظر تھے۔

روما کے اہل بصیرت جانتے تھے کہ عنقریب ایک اور زبردست معرکہ ہوگا اور اس لئے انھوں نے اپنے موجودہ ذرائع کی مستقل عملی تنظیم[52] شروع کر دی تا کہ جب زبردست دشمنوں کا حملہ ہو تو ان کا پورا مقابلہ ہو سکے۔ ان کا پہلا مقصد یہ تھا کہ لاطینی آبادیوں کی ترتیب اس طریقے سے ہو کہ ان کی قوت سے روما کو تقویت ہو اور

---

[51] لیوی ہشتم ۳، ۹ -

[52] لیوی ہشتم ۱۴، وی سین یورن -

(Civitas sine Suffragio) اس طور پر لوگ سلطنت روما کا ایک جزو بن گئے۔ شہریوں کے فرائض تو ان پر عائد کئے گئے مگر شہریوں کے حقوق سے محروم رہے ان کے نام بھی قبیلوں کے رجسٹروں میں مندرج[1] نہیں ہوئے بلکہ علیحدہ فہرستوں میں۔ روما نے اپنے اکثر محکوموں کے ساتھ بھی سلوک اسی زمانے سے کرنا شروع کیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ پہلی مرتبہ یہ طرز عمل اٹروریا کے شہر کا ای ری میں اختیار کیا گیا۔ روما کے حکام کے پوامیں بغیر صلحنامے کی خلاف ورزی کرنے کے اپنے اقتدار سے کام لے سکتے تھے جس سے روما کے قوانین کے وہاں جاری ہونے کی صورت نکل آتی کا ای ری کی طرح دوسرے مقامات میں بھی مقامی حکومت باقی رہنے دی گئی، غالباً یہ رعایت کیمپے نیا کے طبقہ اکیوائٹ کے ساتھ تھی جن کے حق میں دستور بلدی اب بحال کیا گیا ڈولسکیوں اور لاطینیوں کے شہروں میں زیادہ فرق نہ تھا کیوں کہ سیاسی لحاظ سے یہ سب لاطینی تھے۔ لاطینیم اولاً ایک جغرافیائی نام تھا اور اسکے حدود کا تعین مختلف طریقوں پر ہوتا تھا مگر اتحاد لاطینی کے انسداد کے بعد ڈولسکیوں کا شمار بھی اُس میں ہونے لگا ہوگا۔

ایک شہر (دین ٹیم) اب تک روما کا ناک میں دم کئے ہوئے تھا۔ ان کے جنگی جہاز چھین لئے گئے جس سے بحری قزاقی ہوتی تھی اور دوسرے جہازوں کے بنانے کی ممانعت کردی گئی۔ روما کے شہریوں کی ایک نوآبادی بھی وہاں قائم کردی گئی۔ اور یہ بدمعاشوں کا شہر سلطنت روما کا ایک جزو بن گیا۔ آرنکی ایک چھوٹا سا قبیلہ ڈولسکیوں اور کیمپے نیا کے درمیان ہے، وہ بھی اسی زمانے میں مغلوب ہوا۔ ڈولسکی اب روما کے مقبوضات کے درمیان گھر گئے تھے۔ مگر روما سے یہ لوگ ناراض تھے جس کا ثبوت پری ورنم کی بغاوت سے ہوتا ہے مگر ان کے ملک پر روما کا قبضہ ہونا ناگزیر تھا۔ روما نے اپنے ذی حیثیت ہمسایوں سے ایسا سلوک رکھا تھا ہر سال ان میں سے کوئی نہ کوئی اس سے وابستہ ہو کر دوسروں سے اپنے تعلقات منقطع کر لیتا۔ کوئی ایسی حریف قوت بھی نہ تھی جو اپنے اعتدال اور استقلال کے اظہار سے ان کو اپنی سیادت کے تسلیم کرنے پر مائل کر سکتی۔ فتوحات کے استحکام

---

[1] لیوی ہفتم ۲۰۔ ہشتم ۱۴۔ ڈی سین بورن۔

کے لئے روما کو اب صرف وقت کی ضرورت تھی۔

باب۷
نوآبادیاں

(۱۸۴) ۴۱۱ تا ۴۱۳ سنہ میں ۳۴۳ تا ۳۴۱ ق م کی جنگ سامنی شامل ہے تو فتح اطالیہ کی تاریخ میں ایک نئی منزل ہے۔ ہمیں علم نہیں کہ اس سے قبل کے دس سالوں میں سامینوں نے کیا کیا مگر روما اس عرصے میں اپنے کام میں مشغول تھا اس نے آرنکی یا آسونی کو جو وولسکیوں کے ملک اور کیمپے نیا کے درمیان آباد تھے مغلوب کر لیا، کالیس میں لیرس اور وولٹرنس کے درمیان سے ایک لاطینی نوآبادی قائم کی گئی، انیکسور میں شہریوں کی ایک نوآبادی قائم ہوئی جس سے سواحل پر بھی روما کا اثر ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روما کے ارباب حل و عقد چاہتے تھے کہ ان کے اور کیمپے نیا کے درمیان سلسلۂ رسل و رسائل کسی صورت سے منقطع نہ ہونے پائے۔ ان تحریکوں کے سلسلے میں لاطینیوں اور وولسکیوں کی آخری ہزیمت بھی ہے جس کا ۳۳۸ سنہ کے تصفیے سے تعلق نہ تھا پھر پری ورنم کی بغاوت بہت جلد فرو کر دی گئی۔ مفتوحہ اضلاع کے بارے میں یہ طرز عمل اختیار کیا گیا کہ ان کو روما میں شامل کر لیا جائے۔ زمینیں بھی بہت سی ضبط کی گئیں اور روما کے شہریوں میں تقسیم کی گئیں اور قدیم باشندے روما کے شہری ہو گئے مگر حق رائے دہندگی سے محروم رکھے گئے۔ انتظامات کی تکمیل کے لئے فری گیلی میں ایک لاطینی نوآبادی قائم کی گئی جس سے کیمپے نیا کی سڑک کی حفاظت اور سامینوں کی سرحد کی نگرانی ہو سکتی تھی۔ مرور زمانہ کی وجہ سے حلیفوں پر اس کا اثر بڑھتا جاتا تھا۔ پیش قدمی کے خطوں پر تمام قلعے جو حربی عظمت رکھتے تھے اس کے قبضے میں تھے، کیمپے نیا کے ذرائع بھی اسی کے ہاتھوں میں تھے۔ البتہ ہرنیکیوں سے اسے ابھی نپٹنا باقی تھا۔ یہ بھی اندیشہ تھا کہ اگر اٹرسکیوں کو شمال میں گالیوں کا خطرہ نہ رہے تو وہ عقب سے روما پر حملہ کر دیں گے۔ لیکن اٹروریا کے امرا ابھی تک عارضی مصالحت کے پابند تھے اور روما کو سامینوں کے مقابلہ کے لئے تیار رہنا پڑا۔

جنوبی اطالیہ کے یونانی

(۱۸۵) جنوبی اطالیہ کی حالت قابل اطمینان نہ تھی۔ یونانی شہر کمزور تھے اور اس وجہ سے اندرون ملک کی قومیں ان پر یلغار کر رہی تھیں۔ جنوب کے بعض یونانی شہر کم و بیش بروٹی اتحاد میں ضم ہو گئے تھے۔ کیمپے نیا میں بھی یونانی سخت مشکلوں میں پھنسے ہوئے تھے۔ خلیج ٹارینٹم کے سواحل پر جو شہر آباد تھے

باب ۱۷

ان میں **لوکانیوں** اور **سامنیوں** کی طرف سے خطرہ تھا۔ **ٹارینٹم** البتہ اپنے جغرافیائی موقع اور دولت کی وجہ سے آزادیٔ عمل رکھتا تھا۔ مگر اس کے طرز عمل میں یکسانی اور استقلال نہ تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ سرزمین اطالیہ میں اس کا رسوخ بڑھے آس پاس کے یونانی شہر اس کی سیادت کو تسلیم کریں اور اطالوی اس پر دست درازی نہ کر سکیں مگر اس کے لئے ضروری تھا کہ اس کے باشندے بذات خود جنگ کی تکالیف اور مصائب برداشت کریں۔ **ارخی طاس** فلسفی نے اب تک نہایت فراست سے ان کی رہنمائی کی تھی مگر وہ مرچکا تھا اور کم درجہ سرانبوہ اس کے کاہل باشندوں کے سرگردہ بن بیٹھے تھے۔ مشکل وقتوں میں وہ اس امید میں رہتے کہ باہر سے کوئی نجات دہندہ نمودار ہوگا۔ یونانی سلطنتوں میں یہ اکثر ہوتا لیکن جب کوئی نجات دہندہ یا حامی پیدا ہوتا تو اس کی موجودگی ان کے لئے ایک بار ہوجاتی۔ سب سے پہلے **آرخی دامونس** شاہ **اسپارٹا** ان کی مدد کے لئے آیا مگر **لوکانیوں** نے اسے شکست دی اور ۳۳۸ ق م میں وہ جنگ میں مارا گیا۔ اس کے بعد ہی **مولوسیوں** کا بادشاہ سکندر اپائرس سے یونانیوں کی مدد کے لئے آیا۔ یہ سکندر اعظم کا چچا اور ایک ذی اثر آدمی تھا۔ اس نے **لوکانیوں** اور **سامنیوں** کو شکست دی اور روما سے بھی نامہ و پیام کرنا چاہا۔ اس کا خیال تھا کہ روما کی امداد سے اطالیہ کو فتح کرے۔ مگر ان شہنشاہی منصوبوں سے اہل **ٹارینٹم** اس سے ناراض ہوئے جس سے یونانیوں میں آپس میں خانہ جنگی ہوگئی اور اطالیوں کی باہمی نزاعوں میں پھنسکر سنہ ۳۳۲ ق م میں وہ ایک جلاوطن **لوکانی** کے ہاتھ سے قتل ہوگیا۔ جنوب میں ان مناقشات کی وجہ سے غالباً روما اور سامنیم کے درمیان سنہ ۳۴۴ سے ۳۲۶ ق م تک مصالحت تھی۔ روما اپنی قوت کو مستحکم کر رہا تھا اور **لرس** کی بالائی وادی کے ضلع پر دست درازی کر رہا تھا جس کے سامنی ابھی دعویدار تھے۔ ان پر لازم تھا کہ مقابلے کے لئے تیار ہوتے مگر مناقشات مذکورۂ بالا کی وجہ سے پہاڑیوں کو صبر کرنا پڑا اور جنوب کے معاملات سے وہ فارغ ہوئے تو انھوں نے شمال اور مغرب کی طرف توجہ کی۔

جنگ سامنی ثانی۔

(۱۸۶) اب معرکہ آرائیوں کا وہ طولانی سلسلہ شروع ہوتا ہے جو ۳۲۷ سے سنہ ۳۰۴ تک جاری رہا اور جنگ سامنی ثانی کے نام سے مشہور ہے۔

باب ۱ اسی سے اطالیہ کی سیادت کا مسئلہ بھی عملاً طے ہوگیا لیوی میں اس کا تذکرہ موجود ہے مگر یہ درحقیقت روایتوں کا ایک مجموعۂ پریشان ہے جس میں سے صرف چند قابلِ وثوق واقعات اخذ کئے جاسکتے ہیں اور معلوم ہوسکتا ہے کہ آخری نتیجہ کیا ہوا مشہور سپہ سالار کون تھے اور چند واقعات جن سے نتائج مستنبط ہوسکتے ہیں **ڈائوڈورس** نے بھی مختصر طور پر تذکرہ کیا ہے مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کس حد تک اس کے اقوال کو ترجیح دینی چاہیئے۔ کیونکہ ان مصنفوں کی کتابیں اب موجود نہیں ہیں جن سے اس نے اور **لیوی** نے اخذ کیا ہے۔ دوسرے مصنفوں کے باقی ماندہ اوراقِ پریشان سے بھی زیادہ مدد نہیں ملتی۔ واقعات دہرائے گئے ہیں اور ایک دوسرے سے متضاد ہیں روایتوں میں بہت سی لغو باتیں بھی بھری ہوئی ہیں۔

نیو پولس (۱۸۷) جنگ کا آغاز **کیم پے نیا** سے ہوا۔ خلیج نیپلز کے ساحل پر ایک دہرا شہر[1] تھا جس میں دو حصے تھے۔ ایک پرانا (پیلیو پولس) اور ایک نیا (نیو پولس) یہ شہر یونانیوں کا تھا اور گو آبادی میں **کمپانی** بھی تھے مگر یونانیوں کا غلبہ تھا کیم پے نیا کا بیشتر حصہ روما کے قبضے میں تھا اور انھیں شکایت تھی کہ **نیو پولس** کے باشندے ان کے علاقے میں لوٹ مار کرتے ہیں چونکہ انھیں اندیشہ تھا کہ روما حملہ کر بیٹھے گا اس لئے انھوں نے اپنے ہمسایوں سے مدد طلب کی۔ **ٹارینٹم** نے تو باتوں میں دن گزار دئے مگر **سامینوں** اور جنوبی **کمپانیوں** نے ایک محافظ فوج بھیج دی۔ روما نے شہر کا محاصرہ کر لیا جس سے بندرگاہ کی تجارت بند ہوگئی اور محافظ فوج کی موجودگی گراں گزرنے لگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ شہر کے سربرآوردہ لوگ روما کے طرفدار تھے انھوں نے

---

[1] **بیلوخ** نے اس مشتبہ جغرافیائی مسئلہ پر (Campanien) صفحات ۶۰-۶۲ میں بحث کی ہے۔ دوسرے یونانی شہروں میں بھی دو حصے ہوتے تھے ایک یونانیوں کے لئے اور دوسرا غیر یونانیوں کے لئے **ایم پوری اے** واقع **ہسپانیہ** کے لئے دیکھو **لیوی** ۳۴، ۹، اسٹرابو ۳، ۴، ۸ صفحہ ۱۶۰۔ **سیراکیوز** میں بھی میرے خیال میں اسی قسم کی احتیاط مدنظر رکھی گئی تھی۔ دیکھو رسالہ **لسانیات** جلد ۲۳ صفحہ ۵۴۔

خفیہ طور پر روما سے نامہ و پیام شروع کر دیا۔ روما نے ان کے ساتھ خاص مراعات منظور کیں اور انھوں نے شہر کو روما کے حوالہ کر دیا۔ صلح نامہ کی رو سے ان کے ساتھ بیحد رعائتیں کی گئیں اور **نیوپولیس** کے لوگ عرصہ دراز تک روما کے وفادار حلیف تھے۔ ان کا فرض صرف یہ تھا کہ ایک بحری[1] فوج تیار رکھیں جس میں انہیں کوئی دقت نہ تھی۔ یہ محاصرہ عرصے تک جاری رہا جس سے روما کے دستور میں ایک عظیم الشان تغیر ہوا یعنی کانسل **کونٹس پبلی لیس فیلو** کی کمان میں توسیع ہوئی۔ اور وہ **پروکانسل** مقرر ہوا اور اسی تقرر سے **پروکانسلوں** کا سلسلہ شروع ہوا۔ **روما** اور **سائنیم** سے اب جنگ چھڑ گئی تھی اور روایت میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ جانبین کو خوب معلوم تھا کہ فریق غالب کو اطالیہ کی سیادت حاصل ہوگی۔

جنگ سامنی

(۱۸۸) **سامینوں** کا دستور سیاسی غیر مستحکم اور ناقابل عمل تھا اور اس کے ہمسایوں اور اس کے درمیان سرحدی لڑائیاں جاری رہتی تھیں جس کی وجہ سے انھیں نقصان اُٹھانا پڑا۔ روما نے اپنی سفارتی چالوں سے **اپولیا** میں حلیف پیدا کر لیے کیونکہ نشیبی اضلاع کے لوگ پہاڑی لٹیروں سے نفرت رکھتے تھے **لوکانی** بھی کچھ روز کے لیے روما سے متحد ہو گئے جس کی وجہ سے اسے جنوبی یونانیوں کی مخالفت کا خوف نہ رہا۔ سامینوں کو شمالی ساحلی قبیلوں سے بھی امداد کی زیادہ امید نہ ہو سکتی تھی جنگ کے اوائل میں میدان روما کے ہاتھ تھا۔ سائنم کے حملے میں روما کے دو بہادروں کا زیادہ ذکر ہے یعنی **ل۔ پاپی ریس کرسر** اور اس کا **میراسیب** یعنی نائب **ک۔ فے بیس میکسیمس رولیانس** ان **فے بی ائی** اور **پاپی ری ائی** خاندانوں کے دوسرے ارکانوں کا بھی ذکر ہے اور روایات زیادہ تر انھیں اور دوسرے خاندانوں کے نوشتوں سے ماخوذ ہیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ **پاپی ریس** نے عارضی طور پر فے بیس کو سپہ سالار کر دیا تھا جس نے اس کے احکام کے خلاف دشمن کا مقابلہ کیا اور ایک تو فتحیں حاصل کیں لیکن ڈکٹیٹر کے خوف سے وہ روما بھاگ گیا اور اس طور پر خلاف ورزی احکام

---

[1] بیلوخ (Ital. Bund صفحہ ۲۰۷) بیان کرتا ہے کہ ان کا فرض تھا کہ سواروں کا ایک رسالہ بھی تیار رکھیں۔

کی پاداش میں قتل ہونے سے بچ گیا۔ پاپی ریس بھی سرگرم تعاقب تھا۔ مگر تمام اہل روما فےبیس کی معافی کے خواستگار ہوئے اور بالآخر وہ قتل ہونے سے بچ گیا۔ اس واقعہ کو بیان کرنے میں حد درجے کی رنگ آمیزی اور بلاغت سے کام لیا گیا ہے۔ تاکہ پڑھنے والوں کو معلوم ہو کہ روما کے عہد زرّیں میں ضبط فوجی کس قدر سخت تھا۔ مگر یہ روایت محض لغو ہے کیونکہ ڈکٹیٹر کی اصل جگہ اپنی فوج میں تھی جس کو چھوڑ کر وہ اپنے ماتحت کا تعاقب نہ کر سکتا تھا۔ جنگ میں کبھی ایک فریق کا پلّہ بھاری ہوتا اور کبھی دوسرے کا۔ روما شمالی سابیلیون کو روکے ہوئے تھا اور اپولیا میں گھس گیا تھا لیکن ٹارینٹم کی سازشوں سے لوکانیوں میں انقلاب ہو گیا اور جماعت مجموعی کو غلبہ ہوا۔ جس کی وجہ سے یہ ملک سامنیوں کے زیر اثر ہو گیا۔ روما کی حالت جنگ میں بحالت مجموعی بہتر تھی اسی لیے ؁۳۲۲[۱] میں جب سامنیوں کی طرف سے صلح کے لیے سلسلہ جنبانی ہوئی تو انھوں نے ٹال دیا۔ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ غرور کا نتیجہ بُرا ہوتا ہے مورخوں نے بہت سی من گھڑت باتیں لکھ دی ہیں کیونکہ سال مابعد میں کاڈیم کے درّے کا واقعہ ہوا۔ خبریں آ رہی تھیں کہ لوکیریا سخت خطرے کی حالت میں ہے اور اگر وہ ہاتھ سے نکل گیا تو اپولیا سے روما کا قبضہ اُٹھ جائے گا۔ اس لیے کانسل کمک لیکر روانہ ہوئے۔ وقت کم تھا اس لئے اپنے لشکرگاہ سے جو کیمپ پے تیا میں تھا وہ اس قصد سے روانہ ہوئے کہ سامنیم کو طے کر کے منزل مقصود کو پہنچ جائیں مگر اس میں انھیں ناکامی

---

[۱] پلینی (تاریخ ہفتم ۱۳۶) نے ایک عجیب قصہ بیان کیا ہے کہ ؁۳۲۲ کے کانسلوں میں سے ایک فلویس ٹسکولم کا باشندہ تھا۔ ؁۳۲۳ میں اس شہر کے باشندوں پر جن کی حیثیت کا ذکر فقرہ ۱۳۶ ایما ہے) پریورنم اور ولیٹری کی بغاوت میں شریک ہونے کا الزام لگایا گیا تھا (لیوی ہشتم ۳۷، ۱) مگر ان کی درخواست ترحم پر روما کے قبائل نے انھیں بری کر دیا تھا۔ پلینی کا بیان ہے کہ فلویس ٹسکولم میں کانسل مگر روما کا طرفدار ہو کر فوراً وہاں کا کانسل ہو گیا۔ اس طور پر اس نے جشن فتح ان لوگوں پر فتح حاصل کرنے کی خوشی میں منایا جن کا کانسل وہ اسی سال تھا (Fasti Triumpbales) کی فتح سامنیوں کے مقابلے میں بیان کی گئی ہے۔ یہ قصہ حد درجہ مشکوک ہے کیونکہ ٹسکولم کے حاکم اعلیٰ کا خطاب ڈکٹیٹر تھا۔ لیوی سوم ۱۸، ہشتم ۲۶ ہماری روایات میں اس شہر کا ذکر صراحتاً بہت کم ہے۔ لیوی ہشتم ۱۴، ۴۔

ہوئی اور ہتھیار ڈال دینے پڑے۔ سامینوں کے سپہ سالار گاریس پون ٹیس نے ان سے روما کی طرف یہ وعدہ لیا کہ (۱) اہل روما ان اضلاع کو خالی کر دیں جن پر سامینوں کا دعویٰ ہے (۲) نئے قلعوں (فری گیلی) کو مسمار کر دیں اور (۳) مساوات کی بنا پر پرانے صلح نامے کی تجدید کریں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اسیر فوج کو مجبور کیا کہ اپنی زرہ اور اوپر کے کپڑے نکال کر جوے (Uigum) کے نیچے سے گزرے۔ مگر اپنے دشمن کو بے عزت کرنے کے سوائے سامینوں کو اس فتح سے کوئی نفع نہ ہوا۔

(۱۸۹) بلحاظ ضابطہ اس صلح نامے پر عمل کرنا لازمی نہ تھا کیونکہ سینیٹ اور عامۂ قوم نے اسے منظور نہ کیا تھا اور کانسلوں کو حق نہ تھا کہ اپنے اختیارات سے تجاوز کر کے سلطنت کو اپنے وعدوں کا پابند کریں اس کے علاوہ روما میں سیاسی معاملات میں ضابطے کا پاس بہت تھا جیسا کہ مذہب اور قانون میں۔ اسی لیے اس ذلت کی گھڑی میں قول و قرار پر ضابطے کی پابندی کو ترجیح دی گئی۔ روما نے شرائط صلح کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور کانسلوں کو سامینیوں کے سپرد کر دیا جو اس بدعہدی سے سخت ناراض ہوئے۔ مگر اہل روما لیت و لعل کرتے رہے۔ سامینوں کو سخت دھوکا ہوا کیونکہ روما کی فوج ان کی گرفت سے نکل گئی تھی اور پھر دروں میں پھنس نہ سکتی تھی۔ روایتوں میں یہی قصہ بیان کیا گیا ہے مگر زیادہ قرین قیاس نہیں۔ اس واقعے سے فریقین میں رنجش اور بڑھ گئی اور جنگ جاری تھی۔ روما کی سطوت اب باقی نہ تھی اور سامینوں نے فری سگے لی پر قبضہ کر لیا پیلی لیس فیلو اور پاپی ریس کرسر سنہ ۳۲۰ میں کانسل تھے۔ یہ اس عہد کے مشاہیر میں سے تھے۔ پاپی ریس چکر کاٹتا ہوا اپے یولیا میں پہنچا پیلی لیس نے خود سامنیم پر حملہ کر دیا اور دشمن کو ہزیمت دے کر اپنے شریک عہدہ کے پاس پہنچ گیا جو لوکیریا کا محاصرہ کر رہا تھا۔ سامینوں نے اس شہر کا محاصرہ اٹھانے کے لیے اپنی فوجیں جمع کیں اور جنگ عنقریب ہونے والی تھی کہ اس اثناء میں ٹارین ٹم سے ایک سفارت آئی۔ سفیروں نے فریقین کو متنبہ کیا کہ جنگ سے باز آئیں ورنہ جو فریق اس استدعا کی خلاف ورزی کرے گا اس کے خلاف میں ٹارین ٹم کی فوجیں لڑیں گی۔ مگر باوجود ان دھمکیوں کے جو محض زبانی تھیں اہل روما لڑے اور فتح یاب ہوئے۔ کولیریا پر اپنا قبضہ ہو گیا

اور اپولیا میں اس کا اثر مستحکم ہو گیا کیونکہ آرپی کا زبردست شہر بھی ان کا طرفدار تھا۔ ایک سامنی قبیلہ مسمّی بہ فرینٹانی پر فتح حاصل کرنے سے ایڈریاٹک کے ساحل سے آمد و رفت کا سلسلہ قائم ہو گیا۔ اس کے بعد بیان کیا گیا ہے کہ فریقین میں عارضی صلح ہو گئی۔

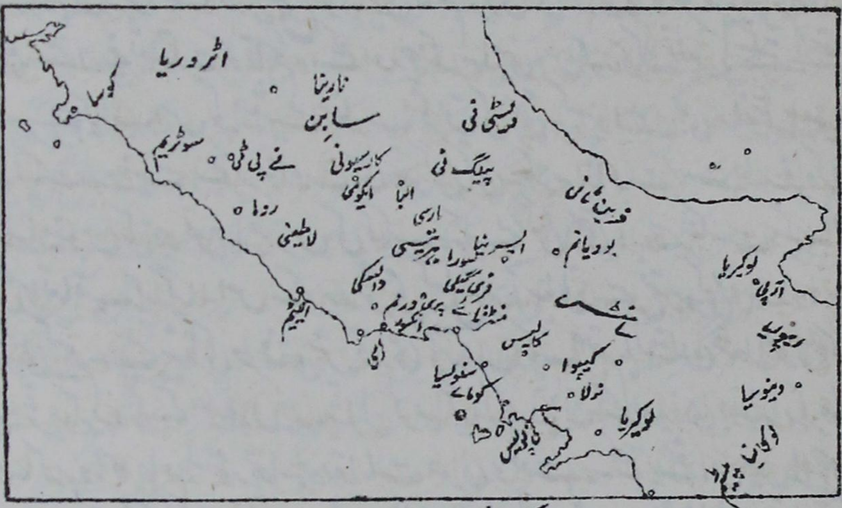
اٹروریا
کوسا
سوٹریم
نے پی ٹی
ناروینا
سابن
کارسیولی
ایکوئی
البا
روما
لاطینی
اربی
ویسٹی نی
پیلگ نی
فرینٹانی
بوویانم
السرینیا
سورا
ہرنیسی
فریگیلی
والسکی
منٹرنا
اینٹیم
کالیس
کیپوا
نولا
کومے
لوکیریا
آرپائی
وینوسیا

روما کی پیش قدمی جنوب کی طرف

روما کی پیش قدمی جنوب کی طرف

اپولیا میں روما کے مقبوضات میں وسعت ہوئی اور لوکانیا پر بھی حملہ کر دیا گیا، انٹیم اور کیمپے نیا کے مفتوحہ اضلاع میں روما کے عدالتی انتظامات جاری ہوئے اور روما اور کیپوا کے درمیان دو جدید قبائلی اضلاع قائم ہوئے ان ضلعوں میں بہت سی زمینیں روما کے شہریوں کو دی گئی تھیں حسب سابق فتوحات کے بعد ان کے استحکام کی طرف توجہ کی گئی۔

(۱۹۰) کیمپے نیا کی سرحد پر پھر جنگ شروع ہو گئی اور جانبین میں سے ہر ایک نے چند قلعے فتح کر لئے۔ شمال میں سورا جو بالائی لیرس پر واقع تھا روما کے ہاتھ سے نکل گیا مگر پھر اس کے قبضے میں آگیا (سنہ ۳۱۴) والسکیوں اور سامنیوں کے درمیان جو ضلع ہے اس میں بھی سخت جنگ ہوئی۔ اس سے ظاہر ہے

باب۵

کہ سامینی بھی زور میں تھے اور انھیں کم از کم ایک فتح ہوئی۔ لیکن روما اس خطرے سے بچ گیا اور اب اس نے اپنے ہمسایوں کی سخت تنبیہ کی یعنی ایک چھوٹے سے قبیلے (آسونی) کو اس نے بغاوت کے شبہے میں تہ تیغ کردیا۔ اپولیا میں لوکیریا دھوکے سے **سامینوں** کے قبضے میں چلا گیا تھا مگر اس پر پھر فوراً قبضہ کرلیا گیا اور ایک وہاں زبردست **لاطینی** نوآبادی قائم کردی گئی روما کا عزم بالجزم تھا کہ اس ضلع سے اپنے تعلقات کو قائم رکھے اور چونکہ سامینی اس کو روک نہیں سکتے تھے اس سے ظاہر ہے کہ اب اس کی حیثیت مغلوب فریق کی تھی۔ کیپوا میں بھی سازش ہوئی۔ بلکہ ایک روایت ہے کہ بغاوت بھی ہو گئی تھی۔ مگر یہ بغاوت بہت جلد فرو کردی گئی۔ اور سامینوں کی جو فوج باغیوں کی کمک کے لئے گئی تھی اسے شکست دیکر سامنیم تک اس کا تعاقب کیا گیا۔ اس کے بعد **فری گیلی** پر آسانی سے فتح ہوگئی اور روما نے جنوبی کیمپے نیا کی طرف پیش قدمی کی یہاں ایک عظیم الشان شہر (نولا) ان کے زیر اثر ہوکر روما کے حلیفوں میں شامل کرلیا گیا اور وہاں کے امرا ذی اقتدار کردیئے گئے جیسا کہ روما کا عام دستور تھا۔ جو مقامات حربی وقعت رکھتے تھے ان میں **لاطینی** نوآبادیاں قائم کی گئیں مثلاً **سوئسا، جزائر پان ٹین، انٹرامنا** واقع لیرس، **سنسر اپئیس کلاڈیس** نے روما اور کیپوا کے درمیان کی ساحلی سڑک کی مرمت کرادی۔ کیمپے نیا کے لئے اب دو ذرائع آمد و رفت ہوگئے تھے۔ بڑے بڑے مقامات مثلاً **وولٹرنس** کے پل پر قلعے ضرور ہوں گے۔ ہم یہ دعویٰ نہیں کرسکتے کہ جمہوریہ کے مدبر تمام ملک اطالیہ کی تسخیر کا قصد رکھتے تھے۔ لیکن وہ اتنا ضرور سمجھتے ہوں گے کہ اطالیہ کی تسخیر ناگزیر ہے۔ کیونکہ زمانۂ قدیم میں مساوی الحیثیت ہمسایہ سلطنتوں کا وجود نہ تھا بلکہ یہ خیال تھا کہ یا تو اپنے ہمسایوں کو ہضم کر جاؤ یا وہ تمھیں ہضم کر جائیں گے۔

اٹروریا

(۱۹۱) سامینوں کا اب دم واپسیں تھا اور روما کی گرفت ان پر زبردست ہوتی جاتی تھی، ان کی کامل ہزیمت کے بعد اطالیہ کی آزادی کا بھی خاتمہ تھا۔ اب اٹروریا کے شہر بھی روما سے لڑنے کے لئے مستعد ہوئے۔ ان کا اتحاد اب کمزور ہوگیا تھا کیونکہ جنوبی اٹروریا روما کے قبضے میں تھا لیکن شمال میں **گالیوں** کا دباؤ

باب ۷

فی الوقت کم ہو گیا تھا۔ ۳۱۲؁ تو تیاریوں میں گزرا ۳۱۱؁ میں اٹرسکیوں نے روما کے ایک سرحدی قلعہ یعنی سٹریم کی لاطینی نوآبادی کا محاصرہ کر لیا کانسل ایمی لیس کو ایک فتح حاصل ہوئی جس کی وجہ سے محاصرہ اٹھ گیا مگر عارضی طور پر اس کے جانشین فے بیس رولیانس نے اس شہر کو پھر بچا لیا اور دشمن کیمینی جنگل میں بھاگ گیا یہ ایک پہاڑی غیر آباد سرحدی علاقہ تھا جس میں آدمی آدم زاد کا گذر نہ تھا اور مشہور تھا کہ فوجیں بھی اسے طے نہ کر سکتی تھیں۔ فے بیس نے اس جنگل کو طے کرنے کا قصد کر لیا ایک رومی جو اٹرسکی زبان بول سکتا ایک غلام کے ساتھ جاسوسی کے لئے بھیجا گیا اور بیان کیا گیا ہے کہ وہ امبریا تک پہنچ گیا۔ اس شخص کی واپسی کے بعد فے بیس جنگل میں گھس گیا اور اس کو طے کر کے اٹروریا کی زرخیز زمین کے ایک وسیع قطعے کو تاخت و تاراج کر دیا۔ اٹرسکیوں نے اپنی حفاظت کے لئے ایک غدار فوج جمع کی۔ روایات میں اختلاف ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ فے بیس نے کسی مقام پر انھیں شکست فاش دی جس میں ان کے بہت سے آدمی قتل ہوئے۔ اٹرسکیوں کے اکثر بڑے شہروں نے صلح کی درخواست کی اور عارضی طور پر مصالحت ہو گئی۔ اٹرسکیوں نے مایوس ہو کر ایک آخری جانبازانہ کوشش کی مگر فے بیس کو وادی مونی جھیل اور پیروسیا کے پاس دو عظیم الشان فتوحات حاصل ہوئیں (۳۰۹؁) جس سے ان کی کوششیں رائگاں گئیں۔ اس کے بعد فوجوں کے متعدد کوچ ہوئے اور کئی مقامات پر قبضہ ہوا بالآخر امبریا میں ایک بغاوت ہوئی مگر یہ بھی بے سود تھی۔ واقعات کی جو تاریخیں بیان کی گئی ہیں قابل وثوق نہیں۔ البتہ ۳۰۸؁ میں جنگ کا خاتمہ ضرور ہوا۔

اٹرسکیوں کی بغاوت

(۱۹۲) مگر اس اثناء میں سامنیم میں جنگ جاری تھی۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سامنیوں کا بڑا شہر بوویانم لے لیا گیا اور روما کو فتح ہوئی۔ ماروکی نی کے خلاف میں ایک مہم بھیجی گئی۔ یہ ایک چھوٹا سا قبیلہ شمال کی طرف تھا اپولیا میں روما کو کامیابی ہوئی۔ اور سامنیم میں کئی قلعے فتح کر لئے گئے جنوبی کیمپے نیا کو ایک بحری مہم روانہ ہوئی اور نوکیریا پر بھی یورش ہوئی مگر اس میں روما کی فوج کو ہزیمت ہوئی۔ فریقین کی حالت مساوات کی تھی اور سامنیوں نے محنت شاقہ گوارا کر کے میدان جنگ میں ایک فوج بھیجی جو ہر طرح تیار اور مسلح

تھی۔ مگر ڈکٹیٹر پاپی ریس نے انھیں ایک معرکۃ الآرا جنگ میں شکست دی اور ان کی نفیس ڈھالوں کے ڈھیر کے ڈھیر روما کی تہواروں کی زینت کے لئے بھیج دیئے نوکیریا پر بھی قبضہ ہو گیا۔ روما کو جب فتح ہونے لگی تو شمالی سابیلیوں، مارسنی اور پیلگنی نے بھی فریق مغلوب کا ساتھ دیا اور ان کی شکست میں شریک ہوئے کیونکہ ایک مختصری جنگ کے بعد وہ بھی اطاعت قبول کرنے پر مجبور ہو گئے سال مابعد میں ہرنیکیوں کی باری آئی جو روما

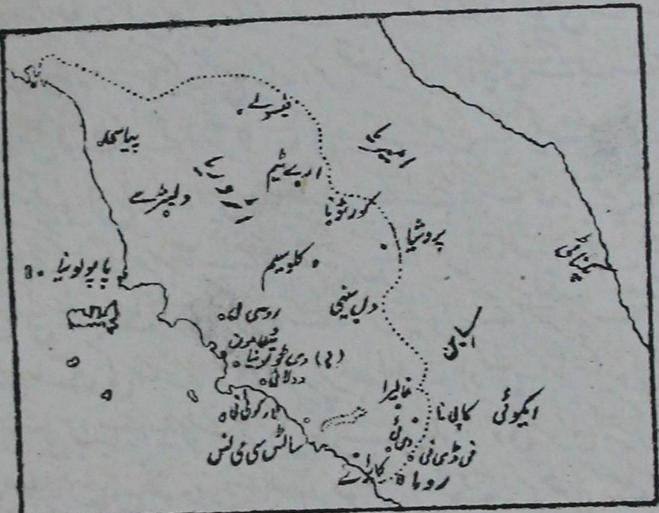
فیسولے
پیاسکا
امبریا
اریٹیم
دلبڑے
کورٹونا
پروشیا
کلوسیم
پاپولونیا
ایلبا
ول سینی
روسی لی
ٹیلامون
دی ٹولونیا
وولچی
تارکوئی نی
سالٹس سی می نس
فالیرا
کاپینا
ایکوئی
فی ڈی نی
وی آئی
کیرے
روما

اٹروریا کے بڑے بڑے شہر

اٹروریا کے بڑے بڑے شہر

کے قدیم حلیف تھے۔ سامنی قیدیوں میں ہرنیکیوں کے رضاکار پائے گئے۔ جب اس کی باز پرس ہوئی تو انھوں نے جواب دینے سے انکار کر دیا۔ ہرنیکی اتحاد کے اکثر ارکان نے روما کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا گو ان میں یک جہتی نہ تھی۔ روما نے ان کی بغاوت کو فوراً سختی کے ساتھ فرو کر دیا کیونکہ روما اور سامنیم کے درمیان کے پہاڑی ملک کا روما کے زیر اثر رہنا ضروری تھا۔ باغیوں کو سلطنت روما میں شریک کر لیا گیا مگر حق رائے سے محروم رکھے گئے۔ وفادار بستیوں کو اپنے قوانین کے تحت میں آزاد حلیفوں کی حیثیت سے باقی رہنے دیا گیا، ان کو اپنی اتحادی مجالس

باب ۱۷

میں جمع ہونے کی اجازت تھی اور بنا بحث کا حق بھی حاصل تھا اس کے بعد ہرنیکی من حیث القوم تاریخ کے صفحات سے غائب ہو جاتے ہیں۔ مگر ان کی بغاوت کی وجہ سے سامینوں کو موقع مل گیا کہ سورا اور خید اور سرحدی مقامات پر قبضہ کر لیں اور سنہ ۳۰۵ میں انھوں نے کیمپینیا پر پھر یورش کر دی۔ مگر شکست ان کی قسمت میں لکھی ہوئی تھی اور جن مقامات پر انھوں نے قبضہ کیا تھا ان کے ہاتھ سے نکل گئے۔ سنہ ۳۰۴ میں انھوں نے صلح کی درخواست اور قدیم صلح نامہ کی تجدید ہو گئی۔ اس طولانی جنگ کے اس نتیجے سے ظاہر ہے کہ روما کی تاریخوں میں جن مسلسل فتوحات اور دشمن کے کثیر جان و مال کے کثیر نقصان کے جو قصے ہیں ان میں طرفداری اور مبالغے سے کام لیا گیا ہے۔

نو آبادیاں اور نئے قبیلے

(۱۹۳) اس جنگ کے آخری چار یا پانچ سالوں میں ایک یا دو مہمیں اطالیہ کے جنوبی مشرقی گوشے میں بھی بھیجی گئی تھیں جہاں کے دیسی باشندے یاپی جی مسالی اور سالین ٹی جنگ میں شریک ہو گئے تھے۔ مغربی یونانی حالت نزع میں تھے اور تارینٹم[1] کے لئے اپنی آزادی کو برقرار رکھنا دشوار تھا کیونکہ سیراکیوز میں بدکردار **آگاتھوکلیس** برسر حکومت تھا اور وہاں کے لوگ اس کے ظلم و ستم اور خونریزیوں سے نالاں تھے اس لئے روما کو موقع مل گیا کہ شمالی سابیلیوں سے سمجھ لے **ایکوی** اس کے پرانے دشمن جن کا اس نے تہ تیغ کر کے خاتمہ کر دیا مارسی **پیلگ نی**، مارو کی نی اور غالباً **فرین ٹانی** سامینوں نے اطاعت قبول کر لی اور روما کے حلیفوں میں شامل ہو گئے۔ شمال اور مشرق میں امبریا کے سابیلی علاقوں میں سکون ہو گیا اور شورشیں فرو کر دی گئیں۔ **فوسی نس** جھیل کے قریب سورا اور ایلبا میں لاطینی نو آبادیاں جدید مقبوضات کے استحکام کے لئے قائم کی گئیں۔ اس کے بعد سنہ ۲۹۸ یا سنہ ۳۰۲ میں کارسیولی کی نو آبادی قائم ہوئی جس سے وسطی اطالیہ کا راستہ محفوظ ہو گیا۔ نارنیا (قدیم نےکوئی نم) سنہ ۲۹۹ میں

---

[1] اسپارٹا کا شہزادہ یونانی اجیر سپاہیوں کی ایک فوج تارینٹم کی استدعا پر لایا تھا مگر اطالیہ کی تاریخ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ البتہ ممکن ہے کہ لوکانی کچھ دنوں کے لئے ان سے لڑنے میں مشغول رہے ہونگے اور یونانی شہر زیادہ کمزور ہو گئے ہونگے۔

باب ۱

نوآبادی قائم ہوئی جس سے وسطی امبریا کا ضلع اور شمال کی سڑک کی حفاظت ہو گئی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ روما نے **اریٹیم** کے امرا کی تائید کے لئے **اٹروریا** کے معاملات میں مداخلت کی جس سے جنگ چھڑ گئی۔ ۲۹۹ ق م میں معاملات کچھ سلجھنے لگے روما کی ترقی کا ثبوت دو جدید قبائلی اضلاع کے قیام سے ہوتا ہے جو شہریان روما میں **ہیرنکی** قبیلے کی ضبط شدہ اراضی کی تقسیم سے وجود میں آئے تھے۔ شمال میں اب پھر نقض امن کے آثار تھے **گالی** اب پھر حملہ آور ہو رہے تھے اور **اٹروسکیوں** نے انھیں رشوت دیکر روما پر حملہ کرنے پر آمادہ کرنا چاہا۔ مگر **گالی** روپیہ لیکر اپنے گھر چلتے ہوئے اور یہ خطرہ دفع ہو گیا۔ اٹروریا میں ایک خفیف سی جنگ ہوئی جس کا اصل نتیجہ یہ ہوا کہ روما نے غالباً مفید شرائط پر **پکینٹی** قبیلہ سے مصالحت کر لی۔ آنیوالی جنگ میں **سامنیم** کے ضلع کی خاص حربی اہمیت تھی جسے روما کے مدبروں نے ضرور محسوس کر لیا ہوگا۔

روما کے خلاف میں اتحاد

(۱۹۴) **سامینی** ابھی تک مغلوب نہیں ہوئے تھے اور اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے پھر جنگ پر آمادہ تھے۔ انھیں معلوم تھا کہ تنہا وہ مقابلہ نہ کر سکتے تھے اس لئے ان کے کارپرداز اطالیہ کے ہر گوشے میں ایک زبردست اتحاد کے قیام کی تدبیریں کر رہے تھے تاکہ روما کی روز افزوں قوت کو ہمیشہ کے لئے کچل دیا جائے۔ **لوکانی** ان کے کہنے میں نہ آئے اس لئے انھیں جبراً اتحاد میں شریک ہونے پر مجبور کیا گیا اور **سامینوں** کے طرفدار برسر حکومت کر دئے گئے جس کی وجہ سے لوکانی امرا کی ایک سفارت روما پہنچی جہاں ان کا بطور حلیفوں کے استقبال کیا گیا۔ سامینوں سے تلافی کرنے کا مطالبہ کیا گیا اور جنگ[1] کا اعلان کر دیا گیا جب کہ انھوں نے تلافی مافات

---

[1] ان واقعات کی تاریخ حد درجہ مشکوک ہے اور اس کا ثبوت کارنیلیس سیپو بار باٹس (کانسل ۲۹۸ ق م) کے مشہور کتبہ سے ہوتا ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ لوکانیا اور سامنیم میں اسے فتوحات ہوئیں مگر لیوی نے وقائع نگاروں کے حوالہ سے اسکی معرکہ آرائی کو اٹروریا سے منسوب کیا (Fastes Triumpbales) میں دو جشن فتح اسکے شریک عہدہ فلویس سے منسوب کئے گئے ہیں اور اس سے ایک بھی نہیں (دیکھو لیوی دہم ۱۱، ۱۲۔ مام سین (مجموعہ کتبات لاطینی یکم ۲۹ ص) کے ان متضاد واقعات کو مطابقت دینے کی کوشش کی ہے مگر لیوی کے بیانات ان واقعات کے متعلق مشکوک ہیں

باب ۱۷

سے انکار کیا۔ اٹروریا کی جنگ ختم ہو رہی تھی اور ڈے کیس اور فے بیس جو سنہ ۲۹۷ میں کانسل تھے اپنی اپنی فوجیں لیکر سامنیم میں پہنچ گئے فے بیس نے دشمن کو ایک گھمسان لڑائی میں سخت شکست دی اور متحدہ فوجوں نے دشمن کے ملک کو تاخت و تاراج کر دیا۔ ڈے کیس نے اہل اپیولیا کی ایک فوج کو ہزیمت دی جو دشمنوں کی حمایت پر آمادہ ہوئے تھے۔ اس کے بعد علانیہ مخالفت بہت کم ہوئی۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ سامینوں کی فوج نے بالآخر اپنے ملک کو خیرباد کیا اور اٹروریا پر اس امید سے دھاوا کر دیا کہ اٹرسکی اور گالی ایک عام جنگ میں ان کے شریک ہو جائیں گے۔ یہ سنہ ۲۹۶ کا واقعہ ہے اور اس سال اور سال مابعد میں روما کو سامینوں، امبریوں، اٹرسکیوں اور گالیوں کے ایک عظیم الشان اتحاد کا مقابلہ کرنا پڑا۔ سامینوں کی ایک دوسری فوج نے کیمپے نیا پر یورش کی مگر سخت نقصان کے ساتھ پسپا ہوئی لیکن ان کی اس کوشش سے روما کو سخت اندیشہ ہو گیا اور اپین سڑک کی حفاظت کے لئے شہریان روما کی دو نوآبادیاں ساحل پر منٹرنے اور سنوایسا میں قائم کی گئیں۔ اس اثناء میں اس جنگ کا فیصلہ جس پر اطالیہ کی فوجوں کی زندگی اور موت کا انحصار تھا، اٹروریا میں ہوا۔

جنگ

(۱۹۵) افسوس ہے کہ اس زبردست جنگ کے متعلق جتنی روایات ہیں نہایت الجھی ہوئی ہیں۔ مختلف خاندانوں کے متضاد دعاوی کی وجہ سے وقایع نگاروں کی تحریروں میں حقیقت کا خیال مطلق نہیں کیا گیا ہے۔ سنہ ۲۹۶ میں اے پیس کلاڈیس کا کانسل ہونا بیان کیا گیا ہے جس سے اس خاندان کے مخالف وقایع نگاروں کو واقعات کی تحریف کا موقع مل گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ روما کی ایک فوج نے لوکانیا پر حملہ کر دیا اور امرائی جماعت کو برسر اقتدار کر دیا۔ اٹروریا میں روما کو سامینوں اور اٹرسکیوں کی ایک مشترک فوج پر فتح حاصل ہوئی مگر یہ قطعی نہ تھی اور گالی اور امبری بھی اب اتحاد میں شریک ہو گئے جس سے روما میں سخت انتشار ہو گیا۔ پیرانہ سال فے بیس رولیانس اور اس کا سابق شریک عہدہ ڈے کیس دونوں سال مابعد کے لئے کانسل مقرر کئے گئے۔ زبردست فوجیں

باب ۱

جمع کی گئیں اور لاطینوں اور دوسرے حلیفوں نے بطیب خاطر زبردست امدادی فوجیں روانہ کیں۔ ان کی اس وفاشعاری سے ہمعصروں نے روما کے نظام سیاسی کی جو تعریف کی ہے اس کی تائید ہوتی ہے۔ اہل روما فتوحات پر قناعت نہ کرتے تھے بلکہ اپنے استقلال اور یکسانی عمل کی وجہ سے اپنی ذمہ داریوں سے گھبراتے نہ تھے، اپنے حلیفوں کی مدد کرتے تھے اور دشمنوں کے ساتھ سختی سے پیش آتے تھے۔ گالیوں کے خلاف اہل اطالیہ کے وہی محافظ تھے اور اس کے علاوہ ان کی حکمت عملی ہر کس و ناکس کی سمجھ میں آسکتی تھی یہ ایک ایسی خوبی ہے جو مستقل مزاج حکومتوں کی کامیابی کا باعث ہوتی ہے خواہ وہ زمانۂ قدیم کی ہوں یا زمانۂ حال کی۔

سینٹی نم

دی نوسیا

(۱۹۶) قبل اس کے کہ نئے کانسل جنگ کے موقع پر پہونچیں، روما کی ایک فوج کو سخت ہزیمت ہوئی تھی یعنی **سیبونونی گالیوں** نے ایک لیجن کو تہ تیغ کردیا جو **کلوسیم** کی حفاظت کر رہی تھی۔ مگر جب روما کی فوج پہونچی تو دشمن واپس ہوگیا اور اپنی تمام فوج کو کوہ **ایپی نائن** کے شمال میں **سینٹی نم** میں جمع کیا جو امبریا میں واقع ہے کانسلوں نے ان کا تعاقب کیا اور باقی فوجوں نے جو روما کی حفاظت کے لئے فراہم کی گئی تھیں **اٹروریا** پر حملہ کردیا اسی وجہ سے **اٹرسکی** اتحاد سے الگ ہوکر اپنے ملک کی حفاظت کے لئے چلے گئے اور جب روما سے جنگ ہوئی تو اتحادیوں میں صرف **سامنی** اور **گالی** میدان جنگ میں تھے۔ دونوں فریق نہایت جانبازی سے لڑے۔ **ڈےکیس** **گالیوں** کے وحشیانہ حملے کو روکنے کے لئے اپنی جان دے دی جیسا کہ اس کے باپ نے لاطینی جنگ میں کیا تھا روما کو پوری فتح حاصل ہوئی اسی وجہ سے **سینٹی نم** کی جنگ ہمیشہ یادگار رہی سامنیوں کی فوج کا باقی حصہ جو اپنے وطن کو واپس جا رہا تھا پیلگ نی کے ہاتھوں میں پھنس گیا انھوں نے ان غریب الوطنوں کو تہ تیغ کردیا۔ مگر جنگ جاری تھی۔ سنہ ۲۹۴-۲۹۲ میں اٹروریا کے بڑے بڑے شہر فتح کرلئے گئے اور انھیں سزا دی گئی جس سے امن ہوگیا۔ مگر سامنیم میں حملہ آور فوجوں کا سختی سے مقابلہ کیا گیا **اپیولیا** میں روما کی فوجوں کو ہزیمت ہوئی۔ مگر سامنیوں کے ذرائع قریب الختم تھے۔ ان کے شہر یکے بعد دیگرے فتح کرلئے گئے اور روما کی پیش قدمی کو وہ

بابکا

کسی طرح روک نہ سکے۔ انھوں نے مایوس ہو کر سخت قسمیں کھائیں اور خوفناک رسمیں انجام دیں اور اپنی مستحفظ فوجوں کو لیکر پھر میدان میں آئے۔ لیکن اس میں بھی انھیں ناکامی ہوئی اور روما کی فتوحات کا سلسلہ قائم رہا۔ سنہ ۲۹۲ میں انھیں ایک آخری فتح حاصل ہوئی جب کہ انھوں نے کانسل فے ابیس گرگیس کو ہزیمت دی جو پیرانہ سال روولیانس کا بیٹا تھا۔ مگر بڈھے کو پھر جوش آیا اور اپنے بیٹے کا نائب بن کر اس نے دشمن کو قطعی شکست دی سامینوں کا سرغنہ پونٹیس گرفتار ہوا اور قتل کر دیا گیا۔ ترحم سے اہل روما بالکل نا آشنا تھے۔ کوئی دوسری قوم ہوتی تو ایسے دلیر دشمن کا اعزاز کرتی۔ سامینوں میں اب تاب مقاومت باقی نہ رہی۔ اور جنوبی اطالیہ کو اپنے قبضے میں رکھنے کے لئے روما نے وی نوسیا میں ایک بڑی لاطینی نو آبادی قائم کی جو اسے پولیا کے ضلع ڈالئون میں لوکانیا اور سامینم کی سرحد پر واقع ہے لاطینی نو آبادیوں میں ۲۵۰۰ سے ۶۰۰۰ تک آدمی بھیجے جاتے تھے مگر وی نوسیا میں بیس ہزار آدمی آباد کئے گئے۔ سنہ ۲۹۰ میں سامینوں نے صلح کی درخواست کی اور پرانے صلح نامے کی پھر تجدید کی گئی مگر سالہا سال کی خونریزی اور تباہی کے بعد اس قسم کی مصالحت عجیب معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اہل روما بھی جنگ کی قربانیوں سے عاجز آگئے تھے۔ انھوں نے ایک زبردست اتحاد کو توڑ دیا تھا اور ان کی سیادت کا قیام اب یقینی تھا۔ اس کے علاوہ فتوحات سے نفع حاصل کرنے میں عجلت کرنا انھیں پسند نہ تھا۔ اپنے اثر کی توسیع میں انھوں نے تلوار سے زیادہ کام نہ لیا بلکہ اپنے نظام سیاسی پر انھیں زیادہ اعتماد تھا جو زیادہ کارگر تھا۔

سابن

(۱۹۷) روما کے مشاہیر کا اب ایک جدید سلسلہ شروع ہوتا ہے جنمیں مے نیس کیوریس ڈینٹاٹس اور گائس فابریکیس لسنلی نس شامل ہیں زمانہ مابعد کے ادبیات میں ان لوگوں کے حب وطن، بہادری، جرأت، قول کی پابندی، سادگی وغیرہ کی بہت تعریف کی گئی ہے۔

کیوریس نے جنگ سامینی کی آخری معرکہ آرائی میں شرکت کے بعد سنہ ۲۹۰ میں بہ حیثیت کانسل سابن پہاڑیوں پر فتح حاصل کی مگر ہمیں یہ نہیں معلوم کہ روما اور

باب

سامنی لوگوں میں لڑائی کیوں ہوئی اور بالخصوص اس وقت جنگ کیوں چھڑی۔ سامنی بہت جلد مغلوب ہو گئے اور شہریوں میں بغیر حق رائے ملنے کے شامل کر لئے گئے اسی وجہ سے وہ بہت جلد اہل روما میں خلط ملط ہو گئے۔ سال مابعد میں کیوریس پروکانسل کی حیثیت سے جنوب میں سپہ سالار تھا۔ اب لوکانیوں کی باری تھی کیونکہ اہل روما ان کی آزادی کے برقرار رہنے کو پسند نہ کرتے تھے۔ اس لئے روما نے ایک یونانی شہر تھوری ای کی حمایت میں لوکانیوں کو ہزیمت دی اور اس شہر کو بچا لیا روما کو یونانیوں کی حمایت منظور تھی کیونکہ ان کی قدر و منزلت سے وہ خوب واقف تھے اسی زمانے میں آگاتھوک لیس کا انتقال ہوا اور سیراکیوز کی طرف سے مغرب کے دوسرے یونانی شہروں کو کوئی خطرہ نہ رہا۔ ٹارینٹم کو بھی موقع مل گیا کہ اپنے مجوزات تکمیل کو پہنچائے اور چونکہ روما اس میں حائل تھا اس لئے انھوں نے روما کی مخالفت شروع کر دی گو اعلان جنگ کی جرأت نہ کر سکتے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جنوبی اطالیہ میں کئی سال تک جنگ کا سلسلہ جاری تھا اور متعدد معرکہ آرائیاں ہوئیں جن کے حالات ضائع ہو گئے ہیں۔ البتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ روما تھوری ای کی حمایت پر قائم تھا اور اس خطۂ ملک میں اس کا اثر بڑھتا جاتا تھا۔ مگر یہ ٹارینٹم کو ناگوار تھا جو روما کے اثر کے بڑھنے سے تھوری ای کا تباہ ہو جانا زیادہ پسند کرتا تھا اس سے ظاہر ہے کہ جنوب میں جنگ کا ہونا ناگزیر تھا۔

گالی اراضی

(۱۹۸) اس اثناء میں شمال میں بھی جنگ کے آثار تھے ۲۸۵ء کے قریب اٹروریا میں ایک جنگ کا ہونا بیان کیا جاتا ہے مگر روایات[1] غیر واضح ہیں اور گذشتہ جنگ کے واقعات کو دہرا دیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سینونی گالیوں کو مدد کے لئے بلایا گیا تھا۔ انھوں نے روما کی ایک فوج کو تہ تیغ کر دیا مگر روما کو انتقام کا جلد موقع مل گیا اور اس نے سینونی کو نیست و نابود کر دیا اس کے بعد گالیوں کا قبیلہ بوئی ای افسردہ دل اٹرسکیوں کی ہمت افزائی کے لئے آیا مگر اٹرسکیوں

---

[1] پالی بیس دوم ۱۹۔ ۲۱۔ لیوی خلاصہ ۱۲۔

کے ساتھا سے بھی وادی مونی جھیل کے پاس شکست ہوئی سال مابعد میں بوی ای باب۱۷ پھر روما سے لڑے مگر نتیجہ حسب سابق تھا اس لیئے صلح کرلی نوآبادیوں کے قیام سے بھی ظاہر ہے کہ کوہ ایپی نائن کے شمال میں روما اپنی کوششوں میں مشغول تھا۔ اس میں سب سے اہم سینا کی شہریوں کی نوآبادی تھی جو امبریا کے ساحل پر واقع تھی۔ اس نوآبادی کے قیام سے ظاہر ہے کہ قبیلہ سینونی کے باقی ماندہ افراد خطۂ ملک موسومہ بہ گالی اراضی سے خارج کردیئے گئے تھے اور یہ علاقہ سلطنت روما میں شامل کرلیا گیا تھا۔ اب ہم اس عہد کی چوتھی منزل کا ذکر کریں گے جس میں پرہس کی جنگ اور اس کا نتیجہ یعنی تسخیر اطالیہ کی تکمیل دونوں شامل ہیں۔

(۱۹۹) ؁۲۸۲ میں ٹارین ٹم سے آویزش شروع ہوگئی جو ناگزیر تھی۔ ٹارین ٹم
اس شہر کا موقع اس قدر مستحکم تھا کہ اس کا سقوط زمانۂ قدیم کے آلات منجنیق سے ناممکن تھا۔ اس کی رسد بھی بند کرنا دشوار تھا۔ کیونکہ اس کی بندرگاہ عظیم الشان تھی جس کے ذریعے سے سمندر سے آمدورفت آسانی سے ہوسکتی تھی۔ اس بندرگاہ کی تجارت بھی فروغ پر تھی، بحری فوج بھی خاصی تھی اور سیراکیوز کے زوال کے بعد اطالیہ اور سسلی میں بحری قوت میں اس کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ روما اور اس کے درمیان ایک صلحنامہ تھا جس کی رو سے روما کے جہاز راس لاکی نی کے شمال کی طرف نہ آسکتے تھے۔ مگر ایک روز روما کے دس جہاز ٹارین ٹم کے قریب پہنچ گئے۔ وہاں کے لوگوں نے ایک بیڑا تیار کرکے روما کے جہازوں پر حملہ کردیا۔ اکثر جہاز غرق کردئے گئے اور جہاز پر قبضہ کرلیا گیا۔ قیدی قتل کردئے گئے یا غلام بنا کر فروخت کردئے گئے اس کے بعد ٹارین ٹم نے ایک فوج تیار کرکے تھوری ای پر حملہ کردیا اور روما کی محافظ فوج کو وہاں سے خارج کرکے اس شہر کو لوٹ لیا۔ یہ واقعات قابل وثوق معلوم ہوتے ہیں۔ روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ روما کی نیت بری نہ تھی مگر اہل ٹارین ٹم نے بے وقوف سرابنوہوں کے اشتعال کی وجہ سے یہ مجنونانہ حرکتیں کیں۔ روما کے مقاصد کے متعلق دو متضاد رائیں ہیں۔ مامسین کا خیال ہے کہ اہل روما کی نیت بری نہ تھی اور وہ سمندر کی راہ سے اپنی نئی نوآبادیوں کو جارہے تھے۔ جو

بجا

بحیرہ ایڈریاٹک کے ساحل پر تھیں۔ برخلاف اس کے اپنی کی رائے ہے کہ ٹارین ٹم کی کسی جماعت سے وہ سازو باز رکھتے تھے۔ مگر روما کے مورخوں نے قصداً اہل ٹارین ٹم کے افعال کو قبیح اور ناپسندیدہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ یونانی جمہوری سلطنتوں کے اوچھے پن کے مقابلے میں روما کے اعتدال پسندی اور وقار کو چمکائیں پرہس کی جنگ کے واقعات کے بیان کرنے میں مورخوں نے اپنی جدت سے بہت کچھ کام لیا ہے تاکہ اُن سے اخلاقی نتائج مستنبط ہو سکیں۔

(۲۰۰) روما نے اس معاملہ میں نہایت احتیاط سے کارروائی کی نقصانات کی تلافی اور حالت سابقہ کی بحالی کے لئے ایک سفارت ٹارین ٹم روانہ کی گئی۔ مگر وہاں کے لوگوں نے صاف انکار کر دیا اور غالباً سفیروں کے ساتھ بدسلوکی بھی کی۔ دوسرے واقعات جو بیان کئے گئے ہیں مشتبہ ہیں۔ غالباً ٹارین ٹم پرہس سے حمایت کے لئے گفت وشنید کر رہے تھے اور یہی ان کی زعم اور روما کے احتیاط کی وجہ معلوم ہوتی ہے۔ اس کے بعد جنگ کا اعلان ہوا اور روما کی ایک فوج ٹارین ٹم کے علاقہ میں داخل ہو گئی۔ اس فوج کشی میں سیاسی اغراض بھی تھیں۔ ٹارین ٹم میں روما کے طرفدار موجود تھے ان سے خبریں ضرور ملتی ہوں گی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ صرف جمہوریت پسندوں کی اراضیات تباہ کی گئیں۔ روما نے اس کے قبل بھی صلح کی شرطیں پیش کی تھیں اور اب شمشیر بکف اس نے وہی شرطیں پیش کیں۔

ٹارین ٹم میں اس کی سازشوں کا جال بچھا ہوا تھا اور امرا کی جماعت برسر اقتدار ہو گئی تھی مگر شاہ پرہس کے وزیر اعظم کی نیاس کے ورود سے اس کے اقتدار کا خاتمہ ہوا۔ کی نیاس نے اعلان کیا کہ اس کا آقا اپنی فوج کے ساتھ بہت جلد آنے والا ہے۔ اس وجہ سے جماعت عمومی نے جو اب برسر اقتدار تھی صلح کا خیال اپنے دل سے نکال ڈالا۔

(۲۰۱) ایپائرس کا ملک وہی تھا جسے اب البانیا کہتے ہیں یہ ملک ویران اور پہاڑی ہے اور اس کے باشندے جری اور بہادر تھے۔ یونانیوں کے وہ ہم نسل تھے مگر اختلاف حالات کی وجہ سے وہ ایک مختلف قوم بن گئے تھے۔ یونانی شہری سلطنتوں کے شاندار تمدن اور اکتسابات علمی میں ان کا کوئی حصہ نہ تھا۔

پائرس

مقدونیوں کی طرح یہ قوم بھی قبیلوں میں منقسم تھی جن میں قبیلہ **مولوسی** سب سے زیادہ طاقت ور تھا۔ اس کے سرداروں کو دعویٰ تھا کہ ہم یونانی سورما **ایکلیس** کی اولاد میں سے ہیں۔ بالمختصر ان کے ادارات اور روایات کا تعلق یونان کے سورماؤں کے عہد" سے تھا۔ **فلپ** شاہ مقدونیہ اور اس کے بیٹے سکندر اعظم کے انتقال کے بعد جب **سکندر** اعظم کی زبردست سلطنت کے حصے بخرے ہو رہے تھے اور شہری سلطنتیں کمزور ہو کر اس عہد کے جنگجو بادشاہوں کی دست نگر ہو رہی تھیں تو پس ماندہ قبیلوں کو بھی اپنے جوہر دکھانے کا موقع مل گیا۔ یہ قبیلے گویا ابھی عنفوان شباب میں تھے۔ روایات کے لحاظ سے ان میں حکومت شاہی کا رواج تھا اور ان کا نظام سیاسی مقدونیہ کے نمونے پر تھا۔ سکندر اعظم کے جانشینوں کی دوسری پشت میں قبیلہ مولوسی کا شہزادہ پرہس ایک سب میں سربرآوردہ تھا اور محاسن عقلی و جسمانی سے آراستہ تھا۔ اس کی جوانی جلاوطنی اور لڑائی بھڑائی میں گزری تھی اور کئی مرتبہ وہ ہلاکت سے بال بال بچ چکا تھا۔ مگر اس نے بالآخر قبیلہ مولوسی کے تخت و تاج کو حاصل کر لیا اور ایپائرس میں اپنے قدم جما کر مقدونیہ کی حکومت کے لئے جدوجہد شروع کی جس میں اسے عارضی کامیابی بھی ہوئی لیکن اپنی سلطنت (ایپائرس) کے استحکام اور اس کی حدود کی توسیع میں اسے کامیابی ہوئی اور اپنی وفاشعار رعایا پر وہ نہایت خوبی سے حکومت کرتا رہا۔ اس طباع اور جری بادشاہ سے اہل ٹارینٹم نے امداد کی درخواست کی اور اسے یقین دلایا کہ اہل اطالیہ جو روما کی حکومت سے نالاں ہیں اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں گے اور اطالیہ کے یونانیوں کے تمام ذرائع کا وہ مالک ہو گا۔ انھوں نے اسے یہ بھی یاد دلایا ہو گا کہ گورکایرا پر دوبارہ قبضہ حاصل کرنے میں انھوں نے اسے مدد دی تھی۔ ایکلیس اور سکندر کے کارنامے اس کے پیش نظر تھے اس لئے مغرب میں ایک جدید سلطنت حاصل کرنے کی امید میں وہ اپنے وطن سے ایک بری ساعت میں روانہ ہوا۔

(۲۰۲) روما نے اس کے مقابلے کے لئے بڑی بڑی فوجیں جمع کیں اور ان اضلاع میں سکون قائم رکھنے کے لیے جن میں نقض امن کا اندیشہ تھا

محافظ فوجیں بھیجی گئیں، کیفیل لیے گئے اور فوجیں نقل و حرکت کرتی رہیں۔

لاطینم اور کیم پے نیا کے سواحل پر فوج کشی کو روکنے کے لئے ریجیئم کے یونانی شہر میں کیمپانیوں کا ایک لشکر بھیجدیا گیا تا کہ آبنائے سسلی محفوظ رہے۔ یہ لوگ برائے نام روما کے شہری تھے۔ انھوں نے دیکھا کہ آبنا کے دوسرے ساحل پر میسانا کا شہر مامرٹائی (مامرس یعنی جنگ کے دیوتا کے بیٹے) کے قبضے میں ہے یہ لوگ کیم پے نیا کے اجیر سپاہی تھے اور اگاتھوکلیس کے ملازم تھے اس کے مرنے کے بعد انھوں نے غداری سے میسانا پر قبضہ کرلیا اور مردوں کو قتل کر کے وہاں کی عورتوں کو اپنے نکاح میں لائے۔ روما کی کمپانی فوج نے ان کی متابعت میں یہی کارروائی ریجیئم میں کی مگر اس نازک وقت میں روما انھیں سزا دینے سے مجبور تھا۔ اسی اثناء میں پرہس ٹارینٹم پہنچا اور معاملات کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا اس نے وہاں کے شہریوں کو سپاہی بنانے کی کوشش کی اور شہر کو لشکر بنا دیا۔ مگر جو لوگ عیاشی اور آزادی کے دلدادہ ہوں وہ ضبط فوجی اور قیود کو کب پسند کر سکتے ہیں اس لئے جب انھوں نے دیکھا کہ ان کا نجات دہندہ ان کا آقا بن گیا ہے تو اس سے متنفر ہوگئے۔ لیکن پرہس اپنی تدبیروں سے باز نہ آیا اور اچھی خاصی فوج تیار کرلی۔ اس کے ساتھ ویپائرس کی فوج بھی نہایت جری تھی مگر اس مہم کے لئے بیس ہزار نیزہ دار اور چند تیر انداز اور سوار کافی نہ تھے خصوصاً جبکہ اسے ٹارینٹم کی حفاظت کا بھی انتظام کرنا تھا۔ لیکن اطالیہ کی جنگ کے لئے وہ بیس ہاتھی بھی لے آیا تھا۔ ہاتھیوں کا مشرق میں بہت رواج تھا۔ ٹارینٹم کی نئی فوجیں لکانیوں اور سامنیوں کی سرکوبی کرنے والوں کا مقابلہ نہ کرسکتی تھیں اور سامنیم اور لوکانیا سے جن لوگوں نے امداد کا وعدہ کیا تھا وہ جنگ کے نتیجے کے انتظار میں اپنے گھروں میں بیٹھے رہے۔

خیم

(۲۰۳) ؁۲۸۰ میں ایک کانسل اٹروریا کی مقامی بغاوتوں کے فرو کرنے میں مشغول تھا اور دوسرا پرہس کے مقابلے پر پہنچا۔ لوکانیا کے ساحل پر ہراکلیا میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا اور پرہس کو فتح حاصل ہوئی۔ ممکن ہے کہ پرہس کی جو فیلنکس کے طریقے پر مرتب تھی اپنی گٹھیلی ترتیب کی وجہ سے روما کے

باب ۱۷

لیجنوں پر غالب آئی ہو گی یا ہاتھیوں کی وجہ سے روما کی فوج میں ابتری پڑ گئی ہو مگر آخر میں قیاس یہ ہے کہ پرہس کو فن سپہ گری میں اپنے کمال کی وجہ سے فتح ہوئی اس کے بعد کیم پے نیا کی طرف اس نے رخ کیا مگر کیپوا اور نیو پولیس پر قبضہ حاصل کرنے میں اسے ناکامی ہوئی۔ روما کی فوج بھی اُس کے پیچھے پیچھے تھی۔ اب وہ شہر روما کی طرف متوجہ ہوا مگر اٹرسکیوں سے امداد ملنے میں اسے مایوسی ہوئی ہراکلیا میں جس فوج کو اس نے شکست دی تھی۔ اس کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تھا اور اس کے علاوہ دوسرا کانسل بھی اٹروریا میں امن و امان قائم کرنے اور اپنی فوج لیکر پہنچ گیا تھا۔ اسلئے پرہس نے اناگنیا یا پری نسٹی پہنچکر کیم پے نیا میں موسم سرما بسر کرنے کیلئے رجعت اختیار کی فتح کے بعد بہت سے لوکانی اور سامنی اس کے شریک ہو گئے تھے مگر جب اُنھوں نے دیکھا کہ ان کا حامی رجعت پر مجبور ہو گیا ہے تو وہ بھی متزلزل ہو گئے۔ جنوبی یونانی شہروں میں روما کے موافق جماعتیں تھیں اس لئے ان شہروں میں کافی اور قابل اعتماد محافظ فوجوں کو رکھنا ضروری تھا۔ مگر اس وقت وہ مجبور تھا۔ اس لئے اپنے لسان وزیر کی نیاس کو شرائط صلح طے کرنے یعنی یونانی شہروں کی آزادی تسلیم کرنے کے لیے روانہ کیا تھا۔ روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ سینیٹ تشش وپنج کی حالت میں تھی۔ مگر پیرانہ سال اپاپیس کلاڈیس ایک پالکی میں بیٹھکر مجلس مذکور میں پہنچا اور اس کے متزلزل اراکین کو اپنے قرض کے ادا کرنے پر مجبور کیا۔ کی نیاس یہ پیام لیکر واپس ہوا کہ جب تک پرہس سر زمین اطالیہ میں ہے اہل روما صلح کی گفت و شنید نہ کریں گے۔ روما میں جو کچھ اس نے دیکھا اس کا اس کے دل پر خاص اثر پڑا۔ مثلاً سینیٹ کا وقار اور سکون، سر برآوردہ مدبّروں کی غیر متزلزل ایمانداری عورتوں کا جواہرات کے لینے سے انکار کر دینا اور ساری قوم کی حب وطن۔ اس کی لسانی کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ کسی مدبر کا رشوت لینے سے انکار کر دینا ایک یونانی کے لیے نہایت عجیب چیز تھی۔

سسلی

(۲۰۴) پرہس جب ٹارین ٹم میں تیاریوں میں مصروف تھا روما سے ایک سفارت پہونچی جس میں فابری کیس بھی شریک تھا۔ بادشاہ کو یہ امید تھی کہ یہ لوگ صلح کی گفت و شنید کے لئے آئے ہیں مگر معلوم ہوا کہ وہ قیدیوں کا

فدیہ دینے کیلئے آئے ہیں اس نے سفیروں کو بہت سمجھایا مگر صلح پر وہ آمادہ نہ ہوئے۔ اس نے **فابریکیس** کو بہت سبز باغ دکھائے اور ایک ہاتھی بھی اسکے سامنے لاکر کھڑا کر دیا مگر نہ تو اسے ہراس ہوا نہ لالچ میں آیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ بادشاہ نے اپنی عالی ہمتی کے ثبوت میں قیدیوں کو بغیر فدیہ لینے کے رہا کر دیا یا واپسی کے وعدے پر چھوڑ دیا اور وہ اپنے قول پر قائم رہے۔ **فابریکیس** نے بادشاہ کو پند و نصائح بھی کئے اور اسے سمجھایا کہ اگر دنیاوی حرص سے بچنا چاہتے ہو تو کفایت شعاری سے کام لو۔ سال مابعد کی معرکہ آرائیاں **اے پولیا** میں ہوئیں جہاں **پرہس** کو **الیسکولم** میں ایک دوسری فتح حاصل ہوئی مگر اس سے روما کی فوج کے دم خم نہ ٹوٹے برخلاف اس کے پرہس کی فوج میں مختلف قوموں (ایپائرس، ٹارینٹم، یونان سابیلی) کے اجیر سپاہی شامل تھے جو اس طولانی اور غیر قطعی جنگ کی صعوبتوں کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔ خود اس کے ملک میں فتنہ و فساد نے سر اٹھایا تھا اسی وجہ سے وہاں سے دوسرے سپاہیوں کے آنے کی امید نہ ہو سکتی تھی۔ پرہس خود بھی زخمی ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ ٹارینٹم کی طرف واپس ہوا اور سوچنے لگا کہ اب کیا تدبیر اختیار کرنی چاہیے **اطالیہ** میں تو اسے اب کامیابی کی بہت کم امید تھی۔ روما کے قلعے ہر طرف موجود تھے اور اپنے وسیع ذرائع سے ہر وقت کام لے سکتا تھا۔ روما پر جب اس نے دھاوا کیا تھا تو اس نے خود دیکھا تھا کہ جو علاقے روما کے زیر حکومت تھے وہ دولت سے مالا مال اور اچھی حالت میں تھے برخلاف اس کے خود اس کے حلیفوں کی اراضیات تاخت و تاراج ہو چکی تھیں یعنی روما اپنے حلیفوں کی حفاظت کر سکتا تھا اور وہ اس سے مجبور تھا۔ اس کے علاوہ پرہس اور اسکے حلیفوں کے درمیان باہمی ہمدردی نہ تھی جانبین میں سے ہر ایک دوسرے سے کام نکالنا چاہتا تھا اور اہل اطالیہ اس کے سپاہیوں کی لوٹ مار سے نالاں تھے۔ اطالیہ میں وہ یونانیوں کی حمایت کے لیے آیا تھا اور سسلی پر بھی اس کی نگاہ تھی۔ اس وقت سسلی میں قرطاجنہ کا بول بالا تھا اور وہ سیراکیوز کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اگر یہ شہر یونانیوں کے ہاتھ سے نکل جاتا تو گویا تمام جزیرہ ان کے ہاتھ سے نکل جاتا۔ پرہس سیراکیوز کے سابق حکمران اگاتھوکلیس کا داماد تھا۔ اس لئے وہاں کے باشندوں نے

باب ۱ بحالت مایوسی اس سے مدد چاہی اور تخت و تاج اسے پیش کیا پرہس نے ان کی حمایت منظور کی اور اس مہم پر روانہ ہو گیا۔

قرطاجنہ (۲۰۵) روما اور قرطاجنہ دونوں اسے شبہ کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ روما کی خواہش تھی کہ یہ حملہ آور اطالیہ سے دفع ہو جائے اور ٹارینٹم پر اس کا قبضہ ہو جائے۔ قرطاجنہ کی خواہش تھی کہ کم از کم سیراکیوزہ کے فتح ہونے تک وہ سسلی میں داخل نہ ہو۔ روما جنگ کے نقصانوں سے اب تک پریشان تھا اور چاہتا تھا کہ بحالت امن اپنی قوت کو مستحکم کرے۔ قرطاجنہ کو معلوم تھا کہ اس کے مشرقی ہم نسلوں کو سکندر اعظم نے تباہ کر دیا تھا اور ٹائر (سور) کے فینقی شہر کی تجارت روڈز اور سکندریہ کے یونانیوں کے ہاتھوں میں آگئی تھی۔

قرطاجنہ کو اب موقع مل گیا تھا کہ یونانیوں سے نمٹ لے جن کی رقابت نے اسے پانسو سال سے پریشان کر رکھا تھا۔ روما اور قرطاجنہ دونوں کو معلوم تھا کہ سیراکیوز اور ٹارینٹم ایسے مقامات جن کا جغرافیائی موقع نہایت اہم تھا اگر پرہس کے قبضے میں آجائیں جو شہنشاہیت کے منصوبے رکھتا تھا تو یہ دونوں کیلئے سخت خطرناک ہوگا۔ اس لئے دونوں سلطنتوں نے اپنی مشترک اغراض کے لحاظ سے پرہس کے خلاف میں ایک مدافعتی اتحاد کر لیا۔ سفارتی تعلقات دونوں میں اس کے قبل سے تھے اور اس صلح نامے سے قبل دو یا تین[1] اور معاہدے ہو چکے تھے مگر ان کی غایت یہ تھی کہ دونوں سلطنتوں کے حیطۂ اثر کی تعیین کر دی جائے اور ان مراعات کی تخصیص کر دی جائے جو ایک سلطنت کے شہریوں کو دوسری سلطنت میں حاصل تھے۔ معاہدوں کی جن دفعات کو پالی بیس نے نقل کیا ہے اُن سے باہمی رشک و حسد کا اظہار ہوتا ہے۔ سنہ ۲۷۹[2] کا معاہدہ بھی اسی قبیل کا ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایک فینقی بیڑا لاطینم کے ساحل پر آیا مگر روما کی حکومت نے اس کی امداد لینے سے انکار کر دیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ

---

[1] پالی بیس سوم ۲۵۔

[2] مام سین نے اس پر تاریخ روما ضمیمہ اول میں بحث کی ہے اور مسٹر اسٹراخان ڈیوڈسن نے پالی بیس کے ضمیمہ میں۔

باب ۱
پرہس
سسلی
میں۔

دو ایسی دولتوں میں جو سراسر اپنے مفاد کی دل دادہ ہوں حقیقی اتحاد کا ہونا ناممکن ہے۔

(۲۰۶) ۲۷۸؁ کے اوائل میں پرہس سیراکیوز پہنچا۔ تارین ٹم اور لوکری میں اس نے محافظ فوجیں چھوڑ دیں اور واپسی کا وعدہ کر آیا۔ تمام اقتدارات اس نے اپنے ہاتھ میں لے لئے اور اپنی فوج کی امداد کے لئے مقامی یونانیوں کی ایک فوج تیار کر کے میدان جنگ میں پہنچ گیا فینیقی فوجوں کو اس نے پیچھے ہٹا دیا اور اس سرعت سے فتوحات حاصل کیں اور شہروں پر قبضہ کیا کہ ۲۷۷؁ کے وسط تک دو مقاموں کے سوا تمام جزیرہ اس کے قبضے میں آگیا ان میں سے ایک مسانا تھا جو مارٹی نی کے قبضہ میں تھا اور دوسرا مغرب کے ساحل پر ایک قلعہ لیلی بے ایم تھا جس میں قرطاجنی محصور تھے قرطاجنہ نے اب صلح کی درخواست اس شرط پر پیش کی کہ اس مقام پر اس کا قبضہ رہنے دیا جائے مگر پرہس نے اس مقام کو چھوڑنے سے انکار کر دیا اس اندیشے سے کہ قرطاجنی اسے اپنا مرکز بنا کر تمام جزیرے کو پھر فتح کر سکتے تھے لیکن خشکی کی طرف سے لیلی بے ایم پر وہ کوئی اثر نہ ڈال سکا اس لئے سمندر کی طرف سے محاصرہ کرنے کے لئے اس نے ایک بیڑا تیار کرنا شروع کیا۔ لیکن خود یونانی اس کی سختی اور مطلق العنانی سے عاجز آگئے تھے اور اس کے مزید مطالبات کو پورا نہ کر سکتے تھے۔ جن شہروں کو اس نے غیر ملکی حکومت سے نجات دلائی تھی وہ اس سے یعنی اپنے نجات دہندہ سے برگشتہ ہو گئے اور اپنے دشمنوں سے نامہ و پیام کرنے لگے۔ اس کے بعد فینیقی فوج پر اسے پھر ایک فتح ہوئی مگر اس کا کوئی نتیجہ نہیں ہوا اور وہ اس مہم سے دل برداشتہ ہو کر اطالیہ روانہ ہو گیا۔ سسلی کے معاملات کا کوئی تصفیہ نہ ہو سکا اور اس جزیرے میں تین برس کی زحمت کے علاوہ اس کی شہرت، سپاہ اور زر و مال کا خون ہو گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ جب سسلی کے ساحل سے وہ روانہ ہوا تو اس نے اپنے افسروں سے کہا؎ ہم تو جاتے ہیں مگر اس میدان جنگ میں اب اہل روما و قرطاجنہ کا خون بہے گا۔

(۲۰۷) اطالیہ میں اس کے پہنچنے کی شدید ضرورت تھی کیونکہ روما

تارین ٹم

؎ پالی بیس۔ پرہس ۲۳۔

اپنے کام میں لگا ہوا تھا۔ باوجود ایک شکست کے جو ان کے سپہ سالاروں کی غلطی کے باعث ہوئی تھی، سامینوں کو اس نے خاموش کر دیا تھا۔ جنوب میں سازشیں اس نے فرو کر دی تھیں اور یونانی شہروں پر اس نے قبضہ کر لیا تھا لیکن ٹارین ٹم کا محاصرہ کرنا اس کی قوت اور ستیز سے باہر تھا۔ سمندر کے عبور کرنے میں بھی اسے دشواری ہوئی کیونکہ فنیقیوں نے اس پر حملہ کر دیا جس سے اس کے بہت سے جہاز ضائع ہوئے۔ ریجیئم کے قریب وہ لنگر انداز ہوا مگر وہاں اسے روما کی باغی سپاہ اور مسانا کے مامرٹی نی سے لڑنا پڑا۔ مگر کسی صورت سے وہ افتاں و خیزاں ٹارینٹم پہنچا اور جو یونانی شہر اس کی راہ میں تھے ان پر قبضہ کر لیا۔ لیکن ان شہروں کی حالت گئی گذری تھی۔ اس لئے نہ تو اسے سپاہی مل سکے نہ روپیہ جسے وہ کافی خیال کرتا۔ یہاں تک کہ بحالت مایوسی لوکری کے مندر کا خزانہ اپنے تصرف میں لے آیا۔ اس کا انجام اب قریب تھا گو اب تک وہ کسی جنگ میں ہارا نہ تھا مگر اس کے ذرائع اب قریب الختم تھے ایپائرس سے جو نبرد آزما سپاہی اس کے ساتھ آئے تھے ان میں سے اکثر کام آ چکے تھے اور نہ تو اسے اب حلیف مل سکتے تھے اور نہ اس کی موجودگی سے یونانیوں کی ہمت افزائی ہوتی تھی۔ ۲۷۵ ق م کے اوائل میں سامنیم کی طرف اس نے پیش قدمی کی۔ بی نی وینٹم کے قریب کانسل مانیس کیوریس سے مقابلہ ہوا پہ ہس نے رات کو دھاوا کر دیا مگر نتیجہ برعکس ہوا۔ روما کے سپاہیوں کو اب ہاتھیوں کا بھی خوف نہ تھا انہوں نے ہاتھیوں پر جلتی مشعلیں پھینکیں جس سے ہاتھی سراسیمہ ہو کر اپنی ہی فوج کے سپاہیوں کو کچلنے لگے۔ روما کی فتح قطعی تھی پہ ہس ٹارینٹم کو واپس ہوا اور وہاں ایک محافظ فوج چھوڑ کر اپنی باقی ماندہ فوج کے ساتھ ایپائرس روانہ ہو گیا جہاں وہ سخت لغو حرکتوں کا مرتکب ہوا اور چند سال کے بعد سینیتیل عرام آرگوس کے محاصرہ میں ایک دست بدست لڑائی میں مارا گیا

(۲۰۸) روما کا اصل مقصد اطالیہ میں سیادت حاصل کرنا تھا اور اگر کسی کو اس کے متعلق کچھ شک یا شبہ رہا ہو گا تو آئندہ چند سالوں کے واقعات سے ان کی آنکھیں بھی کھل گئی ہوں گی۔ لوکانیوں اور بروٹیوں کو شکست کے بعد

باب ۸

سر تسلیم خم کرنا پڑا اور سامنیئم کی بغاوتیں فرو کر دی گئیں۔ سارسینا کے امبریوں کی ہزیمت اور پکینیئم کی تسخیر سے شمال میں روما کی قوت مضبوط ہو گئی۔ پکینیئم کے بعض لوگ جلاوطن کر کے جنوبی کیمپینیا کو روانہ کر دیے گئے۔ ہر جگہ اراضیات ضبط کر لی گئیں جن سے سلطنت کے علاقوں میں اضافہ ہوا یا نو آبادیوں کے قیام کی صورت نکل آئی۔ ٹارینٹم پر قبضہ حاصل کرنا روما کے لئے نہایت ضروری تھا مگر وہاں کے حالات سخت پیچیدہ تھے۔ روما کے طرفدار اس کے نواح میں ایک مستحکم مقام پر قابض تھے اور شہر پر عمومیت پسندوں کا قبضہ تھا جنہیں روما کی فتح سے موت اور تباہی کا اندیشہ تھا۔ نافِ شہر میں ایک قلعہ تھا جس پر پیرہس کا ایک عہدہ دار مسمی میلو قابض تھا اور اس کے تحت میں اپائرس کی کچھ فوج بھی تھی۔ اہلِ روما شہر کا خشکی کی طرف سے محاصرہ کئے ہوئے تھے اور قرطاجنہ کا ایک بیڑا سمندر کی طرف سے ناکہ بندی کئے ہوئے تھا۔ پیرہس کے انتقال کے بعد میلو کو ٹارینٹم سے کوئی سروکار نہ رہا اور اب وہ اس فکر میں تھا کہ اپنی فوج کے ساتھ اپائرس کو صحیح و سلامت پہنچ جائے۔ اسے معلوم تھا کہ شہر کے لوگ اسے قرطاجنہ کے سپرد کرنا چاہتے تھے مگر ایک جری سپاہی جس نے پیرہس کے آگے زانوئے شاگردی طے کیا تھا، انبوہِ شہر کی کب پروا کرتا تھا۔ اسے خوب معلوم تھا کہ روما اور قرطاجنہ دونوں اس قلعہ پر قبضہ کرنے کی تاک میں لگے ہوئے ہیں۔ غالباً اس نے خیال کیا کہ روما سے معاملہ کرنے میں اسے زیادہ نفع ہو گا کیونکہ گو قرطاجنہ کو اطالیہ میں قدم جمانے کا موقع ملتا تھا اور ٹارینٹم اس کے حق میں اسی قدر مفید ہوتا جتنا کہ سسلی میں لیلی بیئم مگر روما اس وقت زیادہ غرض مند تھا کیونکہ اس کے مفاد کے لئے یہ نہایت ضروری تھا کہ اطالیہ میں قرطاجنہ کے قدم نہ جمنے پائیں۔ بہرکیف میلو روما سے معاہدہ کر کے ٹارینٹم سے کوچ کر گیا۔ اور جنوبی اطالیہ کی کنجی روما کے سپرد کر دی۔ قرطاجنہ کے امیر البحر کو اب سوائے واپسی کے کوئی چارہ نہ تھا گو وہ یہی کہتا رہا کہ میری سلطنت کے مقاصد دوستانہ

---

۱ اسٹرابو پنجم ۴، ۱۳ (صفحہ ۲۵۱) پلینی تاریخ سوم ۷۔

باب ۸

تھے۔ لیکن روما کو شبہ تھا اور اس نے سفارتی ذرائع سے قرطاجنہ کو دوستی کے اعادہ پر مجبور کیا۔ ٹارین ٹم کا قلعہ روما کے قبضہ میں آگیا اور اس کے طرفدار شہر کو واپس آئے اور غالباً برسر اقتدار بھی ہو گئے۔ ٹارین ٹم روما کے حلیفوں میں شامل ہو گیا اور اندرونی معاملات میں اس کی آزادی برقرار رہی مگر اب وہ روما کا دست نگر تھا یعنی ٹارین ٹم کا شہر تو باقی رہا تھا مگر اس کی حیثیت شہری سلطنت کی نہ تھی۔

اطالیہ کی تسخیر

(۲۱۰) فتوحات کے استحکام کے لئے نو آبادیوں کے قیام اور اچھی سڑکوں کی تعمیر کا سلسلہ جاری تھا۔ بحیرۂ ٹرہی نی کے ساحل پر اٹروریا میں کوسا اور لوکانیا میں پیس ٹم (یونانی شہر پوسی ڈونیا کے موقع پر) آباد کئے گئے جس سے ساحل پر روما کا قبضہ مستحکم ہو گیا۔ غالی ساحل میں یہ مقصود آری می نم کے قیام سے حاصل ہوا جو گالیوں کی نگرانی کے لئے ایک سرحدی قلعہ کا کام دیتا تھا۔ اس کے بعد پکینیم میں جو حال ہی میں فتح ہوا تھا فرم ۲۶۴ ق م میں آباد کیا گیا جس سے سینا کے قریب جو شہریان روما آباد تھے انھیں تقویت ہو گئی۔ سابینم کی تسخیر بھی اسی زمانے میں عمل میں آئی۔ بی نی وین ٹم کا موقع نہایت عظمت کا تھا یہاں ایک زبردست نو آبادی قائم کی گئی (۲۶۸ ق م) اور الیسرنیا میں ایک دوسری بستی بسائی گئی اس طور پر ملک کے وسط میں مستحکم شہر آباد ہو گئے جن سے سابینم کے مختلف اضلاع میں سرگرم معاونت کا امکان باقی نہ رہا۔ اسی زمانہ میں سابین قوم کو اپنی وفاداری کا انعام ملا یعنی ۲۶۸ ق م میں وہ پورے شہری بنا دیے گئے[1] اور مجالس میں رائے دینے اور عہدہ ہائے سلطنت پر فائز ہونے کے حقوق بھی انھیں مل گئے۔ برخلاف اس کے اٹروریا کے ایک بڑے شہر وول سی نی ای کی ۲۶۵-۲۶۴ ق م[3] میں بری گت بنی۔ اٹروریا کے دوسرے شہروں کی طرح اس شہر کے امرا بھی عیاشی اور تن آسانی کی وجہ سے سیاسی لحاظ سے نہایت کمزور ہو گئے تھے حکومت ان کی رعایا (جیسے کہ روایات میں بیان کیا گیا ہے ان کے غلاموں) کے قبضہ میں آگئی تھی جو انکے ساتھ بدسلوکی کرتے تھے۔ ان امرا نے روما سے امداد کی درخواست کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے ساتھ بدسلوکی اور زیادہ ہونے لگی۔ بالآخر روما نے مداخلت کی

---

[1] ویلیس کلم ۱، ۱۴، ۶، ۵۔

[2] انٹی غائنس ۲، ۱۴، ۱ (صفحات ۵۱۰-۵۱۲) میں جن ماخذ کا حوالہ دیا گیا ہے غالباً اسی عہد سے متعلق ہیں۔

[3] والیریس میکسیمس ۹، ۱، ۲۔ فلورس ۱، ۱۶۔ زوناراس ۸، ۷ اور وسیس ۴، ۵، ۳۔ ۵۔

(۸) اہم تسخیر اطالیہ ۳۶۶ تا ۲۶۵ ق م ، رومایاتی سنین کی جدول

	لاطینی اور ہرنیکی	گالی	اٹرسکی	سامینی	یونانی	قرطاجنہ	اوسکی آرن کی کیمپانی نسل ہی کی	اپولی لوکانی برتی	پاڈی لگس ایکوی وغیرہ	سابائن ایسرنی کوری	جنوبی مشرقی اطالیہ
[illegible]	سنہ ۳۶۲ ہرنیکیوں کی بغاوت کی افواہ جنگ سنہ ۳۶۲ تا سنہ ۳۵۸ ۔ اس کے بعد صلح جس میں روما کا پلہ بھاری تھا ۔ سنہ ۳۴۹ لاطینیوں میں بےچینی ۔ [illegible] سے گالیوں کی روک ۔ سنہ ۳۵۸ میں صلح ہوئی ۔ لاطینی امدادی فوجوں نے روما کی مدد کی ۔ سنہ ۳۴۹ لاطینیوں نے امداد سے انکار کر دیا ۔ سنہ ۳۴۰ والسکیوں نے لاطینیوں کو بغاوت پہ اکسایا ۔ سنہ ۳۴۰ لاطینی جنگ کے لئے تیار کے حالات کے منظر ۔ سنہ ۳۳۸ میں [illegible] سامینوں کے [illegible] ۔ سنہ ۳۳۸ لاطینی و روما کی [illegible]	سنہ ۳۶۱ [illegible] گالیوں کو لاطینی امداد سے ہزیمت دی گئی ۔ [illegible] سنہ ۳۴۹ جنگ ۔ گالیوں کو شکست ہوئی ۔ (والیریس کوروس)	سنہ ۳۵۸ جنگ اٹرسکیوں کو ہزیمت ہوئی تارکوئینی اور فالیری ای سے ۴۰ سال کے لئے صلح ۔ کائاری کو حق ملیت روما بغیر حق رائے دہندگی دیا گیا ۔	سنہ ۳۵۴ روما میں سامینی سفارت اور معاہدہ ۔ سنہ ۳۴۳ ۔ ۳۴۱ جنگ سامینیوں کو شکست صلح نامہ کی تجدید	سنہ ۳۴۹ یونانی یا سسلی کے بحری ڈاکو لاطینم کے سواحل پر لوٹ مار کرتے تھے ۔	سنہ ۳۴۸ روما کو سفارت بھیجی گئی اور صلح نامہ کے ذریعے سے اتحاد قائم ہوا ۔ سنہ ۳۴۳ روما کو مبارکباد دینے کے لئے سفارت بھیجی گئی ۔	سنہ ۳۵۳ وولسکی لاطینم پر حملہ کرتے ہیں ۔ سنہ ۳۴۵ [illegible] کی سرکوبی ۔ وولسکیوں کی سازشیں و معاہدہ [illegible] سنہ ۳۴۰ لاطینیوں کو وہ روما سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں اور لاطینیوں کو بغاوت میں مدد دیتے ہیں ۔ سنہ ۳۴۵ آرن کی کی شکست ۔ سنہ ۳۴۳ میں سیڈیسی سامینیوں کے مقابلے کے لئے کیمپانی کو بلاتے ہیں ۔ کیمپانی روما کی حفاظت کے طالب ہوتے ہیں ۔ سنہ ۳۴۰ کیمپانی سامینیوں کے خلاف مع لاطینیوں کے شریک ہوتے ہیں ۔ تصفیہ سنہ ۳۳۸ اہل اینٹیم و کیمپانیا کا ۔ آرن کی کی اطاعت ۔				
[illegible]	[illegible]	سنہ ۳۲۹ اور سنہ ۳۰۲ میں گالیوں کی یورش کی جھوٹی خبریں ۔	سنہ ۳۱۱ [illegible] جنگ اور روما کی فتح ۔ [illegible] کو طے کرتا ہے ۔	سنہ ۳۲۷ [illegible] جنگ [illegible] سنہ ۳۲۱ جنگ کاڈین فارکس [illegible] سنہ ۳۰۴ صلح [illegible] کی تجدید ۔	سنہ ۳۳۲ سکندر شاہ ایپائرس ٹارنٹم کی مدد کو آتا ہے اور سامینیوں اور بروٹی کی ایک فوج کو شکست دیتا ہے روما سے دوستی پیدا کرنا چاہتا ہے مگر مر جاتا ہے ۔ سنہ ۳۲۷ نیپلز اور پلیس کا معاملہ یونانی روما کی اطاعت قبول کرتے ہیں [illegible] ٹارنٹم [illegible] سامینوں میں صلح کرانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ سنہ ۳۰۳ کے قریب ٹارنٹم کے تعلقات روما و دوستانہ تھے مگر کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا ۔	سنہ ۳۰۶ روما کو سفارت اور تجدید صلح نامہ	سنہ ۳۳۶ آسونی یا آرن کی کی روما کی فتح ۔ سنہ ۳۱۵ میں لوگ جنگ سامینی میں شریک ہوئے اور کچل دیے گئے ۔ سنہ ۳۰۶ ہرنیکی و والسکیوں نے اطاعت قبول کی پری ورنم کی بغاوت فرو کی گئی ۔ لاطینی تصفیہ کا ایک ضمیمہ ۔ سنہ ۳۱۳ روما کی جو فوج کلاڈین فارکس سے آئی تھی کیمپوا میں اس سے انسانیت کا سلوک کیا گیا ۔ سنہ ۳۱۳ روما کے پریفکٹ مقدمات کے تصفیے کے لئے پہلی مرتبہ کیمپوا آئے ۔ سنہ ۲۸۱ کیم پے نیا میں جنگ شروع ہوتی ہے روما نے نولا اور لوکیریا لے لیا ۔ سنہ ۲۹۵ [illegible] کی زبردست امدادی فوجیں ۔ روما کی فوجوں میں کیم پے نیا کے سواروں کا ایک منتخب دستہ بھی تھا ۔	سنہ ۳۲۶ اپولی اور لوکانی روما کے حلیف بنتے ہیں مگر سامینوں کے دباؤ یا ٹارینٹم کی سازشوں سے علیحدہ ہو جاتے ہیں ۔ سنہ ۳۲۰ لوکیریہ سے روما کا قبضہ اٹھ جاتا ہے مگر پھر قائم ہو جاتا ہے ۔ سنہ ۳۱۷ روما اپولیا کو فتح کرتا ہے ۔ سنہ ۳۱۴ لوکیریا کا معاملہ پھر پیش آتا ہے ۔ نو آبادی قائم ہوتی ہے ۔ سنہ ۳۰۳ روما نے لوکانیا پر حملہ کر دیا ۔ سنہ ۲۹۹ سامینوں نے لوکانیا پر حملہ کیا مگر روما نے ان کو خارج کر دیا (تجدید اتحاد) ۔ سنہ ۲۹۶ اپولیا کی بغاوت فرو کی گئی ۔ سنہ ۲۹۲ روما نے لوکانیا کی شورشوں کو فرو کیا اور [illegible]	سنہ ۳۲۵ ویس ٹی نی سامینوں کے شریک ہوتے ہیں مگر روما سے شکست کھاتے ہیں ۔ سنہ ۳۰۸ ماری اور پیلگنی [illegible] کی مدد کرتے ہیں مگر روما سے شکست کھاتے ہیں ۔ سنہ ۳۰۴ ایکوی کی بغاوت اور اس کا فرو کیا جانا ۔ سنہ ۳۰۲ ایکوی کی نو آبادی میں دوبارہ بغاوت اور اس کا فرو کیا جانا ۔ سنہ ۳۰۲ مارسی پیلگنی [illegible] روما کے اتحاد میں شریک ہوتے ہیں ۔ [illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]			[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		[illegible]		[illegible]	[illegible]

اور چونکہ مقابلہ سخت ہوا اس لئے فاطیوں کو سزا بھی سخت ہوئی اور شہر[۱] تباہ کر دیا گیا۔ بالعموم روما نے اٹروریا کے شہروں کا الحاق نہیں کیا بلکہ مختلف شہروں سے علیحدہ علیحدہ اتحاد کر لیا اور ان کے نکمے امراء سے اپنا کام نکالا۔

(۲۱۱) روما کا شمار اب دنیا کی سربرآوردہ سلطنتوں میں تھا اور اس سے کوئی سمجھدار آدمی انکار نہیں کر سکتا تھا۔ روڈس کی بحری تجارتی سلطنت سے اس کے دوستانہ تعلقات تھے اور اپولونیا سے جو ایڈریاٹک پر واقع ہے سیراکیوز نے حال ہی میں اسکی خدمت کی تھی۔ مسالیہ تو اس کا قدیم ترین حلیف تھا پرہس کے بجائے جو اطالیہ سے خارج کر دیا گیا تھا اب وہ اطالوی یونانیوں کا حامی اور محافظ تھا اور اس نے اس طرز عمل کو اب اختیار کر لیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ تمام عالم یونانی کا صدر ہو گیا مگر یہ نتائج اس کے موجودہ مقاصد سے بالاتر تھے لیکن اہل روما بہت جلد اثرات اور تخیلات سے متاثر ہو گئے۔ یونانیوں کو زمانۂ قدیم سے فینقوں سے سخت نفرت تھی قرطاجنہ کا صرف یہی منشا نہ تھا کہ سسلی کے یونانیوں کو تباہ و برباد کر دے بلکہ اس کی دست درازیوں اور بغض و حسد سے مصر کے مقدونی شاہی خاندان کو بھی خطرہ تھا۔ قرطاجنہ کو سکندریہ کا وجود شاق تھا اور کیرین کا مصری صوبہ اس کی زد میں تھا اس لئے سکندریہ کے عاقبت اندیش حکمران بطلیموس ثانی (فیلا ڈیلفوس) نے پرہس کی ہزیمت کے بعد ایک سفارت[۲] روما روانہ کی۔ اس کے جواب میں ایک سفارت روما سے مصر پہنچی اور دونوں سلطنتوں میں دوستی یا ممکن[۳] ہے کہ اتحاد بھی قائم ہو گیا جس سے زمانۂ مابعد میں اہم نتائج پیدا ہوئے بطلیموس کی اس کارروائی سے ظاہر ہے کہ یہ بافہم مدبر تاڑ گیا تھا کہ بحر متوسط کے آس پاس کے ممالک کی بین الاقوامی سیاسیات میں روما کو اب خاص دخل ہو گیا ہے۔

---

[۱] حال اُرویٹو۔ اس کے بعد موجود بول سینا کے موقع پر بسایا گیا۔

[۲] ڈائیون کیسیس قطعات ۴۱۔

[۳] دیکھو فقرۂ ۴۲۸ مابعد۔

باب ہجدہم

روما کی سیادت کے اسباب

(۲۱۲) اطالیہ میں روما کو سیادت متعدد اسباب کی وجہ سے نصیب ہوئی اہل روما کو یہ ناز تھا کہ یہ سیادت ان کے آباؤ اجداد کی لاثانی بہادری کی وجہ سے نصیب ہوئی تھی اور اس کا یہ فخر ایک حد تک بجا بھی تھا۔ لیکن ان کے محکوم بھی بہادر تھے مگر ان کی سیادت کی اصل بنا یہ تھی کہ نظام فوجی کے ہر کل و جزو پر ان کی نگاہ تھی جس کی وجہ سے روما کی فوجوں کو آہستہ آہستہ دوسروں پر فوقیت حاصل ہوئی[1]۔ ضبط فوجی اعلیٰ درجے کا تھا۔ اس عہد کے معرکوں میں (Maniples) کی ترتیب سے فن حرب میں بہت ترقی ہوئی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حملے کا جدید طریقہ یعنی پیلم (برچھی) کو پھینکنا اور پھر تلوار لیکر دوڑنا پیرہس کے فیلنکس کو توڑنے کے لئے ایجاد ہوا تھا۔ مگر اس سے ہمیں سروکار نہیں کیونکہ بمقابلہ فیلنکس کے (Maniples) تین لیجنوں کی تقسیم کے لئے اعلیٰ تر ضبط فوجی کی ضرورت تھی۔ روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ پیرہس روما کے لشکریوں کا بے حد مداح تھا ان کے مردے جو میدان جنگ میں پڑے ہوتے تمام زخم ان کے جسم کے سامنے دار ہوتے اور مرنے کے بعد بھی ان کے چہروں پر بجائے مردنی کے بہادری اور شجاعت کے آثار ہوتے جو سپاہی جنگ میں کام آتے انکی جگہ نئے سپاہی پہنچ جاتے۔ پیرہس اور روما کا مقابلہ بعینہ ہرکیولیس اور ہائیڈرا دیو کا مقابلہ تھا۔ ہرکیولیس جب ایک سر کاٹ دیتا تو دوسرا سر فوراً نمودار ہوتا اس وجہ سے پیرہس کو فروغ نہ ہوا اور اس نے مایوسی سے کہا "اگر مجھے ایسے سپاہی مل جاتے تو تمام دنیا کو فتح کر لیتا"۔ سواروں کے رسالوں

---

[1] دیکھو فقرہ ۱۴۴ (مترجم)۔

کی حالت اس عہد میں اچھی تھی مگر ان میں اس قدر اصلاح نہ ہوئی جتنی کہ پیدل فوجوں میں۔ بحری فوج کی حالت سنہ ۲۶۵ تک قابل ذکر نہیں۔ پورے شہریوں کے لیجنوں کے علاوہ اس زمانے میں نیم شہریوں کے لیجن بھی وجود میں آگئے تھے۔ اور حلفا کی امدادی فوجیں بھی ہوتی تھیں۔

(۲۱۳) نظام فوجی سے اہم تر روما کا مستقل طرز عمل تھا جس کی بنیاد اس قصد مصمم پر تھی کہ جو چیز اس کے قبضے میں آجائے پھر نہ نکلنے پائے۔ حکومت شہنشاہی کا گر بھی اسے شروع ہی سے معلوم تھا یعنی جو سلطنت ترقی نہیں کرسکتی اسے تنزل کا منتظر رہنا چاہیئے۔ ابتدا ہی سے اس کی حکمت عملی گہری اور یکساں تھی۔ دوسری قوموں کے بغض و حسد اور خود غرضیوں سے نفع اٹھا کر اس نے متعدد اتحاد پیدا کئے اور اطالیہ کی ایک سلطنت کو دوسری سے لڑا کر اپنی ترقی کی بنا ڈالی۔ دوسری قوموں کو خبر نہ تھی کہ انجام کار کیا ہوگا مگر اپنی ناعاقبت اندیشی سے انھوں نے روما کے مقاصد کی تکمیل میں مدد دی۔ فوج کے علاوہ اطالیہ کی تسخیر میں روما کا ایک دوسرا ہتھیار بھی تھا یعنی سینیٹ جو طرز عمل سفارتی کارروائیوں اتحادوں اور الحاقات کی نگراں تھی۔

(۲۱۴) روما کی حکومت کو اس زمانے کی دوسری حکومتوں پر جو فوقیت حاصل تھی اسے فراموش نہ کرنا چاہیئے۔ دوسری قوموں کو آزادی کی توقع نہ رہی تو ان کے لئے روما کا نظام حکومت باوجود اپنے اسقام کے دوسری حکومتوں سے بہتر تھا۔ روما سخت گیر ضابطہ کا پابند حکومت پسند اور عیار ضرور تھا مگر دوسروں کے مقابلے میں ایماندار اور انصاف پسند بھی تھا۔ شمالی **سابیلیوں** (سابن، مارسی، پیلگ نی وغیرہ) کو جس خوبی سے اس نے رام کرلیا اس سے ظاہر ہے کہ اس میں کوئی خوبی ضرور تھی۔ روما اپنی خوش نصیبی سے اطالیہ کے وسط میں واقع تھا اور اس لئے وہ اپنے دشمنوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرکے ان سے باری باری نبٹ سکتا تھا اور آمد و رفت کی اندرونی راہیں رفتہ رفتہ اس کے قبضے میں آتی جاتی تھیں۔ سنہ ۳۱۴ اور سنہ ۲۹۱ کے درمیان جو نوآبادیاں قائم ہوئیں ان سے مقصود یہ تھا کہ اٹرسکی سامنیوں سے علیحدہ ہوجائیں اور اپولیا کا راستہ کھلا رہے

واقعات سے ظاہر ہے کہ اپنی اس خوبی قسمت سے روما واقف تھا اور اس سے اس نے خوب نفع اُٹھایا۔ نو آبادیوں کے قیام کے ساتھ ہی ساتھ سڑکوں کی تعمیر بھی اسی عہد میں شروع ہو گئی بالآخر یہ بھی واضح رہے کہ مفتوحہ قوموں کو اپنے ساتھ وابستہ کرنے کا ڈھنگ بھی روما کو خوب معلوم تھا یعنی یا تو وہ سلطنت روما میں ضم کر لئے جاتے یا حلیف بنا لئے جاتے اس طرز عمل کو ہم "درجہ واری مراعات کا طریقہ" کہہ سکتے ہیں اور اس پر باب مابعد میں بحث کریں گے۔

۱۹ب

باب نوزدہم

اطالیہ کی تنظیم

اب ہم اس منزل پر پہنچ چکے[1] ہیں جب کہ اطالیہ میں روما کی سیادت قائم ہو چکی تھی اس لئے ہم ان تعلقات پر نظر غائر ڈالیں گے۔ جو اطالیہ کی اقوام میں باہم تھے یا ان کے اور روما کے درمیان تھے۔ انہیں تعلقات کی نوعیت کی وجہ سے روما کو قرطاجنہ کی طولانی جنگ میں سرخروئی حاصل ہوئی اور جب ان تعلقات میں عملی خرابیاں پڑ گئیں تو وہ جمہوریہ کے زوال کے ایام میں اطالیہ کے مصیبت انگیز محاربۂ عظیم کا باعث ہوئیں۔ فی الحال اطالیہ میں جزیرہ نما کے صرف اس حصے کو شامل کرتے ہیں جس کی شمالی حد آری می نم تھی کیونکہ پوندی کی وادی کے گالیوں پر ابھی تک روما کو غلبہ حاصل نہیں ہوا تھا۔ اطالیہ کا یہ تمام حصہ کسی نہ کسی صورت سے وابستہ تھا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(**الف**) تعلقات بذریعۂ حقوق مدنیت (۱) پورا یا بکار آمد حق مدنیت جس میں روما کی مجالس میں حق مشورہ رکھنا اور روما کی خدمات سرکاری کا مستحق ہونا شامل تھا۔ (۲) ادھورا یا بیکار حق مدنیت۔ ان لوگوں کو شہریوں کے تمام فرائض ادا کرنے پڑتے تھے اور حقوق صرف تجارت اور مناکحت کے تھے۔ روما کے قبائلی اضلاع کے معمولی شہریوں کے علاوہ اس جماعت میں (**الف**) بلدیات (Municipia) شامل تھیں جن میں سے بعض کو مقامی حکومت خود اختیاری

---

[1] اس باب کی ترتیب میں میں نے مارکوارٹ، لینگ اور بیلوخ کی خوشہ چینی کی ہے جو بالکل ظاہر ہے اس لئے ہر جگہ حوالہ دینے کی ضرورت نہیں۔

حاصل تھی اور بعض کو نہ تھی اور (ب) شہریوں کی نوآبادیاں بھی۔

(ب) تعلقات بذریعۂ معاہدات (Foedus) جو (۱) قدیم موجودہ بستیوں سے تھے یا (۲) جدید بستیوں سے جنھیں روما نے قائم کیا تھا یا ازسرنو آباد کیا تھا۔ اس جماعت میں (الف) وہ مملکتیں تھیں جن کے ساتھ معاہدے تھے اور (ب) لاطینی نوآبادیاں تھیں۔

ان دونوں پر ایک ہی کلیہ کا اطلاق ہوتا تھا یعنی حکومت روما کی نگرانی میں ان پر فوجی خدمات کا انجام دینا فرض تھا اور ان میں جو امتیاز تھا وہ ان اسباب کی بنا پر تھا جن کی وجہ سے وہ وجود میں آئے۔ یہ دو طریقے الحاق و اتحاد کے تھے جن میں ہمیشہ اصولاً امتیاز کیا جاتا تھا۔

طبقۂ (الف) کے افراد کسی نہ کسی صورت سے شہری تھے اور نیم شہری بھی رفتہ رفتہ شہری بن جاتے تھے۔ ان کے اضلاع یا بستیوں کی حیثیت علیحدہ سلطنتوں کی نہ تھی بلکہ وہ سلطنت روما کے اجزا تھے۔ ان کا قانون رفتہ رفتہ روما کے قانون کے مطابق ہو گیا۔ جنگی اغراض کے لئے یہ لوگ روما کے نمونے پر لیجنوں میں تقسیم کئے جاتے تھے اور ٹریبیونوں کے زیر کمان رہتے۔

طبقۂ (ب) کے افراد سیاسی لحاظ سے حلیف (Socii) تھے۔ اصولاً ان کے اضلاع یا شہر آزاد سلطنتوں کی حیثیت رکھتے تھے اور روما کے قانون میں ان کی حیثیت غیر ملکیوں (Peregrini) کی تھی جنگی اغراض کیلئے ان کو سواروں (Alae) اور پیدل (Cohortes) میں تقسیم کیا جاتا مگر یہ جماعتیں طبقۂ (الف) کی جماعتوں سے چھوٹی ہوتیں۔ نیم شہریوں کے طبقہ کے رفتہ رفتہ معدوم ہو جانے سے حلیفوں (Socii) کی حالت بہت خراب ہو گئی یعنی ان کی حیثیت محض رعایا کی ہو گئی۔

بلدیات

(۲۱۶) اب ہم ان طبقات پر یکے بعد دیگرے بحث کریں گے اور سب سے پہلے بلدیات کا ذکر کریں گے۔

روما میں زمانۂ قدیم سے یہ رواج تھا کہ بیرونی اشخاص قوم میں شامل کر لئے جاتے تھے۔ روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ عہد شاہی میں پوری

بستیاں مثلاً البالانگا وغیرہ روما میں لاکر آباد کی گئیں اور اہل روما میں شامل کرلی گئیں۔ اس قسم کی مثالیں بھی موجود ہیں کہ بعض بستیوں کے افراد بغیر ترک وطن روما میں شامل کرلئے گئے جیسا کہ ٹارکون خاندان کے زمانے میں گے بی ای شامل کرلئے گئے۔ یہ شمول فریقین کی مرضی سے معاہدے کے ذریعے سے عمل میں آیا تھا اور اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ ان بستیوں کے باشندے روما کے پورے شہری بن جاتے تھے تو کاپی نا (۳۹۵؁) ٹسکولم (۳۸۱؁) لانوویم ارسی کیا وغیرہ (۳۳۸؁) کا الحاق اسی طور پر عمل میں آیا ہوگا۔ مگر غیر لاطینی لوگوں کو پورے حقوق مدنیت کا دینا مناسب خیال نہیں کیا گیا۔ اس لئے ان کے لئے ایک دوسری تدبیر نکالی گئی یعنی بستیاں روما میں شامل کی جانے لگیں مگر نہ تو انھیں حق رائے تھا نہ حق عہدہ۔ اس شہری ہونے سے صرف شخصی حقوق حاصل ہوتے تھے مگر در اصل اس ذریعے سے ان پر بوجھ (Munia) ڈالے جاتے اور اس قسم کے نیم شہری روما کے حکام کے تحت میں لائے جاتے تھے ممکن ہے کہ بوجھ اٹھانے (فرائض انجام دینے) کی اہلیت کو (Municipium) کہتے تھے مگر جہاں تک ہمیں علم ہے اس لفظ کا اطلاق صرف بوجھ اٹھانے والوں کی جماعتوں پر ہوتا تھا۔ ۳۵۱؁ میں اٹرسکی شہر کا ای ری کو سب سے پہلے (Municipium) (بلدیہ) کا درجہ ملا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر کے باشندوں کو اندرونی معاملات میں حکومت خود اختیاری حاصل تھی لیکن کا ای ری میں روما کا قانون نافذ کردیا گیا اور اس کی حیثیت سلطنت روما کے اندر ایک ماتحت ضلع کی تھی۔ یہی سلوک دوسرے ملحق شدہ شہروں کے ساتھ کیا گیا اور اسی وجہ سے ان کی حیثیت کو "حق کا ای ری" کے نام سے موسوم کیا گیا۔ فنڈی فارمی اے، ارپی نم، کے پوا وغیرہ اسی قبیل سے تھے لیکن زمانہ مابعد میں جب دوسرے

؎ زمانہ مابعد میں ان شہروں کو (Municipia) کہتے تھے اور (Municipium foederatum) کا نام بھی غالباً رائج تھا۔ مگر یہ ثابت نہیں کہ اس نام کا ان پر پہلے ہی سے اطلاق ہوتا تھا۔

باب ۱

شہروں کا الحاق ہوا تو مقامی حکومتوں کا خاتمہ کر دینا زیادہ مناسب معلوم ہوا۔ مثلاً ۳۰۶ء میں ہرنیکیوں کی بغاوت جب فرو ہوئی تو اس کا صدر مقام اناگینا ایک رومی بلدیہ ہو گیا مگر حکومت خود اختیاری سے محروم کر دیا گیا۔ دوسروں کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا اور چونکہ مقامی مجالس سے بغاوتوں کا اندیشہ رہتا تھا اس لیے ان کا باقی رکھنا مناسب نہ تھا دیہاتی اضلاع کے لیے یہ طریقہ زیادہ کارگر تھا اس لئے سابنوں کے ساتھ ۲۹۰ء میں یہی سلوک ہوا لیکن دونوں قسم کی بلدیات کی موجودہ حیثیت محض عارضی تھی۔ ان کا عارضی ہونا بالقصد تھا یا نہیں اس سے ہمیں سروکار نہیں مگر رومی قانون کے نفاذ اور بلدیات کے باشندوں اور پورے شہریوں کے روز افزوں باہمی تعلقات[۱۵] کی وجہ سے امتیاز بڑھتے جاتے تھے اور بلدیات والوں کو بھی رفتہ رفتہ پورے حقوق مل گئے۔ سابن قوم کو یہ حقوق ۲۶۸ء میں مل گئے اور ۱۵۰ ق م تک نیم شہری معدوم ہو چکے تھے یعنی ان کو پورے حقوق مدنیت مل چکے تھے۔ جمہوریہ کے اواخر کی بلدیات پورے حقوق رکھنے والے شہریان روما کی آبادیاں تھیں۔

شہریوں کی نو آبادیاں

(۲۱۷) اب ہم شہریوں کی نو آبادیوں کا ذکر کریں گے۔ زمانہ قدیم میں دستور تھا کہ جنگ کے بعد مغلوب جماعت کے ملک کا ایک حصہ عموماً ایک ثلث لے لیا جاتا تھا۔ فاتح کو اختیار تھا کہ اس اراضی کو فروخت کر دے یا اپنے قبضے میں بطور سرکاری علاقے کے رکھے یا اپنے شہریوں میں تقسیم کر دے۔ تقسیم کا طریقہ یہ تھا کہ یا تو افراد کو زمینیں عطا ہوتی تھیں یا کوئی نو آبادی قائم کی جاتی تھی۔ نو آبادی کا قیام اس صورت میں ہوتا تھا جبکہ مفتوحہ علاقے میں کوئی ایسا قصبہ ہو جس پر قبضہ رکھنا روما کے لئے مفید ہو۔ ایسے مقامات میں روما کی ایک محافظ فوج جس کی تعداد

---

[۱۵] مناکحت (Connubium) کے ذریعے سے۔ یہ تعلق نیم شہریوں کو روما اور دوسرے بلدیات سے حاصل تھا جن پر باغی ہرنیکی قصبوں کو بھی ۳۰۶ء سے روما کے ساتھ یہ تعلق تھا مگر خاص احکام کے بموجب باہم نہ تھا (لیوی نہم ۴۳)۔

عموماً ۳۰۰ ہوتی تھی بھیجی جاتی تھی مگر یہ لوگ عارضی قیام کے لئے نہ جاتے تھے بلکہ اس مقام کو اپنا مستقل مسکن بنا لیتے اور اپنے جورو بچوں کے ساتھ وہیں آباد ہو جاتے اور سلطنت ان کی پرورش کے لئے ضبط شدہ اراضی میں سے ایک حصہ دے دیتی ان لوگوں کو (Coloni) (مستعمرین) کہتے تھے۔ ان لوگوں کی حیثیت اس مقام میں امرا یعنی پیٹری شین کی ہوتی اور مقامی باشندوں کی پلی بین کی گویا ہر ایک قصبہ روما کا ایک مختصر نمونہ ہوتا۔ اختیارات تمام روما کے مستعمروں کو تھے جو اپنی جماعت سے مقامی حکام اور سینیٹ کا انتخاب کرتے۔ مگر شہریوں کی نوآبادیوں کی ممتاز خصوصیت یہ تھی کہ مستعمرین کا پورا حق مدنیت باقی رہتا اور وہ رومی قوم کا ایک جزو خیال کئے جاتے۔ ان میں سے ہر ایک فرد روما کا شہری تصور ہوتا اور ان کی مجموعی حیثیت صرف یہ تھی کہ سلطنت کے لئے جن فرائض کے انجام دینے پر وہ مجبور تھے بالاشتراک ادا ہو سکتے تھے روما کے قبیلوں کے ارکان میں اور ان میں صرف یہی فرق تھا۔ میدان جنگ میں فوجی خدمات کا انجام دینا میدانِ جنگ کی ملازمت کے مساوی تھا۔ ان کے دوش بدوش نوآبادیوں میں پرانے باشندے بھی موجود تھے اور جمہوریہ کے اوائل میں دونوں فریقوں کے جنگ وجدال کی اکثر مثالیں موجود ہیں اور اکثر یہ ہوا ہے کہ مقامی باشندوں نے مستعمروں کو نکال باہر کیا ہے مگر ۳۳۸ سے ۲۶۵ تک ان جھگڑوں کا ذکر نہیں۔ غالباً جن امور سے نزاعیں پیدا ہوتی تھیں وہ ناپید ہو گئے ہوں۔ علما میں رائے غالب یہ ہے کہ قدیم باشندے نیم شہری تھے اور صرف شخصی حقوق رکھتے تھے کیونکہ جب تک کہ فریقین میں مناکحت اور تجارت کے تعلق نہ ہوں ان کے شیر وشکر ہو جانے کی کوئی اور وجہ نہیں ہو سکتی۔ مگر یہ حالت شروع سے نہ تھی اور اغلب یہ ہے کہ الحاقات ملکی کے بعد بلدیاتیوں کا جدید طبقہ دونوں طبقوں کے بالکلیہ علیحدہ رہنے کی خرابیوں کو دور کرنے کے لئے وجود میں لایا گیا۔ بہرکیف ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اطالیہ کی مکمل تسخیر تک روما کے مستعمرین کی علیحدہ فوجی حیثیت باقی نہ رہی اور وہ دوسروں میں بالکل ہل مل گئے اور اطالیہ کی جنگ عظیم کے قبل ہی مدنیت کے پورے حقوق سب کو مل چکے تھے۔ نوآبادیوں کے مواقع کے متعلق یہ واضح رہے کہ اولاً روما کا قصد تھا کہ سواحل پر قبضہ کرے

باب ۹

سنہ ۱۸۴ کے قریب اندرون ملک میں نوآبادیاں قائم ہونے لگیں۔ مگر ان کے قیام کی اغراض کچھ اور تھیں اور نوعیت بھی کچھ اور تھی۔

بلدیات اور نوآبادیوں کی ترقی سے روما کے نیم شہری تمام اطالیہ میں پھیل گئے اور سرکاری اراضی کی تقسیم اور جدید قبیلوں کے قیام سے ظاہر ہے کہ پورے شہری بھی تمام ملک میں پھیلتے جاتے تھے۔ مگر جو لوگ کہ شہری تھے خواہ وہ کسی نوعیت کے ہوں روما کے قانون کے تحت میں تھے جن کے معاملات کا تصفیہ ایک ہی پریٹر نہ کرسکتا تھا جس کا مستقر روما میں تھا اس لئے یہ رواج پڑ گیا کہ پریٹر اپنے نائب (پری فیکٹ) مقرر کرتے[۱] جو مختلف مقامات کا دورہ کرکے مقدمات کا تصفیہ کرتے جن مقامات میں حکومت خود اختیاری باقی نہ تھی وہاں کے انتظامی معاملات بھی انھیں سے متعلق رہے ہوں گے۔ اضلاع کا رقبہ یکساں نہ تھا اور اسی لئے ہر ضلع میں نائبوں کی تعداد بھی مختلف تھی اضلاع میں اہم ترین کیمپے نیا تھا۔ ان اضلاع (Praafecturae) کے متعلق تفصیلی امور بہت کم معلوم ہیں اور ہمارے مبحث سے باہر ہیں۔

معاہداتی سلطنتیں

(۲۱۸) اب ہم ان بستیوں کی طرف متوجہ ہوں گے جو روما سے مختلف قسم کے معاہدات سے وابستہ تھیں اور سب سے پہلے معاہداتی سلطنتوں (Civitates Federatae) کا ذکر کریں گے۔

ہمارے زمانے میں ایک ملک کے شہری کے لئے دوسرے ملک میں حق مدنیت حاصل کرلینا مطلق دشوار نہیں ہے اس لئے زمانۂ قدیم کی سلطنتوں کے باہمی رشک وحسد کا تصور قائم کرنا ہمارے لئے نہایت دشوار ہے۔ لیکن زمانۂ حال کے اصول بھی بالکل جدید ہیں۔ زمانۂ قدیم میں مذہب مقامی تھے تجارت اور صنعت وحرفت کے بین الاقوامی اثرات ضعیف تھے، تمدن کی بنا فوجی قوت پر تھی اور سلطنتوں کی ترقی اور وسعت فتوحات پر مبنی تھی۔ یونانیوں نے

---

[۱] دیکھو لیوی نہم ۲۰ وی سین بورن، مام سین اسٹاٹس رخیٹ دوم ۳ ۵۹۳ - ۵۹۵۔

باب ۱۹

جو تمدن کے بانی تھے ایرانی حملہ آوروں کو پسپا کر دیا تھا مگر ان میں صلاحیت نہ تھی کہ متحد ہو کر ایک زبردست نظم سیاسی قائم کریں جس سے انکی آزادی اور باامن ترقی کا اطمینان ہو جائے۔ خارجی معاملات میں یہ اصول مسلم تھا کہ جس چیز سے زید کو نفع ہے اس سے بکر کو یقیناً نقصان ہوگا اور ہمسایہ سلطنتیں ایک دوسرے کو شبہ کی نگاہ سے دیکھتی تھیں۔ لیکن اقوام میں باہمی تعلقات کا ہونا ناگزیر تھا۔ یہ ایلچی را زوالے نیست کا اصول مسلم تھا۔ اعلان جنگ اور مصالحت کے لئے مذہبی رسوم کا ہونا ضروری تھا اور قسمیں کھائی جاتی تھیں ان کے لئے خاص ضوابط تھے جن کی سختی کے ساتھ پابندی کی جاتی تھی اور ان میں سے بین الاقوامی قانون پیدا ہوا۔ مگر ایام امن میں دو سلطنتوں کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم کرنے کے لئے کسی خاص میثاق کی ضرورت تھی کیونکہ اس زمانے میں خیال تھا کہ اگر دو سلطنتوں میں دوستانہ تعلقات نہیں ہیں تو دونوں میں دشمنی کا ہونا ضروری ہے۔ عہد عتیق کی کسی سلطنت نے اتحادوں سے اتنا کام نہیں لیا جتنا کہ روما نے۔ بعض اوقات وہ کسی ہمسایہ سلطنت سے صرف دوستانہ تعلقات پیدا کرتا۔ کبھی کسی دولت سے معاونت (Hospitium) کا تعلق پیدا کرتا تاکہ ایک سلطنت کے شہری جب دوسری سلطنت میں تجارت یا کسی دوسری غرض سے جائیں تو ان میں سہولت ہو۔ لیکن معاہدہ (Foedus) میں یہ حیثیت آزاد سلطنتوں کے دونوں شرکاء کے باہمی حقوق و فرائض کی تعیین ہوتی خصوصاً ان شرائط کی کہ جن پر دونوں ایک دوسرے کی جنگ میں مدد کرتے اور ان قیود کی جو کسی تیسری دولت سے اتحاد کرنے کے متعلق جانبین پر عائد کی جاتیں مگر یہ ضروری نہ تھا کہ اس قسم کے قیود عہد ناموں میں لازماً ہوں۔ جب شرائط جانبین میں سے ہر ایک کے لئے مساوی ہوں تو ایسے عہد نامے کو مبنی بہ انصاف، یا مساوی (Aequum) کہتے تھے مگر جب ایک فریق آزاد رہتا اور دوسرے پر قیود عائد ہوتے تو عہد نامہ سخت یا غیر منصفانہ (Inipuum) کہا جاتا قسم ثانی کے معاہدوں میں عائد شدہ قیود مختلف نوعیت کی ہوتیں۔ بعض وقت کوئی خفیف سی قید عائد کی جاتی اور بعض وقت اس قدر سخت قیود عائد کی جاتیں کہ فریق مغلوب کی آزادی محض برائے نام رہ جاتی۔

ا۔۱۹ (۲۱۹) روما کا جس وقت تمام اطالیہ پر تسلط ہو گیا، اس ملک کی اکثر بستیاں خواہ وہ شہر ہوں یا اضلاع یا اضلاع کے مجموعے، معاہدوں کے ذریعے سے اس سے وابستہ تھیں۔ اس حیثیت سے ان کا سلطنت ہونا تسلیم کیا جاتا تھا، انتظامی معاملات میں انھیں حکمرانی کے اختیارات تھے۔ عدالتی معاملات خود ان کے قوانین کے تحت میں طے ہوتے تھے اور اپنے نام سے سکوں کے مسکوک کرنے کا بھی انھیں اختیار تھا۔ ان پر فرض تھا کہ بری یا بحری امدادی فوجیں مہیا کریں مگر ان کی بری فوجیں روما کے لیجنوں میں شریک نہ کی جاتی تھیں بلکہ علٰحدہ جماعتیں خیال کی جاتی تھیں جو خود انکے افسروں کے زیر کمان تھیں اور شہریوں کی فوجوں سے علٰحدہ رہتی تھیں۔ معاہداتی سلطنتوں کو دول غیر سے معاہدہ کرنے کا اختیار برائے نام بھی تھا یا نہیں۔ ایک ایسا معاملہ ہے جس کی کوئی عملی اہمیت نہیں کیونکہ اولاً اکثر معاہدوں کی رو سے یہ اختیار ساقط ہو چکا تھا اور ثانیاً روما نے خارجی معاملات کو بالکل اپنے ہاتھ میں کر لیا تھا اور دوسروں کی مداخلت اس کو ناگوار ہوتی۔ اختیارات حکمرانی کی اعلیٰ ترین مثال وہ ہے جس میں ایک دوسرے کے جلا وطنوں کو پناہ دینے کا حق موجود ہو یعنی ایک سلطنت کا شہری دوسری سلطنت میں آباد ہو کر وہاں کا شہری بن سکتا تھا اور اکثر یہ ہوتا تھا کہ لوگ اپنے وطن سے کسی سزا سے بچنے کے لئے بھاگ جاتے اور دوسرے شہر میں آباد ہوتے۔ یہ آزادی قابل قدر تھی اور حق سرنیت روما سے بہتر خیال کی جاتی تھی اور صرف چند شہروں کو حاصل تھی مثلاً پری نسٹی، ٹی ٹائی بور اور نیاپولس جن کے معاہدے روما سے ایسے وقت میں ہوئے جب کہ اسے ان کے اتحاد کی ضرورت تھی مگر حلیفوں میں سے اکثر کی حالت ایسی نہ تھی ان کے معاہدے مختلف قسم کے تھے مگر بالعموم ان کے مفاد روما[1] کے مفاد پر قربان کر دیے گئے تھے۔ معاہداتی سلطنتوں کے شہریوں کو کس حد تک روما یا دوسری معاہداتی سلطنتوں کے شہریوں کے ساتھ حقوق مناکحت و تجارت حاصل تھے، یہ روما کی تاریخ کے ان مسائل میں سے ہے جو ابھی تک حل نہیں ہوئے ہیں۔ البتہ ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ ان سلطنتوں

---

[1] بعض میں مثلاً ٹارینٹم میں روما کی محافظ فوجیں بھی تھیں۔

باب ۱۹

کی حالت یکساں نہ تھی۔ روما کا طرزِ عمل یہ تھا کہ ان سلطنتوں کو ایک دوسرے سے علٰیحدہ رکھا جائے جن کے اتحاد سے اسے نقصان پہونچنے کا احتمال تھا اور یہ قیاس نہیں کیا جا سکتا کہ لاطینی اور ہرنکی شہروں کے معاملات کے تصفیہ (۳۳۸ ق م و ۳۰۶ ق م) کے بعد روما نے اس طرزِ عمل کو ترک کر دیا ہو۔

لاطینی نو آبادیاں

(۲۲۰) حلیفوں کا ایک نیا طبقہ پیدا ہو گیا تھا جن کے ساتھ خاص رعایتیں ملحوظ تھیں اور جو اصطلاحاً "لاطینی نو آبادیوں" کے نام سے موسوم تھے۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اطالیہ میں زمانۂ قدیم سے یہ رواج تھا کہ جدید مقبوضات کے استحکام اور سرحدی اضلاع کی حفاظت کے لئے نئے شہر بطور قلعوں کے آباد کئے جاتے تھے۔ روما نے اس قسم کے مستحکم مقامات لاطینیوں اور ہرنیکیوں کی شرکت سے آباد کئے تھے۔ لاطینی اور ہرنکی اتحادوں کے ٹوٹ جانے کے بعد جب نو آبادیوں کی حیثیت رومی بلدیات یا معاہداتی سلطنتوں کی ہو گئی تو روما کو ایسے قابل اعتماد حلیفوں کی ضرورت محسوس ہوئی ہو گی جو اس کے ساتھ اسی طرح وابستہ ہوں جیسے کہ قدیم اتحادوں کے ارکان تھے۔ اسی لئے اس نے لاطینی نو آبادیوں کے قیام کی طرف سرگرمی سے توجہ کی اور بقول بلوخ ایک نیا لاطیئم آباد کر دیا۔ ان نو آبادیوں کو روما سے وہی تعلق تھا جو سابق میں لاطینی شہروں کو تھا۔ اگر فرق تھا تو صرف یہ کہ وہ کسی مشترک اتحاد کے رکن نہ تھے اور ان کے تعلقات صرف روما کے ساتھ تھے نہ کہ ایک دوسرے کے ساتھ۔ ان کی حیثیت فوجی تھی اور یہ شروع ہی سے ان کے قیام کی رسموں سے ظاہر تھا۔ قاعدہ یہ تھا کہ تین کمشنر جن کا تقرر مجلس عامہ کی رائے سے ہوتا اور جو ایک منشور (Lex) کے تحت میں اپنے فرائض انجام دیتے مستعمروں کو فوجی صف بندی کے ساتھ مقام منتخب شدہ پر لے جاتے جو روما کے مقبوضات میں سے ہوتا اور وہاں حدود شہر کو مذہبی رسوم کے ساتھ متعین کر کے انھیں بطور ایک سلطنت کے آباد کیا جاتا جسے اندرونی معاملات میں حکمرانی کے اختیارات تھے اور روما کے ساتھ دواماً متحد تھی۔ لاطینی نو آبادیاں بعض وقت سمندر کے سواحل پر قائم کی جاتیں۔ مگر زیادہ تر اندرون ملک میں سڑکوں کے سلسلوں کے ساتھ ان نو آبادیوں کو خاص تعلق تھا کیونکہ دونوں کو ایک دوسرے سے تقویت تھی۔ نو آبادیوں کا قیام[۱] اکثر ایسے اضلاع میں ہوتا جہاں روما کے مخالفوں کی آبادیاں تھیں۔ اس لئے یہ لحاظ رکھا جاتا تھا کہ ان کی تعداد کافی ہو۔

---

[۱] میرا یہ مطلب نہیں کہ یہ نو آبادیاں غیر آباد علاقوں میں قائم کی گئی تھیں۔ لیکن جب کوئی شہر لاطینی نو آبادی بنایا جاتا تو اس میں نئے لوگ آباد کئے جاتے گویا وہ از سر نو آباد ہوتا۔

کالیس اور لوکیریا کو ۲۵۰۰ مستعمرین بھیجے گئے تھے مگر تعداد قلیل خیال کی گئی انٹرامنا، سدرا اور کاسیولی میں چار ہزار تھے، البا میں چھ ہزار اور وینوسیا کی دوری اور اہمیت کی وجہ سے بیس ہزار بھیجے گئے تھے۔ ان لاطینی شہروں کی طرح جن کا انضمام سلطنت روما میں نہیں ہوا تھا ان نئے لاطینیوں کو بھی شہریان روما کے ساتھ شخصی حقوق حاصل تھے اور یہ قدیم اور جدید منظور نظر حلیف "لاطینی الاسم" کے نام سے موسوم ہوئے جس کی تشریح ذیل کی جدول سے ہوگی۔

حلیف	پرانے لاطینی	لاطینی الاسم جو حلیف بھی تھے اور اس سے کچھ زیادہ
Socii	نئے لاطینی	
	حلیف محض	Foederati

مگر یہ سب غیر ملکی (Peregrini) تھے اور ان کا ملک علاقہ غیر ملکی اراضی تھا۔

(۲۲۱) ان نوآبادیوں کے مستعمر مختلف الاصل تھے۔ قدیم اتحادوں کے ٹوٹ جانے اور لاطینیوں اور ہرنیکیوں کی بیشتر اراضیات کے ضبط کر لئے جانے کے بعد اکثر اشخاص جن کی زمینیں ضبط کر لی گئی تھیں نوآبادیوں میں آباد ہونے پر رضامند ہوں گے مگر اس قبیل کے اشخاص زیادہ نہ ہوں گے۔ معاہداتی سلطنتوں کے حلیف بھی نوآبادیوں میں داخل کئے گئے اور ان کی تعداد غالباً بڑھتی جاتی تھی مگر شہریان روما کی تعداد بھی ان نوآبادیوں میں خاصی ہو گئی۔ مگر عہد مابعد کی طرح اس عہد میں جن لوگوں کو حق مدنیت روما کی بلحاظ اس کے ضمنی منافع کے زیادہ خواہش نہ تھی اور تاریخ روما میں کہیں یہ پتا نہیں چلتا کہ لوگوں کو حق رائے دہندگی کا شوق تھا۔ لاطینی مستعمروں کو اراضیات کے بڑے بڑے قطعے دیے جاتے تھے اس لئے غریب رومی بھی اراضیات کے لالچ میں حق مدنیت سے باز آتے اور نوآبادیوں کے لاطینی حقوق پر قانع ہوتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ لاطینی نوآبادیوں کے شہریوں کو یہ حق تھا کہ روما جا کر حق مدنیت حاصل کر لیں بشرطیکہ لاطینی نوآبادی میں بجائے اپنے اپنا کوئی بیٹا چھوڑ جائیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ۴۸۶ ش سے یہ حق محدود ل کر دیا گیا۔ زمانہ مابعد میں جو نوآبادیاں قائم ہوئیں ان کے منشورین میں یہ قیود مذکور ہوں گی اور اگر یہ تغیر دراصل عمل میں آیا تو یہ گویا مزید جبر و تعدی کا پیش خیمہ تھا۔

ل یہ سلسلہ آرمی نم سے شروع ہوا۔ دیکھو سسرو (Pro caecina) ۱۰۲۔ مامسین (تاریخ روما حصہ دوم باب ۷) کی رو سے صحیح ہے گو اس میں بعض لوگوں کو شک ہے۔ فہرست مضامین میں نوآبادیاں دیکھو۔

(۲۲۲) عہد ۳۶۶ سنہ تا ۲۶۵ سنہ ق م کی نو آبادیاں

عہد	شہری نو آبادیاں	لاطینی نو آبادیاں	مواقع	کیفیت
۳۶۶ سنہ تا ۳۳۸ سنہ	این ٹیم		ساحل وولسکی	لاطینی نو آبادی کے سلسلے میں شہری نو آبادی کے طور پر قائم ہوئی ۔
۳۳۱ سنہ تا ۳۰۳ سنہ		۳۳۴ سنہ کالیس	شمالی کیم پے نیا	
	۳۲۹ سنہ انکسور	....	ساحل وولسکی	
		۳۲۸ سنہ فری گیلی ...	علاقہ وولسکی	
		۳۱۴ سنہ لوکیریا	اپے پولیا	
		۳۱۳ سنہ سوئیسا	علاقہ آرونکی	
		۳۱۳ سنہ پان ٹی اے ...	جزائر وولسکی	
		۳۱۳ سنہ سائی کولا ...	کیم پے نیا اور سامینم کی سرحد	
		۳۱۲ سنہ انٹرامنا	علاقہ وولسکی	
		۳۰۳ سنہ سورا	"	
		۳۰۳ سنہ البافیوکینس ..	علاقہ ایکوی	
۳۰۲ سنہ تا ۲۸۲ سنہ		۲۹۹ سنہ نارینا	جنوبی امبریا	
		۲۹۸ سنہ کارسیولی	علاقہ ایکوی	

عہد	شہری نوآبادیاں	لاطینی نوآبادیاں	مواقع	کیفیت
	۲۹۶ ق م منٹرنے ...	....	آرنیکی اور کیمپے نیا کی سرحد کا ساحل	
	،، سنوایسا ...	....		
		۲۹۱ ق م وینوسیا	اے پولیا	
		۲۸۹ ق م پاٹریا	پکینم	
	۲۸۳ ق م سینا گالیکا	....	... اراضی گالی امبریا کا ساحل	
	،، کیاسٹرم نوویم	....	پکینم کا ساحل	
۲۸۰ ق م تا ۲۶۵ ق م		۲۷۳ ق م کوسا[1] ...	اٹروریا کا ساحل	
		،، پیسٹم ..	لوکانیا کا ساحل	
		۲۶۸ ق م آری می نم	اراضی گالی امبریا کا ساحل	
		،، بنی وینٹم ...	سامنیم	
		۲۶۴ ق م فرمم ...	پکینم	
		۲۶۳ ق م الیسرنیا ...	سامنیم	یہ اسی طرز عمل کے سلسلے میں تھا جس پر بنی وینٹم میں عمل کیا گیا اور اسی عہد سے تعلق ہے

---

[1] بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کوسا کی نوآبادی لوکانیا یا کیمپے نیا میں ہوگی۔ مگر ماخذ کا احتیاط سے مقابلہ کرنے کے بعد میں مذکورہ رائے کو صحیح خیال کرتا ہوں کہ یہ وہی کوسا ہے جو ولسنی کے قریب اٹروریا کے ساحل پر تھا۔ رومہ کی فوجیں اس کے کچھ قبل ہی اس حصۂ ملک میں موجود تھیں۔ دیکھو پالی ویسوا R. E. جلد چہارم میں مضمون ’کوسا‘ جس میں یہی رائے ظاہر کی گئی ہے۔

باب ۱۹
اتحاد اور اس کا صدر

(۲۲۳) بظاہر حلیفوں کی حالت کچھ ایسی بُری نہ تھی۔ اندرونی معاملات میں انھیں بہت کچھ آزادی حاصل تھی اور مختلف قوموں اور شہروں میں جنگ کا جو سلسلہ چلا آتا تھا اس کے منقطع ہوجانے سے اہل اطالیہ کو فلاح و بہبود حاصل ہوا ہوگا۔ اب تمام باہمی نزاعوں کا تصفیہ روما سے متعلق ہوگیا تھا۔ روما کے لیے امدادی فوجوں کے بہم پہونچانے سے ان پر اتنا بار نہ پڑتا تھا جتنا کہ اپنی آزادی کو قائم رکھنے کے لئے علحدہ فوجوں کے قیام سے تھا۔ ہر سلطنت سے جو امدادی فوج بھیجی جاتی تھی اس کی انتہائی تعداد معاہدوں اور منشوروں کے ذریعے سے معین تھی اور ایک تحریری معاہدہ (Formula) میں درج رہتی تھی۔ ان معاہدوں کی نقلیں روما میں محفوظ رہتی تھیں اور روما کے حکام فوجوں کے متعلق مطالبات مقامی حکام کے پاس بھیجتے تھے۔ مردم شماری کا کام حلیفوں میں انھیں کے حکام سے متعلق تھا اور اس مردم شماری میں قابل جنگ افراد کی فہرست کا تیار کرنا بھی شامل تھا۔ ہر سلطنت کے قوانین علحدہ تھے گو وہ اپنی مرضی کے مطابق روما کے قوانین کو بھی اختیار کرسکتا تھا۔ ہر ایک کا دستور بھی علحدہ تھا مگر زمانۂ سابق کے اتحاد لاطینی کی طرح تمام اتحاد کے لئے کوئی مشترک دستور نہ تھا۔ مگر روما کا دستور حلیفوں کے لیے ایک نمونہ تھا اور اس کا بہت کچھ اثر تھا۔ اندرونی تنازعات میں امرا کی جماعت قلیل کو نقصان رہتا اگر انھیں معلوم ہوتا کہ روما ان کی امداد کے لئے ہر وقت تیار رہے۔ روما کو بھی اس جماعت سے امداد کی قوی امید رہتی تھی۔

(۲۲۴) لیکن اگر تیسری صدی ق م کے معیار سے روما کا جوا اس کے حلیفوں اور محکوموں کو گراں نہ گزرتا تھا اور اس کی قوت تنظیم سے اہل اطالیہ بیرونی حملوں سے محفوظ و مامون ہوگئے تھے مگر تاہم حکومت غیر حکومت غیر ہے اور محکوم اس سے خوش نہیں رہتے۔ روما کی سیادت کے ابتدائی زمانے میں جبکہ اس نے اپنے محکوموں کے ساتھ فاتحانہ سلوک کرنا شروع نہیں کیا تھا اس وقت محکوموں کے دلوں میں ان کی آزادی کی یاد تازہ ہوگئی۔ اس یاد ایام سے محکوموں میں جو جذبات پیدا ہوتے ہیں وہ فاتح کے لئے خطرناک ہوتے ہیں اس خطرے کو روما کے مدبروں

باب ۱۹

نے ابتدا ہی سے محسوس کر لیا تھا اس لئے اُنھوں نے ان اقوام کے باہمی اتحاد کی بناؤں کو توڑنا شروع کیا جو ہم نسل تھیں۔ اُنھوں نے ہر ایک شہر سے علٰحدہ معاہدہ کیا یا قبیلوں یا قریوں کے چھوٹے سے چھوٹے مجموعوں سے۔ اٹروریا، امبریا، مغربی سابینم جنوب مشرق کے یا پیلی جی اضلاع اور ساحل کے یونانی شہروں میں معاہدے شہروں سے ہوتے۔ اسی طرح وسط اطالیہ کے سابیلی قبائل (مارسی، پلگنی، ماروکی نی، فرین ٹانی، ویسٹی نی) سے علٰحدہ علٰحدہ معاہدے ہوئے۔ یہی سلوک پین ٹری سے ہوا جو اب سامینوں کے نام سے مشہور تھے اور ہرپی نی سے جو ان کے باورا جنوب مشرق میں آباد تھے۔ جنوبی کیم پے نیا کے شہروں کے چھوٹے سے اتحاد اور لوکانیا اور بروٹیا کے اتحاد کا بھی یہی حشر ہوا۔ اس کے علاوہ جو شہر باوجود اپنی انفرادی حیثیت کے بھی خطرناک تھے ان کے درمیان میں لاطینی نوآبادیاں قائم کر دی گئیں لیکن جیسے پین ٹری اور ہرپی نی کے بیچ میں بی نی وین ٹم تھا۔ وسطی اطالیہ میں روما مقبوضات کا ایک سلسلہ تھا جس میں لاطینی نوآبادیاں شمال سے جنوب تک چلی گئی تھیں۔ ان نوآبادیوں سے مقصود یہ تھا کہ اٹروریا اور سامنیم ایک دوسرے سے علٰحدہ رہیں۔ حلیفوں کی اصلی حالت کے متعلق کوئی شبہہ نہ ہو سکتا تھا۔ روما نے بظاہر ان کی دلجمعی تو کی مگر امن و جنگ کے تمام معاملات اسی کے ہاتھ میں تھے۔ ممالک غیر کے ساتھ تجارت یا اتحاد کے معاہدے وہی کرتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سکوں[1] کے جاری کرنے کا حق جو حلیفوں کو تھا وہ ۲۶۸ ق م کے بعد محدود کر دیا گیا۔ گو ایک ہی وقت میں تمام حلیفوں کے ساتھ یہ سلوک نہ ہوا ہو لیکن روما کے محکوموں کی حیثیتوں میں جو فرق تھا اس سے آیندہ چل کر نفع ہونے والا تھا۔ نیم شہریوں کو یہ امید تھی کہ رفتہ رفتہ انھیں پورے حقوق مدنیت مل جائیں گے۔ حلیفوں میں سے

---

[1] روما کے چاندی کے سکوں کے متعلق فقرہ ۲۳، ۷ دیکھو بیلوخ Ital. Bund صفحہ ۲۱۳ میں کہتا ہے کہ ہر ضلع کے سکے اسی ضلع تک محدود کر دیے گئے تھے، اس لئے حلیفوں کو زیادہ سہولت اس سکے کے استعمال سے رہی ہوگی جو ہر جگہ جاری ہوتا کہ میدان جنگ میں اپنے سپاہیوں کو تنخواہ دے سکیں خواہ وہ کہیں ہوں۔

جن کی حالت نہایت ابتر تھی وہ بہتری کی امید کر سکتے تھے مگر جن کی حالت قابل اطمینان تھی اُنھیں اندیشہ تھا کہیں اُن کی مراعات میں فرق نہ آئے۔ حلیفوں کا آپس میں مل کر بغاوت کرنے کا احتمال کم ہوتا جاتا تھا اور محکوموں میں سے ہر ایک اپنی حیثیت پر قانع ہوتا جاتا تھا جو روما کے عظیم الشان نظام میں اس کو حاصل تھی۔ اور مختلف قسم کے معاملات کا تجربہ حاصل کرنے سے روما کی مجلس سینیٹ میں وہ حزم و استقلال پیدا ہو گیا تھا جس نے اسے زمانۂ قدیم کی مجالس میں سب سے مفید اور کارگر بنا دیا تھا۔ اوس زمانہ کے معیار اور ممکنات کی رو سے روما درحقیقت اطالیہ کے تاج کا مستحق تھا

باب ہفتم

روما اور اہل روما

۳۶۶ تا ۲۶۵ ق۔م

(۲۲۵) رفتہ رفتہ وہ زمانہ آنے والا ہے جب کہ قدیم اہل روما جنھوں نے اطالیہ کو فتح کیا اور بحر متوسط کے ممالک میں اپنی ریاست قائم کی یا تو معدوم ہو جائینگے یا منتشر ہو جائیں گے یا رو بہ انحطاط نظر آئیں گے ان میں سے جو باقی رہیں گے بہ لحاظ سیاسی قوت کے کسی شمار میں نہ ہوں گے اور اہل روما کا لقب بے مصرف دو غلوں کی ایک جماعت اور ان کے حریص وزباں کار ممبروں کے ساتھ مخصوص ہو جائیگا۔ ان نااہلوں میں ہرگز یہ صلاحیت نہ تھی کہ اپنے اسلاف کے کارناموں کی یاد کو تازہ رکھ سکتے۔ اس لیے ضروری ہے کہ روما کے عہد زرین میں اس قوم کی جو حالت[1] تھی ہم اس پر ایک مختصر تبصرہ کریں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ ان کے محاسن ان کو محسود عالم بنائے ہوئے تھے اور انھوں نے اطالیہ میں تفوق حاصل کرلیا تھا مگر تمام عالم مغربی ان کے زیر نگیں نہیں ہوا تھا۔

رسوم و خصائل

(۲۲۶) طبقہ پیٹریشین کے گوتوں میں سے اب بھی اکثر باقی تھے اور دولت مند پلیبین لوگوں کے گوت بھی وجود میں آگئے تھے مگر گوتوں کی پہلے کی سی

---

[1] اس باب کے لکھنے سے کتب ذیل سے مجھے بہت مدد ملی ہے۔

مارکوارٹ (Staatsverwaltung, Privatleben)

مڈل ٹن (Ancient Rome)

سیاسی شان و شوکت اب باقی نہ تھی۔ ان کا وجود اب صرف معاشرتی اور مذہبی روایات کی بنا پر تھا اور قانون ملکی کے تحت میں بعض مشترک حقوق کی وجہ سے۔ بعض گوتوں میں خاص خاص رسمیں اب بھی باقی تھیں۔ مثلاً گوت جو سرحد کا رنیلیا میں جلانے کے بجائے مردوں کے دفن کرنے کی رسم سولا کے زمانے تک جاری تھی۔ ایک خاندان کی خواتین[1] سوت کے کپڑے نہ پہنتیں۔ دوسرے خاندان کی عورتیں سونے کے زیور نہ پہنتیں۔ خاندان کی عام حالت یہ تھی کہ باپ موروثی زمین کی کاشت کا انتظام کرتا اور ان خدمات کو انجام دیتا جو سلطنت کی طرف سے عائد ہوتیں۔ ماں گھر کا کاروبار دیکھتی اور خادمہ عورتوں کو کاتنا سکھاتی۔ غلام بھی تھے اور لونڈیاں بھی تھیں اور لڑائیوں کی وجہ سے ان کی تعداد بڑھتی جاتی تھی مگر ابھی تک وہ زمانہ نہ آیا تھا جب کہ غلاموں سے سخت بیرحمی کا سلوک ہونے لگا تھا۔ اور ان کی حالت زمانہ کمال کی مشینوں کی سی ہو گئی تھی جن سے جلب منفعت کے لیے کام لیا جاتا تھا۔ خاندان میں غلام کی حیثیت خادم[2] کی تھی نہ کہ محض ایک شئے مملوکہ کی۔ یا نیز غلام اپنے آقاؤں کے نفع کے لیے مختلف پیشے اختیار کر لیتے مگر یہ طریقہ ابھی زیادہ رائج نہ ہوا تھا۔ زمانہ سابق میں امرا کے ہر ایک گھرانے میں ان کے متوسل ہوا کرتے تھے مگر ان متوسلین کی جگہ آزاد غلاموں نے لے لی تھی کیونکہ غلاموں کو آزاد کرنے کا رواج عام ہو گیا تھا اور ۳۵۷[3] میں ایک قانون کے ذریعے سے تحریر رقبہ پر محصول بھی عائد کیا گیا۔ گھر کا انتظام ابھی تک پرانے طریقے پر تھا اور اس کی دو نمایاں خصوصیتیں تھیں یعنی باپ کا کامل اقتدار اور ماں کا عز و وقار۔ مناکحت کا ایک نیا طریقہ جو پہلے پلی بین[4] طبقے میں رائج تھا اب بالعموم رواج پا گیا تھا۔ اس میں شوہر کو بیوی پر پورا اختیار حاصل نہ ہوتا تھا۔ ہاں شادی کے بعد اگر شوہر چاہتا تو مخصوص قانونی طریقوں سے بیوی پر پورا اختیار حاصل

---

[1] پلینی تاریخ ۱۹، ۸- ۳۳، ۲۱۔

[2] ״ ״ ۳۳، ۲۶، ۷۔

[3] لیوی ۷، ۱۶- ۷۔

[4] دیکھو فقرات ۶۴، ۹۴، ۶۶، ۹۲ ماقبل۔

باب ۲

کرسکتا تھا مگر اس سے یہ نتیجہ نہ اخذ کرنا چاہیے کہ بیویاں شوہروں کے قابو سے نکل گئی تھیں شادی کا پرانا پرتکلف طریقہ **پیٹری شین** خاندانوں میں اب تک قدیم احساسات کی بنا پر جاری تھا اور اس وجہ سے بھی کہ جو اولاد ان شادیوں سے ہوتی تھی وہی چند خاص مذہبی رسوم میں شریک ہوسکتی تھی۔ مناکحت کے اس طریقے کے لئے بعض بڑے پجاریوں اور برادری کے دس گواہوں کے موجود ہونے کی ضرورت تھی۔ ماں باپ کی فرماں برداری بچوں پر فرض تھی۔ تعلیم گھر ہی میں ہوتی مگر محدود، عملی اور لاطائل تھی اور اس کی صورت اس شاگردی کی ہوتی جس کا اہل حرفہ میں رواج ہے یعنی بیٹے باپ کے ساتھ کام کرتے اور بیٹیاں ماں کے ساتھ کوئی غلام لکھنا پڑھنا سکھادیتا مگر بچوں کے خصائل کی تربیت ماں باپ سے متعلق تھی اور اس کی غایت یہ تھی کہ ان میں موروثی رسوم کا احترام پیدا ہو جو اہل روما کے اخلاق کا سنگ بنیاد تھا۔ اس طرح رومیوں میں ایثار اور حب وطن کا وہ مادہ پیدا ہوا جو اس عہد زرین میں ان کا مایۂ ناز تھا۔ مگر اس عظمت کے ساتھ ساتھ ان میں تقشف اور ہٹ دھرمی کے عیوب تھے جس کی وجہ سے وہ زمانے کی ضروریات کے لحاظ سے اپنے نظام سیاسی و تمدنی میں ضروری تغیرات نہ کرسکے اس کا مصیبت انگیز نتیجہ زمانہ مابعد میں جا کر ظاہر ہوا۔

مکان، غذا

(۲۲۷) اس عہد میں روما میں بھی مکانات نہایت سادہ وضع کے ہوتے تھے پھونس کی چھتیں کم از کم شہروں میں تو اب باقی نہ تھیں مگر **پرس** کی جنگ کے زمانے تک لکڑی کی چھتوں کا رواج تھا[1]۔ مکان صرف ایک منزل[2] کے ہوتے۔ معمولی مکانوں میں عموماً ایک بڑا کمرہ یا ہال (Atrium) ہوتا جس میں سونے کے چھوٹے کمروں اور دفتروں کے دروازے ہوتے۔ ہال میں خاندانی دیوتاؤں کی مورتیں ہوتیں اور آتشدان ہوتا جس میں متبرک آگ رکھی جاتی اور بڑے گھرانوں میں مشہور مورثین کی

---

[1] پلینی تاریخ ۱۶، ۳۶۔

[2] روایات میں ایسے مکانوں کا بہت کم ذکر ہے جن میں بالاخانے تھے۔ لیوی (۲۱، ۶۲، ۳) نے مویشیوں کے بازار کی نشیبی زمین میں ایک تیسری منزل کا ذکر کیا ہے (۲۱۸ ق-م) اونچے مکانات شہر کے نشیبی حصوں میں غالباً پہلے بنے تھے۔

ہوئی مورتیں بھی دروازے کے قریب الماریوں میں رکھی جاتیں۔ یونان کی اکثر سلطنتوں کی طرح روما میں یہ رواج نہ تھا کہ عورتوں کے لئے گھر کا کوئی حصہ مخصوص کردیا جائے۔ کیونکہ روما کی سہاگنیں آزادی کے ساتھ گھر کے حصے میں اپنے کام کاج کرنے کے لئے چلتی پھرتی تھیں اور ان کی حیثیت نمائشی کھلونوں کی نہ تھی۔ بڑے گھرانوں میں روپیوں کا ایک صندوق[۵۱] بھی ہوتا اور خاندانی کاغذات حفاظت سے رکھے جاتے۔ اگر خاندان کا کوئی فرد کسی خدمت پر فائز ہوتا تو سرکاری کاغذات اسکے پاس ہوتے وہ بھی خاندانی کاغذات میں شامل کر لئے جاتے۔ حساب کی بہیاں بھی ہوتیں کیونکہ اپنے خاندان کے حسابات کو مرتب رکھنا ہر باپ کا فرض تھا۔ اپنے علاقوں کا مناسب انتظام کرنا اور ان میں اضافہ کرنا اس کا مایۂ ناز تھا۔ اگر کوئی شخص بدانتظامی کا مرتکب ہوتا یا اس کی املاک میں کمی ہوتی تو اسے سخت ذلت کا سامنا تھا۔ غذا میں تکلف نہ تھا اور کھانے کا ایک ہی وقت تھا۔ اناجوں میں سے گیہوں کا رواج زیادہ تھا۔ فار[۵۲] کا استعمال بہت کم ہو گیا تھا۔ مویشیوں کو اوٹش (جئی) کھلائے جاتے تھے جو کا بھی رواج تھا مگر غذاؤں میں بدترین خیال کیا جاتا تھا۔ سپاہیوں کو سزا کے طور پر جو کھلایا جاتا تھا۔ اناجوں کو کھرل میں کوٹ کر ان کا ستو بنا لیا جاتا اور پھر اس میں پانی ملا کر کھانے کے لئے پتلا کر لیا جاتا۔ یہ طریقہ زمانۂ قدیم سے رائج تھا اور دیہات کے لوگ اب بھی اس پر عمل کرتے تھے۔ اناج کو پیسکر روٹی پکانے کا رواج ہو گیا تھا مگر سابق کا طریقہ کبھی متروک نہیں ہوا۔ ترکاریاں کثرت سے استعمال میں آتی تھیں مختلف قسم کی پھلیاں مسور، مٹر، لہسن، پیاز، کرم کلا، کدو، کاہو (سلاد)، سوارائی،

---

[۵۱] اطالیہ اور خصوصاً یونانی شہروں کی فتح سے روما میں چاندی کے سکوں کا ۲۶۹ ق م سے رواج ہو گیا تھا۔ دس آسوں کا ایک دینار ہوتا جو ایٹک درہم کے مساوی تھا۔ یہ سکہ بحر متوسط کے ممالک میں بالعموم رائج تھا اور روما میں بھی غالباً اس کا چلن ہو گا۔ اس کے قبل چاندی کا استعمال تول کے حساب سے تھا۔ سکوں میں زمانہ مابعد میں جو تغیرات ہوئے اس کے لئے دیکھو فقرات ۲۴۹، ۴۰۳۔

[۵۲] ایک قسم کا گیہوں جس کا آٹا نہایت باریک ہوتا تھا۔

باب ۱۲

وغیرہ مل سکتی تھیں۔ پھلوں میں انجیر اور انگور تھے۔ اور زیتون کی کاشت بھی اطالیہ میں ہونے لگی تھی مگر باغبانی کو ترقی زمانۂ مابعد میں ہوئی جب کہ ممالک غیر کے پھلوں اور ترکاریوں کی کاشت کثرت سے ہونے لگی۔ اطالیہ کی شرابوں کو بھی ابھی تک شہرت حاصل نہیں ہوئی تھی۔ جنگلی سور کا شکار گوشت کے لئے ہوتا تھا۔ خنازیر اور قازوں کی پرداخت ہوتی تھی لیکن سور کا گوشت تازہ نہ کھایا جاتا بلکہ نمک لگا کر سکھایا جاتا اور تہواروں میں کام آتا۔ یہ سکھایا ہوا گوشت لوگ بہت شوق سے کھاتے مچھلی کے کھانے کا زیادہ رواج نہ تھا۔ بکریوں اور بھیڑوں کی قدر دودھ اور اون کے لئے تھی اور بیلوں اور گدھوں کی باربرداری کے لئے بیل کو کھانے کے لئے ذبح کرنا مذموم خیال کیا جاتا تھا کھانے میں دودھ کا استعمال زیادہ ہوتا۔ شکر کی جگہ شہد سے کام لیا جاتا۔ نمک تیار کرنے کے لئے سمندر کا پانی ساحل پر کیاریوں میں جمع کیا جاتا اور خشک کیا جاتا۔ ٹائبر کے دہانے کے قریب کی نمک کی کیاریاں روما کے قدیم ترین مقبوضات میں تھیں امور مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے کہ ضروریات زندگی کی تمام چیزیں مہیّا مگر سامانِ عیش کی کمی تھی عورتوں کے لئے شراب پینا ممنوع تھا۔

لباس، رسوم تجہیز و تکفین

(۲۲۸) زندگی کی سادگی لباس سے بھی ظاہر ہوتی تھی جو زیادہ تر اون کا بنا ہوتا۔ دیہاتی چمڑوں سے بھی کام لیتے تھے سوتی کپڑوں کا بھی کچھ رواج تھا مگر روما کے مقبوضات سے زیادہ سامنیم میں سوتی کپڑوں سے کاغذ کا بھی کام لیا جاتا۔ بننے اور کاتنے میں کافی ترقی ہو چکی تھی اور کچھ کپڑوں کے رنگنے میں۔ کیونکہ نوجوانوں اور سرکاری حکام کے کپڑوں میں قرمزی رنگ کی مغزیاں ہوتی تھیں جوتے چمڑے کے ہوتے مگر عمر حیثیت وغیرہ کے لحاظ سے مختلف قسم کے ہوتے تھے نیچے کا کپڑا ایک قسم کا اونی کرتا (Tunica) ہوتا جو مختلف زمانوں میں مختلف ناموں سے مشہور تھا اور مختلف وضع کا ہوتا۔ اوپر کا کپڑا ایک لمبی سی عبا (Toga) تھی جو ابتدا میں مرد اور عورت پہنتے تھے مگر عورتیں اب ایک لمبا فراک (Stola) پہننے لگی تھیں۔ موسم اور سہولت کے لحاظ سے دوسرے کپڑے بھی پہنے جاتے تھے۔ مزدور لوگ عبا بالکل نہ پہنتے تھے اور دوسرے لوگ کام کے وقت اسے اتار دیا کرتے تھے جنگ میں عبا ایک خاص طریقے سے لپیٹ لی جاتی اور کچھ روز بجائے اس کے

ایک وردی[لہ] بنا دی گئی جو سپاہیوں کے لئے زیادہ موزوں تھی۔ لیکن روما کے شہری جب گھروں سے باہر نکلتے تو عبا ضرور پہنتے اور یہ طریقہ ہمیشہ قائم رہا۔ روما کے اطالوی حلیف جن پر روما کی فوج میں شرکت لازمی تھی (Togati) یعنی عبا پوش کہے جاتے تھے۔ قیمتی زیوروں کا زیادہ رواج نہ تھا۔ مردوں کی انگوٹھیاں لوہے کی ہوتیں البتہ جب کہ وہ کسی سلطنت کے عہدے[ٹہ] پر فائز ہوتے یا سفارت کا کام انجام دیتے تو سونے کی انگوٹھی پہن سکتے تھے۔ لیکن میدان جنگ میں نمایاں بہادری کے صلے میں بعض لوگوں کو سونے کے تاجوں کے دیئے جانے کا بھی ذکر آیا ہے۔ عورتیں سونے کے زیور پہنتی تھیں اور اس دھات کا استعمال بڑھتا جاتا تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ سامنیوں اور سابنوں سے سونا بطور مال غنیمت حاصل ہوا تھا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ علاوہ زیوروں کے غیر متمدن قوموں کے لئے مال جمع کرنے کا بھی یہ ایک ذریعہ تھا۔ گالیوں میں سونے کے گلوبند پہننے کا رواج تھا جس کا ذکر آئے گا۔ سر کے بال عموماً لمبے ہوتے اور لوگ ڈاڑھیاں رکھتے تھے لیکن استرے کا رواج بھی عرصے سے تھا اور زمانہ مابعد میں عام رواج ہو گیا تھا قینچیوں کا رواج سنہ ۳۰۰ ق۔م کے قریب ہوا اور غالباً سسلی سے آئی تھیں۔

تجہیز و تکفین کے رسوم میں تکلفات کو روکنے کے لئے دوازدہ الواح میں بھی ایک قانون تھا۔ لیکن اعلیٰ خاندانوں میں یہ رسوم بڑے پیمانے پر ہوتیں متوفی کے مشہور ورثہ کا شریک ہونا ان رسوم کی ایک نمایاں خصوصیت تھی۔ ان وارثوں کے چہروں کی نقلیں اتاری جاتیں اور چند لوگ ان نقلی چہروں کو اپنے سروں پر لگا کر اور متوفیوں کا لباس پہن کر جلوس کے ساتھ فورم کے چبوترے پہ جاتے جہاں خاندان کا ایک فرد متوفی کے محاسن پر تقریر کرتا۔ یہ رسوم صرف

[لہ] (Sagum) وارو (۷۷) لکھتا ہے کہ یہ نام گالی ہے لیوی (۷، ۳۴، ۱۵)۔ (Sagulum gregale) کا ذکر کرتا ہے اور ۱۰، ۳۰، ۱۰ میں (Saga) کا۔

[ٹہ] پلینی تاریخ ۳۳، ۴۹۔

باب ۲

اونچے گھرانوں میں ہوتے غریب ایسے تکلفات کے متحمل نہ ہوسکتے تھے۔ مگر روما میں مساوات نہ تھی اور تمدنی معاملات میں ان بڑے گھرانوں کی رسوم گویا تمام روما کی رسوم تھیں۔ دیہات میں بھی یہ تکلفات نہ ہوتے ہوں گے۔ مگر شہری خواہ وہ کہیں آباد ہو روما کا شہری تھا۔ روما قوم کا مرکز تھا اور اس کا رواج تمام قوم کا رواج تھا۔

زراعت سادگی

(۲۳۹) زراعت کو اہل روما کا اہم ترین ذریعۂ معاش قرار دے سکتے ہیں اور اس عہد میں اس کی حالت قابل اطمینان تھی۔ زمانۂ سابق کی طرح اس عہد میں قحط یا قرضہ یا دیگر مصائب سے عامۂ قوم پریشان نہ تھی۔ قانونی ذرائع سے شرح سود کے کم کرنے کی کوشش کی گئی تھی ۳۵۷ ق م میں شرح سود ۱۰ فی صدی قرار دی گئی۔ ۳۴۷ ق م میں ۵ فی صدی کردی گئی اور ۳۴۲ ق م میں سود بالکل اڑا دیا گیا۔ قرضخواہ کو اختیار تھا کہ قرضدار کو قید کرا دے مگر ۳۲۶ ق م یا ۳۱۳ ق م میں یہ اختیار محدود[۵] کردیا لیکن تفصیلی واقعات کا ہمیں علم نہیں۔ مگر اس قسم کے قوانین بے سود تھے گو اس سے ظاہر ہے کہ سرمایہ کی کمی نہ تھی سود کی شرح گرتی جاتی تھی اور غریب شہریوں کو معلوم تھا کہ اپنی حالت کو بہتر کرنے کے لئے ان کے پاس کافی مواقع ہیں۔ قوانین لیکی نی سے بھی کسانوں کی حالت کچھ بہتر ہوئی ہوگی مگر زیادہ نہیں۔ مگر ان کی حالت کی بہتری کی اصل وجہ یہ تھی کہ فتوحات سے روما کے مقبوضات میں اضافہ ہو رہا تھا اور وقتاً فوقتاً افراد قوم کو اراضیات ملتی جاتی تھیں۔ لاطینی نوآبادیوں کے لئے اراضی کے بڑے بڑے قطعات مخصوص کر دیے گئے اور اس میں شہریان روما آباد ہوئے اس تقسیم کے بعد بھی اراضی کا رقبۂ کثیر بچ گیا یہ سلطنت کے علاقوں میں شامل کر لیا گیا جس سے دولت مند لوگ زیادہ تر مستفید ہوئے اس طور پر اکثر ملی بھت جو شور و شغب کرتے رہتے تھے روما سے دور کر دیے گئے اور امرا کو اپنے اقتدارات سے نفع اٹھانے کا موقع مل گیا۔ یہ طرز عمل ہمیشہ کارگر نہ ہو سکتا تھا مگر بحالت موجودہ اس میں سہولت تھی اور مزارعین کی حالت فی الجملہ اچھی تھی۔ اراضیات کے قطعات بڑے بڑے نہ تھے۔ اس زمانہ کے رومیوں کی حالت کسانوں کی تھی جو اپنے بیٹوں اور غلاموں کی مدد سے کاشت

---

[۵] لیوی ۸، ۲۰، وی سین بورن۔

باب ۳

کرتے تھے اور ان کی یہ محنت معزز خیال کی جاتی تھی اس زمانے کے متعدد قصے موجود ہیں مثلاً سائینم کے سفیر جب زریں تحفے لیکر مینیس کیوریس کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ خود اپنا ساگ پات کا کھانا پکا رہا تھا اور اس نے تحفے لینے سے انکار کر دیا۔ فابریسیس کی شہرت سے ظاہر ہے کہ قوم کفایت شعاری پسند کرتی تھی۔ پرہس نے اسے بہت کچھ سبز باغ دکھایا مگر اپنے اصول سے وہ منحرف نہ ہوا۔ ایک مشہور روایت ہے کہ اس نے سینیٹ کی فہرست سے ایک سابق کانسل کو محض اس بنا پر خارج کر دیا کہ اسکے پاس چاندی کے برتن وزنی پانچ سیر ہیں۔ زمانہ مابعد کے اشخاص نے ان قصوں میں بہت کچھ رنگ آمیزی اس وجہ سے کی ہے کہ اپنے زمانے کے عیش پرست لوگوں کو اپنے بزرگوں کی سادہ روش یاد دلا کر غیرت دلائیں مگر ان کی یہ ستائش بے جا نہیں معلوم ہوتی روما کی خوش قسمتی تھی کہ اس کے سپاہی فتح حاصل کر کے پھر پھاوڑا، کدال اٹھا لیتے اور جب سلطنت خطرے میں ہوتی تو تلوار اور نیزے سنبھال کر اس کے لئے سینہ سپر ہو جاتے۔ جمہوریہ کے پاس سپاہی ہوں یا نہ ہوں مگر آدمیوں کی کمی نہ تھی۔

شہر

(۲۳۰) **روما** اور دوسرے مقامات میں بہت سے پیشے رائج تھے مگر چھوٹے پیمانے پر تھے۔ مثلاً موچی، دباغ، لہار، بڑھئی، کمہار وغیرہ ہر جگہ تھے سناروں کا ابھی وجود نہ تھا روٹی پکانے اور کپڑوں کے بننے کا کام گھر میں ہوتا تھا، باجہ نوازوں اور قصابوں کی ضرورت دیوتاؤں کے پوجا کے لئے ہوتی تھی۔ دکانیں لکڑی کی ہوتی تھیں جو بوقت ضرورت سڑکوں پر لگائی جاتیں اور پھر اٹھائی جاتیں۔ زراعت کی طرح ان پیشوں کی کوئی وقعت نہ تھی کیونکہ یہ خیال تھا کہ بیٹھے بیٹھے کام کرنے سے آدمی جنگ کی صعوبتوں اور مشقتوں کو برداشت نہیں کر سکتا۔ قوم کی حفاظت کے لئے جنگ میں شریک ہونا ہر شخص کا فرض اولین تھا۔ جب کوئی شدید ضرورت ہوتی مثلاً (۳۲۹ء میں) تو صناعوں اور اہل حرفہ[1] سے فوجی خدمت لی جاتی اور اس صورت میں سلطنت ان کے ساز اسلحہ کی کفیل ہوتی جو چیزیں یہ لوگ بناتے تھے اندرون ملک میں استعمال میں آتی تھیں اور معمولی قسم کی تھیں۔ ان سے بہتر چیزیں بیرونجات سے آتی تھیں۔

---

[1] لیوی ۸، ۲۰۔

فینیقی، **اٹرسکی** اور یونانی سوداگر اپنا تجارتی سامان **اوسٹیا** میں لاتے تھے اور غالباً ٹائبر پر خاصی تجارت ہوگی۔ اس تجارت کے تفصیلی حالات کا افسوس ہے کہ ہمیں علم نہیں کیونکہ شہر روما کی ترقی پر اس کا بہت کچھ اثر ہوگا۔ روما کے کچھ جہاز اور جہاز راں ضرور تھے مگر انکی تعداد قلیل ہوگی۔ جنگ کی طرح ایام امن میں بھی روما کی پیش قدمی کا رخ اطالیہ کے وسط کی طرف تھا اس زمانے میں گو اکثر شہری جنگوں میں کام آئے اور اکثر جدید مفتوحہ علاقوں میں آباد ہو رہے تھے مگر باوجود اس کے شہر روبہ ترقی تھا۔ آبادی اب بھی کثیر تھی اور لوگ قصبات اور دیہات سے جوق جوق چلے آتے تھے۔ بارسوخ شہری مثلاً **سینیٹ** کے اراکین روما میں اور وہاں مکان بنانے پر مجبور تھے تاکہ فرائض متعلقہ سلطنت ادا کر سکیں۔ ان کے ساتھ غلام اور آزاد غلام بھی ہوتے جن کا ذکر اس عہد میں اکثر آتا ہے شہر میں زیادہ تر تنگ گلیاں تھیں اور ان میں پست مکان تھے جو کچی اینٹوں (Latres) کے بنے ہوتے۔ اسی وجہ سے جب ٹائبر میں طغیانی آتی تو اکثر گر جاتے تھے۔ آگ بھی اکثر لگتی تھی **فورم** میں ایک چبوترہ[1] دوبارہ تعمیر کیا گیا جس پر کھڑے[2] ہو کر حکام یا ان کی اجازت سے دوسرے اشخاص قوم کو مخاطب کرتے اس کے قریب ایک مقام ممالک غیر کے سفیروں کی نشست کے لئے بنا دیا گیا تھا۔ مختلف عمارات عامہ کا گنانا ہمارے موضوع سے باہر ہے۔ مگر غیر مذہبی عمارات کی تعداد زیادہ نہ ہوگی۔ مندر تو پہلے ہی سے بہت سے تھے۔ ان میں سے بعض تو قدیم تھے اور بعض اس عہد میں منتوں کے پورے ہونے پر بنائے گئے تھے جب کہ سلطنت کسی خطرے میں پڑ گئی تھی۔ چھوٹے مندر اور شوالے بہت سے تھے اور ان میں سے بعض نہایت قدیم تھے۔ مذہبی عمارتوں میں سب سے بڑا جوپیٹر کا مندر تھا جو **کیپی ٹول** کے پہاڑ پر واقع تھا۔ اس دیوتا کے اور بھی مندر تھے جہاں اسکی

---

[1] اس کو (Rostra) کہتے تھے جو ان جہازوں کے اگلے حصوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔ جو اینٹیم میں چھین لئے گئے تھے لیوی ۸، ۱۴، ۱۲۔

[2] (Graecostasis) دیکھو وارو (L. L. ۵، ۱۵۵) اور جسٹین (۴۳، ۵، ۱۰) یہ نام ذومعنی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مسالیہ کے یونانیوں کے ساتھ یہ اعزاز سب سے پہلے برتا گیا۔

باب ۲۰

مختلف صفات کا اظہار کیا گیا تھا مگر یہاں اس کی حیثیت سلطنت روما کے صدر یا محافظ کی تھی۔ جو نو اور منروا دیویوں کی مورتیں بھی اس مندر میں تھیں عامۂ قوم کی فلاح و بہبود کے لئے بھی بعض تعمیرات تھیں۔ بڑی بڑی سڑکوں پر پتھر بچھا دیئے گئے تھے اور نالیاں بنا دی گئی تھیں جن سے شہر کی غلاظت بہ جاتی تھی یا کم از کم طغیانی کا پانی نکل سکتا تھا۔ نہروں کے ذریعہ سے صاف پانی شہر میں آنے لگا تھا۔ شہر کے ارد گرد ایک بڑی فصیل تھی جو شاہ سرویس ٹلیس سے منسوب ہے اور ندی کے پار جانی کلم پہاڑ پر ایک قلعہ تھا جس سے دشمن کے ورود کا علم ہو سکتا تھا اور آس پاس کے مقامات بھی قابو میں تھے۔ اس قلعے اور ٹائبر کے مشہور لکڑی کے پل کے درمیان ایک فصیل والڑک بنی ہوئی تھی۔

تعمیر کا
سامان

(۲۳۱) اس مختصر خاکے سے ظاہر ہے کہ روما اس زمانے میں کوئی عظیم الشان شہر نہ تھا اور نہ اس کے لئے کوئی کوشش کی گئی تھی۔ پتھر کی بڑی بڑی سلیں پہاڑوں کے مستحکم کرنے اور سرویس کی فصیل کی تعمیر میں استعمال کی گئی تھیں۔ عمارات عامہ کے چبوتروں اور ان کی دیواروں کی تعمیر میں بھی پتھر سے کام لیا گیا تھا مگر یہ پتھر جو استعمال میں آتا تھا ایک بھدی قسم کا پتھر تھا جو ریت اور کوہ آتش فشاں کی راکھ سے بنا ہوا تھا اور مختلف قسموں کا ہوتا تھا روما کا توفا (پتھر) بارش سے جلد خراب ہوتا تھا اس لئے اس پر پلاستر لگایا جاتا تھا البا اور گابی ای میں ایک پتھر (Peperino) ہوتا تھا مگر یہ دونوں مقامات کئی میل پر واقع تھے ان پتھروں کے تراشنے میں دقت نہ تھی مگر اعلیٰ قسم کی عمارتیں ان سے نہ بن سکتی تھیں۔ یونانی اثرات کی وجہ سے سخت تر پتھروں کا رواج ہونے والا تھا یا ہو چکا تھا۔

کانکریٹ سے زمانہ مابعد میں تعمیر میں بالعموم کام لیا جاتا تھا اور اس کا

سنہ ۳۱۲ق م میں اے پیا نہر نکالی گئی اور ۲۷۲ق م میں کیوریو نے پرہس کی جنگ کے مال غنیمت سے انیو نہر کی تعمیر کا آغاز کیا مگر دس سال کے بعد جا کر تعمیر ختم ہوئی۔ دیکھو فرونٹینس (De aquirs) ؎ سیراکیوز اور ساموس کی طرح یہ نہریں بھی شہر پہنچنے تک زمین کے نیچے نیچے آتی تھیں دیکھو تھوسی دیدوس ۶، ۱۰۰ اسپیروڈلس ۳، ۶۰۔
؎۵ اسی لئے اس کو (Saxum quadratum) مربع پتھر کہتے تھے۔

باب ۲

استعمال اس زمانے میں شروع ہو گیا ہو گا لیکن اس کا عام رواج اس وقت ہوا ہو گا جب کہ پختہ اینٹیں یا سخت پتھر یا سنگ مرمر دستیاب ہونے لگے ہوں گے جو دیواروں کے بیرونی حصوں میں لگائے جاتے تھے۔ روما کے پتھروں کے جوڑنے کا مسالہ مشہور تھا مگر زمانۂ قدیم کی عمارتوں میں اس کا استعمال بہت کم تھا۔ لکڑی ایک مقام سے دوسرے مقام پر آسانی سے پہنچ سکتی تھی اس لیے اس کا استعمال زیادہ تھا۔ عمارتوں کے ستون ٹسکن نمونہ پر ایک دوسرے سے دور ہوتے تھے اس لئے ستون کے اوپر کی بڑی شہتیر بھی لکڑی کی ہوتی تھی کیونکہ پتھر کی شہتیر اتنے چوڑے محراب کے وزن کو سنبھال نہ سکتی تھی مندر اٹروریا کے صناعوں کے بنائے ہوئے تھے اور انھیں نے مندروں کے اندر اور باہر مجسمے اور آرائش کی چیزیں ٹیراکوٹا (سخت مٹی) کی بنائی تھیں۔ شوارع عام میں مجسمے رکھے جاتے تھے۔ ایک مجسمہ قابل ذکر ہے جس میں مادہ گرگ، رومولس اور ریمس کو دودھ پلاتی ہوئی دکھائی گئی تھی۔ کانسی کا ڈھالنا بھی اٹروریا کے صناعوں نے روما میں جاری کیا کیپی ٹول کے عجائب خانے میں ایک کانسی کا بھیڑیا ہے جو بہت قدیم خیال کیا جاتا ہے۔ آرائش کے لئے مصوری سے بھی کام لیا جاتا تھا فے بیس خاندان کے ایک فرد نے سالوس کے مندر کی دیواروں پر تصویریں (فریسکو) بنائی تھیں (سنہ ۳۰۳-۳۰۴) اس شخص کا نام پکٹور (مصور) پڑ گیا اور رفتہ رفتہ تمام خاندان اسی نام سے مشہور ہوا۔ اسی خاندان سے روما کا پہلا مورخ (فے بیس پکٹور) پیدا ہوا۔ تعمیر کے سامان کی بحث ختم کرنے کے قبل کمان کے استعمال کے متعلق کچھ کہنا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ روما کے لوگ ایک عرصے سے کمان کے بنانے سے واقف تھے اور بنا سکتے تھے مگر یہ ثابت ہو گیا ہے کہ کمان روما کے فن تعمیر کے اصل اصول میں سے نہ تھی کیونکہ جس وقت کمانوں کے بنانے کا عام رواج ہو گیا کانکریٹ کا استعمال کثرت سے ہو گیا تھا اور کمان نما تعمیریں دراصل ایک ہی ٹکڑے کی ہوتی تھیں۔

صحت

(۲۳۲) زمانۂ قدیم کی قومیں حفظ صحت کے معاملات میں بالکل بے بس تھیں اور اس کی جھلک روما کی تاریخ میں بھی کہیں کہیں نظر آتی ہے۔ چھتوں کا ڈھال اندرون مکان کی طرف ہوتا تھا اور بارش کا پانی ایک حوض میں ٹپکتا تھا۔ اس

باب ۲

حوض میں جو مکان کے اندر ہوتا مچھر پیدا ہوتے جن کی وجہ سے ملیریا بخار پھیلتا ہے[1] وبائی امراض کا حملہ اکثر ہوتا تھا اور سالہا سال تک ان کا سلسلہ جاری رہتا جس میں ہر طبقے کے افراد ضائع ہوتے۔ دیہات میں بھی امراض کی کمی نہ تھی فن طب کو اس وقت تک فروغ نہ ہوا تھا اس لئے دیوتاؤں کو منانے اور عوام کی تشویش کو رفع کرنے کے لئے مذہبی رسوم ادا کی جائیں۔ لیکن غذا کی سادگی، اندرون شہر میں مردوں کے دفن کرنے کی ممانعت اور صاف پانی کے دستیاب ہونے سے حفظ صحت کا کچھ انتظام ہوگیا تھا سنہ ۳۳۱ ق م میں موتوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اور ایک لونڈی نے یہ مخبری کی کہ روما کی خواتین نے آپس میں سازش کرلی ہے اور اپنے شوہروں کو زہر دے رہی ہیں۔ اتفاق سے اس زمانے میں کئی معزز اشخاص یکے بعد دیگرے فوت ہوئے اور ان کی موت کے آثار یکساں تھے۔ لوگوں کی حالت سراسیمگی کی تھی اسلئے انھوں نے مخبری پر یقین کرلیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ بیس عورتوں کے پاس زہر نکلا اور انھوں نے خودکشی کرلی۔ ان کے علاوہ ۱۷۰ عورتیں گرفتار ہوئیں جنھیں سزا ہوئی اور غالباً قتل کردی گئی ہوں گی۔ مگر ممکن ہے کہ یہ الزام محض بے بنیاد ہو کیونکہ جب تک کہ علوم جدیدہ کے ذریعے سے زہر کے معلوم کرنے کے ذرائع مہیا نہ ہوگئے تھے زہر خورانی کے الزام کو لوگ بہ آسانی یقین کرلیا کرتے تھے۔ غیر معمولی واقعات سے بھی اہل روما کو ہر وقت اندیشہ لگا رہتا تھا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ ان کی وجہ سے مصیبتیں آتی ہیں۔ ان غیر معمولی واقعات کی اصلیت کو سمجھنا اور ان کے دفیعے کے لئے مناسب تدبیریں اختیار کرنا نہایت ضروری خیال کیا جاتا تھا۔ بجلی کا گرنا، زلزلہ کا آنا، دودھ، خون یا پتھروں کی بارش (واقعی یا خیالی) بیل کی آواز میں انسانی آواز کے شامل ہونے کا وہم، ناقص العضوی بچوں کی پیدائش، ان سب واقعات کے لئے ضروری تھا کہ فوری دفیعہ ہو۔ اس قسم کے واقعات کے متعلق جو کارروائیاں ہوتی تھیں ان کے قواعد کا پجاریوں کے تحت میں ایک خاصہ مجموعہ تیار ہوگیا تھا۔ مگر یہ پجاریوں کا علم سینہ تھا جس کی وجہ سے قوم پر ان کا خاص اثر تھا۔ روما کی معاشرت میں تہواروں کی ایک

---

[1] مسٹر ڈبلیو ایچ ایس جونس نے ایک چھوٹی سی کتاب "ملیریا" لکھی ہے جس سے اس طرف توجہ ہوئی ہے۔

خاص حیثیت تھی یسال میں تہوار کئی ہوتے تھے اس لئے جنتری کی ترتیب ایک نہایت اہم کام تھا۔ تہواروں اور نحس ایام کو خارج کرنے کے بعد جتنے دن بچتے تھے ان میں قانونی کارروائیاں ہو سکتی تھیں مگر مجالس کے اجلاس سب باقی ماندہ ایام[1] میں ہو سکتے تھے۔ کام کے دنوں کا علم صرف پجاریوں کو تھا جس سے انھیں خاص رسوخ حاصل تھا۔ قانونی روایات کے حامل بھی وہی تھے اور اپنے روزنامچوں (Annales) میں معاملات سلطنت کا اندراج بھی پہلے انھیں نے شروع کیا۔ قوانین کے تحت عرضی دعویٰ یا جواب دعویٰ کی ترتیب کے جو ضوابط تھے ان سے بھی وہی پوری طور سے واقف تھے۔ ان کاغذات کی ترتیب کے لیے حد درجہ کی صحت کی ضرورت تھی کیونکہ ذراسی قانونی چوک میں فریق اپنا مقدمہ ہار جاتا۔ مگر یہ دھاندلی کب تک چلتی۔ طبقہ پیٹری شین کے نڈر مصلح اپیس کلاڈیس کے اشارے سے اس کے ایک متوسل نے ویس فلے ویس نے شہریوں کا ایک دستور العمل مرتب کیا[2] جس میں سال کی وہ تاریخیں دکھائی گئی تھیں جن میں سلطنت کے کام ہو سکتے تھے اور عدالتوں میں جو کاغذات پیش ہوتے تھے اُن کے مسودے بھی شامل کر دیے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ معلومات اس نے عدالتوں میں حاضری دیکر اور پجاریوں سے پوچھ پوچھ کر سالہا سال میں حاصل کی تھیں۔ قانونی معاملات میں پجاریوں کا دخل باقی رہا مگر نے ویس فلے ویس کی اس جرأت سے غیر پجاری مقننوں کی ایک جماعت پیدا ہو گئی۔ یہ شخص ایک آزاد غلام کا بیٹا تھا۔

سیاسی زندگی

(۲۴۳) واضح رہے کہ روما کی سیاسی زندگی زیر سما گزرتی تھی۔ مذہبی تہواروں کے جلوس جلوس ہائے فتح، سرکس کے کھیل سب زیر سما ہوتے تھے۔ شہریوں کی مجلسوں کے باضابطہ اجلاس جن میں کہ وہ رائے دیتے تھے اور معمولی جلسے جن میں وہ تقریریں سنتے تھے، یہ سب بھی زیر سما ہوتے تھے۔ حکام بھی اپنے فرائض کھلے ہوئے مقامات میں انجام دیتے تھے اور عدالتوں کے لئے ابھی مکانات کی تعمیر

---

[1] یہ دن (Dies comitiales) کہے جاتے تھے۔

[2] دیکھو لیوی ۹، ۴۶ جہاں ڈی سین بیرن نے دوسرے حوالے بھی دئے ہیں۔

باب ۲

شروع نہیں ہوئی تھی سیاسی زندگی کا مرکز فورم تھا اور خصوصاً وہ کھلا ہوا میدان جو کمیٹیم کے نام سے مشہور تھا اس مقام کے مقابل میں کیوریا یا سینیٹ کا مکان تھا۔ صرف اسی مجلس کے اجلاس زیر سمانہ ہوتے تھے لیکن اس کے اجلاس شہر کی حدود میں کسی عمارت میں ہو سکتے تھے بشرطیکہ شگون لیکر وہ پاک کردی گئی ہو۔ لیکن دوران کارروائی میں مکان کے دروازے کھلے رہتے، البتہ اگر کسی شدید ضرورت کی وجہ سے مباحث کو راز میں رکھنے کی ضرورت ہوتی تو دروازے بند کر لئے جاتے۔ ملک کی گرمی کی وجہ سے کام علی الصباح شروع ہوتا مگر زمانۂ مابعد کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے کے رومی سلطنت کے فرائض انجام دینے میں گرمی یا گرد کی پروانہ کرتے تھے۔ تعجب معلوم ہوتا ہے کہ سڑکوں پر جو شور و شغب رہتا ہے اس کے باوجود عدالتوں کا کام کھلے ہوئے مقامات میں کس طرح ہوتا تھا لیکن یہ بھی واضح رہے کہ شہر کے اندر یا تو گاڑیاں نہ تھیں یا اُن کے چلانے کی ممانعت تھی۔ عورتیں اور مریض اور پیرانہ سال لوگ پالکیوں میں باہر نکلتے جن کے اُٹھانے والے غلام ننگے پاؤں چلتے تھے جس سے کوئی شور نہ ہوتا۔ سامان کے حمل ونقل کے لئے گاڑیاں البتہ تھیں مگر ایڈیل یہ انتظام ضرور رکھتے ہوں گے کہ ان کے چلنے سے سرکاری کام میں حرج نہ ہو۔ جلوسوں کے لئے خاص قسم کی گاڑیوں کا ذکر ہے مگر یہ گاڑیاں اس وقت نہ چلتی ہوں گی جب کہ سرکاری کام ہو رہا ہو۔ اس کے علاوہ قیام امن کے لئے حکام کو وسیع اختیارات تھے اور وہ دکانداروں اور پھیری والوں کو خاموش رکھ سکتے تھے۔ روما کے عہد زریں میں رومی اپنے جذبات کو اپنے قابو میں رکھتے تھے اور حکام کے ساتھ ادب سے پیش آتے تھے شہر میں جب کسی وجہ سے جوش خروش ہوتا اس حالت میں بھی یونانی شہروں کے مقابلے میں اس میں زیادہ سکون و امن نظر آتا۔

وں
تیب

(۲۳۴) روما کے نوجوان اسی ماحول میں نشو ونما پاتے تھے۔ ضبط خاندانی نہایت سخت تھا یعنی ماں باپ کے حکم سے سرتابی کی مجال نہ تھی۔ بیٹا باپ کے ساتھ ساتھ لگا رہتا اور جو کام وہ کرتا اُسے بغور دیکھتا رہتا، اس طور پر اسے ذاتی مشاہدہ سے معلوم ہو جاتا کہ آبائی رواج کے مطابق کون چیزیں جائز ہیں اور کون ممنوع اور عنفوان شباب کے زمانے میں انسان جو چیز سیکھتے وہ حافظہ سے محو نہیں ہوتی اس طور پر انہیں معلوم ہو جاتا کہ قربانیوں اور مذہبی رسوم کے انجام دینے کے کیا معین طریقے

ہیں، تہواروں وغیرہ کی تاریخیں، مجالس انتخابات، وضع قوانین مقدمات وغیرہ کی کارروائیوں کا سلسلہ[1] بڑے اور چھوٹے حکام کے حدود اختیارات۔ آداب سرکاری کے امتیازات عدالتوں کا طریقہ کارروائی، بیع وشری، انتقال جائداد و معاہدات کے طریقے مردم شماری کے زمانے میں رجسٹروں میں شہریوں کے ناموں کا اندراج فوج کی بھرتی (بصورت جنگ) سب امور اور اسی قبیل کے دیگر نوجوانوں کے پیش نظر رہتے ہوں گے اور جن چیزوں کو وہ نہ سمجھتے ہوں گے ان کے دریافت کرنے سے ان کی معلومات میں برابر اضافہ ہوتا ہوگا تا کہ جب وہ سن شعور کو پہنچیں تو ان کا تجربہ وسیع ہو جائے اور ان کے معلومات کا ذخیرہ کافی ہو۔ لڑکپن کے کھیلوں کو چھوڑنے کے بعد ان کا یہ مشغلہ ہوتا کہ مارشیس کے میدان میں دوڑتے یا سواری کرتے اور ٹائبر میں نیزے کی مشق کرتے۔ سولہ سال کی جب عمر ہوتی تو فوجی ملازمت ان پر عائد ہوتی۔ اور بشرط ضرورت فوج میں شریک کئے جاتے۔ اس کے بعد سے وہ سلطنت کے ملازم تھے خواہ ان سے کام لیا جائے یا نہ لیا جائے۔ اولاً فوجی خدمات انجام دینی پڑتی تھیں اور پھر ملکی۔ روما کے نوجوانوں کی یہ دلی آرزو ہوتی کہ اپنے اسلاف کے بہترین نمونے سے بھی اپنے آپ کو بہتر ثابت کریں۔ اس زمانے کے امرا پورے محب وطن تھے اور اپنے کام میں چست۔ یہ وجہ تھی کہ دیہات کے کسان جو حقیقی رومی تھے ان پر اعتماد رکھتے تھے۔

(۲۳۵) فی الجملہ روما کے سر برآوردہ لوگوں کی جو تربیت اپنے محدود دائرے میں مفید اور عملی تھی۔ اسی کی بدولت روما کو قوت حاصل ہوئی اور اطالیہ اس کے زیر نگین ہو گیا۔ مگر آیندہ دو صدیوں کی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ طریقہ تربیت ایسے روشن خیال رہنماؤں کے وجود میں لانے کے لئے کافی نہ تھا جو جدید اور پیچیدہ معاملات ملکی کو سلجھا سکیں اور جب کہ سلطنت کا دائرہ وسیع ہو گیا تھا۔ بڑے بڑے معرکوں میں اس کی سرکردگی کر سکیں۔ تاریخ سے ظاہر ہو گا کہ روما کے سپہ سالار اور مدبر تغیر شدہ حالات کو سمجھ نہ سکتے تھے اور نئی دقتوں کو دفع نہ کر سکتے تھے۔ البتہ اس عہد میں جو

---

[1] معلوم نہیں کہ سینیٹ کے اراکین کے لڑکے اسی زمانے میں ان کے ساتھ سینیٹ کے جلسوں میں شریک ہونے لگے تھے یا نہیں۔

قوت اس نے حاصل کر لی تھی اس کی بدولت اس نے چھوٹی سلطنتوں کے مقابلے میں کامیابی حاصل کی لیکن لاکھوں جانوں کو ضائع کر کے اور ہزاروں خرابیوں کے بعد۔ غیر ملکی دشمن تو جمہوریہ کا بال بیکا نہ کر سکے مگر سیاسی نااہلی کی وجہ سے وہ بالآخر حکومت شاہی کا شکار ہو گئی۔ دماغی کاوش اور علم یا تفحص علمی کے شوق سے جمہوریہ تباہی سے بچ سکتی تھی یا نہیں، ایک ایسا سوال ہے جس کا ہم جواب نہیں دے سکتے۔ البتہ یہ صاف ظاہر ہے کہ وہ علم کی طرف سے بے پروا تھے اور اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ تلاش حقیقت کو وہ محض خواب و خیال سمجھتے تھے، اسی کی وجہ سے وہ واقعات کی اصلیت کو سمجھ نہ سکتے تھے اور ان میں عقلیت کو فروغ نہ ہوا۔ اسی لئے ان کے مشاہیر ایک ہی قسم کے ہوتے تھے۔ کسی شخص میں کسی خاص امتیاز یا خوبی کا شائبہ نہ تھا۔ صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ اپنے ملک کے خادم مخلص تھے۔ ان میں اپیئس کلاڈیس (اہیبری خیین مصلح) ایک بڑا آدمی خیال کیا جا سکتا تھا۔ اب ہم بتائیں گے کہ روما نے کس طرح ایک شہنشاہیت حاصل کی اور اس پر حکومت کرنے کا اپنے آپ کو نااہل ثابت کیا۔

حصۂ چہارم

روما و قرطاجنہ

باب بست و یکم

قرطاجنہ

(۲۳۶) عہد قدیم میں ممالک غرب میں فینیقیوں[1] کی تجارت تمام قوموں سے بڑھی ہوئی تھی مگر ہمیں اپنے موضوع کے لحاظ سے بحر متوسط کے مشرقی حصے میں ان کی تجارتی کارروائیوں یا ایران کا تفوق قبول کرنے یا بحیرۂ یونان میں ان کی اور یونانیوں کی رقابت پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ روما کی تاریخ سے ان کا تعلق صرف اس حد تک ہے کہ اُنھوں نے اپنی تجارتی کوٹھیاں اور نوآبادیاں مالٹا اور سسلی سے لیکر آبنائے جبرالٹر تک قائم کر دیں بلکہ ان ممالک میں بھی جو اس آبنائے کے آگے واقع تھے۔ افریقہ کے شمالی ساحل پر ان کی آبادیوں کو بہت فروغ ہوا اور اس خطّے میں ان کے قدم خوب جم گئے تھے۔ مغرب کے یونانی مستعمروں اور ان کے درمیان اکثر نزاعیں ہو جایا کرتی تھیں۔ مگر چونکہ دونوں میں اندرونی اتحاد نہ تھا جس سے دونوں کو نقصان تھا۔ یونانیوں کا عدم اتحاد تو انکی

---

[1] اس باب کی ترتیب میں مجھے (O. Meltzer's Geschichte der Karthager) سے بہت مدد ملی جس کا اعتراف ضروری ہے۔ قرطاجنہ کے دستور کے متعلق ہمارے معلومات نہایت محدود ہیں مگر مسٹر ڈبلیو ایل نیومن نے سیاسیات ارسطاطالیس (جلد دوم ضمیمہ) میں سے واضح طور پر بیان کیا ہے۔

باب ۲۱

سیاسی زندگی کا جزو تھا کیونکہ ان کے ہر شخص کو آزادی کا دعویٰ تھا۔ لیکن **فنیقیوں** کو اپنی تجارت کے خیال سے تجارتی منڈیوں کو اپنے قبضے میں رکھنے کی فکر تھی، اس لیے مقامی آزادی کو محدود کرنے میں انھیں زیادہ تامل نہ تھا اور اسی وجہ سے ان میں مرکزیت پیدا ہو گئی اور فنیقی شہروں کا ایک اتحاد قائم ہوا تاکہ مشترک اغراض کے لیے ان کے مجموعی ذرائع کام میں آسکیں اس اتحاد کا صدر **قرطاجنہ** کا عظیم الشان شہر تھا مگر جیسا کہ ایسی صورتوں میں اکثر ہوتا ہے۔ صدارت سلطنت کی بنا ہوئی۔ فنیقی قوم کے مجموعی ذرائع کو یک جا کرنے اور ان سے حسن تدبیر سے کام لینے سے یونانیوں کی پیش قدمی رک گئی اور اہل قرطاجنہ کو موقع مل گیا۔ کہ افریقہ اور ہسپانیہ کے سواحل پر اپنے قبضہ کو مستحکم کر لیں۔ اس کامیابی سے ہمعصروں کو ان کی طرف توجہ ہو گئی اور ان کے دستور کی استواری پر چوتھی صدی ق۔م۔ کے یونان کے عالمان سیاسیات نے بحث کی ہے۔ ان کا خیال تھا کہ قرطاجنہ کا دستور اسپارٹا کے دستور سے متعدد امور میں مشابہ تھا خصوصاً ان امور میں کہ اقتدارات چند اشخاص کے ہاتھوں میں تھے اور اس کا دستور محفوظ تھا یعنی اس میں ملکیہ، عدیدیہ اور جمہوریہ تینوں کے عناصر موجود تھے۔ اور اس کی سیاسی زندگی میں نہ تو عوام کی لامرکزی حکومت اور نہ غیر دستوری ملکیت (جابریت) سے خلل پڑا تھا جن کا یونانی حکمائے سیاسیات کو اندیشہ رہتا تھا۔ **افلاطون** **ارسطاطالیس** وغیرہ کا خیال تھا کہ غیر یونانی قوم کا دستور اس لائق ہے کہ یونانی اس پر غور کریں افسوس ہے کہ **جمہوریہ قرطاجنہ** کا کوئی مسلسل تذکرہ ہم تک نہیں پہنچا ہے: ہمارے پیش نظر صرف تنقیدیں ہیں مگر واقعات سے لاعلمی کی وجہ سے ان کی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں کر سکتے یا منتشر حوالے مختلف مصنفوں میں ہیں جن کی صحت کے متعلق مختلف خیالات ہیں، یہ بھی دقت ہے کہ ان کی عبارت واضح نہیں ہے اور ان کے مطالب کے متعلق اختلاف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے معلومات نہایت محدود ہیں۔

ستور

(۲۳۷) دستور میں شاہی عنصر تھا یعنی دو سالانہ حکام سفیت ہوتے تھے مگر اسپارٹا کے بادشاہوں کے مقابلے میں جن کا تقرر حین حیات تک ہوتا تھا یہ روما کے کانسلوں سے مشابہ تھے۔ ممکن ہے کہ سفیتوں کے اختیارات کسی سابق زمانے میں وسیع تر ہوں اور ان کی خدمات تاحیات ہوں۔ مگر کسی حقیقی عہد شاہی کا پتا نہیں چلتا فنیقیوں کی قدیم سلطنتوں ٹائر (سور) و **سیڈن** (سودا) میں حکومت شاہی تھی مگر اس سے یہ قیاس کرنا صحیح نہ ہوگا

باب ۲۱

کہ قرطاجنہ میں بھی کبھی حکومت شاہی تھی۔ اصل سیاسی اقتدارات ایک مجلس اعلیٰ یا سینیٹ کے ہاتھوں میں تھے۔ اس مجلس کے ۳۰۰ رکن تھے مگر معاملات سلطنت کا انصرام ایک ذیلی مجلس کے سپرد تھا جس میں صرف ۳۰[۱] ذی اثر اشخاص شریک تھے۔ اس اندرونی مجلس اعلیٰ یا سینیٹ کے اجلاس اکثر ہوتے اور حکومت اسی کے ہاتھوں میں تھی۔ باقی ۲۷۰ اراکین صرف خاص موقعوں پر بلائے جاتے۔ رکنیت کے لوگوں کو آرزو رہتی کیونکہ اس اعزاز سے حکمراں جماعت میں شامل ہونے کا امتیاز حاصل ہوتا۔ مجلس اعلیٰ میں صرف جماعت امرا داخل تھی۔ ان کے علاوہ معمولی شہریوں کی جماعت تھی جن کو مجلس عامہ کی رکنیت حاصل تھی۔ غیر حقوق یافتہ اشخاص بھی تھے جس میں غیر ملکی (مقیم یا مسافر) اور آزاد شدہ غلام اور غلام داخل تھے اور جن کی تعداد **قرطاجنہ** میں خاصی تھی۔ مجلس عامہ میں بہت کم امور پیش ہوتے تھے اور جو پیش ہوتے تھے انھیں مجلس اعلیٰ نہایت احتیاط سے تیار کر کے پیش کرتی تھی جن امور میں **سفیتوں** اور مجلس اعلیٰ میں اختلاف ہو وہ مجلس عامہ میں بغرض تصفیہ پیش ہوتے تھے۔ گر جن امور میں ان دونوں کو اتفاق ہو ان کے پیش کرنے کی مطلق ضرورت نہ تھی۔ سلطنت کے خلاف جن لوگوں نے کوئی جرم کیا ہو ان کے مقدمات کی سماعت عام مجالس میں ہونے کا کہیں ذکر نہیں۔ انتخابوں کا طریقہ غالباً یہ تھا کہ مجلس اعلیٰ کے ذریعے سے مجلس عامہ میں امیدواروں کے نام پیش ہوتے یا مجلس عامہ کی آزادی انتخاب میں کوئی اور قید عائد کر دی گئی تھی لیکن رشوت کا بازار گرم تھا جس کی وجہ سے عمومی عنصر معطل تھا، ارسطو اسی کو "عہدوں کی خرید و فروخت" کہتا ہے روما کی طرح رائے دینے والوں کی مختلف جماعتیں نہ تھیں۔ قرطاجنہ میں غالباً یہ طریقہ تھا کہ یونانی جمہوریوں کی مجلس کلیسیہ کی طرح تمام شہری فرداً فرداً رائے دیتے لیکن مجلس عامہ کو کبھی تفوق حاصل نہیں ہوا جس زمانے میں روما سے لڑائیاں ہوئیں مشہور خاندان بارکڈ کے کی سرکردگی میں اس کی قوت بہت کچھ بڑھ گئی تھی مگر اس سے حقیقی عمومیت پیدا نہیں ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس خاندان کے اثر سے بمقابلہ سابق مجلس عامہ میں زیادہ معاملات

---

[۱] غالباً ابتدا میں سو میں سے صرف دس تھے۔

پیش ہونے لگے۔ قرطاجنہ کی مجلس عامہ میں تقریریں ہوتی تھیں اور مباحثے کے دوران میں نئی تجویزیں پیش ہو سکتی تھیں۔ مگر باوجود اس کے حکمراں جماعت اپنے اختیارات سے کبھی محروم نہ ہوئی۔ یہ ایک حد تک ایک دوسری مجلس کی وجہ سے تھا جسے ارسطو نے **اسپارٹا کے ایفوروں** کے مماثل قرار دیا ہے۔ یہ مجلس یک صد تھی جس کے ۱۰۴ ارکان تھے اور جو پانچویں صدی ق۔م میں خاندان ماگو کے تفوق کو روکنے کے لئے وجود میں آئی تھی۔ اس کے ارکان مجلس اعلیٰ کے منتخب افراد تھے۔ جو ابتداءً حکام سے باز پرس کرنے کے لئے مقرر ہوئے تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ ان کے اختیارات وسیع ہو گئے اور حکومت بالکل ان کے قابو میں آگئی۔ مگر بحری تجارت کے اثر کا لحاظ رکھنے کے بغیر ہم **قرطاجنہ** کے نظام دستوری کی عملی حالت کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ عام شہریوں میں سے اکثر تجارت کے لئے سفر کرتے تھے۔ اور اگر ان لوگوں کا شمار کیا جائے تو بحری سفر میں مشغول تھے یا سفر سے واپس آتے تھے یا سفر پر جانے کی تیاری کر رہے تھے تو اس سے ظاہر ہو گا کہ سیاسی معاملات میں بہت کم لوگوں کو دلچسپی ہو گی باقی ماندہ لوگوں کی تعداد چونکہ کم تھی اس لئے رشوت سے کام لینے کا کافی موقع تھا۔ اس کے ساتھ ہی یہ خرابیاں بھی تھیں کہ حکام اپنے عہدوں پر بار بار منتخب ہو سکتے تھے اور ایک ہی شخص وقت واحد میں کئی عہدوں پر فائز ہو سکتا تھا غالباً ہنی بال اعظم نے انھیں اسقام کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا تھا۔

---

[1] میں نے کنعانی مذہب پر بحث نہیں کی ہے کیونکہ یہ ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ ان کے دیوتاؤں میں بعل یا ملک، استارت یا تانث، ملکارت اور عشمون تھے۔ بعل آفتاب تھا جس کی انسانی قربانیاں ہوتی تھیں۔ استارت چاند ہے جس کی پرستش میں مخرب اخلاق رسوم ہوتی تھیں۔ **ملکارت کو ٹائر کا ہرکیولیس** کہتے تھے عشمون صحت کا دیوتا تھا۔ قرطاجنہ فنیقیوں کے توہمات کا مرکز تھا اور مذہب کے ذریعے سے غالباً عوام کو قابو میں رکھتے تھے۔ فلوبیر نے اپنی عالمانہ کتاب (Salammleo) میں فنیقیوں کے تمدن کے اس پہلو کی تصویر کھینچی ہے۔ فنیقیوں کے اکثر ناموں میں ان دیوتاؤں کے نام شامل ہیں۔ مثلاً آدربعل، ہسدروبعل، ہنی بعل، مہاربعل، بوستار، گیستار، بوملکار، ہمیلکار۔

باب ۲۱
سلطنت قرطاجنہ

(۲۲۳۸) سلطنت قرطاجنہ کی حالت اس کے عروج کے زمانے میں

حسب ذیل تھی ان میں سب سے مقدم شہر قرطاجنہ تھا جس کی آبادی تیسری فنیقی جنگ کے آغاز (۱۴۹ ق ۔ م) میں سات لاکھ تھی۔ یہ تعداد قابل وثوق ہے اگر اس میں تمام طبقے شامل تھے۔ شہریوں کی تعداد کا اندازہ دو لاکھ سے تین لاکھ تک ہے۔ سنہ ۳۱۰ میں جیسا کہ آگا تھوک لیس نے حملہ کیا تھا، پچاس ہزار شہری فوج میں داخل تھے۔ صحیح تعداد خواہ کچھ ہو مگر اس میں کلام نہیں کہ آبادی بہت زیادہ تھی قرطاجنہ کے بعد فنیقیوں کے دوسرے شہر تھے جن میں ایوٹیکا سب سے بڑا تھا۔ یہ ایک زمانے میں قرطاجنہ کے آزاد حلیف تھے مگر اب ان کی حیثیت رعایا کی تھی گو اندرونی معاملات میں انھیں بہت کچھ آزادی حاصل تھی۔ یہ شہر مستحکم تھے لیکن قرطاجنہ سے کم۔ ان کے بعد وہ شہر اور اضلاع تھے جن میں ایک مخلوط النسل قوم آباد تھی جو لیبی فنیقی کے نام سے موسوم تھی۔ یہ رعایا تھے مگر ان سے رعایت کا سلوک ہوتا تھا اور انھیں اپنے فنیقی حکام کے ساتھ مناکحت اور قبضۂ جائداد کے حقوق حاصل تھے۔ چوتھی جماعت محکوم اہل لی بیا کی تھی جو قرطاجنہ کے زیر حکومت صوبے میں آباد تھے۔ ان سے بغاوت کا اندیشہ تھا اور اس لئے ان پر خاص نگرانی تھی۔ صوبۂ قرطاجنہ کے باہر وہ ملک تھے جن میں قرطاجنہ کو کم و بیش دخل تھا۔ بعض حلیف قبیلے تھے جن پر تجارتی تعلقات کی وجہ سے اثر تھا اور ان کے سرداروں کو اہل قرطاجنہ مختلف طریقوں سے رام رکھتے تھے۔ افریقہ کے شمالی مشرقی ساحل پر اور ہسپانیہ میں قرطاجنہ نے اس قسم کے تعلقات قائم کئے تھے۔ ان ممالک کے سواحل کے منتخب مقامات پر مستحکم تجارتی کوٹھیاں قائم کی گئی تھیں جن میں سے بعض کی حیثیت اب شہروں کی تھی۔ انھیں مرکزوں کے ذریعے سے اندرون ملک سے خاصی تجارت ہوتی تھی اور دیسی قوموں اور قرطاجنہ کے درمیان خاص تعلقات پیدا ہو گئے تھے۔ غیر ملکی تجار اپنی بندرگاہوں میں گھسنے نہ پاتے تھے اور ان کے اس اخراج کو مکمل کرنے کے لئے یہ انتظام کیا گیا کہ ممالک غیر کا تجارتی سامان ممالک غرب کو قرطاجنہ کی راہ سے جائے۔ یہ قید فنیقی شہروں کی تجارت پر بھی عائد کر دی گئی تھی۔ سارڈی نیا، کرسیکا اور جزائر بالی آرگ میں بھی اسی طریقے سے کام لیا گیا یعنی سواحل پر قبضہ کر لیا گیا اور اندرون ملک کو آزاد چھوڑ دیا گیا

باب ۲۱

سسلی میں البتہ یہ طرز عمل ناممکن تھا۔ وہاں قرطاجنہ نے مغربی ساحل پر قبضہ کر لیا تھا اور قلعے بنا کر اندرون ملک پر اثر ڈالنے کی کوشش کی۔ مگر دوسری فاتح قوموں کے مقابلے میں اس نے اپنے محکوموں کو زیادہ آزادی دے رکھی تھی اور حلیفوں کے ساتھ اس کا سلوک بہتر تھا۔ اکثر ولیشی و بعض یونانی اس کی حکومت کو یونانی حکومت سے بہتر سمجھتے تھے جس کی صورت زیادہ تر فوجی خود سر حکومت کی تھی۔ روما کی حکومت جو زمانہ مابعد میں قائم ہوئی اس کی حکومت سے بہتر نہ تھی زمانۂ قدیم کے معیار کے مطابق ممالک مفتوحہ پر قرطاجنہ کی حکومت کو قابل اعتراض خیال کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ محکومیت کے مدارج اور حکومت کی شکلیں مختلف مقامات میں مقامی حالات کے لحاظ سے مختلف قسم کی تھیں۔ **قرطاجنہ** کی حالت ایک زبردست تجارتی مشارکت کی تھی اور اس کا اصل مقصد یہ تھا کہ حکومت سے تجارتی نفع حاصل کرے اس صورت میں رعایا جس قدر وفادار ہو سکتی ہے اسی قدر اس کی رعایا وفادار تھی قرطاجنہ کو خطرہ دراصل خاص صوبۂ قرطاجنہ میں تھا جس کی رعایا کو اس کی حکومت ایک حد تک ناگوار تھی **لی بی یا لی بی فنیقی** کو بغاوت پر آمادہ کرنا کسی بیرونی حملہ آور کے لئے زیادہ دشوار نہ تھا۔ قرطاجنہ کے امرا کے بڑے بڑے علاقے غیر محفوظ تھے اور ان میں لوٹ مار کا بہت کچھ موقع تھا۔ غلاموں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی اور اگر وہ قابو سے نکل جاتے تو تمام ملک کو لوٹ لیتے فنیقی شہروں کی طرف سے بھی اندیشہ تھا کہ مصیبت کے وقت میں وہ قرطاجنہ کا ساتھ نہ دیں گے۔

فوج

(۲۳۵۹) اپنے نظام کو قائم رکھنے اور سلطنت کے فرائض کو انجام دینے کے لئے **قرطاجنہ** کو محاصل کثیر اور بسا اوقات جرار فوجوں کی ضرورت تھی آمدنی کے دو بڑے ذرائع تھے یعنی خراج اور محاصل درآمد و برآمد۔ فوجیں تین قسم کی تھیں (۱) شہریوں کی (۲) رعایا اور حلیفوں کی امدادی فوجیں اور (۳) اجیر سپاہی شہریوں نے ابتدائی زمانہ میں سلطنت کی معقول خدمت کی تھی گو فنیقی سپاہی منش نہ تھے لیکن شہنشاہی کے درجے پر پہونچنے کے بعد جنگ کا کام دوسروں سے لینے کا رواج پڑ گیا۔ شہریوں کی فوجیں میدان جنگ میں کسی شدید ضرورت کی وجہ سے

؎ ڈائوڈورس ۱۴، ۴۱، ۵۵، ۵۸ -

بھیجی جاتیں یا ان سے سپہ سالاروں کی محافظ فوج کا کام لیا جاتا فوج کے عہدہ دار حکمراں جماعت سے ہوتے مگر عام شہریوں سے (غالباً سیاسی وجوہ سے) فوجی خدمات نہ لی جاتیں اسی لئے فن حرب سے انھیں جو مناسبت تھی زائل ہو گئی۔ رعایا اور حلیفوں کی امدادی فوجیں تعداد اور نوعیت کے لحاظ سے مختلف تھیں مثلاً صوبۂ قرطاجنہ کے پیدل سپاہی تھے، بالی آرک جزیروں سے گوپھن پھینکنے والے آتے تھے اور زمانۂ مابعد میں نومیڈیا کے سوار بہت مشہور رہے تھے۔ مگر رفتہ رفتہ ہسپانیہ، گال، لیگوریا اور سارڈینیا کے جنگجو وحشی فوجوں میں اجیر سپاہیوں کے بھرتی کر لئے گئے۔ اور ۲۶۳ ق۔م سے کیمپینیا کے ساکنوں کی ایک تعداد کثیر قرطاجنہ کی فوجوں میں شریک ہونے لگی۔ یونانیوں سے بھی قرطاجنہ نے کام لیا کیونکہ ان کی قابلیت اظہر من الشمس تھی۔ ان کی خدمات آسانی سے حاصل ہو سکتی تھیں مگر تنخواہیں زیادہ مانگتے تھے اس طور پر قرطاجنہ کی فوج ہر قوم کے سر فروش بدمعاشوں کا ایک مجموعہ تھی جن میں نہ تو کوئی مشترکہ حب قوم تھی اور نہ غیرت اور نہ عزت کا پاس۔ ان پر ضبط فوجی نافذ کرنا دشوار تھا، شکست کی صورت میں ان کے حواس باختہ ہو جاتے اور جب فتح حاصل ہوتی تو ان کی سفاکی اور بے رحمی کی انتہا نہ ہوتی۔ ایسی فوج پر کمان کرنا نہایت خطرناک تھا۔ اس لئے میدان جنگ میں سپہ سالاروں کے اقدامات غیر محدود تھے اگر اجیر سپاہی میدان جنگ میں بہ تعداد کثیر ضائع ہوتے تو حکومت سے بازپرس نہ ہوتی کیونکہ اجیر سپاہیوں کے کام آنے کی کسی کو فکر نہیں ہوتی۔ لیکن ناکامی سے درگزر نہ ہوتا تھا۔ مجلس یک صد سے ناکام سپہ سالاروں کو مصلوب کرنے یا دار پر کھینچنے کا حکم ہوتا۔ مخالفوں کی روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کامیابی کی صورت میں سپہ سالار اپنی کامیابی کا بھی اظہار نہیں کرتے تھے کیونکہ یہ اندیشہ رہتا تھا کہ حکمران جماعت کو ان سے حسد ہو جائے گا۔ جہاز کے بیڑوں کے امیر البحروں کی بھی یہی حالت تھی۔

بحری فوج

(۲۴۰) قرطاجنہ کی بحری فوج کا صحیح اندازہ کرنا نہایت دشوار ہے روایات سے اس کے ملاحوں کی ہنرمندی اور اولوالعزمی ظاہر ہے اور فن جہاز رانی میں انھیں بکمال خبرہ حاصل تھا۔ مگر جنگی بیڑے سے جنگ میں کام لینا ایک دوسری چیز ہے

باب ۲۱

اور رومیوں اور یونانیوں سے جو بحری لڑائیاں ہوئیں اُن سے فنیقی بحریہ کی شہرت کا ثبوت نہیں ہوتا۔ مغربی یونانی نے سمندر میں زبردست بیڑے بھیج نہ سکتے تھے مگر جب اُنھوں نے ہمت کی تو کسی سے کم نہ رہے۔ اہل روما کو اس معاملے میں اپنی کمزوری کا احساس تھا اس لئے انھوں نے فنیقی جہازوں کی نقل اُتاری اور جب ان کے جہاز تیار ہو گئے تو جنگ میں ان کا پلّہ بھاری رہا اور بالآخر سمندر میں انھیں تفوق حاصل ہو گیا۔ اگر قرطاجنی جہازوں کے ملاحوں کے بارے میں ہماری معلومات وسیع تر ہوتیں تو ہم ان کی ناکامی کے وجوہ کو بہ آسانی سمجھ سکتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بیڑے کا مستقر قرطاجنہ میں تھا بلکہ یہ بھی خیال ہے کہ جہاز زیادہ تر سب وہیں رہتے تھے۔ گودیاں اور جہازوں کے کارخانے بھی یہیں تھے۔ قرطاجنہ کی شہنشاہی حکمت عملی کا ایک اصول یہ بھی تھا کہ بحری انتظامات ایک مرکز پر لائے جائیں، اسی وجہ سے دوسرے شہروں کو اپنے بیڑوں کے رکھنے کے بار سے سبکدوش کر دیا گیا تھا۔ قرطاجنہ نے اس ذمہ داری کو اپنے سر لے لیا اور اس طرح سے موقع مل گیا کہ دوسرے شہروں سے خراج وصول کرے اور ان کو ہمیشہ اپنے دباؤ میں رکھے۔ ایتھنز میں اس کے عہد حکومت میں بیڑا ہمیشہ تیار رہتا تھا[1] مگر معلوم ہوتا ہے کہ قرطاجنہ میں یہ صورت نہ تھی۔ جہاز اور بلیاں اور رسّے تو ہر وقت تیار رہتے تھے مگر سوال یہ ہے کہ کھینے والے کہاں سے آتے تھے تیسری صدی ق۔م کے معمولی جنگی جہاز (Quinquereme) کے لئے تین سو کھینے والوں کی ضرورت تھی[2] اور بیان کیا گیا ہے کہ قرطاجنہ کے بیڑے میں ۳۵۰ جہاز تھے۔ یہ ایک لاکھ آدمی کیسے جمع ہوتے تھے اور کیسے اپنا کام سیکھتے تھے؟ یہ تو ناممکن ہے کہ یہ سب یا ان کی تعداد غالب قرطاجنہ کے شہریوں میں سے ہو اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ جہاز کے ملاحوں میں زیادہ تر مزدور پیشہ یا غلام تھے تو اس سے ہمیں معلوم ہو سکتا ہے کہ جہاز ہمیشہ تیار کیوں نہیں رہتے تھے بلکہ ضرورت کے وقت تیار کر کے سمندر کو بھیجے جاتے تھے۔ قرطاجنہ کے حاسد مزاج حکام ہرگز پسند نہ کرتے ہوں گے کہ ہزاروں مشتبہ آدمی بندرگاہوں میں اِدھر اُدھر پھرتے رہیں صرف اس غرض سے کہ انھیں آپس میں مل کر کام

---

[1] دیکھو فہرست مضامین بری قوتیں۔

[2] پالی بیس یکم ۲۶ -

باب ۲۱

کر نا سکھایا جائے۔ ہر جہاز میں ۱۲۰ سپاہی بھی تھے مگر یہ خواہ شہری ہوں یا نہ ہوں روما کے سپاہیوں کا مقابلہ[51] نہ کر سکتے تھے۔ عہدہ داروں کو البتہ فن جہاز رانی میں شہرت تھی اور وہ اس شہرت کے اہل بھی تھے مگر دوسرے امور میں ہم قرطاجنہ کی بحری فوج کو قابل ستائش خیال نہیں کرتے جن مصنفوں سے ہم نے ان قیاسات کو اخذ کیا ہے اور جن میں پالی بیس بھی شامل ہے روما کی فتوحات کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے۔

قرطاجنہ اور روما کے تعلقات

(۲۴۱؛ قرطاجنہ اور روما کے باہمی[52] معاہدات کے مختلف فیہ مسئلہ پر یہاں تفصیل سے بحث کرنا ممکن ہے روما نے اپنے وجود کے ابتدائی زمانے میں ہمسایہ کے یونانیوں سے دوستانہ تعلقات پیدا کر لئے تھے بلکہ شاید ان سے اتحاد بھی قائم کر لیا تھا۔ مگر اس کے قبل ہی سے قرطاجنہ نے ممالک غرب میں یونانیوں کی دست درازیوں کو روکنے کے لئے اٹرسکیوں سے ساز و باز کر لیا تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ قرطاجنہ نے سنہ ۵۰۹ ق-م میں روما سے معاہدہ کر لیا تھا اور یہ بیان خلاف قیاس نہیں معلوم ہوتا۔ پالی بیس[53] نے بیان کیا ہے کہ اس قسم کے کہ ایک معاہدے کی عبارت اس کے زمانے تک باقی تھی سنہ ۳۴۸ سنہ ۳۰۶ اور سنہ ۲۷۹ میں معاہدوں اور سفارتوں کا ذکر ہے[54] ان معاہدوں کی تفصیل سے ظاہر ہے کہ ان سے مقصود صرف یہ تھا کہ دونوں دولتوں کے اقتدارات کا تعین ہو جائے اور تجارت کے متعلق قواعد طے ہو جائیں ضمناً یہ بھی طے ہوا تھا کہ دونوں ایک دوسرے کے حلیفوں سے متعارض نہ ہوں اور بحری قزاقی سے باز رہیں۔ قرطاجنہ کی تجارتی رقابت اس کی سلطنت کے ساتھ بڑھتی گئی اور زمانۂ مابعد کے معاہدوں کے ذریعے سے رومی مغربی بندرگاہوں سے خارج کر دئے گئے سنہ ۳۰۶ کی سفارت کی غایت یہ تھی کہ کیمپے نیا کی منڈیوں میں جو روما کے قبضے میں آ رہا تھا قرطاجنہ کو تجارت

---

[51] پالی بیس ششم ۵۲۔

[52] اس مسئلہ پر مامسین نے اپنی تاریخ (انگریزی ترجمہ جلد اول) میں بحث کی ہے مسٹر اسٹراخان ڈیویڈسن نے پالی بیس میں اور میلٹ نر نے بھی۔ میں نے اس فقرے میں جو کچھ لکھا ہے اس پر ان تحریروں سے کوئی اثر نہیں پڑتا اور وہ میرے اخذ کردہ نتائج سے مختلف نہیں ہیں۔

[53] پالی بیس سوم ۲۲-۲۵۔

[54] لیوی ہفتم ۲۷، ۳۸ نہم ۴۳ ڈائیوڈورس ۱۶، ۶۹ آروسیس سوم ۷۔

کا حق حاصل ہو جائے۔ روایت ہے کہ رومی سارڈی نیا سے خارج کر دئے گئے اُس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ اُنھوں نے وہاں ایک نو آبادی قائم کرنی چاہی تھی سنہ ۳۱۱ تا ۳۰۸ میں اٹرسکیوں کے زوال کے بعد کرسیکا میں بھی غالباً یہی ہوا۔ اطالیہ میں قرطاجنہ کے پرانے حلیف بے دست و پا ہو رہے تھے۔ اس لئے اس کے نئے حکام نے اس سلطنت کے ساتھ گفت و شنید کرنا مناسب خیال کیا جس کی قوت بڑھتی جاتی تھی آخری معاہدہ سنہ ۳۰۶ء کا تھا جسکے ذریعے سے ایک حقیقی اتحاد قائم ہوا۔ یہ پرہس کے خلاف تھا اور اس کا ذکر بھی آچکا ہے۔ لیکن اب دونوں کو اپنی ناگزیر رقابت کا علم ہو گیا تھا اور یہ بھی واضح رہے کہ پرہس کی ناکامی ان دونوں بے وفا حلیفوں کے اتحاد کی وجہ سے نہ ہوئی تھی۔ پرہس نے خود ہی کہہ دیا تھا کہ سسلی کے معاملے میں یہ دونوں دست بگریباں ہو جائیں گے۔ سسلی میں اپنے مقبوضات کو محفوظ رکھنے کے لئے قرطاجنہ کے لئے ضروری تھا کہ تمام جزیرے کو فتح کرلے مگر یہ روما کی حکمت عملی کے بالکل خلاف تھا اور اس کی غیرت بھی کبھی قبول نہ کر سکتی تھی۔ اگر سسلی بالکلیہ قرطاجنہ کے قبضے میں آجاتا تو اطالیہ میں روما کی قوت معرض خطر میں پڑ جاتی ایسے وقت میں جب کہ مغربی یونانیوں نے اسے اپنا صدر مان لیا تھا۔

باب بست و دوم

پہلی جنگ قرطاجنہ

(۲۴۲ ۔ ۲۶۴ ق۔م) میں روما اور قرطاجنہ[۵] کی دیرینہ مخالفت علانیہ جنگ کی شکل میں رونما ہوئی اور ۲۴۱ کے معاہدہ ہونے تک جاری رہی اور باوجود زمانہ طویل تک جاری رہنے کے دونوں حریف سخت جاں بازی سے لڑے کیونکہ اس جنگ کی اصل غایت نہایت مہتم بالشان تھی حسن اتفاق سے اس جنگ کا ایک مختصر تذکرہ پالی بیس کا لکھا ہوا موجود ہے قدیم مورخوں میں یہ شخص نہایت قابل اعتماد ہے اور اس کا تذکرہ دوسری صدی ق م کا لکھا ہوا ہے

---

[۵] اس باب میں میں نے زیادہ تر پالی بیس کے تذکرے کی متابعت کی ہے جس کے دو ماخذ ہیں، جن میں ایک سسلی کا ایک یونانی فلی نس ہے جو قرطاجنہ کا طرفدار تھا اور دوسرا روما کا مورخ فے بیس پکٹور ہے۔ دیکھو پالی بیس یکم ۱۴، ۱۵۔ لیوی کی تاریخ کے مقالہ ہائے ۱۶ تا ۱۹ کے صرف مختصر خلاصے اب باقی ہیں۔ زمانہ مابعد کے مورخوں (فلورس، یوٹروپیس، آروسیس وغیرہ) کے پیش نظر لیوی کی پوری کتاب نہ تھی بلکہ ایک خلاصہ جو ضائع ہو چکا ہے۔ والیریس میکسی مس نے بہت سے تمثیلی قصے لیوی سے نقل کئے ہیں۔ ڈایوڈورس کے بعض اوراق موجود ہیں اس نے بھی غالباً فلی نس سے اخذ کیا ہے۔ لیوی کے خلاصوں اور نقلوں کے تنقیدی امتحان سے واقعات کے تسلسل کو قائم کرنے کی کوشش کی گئی اور جو نتائج مستنبط ہوئے ہیں وہ
Max Scherman's Der erste Punische Krieg, Tubingen, 1905
میں موجود ہیں۔ یہ امر یقینی ہے کہ لیوی نے فے بیس پکٹور اور دوسرے وقائع نگاروں سے نقل کیا ہے اور اہل روما کے مطمح نظر کو ظاہر کیا ہے۔

اب ۲۲

جیسا کہ روایات میں افراط تفریط نہیں ہوئی تھی اور عہد سابق کی تحریریں بھی موجود ہونگی۔ اس جنگ کو سہولت کے لحاظ سے حسب ذیل چار حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(الف) روما کی ابتدائی فتوحات اور جنگ مائی لی (سنہ ۲۶۰) میں اس کی بحری قوت کا ظہور۔

(ب) افریقہ پر روما کا حملہ جس میں بالآخر ۲۵۵ میں سخت ہزیمت ہوئی۔

(ج) دونوں حریف سست پڑ جاتے ہیں مگر جنگ جاری رہتی ہے اور بالآخر روما میں پانورمس میں ایک زبردست فتح حاصل ہوتی ہے (سنہ ۲۵۰)

(د) للی بے ایم کے بے سود محاصرے میں روما کی فوجوں کی خستگی ہیمل کار بار کا اس کے کارناموں سے قرطاجنہ کی حالت کی اصلاح، قرطاجنہ کے بیڑے کی تباہی سے سنہ ۲۴۱ میں صلح ہو جاتی ہے۔

(۲۶۴) مخاصمت کی ابتدا مسانا کے مامرٹن لٹیروں کی وجہ سے ہوئی جو سسلی میں اکثر نقض امن کے مرتکب ہوتے تھے۔ اس کے تفصیلی واقعات واضح نہیں ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ ہیرو شاہ سیراکیوز انھیں سزا دینا چاہتا تھا اور قریب تھا کہ ان کے شہر کو فتح کر کے۔ نگران کی ایک جماعت نے قرطاجنہ سے امداد کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی اور قلعۂ شہر پر ایک قرطاجنی فوج کا پھر قبضہ ہو گیا مامرٹن اب ہیرو کا مقابلہ کر سکتے تھے۔ مگر صورت حال پھر پیچیدہ ہو گئی اور ان کی ایک جماعت روما سے امداد کی طالب ہوئی اور مسانا کو روما کے زیر حفاظت کر دینے کا وعدہ کیا۔ قرطاجنہ اور سیراکیوز کے ساتھ روما کے دوستانہ تعلقات تھے اور ریجیم کے باغیوں کو نیست و نابود کر کے اس نے اپنے اطالوی ساحل کو پاک و صاف کر دیا تھا۔ اور مامرٹن لوگوں کا اس پر کوئی حق بھی نہ تھا لیکن اگر مسانا حسب حال چھوڑ دیا جاتا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ سسلی بالکل قرطاجنہ کے قبضے میں آجاتا جو روما کے لئے خطرے سے خالی نہ تھا۔ روما ہرگز یہ گوارا نہ کر سکتا تھا کہ اس کی ایک صدی کی جد و جہد ایک حریف قوت کی سازشوں سے خاک میں مل جائے دول عظمے قانون یا معاہدوں کی پابندی سے مجبور ہیں جب کہ ان کے موجودہ مفاد خطرے میں ہوں یا ان کے مقاصد کے حصول میں دشواری ہو۔ روما کو تو بدعہدی

میں کمال تھا، ناظرین کو یاد ہوگا کہ کاڈیم کے درّے میں جو معاہدہ ہوا تھا اس کا روما باب ۲
کی عہد شکنی سے کیا حشر ہوا۔ روما کی سینیٹ کو دنیا کی کچھ شرم تھی اس لئے اس نے خود تو کوئی
تصفیہ نہ کیا بلکہ اس معاملے کو مجلس عامہ پر چھوڑ دیا جس نے گزشتہ قربانیوں اور آئندہ
منافع کے لحاظ سے مامرٹن لوگوں کو مدد دینے کی رائے دی۔ اب کانسلوں اور
سینیٹ کو بھی کوئی تامل نہ رہا اور انھوں نے جنگ کی تیاری شروع کردی۔

(۲۶۴) **مسانا** میں **قرطاجنہ** کی محافظ فوج کی موجودگی سے اسے مسانا
مہر دل عزیزی حاصل نہ ہوئی۔ روما کے طرفدار قوت پکڑنے لگے اور اس کا ایک کارپرداز
چوری سے شہر میں پہنچ گیا۔ قرطاجنہ کا کمان افسر چالبازیوں اور دھمکیوں سے خائف
ہوکر اپنی فوج لیکر شہر سے باہر چلا گیا۔ قرطاجنہ اور سیراکیوز نے مصالحت
کرلی اور دونوں نے مل کر شہر کا محاصرہ شروع کیا مگر قبل اس کے کہ شہر پر ان کا قبضہ ہو
کانسل اپیس کلاڈیس کاڈیکس ریجیم میں پہنچ گیا۔ رومیوں نے آبنائے
کے مدوجزر اور ہواؤں کا رخ بخوبی معلوم کرلیا تھا اور گو ہیئرو نے دھمکی دی تھی
کہ "میں رومیوں کو سمندر میں ہاتھ نہ دھونے دوں گا" مگر کلاڈیس نے راتوں رات
سمندر کو طے کرلیا جس سے صورت حال متغیر ہوگئی۔ روما نے یہ تجویز پیش کی کہ حملہ آور
چند شرائط پر محاصرے سے باز آئیں مگر ہیرو اور ہینو نے ان شرطوں کو تسلیم کرنے سے
انکار کردیا۔ اس لئے کانسل پہلے سیراکیوز کی فوج کی طرف متوجہ ہوا اور اس کو شکست دی
اور جب یہ لوگ سیراکیوز کی طرف بھاگ گئے تو اس نے قرطاجنہ کی فوج کا قلع قمع کردیا
جس سے محاصرہ بالکل اکھڑ گیا۔ کانسل نے اس کے بعد سیراکیوز کی تسخیر کا قصد کیا مگر اس میں
ناکامی ہوئی۔ ۲۶۳ ق م میں دونوں کانسل اپنی اپنی فوجیں لیکر سسلی پہنچے۔ متعدد شہر روما
کے طرفدار ہوگئے اور دوراندیش ہیرو نے بھی دوستی کا پیغام بھیجا جسے روما نے منظور کرلیا
ہیرو اپنی موت (۲۱۵ ق م) تک روما کا وفادار حلیف تھا جس کی وجہ سے اس عظیم الشان
یونانی شہر کے بحری ذرائع روما کے دست رس میں آگئے۔ سسلی میں اپنی ناکامیوں سے
عاجز آکر قرطاجنہ کی حکومت نے ہسپانیہ، لیگوریا اور گال کے اجیر سپاہیوں کی ایک فوج
بنائی اور اس کے ذریعے سے جزیرہ سسلی میں اپنی قوت کو دوبارہ جمانے کی تیاری
شروع کی۔ اگریجنٹم ایک بڑا شہر تھا اسی کو انھوں نے اپنا مستقر بنایا اور

باب۱۲ وہیں اپنی فوجیں جمع کیں۔ سال مابعد (۲۶۲) میں روما نے اس کا محاصرہ کرلیا۔ اولاً انھیں کئی مرتبہ ہزیمت ہوگئی مگر ہیرو کی باوقت مدد نے انھیں رسد کی مشکلوں سے نجات دی لیکن باوجود ان دقتوں کے محاصرے پر وہ قائم رہے اور محصورین کی امداد کے لئے جو فوج آئی تھی اسے پسپا کردیا۔ ایگریجینٹم بالآخر فتح ہوگیا۔ قرطاجنہ کا سپہ سالار اپنی فوج کے ساتھ بچ نکلا رومیوں نے شہر کو لوٹ لیا اور وہاں کے باشندوں کو جنھوں نے بطیب خاطر روما کی مخالفت نہ کی تھی غلام بناکر بیچ ڈالا ان کی اس وحشیانہ حرکت اور حماقت سے سسلی میں ہردلعزیزی حاصل کرنے کا موقع جاتا رہا۔ اس کامیابی سے اہل روما اور ان کی سینیٹ کو بہت خوشی ہوئی اور انھیں امید ہوگئی کہ قرطاجنی عنقریب جزیرہ سسلی سے بالکل خارج ہوجائیں گے لیکن قرطاجنہ کے بیڑے کے خوف سے ساحلی مقامات اب تک اس کے طرفدار تھے اور اس کے علاوہ خود سرزمین اطالیہ پر قرطاجنی یورش کرکے لوٹ مار کرتے تھے۔ اس سے روما کے مدبّروں پر واضح ہوگیا کہ اغراض مذکورۂ بالا کے حاصل کرنے کے لئے انھیں اپنا ایک بیڑا تیار کرنا چاہیئے۔

روما کی جہازسازی (۵۴۲) بیان کیا گیا ہے کہ روما کے پاس ایک جنگی جہاز بھی نہ تھا اور وہ بحری سفر اطالیہ کے یونانیوں کے جہازوں میں کرتے تھے یہ جہاز آبنائے کو عبور کرنے کے کام میں تو آتے تھے مگر اس زمانے کے بحری جہازوں کا مقابلہ پورے طور سے بحری لڑائیوں میں نہ کرسکتے تھے بالآخر ایک قرطاجنی جہاز جو سرگرم تعاقب تھا خشکی پر چڑھ گیا۔ رومیوں نے اسی کے نمونے پر جہاز بنائے اور اس طرح یہ دقت حل ہوگئی جہاز سازوں نے اپنا کام اس سرگرمی سے کیا کہ لکڑی کے کاٹنے کے ساٹھ دن کے اندر ۱۲۰ جہازوں کا بیڑا سمندر کے لئے تیار ہوگیا جن میں سے ۱۰۰ کوئن کریم تھے۔ یہ روایت حد سے زیادہ مبالغہ آمیز ہے مگر اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رومیوں نے سرگرمی سے کام لیا اور اپنے مقصد میں انھیں کامیابی ہوئی اثنائے تعمیر میں جہازی بھی جمع کئے گئے اور ان کو خشکی پر کھینے کی تعلیم دی گئی۔ لکڑی کے بڑے بڑے مچان بنائے گئے اور ان میں بنچ لگائے گئے جیسے کہ جہازوں میں ہوتے ہیں۔ ان بنچوں پر جہازیوں کو جھولے اور سارنگ کی آواز پر مختلف حرکات

کرنے کی تعلیم دی جاتی تھی۔ پالی بیس نے جس طور سے اس واقعہ کو بیان کیا ہے اس میں شبہ کی گنجائش نہیں البتہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ۲۰۰ آدمی ایک ساتھ جھولتے تھے تو یہ ضروری ہوگا کہ نقلی جہاز نہایت مضبوط ہوں۔ لیکن یہ وقت ایسی نہیں ہے کہ رفع نہ ہو سکے اور جن لوگوں کو اس سے سروکار ہوگا انھوں نے ضرور اس کے دفعیہ کا سامان کر لیا ہوگا۔ یہ کام جن لوگوں کے سپرد تھا وہ ہوشیار ضرور تھے کیونکہ انھیں نے جہاز کا کوّا ایجاد کیا۔ دشمن کے جہاز بہت قسم کے تھے اور جہاز رانی میں بھی اسے زیادہ دخل تھا اس لئے روما کے لئے ضروری تھا کہ سمندر میں جنگ کا وہی طریقہ اختیار کرے جو خشکی پر تھا۔ پانچویں صدی ق م سے یہ طریقہ رائج تھا کہ دشمن کے جہاز جب قریب آتے تو لوہے کی زنجیروں میں پھنسائے جاتے اس تدبیر کو اب اور زیادہ موثر کیا گیا۔ روما کے جہازوں کے اگلے حصے میں ایک مضبوط کھمبا یا مستول تھا جو لکڑی کے ایک پل نما چیز (Gangway) کے لئے محور کا کام دیتا تھا اور یہ (Gangway) حسب ضرورت رسوں کے ذریعے سے کبھی اوپر کر دیا جاتا اور کبھی نیچے۔ مستول سے یہ ۱۲ فٹ آگے رہتا اور اس کے بیرونی کونے پر لوہے کی ایک سلاخ ہوتی یہ گویا کوّے کی چونچ تھی۔ جہاز جب جنگ کے لئے روانہ ہوتے تو (Gangway) اٹھا دیا جاتا اور جب دشمن کے جہاز قریب آتے تو نیچے کر دیا جاتا جس سے سلاخ ان کے ڈیک (تختوں) میں گھس جاتی جس سے روما کے سپاہیوں کو موقع مل جاتا کہ اس جہاز میں گھس جائیں اور دشمن سے دست بدست لڑیں[1] اس طور پر جنگ کا فیصلہ سپاہیوں کی دست بدست جنگ سے ہوا نہ کہ جہازوں سے کام لینے کی مہارت سے۔ ان تیاریوں کے بعد روما کے بیڑے نے سمندر کی راہ لی مگر بسم اللہ غلط ہوئی۔ کانسل کارنی لیس سی پیو سپہ سالار تھا اس نے بیڑے کے ایک حصے کو لیکر پیش قدمی کی مگر دشمن کی ایک چال سے گرفتار ہو گیا۔ اس کے بعد قرطاجنہ کا سپہ سالار

---

[1] ۴۹ ق۔م کی خانہ جنگی میں بھی اس تدبیر سے کام لیا گیا جب کہ قیصریوں کے بے ہنگم جہازوں سے اہل مسالیہ کے جہازوں کو جو ان سے بہتر تھے شکست ہوئی۔ تدبیر یہی تھی کہ پہلے انھیں سلاخوں میں پھنسایا گیا اور پھر سپاہی ان میں گھس گئے قیصر خانہ جنگی یکم ۱۵۷-۱۵۸۔

باب ۲۲

اور روما کے اصل بیڑے کا مقابلہ ہوا جس میں اس کے کئی جہاز خود اس کی غفلت سے ضائع ہوئے۔ اب دوسرے کانسل ڈوئی لیس نے کمان لی سسلی کے شمالی مشرقی گوشہ کا چکر لگاتا ہوا وہ مائی لی پہنچا جہاں دشمن کا بیڑا موجود تھا جو اس کے بیڑے سے بڑا تھا۔ قرطاجنیوں کو فتح کی پوری امید تھی مگر گوّے[1] کی چونچ سے روما کو بہت مدد ملی۔ قرطاجنیوں کی ایک تدبیر نہ چلی اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کے پچاس جہاز ضائع ہوئے اور ان کے بحری تفوق کا خاتمہ ہو گیا جس پر انھیں ناز تھا۔ سسلی کے مغربی گوشے میں جنگ کا خفیف سلسلہ سنہ ۲۶۲ تک جاری تھا۔ ڈوئی لیس روما واپس گیا اور وہاں علاوہ جلوس فتح منانے کے چند غیر معمولی اعزازات بھی اسے عطا ہوئے اور روما کی پہلی بحری فتح کی یادگار میں ایک مینار فورم میں بنایا گیا جس میں فتح شدہ جہازوں کی چونچ آرائش کے طور پر لگا دی گئی تھی۔

بحری معرکہ آرائیاں

(۲۴۶) روما اب بحری جنگ کے لئے تیار تھا جزائر کرسیکا و سارڈی نیا میں قرطاجنہ کی موجودگی اسے سخت ناگوار تھی اس لئے وہاں ایک مہم[2] روانہ کی گئی اور قرطاجنہ کے سپہ سالار ہینی بال کو اس کے قبل مائی لی میں بھی ہزیمت ہوئی تھی مگر وہ سزا سے بچ گیا تھا۔ اس دوسری شکست کے بعد اس کا بچ جانا دشوار تھا اور خود اس کے باقی ماندہ سپاہیوں نے اسے صلیب پر

---

[1] (Column rostrata) پر جو کتبہ (لیمس ۶۰۹ ورڈورتھ صفحات ۴۲، ۱۲، ۱۷۰) اصل کتبے کی صحیح نقل خیال کیا جاتا ہے دیکھو شرمن صفحہ ۵۱۔

[2] ۲۵۹ ق م کارنی لیس سی پیو کی کانسل میں جس کے کتبے (ول مینس ۵۳۸ ورڈزورتھ ۶۰) میں اس کا ذکر ہے۔ تعجب ہے کہ پالی بیس نے خاندان سی پیو کے ایک رکن کے اس کارنمایاں کا ذکر نہیں کیا ہے دیکھو شرمن ۵۴-۵۵۔

چڑھا دیا۔ سسلی کی جنگ ۲۵۹ ق م تک جاری تھی لیکن روما کے قدم بمشکل جمے رہے۔ اسی زمانے کے متعلق ایک

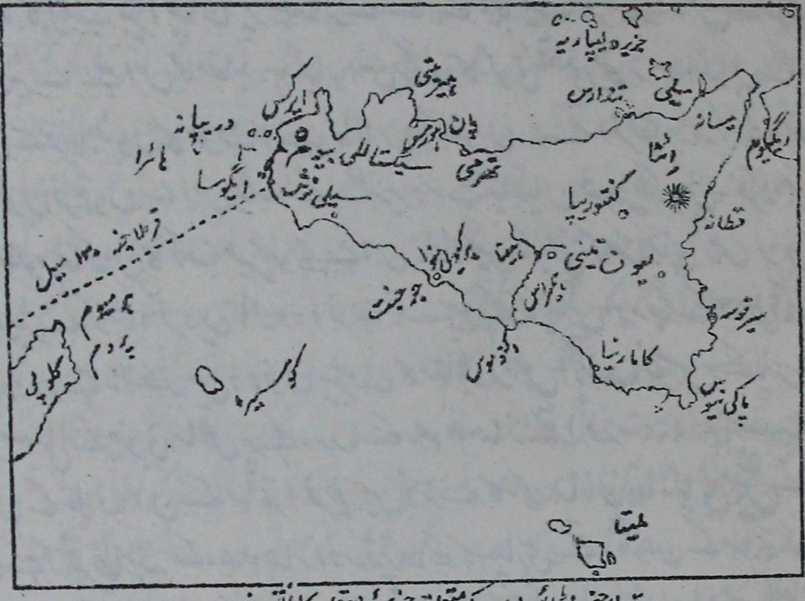
جزیرہ لیپاریہ
میلی
تنداریس
مسانہ
ریگیوم
اٹنا
گنتوریپا
قطانہ
سیرقوسہ
پاکی نیوس
کامارینا
تھرمی
پانورمس
سیگستا
للی بیم
ایرکس
دریپانہ
ایگوسا
سیلی نوس
قرطاجنہ ۱۲۰ میل
ہرمیوم
کلوپی
کوسیرہ
ملیتا

قرطاجنی لڑائیوں کے متعلق جزیرۂ صقلیہ کا نقشہ

مشتبہ روایت[1] ہے کہ اسیران جنگ اور غلاموں کی ایک جماعت نے جو روما میں جہازوں میں کام کرتے تھے یکایک بغاوت کر دی مگر ان کا راز افشا ہو گیا اور اس کا کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ یہ روایت غالباً بالکل مصنوعی نہیں اور اس سے کم از کم اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ روما کے جہازوں کے کھینے والوں میں زیادہ تر غلام اسیرانِ جنگ اور حلفا شامل تھے جو زبردستی بھرتی کر لئے گئے تھے اس کام سے ہر کس و ناکس کو نفرت تھی جہازرانی کے متعلق اعلیٰ درجے کے فرائض غالباً یونانیوں کے سپرد تھے ۲۵۸ ق م میں سسلی میں زیادہ تر محاصروں سے کام لیا گیا اور متعدد مقامات پر روما کا قبضہ ہو گیا۔ لیکن پانورمس پر روما کے کانسلوں کا قبضہ نہ ہو سکا۔ قرطاجنہ نے ڈریپانا کو مستحکم کر دیا اور سسلی کے مغربی گوشے میں اپنے مستحکم مقامات میں

---

[1] پالی بیس نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ آرسیس (۴، ۷، ۱۲) اور زوناراس (۸، ۱۱) نے غالباً لیوی اور ڈایون کیسیں سے اخذ کیا ہے۔

باب ۱۲

فوجوں کو جمع کر کے قوت حاصل کر لی۔ یہ اس کے ایک سپہ سالار مسمی ہمیل کار[۱۶] کی بدولت تھی جو ایگری گینٹم کے سقوط کے بعد بھیجا گیا تھا۔ سال مابعد (۲۵۷ ق م) میں روما کا ایک بیڑا لیپارا پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا گیا مگر ٹنڈارس کے قریب دشمن کے بیڑے سے اس کا مقابلہ ہو گیا۔ اس جنگ کا کوئی قطعی نتیجہ نہ ہوا مگر اہل روما کے دل سے قرطاجنیوں کا خوف اب جاتا رہا اُنھوں نے افریقہ پر حملہ کرنے کا قصد کر لیا دونوں فریقوں نے اس جنگ کے لئے زبردست تیاریاں شروع کر دیں۔ قرطاجنیوں کو معلوم تھا کہ ان کا ملک غیر محفوظ ہے اس لئے اُنھیں فکر تھی کہ سمندر ہی میں روما کے بیڑے کو تباہ کر دیں تاکہ وہ افریقہ تک پہونچنے نہ پائیں اور جنگ سسلی تک محدود رہے ۲۵۶ ق م میں دونوں بیڑوں کا مقابلہ راس ایکنومس کے پاس ہوا جو سسلی کے جنوبی ساحل پر ہے۔ روما کے ۳۳۰ جہاز تھے اور ۱۴۰۰۰۰ سپاہی اس کے علاوہ ان کے ساتھ افریقہ میں اُترنے کا بھی سامان تھا۔ پالی بیس[۱۷] نے بیان کیا ہے کہ قرطاجنہ کے ۳۵۰ جہاز اور ڈیڑھ لاکھ سپاہی تھے۔ مگر ان کے ساتھ کوئی سامان نہ تھا جس سے انھیں تردد ہو۔ فن جہاز رانی کی مہارت یا جہازوں کی نقل و حرکت سے اس جنگ میں زیادہ کام نہ لیا گیا اور روما کے منتخب سپاہیوں اور اس کے کوّوں کے مقابلہ میں یہ سب تدبیریں ہیچ تھیں جنگ کے ختم پر صورت حال یہ تھی کہ قرطاجنہ کے ۳۰ جہاز ضائع ہوئے اور ۶۴ چھین لئے گئے۔ روما کی طرف ۲۴ جہاز ضائع ہوئے اور دشمن کے ہاتھ ایک بھی نہ لگا۔ اس لئے آرام کرنے اور جہازوں کی مرمت کے بعد اُنھوں نے اپنا سفر پھر شروع کیا اور کلیپیا کے قریب لنگر کیا اس شہر پر اُنھوں نے ایک مختصر محاصرے کے بعد قبضہ کر لیا اور اس کو اپنی معرکہ آرائیوں کا مرکز بنایا اس کے بعد اُنھوں نے لوٹ مار شروع کر دی اور بہت سے مویشی اور غلام جمع کر لئے لیکن اسی اثنا میں روما سے حکم آیا کہ ایک کانسل اپنی فوج کو لیکر واپس چلا آئے۔ اس لئے ملیین

---

[۱۶] یہ شخص ہمیل کار بارکا نہ تھا۔

[۱۷] شمزمن کا بیان ہے (صفحہ ۲۶۵) کہ فوجوں کی جو تعداد بیان کی گئی ہے قابل وثوق نہیں ہے۔

روما واپس گیا اور نہ م اٹی لیس ریگولیس ۴۰ جہازوں اور ۵۵۰۰ اسپاہیوں کے ساتھ رہ گیا۔ اس نے پیش قدمی شروع کر دی اور تمام ملک کو تاخت و تاراج کر دیا قرطاجنہ کے سپہ سالار اپنی فوجوں سے اچھی طرح کام نہ لے سکے اور ریگولس نے انھیں ہزیمت دی۔ اکثر شہر لوٹ لیے گئے یا روما کے طرفدار بنائے گئے جنمیں سے ٹیونس تھا جو قرطاجنہ کے قریب ہے نیومیڈیا کے وحشی قرطاجنہ کے اکثر علاقوں میں لوٹ مار مچائے ہوئے تھے۔ شہر پناہ لیٹروں سے بھری ہوئی تھی اور محاصرے کی وجہ سے قحط کا اندیشہ تھا۔ اس اثناء میں ریگولس نے مصالحت پر آمادگی ظاہر کی اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ ریگولس کی یک سالہ میعاد ختم ہونے والی تھی اور حسب دستور دوسرا شخص اس کا جانشین ہونے والا تھا یہ شخص گو غریب تھا مگر اسے اپنی شہرت کا بہت خیال تھا اس لئے بجائے اس کے کہ اس کا جانشین قرطاجنہ کو فتح کر کے سرخروئی حاصل کرتا۔ اس نے یہ بہتر خیال کیا کہ خود قرطاجنہ کو اطاعت قبول کرنے پر آمادہ کرے تاکہ اس کا نام ہو۔ مگر اس نے حماقت سے شرطیں ایسی سخت پیش کیں کہ اس کا مطلب حاصل نہ ہو سکا مایوسی سے قرطاجنیوں کی ہمت بڑھ گئی اور وہ پھر مقابلے کے لئے تیار ہو گئے۔ اسی زمانے میں یونان کے کچھ اجیر سپاہی وہاں پہنچ گئے ان میں ایک شخص زین تھپس تھا جسے فن حرب میں کمال حاصل تھا۔ یہ شخص اسپارٹا کا باشندہ تھا اور اس کی نشو و نما اور تربیت اس شہر کے خاص ضبط کے تحت میں ہوئی تھی جو باوجود انحطاط اب تک قائم تھا اور شہرت رکھتا تھا۔ قرطاجنہ کی حربی تدبیروں میں جو اسقام تھے ان کو وہ فوراً سمجھ گیا اور وہاں کے لوگوں کا اعتماد حاصل کر کے فوج کے انتظام میں اس نے بہت سی اصلاحیں کیں۔ سپہ سالاروں نے اس کی ہدایتوں پر عمل کیا۔ جنگ ہموار زمین پر ہونے والی تھی اس لئے انھوں نے سواروں اور ہاتھیوں سے خوب کام لیا۔ اہل روما کو سخت شکست ہوئی اور ریگولس گرفتار ہو گیا ان میں سے صرف چند بچے اور کلیوپیا پہنچے زین تھپس قرطاجنیوں کے بغض و حسد سے واقف تھا اس لئے وہ اپنے وطن واپس چلا گیا۔ قرطاجنیوں نے کلیوپیا کا محاصرہ کیا مگر کچھ پیش نہ گئی اور مجبوراً واپس ہوئے۔ رومیوں نے ریگولس کی فوج کو واپس لانے کے لئے ایک بیڑا تیار کیا اور قرطاجنیوں نے بھی ان کو روکنے کے لئے ایک

بیڑا تیار کیا۔ لیکن روما کے بیڑے میں ۲۰۰ سے ۳۵۰ تک جہاز تھے۔

راس ہرمائی کے پاس انھیں کامل فتح حاصل ہوئی اور جہاز بھی اُنھوں نے چھین لئے اس کے بعد اُنھوں نے کلیوپیا کی فوج کو اپنے ساتھ لے لیا اور سسلی کے جنوبی ساحل کے مقامات پر ٹھہرتے ہوئے روما روانہ ہوئے ان کے ناخداؤں نے جو غالباً یونانی تھے انھیں متنبہ کر دیا کہ موسم اچھا نہیں اور طوفان کا خوف ہے مگر کانسل اس "بحری مظاہرہ" سے باز نہ آئے راس پاکی نس کے پاس جب وہ پہونچے تو طوفان ان کے سر پر آپہونچا تمام ساحل لاشوں اور جہاز کے ٹوٹے ہوئے تختوں سے پٹ گیا اور جہازوں میں سے صرف ایک ربع بچ سکے۔ پالی بس نے اس واقعے پر بہت کچھ خامہ فرسائی کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اہل روما کا عزم اس قدر زبردست تھا کہ انھیں فطرت کی قوتوں کی بھی پروا نہ تھی۔ اس دردناک واقعے کے بعد ۲۵۵ میں کوئی اور اہم واقعہ نہ ہوا قرطاجنہ کو اس سے خوشی ہوئی۔ مگر مصالحت کی ابھی کوئی امید نہ تھی۔

(۲۵۴) قرطاجنہ سے ہاس دروبال سسلی روانہ کیا گیا اس کے ساتھ ۱۴۰ ہاتھی تھے اور جتنے سپاہی جمع ہو سکتے تھے سب اس کے ساتھ کر دئے گئے۔ ریگولس کو جس جنگ میں شکست ہوئی اس میں ہاتھیوں سے کام لیا گیا تھا اور اس وقت سے روما کے لشکری جانوروں سے بہت ڈرتے تھے اس وجہ سے چار سال تک بری جنگوں میں وہ ہمت سے نہ لڑ سکے۔ جانبین نے نئے بیڑے تیار کئے۔ رومی خصوصاً بہت سرگرم تھے ۲۵۴ میں قرطاجنیوں کے زبردست مقام پانورمس پر خشکی اور سمندر دونوں طرف سے حملہ کیا گیا۔ اس کے ایک حصے پر دھاوا کر کے قبضہ کر لیا گیا اور دوسرے نے اطاعت قبول کر لی۔ یہ کام نہایت ہوشیاری سے ہوا اور ایک محافظ فوج وہاں رکھ دی گئی ۲۵۳ میں روما کا بیڑا لوٹ مار کی غرض سے افریقہ روانہ ہوا اور اس خلیج میں داخل ہوا جو چھوٹی سرٹس کے نام سے مشہور ہے۔ مگر ان خطرناک سمندروں میں صرف چند قرطاجنی ناخدا جہاز رانی کر سکتے تھے اور بیوقوف رومی اپنی حماقت سے اپنے جہاز لیکر خشکی پر چلے گئے۔ اس لئے مجبور ہو کر اُنھوں نے اپنا بھاری سامان خشکی پر پھینک دیا

باب ۲۲

اور جب پھر باڑھ آگئی تو جہاز لیکر واپس بھاگے۔ **پانورمس** پہونچکر انھوں نے روما کا رخ کیا مگر پھر طوفان میں پھنسے جس میں ان کے ۱۵۰ یا قریب نصف جہاز ضائع ہو گئے۔ ان کے دانت اب کھٹے ہو گئے تھے اس لئے اب جہاز سازی سے کچھ روز کے لئے باز آئے اور سسلی سے سلسلۂ آمد و رفت قائم رکھنے کے لئے ایک چھوٹا سا بیڑا رکھ چھوڑا۔ اس سے قرطاجنہ کی ہمت بڑھ گئی سسلی میں اس کی فوج جنگ کے لئے ہر طرح سے تیار تھی اور اس کا بیڑا بھی زبردست تھا۔ مگر سمندر میں اسے کامل تفوق حاصل نہ تھا جس کی طرف **پالی بیس** نے اشارہ کیا ہے کیونکہ وہ سمندر کی راہیں روما کے لئے بند نہ کر سکا ۲۵۲ ق م اور ۲۵۱ ق م میں روما کا قبضہ جن مقامات پر ہوا وہ سب ساحل پر واقع تھے۔ ان میں لپارا کا جزیرہ اور شہر بھی شامل تھا۔ اسی اثنا میں (۲۵۱ ق م) **ہاس دروبال** نے **پانورمس** کی طرف پیش قدمی کی جہاں **کائی کی لیس میٹی لیس** سپہ سالار تھا۔ اس نے اپنی فوج کی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں بھیجکر ہاتھیوں والی فوج کو شہر کے قریب آنے کی ترغیب دی اور جب ہاتھی قریب آگئے تو ان پر جلتے ہوئے مشعل پھینک کر بھڑکا دیا جس سے وہ دیوانہ وار اپنی فوج کی طرف بھاگے اور اسے تتر بتر کر دیا۔ رومیوں نے اسی وقت پراگندہ حال قرطاجنی فوج پر حملہ کر دیا[1] اور سخت کشت و خون کے بعد اسے شکست دی۔ مال غنیمت میں تمام ہاتھی بھی شامل تھے جو بڑے بڑے بہتے ہوئے تختوں پر آبنائے کے پار بھیجدئے گئے اور روما میں **میٹی لس** کے جشن فتح میں شریک کئے جانے کے بعد عوام شہر کو خوش کرنے یا خوراک بچانے کے لئے قتل کر دیئے گئے۔ **ہاس دروبال** کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ **قرطاجنہ** بلا لیا گیا اور وہاں صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ اسی زمانے کے متعلق ایک قصہ مشہور ہے کہ قیدیوں کے مبادلے کے لئے ایک سفارت[2]

---

[1] یہ جنگ ۲۵۰ ق م میں ہوئی۔ میٹی لس نے ستمبر میں بحیثیت پروکانسل جشن فتح منایا۔ خاندان میٹی لی کے سکوں پر ہاتھی کی تصویر اکثر ہوتی ہے۔

[2] خلاصوں سے معلوم ہوتا ہے کہ لیوی (۱۸ و ۱۹) نے اس سفارت کو پانورمس کی جنگ کے قبل بتایا ہے مگر کوئی صحیح نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا۔ شرمن نے اس پر صفحات ۹۰-۹۹ میں بحث کی ہے۔

قرطاجنہ سے آئی تھی جس کے ساتھ ریگولس بھیجا گیا تھا جس نے واپس آنے کا حلف اٹھایا تھا اس نے اپنے ہم قوموں کو متنبہ کر دیا کہ قرطاجنہ سے کبھی صلح نہ کی جائے۔ اپنے قول کے مطابق وہ قرطاجنہ واپس گیا اور وہاں سخت اذیت سے قتل کیا گیا۔ زمانہ مابعد کے شاعروں اور فصحا نے اس قصے میں اسے سبق آموز بنانے کے لئے بہت کچھ رنگ آمیزی کی ہے مگر اس کے اصل واقعات صحیح معلوم ہوتے ہیں۔ پالی بیس نے اس قصے کو بیان نہیں کیا ہے۔

للی بے ایم

(۸۴۴) اب ہم سنہ ۲۴۹-۲۵۰ میں پہنچ گئے جس میں جنگ کی آخری منزل شروع ہوتی ہے للی بے ایم کا محاصرہ اس کا اہم ترین واقعہ ہے کیونکہ جتنی جنگی کارروائیاں ہوئیں سب اس قلعے کی محافظت یا حملہ آوری سے متعلق تھیں۔ کانسلوں نے اولاً محاصرہ کے لئے دمدمے بنائے اور معمولی قلعہ شکن آلات سے کام لیا۔ مگر کچھ روز کے بعد محصوروں کا پلہ بھاری ہو گیا جن کا سردار ہمیلکو تھا۔ خونریزی بہت ہوئی رومیوں کے لئے یہ بھی ممکن نہ تھا کہ قرطاجنی ناخداؤں کو اس بندرگاہ میں آنے جانے سے روک دیں کیونکہ وہ اس خطرناک ساحل کی کھاڑیوں اور زیر آب پہاڑیوں سے بخوبی واقف تھے۔ شہر میں امدادی فوجیں بھی پہنچ گئی تھیں جس کی وجہ سے رومیوں کو اپنے قدم جمے رکھنے میں سخت دقت ہوئی۔ دشمنوں کا ایک کپتان من نا نے جب چاہتا بندرگاہ میں آتا اور چلا جاتا جس سے ناکہ بندی ناممکن ہو گئی مگر حسن اتفاق سے ایک نہایت تیز جہاز ان کے قبضے میں آ گیا جس سے کامیابی کی کچھ صورت ہو گئی۔ مگر ایک طوفان آیا جس سے ان کے دمدمے تباہ ہو گئے اور جو بچ گئے انھیں محصوروں نے جلا دیا۔ اس کے بعد[1] انھوں نے ناکہ بندی پر قناعت کی۔ سال مابعد (سنہ ۲۴۹) میں بھی رومیوں کو زک ہوئی۔ کانسل پب کلاڈیس پل چر اپنا بیڑا لیکر بوقت شب اس نیت سے روانہ ہوا کہ فنیقی بیڑے پر جو ڈریپانا کے بندرگاہ میں تھا یکایک حملہ کر کے اسے تباہ کر دے مگر نتیجہ امید کے خلاف تھا۔ قرطاجنیوں کو اس کے آنے کی

---

[1] رومی لشکرگاہ میں بیماری کی وجہ سے بہت سی موتیں ہوئیں۔ غلہ بھی کم ہو گیا تھا اور زیادہ گوشت کھانے سے وبا پیدا ہو گئی۔

باب ۲۲

اطلاع ہو گئی اور **آدربال** کی فراست اور مہارت فن کی وجہ سے قرطاجنیوں کو پوری فتح حاصل ہوئی۔ کانسل اپنے باقی ماندہ[1] جہازوں کے ساتھ بچ نکلا مگر اس کے ۹۳ جہاز دشمن کے قبضے میں آ گئے۔ اس کے متعلق ایک روایت مشہور ہے جسے **پالی بیس** نے بیان نہیں کیا ہے۔ **کلاڈیس** کو ان آنے والے مصائب کی اطلاع شگونوں کے ذریعے سے ہو گئی تھی کیونکہ متبرک مرغوں نے کھانا چھوڑ دیا تھا مگر اس نے اس شگون کی پروا نہ کی اور اپنے بیڑے کو تباہ کرا دیا۔ روما واپس آنے پر اس پر مجلس عامہ میں مقدمہ چلایا گیا اور ایک رقم خطیر بطور جرمانہ اس پر عائد کی گئی۔

قرطاجنی امیر البحر نے اب ایک جوابی حملہ کیا اس نے **کارتھالو** کو ایک بیڑے کے ساتھ **للی بے ایم** بھیجا جہاں روما کے جہاز لنگر انداز تھے اس نے ان جہازوں میں سے اکثر کو جلا دیا یا چھین لیا جس سے رومی بیڑے کے جہازوں کی تعداد بہت کم ہو گئی۔ روما کی مغربی فوجوں کے لیے ایک بیڑا رسد لا رہا تھا اس لیے **کارتھالو** جنوبی ساحل کی طرف سے اس بیڑے کو روکنے کے لئے روانہ ہوا۔ اس نے اس کے اگلے حصے کا تعاقب کیا اور چند جہاز چھین لئے اس کے بعد وہ اصل بیڑے کے تعاقب میں روانہ ہوا جو **ل جونیس پولس** کے زیر کمان تھا۔ جونیس کا حشر اس کے ہم عہدہ سے بھی برا ہوا۔ **کارتھالو** نے اسے **راس پاکی نس** کی طرف خشکی کی سمت بھگا دیا اور خود اپنے ناخداؤں کے مشورے کے بموجب راس کی دوسری جانب چلا گیا جہاں کا پانی طوفان خیز نہ تھا۔ رومی بدقسمتی سے طوفان میں پھنس گئے کیونکہ وہ جس ساحل پر تھے اسی طرف ہوا کا رخ تھا۔ ان کا بیڑا بالکل تباہ ہو گیا مگر جہازیوں میں سے بعض بچ نکلے **للی بے ایم** کی محاصرہ کن فوج کو خشکی کے ذریعے رسد پہنچانے کی ضرورت ہوئی کیونکہ روما اس وقت مالی مشکلوں میں مبتلا تھا اور چونکہ بیڑوں کے بنانے سے کوئی نفع نہیں ہوا تھا اس لئے اس نے جہازوں کی تعمیر موقوف کر دی۔ قرطاجنہ کے لئے

---

[1] دوسری روایت ڈاوڈورس کی ہے جس نے بیان کیا ہے کہ روما کے ۱۱۷ جہاز اور بیس ہزار آدمی ضائع ہوئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس جنگ کی روایات میں باہم کس قدر اختلاف ہے۔

باب ۱۲

اب موقع تھا کہ سمندر سے روما کے جہازوں کو خارج کر دے اور اطالیہ اور سسلی کے درمیان ذرائع آمد و رفت کو منقطع کر دے۔ مگر اس طرف اس نے توجہ نہ کی اور یہ زرین موقع اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔

ہیمل کار

(۲۴۹) روما میں ایک ڈکٹیٹر مقرر ہوا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ بیرونِ ملک کی مہموں کے لئے اس عہدے پر تقرر ہوا مگر اس کا کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ **جونیس** نے اپنی فوج کو فوری نقل و حرکت سے شہر **اَرِکس**[1] پر قبضہ کر لیا۔ یہ شہر **درپانا** کے عقب میں ایک پہاڑ پر واقع ہے اور یہاں ایک مندر بھی تھا۔ اہل روما کا استقلال قابل تحسین تھا مگر **ڈریپانا** اور **للی بے ایم** کا محاصرہ محض بے سود تھا کیونکہ دونوں مقامات میں سمندر سے رسد پہونچتی تھی۔ ۲۴۸ ق م اسی طرح سے گزارا رہا تو نے جنوبی اطالیہ کے کئی مقامات پر لوٹ مار کی غرض سے یورشیں کیں۔ مگر ان مہموں کا کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ تنخواہ کے بروقت ادا نہ ہونے کی وجہ سے اس کے اجیر سپاہی باغی ہو گئے۔ ان کے سرغنے غیر آباد جزیروں میں چھوڑ دئے گئے یا قرطاجنہ بھیج دیے گئے مگر باوجود اس کے بغاوت فرو نہ ہو لی۔ اس لئے امن قائم کرنے کے لئے ان سپاہیوں میں سے اکثر قتل کر دئے گئے یا سمندر میں پھینک دئے گئے۔ روما اس اثنا میں اپنے تعلقات کو سیراکیوز سے مضبوط کر رہا تھا۔ ۲۴۷ ق م میں قرطاجنیوں نے ہیمل کار بارکاس کو سسلی میں اپنا سپہ سالار مقرر کیا۔ ابھی تک اس سے کوئی کارِ نمایاں سرزد نہ ہوا تھا مگر اس کی قابلیت ایک حد تک ثابت ہو چکی تھی اس وقت اس کے سپرد یہ کام تھا کہ گو قرطاجنہ کی فوجی حالت نہایت سقیم[2] تھی مگر کسی صورت سے اسے تباہی سے بچائے اپنے ملک کی حکومت سے وہ اس وقت یہ امید نہ کر سکتا تھا کہ وہ بحری جنگ میں کوئی خاص سرگرمی ظاہر کرے گی

---

[1] پالی بیس کا بیان ہے کہ اس نے شہر پر جو دامن کوہ میں تھا قبضہ کر لیا اور مندر پر بھی جو پہاڑی کی چوٹی پر تھا مگر محافظ فوجیں صرف مندر اور پہاڑ کے دامن میں رکھیں۔ مندر میں جو ناکہ تھا غالباً چند گالیوں کے سپرد کر دیا گیا تھا جو قرطاجنی فوج کو چھوڑ کر روما سے مل گئے تھے۔ انھیں کا ذکر غالباً زونور اس نے کیا ہے۔ (۸، ۱۶)

[2] بیان کیا گیا ہے کہ قرطاجنیوں کے بعض اجیر گالی سپاہی ان کے سلوک سے ناراض ہو کر روما سے جا ملے

باب۲۲

اس کے علاوہ قرطاجنہ کے اجیر سپاہی روما کے لشکریوں کے مقابلے میں ہیچ تھے جنھیں اب ہاتھیوں کا مطلق ہراس نہ تھا اس کے لئے صرف یہ ممکن تھا کہ بے قاعدہ جنگ کا سلسلہ شروع کر دے اس نے یہی کیا اور اس جنگ کو اپنی ہمت اور کمال فن سے پانچ سال تک طول دیا۔ اطالیہ کے سواحل کو تاخت و تاراج کر کے اس نے یکایک ہرکیٹی[۱] پر قبضہ کر لیا جو پانورس کے زرخیز میدان کے اوپر چونے کے پتھروں کا ایک قدرتی اور دشوار گزار قلعہ تھا اطالیہ کے سواحل پر بھی وہ وقتاً فوقتاً یورشیں کرتا رہتا تھا۔ ان کامیابیوں سے اس کی امید بڑھ گئی اور مغرب کی طرف رخ کر کے اس نے شہر ایریکس پر قبضہ کر لیا۔ یہاں اس کے اوپر اور نیچے روما کی فوجیں تھیں اور ڈری پانا کا محصور شہر بھی وہاں سے نظر آتا تھا محاصروں کا ایک پیچیدہ سلسلہ اب شروع ہو گیا اور جتنا وقت گزرتا گیا یہ معلوم ہونے لگا کہ جب تک کہ ایک فریق بحری تفوق حاصل کر کے دوسرے کے ذرائع آمد و رفت کو منقطع نہ کر دے یہ مصیبتناک طولانی جنگ جاری رہے گی۔ دونوں فریق خستہ حال تھے۔ روما کا خزانہ خالی تھا[۲] مگر اس کے حب قوم سے ایک نئی صورت پیدا ہو گئی۔ دولت مند اہل روما نے فرداً فرداً یا دوسروں کے ساتھ ملکر دو سو جنگی جہاز جدید ترین[۳] نمونے کے تیار کراوئے۔ یہ گویا قدیم جنگی محصول تھا جو ان لوگوں نے بطیب خاطر اپنے اوپر عائد کر لیا تھا اور اس کی ادائی بوقت فتح ہو سکتی تھی۔ یہ بیڑا ۲۴۲؁ میں جنگ کے موسم کے شروع ہونے تک تیار ہو گیا اور کانسل گایس لوٹاٹیس کیٹلس نے جو سپہ سالار تھا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ اور روما کے بحری قزاقوں کے جہاز افریقہ کے سواحل پر بغیر کسی روک ٹوک کے لوٹ مار کرتے تھے۔

[۱] مان ٹی بیلیگ رینو۔

[۲] پلینی (تاریخ نیچر ۳۳، ۴۴) بیان کرتا ہے کہ سکہ آس گھٹا کر ایک سیکسٹنس (۲ آن کی اے) کے وزن کے مساوی کر دیا گیا جو پرانے آس کے وزن کا ۱/۶ تھا اس کے قبل بھی آس کا وزن گھٹایا گیا تھا غالباً ۲۶۹؁ء میں جب چاندی کے سکے پہلی مرتبہ ڈھالے گئے۔ اس وقت اس کا وزن ۴ آن کی اے کر دیا گیا تھا دیکھو فہرست مضامین سکہ جات۔

[۳] پالی بیس یکم ۵۹۔

باب ۲۲

اس کو قابل کار بنانے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ اس نے **ڈری پانا** کے بندرگاہ پر قبضہ کرلیا جسے **قرطاجنیوں** نے کاہلی یا بے پروائی سے چھوڑ دیا تھا۔ اسی اثنا میں اسے خبر ملی کہ ایک قرطاجنی بیڑا **ہینو** کے زیر کمان آرہا ہے اور مقدس جزیرے (ہیرا) کے قریب پہونچ گیا ان جہازوں میں **ایرکس** کے سپاہ کے لئے رسد تھی مگر ہمراہی فوج قابل کار نہ تھی۔ ہینو کی تدبیر یہ تھی کہ ایرکس کے لنگرگاہ میں گھس جائے اور اپنا سامان اتار کر ہمیل کار اور اس کے کچھ سپاہیوں کو جہازوں پر بٹھالے۔ اس کے بعد اگر کچھ ضرورت ہو تو جنگ کے لئے تیار ہو۔ **لوٹاٹیس** اس کے منصوبوں کو تاڑ گیا اور ان کو خاک میں ملادینے کا تہیہ[1] کرلیا۔ جزیرۂ **ایگوسا** میں پہونچکر وہ دشمن کا منتظر رہا۔ اس کے جہاز بالکل درست تھے اور جہازی اور سپاہی اپنے کام میں مشاق۔ صبح کو ہوا تیز ہوگئی اس کا رخ دشمنوں کے موافق تھا اور رومیوں کے مخالف۔ دشمن بے خوف وخطر آگے بڑھتے رہے۔ کانسل ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھا کیونکہ اسے خوف تھا کہ کہیں باد مخالف کی وجہ سے یہ موقع ہاتھ سے جاتا نہ رہے۔ قرطاجنی جہازوں کے بادبان اور مستول نیچے کردیے گئے اور دونوں بیڑوں میں جنگ شروع ہوگئی مگر قرطاجنہ کی حکومت کی مہمل انگاری یا بے پروائی کے سبب سے اس کے جہاز، سپاہی، ملاح سب ادنی قسم کے تھے۔ رومیوں نے ان کے پچاس جہاز ڈبو دیے، ستر جہاز چھین لیے اور دس ہزار آدمیوں کو قید کرلیا باقی ہوا کے موافق ہونے کی وجہ سے بچ نکلے اس شکست سے جنگ ختم ہوگئی۔ بقول **پالی بیس** دونوں مرغوں میں سے ایک ادھ موا ہوگیا۔

صلح

(۲۵۰) قرطاجنہ کی حکومت نے حسرت و یاس کے ساتھ مصالحت کی گفتگو شروع کی اور دانشمندی سے ہمیل کار کو روما سے گفت وشنید کرنے کے پورے اختیارات دیے تاکہ وہ اپنے ملک کے لئے بہترین شرائط حاصل کرسکے۔ ہینو کو تو انھوں نے صلیب پر چڑھا دیا۔ **لوٹاٹیس** بھی مصالحت پر آمادہ تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کا ملک بھی خستہ حال ہے اور یہ اس کی آخری کوشش تھی اس کے علاوہ قرطاجنہ پر جلد قبضہ ہونے کی بھی کوئی امید نہ تھی اور اگر فتح بھی ہوتی تو اس کا سہرا اس کے جانشین کے سر ہوتا۔ ہمیل کار

---

[1] یہ جنگ جزیرہ ایگوسا (ad Aegates in sulas) ۱۰ مارچ ۲۴۱ کو ہوئی۔ لوٹاٹیس اس وقت بھی کانسل تھا کہ قونسلی کا سال اس زمانے میں یکم مئی سے شروع ہوتا تھا (دیکھو فقرہ ۷۵)۔

بھی باوجود اپنے کمال فن کے سسلی میں بند تھا اس لئے کچھ کر نہ سکتا تھا۔ اس لیئے اس نے اطاعت قبول کرنا مناسب خیال کیا اور حسب ذیل شرطیں منظور ہوئیں۔

(۱) قرطاجنہ سسلی کا تخلیہ کر دے۔

(۲) سیراکیوز سے جنگ نہ کرے۔

(۳) رومی قیدیوں کو بغیر فدیہ لینے کے رہا کر دے۔

(۴) روما کو ۲۰ سال میں ۲۲۰۰ ٹیلینٹ (مساوی پانچ لاکھ پونڈ) ادا کرے۔

قرطاجنی قیدیوں[1] کی رہائی کے بارے میں بھی کوئی فقرہ اس عہد نامے میں ضرور ہوگا اور ایک روایت میں اس کا ذکر بھی ہے لیکن یہ عہد نامہ اہل روما کی توثیق کا محتاج تھا۔

عہد نامے کا مسودہ روما روانہ کیا گیا مگر وہاں لوگوں کو اس کے متعلق شبہ ہوا اس لئے دس کمشنر اس پر غور کرنے اور **کیٹیلس** کے مشورے سے جملہ معاملات کو طے کرنے کے لئے روانہ کئے گئے۔ انھوں نے تاوان جنگ کو بڑھا کر ۳۲۰۰ ٹیلینٹ کر دیا اور اس کی ادائی کی میعاد کو گھٹا کر دس کر دیا۔ تخلیہ کے فقرے میں انھوں نے ان جزائر کا بھی اضافہ کر دیا جو سسلی اور اطالیہ کے درمیان تھے۔ اس طور پر ۲۴۱ ق م میں صلح ہو گئی۔ قرطاجنہ کی فوجیں **للی بے ایم** بلا لی گئیں اور وہاں سے مختلف ٹکڑیوں میں جہازوں پر قرطاجنہ روانہ کر دی گئیں۔ بغیر کسی تنخواہ اور رسد کے یہ لوگ مردانہ وار قرطاجنہ کے لئے لڑے تھے اور یہ سب ہیمل کار کی وجہ سے تھا۔ یہ لوگ اب اپنے انعام کے منتظر تھے اس لئے اس نے حکومت قرطاجنہ کو موقع دیا کہ ان کے دعووں کا تفصیل کے ساتھ تصفیہ کرے۔

فریقین کا مقابلہ

(۲۵۱) پالی بیس کا خیال ہے کہ دوسری جنگ **فینقی** کے بہ نسبت پہلی جنگ فینقی سے جس میں جزیرہ سسلی ما بہ النزاع تھا دونوں فریقوں کے خصائص اور ذرائع کا زیادہ اندازہ ہو سکتا ہے۔ اس کا یہ خیال بالکل صحیح ہے۔ فینقی سپہ سالار بصورت کامیابی اپنے عہدوں پر سال ہا سال تک بحال رہتے تھے۔ برخلاف اس کے روما کے سپہ سالار

---

[1] زوناراس (۸، ۱۷) جس نے ڈائیون کے واسطے سے لیوی سے نقل کیا ہے۔

باب ۲۲

ہر سال بدلے جاتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ ایک کانسل اپنے فرائض سے عین اس وقت سبکدوش کر دیا جاتا جب کہ وہ اپنے کام سے بخوبی واقف ہو جاتا اور سپاہی اس سے روشناس ہو جاتے۔ سپاہ کے لحاظ سے روما کو یقیناً فوقیت حاصل تھی مگر یہاں بھی فوجی ملازمت کی مدت کے یک سالہ ہونے کی وجہ سے اعلیٰ درجے کی تجربہ کاری پیدا نہ ہو سکتی تھی۔ اس طریقۂ عمل کی خفیف سی جھلک اس وقت معلوم ہوتی ہے جبکہ ریگولس ناکافی فوج کے ساتھ افریقہ میں رہ گیا تھا۔ اطالیہ کے کسان بیرونجات میں فوجی ملازمت پسند نہ کرتے تھے اور فوج کے صرف ایک نصف[۵۷] کو ہر سال خدمت سے سبکدوش کرنے سے سپاہ کو اطمینان نہ ہوا۔ یہ بھی قرین قیاس ہے کہ بمقابلہ حلفا کی امدادی فوجوں کے شہریان روما کے ساتھ رعایت کا سلوک ہوتا ہو۔ یونانیوں سے غالباً ایسے امور میں جن میں فراست کی ضرورت تھی دونوں فریق مدد لیتے تھے۔ اکثر مورخ روما کی بحری فتوحات کو یونانیوں سے منسوب کرتے ہیں جہاز سازی اور جہاز رانی کی حد تک ہم بھی اسے تسلیم کر سکتے ہیں۔ مسالیہ نیوپولس، ٹارینٹم، سیراکیوز اور متعدد دیگر قدیم و جدید یونانی حلیفوں نے روما کو بہت کچھ مدد دی لیکن لڑنے والے سپاہی رومی تھے اور خرچ بھی روما نے اپنی گرہ سے کیا۔ پالی بیس نے بیان کیا ہے کہ قرطاجنہ کے ۵۰۰ اور روما کے ۷۰۰ جہاز اس جنگ میں ضائع ہوئے مگر نہ تو یہ سب ۷۰۰ جہاز روما کے تھے اور نہ جو سپاہی ان کی فوج کے ضائع ہوئے سب ان کے ہم قوم تھے۔ رومانی بحری فوج کا تفوق قابل تعجب نہیں بلکہ قابل تعجب قرطاجنہ کی بحری فوج کی کمزوری ہے جیسا کہ ہم نے اس کے قبل بھی بتایا ہے۔ اس جنگ سے روما کی طرف سے کوئی امر عجیب ظہور میں نہیں آیا البتہ قرطاجنیوں کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ جب تک کہ کوئی بحری فوج جنگ کے معیار پر پوری اتر نہ سکے اور عند الموقع اس سے دلیری سے کام نہ لیا جائے اس کا قائم رکھنا عبث ہے۔

---

[۵۷] غالباً یہ صحیح ہے گو اس کے لئے کوئی راست شہادت نہیں ہے۔ ریگولس کے ساتھ افریقہ میں فوج چھوڑ دی گئی تھی اور للی بے ایم کا محاصرہ ایک عرصے تک قائم رہا۔ ان دونوں صورتوں میں فوج کو ایک موسم سے زیادہ خدمت انجام دینی ہوئی ہوگی۔

باب ۲
سسلی کے
معاملات کا تصفیہ

(۲۵۲) جزیرۂ سسلی اب دو غیر مساوی حصوں میں منقسم ہو گیا یعنی ہیرو کی سلطنت جو مشرق اور جنوب مشرق میں تھی۔ روما نے اس کی آزادی کو برقرار رکھا اور اپنے اس وفادار حلیف کی جس کا وہ مرہون منت تھا ہر طرح دل جوئی کی۔ جزیرے کا باقی حصہ سلطنت روما میں شامل ہو گیا جس سے حکومت کے لئے ایک نیا مسئلہ پیدا ہو گیا کہ ایک ماوراء البحر ضلع پر جسے اپنی حالت پر چھوڑ دینا مناسب نہ تھا کس طرح حکومت کی جا سکتی ہے ہمیں معلوم نہیں کہ ابتداءً کیا انتظامات کئے گئے مگر اتنا معلوم ہے کہ ایک قدیم رومی اصول کو وسعت دیکر اس مسئلے کو حل کیا گیا۔ یہ اصول یہ تھا کہ کوئی فرض عامہ کسی عہدہ دار پر بطور اس کے حیطۂ اقتدار یا سررشتہ (Provincia) کے عائد ہو سکتا تھا دستوری نظائر کے لحاظ سے یہ ضروری تھا کہ میعاد حکومت میں اسے اپنے سررشتہ میں وسیع اقتدارات ہوں اور اس کی مدت حکومت یک سالہ ہو۔ اسی نہج پر سسلی روما کے ایک عہدہ دار کا سررشتہ ہو گیا یہ گویا روما کی شہنشاہی کا سنگ بنیاد تھا۔ قیاس[1] کیا گیا ہے کہ زمانہ ابتدائی کے صوبہ دار یا تو پریٹر کے نامزد کردہ ہوتے یا مجلس عامہ سے اس خاص غرض کے لیے ان کا انتخاب ہوتا۔ صوبہ دار کی ہدایت کے لئے سینیٹ کے زیر ہدایت کوئی منشور یا حکم نامہ ضرور تیار ہوتا ہو گا اس صوبے کی تمام بستیوں کی سیاسی حالت یکساں نہ تھی۔ مثلاً مسانا نے روما کو بطور محافظ بلایا تھا پانورمس پر دھاوا کر کے قبضہ ہوا تھا اور للی بے ایم روما کو شرائط صلح کے ذریعے سے ملا تھا۔ بالعموم مقامی حکومتیں قائم رکھی گئیں اور دولتمند شہری ذی اقتدار کر دیئے گئے۔ سالانہ پیداوار کا ایک عشر بطور خراج وصول کیا جاتا تھا کیونکہ روما نے اب اپنی رعایا سے خراج وصول کرنا شروع کر دیا تھا۔ بندرگاہوں پر کروڑگیری کا محصول بھی وصول کیا جاتا تھا۔ مگر یہ ہر دو قسم کے محاصل حکومت ہائے سابقہ کے زمانے میں بھی وصول کئے جاتے تھے اپنی بستی کے باہر تجارت کرنے اور جائداد رکھنے (Conwercium) کا حق صرف چند خاص بستیوں کو عطا کیا گیا جو جنگ کے آغاز میں روما کی شریک ہو گئی تھیں

---

[1] دیکھو مارکوارٹ (Stvw) جلد ۲۴۳۔

[2] مثلاً کینٹوریپا۔ مامسین کا خیال ہے کہ اس شہر کے ساتھ رعایت اس لئے کی گئی کہ سیراکیوز کی سرحد پر نگرانی رکھے۔

حق مناکحت کے عطا ہونے کے متعلق شبہ ہے۔ ہر قسم کے انتظام صوبہ دار کے زیر نگرانی تھے۔ اور اگر وہ اہل صوبہ پر ظلم کرتا تو انھیں اس کے خلاف کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ لیکن سینیٹ کا ضمیر اس وقت تک معطل نہیں ہوا تھا اور اسے روما کے مفاد کا خیال تھا۔ اس کے علاوہ اگر کوئی صوبہ دار سلطنت کے مفاد کو نقصان پہونچاتا تو کوئی نہ کوئی **ٹری بیون** اس پر مجلس عامہ میں ضرور مقدمہ چلاتا۔ روما کو اس وقت تک بحیرۂ روم کے ممالک میں کامل تفوق حاصل نہیں ہوا تھا۔ اس لئے اس پر لازم تھا کہ اپنی رعایا کے فلاح و بہبود کا خیال رکھے تاکہ وہ اپنی حالت پر قانع رہے۔ صوبہ سسلی کے انتظامات جس قدر قابل تحسین کہ اس ابتدائی زمانے میں تھے پھر کبھی نہ ہوئے۔

قرطاجنہ

۲۵۳) جنگ مذکورۂ بالا کے حالات روما اور یونان کے مورخوں کے لکھے ہوئے ہیں جو قرطاجنہ کے موافق نہ تھے اس لئے ان کی صحت میں شک کرنا بیجا نہیں ہے مگر نظر غائر سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ روما کی حکومت اس زمانے میں قرطاجنہ کی حکومت سے بہتر ضرور تھی۔ روما اور اس کے محکوم حلیفوں کے تعلقات خوشگوار تھے اور ہم نسل ہونے کی وجہ سے یگانگی بھی تھی۔ اس کے علاوہ روما کوئی تجارت پیشہ قوم نہ تھی کہ اپنے محکوموں سے تجارتی منافع کی امید رکھتی اس کی حکومت ایمانداری پر مبنی تھی کیونکہ سیم و زر کی پرستش ابھی وہاں شروع نہ ہوئی تھی اس لئے اس کے شہری قانع تھے اور ان میں یکجہتی تھی۔ **قرطاجنہ** کی حالت بالکل برعکس تھی جہاں دو مخالف جماعتیں جنگ فنیقی ثانی کے آغاز میں موجود تھیں مگر یہ اختلافات عرصے سے قائم ہوں گے اور پہلی جنگ کے زمانے میں بھی موجود ہوں گے **ہیمل کار بارکاس** نے پانچ سال (؁۲۴۷ تا ؁۲۴۲) تک روما کا نہایت جرأت سے مقابلہ کیا مگر اس کے ساتھ سخت سرد مہری کا برتاؤ ہوا۔ ایک مقام پر ذکر آیا ہے۱؎ کہ افریقہ کے اندرون ملک والے باشندوں کے خلاف ایک زبردست فوج بھیجی گئی تھی۔ اس کا سپہ سالار **ہینو** تھا جو زمانہ مابعد میں ہینو اعظم کے نام سے مشہور ہوا اور قدامت پسند یا اراکین سینیٹ کی جماعت کا سرغنہ تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس جنگ میں اس نے اپنے ملک کو صرف عظمت حاصل کرنے یا فوج کو مشغول رکھنے کے لئے پھنسا دیا تھا حالانکہ عین اسی زمانہ

۱؎ اس کے متعلق میلٹ زر نے خوب بحث کی ہے۔

میں سسلی میں ہیمل کار کے پاس نہ رسد تھی نہ روپیہ۔ اس کے علاوہ سسلی کی جنگ کے ختم ہونے کے بعد جب اجیر سپاہیوں کے حق الخدمت کے ادا کرنے کا وقت آیا تو حکومت کی طرف سے لیت و لعل شروع ہو گئی اور کوشش ہوئی کہ اصل رقم واجب الادا کے بجائے کوئی تھوڑی سی رقم دیدی جائے اس معاملے میں ہینو نے حکومت کی جانب سے گفت و شنید کی قرطاجنہ میں مختلف جماعتوں کی طرف سے سازشوں کا بازار گرم تھا اور اجیر سپاہیوں کی جنگ میں اسے اس کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ عوام پسندوں کی جماعت کی سخت مخالفت کا اکثر تذکرہ آتا ہے۔ یہ جماعت پہلے ہی سے موجود تھی اور اس کا سرگروہ ہیمل کار بارکاس تھا۔

(۲۵۴) اس زمانہ (۲۶۶ء تا ۲۴۱ء) میں روما کے جو اندرونی حالات معلوم ہوتے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ حالت قابل اطمینان تھی۔ کچھ خرابیاں بھی پیدا ہو چلی تھیں مثلاً ۲۶۴ء میں **ڈسی مس جونیس بروٹس** نے اپنے متوفی باپ کی یادگار میں مسلح پہلوانوں کی لڑائی کا تماشا دکھایا۔ مگر بالعموم قدیم طریقے پر ترقی ہو رہی تھی اور قوم کے دم خم وہی تھے ۲۵۳ء میں پہلا **پلیبین** سردار پجاری کے عہدے پر مقرر ہوا اسی سال **سنسروں** نے **سینیٹ** کے اراکین کی فہرست کی نظر ثانی ی اور بہت سے نام چھانٹ ڈالے جس سے اس مجلس کی وقعت بڑھ گئی۔ ۲۴۶ء میں ب **کلاڈیس** (ڈری پانا کی شکست کا باعث) کی بہن **کلاڈیا** نے سلطنت کی شان یں سخت گستاخی کی۔ واقعہ یہ ہے کہ اپنے بھائی کے انتقال کے بعد ایک روز وہ تماشا دیکھ کر واپس آرہی تھی۔ بھیڑ کی وجہ سے اسے دھکا لگ گیا جس پر برافروختہ ہو کر اس نے کہا ” فسوس ہے کہ میرا بھائی آج زندہ اور امیر البحر نہیں ہے۔ اس خیال کے ظاہر کرنے کی پاداش یں جو ایک محب قوم کے لئے سزاوار نہ تھا اس پر جرمانہ کیا گیا۔ کیونکہ راستوں کے اف کرنے کی اس تدبیر کو نظر انداز نہ کیا جا سکتا تھا خواہ اس کی تجویز کرنے والی ایک ورت ہی کیوں نہ ہو مگر ہم بیان کر چکے ہیں کہ **کلاڈی** قبیلے کے ارکان کے کبر و نخوت کے ھے مبالغہ آمیز ہیں اور غالباً سیاسی مخالفت کی وجہ سے زمانہ مابعد میں گھڑ لئے گئے تھے ۲۴۳ء میں **پانورس** کا فاتح **میٹی لس** سردار پجاری منتخب ہوا۔ اسی سال عدالتی مات کی زیادتی کی وجہ سے جو روما کی ترقی اور غیر ملکیوں کی موجودگی کے سبب سے روز بروز بڑھتے جاتے تھے حکام کی تعداد میں اضافہ ہوا یعنی ایک دوسرا

روما

باب ۱۲

پریٹر[1] ان مقدمات کے تصفیے کے لئے مقرر ہوا جن میں فریقین یا ایک فریق غیر ملکی تھا۔ اس اہم تغیر کے متعلق ہم اس مقام پر تفصیل کے ساتھ بحث نہیں کر سکتے مگر چند وقوعات کے وقت واحد میں ظہور پذیر ہونے سے اس سے زیادہ نفع نہ ہوا۔ سنہ ۲۴۲ میں مریخ دیوتا کا خاص پجاری لوٹاٹیس کے ساتھ کانسل منتخب ہوا۔ اس نے جنگ پر جانے کا قصد کیا مگر سردار پجاری نے مذہبی قانون کی رو سے اپنے مذہبی فرائض چھوڑنے سے منع کر دیا اس لئے چونکہ ایک دوسرے سپہ سالار کی بھی ضرورت تھی جدید پریٹروں[2] میں سے ایک لوٹاٹیس کے ساتھ بھیج دیا گیا۔ یہ شخص ک۔ والیریس فالسٹو جنگ ایگوسا میں بیڑے کا اعلیٰ افسر تھا کیونکہ کانسل زخمی ہونے کی وجہ سے بیکار ہو گیا تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ والیریس[3] نے بھی جشن فتح منانے کا دعویٰ کیا مگر کچھ شنوائی نہ ہوئی کیونکہ قانون سماوی و ارضی کے لحاظ سے لوٹاٹیس کو ترجیح حاصل تھی اور نظائر کی رو سے جسے روما کی عقل مجموعی کہنا چاہیئے ذمہ دار عہدہ دار اپنے ماتحت کی خوش قسمتی کی وجہ سے ذلیل نہ کیا جا سکتا تھا۔ مگر ان واقعات سے بھی ایک نظیر پیدا ہو گئی یعنی پریٹروں کی تعداد میں اضافہ ہونے کی وجہ سے ان میں سے ایک سے اطالیہ کے باہر بھی کام لیا جا سکتا تھا اور زمانہ مابعد میں اس میں اور وسعت ہوئی۔

روما کا تمدن

(۲۵۵) اس عہد میں روما کا تمدن اور اس کے مطمح نظر پر سردار پجاری میٹی لس کے بیٹے کی اس تقریر سے کافی روشنی پڑتی ہے جو اس نے میٹی لس کے جنازے پر سنہ ۲۲۱ میں کی تھی اور جس کا اقتباس[4] ذیل میں درج ہے اس نے بیان کیا کہ اس پیرمرد نے

---

[1] لیوی خلاصہ ۱۹۔

[2] جشن ہائے فتح کی فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں سپہ سالاروں نے اکتوبر میں مختلف دنوں میں جشن فتح منایا۔ کیٹلس نے بطور پرو کانسل اور فالسٹو نے بطور پرو پریٹر۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں سمجھوتہ ہو گیا تھا۔

[3] یہ روایت والیریس میکسی مس (۲، ۸، ۱) کی ہے اور اس نے غالباً لیوی سے نقل کیا ہے۔

[4] پلینی تاریخ ۷، ۱۳۹-۱۴۱۔

باب دس چیزوں کے حاصل کرنے کی کوشش کی تھی جن کی ہوس تمام ذی عقل لوگوں کو ہے اور اسے اپنے مقاصد میں کامیابی ہوئی۔ اس کی دس خوبیاں یہ تھیں کہ وہ (۱) فن سپہگری میں مہارت تامہ رکھتا تھا (۲) اعلیٰ درجے کا مقرر تھا (۳) بہادر سپہ سالار تھا (۴) ایسے زمانے میں جب کہ اہم واقعات ہو رہے تھے وہ ذمہ داری کے عہدوں پر فائز تھا۔ (۵) اعلیٰ ترین خدمت (**ڈکٹیٹری**) انجام دے چکا تھا (۶) فراست میں مشہور تھا۔ (۷) سینیٹ کی رکنیت میں نام و نمود حاصل کی تھی (۸) قابل تحسین طریقوں سے اس نے دولت جمع کی تھی (۹) کثیر الاولاد تھا اور اس کی اولاد اس کے بعد زندہ تھی (۱۰) اہل روما میں اپنے زمانے میں سب سے زیادہ نامور تھا۔ مقرر کا دعویٰ تھا کہ روما کی تاریخ میں کسی شخص کو اس قدر کامیابی نہیں ہوئی۔ یہ شخص گویا روما کے تمدن کا بہترین نمونہ تھا۔ تعجب ہے مقرر نے **میٹی لس** کی اعلیٰ درجے کی صحت کا ذکر نہیں کیا جس کی بدولت وہ عرصے تک زندہ رہا اور جو غالباً اس کی کامیابی کا باعث تھی۔ عہد پیری میں روما میں وہ نہایت ہر دلعزیز ہو گیا تھا۔ سنہ ۲۴۱ میں **ویسٹا** کے مندر میں آگ لگ گئی۔ اس مندر میں لکڑی کی ایک نہایت قدیم اور متبرک مورت (پلاڈیم) تھی جس کے جل جانے سے اندیشہ تھا کہ سلطنت پر تباہی آئے گی **میٹی لس** سردار پجاری تھا اور وہ بے تحاشا آگ میں کود پڑا اور مورت کو نکال لایا۔ مگر آگ سے اس کی آنکھوں کو ضرر پہنچا اور وہ نابینا ہو گیا اس لئے بطور خاص اسے اجازت دی گئی کہ گاڑی میں سوار ہو کر سینیٹ کے جلسوں میں آئے۔ ایک اور رعایت اس کے ساتھ یہ ہوئی کہ اسے اجازت دی گئی کہ اگر شب میں وہ کہیں دعوت میں جائے تو اپنے ساتھ ایک مشعل بردار اور ایک بانسری نواز بھی لیجائے یہ رعایت **ڈوئی لیس** کے ساتھ بھی ہوئی تھی۔ اپنے ہم قوموں کو اپنی نیک کرداری سے متاثر کرنا اور نوجوانوں کو اپنی خوبیوں کی متابعت کرنے پر آمادہ کرنا، یہ دونوں امور روما میں بہت پسند کئے جاتے تھے۔ روما میں ذہین اور طباع اشخاص تو پیدا نہیں ہوئے مگر اس کے افراد نے اپنی اخلاقی قوتوں سے کام لیکر ہمیشہ اس کا بول بالا کیا اور اسی پر روما کی عظمت کا دار مدار تھا۔

نوآبادیاں (۲۵۶) اطالیہ میں روما کی نقل و حرکت کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے **فرمم** (سنہ ۲۶۴) اور اسے **سرنیا** (سنہ ۲۶۳) کی نوآبادیوں کے قیام میں سابق کا طرز عمل مضمر تھا **گالیوں** سے مقابلہ ہونے کا اندیشہ تھا اس لئے شمال میں روما کی قوت کو مستحکم

۲۴۲ کرنے کے لیے امبریا میں ایسیم (۲۴۷ ق م) میں شہریوں کی نوآبادی قائم کی گئی اور اسپولی ٹیم (۲۴۱ ق م) میں لاطینیوں کی۔ اگر السیم (۲۴۷ ق م) فری گے نی (۲۴۵ ق م) اور پرگی (سال قیام نامعلوم مگر ۱۹۱ ق م سے قبل) کے شہریوں کی نوآبادیاں جو جنوبی اٹروریا کے ساحل پر تھیں مختلف قسم کی تھیں۔ یہ روما سے قریب تھیں اور ان کے قیام سے غالباً یہ مقصود تھا کہ شہر کو قرطاجنی بیڑوں کی یورشوں سے بچائیں۔ پانچ چھ سال (۲۴۷ ق م یا ۲۴۲ ق م تک) روما نے اپنی کوئی بحری فوج نہ رکھی۔ ۲۴۴ ق م میں برنڈوسیم کی لاطینی نوآبادی قائم ہوئی اور ایڈریاٹک کا یہ بہترین بندرگاہ روما کا ایک قلعہ بن گیا۔ یونان اور ممالک مشرق سے روما کے تعلقات ابھی گہرے نہ تھے مگر ذی فہم لوگ جنھیں پرہس کا حملہ یاد تھا ضرور سمجھتے ہوں گے کہ صورت حال میں ضرور کچھ نہ کچھ تغیر ہوگا۔ بالمختصر سسلی کی جنگ عظیم نے روما کو اطالیہ پر اپنی گرفت کو مضبوط کرنے اور آئندہ ضروریات کے لیے تیار ہونے سے باز نہیں رکھا۔

باب بست و سوم

روما کے معاملات داخلی

سنہ ۲۴۱ تا ۲۱۸ ق م

(۲۵۷) جنگ فنیقی ثانی کا ذکر کرنے سے قبل روما کی اندرونی تاریخ کے متعلق چند امور کا بیان کرنا مناسب ہوگا سنہ ۲۴۱ میں دو جدید قبیلے وجود میں آئے جن سے ان کی مجموعی تعداد ۳۵ ہوگئی۔ اس تعداد میں پھر کبھی اضافہ نہیں ہوا اور اس کے بعد جب جدید ضلعوں کا روما کے مقبوضات میں اضافہ ہوتا تو ان ضلعوں کے شہری موجودہ قبیلوں میں سے کسی میں شامل کردیئے جاتے۔ اس طور پر رفتہ رفتہ غیر ملحق اضلاع کے شہری ایک ہی قبیلے میں شامل ہوگئے اسی وجہ سے قبیلوں کی اگلی مقامی حیثیت زائل ہوگئی۔ اسی زمانے میں یا اس کے چند سال بعد نظام سنتوری کی اصلاح[1] ہوئی جس سے مجلس سنتوریہ میں تناسب آرا میں بہت کچھ تغیر ہوگیا اس اہم تغیر کے اسباب کے دریافت کرنے سے ہم قاصر ہیں۔ ہمیں معلوم صرف یہ ہے کہ یہ تغیر ضرور ہوا اور یہ کہ قبیلوں کی تعداد کے ۳۵ ہوجانے کے بعد عمل میں آیا۔ یہ تغیر وضع قانون کے ذریعے سے ہوا یا ایام مردم شماری میں محض سنسروں کی کارروائی سے اس کے متعلق بھی ہمیں کوئی علم نہیں اور نہ یہ معلوم ہے کہ اسکے عمل میں لانے کے لیئے کوئی جد و جہد ہوئی یا بالاتفاق طے پایا۔ روایات ان امور کے متعلق بالکل ساکت ہیں۔ اس کا زمانہ وہ ہے جب کہ گنگالیس فلامی نیس عوام پسندوں کا سرغنہ تھا

---

[1] مام سین نے اسٹاٹس رخیت جلد سوم میں اس معاملہ پر بحث کی ہے اور ماخذوں کے حوالے دیئے ہیں مگر مجھے اکثر امور کے متعلق شبہہ ہے۔

اور ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ اُس نے اس معاملے کی طرف ضرور توجہ کی ہوگی مگر جن عبارتوں میں اس شخص کا ذکر آیا وہاں اس کا مطلق ذکر نہیں اس کے علاوہ لیوی کی بیسویں کتاب ضائع ہو گئی ہے۔ زمانۂ مابعد میں مجلس سنتوریہ کو بیان کرنے میں جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ان سے اس تغیر کی نوعیت کے متعلق ہم کچھ قیاس کر سکتے ہیں گو اس کی صحت میں شک ہے۔

قبیلے اور سنتوریاں

(۲۵۸) سواروں اور سفرینا، باجہ نوازوں اور زائد از تعداد اشخاص کی چند سنتوریوں کو چھوڑ کر، پیدل کی سنتوریاں (یا ان کے بیشتر حصے) قبیلوں کے جزو بن گئیں یعنی یہ مقرر کر دیا گیا کہ ہر قبیلے میں اتنی سنتوریاں ہوں گی۔ فوج کے پانچ درجے اور سینیئر اور جونیئر کی تقسیم وہی تھی جیسے کہ سرویس کے نظام فوجی میں ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ ۳۵ قبیلوں میں سے ہر ایک میں دس سنتوریاں (ہر درجے کی دو) ہوں گی اس حساب سے ۳۵۰ سنتوریاں ہوئیں ان کے علاوہ سواروں (ایکوائٹ) کی ۱۸ سنتوریاں تھیں اور ۵ متفرق تھیں۔ ان سب کا مجموعہ ۳۷۳ ہوا لیکن واضح رہے کہ یہی سنتوریاں راہ دہندہ جماعتیں بھی تھیں اور روما کے رواج کے مطابق ہر معاملے کے قرار واقعی تصفیے کے لئے غلبۂ آرا کی ضرورت تھی اس لحاظ سے ۳۷۳ کی تعداد بہت زیادہ تھی کیونکہ وضع قوانین یا عدالت کے کسی معمولی سے معمولی معاملے میں بھی تصفیہ کے لئے ۱۸۷ سنتوریوں کے رائے دینے کی ضرورت تھی۔

اگر امر مابہ البحث کے متعلق سخت اختلاف ہوتا تو باقی ماندہ ۱۸۶ سنتوریوں کی رائے لینے کی بھی ضرورت ہوتی اور ایک ہی دن ۳۷۳ سنتوریوں کی رائے لینا غالباً بہت دشوار ہوگا۔ مثال کے طور پر ایک معمولی کانسلی انتخاب لیجیے جس میں دو جائدادوں کے لئے چار امیدوار ہوتے تھے ہر سنتوری دو امیدواروں کے لئے رائے دیتی اور اس طور پر آرا کی جملہ تعداد ۷۴۶ ہوتی۔ آرا کی جس قدر تقسیمیں ممکن ہو سکتی تھیں ان میں سے ہم چار کو بطور مثال لیں گے جن سے معلوم ہوگا کہ تمام سنتوریوں

کے رائے دینے سے کیا دقتیں پیدا ہوتی تھیں۔

	۱	۲	۳	۴
آرا برائے امیدوار (الف)	۲۰۰	۲۰۰	۲۰۰	۲۰۰
" " " (ب)	۱۸۷	۱۸۶	۱۸۶	۱۸۲
" " " (ج)	۱۸۶	۱۸۶	۱۸۵	۱۸۲
" " " (د)	۱۷۳	۱۷۴	۱۷۵	۱۸۲
	۷۴۶	۷۴۶	۷۴۶	۷۴۶

پہلی صورت میں دو کانسلوں کا انتخاب ہو جاتا ہے اور دوسرے امیدوار کو صرف ایک رائے (ووٹ) زیادہ ملتی ہے۔ دوسری صورتوں میں صرف ایک کانسل کا انتخاب ہوتا ہے اور دوسری جائداد کے لئے پھر انتخاب کی ضرورت ہوگی مگر اس انتخاب میں ہر سنتوری صرف ایک امیدوار کے لئے رائے دے گی۔ تعجب معلوم ہوتا ہے کہ ایسے کاردان لوگوں نے بالقصد یہ طریقہ کیوں اختیار کیا تھا۔ لیکن ہمیں معلوم ہے کہ اکثر اوقات انتخابات کو قطعی اختتام تک پہونچانا سخت دشوار ہوتا تھا اور یہ غالباً اسی نظام کے اسقام کی وجہ سے تھا۔ قبیلوں اور سنتوریوں میں اس تعلق کے پیدا کرنے کے علاوہ رائے دینے کے سلسلے میں بھی تغیر کیا گیا[1]۔ اب تک سنتوریاں ایک مقرر سلسلے سے رائے دیتی تھیں یعنی اولاً سوار پھر درجۂ اولیٰ درجۂ دوم وغیرہ یہاں تک کہ غلبۂ آرا حاصل ہو جائے۔ آیندہ[2] سے یہ قاعدہ مقرر کیا گیا کہ پہلی رائے درجۂ اول کی ایک سنتوری کی ہو جس کا انتخاب قرعہ اندازی سے کیا گیا ہو اس کے بعد ایک خاص سلسلہ معین کر دیا گیا۔ لیکن واضح رہے کہ اہل روما

---

[1] لیوی یکم ۴۳- دہم ۲۲، ۱۔

[2] لیوی ۲۴، ۷-۱۲، ۹-۳، ۲۶، ۲۲-۲۲-۱۰ اور ۵، ۱۵، ۱۱ کے غلط قیاس کے متعلق وی سین اورن کے حواشی دیکھو۔

باب ۱۳

سے خصائل میں تھا کہ پیش رو کی متابعت کریں اور یہ کو قرعہ اندازی کے نتیجے کو وہ مرضی خداوندی خیال کرتے تھے پہلے رائے دینے والی سنتوری کی رائے کا دوسروں پر اثر ہوتا تھا اسلئے اس کی رائے حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ چونکہ عمومیت پسند مصلحوں نے سواروں اور درجہ اول کے اشخاص کے لئے مخالفت پر غالب آنا ناممکن کر دیا تھا اس لئے قرعہ کا جاری کرنا غالباً کسی گفت و شنود کی بنا پر ہوگا کیونکہ عمومیت ہرگز اس امر کو گوارا نہ کر سکتے ہوں گے کہ دولت مند شہریوں کی ایک جماعت کی رائے کو نہ صرف خاص وقعت دی جائے بلکہ اسے متبرک بنا دیا جائے۔

اصلاحات

(۲۵۹) اس طریقۂ شوریٰ کی عملی کیفیت کے متعلق کوئی قیاس کرنا دشوار ہے۔ سنتوریاں بلحاظ تعداد مختلف تھیں کیونکہ دولت مند اور پیرانہ سال اشخاص غربا اور نوجوانوں سے تعداد میں کم ہوں گے۔ خاص رائے دہندوں کا تناسب بھی مختلف ہوگا کیونکہ شہری تمام سلطنت میں منتشر ہو گئے تھے رائے دہندوں کی تعداد کی کمی اور انتظامات کی خوبی کی وجہ سے اس طریقۂ شوریٰ سے کسی نہ کسی طرح سے برابر کام لیا جاتا تھا اور جب تک مجالس کی اہمیت باقی رہی روما میں سنتوریوں کے لحاظ سے شمار آرا کا طریقہ جاری رہا۔ مجلس عامہ اور فوج میں اب کوئی تعلق باقی نہ تھا مگر روما کے دستور کے بموجب مجالس کی فوجی بنا باقی تھی۔ شہریوں کی مختلف درجوں میں تقسیم ان کی جائداد کے لحاظ سے ہوتی تھی مگر ہمیں معلوم نہیں کہ تشخیص کا اب کیا معیار تھا۔ لیکن اتنا معلوم ہے کہ پانچویں درجے میں وہ لوگ تھے جن کی جائداد کم از کم چار ہزار آس (۱۷ پونڈ) تھی۔ لشکروں میں ملازمت کے لئے یہی اقل شرح تھی۔ غریب آزاد شدہ غلام اور شہری سوائے خاص ضرورت کے فوج میں داخل نہ کئے جاتے تھے اور ان سے کام زیادہ تر بحری فوج میں لیا جاتا تھا۔ آزاد شدہ غلام آزاد شہریوں کی طرح تمام قبیلوں میں داخل کئے جاتے تھے اور اس لئے اپنی جائداد کے لحاظ سے سنتوریوں میں بھی شامل کئے جاتے ہوں گے لیکن یہ سنسروں کا کام تھا اور غالباً سنہ ۲ میں سنسروں نے جن میں فلامنیس بھی تھا سب آزاد غلاموں کو شہر کے چار قبیلوں میں شامل کر دیا اس سے ان کا اثر کچھ دنوں کے لئے گھٹ گیا مگر ان کی تعداد اس قدر بڑھتی جاتی تھی کہ یہ سب پیش بندیاں بیکار تھیں اور زمانہ مابعد میں جمہوریہ کو آزاد غلاموں کی طرف

باب ۱۱

سے ہمیشہ تشویش کرتی تھی۔ اس وقت اہلِ روما تین اصولوں یعنی مقام اور دولت اور عمر کے لحاظ سے منقسم تھے۔ لیکن قبیلوں کا مقامی تعلق اب زائل ہو رہا تھا۔ عمر کا فرق بھی اب بے معنی تھا کیونکہ فوج اور مجلس عامہ اب دو مختلف چیزیں تھیں۔ اب اصل امتیاز دولت کا تھا گو درجوں کے لحاظ سے شمار آرا نہ تھا۔ امرا اور غربا کا امتیاز بوجہ مرورِ زمانہ بڑھتا جاتا تھا تو اس کو درجوں کی مصنوعی تقسیم سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اکثر شہری زمانۂ امن میں دور دراز مقامات میں سکونت رکھتے تھے اور جنگ کے زمانے میں فوجوں میں شریک رہتے تھے، اس لئے اپنے حق رائے سے وہ کام نہ لے سکتے تھے۔ لیکن اگر ہر شہری ہر موقع پر رائے دیتا تو مجموعوں یعنی سنتوریوں یا قبیلوں کے لحاظ سے رائے دینے کا طریقہ ایسا تھا کہ اس سے کم تعداد فریق کو غلبہ رہتا تھا۔ واقعہ یہ تھا کہ شہریوں کی تعداد غالب کی رائے ظاہر کرنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ اسی وجہ سے جب تک سینٹ میں کوئی سقم پیدا نہیں ہوا تھا اس کی قوت برابر بڑھتی رہی اس کی روز افزوں قوت کا لوگوں کو احساس تھا اور اس زمانے کے مصلح اس کی قوت کو ضرورت سے زیادہ خیال کرتے تھے۔ ۲۱۸؁ میں یا اس کے کچھ قبل ایک ٹری بیون مسمی کلاڈیس نے ایک قانون۱ اراکین سینیٹ میں صرف فلامی نیس کی تائید سے نافذ کرایا جس کی رو سے سینیٹ کے اراکین کو بار برداری کا ایک جہاز سے زیادہ اپنی ملکیت میں رکھنا ممنوع کر دیا گیا کیونکہ ان کے علاقے کی پیداوار کے حمل نقل کے لئے ایک جہاز کافی خیال کیا گیا تھا۔ اس قانون کے نفاذ سے مقصود غالباً یہ تھا کہ سلطنت کی حکمران جماعت تاجروں کی ایک جماعت میں متبدل نہ ہو جائے۔ کیا تعجب ہے کہ **قرطاجنہ** کے حکام کی بد اطواری اور رشوت ستانی کی خبریں روما پہونچی ہوں اور ان اسقام کے دفیعہ کے لئے روما کے مصلحوں نے یہ تدبیر کی ہو۔ ہم اس کے بعد کے کسی باب میں سینیٹ کے ارکان کو تجارتی اور مالی معاملات سے علیحدہ رکھنے کے طرز عمل پر بحث کریں گے۔

پریٹروں کی تعداد میں اضافہ

(۲۶۰) میں بیان کر چکا ہوں کہ ۳۶۶؁ میں ایک علیحدہ عہدہ پریٹری عدالتی معاملات کے لئے قائم ہوا اور ۲۴۳؁ یا ۲۴۲؁ میں ایک دوسرا پریٹر غیر ملکیوں کے معاملات کے تصفیے کے لئے مقرر ہوا اور روما

۱؎ لیوی ۲۱، ۶۳، ۳، ۴ سسرو ان ویریس دوم ۵، ۵۴۔

کے قوانین[1] کی ترقی پر ان **پریٹروں** کا جو اثر ہوا اس کا ہم متعاقب ذکر کریں گے۔ یہاں صرف یہ بیان کرنا کہ ان عہدہ داروں سے بیرون ملک میں بعض اوقات کام لیا جاتا تھا ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ عہدہ دار افواج کی سپہ سالاری کرتے تھے اور روما کی حکومت کی توسیع اور خود روما میں عدالتی کاموں کے بڑھ جانے سے اعلیٰ درجے کے مزید عہدہ داروں کی ضرورت تھی۔ اس لئے ۲۲۷؁ یا اُس کے قرب میں **پریٹروں** کی تعداد بڑھا کر چار کردی گئی۔ ان میں سے دو **اطالیہ** کے باہر کے دو نئے سررشتوں (Provincia) کے لئے تھے۔ صوبہ داروں کے تقرر کی یہ ابتدا تھی جن سے روما کی تاریخ بہت کچھ متاثر ہوئی ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک **کویسٹر** ہوتا جس کے سپرد مالی معاملات کی نگرانی تھی اور بوقت ضرورت دوسرے فرائض بھی اس کے سپرد ہو سکتے۔ عہدہ داروں کی تعداد میں اضافہ اس لئے کیا گیا کہ اجرائے کار میں سہولت ہو اور کام اچھا ہو مگر پھر بھی کام کے مقابلے میں عہدہ داروں کی تعداد کم تھی۔ لیکن یہ روما کے نظام سیاسی کی ایک ممتاز خصوصیت تھی۔

روما کی اندرونی حالت

(۲۶۱) چند مختلف امور کا اس زمانے کی تاریخوں میں تذکرہ ہے جن کی بذات خود کوئی وقعت نہیں مگر روما کے تمدن کی ایک جھلک ان کے ذریعہ سے معلوم ہوتی ہے۔ پہلی جنگ فینقی کے ختم کے بعد **ہیرو شاہ سیراکیوز** روما آیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ کسی عام تماشے میں وہ شریک تھا اور اُس نے روما کے عوام کو خوش کرنے کے لئے انھیں غلّہ عطا کیا۔ یونان کے شہروں میں اس قسم کی بخششوں کی نظیر موجود تھی۔ وہاں کے اہل شہری ممالک غیر کے معصر باشندوں کے جود و نوں کے عادی تھے مگر روما میں یہ پہلا موقع تھا کہ عوام شہر کو خوش کرنے اور کھلانے کی نوبت آئی ہو روما کے لئے یہ کوئی نیک شگون نہ تھا۔ ۲۲۵؁ میں **گالیوں** کے حملہ کا اندیشہ تھا جس کی وجہ سے ایک سخت وحشیانہ رسم عمل میں آئی۔ کسی نے مشہور کر دیا تھا کہ **گالی** اور **یونانی** روما پر قبضہ کر لیں گے۔ اس سے بچنے کی یہ تدبیر سوچی گئی کہ پیشین گوئی کو پورا کیا جائے۔ ان دونوں قوموں کے ایک ایک مرد اور ایک ایک عورت کو کسی قومی عمارت میں زندہ دفن کر دیا۔

---

[1] دیکھو فقرات ۱۹۹، ۲۷۳، ۲۷۴، ۳۱۱ اور فہرست مضامین۔

باب ۱۳

یہ توہم پرستی قابل لحاظ ہے کیونکہ تاریخی زمانے میں روما کی مذہبی رسوم میں انسانی قربانیاں شامل نہ تھیں۔ ایپنی نے اس واقعے کو اٹرسکی اثر کی طرف منسوب کیا ہے۔ ایک دوسری روایت[1] سے معلوم ہوتا ہے کہ روما میں پہلی طلاق کا واقعہ ۲۳۱ ق م میں ہوا۔ مگر یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ ادنیٰ طریقوں سے جو شادیاں ہوتی تھیں وہ اس کے قبل سے بھی فسخ ہو سکتی تھیں مگر اس سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ طلاق کا رواج بہت کم تھا۔ ذیل کے قصے سے معلوم ہوگا کہ مناکحت کے متعلق روما میں کیا خیالات تھے۔ شوہر کو بیوی سے بہت محبت تھی مگر وہ بانجھ تھی۔ مردم شماری میں اس نے سنسر کے جواب میں بیان کیا تھا کہ میری ایک بیوی ہے "بغرض بقائے نسل"۔ مگر جب بیوی بانجھ تھی تو اس سے اولاد کی امید نہ ہو سکتی تھی اور اس کو الگ کر دینا لازم آتا تھا۔ اس لئے اس نے اپنے دوستوں سے مشورہ کیا اور ان کے مشورے پر اسے طلاق دے دی۔ تقاضائے محبت تو یہ تھا کہ اپنی پیاری بیوی سے کنارہ کش نہ ہو مگر اسے یہ بھی خیال تھا کہ میں روما کا شہری ہوں۔ مگر کسی شخص کو وہ متبنیٰ کر سکتا تھا۔ معلوم نہیں اس نے یہ کیوں نہ کیا۔ روایت میں جو واقعات بیان کئے گئے ہیں ان میں بہت کچھ تصرف کیا گیا ہے۔ اسی زمانے میں وسٹل کنواریوں میں سے ایک کو بدراہ ہونے کی پاداش میں سزا ہوئی لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ روما کے اخلاق خراب ہو گئے تھے شہر کی ترقی کا ایک ثبوت یہ ہے کہ اسی زمانے میں ۲۱۹ ق م پہلا آزاد طبیب روما میں آکر آباد ہوا[2]۔ یہ شخص آرخاگاتھوس پیلوپونی سس کا باشندہ تھا اور اپنے فن میں بہت مشہور تھا۔ اسے روما کا شہری بنا لیا تھا اور قومی خرچ سے اس کے لئے مطب قائم کیا گیا جراحی میں اسے خاص دخل تھا۔ اس کا مطب پہلے تو خوب چلا مگر چونکہ اسے چیر پھاڑ کا بہت شوق تھا اس لئے مریض بعد میں اس سے گریز کرنے لگے۔ روما میں طبیب (Medici) عموماً غلام ہوتے تھے۔ ان کا فرض تھا کہ اپنے آقاؤں کا علاج کریں اور اگر دوسرے مریضوں کا علاج کرتے تو اس کا نفع ان کے مالکوں کو ہوتا۔ زمانۂ مابعد میں طبیب زیادہ تر آزاد غلام ہوتے تھے اور عموماً یونانی تھے۔

---

[1] والیریس میکسیمس ۲، ۱، ۴۔ گیلیس ۴، ۳، ۲۔ ۷، ۱، ۱۱۔ ۴، ۴۔

[2] لیوی تاریخ ۲۹، ۱۲، ۱۴۔

باب ۲۳
لیویس اور نائی ویس

(۲۶۲) اسی زمانے میں یونانی اثرات کا روما میں آغاز شروع ہوتا ہے۔ جن کے نتائج نہایت اہم ہوئے۔ اطالیہ کی قوموں میں گیتوں اور معمولی قسم کی نظموں کا رواج زمانۂ قدیم سے تھا اور مکالمات کا بھی رواج ہو گیا تھا مگر ایلیڈ یا اوڈیسی کے پایہ کی کوئی رزمیہ نظم نہ تھی۔ عہد زیر تذکرہ کی نظموں سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس کے قبل کے شاعروں کی نظمیں بھدی اور بے ڈھنگی ہوں گی جس کی وجہ سے ان کے ضائع ہونے کا چنداں افسوس نہیں۔ ایک یونانی اُستاد نے اپنے شاگردوں کے لئے اوڈیسی کا لاطینی میں ترجمہ کیا۔ جس سے ایک نئی ادبی تحریک پیدا ہوئی یہ شخص جس کا نام اینڈرونکس[۵۱] تھا پرہس کی جنگ کے بعد ٹارینٹم سے غلامی میں آیا تھا۔ آزاد ہو جانے کے بعد وہ لیویئس کے نام سے مشہور ہوا ہو گا جو اس کے آقا کا نام تھا۔ کئی سال تک اس نے ایک مدرسے میں تعلیم دی اور یونانی سے کئی ناٹکوں کا ترجمہ کیا۔ عمر بھی اس نے بہت پائی اور ۲۰۷ء کی ایک رسم تطہیر کے لئے اس نے ایک نظم[۵۲] لکھی اس کے بعض قطعات باقی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نہایت بھونڈی تھی۔ لیکن کسی چیز کی ابتدا ہمیشہ ایسی ہی ہوتی ہے اس کے کم عمر ہم عصر نے ایس نائی ویس[۵۳] نے بھی یونانی سے ترجمے کئے مگر اس کی طبع زاد نظمیں زیادہ مشہور ہیں۔ اکابر قوم کی جن میں خاندان میٹی لی کے افراد شامل تھے اس نے ہجویں کہی تھیں جس کی وجہ سے وہ سخت مصائب میں مبتلا ہوا اور غالباً قید بھی کر دیا گیا۔ بالآخر اسے روما کو خیرباد کہنا پڑا اور اس نے آخری عمر میں جنگ فنیقی اول کے متعلق ایک زبردست نظم لکھنے کی کوشش کی جس میں وہ بذات خود شریک تھا۔ اس نظم سے اس کا مقصود تھا کہ روما کی سطوت و جبروت کو دوبالا اور بجائے یونانی بحروں کے اس نے "زحلی بحر" اختیار کی جو خاص اطالوی تھی۔ اس نظم سے امید ہو سکتی تھی کہ روما میں ایک زبردست قومی ادب پیدا ہو گا مگر یونانی اثرات کے چھا جانے سے یہ امید پوری نہ ہوئی۔ نائی ویس کے چند باقی کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے لاطینی زبان میں خیالات کے اظہار کی کافی صلاحیت پیدا ہو گئی افسوس ہے کہ اس مشہور آدمی کے

---

[۵۱] ٹوفیل شوبیب ادبیات روما ۹۴۔

[۵۲] لیوی ۲۷، ۳۷، ۷۔

[۵۳] ٹوفیل شوبیب ۹۵۔

باب

حالات ہمیں بہت کم معلوم ہیں۔ نائی ویس یونانی نمونوں کی غلامانہ پابندی کا سخت مخالف تھا اور اس لحاظ سے اس میں اور لیویس میں سخت اختلاف تھا۔ یہ دونوں جنگ فنیقی ثانی کے اختتام کے قریب تک زندہ رہے مگر ان دونوں کو پلاٹس اور اسے نئیس سے علیحدہ رکھنا بہتر ہے جن کا تعلق درحقیقت عہد مابعد سے ہے۔

باب بست و چہارم

معاملات خارجی

سنہ ۲۴۱ تا سنہ ۲۱۸ ق م

(۲۶۳) پہلی جنگ فنیقی سنہ ۲۴۱ میں ختم ہوئی اور دوسری سنہ ۲۱۸ میں شروع ہوئی مگر اس درمیانی وقفہ میں فریقین میں سے کسی کو چین نہیں ملا۔ دونوں کو اندرونِ ملک میں اپنے دشمنوں کا قلع قمع کرنے میں سخت وقت ہوئی تھی مگر بالآخر فتح ہوئی اور فتوحات سے ان کے مقبوضات میں اضافہ ہوا۔ دونوں سلطنتوں میں اندرونی سیاسی مناقشات سے دستور ملک متاثر ہوا۔ مگر یہ ہمارا قیاس ہے کیونکہ اس کا تاریخوں میں کوئی قابل اطمینان تذکرہ نہیں ہے۔ مگر ان یکساں واقعات سے وہ فرق بھی معلوم ہوتے ہیں جو دونوں ملکوں میں خلقی طور سے موجود تھے۔ قرطاجنہ کی کامیابی خاندان **بارکاس** کے افراد کی ذاتی قابلیت اور عوام پسند جماعت کی تائید سے تھی جو رفتہ رفتہ برسر حکومت ہوگئی تھی۔ بالفاظ دیگر یہ کامیابیاں ممتاز افراد کی وجہ سے تھیں جو ایک کھوکھلی سلطنت میں اپنے فرائض مردانہ وار انجام دے رہے تھے۔ قرطاجنہ کی سینیٹ میں قدیم جماعت کا اثر ابھی باقی تھا اور عوام پسند جماعت کی راہ میں وہ روڑے اٹکا سکتے تھے۔ رجعت پسندوں کی ان چالوں سے بچنے کے لئے عوام پسند جماعت پر لازم تھا کہ باہم اتحاد رکھیں یعنی اہل الرائے کو روپیہ دیکر اپنے موافق رکھیں اور ان سے حسب مرضی کام لیں۔ برخلاف اس کے روما کی کامیابی اس کے دستور کی خوبیوں کی وجہ سے تھی جو باوجود بھدا ہونے کے اپنا کام بخوبی انجام دیتا تھا اور اس کے علاوہ عنان حکومت سینیٹ کے ہاتھوں میں آگئی تھی جس سے بہتر کوئی جماعت قوم میں نہ تھی۔ روما کی خصوصیت

یہ نہ تھی کہ اس میں ذہین اور طباع لوگوں کی کثرت تھی۔ اس کے مشاہیر معمولی قابلیت کے لوگ تھے مگر حب وطن اور فرض شناسی کی وجہ سے **سینیٹ** کے احکام کو وہ پوری طور سے انجام دیتے تھے **فلامی نیس** کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مخالف جماعت بھی تھی مگر روما کی باہمی نزاعیں اس حد تک نہ پہونچتی تھیں کہ کوئی جماعت قومی مفاد کو فراموش کر دے۔

قرطاجنہ اور اس کے اجیر سپاہی

(۲۶۴) ہم بیان کر چکے ہیں کہ **قرطاجنہ** کے اجیر سپاہیوں کی مختلف ٹکڑیاں یکے بعد دیگرے **سسلی** سے **قرطاجنہ** جہازوں میں روانہ کی گئیں۔ یہ لوگ اپنی تنخواہوں کے بقایا اور ان انعامات کا مطالبہ کر رہے تھے جن کا ان کے عہدہ داروں نے مختلف اوقات میں وعدہ کیا تھا۔ **قرطاجنہ** کے ارباب حل و عقد کو چاہیئے تھا کہ کسی طرح روپیہ جمع کرتے اور ان سپاہیوں کی ہر جماعت کا دوسرے کے آنے سے قبل ہی حساب کر دیتے اور ان کے وطنوں کو روانہ کر دیتے۔ مسلح سپاہیوں کو کمینہ پن یا تعویق سے ناراض کرنا دانشمندی کے خلاف تھا اور ان کی ایک جماعت کثیر کا قرطاجنہ کے قرب و جوار میں جمع رہنا اور بھی باعث خطر تھا۔ مگر وہاں کی بدبخت حکومت نے تمام فوج کے آجانے تک کچھ نہ کیا جب سب پہونچ گئے تو انھیں **سیکا** میں جمع کیا اور **ہینو اعظم** کے توسط سے انھیں یہ سمجھانا چاہا کہ **قرطاجنہ** کی مالی حالت نہایت سقیم ہو گئی ہے اس لئے وہ وہ اپنے مطالبات کو کم کر دیں۔ اس اجیر فوج میں اہل **لی بیا** کے علاوہ **ہسپانیہ**، **گال**، **لیگیوریا**، **جزائر بالی آرک**، **یونان** وغیرہ کے لوگ تھے۔ ان کی ایک زبان نہ تھی اس لئے مختلف قومی جماعتوں میں اتحاد نہ ہو سکتا تھا۔ ان میں مشترک چیز صرف یہ تھی کہ قرطاجنہ پر انھیں بقایائے تنخواہ کا دعویٰ تھا اور اس کا انکشاف ان پر اس وقت ہوا جب کہ انھیں معلوم ہوا کہ انھیں پوری تنخواہ نہ ملے گی۔ اس پر انھوں نے بغاوت کر دی اور **ٹیونس** پر دھاوا کر دیا جو **قرطاجنہ** سے ۱۵ میل پر ہے۔ اس اجیر فوج نے قرطاجنہ کا بھی صفایا کر دیا ہوتا مگر فصیلوں نے اسے بچا لیا۔ اس کے بعد جو جنگ ہوئی اس کا یہاں ذکر کرنے کا موقع نہیں۔ **قرطاجنہ** نے روپیہ بالآخر بہم پہونچایا اور تنخواہیں دیدیں مگر بعد از وقت دیں اس کی ساکھ جا چکی تھی جس سے شورش کنندوں کو موقع مل گیا کہ بے اطمینانی پھیلائیں اور جب کوئی رعایت ہو تو مزید مطالبات پیش کریں۔ باغیوں

کے دو سرغنے تھے، اسپین ڈیس اور ماتھوس ان میں سے پہلا روما کا ایک مفرور غلام تھا اور دوسرا لی بیا کا باشندہ تھا۔ ایک گالی مسمی آٹارٹس بھی اواخر میں میں یہ پیش پیش ہو گیا تھا نیومیڈیا کی ایک فوج نے بھی قرطاجنہ کے علاقے پر حملہ کر دیا اور اہل لی بیا میں سے بھی اکثر نے جن پر سخت محاصل عائد کئے گئے تھے بغاوت کر دی ہینو کو اس معاملے میں سخت ناکامی ہوئی۔ اقصائے ملک پر دشمن کا قبضہ تھا اور یوٹیکا اور ہیپو کے فینیقی شہروں کا اس نے محاصرہ کر لیا۔ مگر ابھی قرطاجنہ کی حیات باقی تھی نئے اجیر سپاہی بھرتی کئے گئے اور خود شہریوں نے فوجی تعلیم حاصل کرنی شروع کی ایمل کار بارکاس سپہ سالار مقرر ہوا جس سے جنگ کا رخ کچھ بدلا۔ نیومیڈیا کا ایک نوجوان سردار اپنے ہم قوموں کی ایک فوج لے آیا۔ سارڈینیا میں ایک بغاوت ہوئی جس سے یہ جزیرہ قرطاجنہ کے قبضے سے نکل گیا اور ہیپو اور یوٹیکا کے شہر دشمنوں کے طرفدار ہو گئے مگر قرطاجنہ کی قوت بڑھتی گئی گو ہینو اور ہیمل کار میں اتفاق نہ تھا ہیمل کار نے اظہار ترحم سے باغیوں کو سختی سے مقابلہ کرنے سے باز رکھنا چاہا مگر اسپین ڈیس کی چالوں سے اس ترحم کا اثر زائل ہو گیا۔ اس جنگ میں انسانیت کا نام تک نہ تھا اور فریقین سے سخت وحشیانہ حرکتیں سرزد ہوئیں۔ سنگسار کرنا اور صلیب یا سولی پر چڑھا دینا روز کے تماشے تھے۔ قتل اور خونریزی کے ان نظاروں سے مورخ پالی بیس ششدر رہ جاتا ہے اور پوچھتا ہے کہ انسان میں یہ خصائص حیوانی کس طرح آ جاتے ہیں تین سال تک یہ خونریزی جاری رہی۔ بالآخر ہیمل کار تنہا قرطاجنہ کی فوجوں کا سپہ سالار مقرر ہوا۔ اسے عوام پسند جماعت کی فتح کہنا چاہیے کیونکہ سلطنت جن مصائب میں پھنس گئی تھی ان کی وجہ سے غالباً قدیم حکمراں جماعت اپنے اقتدارات سے دست کش ہو گئی۔ سلطنت ہائے غیر کی روش اس جنگ میں دوستانہ تھی ہیرو اپنے ذاتی اغراض کی وجہ سے یہ نہ چاہتا تھا کہ روما کا رقیب (قرطاجنہ) بالکل تباہ ہو جائے اس لئے اس نے قرطاجنہ کی مدد کی خود روما نے قرطاجنہ کو غلہ بھیجا اور باغیوں کو اس سے محروم رکھا۔ سارڈینیا کے معاملات میں بھی اس نے دخل دینے سے احتراز کیا گو اسے اس وقت موقع تھا ہیمل کار بالآخر اجیر سپاہیوں پر غالب آیا اور قحط، مردم خوری وغیرہ نے ان کا خاتمہ کر دیا۔

رڈینیا

(۲۶۵) افریقیہ میں امن و امان کے قائم ہو جانے کے بعد قرطاجنہ نے

باب ۲۴

سارڈی نیا کی طرف متوجہ ہونا چاہا۔ مگر اس سے روما کی آتش حسد بھڑک اٹھی اور جزیرہ مذکو پر قبضہ کرنے کے لئے جہازوں کی تیاری کو اس نے ناپسند کیا اور **قرطاجنہ** کو مطلع کر دیا کہ اگر سارڈی نیا پر کوئی مہم بھیجی گئی تو وہ اعلان جنگ کے مساوی خیال کی جائے گی۔ بالمختصر اس کا قصد تھا کہ بجائے **قرطاجنہ** کے خود اس جزیرے پر قبضہ کرے۔ روما پرخاش جوئی پہ تلا ہوا تھا بلکہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اعلان جنگ کے متعلق رائے بھی دے دی گئی تھی مگر قرطاجنہ کی حالت اس وقت ایسی نہ تھی کہ جنگ کا تہیہ کر سکتا اس لئے اس نے مجبوراً جزیرہ مذکور سے دست بردار ہو کر صلح کر لی اور ۱۲۰۰ ٹیلنٹ تاوان دینا منظور کیا۔ **کرسیکا** سے غالباً اس نے دست برداری کی۔ کیونکہ روما نے دونوں جزیروں پر قبضہ کر کے انھیں ایک صوبہ بنا دیا۔

لیکن اس کا قبضہ صرف ساحلی اضلاع پہ تھا اور اندرون ملک پر اس کا قبضہ سالہا سال کی جنگ و جدال کے بعد ہوا۔ روما نے اپنے رقیب کے مصائب سے بیجا نفع اٹھایا تھا مگر دول عظمیٰ کا یہ عام دستور ہے اس لئے ہم اسے مورد الزام نہیں قرار دے سکتے ہیرو شاہ سیراکیوز نے **قرطاجنہ** سے ہمدردی کی تھی جو روما کو ضرور ناگوار گزری ہو گی۔ قرطاجنہ کو حالیہ مشکلات سے جو سبق مل گیا تھا کہ اجیر سپاہیوں پر اعتماد نہیں ہو سکتا مگر اس سبق کا کوئی اثر نہ ہوا کیونکہ اس میں اصلاح کی صلاحیت باقی نہ رہی تھی۔ قدیم حکمران جماعت اب صلح پسند ہو گئی تھی کیونکہ وہ ملک التجار تھے اور انھیں امید تھی کہ روما سے چھیڑ چھاڑ نہ ہو تو ان کی تجارت کو فروغ ہو گا۔ مگر اس وقت روما کی مخالف جماعت قرطاجنہ میں برسر حکومت تھی جو ہر طرح سے انتقام کی تجاویز کی تائید کے لئے تیار رہتی سنہ ۲۳۸ میں اجیر سپاہیوں کی سرکوبی کے بعد ہیمل کار نے **ہسپانیہ** کو ایک فوج روانہ کرنے کی تجویز منظور کرا دی۔ اپنی غیبت میں اپنی جماعت کی سرگردگی کا انتظام کر کے وہ خود ہسپانیہ اس قصد سے روانہ ہو گیا کہ وہاں فتوحات حاصل کر کے **قرطاجنہ** کے جو نقصانات حال کی جنگ میں ہوئے تھے ان کی تلافی کرا دے۔

روما کی فتوحات

(۲۶۶) برخلاف اس کے روما پہلی جنگ فینقی کے بعد کے زمانے میں برابر ترقی کرتا رہا گو سنہ ۲۴۱ سے سنہ ۲۳۰ تک کے واقعات ہمارے ماخذ میں تفصیل کے ساتھ مذکور نہیں ہیں **فالیری ای** کی بغاوت جو چھ روز میں فرو کر دی گئی غالباً مقامی وجوہ کے سبب سے وقوع میں آئی تھی مگر ممکن ہے کہ اسی قسم کے آثار دوسری بستیوں

میں بھی ہوں گے۔ سنہ ۲۷۳ کے قریب بطلیموس ثالث کے پاس ایک سفارت[۵۵] بھیجی گئی اور اسے یقین دلایا گیا کہ شام کے بادشاہ کے خلاف میں اسے مدد دی جائے گی مگر اس کا کوئی نتیجہ نہ ہوا کیونکہ جنگ ختم ہو چکی تھی ہاں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خارجی معاملات میں روما کا مطمح نظر وسیع ہو گیا تھا اور یہ کہ وہ پسند نہ کرتا تھا کہ اس کی غفلت سے قرطاجنہ کو سکندریہ میں سازش کرنے کا موقع ملے۔ سنہ ۲۳۸ سے سنہ ۲۳۳ تک روما لیگیوریا کے پہاڑیوں سے برسر جنگ تھا اس جنگ میں روما نے پیش قدمی کی تھی اور اس کا تعلق کرسیکا اور سارڈینیا کی تسخیر سے تھا۔ سنہ ۲۳۰ میں روما کی توجہ دوسری مہموں کی طرف منعطف ہو گئی اس لئے ان پہاڑیوں کی تسخیر ہینی بال کی جنگ کے اختتام تک ملتوی رہی مگر گالیوں سے چھیڑ چھاڑ جاری تھی جن کے ساتھ سنہ ۲۳۸ اور سنہ ۲۳۷ میں غیر قطعی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ کوہ آلپ کے پار جوان کے ہم قوم[۵۶] آباد تھے انھیں گالیوں نے اپنی مدد کے لئے بلایا اور سنہ ۲۳۶ میں ان کی ایک فوج آری می نم کے پاس پہونچ گئی۔ انھوں نے روما سے مطالبہ کیا کہ یہ شہر اور اس کی ملحقہ اراضی ان کے حوالے کر دی جائے۔ لیکن اثنائے قیام میں ان میں آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ اور یہ مہم بے نیل مرام واپس گئی۔

سنہ ۲۳۲ میں ٹری بیون گایس فلامی نیس نے عوام کا ایک مقبول سردار تھا باوجود سینیٹ کی مخالفت کے ایک قانون نافذ کرا دیا جس کا مقصد یہ تھا کہ امبریا کے ساحل کی زمینیں روما کے شہریوں میں تقسیم کر دی جائیں۔ یہ ضلع حال ہی میں گالیوں سے فتح کیا گیا تھا اور اسی کا وہ دعوے کر رہے تھے۔ روما کے اس فعل سے ظاہر تھا کہ وہ پلٹنے پر آمادہ نہ تھا بلکہ پیش قدمی کرنا چاہتا تھا۔ کیلٹی قبائل نے اس کے ارادوں سے واقف ہو کر مخالفت کی تیاری کی۔ اسی اثنا میں کرسیکا اور سارڈینیا میں بھی جنگ جاری تھی جہاں کے دیسی باشندوں کو قرطاجنہ سے مدد مل رہی تھی روما نے اس کی شکایت کی مگر قرطاجنہ نے تلافی کا کوئی وعدہ نہ کیا۔

---

[۵۵] یوٹروپیس ۳ : ۱ ۔

[۵۶] پالی بیس ۲ : ۲۱ - ۲۳ ۔

باب ۲۴

سنہ ۲۳۱ میں ان دونوں جزیروں کا ایک صوبہ بنا دیا گیا گو ان کی مکمل تسخیر نہ ہوئی تھی۔

(۲۶۷) روما اب خارجی امور میں ایک اہم پیش قدمی کی برنڈیسیم پر قبضہ کر کے اس نے ثابت کر دیا تھا کہ ایڈریاٹک کے معاملات میں بھی اسے دخل ہو گیا ہے اس زمانے میں روما کی بحری تجارت ترقی پر تھی گو تاریخوں میں اس کا تفصیل سے تذکرہ نہیں ہے۔ اطالیہ کے محاذی الیریا کا ساحل تھا جس میں بہت سے جزیرے اور محفوظ بندرگاہیں تھیں ان مقامات سے بحری قزاق نکل کر تجارتی جہازوں کو لوٹ لیتے تھے اور پھر جا کر وہیں پناہ لیتے تھے الیریا کی ریاست کا صدر مقام اسکوڈرا تھا جہاں شاہ اگرون کی بیوہ ٹیوٹا اپنے نابالغ بیٹے کی طرف سے حکومت کرتی تھی۔ الیریا کے بحری قزاقوں کی چیرہ دستیوں سے ان کے تمام ہمسائے نالاں تھے۔ پہلے تو یہ لوگ صرف جہازوں کو لوٹ لیتے تھے مگر اس کے بعد ایپائرس اور مغربی یونان کے سواحل پر یورشیں کرنے لگے۔ یونان کی کوئی حکومت سمندر میں ان کا مقابلہ کر سکتی تھی اور اس کے علاوہ قبل اس کے کہ ان کے مقابلے کے لئے فوج جمع ہو وہ لوٹ مار کر کے اپنے جزیروں کو پہونچ جاتے تھے۔ سنہ ۲۳۰ میں روما سے ایک سفارت اسکوڈرا بھیجی گئی کہ روما کے جہازوں پر ان کے حملوں کی شکایت کرے اور تلافی کا مطالبہ کرے ٹیوٹا نے اپنی ذمہ داری سے گریز کیا اور بیان کیا کہ سلطنت کو اس لوٹ مار سے کوئی تعلق نہ تھا اور یہ بعض افراد کا کام تھا جو زمانہ دراز سے اس کام میں مشغول تھے۔ روما کے سفیروں میں سے ایک نے اس کا سخت جواب دیا۔ ملکہ نے خفا ہو کر اسے قتل کرا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملکہ نے جنگ کا اعلان کر دیا۔ جنگ میں کوئی امر قابل ذکر نہیں۔ کئی مملکتوں کو روما نے اپنا حلیف بنا کر اپنی حفاظت میں لے لیا مثلاً ایپولونیا، کورکائرا اور ایپی ڈامنیس جو ساحل پر تھے۔ اور اندرون ملک کے پارتھی نی اور اتن تانی۔ روما نے کئی مقامات پر قبضہ کر لیا اور اہل الیریا کو کئی لڑائیوں میں شکست دی۔ ایک قسمت آزما سپاہی ڈی مٹ ریس ساکن فاروس جس نے ٹیوٹا کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور روما کو کورکائرا فتح کرنے میں مدد دی تھی الیریا کے بیشتر حصے کا بادشاہ بنا دیا گیا۔ اس طور پر سنہ ۲۳۹ ختم ہوا اور سال مابعد

---

[1] الیریا کی جنگ۔ پالی بیس ۲، ۲-۱۲

کے اوائل میں **ٹیوٹا** نے بھی اطاعت قبول کرلی اس کی سلطنت کا بیشتر حصہ اس کے قبضے سے نکل گیا۔ اپنے جہازوں اور جہازرانی کی آزادی سے دست بردار ہونا پڑا جس کا اس نے بہت برا استعمال کیا تھا۔ اس مہم کے نتائج سے اہل یونان بہت خوش ہوئے۔ **ایٹولی** اور **آکائی مشارکتوں** نے روما کا شکریہ ادا کیا، اہل **کورنتھ** نے روما کو استھمین کھیلوں میں شرکت کی دعوت دی اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اتھنز نے روما کو **ای لی سی نی اس** کورسوم میں **شریک** کیا۔ بالمختصر غیر متحد اور بے بس یونان نے ایک طاقتور محافظ کے مل جانے پر بہت خوشی کا اظہار کیا اور بحیرۂ **ایڈریاٹک** کے سواحل پر روما نے اپنی قوت کو ظاہر کردیا تھا۔ مگر اس سے اس کا ایک نیا دشمن پیدا ہوگیا۔ یہ **فلپ** شاہ مقدونیہ تھا جو روما کی پیش قدمی کو پسند نہ کرتا تھا۔

اطالیہ میں روما کا تفوق

(۲۶۸) اب ہم شمالی **اطالیہ** کے واقعات کی طرف متوجہ ہوں گے۔ **گالی** روما کی پیش قدمی سے سخت خائف ہوگئے تھے اور انھوں نے سمجھ لیا تھا کہ دشمن کو زیر کرنے کیلئے انھیں اپنے قبیلوں کا ایک زبردست اجتماع کرنا چاہیے ورنہ پھر موقع نہ ملے گا۔ ان کے دو بڑے قبیلوں **النسوبری** اور **بوای** نے اس کے متعلق کسی طرح سے طے کرلیا اور کوہ **آلپس** کے پار کے **گالیوں** کو بے شمار مال غنیمت کا لالچ دلا کر اپنی تائید پر آمادہ کرلیا روما نے اپنی حکمت عملی سے دو گالی قبیلوں (وی نی ٹی اور کے نومانی) کو گالی اتحاد سے علیحدہ کرلیا تھا اس لئے گالیوں نے ایک دستہ کو ان کی نگرانی[51] کے لئے چھوڑ دیا اور ان کے ستر ہزار آدمی کوہ **اپی نائن** کو طے کرکے **اٹروریا** میں پہونچ گئے۔ اس جنگ کے متعلق **پالی بیس**[52] دو باتوں پر خاص زور دیتا ہے۔ اولاً روما اور دوسرے مقامات میں سخت ہراس پھیل گیا تھا اور ثانیاً روما کے حلفا اس کی مدد پر پوری طور سے تیار تھے کیونکہ گالیوں سے سب کو نقصان کا اندیشہ تھا اور جب ان کے حملے کا خوف ہوتا تو روما کے ساتھ انھیں جو بغض تھا وہ زائل ہوجاتا۔ **ہینی بال** کے حالات کے ضمن میں

---

[51] وی نی ٹی کے متعلق دیکھو فقرات ۱۷ و ۲۳۱ روما کو ان کے اتحاد سے بہت کچھ نفع پہونچا۔

پالی بیس ۲، ۲۳، ۲۴۔

[52] پالی بیس ۲، ۲۳-۲۴۔

باب ۲۲

اس امر کا لحاظ رکھنا ضروری ہوگا خود روما معرض خطر میں تھا گو تیاریاں کر لی گئی تھیں۔ گالی بغیر کسی مزاحمت کے اٹروریا سے گزر گئے اور تمام ضلع کو انھوں نے تاخت و تاراج کر دیا روما جب تین روز کی مسافت پر رہ گیا تو انھوں نے دیکھا کہ روما کی ایک فوج جو ایک پریٹر کے تحت میں اٹروریا بھیجی گئی تھی ان کا تعاقب کر رہی ہے۔ اس فوج کا انھوں نے مقابلہ کیا اور اسے سخت نقصان کے ساتھ شکست دی باقی ماندہ اشخاص بھی تہ تیغ ہو گئے ہوتے مگر اتنے میں روما کی ایک بڑی فوج کانسل ایمی لیس پالس کے تحت میں اری می نم سے دھاوا کرتی ہوئی وہاں پہنچ گئی اور انھیں بچا لیا گالیوں نے اب ساحل کا رخ کیا۔ ان کا قصد تھا کہ سمندر کے کنارے کنارے اپنے وطن کو واپس جائیں اور مال غنیمت کو کسی محفوظ مقام میں رکھیں مگر ان کی بدقسمتی سے دوسرا کانسل سارڈی نیا سے اپنی فوج لیکر واپس آ رہا تھا اور وہ پی سے میں لنگر انداز ہو کر روما کی طرف روانہ ہوا۔ ٹی لامون میں اس کا اور گالی فوج کا مقابلہ ہوا۔ ایمی لیس بھی عقب میں آ رہا تھا اس لیے گالی دونوں فوجوں کے درمیان میں پھنس گئے اور روما کی فوج کو اب معلوم ہو گیا کہ گالیوں کے پہلے پرجوش حملے کو روکنا چاہیے اور اس کے علاوہ ان کی بھدی تلوار روما کے سپاہیوں کے ہیلم اور لمبی تلوار کے مقابلے میں ہیچ تھی اس جنگ میں سواروں سے بھی خوب کام لیا گیا حملہ آوروں میں سے چالیس ہزار قتل کیے گئے اور دس ہزار قید کر لیے گئے۔ مال غنیمت بھی واپس مل گیا۔ اور حقداروں کو واپس کر دیا گیا گالیوں کے طلائی گلوبند اور دیگر مال و متاع روما بھیج دیے گئے ایمی لیس نے روما کی متحد فوجوں کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی اور شمال کا رخ کیا کیونکہ اس کا شریک عہدہ ٹیلامون میں کام آیا تھا۔ بوای کی اراضی کو تاخت و تاراج کرنے کے بعد روما واپس آیا اور نہایت شان و شوکت سے فتح کا جشن منایا۔

گالیوں کی سرکوبی

(۲۶۹) ۲۲۶ اور ۲۲۵ کے معاملات کے تذکرے کے سلسلے میں روما کی کثیر التعداد فوج کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے جس کی طرف پالی بیس نے اشارہ کیا ہے۔ تعداد[1] کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنا نہ تو ممکن ہے نہ ضروری۔ پالی بیس کا بیان فے بیس پکٹور کی تحریر پر مبنی ہے جو خود اس جنگ میں شریک تھا۔ اس کا بیان ہے کہ علاوہ اس کثیر التعداد سپاہ کے جو میدان جنگ میں تھی ایک فہرست ان اشخاص کی بھی تیار کی گئی تھی جو بوقت ضرورت فوجوں میں بھرتی کیے جا سکتے تھے اس فہرست میں

---

[1] اس مسئلہ پر بیلوخ نے کتب ذیل میں بحث کی ہے (

Der Italisohe Bund pp. 100

Die Revolkorung des Griechish Romischen Welt pp. 353-67

سات لاکھ پیادے اور ستر ہزار سوار شامل تھے جن میں نصف سے زیادہ حلیفوں میں سے تھے۔ رُوما کو اب اپنی قوت پر اعتماد ہو گیا تھا اس لیے اس نے کوہ آلپ کے جنوب کے گالیوں کی سرکوبی کا تہیہ کر لیا کیونکہ اس پر ثابت ہو گیا ہے کہ اس کی حقیقی شمالی سرحد دراصل یہی سلسلہ کوہی ہے اور ہسپانیہ میں جو واقعات ہو رہے تھے ان کے لحاظ سے بھی ضروری تھا کہ گالیوں کی وجہ سے جو اُلجھن پیدا ہو رہی تھی رفع ہو جائے۔ ۲۲۴ء میں قبیلہ بوی نے جس کی قوت ٹوٹ چکی تھی مجبوراً اطاعت قبول کر لی۔ ۲۲۳ء میں جب کہ عوام پسندوں کا سردار فلامی نیس کانسل تھا، انسوبری کی سرکوبی کی تدبیر کی گئی۔ یہ سب قبیلوں میں زبردست تھا اور اس نے رُوما کی غلامی سے بچنے کے لیے جانبازانہ کوشش کی مگر ناکامی ہوئی۔ رُوما کے سپہ سالاروں سے اس جنگ میں متعدد غلطیاں ہوئیں مگر فوج اچھی تھی اس لیے بالآخر کامیابی ہوئی۔ مگر انسوبری کے دم خم ابھی باقی تھے ۲۲۲ء میں اُنھوں نے آلپ کے پار سے اجیر سپاہی بلائے اور اپنی آزادی کے بقا کے لیے پھر لڑے مگر ان کی یہ آخری کوشش بھی رائگاں گئی۔ جنگ کو ختم کرنے کے لیے رُوما نے چند خونریز معرکہ آرائیاں کیں۔ دلیر بہادر کانسل مارکس کلاڈئیس مارسے لس نے گالیوں کے سردار کو ایک دست بدست مقابلے میں قتل کر دیا۔ مسلسل فتوحات اور میڈیولانم اور گالیوں کے دوسرے مستحکم مقامات پر رُوما کا قبضہ ہو جانے سے جنگ بالآخر ختم ہو گئی اور انسوبری نے طوعاً و کرہاً رُوما کے تفوق کو تسلیم کر لیا بالمختصر گال این روئے آلپ کے اس طرف کا ملک یعنی جسے پُو اور اس کی باجگزار ندیاں سیراب کرتی ہیں اطالیہ کے نظام سیاسی کا ایک جزو ہو گیا۔ قبضے کو مستحکم کرنے کی غرض سے اسٹریا کے سرکش وحشی قبیلوں کی تنبیہ کے لیے ۲۲۱ء میں ایک مہم روانہ کی گئی۔ ۲۲۰ء میں شمال میں درجۂ اول کی ایک فوجی سڑک آری می نم تک سینسر فلامی نیس کی نگرانی میں بنوائی گئی اور ۲۱۸ء میں پو ندی کے کنارے پلاکین ٹیا اور کریمونا میں لاطینی نوآبادیاں قائم کی گئیں جن میں مستعمرین کی تعداد چھ ہزار تھی۔ ان تدبیروں سے ظاہر تھا کہ رُوما اس زرخیز ضلع میں اپنا تمدن جاری کرنا چاہتا تھا اور ہینی بال کی جنگ سے یہ کام فی الوقت رُک گیا۔ رُوما کی حکمت عملی نہ صرف دانشمندی پر مبنی تھی بلکہ شہنشاہی اغراض کے لحاظ سے نہایت ضروری تھی لیکن اس کے فوجی نتائج اچھے نہ ہوئے کیوں کہ سپہ سالاروں نے اپنا دار و مدار فوج کی خوبی پر کر لیا جو وحشیوں کے مقابلے میں بہتر تھی اور اُنھوں نے اس اصول کو بالکل نظر انداز کرنا شروع کیا کہ تھوڑی سی فوج سے زیادہ سے زیادہ کام لینا چاہیے۔ بدقسمتی سے یہ خرابی اس وقت پیدا ہوئی جب کہ رُوما کے شہری سپہ سالاروں کو فن حرب میں ایک ایسے استاد (ہینی بال) سے سبق ملنے والے تھے جس کا ثانی اب تک پیدا نہیں ہوا۔

باب ۲۴

سنہ ۲۶۴ تا سنہ ۲۰۱ ق.م کی نوآبادیاں

شہریوں کی نوآبادیاں	لاطینی نوآبادیاں	جائے وقوع	کیفیت
سنہ ۲۴۷ ایسیم	....	امبریا	
سنہ ۲۴۷ السیم (؟) پرگی سنہ ۲۴۵ فری گے نے	....	اٹروریا کا ساحل	پہلی فینقی جنگ میں روما کے شمال میں ساحل پر قبضہ قائم رکھنے کے لئے دیکھو فقرات ۲۵۷-۲۶۶-۵ -
	سنہ ۲۴۴ برن ڈوسیم	کلابریا کا ساحل	یونان وغیرہ کے جانے کے لئے ایڈریاٹک کا بندرگاہ -
	سنہ ۲۴۱ اسپولی ٹیم سنہ ۲۱۸ کری مونا سنہ ۲۱۸ پلاکین ٹیا	امبریا گال آنرجے آلپ گال این روئے آلپ	دوسری فینقی جنگ سے قبل پونڈی کے خط کو قبضہ میں رکھنے کے لئے سنہ ۲۰۰ میں گالیوں کے حملے کے بعد دوبارہ قائم کی گئیں (۹۰ تا سنہ ۱۹۵ اور تعداد میں اضافہ کیا گیا (سنہ ۱۹۰)

خاندان بارکاس کے افراد ہسپانیہ میں

(۲۷۰)[1] اب ہم پھر دیار مغرب کی طرف متوجہ ہوں گے اور ہسپانیہ میں قرطاجنہ کے عروج کو بیان کریں گے **ہمیلکار** جب وہاں پہونچا تو گزشتہ ہزیمتوں کی وجہ سے قرطاجنہ کا اثر اس ملک میں روبزوال تھا اور انتظامی خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں روما سے اسے خلقی منافرت تھی، اس لئے اس فینقی سورما نے عزم بالجزم کر لیا کہ ہسپانیہ

---

[1] پالی بیس ۲، ۱، ۱۳، ۳۶ - لیوی ۲۱، ۱، ۳ -

بارکا

میں ایک حقیقی شاہنشاہی قائم کرے اور اسے ایک زبردست فوجی مرکز بنائے تاکہ روما سے جب جنگ ہو تو جدوجہد کا سلسلہ اسی ملک سے شروع ہو سکے ہسپانیہ کے قبائل کی جنگجوئی سے وہ خوب واقف تھا اس لئے اس نے نہایت فراست سے اپنا کام شروع کیا اور سفارتی کارروائیوں اور قوت کے اظہار سے مختلف قبیلوں اور ان کے ذرائع کو اپنے دسترس میں لانے میں اسے کامیابی ہوئی اہل ہسپانیہ اس سے خائف بھی تھے اور پسند بھی کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ اس نے جنوبی ہسپانیہ کو فینیقی مقبوضات میں شامل کر دیا۔ مگر بالآخر میدانِ جنگ میں مارا گیا اور اس کا داماد **ہاس دروبال** اس کا جانشین منتخب ہوا (۲۲۸ ق م) یہ انتخاب غالباً فوج کی فینیقی جماعت نے کیا تھا جس کی توثیق **قرطاجنہ** کی حکومت سے ہو گئی۔ ہاس دروبال نے ہمیلکار کے طرزِ عمل کو جاری رکھا مگر فن حرب سے زیادہ اس کی تدبیر میں دخل تھا اور اس نے نامہ و پیام سے قرطاجنہ کے حیطۂ اثر کو بہت کچھ وسعت دی اس وسعت کی وجہ سے **گاڈیس** کا قدیم فینیقی شہر اب قرطاجنہ کی ہسپانی مملکت کے مرکز کا کام نہ دے سکتا تھا گو اس کا موقع تجارت کے لئے موزوں تھا۔ اس لئے ہاس دروبال نے جنوب و مشرق کے ساحل پر ایک نیا شہر "قرطاجنہ جدید" قائم کیا جو حکومت اور بحری بیڑے کا مستقر قرار دیا گیا اور اسلحہ کا مخزن بھی وہیں بنایا گیا۔ اس طرزِ عمل سے قرطاجنہ کا اصل مقصود صاف ظاہر تھا اور روما اس سے چشم پوشی نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے روما سے ایک سفارت ہاس دروبال سے گفت و شنید کرنے کے لئے روانہ کی گئی تاکہ ایک سرحد مقرر کر دی جائے جس کے پار قرطاجنہ کی فوجیں نہ آنے پائیں فریقین میں سے کوئی اس وقت جنگ کے لئے تیار نہ تھا اس لئے باہمی تصفیہ ہو گیا، اور **آئی بیریا آئی بیرس** ندی حد فاصل قرار دی گئی۔ اس حد بندی سے گویا دو حیطہ ہائے اقتدار تسلیم کر لئے گئے۔ روما نے جنوبی حصے پر پورا قبضہ کر لیا تھا مگر روما دوسرے معاملات میں مصروف ہونے کی وجہ سے شمالی حصے پر قبضہ کرنے کی کوئی تدبیر نہ کر سکا اس سے دقتیں پیدا ہوئیں کیونکہ کسی ملک پر اپنا اثر قائم کرنا اور پھر اس پر قبضہ کرنے کی کوئی تدبیر نہ کرنا دوسری سلطنت کو اس پر قبضہ کرنے کی ترغیب دینا تھا۔ اسکے علاوہ **ہاس دروبال** سے جو معاہدہ ہوا وہ قرطاجنہ میں تسلیم نہیں کیا گیا اور بیان کیا گیا ہے کہ قرطاجنہ کی حکومت نے اس کی توثیق بھی نہیں کی۔ روما نے فی الحال ہسپانیہ کے

باب ۱۳ ساحل کے چند نام نہاد یونانی شہروں سے اتحاد قائم کرنے پر اکتفا کیا۔ مغرب میں یونانی نوآبادیوں کے عروج کا زمانہ ختم ہو چکا تھا مگر بعض مخلوط النسل آبادیوں میں یونانی روایات باقی تھیں قرطاجنہ سے انھیں نفرت تھی کیونکہ اس نے ان ممالک کی تجارت کو اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ ساگن ٹم سے روما کا اتحاد نہایت اہم تھا۔ یہ لوگ نسلاً آئی بیری تھے اور ان کا دعویٰ کہ وہ زاکن تھس کے یونانی مستعمروں کی اولاد سے تھے محض فرضی تھا۔ یہ مقام آئی بیرس کے جنوب میں تھا مگر روما حلیفوں کے پیدا کرنے اور ان کی حفاظت کرنے کے حق سے دست بردار نہ ہوا تھا۔ یہ تمام معاملات مشتبہ ہیں اور فریقین میں سے کسی کو صداقت کا خیال نہ تھا۔ دونوں جنگ کو ناگزیر خیال کرتے تھے اور اپنے اپنے نفع کے لئے تدبیر کر رہے تھے۔

ہینی بال (۲۷۱) سنہ ۲۲۱ ق م میں ہاس دروبال کو کسی شخص نے جسے اس نے نقصان پہونچایا تھا انتقام میں قتل کر دیا اور بجائے اس کے ہیمل کار کا بڑا بیٹا ہینی بال جس کی عمر ۲۶ سال تھی سپہ سالار مقرر ہوا۔ ہینی بال ایام طفولیت میں اپنے باپ کے ساتھ ہسپانیہ آیا تھا اور فوج ہی میں اس نے تربیت پائی۔ معرکہ آرائیوں میں اس نے تجربہ حاصل کر لیا تھا اور معرکوں میں اس نے شہرت حاصل کی تھی گویا فن حرب کا پورا استاد تھا۔ فوجی تعلیم اس نے بہترین مدرسہ میں پائی تھی یعنی ایک مشہور سپہ سالار کے تحت میں اس فن کو محنت کے ساتھ سیکھا تھا۔ فوج اس پر فدا تھی اور قرطاجنہ کی محب وطن جماعت کو امید تھی کہ خاندان بارکاس کے اعزاز اور حکمت عملی کو وہ برقرار رکھے گا۔ اس کی دماغی اور جسمانی قوتیں غیر معمولی تھیں اور فوجی لحاظ سے وہ دنیا کے بڑے سے بڑے سپہ سالاروں کا ہم پلہ ہے۔ اہل روما نے اپنے بغض و حسد سے اس پر متعدد تہمتیں لگائی تھیں مگر پالی بیس نے الزامات کی بے لوث تنقید کی ہے جس کی وجہ سے زمانۂ حال کے مصنف اس کے خصائل حمیدہ کے معترف اور مداح ہیں یہاں تک کہ اس کے اوصاف میں کسی قسم کے سقم کی طرف اشارہ کرنا کفر خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ گو اس کی قوت فیصلہ نہایت عمدہ تھی اور تحقیقات بھی اس نے کافی طور پر کر لی تھی مگر اطالیہ کی اصلی حالت کا وہ صحیح اندازہ نہ کر سکا۔ کیا اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ اس انتقام نے اس کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا تھا۔ بچپن سے اس کے دل میں یہ لو لگی ہوئی تھی کہ روما کو تباہ و برباد کر دے اور خود اس کا قول ہے کہ رفتہ رفتہ یہ خواہش اس پر

باب ۳

بالکل غالب آگئی۔ جذبات کی یہ شدت سامی نسل کے خصائل سے ہے اور انتقام کی یہ دھن جس نے اس کے تن بدن کو جلا دیا شائی لاک کو یاد دلاتی ہے نہ کہ کسی مدبر کو جو ٹھنڈے دل سے اپنے مفاد پر غور کرتا ہے۔ باوجود اپنے حب وطن اور شاندار کارناموں کے اسے سخت ناکامی ہوئی اور قرطاجنہ اس کی معرکہ آرائیوں کے بعد بمقابلہ سابق کے کمزور ہوگیا۔ اس کی ناکامی کی وجہ یہ تھی کہ قرطاجنہ کی حکومت کی حالت نہایت خراب تھی، اس کے حلیف ناقابل اعتماد تھے اور دونوں کے افعال حماقت پر مبنی تھے۔ مگر تمام الزام انھیں پر ڈال دینا کہ ہینی بال کے کمال میں فرق نہ آئے، انتہا پر چلا جانا ہے اور واقعات سے اس کی تائید بھی نہیں ہوتی۔ اب ہم بیان کریں گے کہ مغرب میں اس نے کیا کیا سنہ ۲۲۱ اور سنہ ۲۲۰ میں وہ شمالی وسطی ہسپانیہ کی معرکہ آرائیوں میں مشغول تھا۔ متمرد قبیلوں کو اس نے اطاعت قبول کرنے پر مجبور کیا، تاوان وصول کئے اور اس طرح دوستوں اور دشمنوں سب پر ثابت کر دیا کہ ایک زبردست ہستی ان کے درمیان میں آگئی ہے۔ روپیہ کی سخت ضرورت تھی نہ صرف سپاہیوں کی خوراک اور تنخواہ کے لئے بلکہ قرطاجنہ میں محب وطن جماعت کو برسر اقتدار رکھنے کے لئے بھی۔[۵] ہینی بال کی فوج قرطاجنہ کے پرانے اجیر سپاہیوں کی جماعتوں سے بالکل مختلف تھی۔ سابق کے سپاہی تو محض گلا کاٹنے والے بدمعاش تھے جو جنگ کے لئے نوکر رکھ لئے جاتے تھے۔ جنگ کے ختم ہوتے ہی حکومت کو یہ فکر ہوتی کہ ان سے کسی صورت سے گلو خلاصی حاصل کی جائے کیونکہ جنگ کے بعد اجیر سپاہیوں کی تعداد جتنی ہی کم ہوتی اتنا کم انعام دینا پڑتا۔ مگر خاندان بارکاس کی فوج جس کو ہینی بال نے بالکل نیا کر دیا تھا درحقیقت ایک مستقل فوج تھی۔ اس فوج میں کچھ تو قابل اطمینان فینقی تھے جو زیادہ تر عہدہ دار ہوں گے، اہل لی بیا بھی تھے جن میں اچھے سپاہی ہونے کی صلاحیت تھی بشرطیکہ ان کے ساتھ اچھا سلوک ہو۔ سوار بھی اچھے تھے اور ان میں نومیڈیا کے شہسوار شامل ہوں گے جن کی اس زمانے میں خاص شہرت تھی۔ ہاتھیوں سے جنگ میں اکثر کام لیا جاتا تھا اور وہ بھی اپنے کام میں خوب چاق چوبند ہو گئے ہوں گے لیکن اس فوج میں زیادہ تر ہسپانی قبائل کی جماعتیں تھیں جن سے قرطاجنہ سے اتحاد تھا۔ یہ لوگ پیدائشی سپاہی تھے

---

[۵] پالی بیس ۳/۱۷۔

بابٹ

نگران کے کسی قبیلے میں اس قدر قوت تھی کہ وہ دوسروں کو اپنے ساتھ لیکر ایک آزاد آئی بیری قوم کی بنا ڈال سکتا۔ لیکن جیسے جیسے **قرطاجنہ** کے مقبوضات میں اضافہ ہوتا گیا اس کی حیثیت ایک مرکزی حکومت کی ہو گئی جس کی کشش کی قوت قبیلوں کو اپنی طرف کھینچتی تھی جبتک جزیرہ نمائے ہسپانیہ میں **قرطاجنہ** کے نائب ذی اثر لوگ تھے رنگروٹوں کی کمی کا اندیشہ نہ ہو سکتا تھا سپاہیوں کو جو دلی لگاؤ سپہ سالاروں سے تھا وہ بڑھتا جاتا تھا اور ملک میں کوئی دوسری قوت **قرطاجنہ** کے علاوہ نہ تھی جو انھیں اپنی طرف راغب کرتی۔ **ہینی بال** کو اپنی قوت کا احساس تھا۔ اسے معلوم تھا کہ روما اس وقت دوسرے کاموں میں مصروف ہے۔ اس لئے اس نے قصد کر لیا کہ **ساگن ٹم** پر قبضہ کر کے قرطاجنہ کے حیطۂ اقتدار میں روما کے حلیفوں کا خاتمہ کر دے۔

جنگ کا اعلان

(۲۷۲) **ساگن ٹم** کے معاملات کو صحت کے ساتھ معلوم کرنا ناممکن ہے روایات میں جو تذکرے ہیں ان میں رنگ آمیزی کی گئی ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ روما حق پر تھا۔ البتہ چند امور قابل ذکر ہیں جو صحیح معلوم ہوتے ہیں۔ **ساگن ٹم** میں **قرطاجنہ** کی طرفدار بھی ایک جماعت تھی، مگر غلبہ روما کے طرفداروں کا تھا روما نے حال ہی میں بطور ثالث اس شہر کے اندرونی معاملات میں دخل دیا تھا۔ سنہ ۲۲۰-۱۹ کے موسم سرما میں **ہینی بال** کے منصوبوں کی اطلاع ہو گئی تھی اور طلب امداد کے لئے متعدد پیام روما کو بھیجے گئے۔ **سینیٹ** نے قصد کیا کہ **ہینی بال** اور **قرطاجنہ** کی حکومت کو سفارتیں روانہ کی جائیں اور ان کو متنبہ کر دیا جائے کہ روما کے حلیفوں سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں۔ لیکن قبل اسکے کہ سفیر روانہ ہوں **ساگن ٹم** کے محصور ہونے کی خبر پہنچی اس لئے پھر مباحثہ ہوا اور سفیروں کو ہدایت کی گئی کہ اولاً **ہینی بال** کو حکم دیں کہ محاصرہ اٹھا دے اور اگر وہ نہ مانے تو **قرطاجنہ** سے تلافی کا مطالبہ کریں اور حکم دیں کہ **ہینی بال** کو روما کے سپرد کر دیا جائے۔ مگر **ہینی بال** نے پہلے ہی سے **قرطاجنہ** کی حکومت کو ہموار کر لیا تھا اور اسے اجازت مل گئی تھی کہ اہل **ساگن ٹم** کی دست درازیوں سے اپنے حلیفوں کو محفوظ رکھے۔ اس لئے اس نے روما کے سفیروں کو حقارت کے ساتھ واپس کر دیا اور ایک قاصد کو **قرطاجنہ** روانہ کیا تاکہ اپنے ہم خیالوں کو اپنے جذبات سے واقف کر دے اس میں اسے کامیابی ہوئی اور گو مخالف جماعت نے رعایت کرنے کی رائے دی مگر بالآخر روما کے سفیروں کو جواب دے دیا گیا کہ زیادتی **ساگن ٹم**

باب ۲۲

کی تھی اس لیے کوئی تلافی ممکن نہیں۔ جانبین کو خوب معلوم ہو گیا کہ جنگ اب ناگزیر ہے مگر روما نے پھر ایک سفارت **قرطاجنہ** روانہ کی اور یہ جتا دیا کہ اگر قرطاجنہ نے **ہینی بال** کی کارروائی سے بیزاری نہ ظاہر کی تو جنگ کا اعلان کر دیا جائے۔ لیکن قرطاجنہ نے اس پر کوئی التفات نہ کیا اور ۲۱۸ ق م کے اوائل میں جنگ کا اعلان ہو گیا۔ اسی اثناء میں آٹھ ماہ کے محاصرے کے بعد **ہینی بال** نے دھاوا کر کے **ساگن ٹم** پر قبضہ کر لیا اس کے جانباز محافظ یا تو قتل کر دیے گئے یا غلام بنا لیے گئے[1] **ہینی بال** اب اپنے اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوا۔

ایڈریاٹک کے معاملات

(۲۷۳) **ساگن ٹم** کے معاملے میں ہماری نظر روما کے تنزل اور سہل انگاری پر پڑتی ہے گو روما میں یہ کوئی نئی بات نہ تھی۔ لیکن روما کے مدبر خوب سمجھتے ہوں گے کہ یہ معاملہ نہایت نازک ہے اور ہسپانیہ کے معاملات کی طرف سے انھیں اندیشہ رہا کرتا تھا۔ روما کی طرف سے جو تعویق ہو رہی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے ملک کے قریب کے معاملات کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت تھی۔ شمالی **اطالیہ** اور **ایڈریاٹک** کی جنگوں میں جب وہ مصروف تھے تو **قرطاجنہ** کو **ہسپانیہ** میں ایک زبردست سلطنت قائم کرنے کا موقع مل گیا تھا۔ اسی طرح اب وہ اس فکر میں تھے کہ **پوندی** کی وادی میں اپنے قدم خوب جما لیں مخالف **گالیوں** کے ملک میں دو قلعہ بند شہروں (پلاکین ٹیا اور کری مونا) کا قائم کر دینا۔ کوئی چھوٹا کام نہ تھا اسی اثنا میں الیریا میں پھر جنگ شروع ہو گئی۔ **ڈی میٹرس ساکن فاروس** نے جس نے گزشتہ جنگ میں روما کی مدد کی تھی اب مقدونیہ کی طرف مائل ہو گیا تھا اور اس خیال خام میں تھا کہ روما اس کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔ اس نے روما کے حلیفوں پر حملے کیے اور ممنوعہ سمندروں میں لوٹ مار کر کے صلحنامہ کی خلاف ورزی بھی کی۔ ۲۱۹ ق م میں دونوں کانسل (**م لیویس سالی نے ٹر** اور **ل۔ ایمی لیس پالس**) اس شخص کی سرکوبی کے لیے روانہ کیے گئے اور انھوں نے اپنے فریضے کو سرگرمی کے ساتھ انجام دیا جس کی وجہ سے **ایڈریاٹک** کے سواحل پر پھر امن و امان ہو گیا۔ **فاروس** کی لوٹ میں بیش قرار مال غنیمت ملا تھا اور بیان کیا گیا ہے کہ دونوں کانسلوں نے

---

[1] اہل ساگن ٹم کی شدید مقاومت اور کامل تباہی کا تذکرہ قابل اعتماد نہیں ہے۔ دیکھو فقرہ ۲۶۶۔

اس کا بیشتر حصہ ہضم کر لیا ان پر خیانت کا مقدمہ[1] قائم کیا گیا **ایمی لیس** بد قت بری ہوا **گیولیس** کو سزا ہو گئی اور چند سال کے لئے اسے ترک وطن کرنا پڑا مگر یہ دونوں شخص قابل تھے اور صفحات تاریخ میں ان کا ذکر پھر آئیگا اب ہم مقدونیہ کی موجودہ حالت پر نظر ڈالیں گے۔ اہل الیریا سے رومائی جنگ اور یونان کی متعدد ریاستوں سے اس کے دوستانہ تعلقات کے قائم ہو جانے کے بعد سے یونان میں کئی سیاسی تغیر ہوئے تھے **آکائی** اتحاد جو اسپارٹا کے احیا کی وجہ سے معرض خطر میں پڑ گیا تھا مگر مقدونیہ کی امداد سے بچ گیا شاہ **اینٹی گونس** اس اتحاد کو اور یونان کے بعض دوسرے حصوں کو مقدونیہ کی سرکردگی میں لے آیا تھا۔ یونان میں مقدونیہ کو جو قوت و اثر اس وقت حاصل تھا وہ سالہائے ماقبل میں نہ تھا۔ نوجوان بادشاہ **فلپ پنجم** جو ۲۲۱ میں تخت نشین ہوا سرگرم اوالعزم اور اس وقت ہر دلعزیز تھا سنہ ۲۲۰ سے ۲۱۷ تک ایک جنگ **ایٹولیا** اور **آکائی** متحدین کے درمیان ہوئی جو حلیفوں کی جنگ کے نام سے مشہور ہے۔ آکائی اتحاد نے مجبور ہو کر فلپ سے استمداد کی جس نے **ایٹولیوں** کو دبا دیا۔ لیکن ۲۱۷ میں اس نے ان سے صلح کر لی اس کا دلی مقصد یہ تھا کہ اہل روما کو **ایڈریاٹک** کے مشرق کے ممالک سے خارج کر دے کیونکہ ان کا وجود مقدونیہ کے مصالح کے لئے مضر تھا۔ اطالیہ میں **ہینی بال** کی ابتدائی فتوحات سے اسے امید ہو گئی کہ اس کے حصول مدعا کا وقت آگیا تھا۔ اس کے اور **ہینی بال** کے تعلقات کا ذکر ہم باب مابعد میں کریں گے۔

---

[1] لیوی ۱۲، ۳۵، ۳-۲۷، ۴۴، ۳-۳۔ دی سین بورن۔

باب بست و پنجم

جنگِ فینقی ثانی

(الف) ۲۱۸ء تا ۲۱۶ء ق م

(۲۷۴) جنگِ فینقی ثانی کی اہمیت[1] کی طرف ناظرین کو متوجہ کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں کیونکہ بالعموم تسلیم کرلیا گیا ہے کہ اس جنگ سے نہ صرف روما بلکہ بحیرۂ روم کے اطراف کے ممالک کی تاریخ میں ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ اس جنگ کے واقعات ایک ناٹک کے تماشوں کے مماثل ہیں اور اسی لئے یہ جنگ "**ہینی بالی**" کے نام سے مشہور ہے کیونکہ ہینی بال اس کا ہیرو ہے۔ یہ تماشا سرزمین **اطالیہ** میں ہوا جہاں **ہینی بال** موجود تھا اور اس کی موجودگی پر ہر ایک چیز کا دارومدار تھا۔ لیکن اس جنگ کا اثر **ہسپانیہ**، **یونان** اور **سسلی** تک پہنچا تھا۔ جہاں ہینی بال کی عدم موجودگی ایک خاص اہمیت رکھتی تھی کیونکہ ان ممالک کی مہموں کا تعلق بھی اسی جنگ سے تھا اور ان مہموں کا اثر جنگ کے آخری نتیجے پر پڑا۔ یہ بھی واضح رہے کہ یہ محاربہ خاندان **بارکاس** کا کوئی خانگی معاملہ نہ تھا۔ البتہ **قرطاجنہ** میں اس وقت اس خاندان کو خاص رسوخ حاصل تھا اور **قرطاجنہ** نے جنگ آزمائی کا تہیہ کرلیا تھا۔ وہاں کی حکومت نے ہسپانیہ اور سسلی کو فوجیں بھیجیں اور اطالیہ میں بھی **ہینی بال** کو کمک بھیجی گو وہ کافی نہ تھی۔ پہلی جنگ

---

[1] اس جنگ کا تذکرہ نہایت طویل ہے مگر اس طوالت کے لئے مجھے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس جنگ کے سلسلے میں متعدد امور کا تفصیل کے ساتھ تذکرہ کرنے کی ضرورت ہے جن سے روما، اطالیہ اور قرطاجنہ کی حالت پر روشنی پڑتی ہے۔ لڑائیوں کا ذکر میں نے بہت کم کیا ہے۔

کی طرح دوسری بھی طولانی تھی اور دونوں فریق خستہ ہو گئے مگر دونوں میں دو امور میں بیّن فرق تھا۔ اولاً یہ جنگ قطعی تھی۔ پہلی جنگ کے بعد سسلی اور **سارڈی** **قرطاجنہ** کے قبضے سے نکل گئے جس کا اسے سخت صدمہ ہوا مگر ہسپانیہ میں اس کی حکومت قائم ہو جانے سے پرانی تجارتی منڈیوں کے بجائے نئی منڈیاں وجود میں آگئیں۔ دوسری جنگ کے بعد ہسپانیہ قرطاجنہ کے قبضے سے نکل گیا۔ اس کے بعد دولت پیدا کرنے کا موقع تو اس کے لئے باقی تھا مگر کوئی ایسا ملک نہ تھا جہاں وہ اپنی حکومت قائم کر سکتا۔ ثانیاً یہ جنگ بحری نہ تھی کیونکہ اس کے ۱۷ سالہ دوران میں کوئی بڑی بحری لڑائی نہیں ہوئی۔ چند خفیف سی بحری لڑائیاں وقتاً فوقتاً ضرور ہوئیں مگر سمندروں میں جہازوں کے آنے جانے میں کوئی روک ٹوک نہ تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فریقین میں سے کسی نے سمندر پر اپنا اقتدار قائم کرنے کی کوشش نہیں کی۔

جنگ کے فوجی سبق

(۲۷۵) روما کو اس جنگ سے جو فوجی سبق ملے وہ بالکل صاف اور غیر مشتبہ تھے روما کے سالانہ حکام (کانسلوں) کا فوجوں کا سپہ سالار بنایا جانا فی نفسہ لغو تھا۔ مگر اب اس طرزِ عمل کی لغویت بخوبی ثابت ہو گئی کیونکہ **ہینی بال** نے ان بہادر اور باوقعت اشخاص کو یکے بعد دیگرے شکست دی۔ دست بدست لڑائیوں میں تربیت یافتہ سپاہیوں کو ناتجربہ کار ملکی فوج (Militia) پر ہر گونہ ترجیح حاصل ہے اور اب یہ بخوبی ثابت ہو گیا کہ روما کے بہادر مگر نیم تربیت یافتہ سپاہی فرداً فرداً **افریقہ** اور **ہسپانیہ** کے ہنر آزما سپاہیوں کے مدمقابل نہ تھے۔ اس کے علاوہ کثرت تعداد پر تکیہ کرنا بھی عبث تھا کیونکہ تعداد کثیر سے کام لینے کے لئے ہنر کی ضرورت ہے اور اگر کثیر التعداد فوج میں ابتری پڑ جائے تو تعداد کی کثرت ہزیمت کا باعث ہوتی ہے اس کے علاوہ روما کی فوجوں میں سبک اسلحہ والے سپاہیوں اور سواروں کی بہت کمی تھی اور برخلاف اس کے ہینی بال کے سواروں کے دستے زبردست تھے اس کے آئی بیری سوار اطالیہ کے بہترین سواروں کے مساوی تھے اور اس فوج میں اس نے تربیت یافتہ گالیوں کو بھی شریک کر لیا تھا۔ لیکن حرکت پوری کے لحاظ سے خواہ وہ دشمن کے تعاقب کے لئے ہو یا عقب سے دھاوا کرنے کے لئے نیومیڈیا کے سوار جو اس کی فوج میں تھے بہترین تھے۔ **فنیقی** سپہ سالار خوب جانتا تھا کہ سواروں سے کس طرح سے کام لینا چاہیے اور غالباً یہ ہنر اس نے سکندر اعظم کی روایات سے سیکھا تھا جو اس کا بانی تھا۔ مگر روما کے

---

[1] بیان کیا جاتا ہے کہ ہینی بال نے یونانی کی تعلیم پائی تھی اور آخری عمر میں اس نے ایک کتاب بھی

باب ۵

سپہ سالار اس ہنر سے ناآشنا تھے۔ کینے کی جنگ میں ثابت ہو گیا کہ سواروں کی نقل و حرکت سے پیدل فوج کی بڑی سی بڑی جماعتیں بھی بالکل بے بس ہو جاتی ہیں اگر انھیں سواروں کا سہارا نہ ہو۔ مگر ان سبقوں سے جن اصلاحوں کی ضرورت ثابت ہوئی تھی انھیں روما کی حکومت نے پسندیدہ خیال نہ کیا۔ کیونکہ جو اسقام ہویدا ہوئے تھے وہ دستور کے جزو تھے جنگ کی ضروریات کی وجہ سے عملدرآمد قدیم میں چند عارضی تغیرات کردیے گئے لیکن جب جنگ کا خطرہ رفع ہو گیا تو سابقہ حالت بحال ہو گئی۔ رفتہ رفتہ روما میں بھی ایک مستقل فوج وجود میں آ گئی اور سپہ سالار بھی سالہا سال تک اپنی خدمت پر بحال رہیں گے یعنی شہنشاہی ضروریات کی وجہ سے روما کے امرا اپنی مخالفت سے باز آئیں گے مگر اس منزل پر پہونچنے تک قدیم دستور کا زوال بھی قریب تر ہو جائیگا۔

جنگ کے تاریخ کے ماخذ۔

(۲۷۶) لیوی نے اپنی تاریخ کے دس مقاموں میں اس جنگ کو ایک مسلسل تذکرے کی صورت میں بیان کیا ہے۔ یہ تذکرہ جنگ کے دو سو سال بعد لکھا گیا ہے اور سابقہ مصنفوں کی تحریروں پر مبنی ہے جن میں سے فے بیس پکٹور اور کینکیس الی مین ٹس معاصر تھے۔ پالی بیس کی تاریخ جس سے لیوی مستفید ہوا ہے جنگ سے پچاس سال بعد لکھی گئی تھی[1]۔ اس کے مسلسل تذکرے کا ایک جزو اور بعض متفرق قطعات باقی ہیں۔ پالی بیس نے نہ صرف اپنے پیش رووں کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے بلکہ سرکاری کاغذات مثلاً صلحناموں کو بغور دیکھا ہے خصوصاً ایک طویل کتبے[2] کو جسے خود ہنی بال نے جنوبی اطالیہ کے کسی مقام پر نصب کرایا تھا۔ اس کتبے میں اس نے اپنی عظیم الشان مہم کے حالات تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ دوسری صدی ق۔م میں اس جنگ کی روایتیں لوگوں کو یاد تھیں اور پالی بیس کو ان لوگوں سے گفتگو کرنے کا بھی موقع ملا جو اس جنگ میں شریک تھے۔ اس نے سیاحی بھی بہت کچھ کی ہے جس سے اسے دوسرے ممالک کے لوگوں کی رائیں معلوم کرنے کا موقع ملا اور قرطاجنہ[3] سے بھی اس نے معلومات بہم پہنچائیں

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ اس زبان میں لکھی تھی نے پوس، ہنی بال ۱۳۔

[1] شنک برگ نے اپنی کتاب پالی بیس کے دیباچہ (۲) میں اس کے ماخذ پر مفصل بحث کی ہے۔

[2] پالی بیس ۳، ۳۳، ۵۶۔

[3] پالی بیس ۹، ۲۵۔

جغرافیہ اور مقامات کے تفصیلی حالات بیان کرنے پر اس نے خاص توجہ کی ہے مگر اس کی تحریر میں وضاحت نہیں ہے اور جغرافیہ کے متعلق اس نے چند غلط مفروضات اختیار کر لیے تھے جس کی وجہ سے اس کی یہ کاوش بیکار گئی۔ زمانۂ مابعد کے مورخوں اور ان مصنفوں کا ہم یہاں ذکر نہ کرینگے جنھوں نے ضمناً اس جنگ کا ذکر کیا ہے۔ مگر ان تذکروں کے مشترک اسقام کے متعلق کچھ کہنا ضروری ہے جن کی وجہ سے ان پر پورا وثوق نہیں ہو سکتا۔ اولاً روما کے مصنفوں نے قصداً غلط بیانیاں کی ہیں۔ یہ ایک حد تک حب قومی پر مبنی ہے کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ واقعات کو اس طور پر پیش کریں کہ روما کو نام و نمود حاصل ہو۔ شخصی امور کو بھی اس میں دخل ہے مثلاً بعض خاندانوں کی روایت میں ان کے افراد کی تعریف ضرورت سے زیادہ کی گئی۔ روما کے مصنفوں کی جانب داری سخت پریشاں کن ہے کیونکہ اہل **قرطاجنہ** کی لکھی ہوئی کوئی تاریخ موجود نہیں جس سے معلوم ہو سکتا کہ ان لوگوں نے کس حد تک واقعات میں تصرف کیا ہے۔ روما کے مورخوں کا مدعا یہ نہ تھا کہ صحیح واقعات کو بیان کریں بلکہ ناظرین کے اخلاق پر اثر ڈالیں۔ خاندانی روایات کا ہم ذکر کر چکے ہیں خود **پالی بیس** نے خاندان **سپیو** کی طرفداری کی ہے۔ یہ واجب التعظیم حقیقت کا طالب تھا مگر اس خاندان کا نمک خوار تھا اور ان کے نوشتوں کو پڑھنے کی وجہ سے ان کا ہوا خواہ ہو گیا تھا۔ بالمختصر دوسری جنگ **فنیقی** گو تاریخی زمانہ میں ہوئی مگر اغلاط کے طومار سے اس کی کیفیت افسانوں کی سی ہو گئی ہے۔ **فے بیس پکٹور** نے اپنے خاندان (فے بی ای) کے کارناموں نے بیان کرنے میں ضرور مبالغہ سے کام لیا ہوگا۔ عوام پسندوں کے گروہوں، **فلامی نیس** اور وارو کے جو حالات بیان کیے گئے ہیں ان سے مصنف کی مخالفت صاف ظاہر ہے لیکن مصنفوں نے اس پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ ایک شخص کے کارناموں کو دوسرے سے منسوب کر دیا ہے جس سے حقیقت کو دریافت کرنا سخت مشکل ہوتا ہے۔ بعض رازہائے سربستہ ایسے ہیں جن کا انکشاف ہی اب تک نہیں ہوا مثلاً نیرو (**میٹارس کا فاتح**) اپنی سپہ سالاری کے جوہر دکھانے کے بعد کمان سے ہٹا دیا گیا اگر یہ کارنمایاں اس نے کیا تھا تو پھر اس سے جنگ میں دوبارہ کام کیوں نہ لیا گیا؟ اس کا کوئی جواب سمجھ میں نہیں آتا۔ اس طویل بحث سے مقصود صرف یہ ہے کہ ناظرین کو معلوم ہو جائے اس اہم جنگ کے بعض واقعات کی صحت کے متعلق ہمیں شبہ کیوں ہے۔

باب ۲۵
ہنیبال کی فوجیں

(۲۷۷) ہم نے ہینی بال کو ہسپانیہ میں چھوڑا تھا جہاں وہ عظیم الشان مہم کی تیاریوں میں مصروف تھا۔ ۲۱۹ق م کے موسم سرما میں ساگنٹم کے سقوط کے بعد اس نے عام پسند جماعت کی ہمت افزائی کے لیے مال غنیمت قرطاجنہ بھیجدیا اور متعدد فوجی انتظامات غالباً قرطاجنہ کی حکومت کی منظوری سے کیے۔ اس کے مقاصد سہ گونہ تھے یعنی افریقہ کا تحفظ، ہسپانیہ پر قبضہ کا قائم رہنا اور اطالیہ پر حملہ آوری۔ شمالی افریقہ کے مغربی ضلع کو اس نے پندرہ ہزار ہسپانی سپاہی اور جزائر بالی آرک کے گوپھن پھینکنے والوں کی ایک جماعت منتقل کردی اور چار ہزار مقامی سپاہی اور کچھ ہسپانی سپاہی قرطاجنہ بھیجدیے۔ اس طور پر اس نے افریقہ میں بغاوت کا سدباب کردیا اور اپنے ہسپانی حلیفوں کی وفاداری کے یرغمال لے لیے۔ ان تدبیروں سے قرطاجنہ میں فوجوں کا اجتماع بھی نہ ہونے پایا کیونکہ فوجوں کی کثرت سے شہر اور حکومت کو خطرہ تھا نہ کہ حفاظت کا ذریعہ۔ ہسپانیہ کا صوبہ دار اس نے اپنے بھائی ہاسدروبال کو مقرر کیا جس کے تحت میں چودہ ہزار افریقہ کے سپاہی تھے اور ان کے علاوہ لیگیوری اور بالی آرک بے قاعدہ فوج اور کچھ شمالی ہسپانی تھے جو روما کے حیطۂ اثر کے باشندے تھے ہاسدروبال کے زیر کمان ۵۷ جہازوں کا ایک بیڑا بھی تھا مگر ان میں سے صرف ۳۷ جہازوں میں ملاح تھے[1] اس واقعے سے ظاہر ہے کہ قرطاجنہ کا تجربہ زبردست نہ تھا۔ ۲۱ ہاتھی بھی تھے اور قرطاجنہ جدید کے اسلحہ خانے میں جنگ کے سامان کا ذخیرہ تھا۔ اپنی دھاوا کرنیوالی فوج کو ہینی بال نے حد درجہ قابل کار بنا لیا اور ہسپانی سپاہیوں کے ساتھ جنھیں وہ ان کے ملک سے باہر لے جا رہا تھا اس نے یہ رعایت کی کہ انھیں طویل رخصتیں دیں۔ اس اثناء میں اس نے معتمد علیہ قاصد روانہ کیے تاکہ کوہ آلپ کے اضلاع کے صحیح حالات معلوم ہوں اور اطالیہ کے گالیوں کو معاونت پر آمادہ کیا جائے جو روما سے خوش نہ تھے۔ ان قاصدوں نے اسے مطلع کیا کہ گالی اس کی شرکت پر آمادہ تھے اور کوہ آلپ کو عبور کرنا دشوار ہے مگر ناممکن نہیں۔ اسے یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ روما کے سفیر قرطاجنہ سے بے نیل مرام واپس ہوئے دشمن پر دھاوا کرنے کا وقت آگیا تھا اور وہ تیار تھا۔ ۲۱۸ق م میں

---

[1] پالی بیس ۳، ۳۳۔ لیوی ۲۱، ۲۲-۴۔

اس نے اپنی فوج کے مختلف حصوں کو جمع کیا اور سرحدی ندی کو ایک لاکھ تربیت یافتہ سپاہیوں کے ساتھ عبور کیا۔

خشکی کی راہ۔

(۲۷۸) اس موقع پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ **ہینی بال** نے سمندر کی راہ سے اطالیہ جانے کے بجائے خشکی کا دشوار گزار راستہ کیوں اختیار کیا۔ بعض لوگوں کا یہ قیاس ہے کہ ہینی بال کا یہ خیال تھا کہ اگر وہ یخ بستہ پہاڑوں سے یکایک اطالیہ کے میدان پر یورش کر دیتا تو اطالیہ کے باشندے اس کی اس حرکت سے سراسیمہ ہو جاتے۔ ممکن ہے کہ یہ خیال صحیح ہو کیونکہ ہینی بال کو اس فن یعنی اخلاقی اثرات سے کام لینے میں کمال تھا۔ مگر اس کی توضیح عملی طریقے پر بھی ہو سکتی ہے۔ جہازوں میں سپاہیوں اور جنگ کے سامان کا بھیجنا خطرے سے خالی نہ تھا۔ کیونکہ ۲۴۲؁ میں ایگاٹی جزائر کے قریب قرطاجنہ کے بیڑے تباہ ہو جانے سے گزشتہ جنگ کا فیصلہ روما کے حق میں ہوا تھا۔ قرطاجنہ قدیم سے مغربی سسلی کے ساحل تک کی مسافت کے مقابلے میں قرطاجنہ جدید سے اطالیہ کے ساحل کی مسافت پانچ گنی تھی۔ اس کے علاوہ ۲۵۶؁ میں سسلی میں لنگر انداز ہو کر قرطاجنہ کی حملہ آور فوج اپنی سابق کی فوج سے مل گئی جو وہاں موجود تھی۔ برخلاف اس کے ۲۱۸؁ میں ہینی بال اگر اطالیہ کے ساحل پر لنگر انداز ہوتا تو اسے گالیوں سے ملنے میں دقت ہوتی کیونکہ پو اور اس کی باجگزار ندیوں کے اضلاع جہاں گالی مقیم تھے مغربی ساحل سے دور تھے اور بیچ میں اٹروریا کا ضلع تھا جو روما کے قبضے میں تھا اور کوہ اپی نائن تھا اور اس کے علاوہ لیگیوریا کا کوہستانی ضلع بھی تھا۔ جہاں کے وحشی پہاڑی اسکی فوج کے سدراہ ہوتے۔ گال کے سواحل پر پیری نیز سے آلپ تک مسالیہ کے یونانیوں کا قبضہ تھا جو روما کے حلیف تھے کرسیکا اور سارڈی نیا پر روما کا قبضہ تھا اس سے ظاہر ہے کہ کوئی ساحل ایسا نہ تھا جہاں قرطاجنہ کے ہواخواہوں ہینی بال نے رون ندی ۴۶۰۰۰ سپاہیوں ۸۰۰۰ گھوڑوں، ۳۷ ہاتھیوں اور جنگ کے ساز و سامان کے ساتھ عبور کیا۔ اگر اس کی تعداد کو ہم ذہن نشین رکھیں تو بہ آسانی قیاس کر سکتے ہیں کہ اس تعداد کثیر کو جہازوں میں لانا قسمت سے لڑنا تھا۔ کوہ آلپ کا راستہ دشوار گزار تھا اور اس کی دقتوں کا اسے ابھی تک پورا اندازہ نہیں ہوا تھا۔ مگر اس میں کم از کم یہ فائدہ تھا کہ وہ راست گالیوں کے پاس پہنچ جائے گا جن کی مقاومت پر اس کی امیدوں کا دارومدار تھا۔ یہ فوج اس نے اپنے ملک کا انتقام لینے کے لئے تیار کی تھی اور

باب ۹

وہ ہرگز گوارا نہ کر سکتا تھا کہ وہ ایک طوفان میں تباہ ہو جائے۔

(۲۷۹) ایبرو ندی کو عبور کرنے کے بعد اس کا پہلا کام یہ تھا کہ اس کے شمال کے قبیلوں پر قابو حاصل کرے۔ جانوں سے وقت زیادہ قیمتی تھا اس لئے اس نے اپنا کام فوراً شروع کر دیا۔ وہ مسلسل کوچ کرتا رہا اور جنگ وجدال اور شہروں پر دھاوا کر کے اس نے قبائل مذکور کو اطاعت پر مجبور کیا اس نے ایک عہدہ دار مسمی ہینو کو وہاں کا صوبہ دار مقرر کیا اور اس کے ساتھ دس ہزار پیدل سپاہ اور ایک ہزار سوار چھوڑ دیئے تاکہ وہ **گال** سے سلسلۂ آمد و رفت کو قائم رکھ سکے۔ **ہینی بال پیری نیز** کے پار ایک درے میں سے ہو گیا۔ جو اس کے مشرقی حصے میں تھا۔ یہاں پہونچکر اس نے دس گیارہ ہزار سپاہیوں کو ان کے وطن واپس کر دیا۔ **پالی بیس**[1] کا بیان ہے کہ اس انتظام سے اس کا منشا یہ تھا کہ ہسپانیہ کے اہل قبائل وفاداری پر قائم رہیں اور بوقت ضرورت امدادی فوجیں وہاں سے آتی رہیں۔ ان مختلف نقصانات پر اس کی فوج میں جب وہ **پیری نیز** سے روانہ ہوا تو صرف پچاس ہزار سپاہی اور نو ہزار سوار تھے۔ مگر ان کے ساتھ بار برداری کا سامان زیادہ نہ تھا اور نقل و حرکت آسانی سے کر سکتے تھے۔ **جنوبی گال** کے قبائل مقابلے پر آمادہ تھے مگر ان کے سرداروں کو تحفے دیکر اور با امن نامہ و پیام سے ہینی بال نے ان کی مخالفت کو دور کر دیا اور اس کی فوج بلا کسی مزید مخالفت کے **رون ندی** پر پہونچ گئی جہاں پہلی مرتبہ اس کے راستے میں رکاوٹ پیدا ہو گئی۔

گالی

(۲۸۰) روما کی حکومت نے جب دیکھا کہ **قرطاجنہ** سے جنگ چھڑ گئی ہے تو اطمینان سے اپنی تدبیروں کو پختہ کرنا شروع کیا اور یہ طے ہوا کہ ۲۱۸ء کے **کانسلوں** میں سے **پبلیس کارنی لیس سی پیو** اپنی فوج ہسپانیہ لے جائے اور **ٹائی بے ریس سیم پرونیس لانگس** اپنی فوج افریقہ لے جائے۔ یہ بھی طے ہوا کہ **پو ندی** کے ضلع میں قبضہ کو مستحکم کرنے کے لئے نو آبادیاں بھی ساتھ ہی ساتھ قائم کی جائیں۔ یہ ظاہر تھا کہ اس انتظام سے بے دخل شدہ

---

[1] لیوی کی روایت سے ظاہر ہے کہ اس نے سات ہزار سپاہیوں کو واپس کر دیا جو بغاوت پر مائل تھے اور تین ہزار خود بھاگ گئے تھے **پالی بیس** ۳، ۳۵۔ **لیوی** ۲۱، ۲۳، ۴۔ ۶۔

باب ۲۵ گالی سخت برافروختہ ہوں گے مگر روما اب یہ گوارہ نہ کرسکتا تھا کہ اطالیہ میں وہ نقضِ امن کرسکیں۔ کوئی خاص پیش بندیاں بطور احتیاط نہیں کی گئیں اور ہینی بال کے قاصدوں کے ورود کی اطلاع بھی غالباً روما کو نہیں ہوئی۔ مگر قبل اس کے کہ دونوں کانسل اپنے اپنے صوبوں کو روانہ ہوں بوائی اور انسوبری کے زبردست قبیلوں نے بغاوت کردی اور پلاکین ٹیا کے مستعمروں کو ان کے گھروں سے نکال دیا۔ جو لوگ ان دونوں مقامات سے بھاگے اُنھوں نے میوٹی نا میں پناہ لی جہاں روما کی ایک فوج بھی مگر اس مقام کا بھی گالیوں نے محاصرہ کرلیا۔ اس ضلع میں کچھ فوج ایک پریٹر کے زیر کمان تھی جو کمک لیکر پہونچا مگر وہ خود ایک کمین گاہ میں پھنس گیا اور سخت نقصان کے ساتھ وہاں سے جانبر ہوسکا اسے بھی گالیوں کے ایک انبوہ کثیر نے گھیر لیا۔ اس خبر سے روما میں سخت انتشار ہوگیا ایک دوسرا پریٹر سی پیو کی دو لیجنوں کے ساتھ موقع کارزار کو بھیجا گیا جس سے بغاوت فرو ہوگئی اور گال اپنی وے آلپ میں عارضی طور پر امن ہوگیا سی پیو نے نئے سپاہی بھرتی کرلیئے اور سمندر کی راہ سے ۶۰ جنگی جہازوں کے ساتھ اپنے صوبے کو روانہ ہوا۔ غالباً بار برداری کے جہاز ان کے علاوہ ہوں گے۔ مسالیہ تک وہ ساحل کے کنارے کنارے چلا گیا اوران کے شمالی دہانہ کے قریب لنگر انداز ہوا۔ جہاں اسے معلوم ہوا کہ ہینی بال بھی قریب ہے اور ندی کو عبور کرنے کی فکر میں ہے۔ اسے یقین نہ ہوا اور اس نے سواروں کی ایک جماعت کو خبر لینے کے لئے روانہ کیا۔ اس کے رنگروٹوں کو جو سمندر کے سفر سے کسلمند ہوگئے تھے آرام لینے کا موقع مل گیا۔ چند روز کے بعد اس کے سوار واپس آئے جنھوں نے نیومیڈیا کے سواروں کے ایک دستہ سے مقابلہ کرکے اسے بھگا دیا تھا گو ان کے بھی کچھ آدمی ضائع ہوئے ان لوگوں نے بیان کیا کہ دشمن نے رون ندی کو عبور کرلیا ہے کانسل اپنی فوج لیکر اندرون ملک روانہ ہوا کہ ان سے مقابلہ کرے۔ مگر ہینی بال آگے بڑھ گیا تھا کیونکہ وہ گال میں لڑنا نہ چاہتا تھا۔ سی پیو اب سخت شش وپنج میں تھا کیونکہ اپنے فرض منصبی کو بجا لانے کے لئے کئی صورتیں اس کے پیش نظر تھیں۔ ہینی بال کی پیش قدمی کو روکنا بھی ہسپانیہ کی صوبہ داری کا ایک جزو تھا جو اس کے سپرد ہوئی تھی اس نے نہایت فراست سے یہ تصفیہ کیا کہ اپنی فوج اپنے بھائی نے ایس سی پیو کے زیر کمان ہسپانیہ بھیجدے اور خود چند آدمیوں کو لیکر اطالیہ واپس گیا تاکہ جب

باب ۲۵

حملہ آور کوہ آلپ کو طے کر کے شمالی اطالیہ میں وارد ہوں تو ان کا مقابلہ کرے۔

کوہ آلپ

(۲۸۱) ہینی بال نے رون ندی کو ایک دن میں عبور نہیں کیا۔ ایک زبردست قبیلہ وول کا آلی (مشرقی کنارے پر قابض تھا مگر ہینی بال ان کی مخالفت پر غالب آسکتا تھا۔ اطراف و جوانب میں جس قدر کشتیاں اور کشتیاں بنانے کی لکڑی مل سکی اس نے خریدی یا چھین لی۔ اس کے آدمیوں نے وسیوں کی امداد سے کشتیاں بنالیں اور ہاتھیوں کے تیرانے کے لئے تختے بھی تیار کر لئے۔ اس کے بعد اس نے اپنی فوج کے ایک دستے کو آگے بھیجدیا کہ کسی مقام سے ندی کو عبور کرے اور دشمن کے عقب میں عین وقت پر آجائے۔ یہ عقبی حملہ آور اس کی اصلی فوج کا حملہ جو سامنے سے ہوا دونوں ایک ہی وقت میں ہوئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وول کا لی بھاگ کھڑے ہوئے اور تمام فوج نے سلامتی کے ساتھ ندی کو عبور کر لیا۔ اس کی فوج میں اس وقت ۳۸۰۰۰ پیدل سپاہی، ۸۰۰۰ سے زیادہ سوار اور ۲۰ یا ۲۵ ہاتھی تھے۔ عجلت کرنے کی سخت ضرورت تھی کیونکہ موسم سرما قریب آگیا تھا جب کہ درے برف سے بند ہو جاتے ہیں اور آلپ کو طے کرنا ناممکن ہو جاتا ہے مگر عین اس موقع پر اطالیہ کے گالیوں کا ایک وفد آگیا جس سے ہینی بال کو تقویت ہو گئی اور اسے اپنے سپاہیوں کو ہمت دلانے کا موقع مل گیا جو کوہ آلپ کے سفر کی صعوبتوں سے ہراساں تھے۔ اس نے اپنے آدمیوں کو سمجھایا ہے کہ آلپ کے پار سے یہ لوگ جو ہمارے دوست ہیں اس غرض سے آتے ہیں کہ ہمیں منزل مقصود تک پہونچنے کی راہ دکھائیں جہاں ہمارے بہادر حلیف ہمارے منتظر ہیں جن کی شرکت سے ہم روما پر غالب آئیں گے اور اس کے مال و دولت کو آپس میں تقسیم کر لیں گے۔ اپنے خیمہ گاہ کو چھوڑ کر وہ کوچ کرتا ہوا 'جزیرے' کو پہونچا۔ یہ ایک زرخیز ضلع رون اور اسارا (اسیر) ندیوں کے درمیان تھا۔ یہاں ایک قبیلے میں خانہ جنگی ہو رہی تھی۔ دو بھائی اپنی قوم کی سرداری کے دعوے دار تھے۔ ہینی بال نے بڑے کی دستگیری کی اور اسے سردار بنوا دیا۔ اس کے صلے میں اس باوفا سردار نے اس کی فوج کے لئے رسد بہم پہونچائی اور سب ساز و سامان درست کر دیا۔ ہینی بال کی فوج جب تازہ دم ہو گئی تو وہ آلپ کی طرف روانہ ہوا اور اس کے عقب میں اس کا ہوا خواہ گالی سردار تھا تاکہ مخالف قبیلہ الوبروگی حملہ نہ کرنے پائے۔ پہاڑ کے دامن پر پہونچ کر اسے اپنے

باب ۵

ذرائع سے کام لینا پڑا اور مصائب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ پہاڑوں میں گھوڑوں اور بار برداری کے جانوروں سے بڑی زحمت ہوتی ہے مگر تنگ دروں میں ان سے خطرہ بھی رہتا ہے۔ اس کے علاوہ پہلے الوبروگی اور پھر پہاڑی قبیلوں نے اس کی فوج پر حملہ کیا اور سخت نقصان پہونچایا۔ ہینی بال نے اپنی حربی چالوں سے ان دشمنوں میں سے بعض کو منتشر کر دیا اور غداری سے بھی اسے سخت پریشانی ہوئی جس کا وجود اسے گالی رہناؤں کے ذریعے سے معلوم ہوا۔ رسد کا حاصل کرنا بھی دشوار ہوتا گیا اور تعجب ہے کہ ہاتھیوں کی خوراک کی اس نے کیا تدبیر کی۔ درے کی چوٹی تک پہونچنے میں سخت دقتوں اور مصائب کا سامنا ہوا۔ اتار میں گو دشمنوں سے مقابلہ نہ ہوا مگر موسم کی وجہ سے دوسری رکاوٹیں پیدا ہو گئیں۔ پہاڑوں پر برف جمنے لگی تھی جو جنوبی سپاہیوں کے لیے سخت تکلیف دہ تھی کیونکہ غالباً نومبر کا مہینہ آگیا تھا۔ اور آلپ کے جنوبی ڈھال پر بمقابلہ شمالی کے برف زیادہ گرتا ہے۔ راستہ دشوار گزار اور پھسلنا تھا اور اکثر مقامات میں پہاڑ ٹوٹ بھی گئے تھے۔ ہاتھیوں کے ساتھ رہنے سے اور بھی دقت تھی۔ اب تک یہ نہ معلوم ہو سکا کہ ہینی بال نے کس درے سے کوہ آلپ کو طے کیا گو علما اور سیاحوں نے اسی پر بہت کچھ خامہ فرسائی کی ہے لیوی اور پالی بیس کے بیانات غیر واضح ہیں اس لیے ان سے کوئی نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا اور خود آلپ کے جغرافیہ نویسوں کو بھی اس کے متعلق اتفاق نہیں ہے مگر کسی نہ کسی درے میں سے ہینی بال اپنی شاندار فوج کے باقی ماندہ حصے کو جو گرسنگی اور اور برف باری سے پریشان حال تھا، شمالی اطالیہ میں لیکر پہونچ گیا۔ عین اس وقت پر جب کہ سنہ ۲۱۸-۲۱۷ کا موسم سرما شروع ہونے کو تھا۔ اس وقت اس کی فوج کی جو تعداد تھی اس کے متعلق مورخوں کو اختلاف ہے مگر اقل اندازہ یہ ہے کہ ۲۰۰۰۰ پیدل سپاہی اور ۶۰۰۰ سوار تھے۔ چند ہاتھی بھی بچ گئے تھے۔ اب ہم شمالی اطالیہ کے واقعات کو چھوڑ کر جنوبی سمندر کی طرف متوجہ ہوں گے جہاں اب جنگ چھڑ گئی تھی۔

روما کی تدبیریں خاک میں مل گئیں

(۲۸۲) روما کا یہ منصوبہ تھا کہ کانسل سیمپرونیس افریقہ پر حملہ کر دے کیونکہ قرطاجنہ کو اطاعت پر مجبور کرنے کی کوئی اور تدبیر نہ تھی۔ لیکن قرطاجنہ والے بھی اس چال کو سمجھ گئے تھے اس نئے جنگ میں انھوں نے پیش قدمی کی تاکہ روما کو حملہ کرنے کا موقع نہ مل سکے۔ ان کی یہ تدبیر کارگر ضرور تھی مگر اس پر عمل انھوں نے سرگرمی سے نہ کیا

سیمپرونیس کے زیر کمان ایک زبردست بیڑہ تھا جس میں ۱۶۰ (Quinquereme) جہاز شامل تھے لیکن قبل اس کے کہ وہ مسانا پہونچے قرطاجنیوں نے حملہ کر دیا تھا۔ بیس جہازوں کا ایک بیڑا جو اطالیہ کے سواحل پر غارتگری کرنے کے لئے روانہ کیا گیا تھا طوفان سے ضائع ہو گیا اور اس میں سے تین جہاز روما کے وفاشعار حلیف ہیرو کے قبضے میں آ گئے جس کا بیڑا کانسل کے آنے کے انتظار میں تیار تھا۔ ہیرو کو معلوم ہوا کہ ۳۵ جہازوں کا ایک دوسرا بیڑا للی بے ایم پر اچانک حملہ کرنے کے لئے آ رہا تھا اس کی بھی اس نے پریٹر کو اطلاع کر دی۔ اندفاعی تیاریاں شروع ہو گئیں اور قرطاجنیوں کو یکایک حملہ کرنے میں کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے بعد بحری جنگ ہوئی فینیقی بیڑا سات جہازوں اور ۷۰۰ آدمیوں کے ضائع ہونے کے بعد بھاگ کھڑا ہوا۔ بیان[1] کیا گیا ہے کہ یہ ہزیمت سپاہیوں کی کمی کی وجہ سے ہوئی تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ گزشتہ جنگ سے قرطاجنہ کو کوئی سبق حاصل نہ ہوا اور اس نے اپنے تجربے کی اصلاح کی کوئی فکر نہ کی۔

عین اسی وقت سیمپرونیس مسانا پہونچا۔ ہیرو نے اس کا خیر مقدم کیا اور قرطاجنہ کی مہموں کی اسے اطلاع دی اور اسے متنبہ کر دیا کہ سسلی کی بستیاں بھی روما سے ناراض ہیں سیمپرونیس فوراً للی بے ایم کو روانہ ہوا مگر اس کے پہونچنے سے قبل ہی وہ مقام فتح ہو گیا تھا اس لئے اس نے جزیرہ میلیٹا کا رخ کیا جو اب تک قرطاجنہ کے قبضے میں تھا۔ یہاں کے باشندے اس کے مظالم سے تنگ آ گئے تھے اس لئے انہوں نے فینیقی صوبہ دار اور اس کے قریب دو ہزار سپاہیوں کو کانسل کے سپرد کر دیا۔ ان قیدیوں کو اس نے للی بے ایم لیجا کر فروخت کر دیا اور اس کے بعد جزائر لیپاری کی طرف روانہ ہوا۔ مگر دشمن وہاں موجود نہ تھا۔ اس کے بعد وہ سسلی واپس آیا اور اس امید میں تھا کہ اس کے جاسوس شمالی افریقہ کے ساحل پر کسی ایسے مقام کا پتہ دیں گے جہاں وہ بہ آسانی لنگر انداز ہو سکے مگر یہاں پہونچکر اسے ناخوشگوار خبریں ملیں یعنی جو قرطاجنی بیڑا اس کی زد سے بھاگ نکلا تھا وہ اطالیہ کے سواحل پر لوٹ مار کر رہا تھا اور سینیٹ کے ذریعے سے اسے معلوم ہوا کہ ہینی بال گال این زوسے آلپ میں پہونچ گیا تھا افریقہ اس کی زد میں آ گیا تھا

---

[1] لیوی ۲۱/۵۔

باب ۲۵

مگر اب اسے اپنے ہم عہدہ کی مدد کے لئے مجبوراً شمال کا رخ کرنا پڑا اس لئے اس نے اپنے ایک نائب کو جنوبی سواحل کی نگرانی کے لئے ۲۵ جہازوں کے ساتھ چھوڑ دیا۔ پیٹر کے بیڑے میں اس نے پچاس جہاز شامل کر دئے اور خود اپنی فوج سے ملنے کے لئے روانہ ہو گیا جسے اس نے پہلے ہی سے آری می نیم بھیجدیا تھا۔

ٹکی نس اور ٹربیا کی لڑائیاں

(۳۸۲) شمالی اطالیہ میں واقعات کی رفتار نہایت تیز تھی ہینی بال نے اپنی فوج کو تازہ دم ہونے کے لئے چند روز آرام لینے کا موقع دیا مگر وقت ایسا نازک تھا کہ تعویق سخت مضر تھی کیونکہ اس کے لئے ضروری تھا کہ اپنی دھاک کو قائم رکھنا جو کوہ آلپ کو طے کرنے سے جم گئی تھی۔ ٹارنی کا قبیلہ اس کے حلیف قبیلہ انسوبری سے برسر جنگ تھے اس لئے اس نے دھاوا کر کے ان کے صدر مقام پر قبضہ کر لیا۔ قرب وجوار کے قبیلے اس سے آملے اور جو مشرق کی طرف تھے وہ روما کے زیر اثر ہونے[۱] کی وجہ سے موقع کے منتظر رہے۔ سی پیو نے پریٹروں کی فوجوں اور گالیوں کی ایک جماعت کو لیکر ہینی بال کا مقابلہ کرنے کے لئے پیش قدمی کی۔ دونوں سپہ سالار مقابلہ پر آمادہ تھے۔ سی پیو کو یہ فکر تھی کہ حملہ آور کو کچل دے قبل اس کے کہ اس کے حلیفوں کی تعداد بڑھ جائے اور ہینی بال یہ چاہتا تھا کہ اپنی قوت کا اظہار کر کے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے۔ سی پیو پو ندی کو عبور کر کے اس کے شمالی ساحل پر پہونچ گیا اور پہلا مقابلہ ٹکی نس ندی پر ہوا جو پو کی ایک باجگزار ہے اور کوہ آلپ سے نکلی ہے۔ یہ جنگ بالکلیہ سواروں کی تھی۔ ہینی بال کے سواروں کی تعداد غالباً زیادہ تھی اور ان سے کام بھی خوبی سے لیا گیا اس لئے انھوں نے روما کے سواروں کو تہ تیغ کر دیا کانسل خود سخت زخمی ہوا۔ مگر کسی سورما[۲] نے اس کی جان بچا لی۔ اپنی مختصر باقی ماندہ فوج کو لیکر وہ پلاکین ٹیا روانہ ہو گیا ہینی بال اور بہت سے گالیوں نے جو اب علانیہ روما کے خلاف ہو گئے تھے اس کا تعاقب کیا۔ سی پیو کی گالی فوج نے اپنے رومی ساتھیوں میں سے اکثر کو قتل کر کے فینقی سپہ سالار کا

---

[۱] واضح رہے کہ قبیلہ وی نی ٹی کا تعلق عرصے سے روما سے تھا۔ اس جنگ میں ان کی امداد روما کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی۔ دیکھو فقرات ۱۳۲، ۲۶۸، ۲۸۴،

[۲] پالی بیس اور موجودہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورما اس کا بیٹا تھا جو بعد میں افریکانس کے نام موسوم ہوا۔ لیکن لیوی میں ایک معاصر کی روایت ہے کہ یہ کام ایک لیگیوری غلام کا تھا۔

ساتھ اختیار کرلیا۔ دشمن کے سواروں اور گالیوں کی غداری کے خوف سے سی پیو نے اپنی خیمہ گاہ کو ایک اونچی مقام پر منتقل کر دیا جو ٹری بیا ندی کے قریب تھا۔ یہ پو ندی کی ایک باجگزار ہے اور کوہ ایپی نائن سے نکلی ہے۔ کلاس ٹی ڈیم میں ان کا رسد کا بڑا ذخیرہ تھا جو مغرب کی طرف کچھ ہٹ کر واقع ہے۔ ہینی بال نے اپنے ڈیرے ایک مقام پر ڈال دیئے جو پانچ میل کے قریب تھا اور اس کو رسد اپنے گالی ہوا خواہوں سے ملتی تھی۔ اس نے فوراً ہی کلاس ٹی ڈیم پر حملہ کرنے کی دھمکی دی اور وہاں کے افسر نے جو رومی نہ تھا مگر برنڈیسیم کا ایک حلیف (Socius)[1] تھا، رشوت لیکر تمام ذخیرہ اس کے حوالے کر دیا۔

صورت حال پریشان کن ہو رہی تھی مگر خوش قسمتی سے سیم پرونیس اپنی فوج لیکر پہنچ گیا۔ جسے فکر لگی ہوئی تھی کہ اپنی یک سالہ میعاد کے ختم ہونے سے قبل جنگ میں شرکت کرے سی پیو کے بیمار ہونے کی وجہ سے وہ واحد سپہ سالار تھا اور سسلی میں بھی وہ بعد از وقت پہنچا تھا جب کہ جنگ کا موقع باقی نہ رہا تھا اس کے سواروں اور ہلکے اسلحہ والے سپاہیوں کو چند گالیوں کی تائید میں کامیابی ہوئی تھی جنھیں ہینی بال ان کی غداری کی پاداش میں سزا دینا چاہتا تھا اس کامیابی سے اس کی ہمت بڑھ گئی تھی مگر چالباز قرطاجنی اسکے منصوبے کو تاڑ گیا تھا اس لئے اس نے سیم پرونیس کو دھوکا دینے کے لئے رخصت اختیار کی سی پیو دخل دینے سے مجبور تھا کیونکہ اس کی علالت کی وجہ سے سیم پرونیس برسرکار تھا۔ ٹری بیا کے قریب بالآخر دسمبر کے مہینے میں سخت سردی کے زمانے میں جنگ ہوئی۔ سیم پرونیس کو ایک جنگ میں ہینی بال نے پوری مات دی۔ روما کے سپاہیوں کو عین حالت گرسنگی میں لڑنا پڑا اور ٹری بیا کو عبور کرنا جو یخ بستہ تھی۔ سیم پرونیس کے سواروں کو شکست ہوئی۔ لیجنوں کو ہینی بال نے عقب سے گھیر لیا اور اطاعت قبول کرنے پر مجبور کیا مگر ان میں سے دس ہزار کسی صورت سے پلاکین ٹیا پہنچ گئے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ روما کے پیدل سپاہی اچھی حالت میں تھے اور مصائب سے گھبرا نہ اٹھتے تھے۔ مقابلہ کن فوجوں میں سے دونوں میں قریب ۴۰۰۰۰ آدمی تھے۔ مگر ہینی بال کے سپاہیوں نے جنگ سے قبل خوب کھا لیا تھا اور ان سے بخوبی کام لیا گیا

---

[1] لیوی ۲۱، ۴۸، ۹۔

باب ۲۵

روما کی فوج کمین گاہ میں پھنس گئی جس سے ہینی بال کو پوری فتح حاصل ہوئی۔ اس کا بھی بہت کچھ نقصان ہوا مگر یہ نقصان اس کی فوج کو زیادہ تر نہ پہنچا بلکہ اس کے گالی حلیفوں کو یہ جنگ برف وباراں کے ایک طوفان میں ہوئی تھی اور موسم رفتہ رفتہ اور بھی خراب ہو گیا جس سے اس کے بہت آدمی اور گھوڑے اور قریب قریب سب ہاتھی ضائع ہو گئے۔

ہینی بال اور اس کے حلیف

(۲۸۴) روما کے باقی ماندہ دس ہزار سپاہی پلاکین ٹیا اور کری مونا میں مقیم کرئے گئے۔ رسد انھیں ندی[1] کے ذریعے سے پہنچتی تھی کیونکہ آس پاس کے قبیلے ان کے مخالف تھے اور ہینی بال ان کے ذخیروں پر حملے کر رہا تھا۔ روما میں سخت انتشار پھیلا ہوا تھا کیونکہ باوجود سپہ سالاروں کی دل خوش کن تحریروں کے اس شکست کی خبر وہاں پہنچ گئی تھی۔ بالآخر سیم پرونیس خود میدانِ کارزار میں پہنچ گیا جو باوجود ہینی بال کی یورشوں کے خوف کے سال آئندہ کے اپنی بات کے عمل میں لانے کی غرض سے روما چلا گیا تھا۔ سال آئندہ کے لئے نے ایبن سرویلیس اور گالیس فلامی نیس (عوام پسند دل کا شخص) کانسل منتخب ہوئے اس کے بعد سیم پرونیس اپنی خدمت پر واپس ہوا اور منتخب شدہ[2] کانسلو نے آئندہ سال کی معرکہ آرائیوں کے لئے فوجوں کے بھرتی کرنے اور پیش قدمی کے خط پر ذخائر جنگ کے قائم کرنے کا انتظام شروع کر دیا۔ سینیٹ نے غالباً دور افتادہ مقامات مثلاً سارڈی نیا، سسلی اور ٹارین ٹم جن کی خاص جبری اہمیت تھی محافظ فوجیں متعین کر دی ہوں گی۔ ۶۰ نئے جہاز بھی تیار کئے گئے۔ حلیفوں پر حکومت کے مطالبات بہت زیادہ ہوئے مگر ان مطالبات کو انھوں نے بخندہ پیشانی پورا کیا یہاں تک کہ ہیرو نے بھی ۵۰۰ ہلکے اسلحہ والے سپاہی بھیجے۔ ہینی بال کا مقصد تھا کہ روما کے حلیفوں کی سرگرم وفاداری کو زائل کر کے اسے تباہ کر دے۔ اس لئے اسی موسم سرما میں اس نے اسیران جنگ کے ساتھ جو سلوک تھا اس میں امتیاز قائم کر دیا اور جو روما کے شہری نہ تھے ان کے ساتھ خاص عنایت[3]

---

[1] اس سے ظاہر ہے کہ ای لی ٹی سے اتحاد رکھنے میں کیا فائدہ تھا۔

[2] کانسل اپنی خدمات پر مارچ میں فائز ہوتے تھے۔

[3] ان میں سے بعض کو اس نے ان کے وطنوں کو واپس کر دیا اور یہ پیغام ان کے ذریعے سے بھیجا کہ میں

باب ۲

کا برتاؤ کیا۔ اہل اطالیہ کی تائید حاصل کرنے کے علاوہ اسے گالی اتحاد سے بھی فوجی امداد کی امید تھی۔ ہم آگے چل کر بتائیں گے کہ اس کو ان مقاصد میں کہاں تک کامیابی تھی اور ان میں کس حد تک ہم آہنگی تھی۔ بحالت موجودہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گالیوں سے اسے سخت پریشانی تھی کیونکہ انھیں ہینی بال اور اس کے مقاصد کی لوٹ مار سے غرض تھی اور روما کی طرف سے کوئی تحریص ہوتی تو وہ برگشتہ ہو جاتے۔ ہینی بال کا بھی خیال تھا اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اس کی فوج کے لئے رسد بہم پہنچانا بھی گالیوں کو گراں گزر رہا تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ اکثر بھیس بدلتا رہتا تھا مصنوعی بال لگا لیا کرتا اور لباس مختلف پہنتا تا کہ قتل ہونے سے بچ جائے اور بھیس بدل کر پھرنے سے اسے ایسی باتیں معلوم ہو جاتیں جو دوسرے ذرائع سے اس کے کانوں تک نہ پہنچتیں موسم اگر اچھا ہوتا تو اپنی فوج کو ہمیشہ کوچ کراتا رہتا مگر اس کی نقل و حرکت کا بہت کم ذکر ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ موسم سرما اس نے لیگیوریا کی پہاڑیوں میں بسر کیا اور موسم بہار میں اٹروریا پر حملہ کرنے کی تیاری میں مصروف تھا۔

ہسپانیہ کی جنگ

(۲۸۵) اب ہم نے ائیس سی پیو کی طرف متوجہ ہوں گے جسے اس کے بھائی نے ہسپانیہ جانے والی فوج کا سپہ سالار بنا دیا تھا۔ ساگن ٹم کے واقعہ اور ابرو کے شمال میں ہینی بال کی فتوحات سے ہسپانیہ کے قبائل میں روما کا اثر بالکل زائل ہو چکا تھا اس لئے جب سی پیو ایم پوری اے کے نیم یونانی شہر میں لنگر انداز ہوا جو پی ری نیز کے جنوب میں ہے تو اسے اپنا کام از سر نو شروع کرنا پڑا۔ ساحل پر مرکزوں کا قائم کرنا نہایت ضروری تھا اس لئے اس نے کئی مقامات پر یورشیں کیں اور کئی شہروں پر قبضہ کر کے وہاں محافظ فوجیں متعین کر دیں ان میں ٹراکو کا مستحکم مقام بھی تھا اس سرگرمی کے اظہار سے اسے چند حلیف بھی مل گئے اور جب اس نے اندرون ملک میں معرکہ آرائی کے آغاز کرنے کا قصد کیا تو ایک ہسپانی فوج بھی اس کے ساتھ ہو گئی۔ اسے بہت کامیابی ہوئی۔ کئی شہروں پر اس نے قبضہ کر لیا اور اس ضلع کے ہسپانی افسر ہینو کو اس نے سخت شکست دی ہینو اور بہت سے ذی وقعت اشخاص قید کر لئے گئے جس کی وجہ سے آس پاس کے ہسپانی قبائل قرطاجنہ سے برگشتہ ہو گئے اور ابرو کے شمال میں اس کے اقتدار کا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ اہل اطالیہ کو آزاد کرانے آیا ہوں۔

خاتمہ ہوگیا۔ مگر ہاس در وبال نے جو قرطاجنہ کے قدیم ہسپانی صوبے کا صوبہ دار تھا۔ جدید صوبہ کا اپنی قوم کے ہاتھ سے نکل جانا گوارا نہ کیا۔ اپنے ساتھ ایک مختصر مگر تیز رو فوج لیکر اس نے ابرو کو عبور کیا اور روما کی بحری فوج پر حملہ کر دیا جو بیڑے کے ساتھ تھی۔ یہ لوگ بے خبر تھے اور انھیں سخت نقصان کے ساتھ اپنے جہازوں پر واپس جانا پڑا۔ سی پیو نے خاطی عہدہ داروں کو سخت سزا دی مگر ہاس در وبال جا چکا تھا۔ پالی بیس کا بیان ہے کہ وہ اپنے صوبے کو واپس گیا اور شمالی قبیلوں کو بغاوت پر آمادہ کرتا رہا جس کی وجہ سے سی پیو کو پھر جنگ کرنی پڑی اور ایک شہر کا اسے تیس روز تک عین برف باری کے زمانے میں محاصرہ کرنا پڑا۔ بہرکیف سی پیو نے اپنے نقصانات کی تلافی کرلی اور موسم سرما ٹراکو میں اس نے بسر کیا۔ اپنی فوج میں وہ ہر دلعزیز تھا اور جو مال غنیمت اسے ہینو سے ملا تھا اس نے اپنی فوج میں تقسیم کر دیا۔

(۲۸۶) ہینی بال گالی سرداروں اور ان کی سازشوں سے گھبرا اٹھا تھا اس لئے اس نے ان سے پیچھا چھڑانے کے لئے اس نے ایپی نائن کے سلسلے کو ہی کو طے کرکے اٹروریا میں داخل ہونیکی تیاری شروع کردی۔ لیوی کا بیان ہے کہ اس نے دو مرتبہ اس کی کوشش کی اور پہلی کوشش میں ایک سخت طوفان کی وجہ سے ناکامی ہوئی۔ مگر پالی بیس نے صرف ایک ہی کا ذکر کیا ہے اور اس نے اس جنگ کا بھی ذکر نہیں کیا ہے جو بقول لیوی کانسل سیم پرونیس اور ہینی بال کے درمیان ہوئی تھی جب کہ ہینی بال پہاڑوں سے بے نیل مرام واپس آیا۔ پہاڑوں کو طے کرنے کے بعد بھی اس کی مشکلوں کا خاتمہ نہیں ہوا کیونکہ اہل روما پر اچانک حملہ کرنے کے لئے اس نے ایک قریب تر مگر خراب راستہ اختیار کیا تھا جو طغیانی زدہ اور دلدلی زمینوں میں سے گزرتا تھا۔ چار دن تک اس کی فوج کو سونے یا قیام کرنے کے لئے سوکھی زمین نہیں ملی، کوچ کے سلسلے کا انتظام اس نے نہایت فراست سے کیا تھا۔ پہلے اس کے افریقی و ہسپانی نبرد آزما سپاہی تھے اور عقب میں سوار۔ ان دونوں قابل اعتماد فوجوں کے درمیان میں گالی تھے۔ اسی طریقے پر ہینی بال ان مسٹنڈے بدمعاشوں کو جو محنت و مشقت کے عادی نہ تھے اس سرزمین میں لے گیا جہاں انھیں قتل و غارتگری کا موقع ملا مگر ان میں سے اکثر اثنا سفر میں کام آئے۔ اسکے باربرداری کے بہت سے جانور اور چند سپاہی ضائع ہوئے۔ اسے خود آشوب چشم کی شکایت ہوگئی اور ایک آنکھ کی بصارت جاتی رہی مگر ان مشکلوں کی اس نے پروا نہ کی

اور ایک ہاتھی پر سے جو باقی بچ گیا تھا فوج کی کمان کرتا رہا۔ اس نے اپنے سپاہیوں کو اٹروریا کے زرخیز علاقے میں آرام لینے کا موقع دیا اور اپنے پختہ کار جاسوسوں کے ذریعے سے روما کی فوجوں کی حالت وغیرہ دریافت کرتا رہا۔

روما میں انتشار

(۲۸۷) روما کا قصد تھا کہ افریقہ پر حملہ کر کے قرطاجنہ کو نیچا دکھائے اور گال این روئے آلپ پر اپنے قبضے کو مستحکم کرے مگر اب صورت حال متغیر ہو گئی تھی۔ ہینی بال اطالیہ میں آدھمکا تھا، گالی اس کی امداد پر تھے اور اس نے روما کی فوجوں کو زیر کر لیا تھا۔ پوندی کی وادی میں اس کے مقبوضات میں سے صرف چند قلعے باقی رہ گئے تھے۔ ان مایوس کن واقعات سے عامۂ قوم کو سخت انتشار ہوا۔ ہر طرف سے فوق العادت واقعات کی خبریں آ رہی تھیں۔ ذرا ذرا سی باتوں کو بڑھا کر لوگ ایک افسانہ بنا دیتے تھے اور جب یہ خبریں مشہور ہوتیں تو عام کی گھبراہٹ اور بڑھتی۔ ان واقعات سے پجاریوں کی جماعت کی اہمیت بڑھ گئی۔ **لیوی** نے بیان کیا ہے کہ فوق العادت واقعات کا سلسلہ ایک دفعہ موسم سرما میں شروع ہوا اور پھر اس کے بعد موسمِ بہار میں۔ معلوم ہوتا ہے کہ سینٹ ان واقعات پر پجاریوں اور سی لی لین کتابوں کے محافظوں کے مشورے سے غور کر رہی تھی روما کے امرا کا بالعموم خیال تھا کہ گزشتہ ہزیمتوں کی تلافی صرف اس طور پر ہو سکتی ہے کہ ان فوق العادت واقعات پر خاص توجہ کی جائے جو دیوتاؤں کی خفگی کی وجہ سے وجود میں آئے تھے۔ مگر عوام پسندوں کا خیال تھا کہ یہ ہزیمتیں دیوتاؤں کی خفگی کی وجہ سے نہیں ہیں بلکہ امرا کی بدانتظامی کی وجہ سے سینیٹ کی مخالفت کے باوجود اس جماعت کی تائید سے فلامی نیس پھر کانسل ہو گیا تھا۔ حسب سابق اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ سینٹ کے قابو میں نہ رہے گا اور یہ کچھ بیجا نہ تھا کیونکہ کانسل کو اختیار تھا کہ اپنی ذمہ داری پر عمل کرے اور کانسل اپنے اس اقتدار سے کبھی محروم نہ کئے گئے تھے۔ مگر یہ نزاع اس موقع پر بالکل بے وقت تھی۔ مجالس میں فصیح و بلیغ تقریروں کے کرنے یا اپنے حب قوم کے اظہار سے ہینی بال کی پیش قدمی رک نہ سکتی تھی۔ کانسل اپنی آزادی عمل کو اسی وقت حق بجانب قرار دے سکتا تھا جب کہ وہ میدانِ جنگ میں کوئی نمایاں فتح حاصل کرے۔ فلامی نیس کو یقین تھا کہ اگر وہ روما میں مقیم رہے اور معمولی طریقے پر اپنی خدمت کا جائزہ لے تو

باب ۲۵

اس سے مذہبی ڈھکوسلوں سے شہر میں روکنے کی کوشش کی جائے گی اور بہ حیثیت کانسل اسے انکار کرنے کا موقع نہ رہے گا۔ اس لئے ان ڈھکوسلوں سے بچنے کے لئے وہ شہر سے چپکے سے چلا گیا اور آری می نم میں اپنی خدمت کا جائزہ لیا۔ روما کی امرا کی روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ بدشگونیوں نے تادم عمر اس کا ساتھ نہ چھوڑا۔ فوج کو اس نے اپنے ساتھ لے لیا اور جیسے ہی نقل و حرکت کرنے کا موقع ملا اپی نائن کو طے کرکے وہ اٹروریا میں پہنچ گیا جہاں اس نے ایک محفوظ مقام (ارے ٹیم) پر اپنا خیمہ ڈال دیا۔ اس کی فوج کی تعداد ٹھیک نہیں بیان کی گئی ہے۔ غالباً اس کے ساتھ تیس چالیس ہزار آدمی تھے۔ دوسرے کانسل سروی لیس نے اپنی خدمت کا جائزہ روما میں لیا اور وہاں کے معاملات کی یکسوئی کرکے وہ بھی روانہ ہو گیا اور آری می نم کو اپنا مستقر بنایا۔

ٹراسی مین جھیل کی لڑائی۔

(۲۸۸) ہینی بال ہر طرح سے نفع میں تھا۔ ایک کانسل موقع کارزار سے دور تھا۔ دوسرا جو جنگ پر آمادہ تھا قریب تھا۔ فلامی نیس کے خصائل اور سیاسی حالت سے وہ بخوبی واقف تھا اور اسے خوب معلوم تھا کہ یہ شخص دھوکے میں آکے اپنی تباہی کا سامان خود کرے گا۔ اس لئے اس نے کوچ شروع کر دیا اور آرے ٹیم سے گزر کر کورٹونا کی طرف اقصائے ملک کو تباہ و برباد کرتا ہوا روانہ ہوا۔ کسانوں کے جلتے ہوئے مکانوں کا دھواں فریاد کناں آسمان کی طرف جا رہا تھا۔ یہ منظر ایسا نہ تھا کہ کانسل کی غیرت جوش میں نہ آتی۔ اس کے علاوہ ہینی بال اب شہر روما اور روما کی اس فوج کے درمیان تھا جس پر اس کی آس لگی ہوئی تھی۔ بعض افسروں نے جنھیں شمال میں ہینی بال کے سواروں سے سابقہ پڑا تھا کانسل سے التجا کی کہ لڑائی کی غرض سے ہینی بال کا تعاقب نہ کرے یا کم از کم بغیر اپنے شریک عہدہ کی امداد کے کسی زبردست جنگ کا خیال اپنے دل میں نہ لائے مگر فلامی نیس کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا تھا۔ اس نے اپنے خیمہ گاہ کو چھوڑ کر دشمن کا تعاقب شروع کر دیا۔ کورٹونا سے کچھ جنوب میں پہاڑوں کے درمیان میں ایک چھوٹی سی جھیل (ٹراسی مین) ہے۔ کورٹونا سے ہیروسیا کا راستہ اس جھیل کے شمالی کنارے سے گزرتا ہے اس کے بائیں طرف پہاڑ ہیں جو کہیں جھیل سے نزدیک اور کہیں دور ہیں۔ اوائل سرما میں فلامی نیس ایک روز شام کو اس جھیل کے قریب پہنچا اور وہیں اپنے خیمے ڈال دئے دوسرے روز

باب۵

صبح کو دشمن کو پکڑنے اور اس کو لڑنے پر مجبور کرنے کے لیے وہ پہاڑ اور جھیل کے درمیان کی تنگ راہ میں داخل ہوا۔ بائیں جانب کے پہاڑوں پر کہرا تھا اور وہیں ہینی بال کی فوج مقیم تھی۔ اس کے جاسوس دیکھ رہے تھے کہ روما کی فوج کمیں گاہ میں چلی جا رہی ہے جہاں سے بچنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ جب وقت آگیا تو اس نے حملہ کرنے کا حکم دیا قبل اس کے کہ کانسل اپنی فوج کو جنگ کے لئے درست کر سکے مگر باوجود اس وقت کے روما کی فوج ہمت نہ ہاری۔ تین گھنٹے تک کی مایوسانہ جنگ کے بعد جس کے دوران میں زلزلہ بھی نہ آیا روما کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی لیکن ان میں سے جن لوگوں نے جھیل میں پناہ لینا چاہا یا تو ڈوب گئے یا قتل کر دئے گئے۔ صرف دس ہزار سپاہی روما پہنچے۔ یہ لوگ غالباً کسی ایسے مقام سے بچ نکلے ہوں گے جس کی حفاظت کا دشمن نے انتظام نہ کیا تھا۔ چھ ہزار آدمیوں کی ایک جماعت اپنی تلواروں سے راستہ چیر کر ایک پہاڑی کی چوٹی پر علی الصباح پہنچ گئی مگر جب کہرا صاف ہوا تو انھیں معلوم ہوا کہ ان کی فوج کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ میدانِ جنگ سے وہ بھاگ کھڑے ہوئے مگر بوجہ خستگی و گرسنگی دوسرے روز انھوں نے فینقی سواروں کے آگے ہتھیار ڈال دئے۔ یہ سب کانسل کے عدم تجربے کا نتیجہ تھا مگر اس نے اپنی جان مردانہ واری اور شہریان روما میں گالیوں کی اراضی کی تقسیم کرنے والا ایک گالی کے نیزے سے مارا گیا"۔ اصل جنگ میں روما کے ۱۵۰۰۰ سپاہی کام آئے۔ بقول پالی بیس ہینی بال کے ۱۵۰۰ آدمی ضائع ہوئے اور بقول لیوی ۲۵۰۰ مگر حسب سابق ان میں زیادہ تر گالی تھے مگر فریقین میں سے دونوں کے بہت سے آدمی کچھ روز کے بعد اپنے زخموں سے جانبر نہ ہو سکے۔ ہینی بال کے پاس پندرہ ہزار قیدی تھے۔ ٹراسی میں کی مشہور ہزیمت کا یہ مختصر خاکہ ہے مگر مقامی جغرافیہ کے متعلق جو اختلافات ہیں ان پر ہم نے بحث نہیں کی ہے۔

فے بیس کا
کٹیٹر مقرر
ونا۔

(۲۸۹) ہینی بال نے اپنے قیدیوں کے ساتھ جو سلوک کیا اس میں اس نے حسب سابق امتیاز کو مد نظر رکھا۔ شہریان روما کو تو اس نے سختی کے ساتھ قید رکھا مگر حلیفوں کو اس نے اپنی نیک نیتی کا یقین دلانے اور یہ سمجھانے کے بعد کہ "میں تمہیں روما کی غلامی سے نجات دلانے آیا ہوں" آزاد کر دیا۔ اس شکست سے روما میں سخت سراسیمگی پھیل گئی اور فلامی نیس کی تمام فوج کے ضائع ہو جانے سے لوگوں کو سخت مایوسی

باب ۲۵ ہوئی۔ اس نازک وقت میں صرف سینیٹ کے ہوش بجا تھے اور بچاؤ کی تدبیریں کرنے کے لئے صبح سے شام تک اس کے جلسے ہوتے تھے مگر قبل اس کے کہ صورت حال کی اہمیت بخوبی ان کے ذہن نشین ہو ایک دوسری ہزیمت کی خبر آئی جس سے ان کے ہاتھ پانوں پھول گئے۔ انھیں یقین تھا کہ سرویلیس کی فوج آری می نم میں صحیح وسلامت ہے مگر اب معلوم ہوا کہ اس کانسل نے اپنے شریک عہدہ کے پاس جانے کا قصد کیا تھا اور اپنی فوج کے چار ہزار سوار آگے بھیج دئے تھے۔ ہینی بال کو اس کی خبر لگ گئی جس نے ان پر اثنائے راہ میں حملہ کر دیا اور تمام فوج کو یا تو قید کر لیا یا قتل کر دیا سینیٹ کو بھی اب معلوم ہو گیا کہ بحث ومباحثے کا وقت اب نکل چکا تھا سینیٹ کی قوت کے بڑھنے کی وجہ سے ڈکٹیٹر مقرر کرنے کا طریقہ متروک ہو چکا تھا مگر خطرے کے وقت میں یہ ضروری تھا کہ ان مناقشات کو دور کیا جائے جو مباحث سے پیدا ہوتے ہیں اس لئے یہ طے پایا کہ ایک ڈکٹیٹر مقرر کیا جائے۔ مگر روما کی نظائر سابقہ کے بموجب یہ ضروری تھا کہ ڈکٹیٹر کو ایک کانسل نامزد کرے۔ لیکن ایک کانسل روما مر چکا تھا اور دوسرا روما سے دور تھا اور اس کے اور روما کے درمیان کے ضلع میں دشمن کی فوج موجود تھی۔ اس دستوری وقت کو دفع کرنے کے لئے عامۂ قوم سے ڈکٹیٹر کے منتخب[1] کرنے کو کہا گیا اور کوئنٹس فے بیس میکسی مس اس خدمت کے لئے منتخب کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی مارکس منوکیس روفس اس کا میر اسپ (سپہ سالار) منتخب ہوا گو بہ لحاظ عملدر آمد میر اسپ کی نامزدگی ڈکٹیٹر کی طرف سے ہونی چاہئے تھی۔ فے بیس جو اپنی مستقل مزاجی کی وجہ سے منتخب تھا پرانے خیال کا آدمی تھا اور اپنی قوم کے رواجی مذہب کا سختی سے پابند تھا۔ اس نے اولاً فلامی نیس کے خلاف مذہب افعال سے سلطنت کو پاک کرنے کی کوشش کی اور ان تمام غلطیوں اور فرد گزاشتوں کی تلافی کی ہے جو مذہبی امور میں واقع ہوئی تھیں کیونکہ اس کا خیال تھا کہ جب تک یہ رسوم تمام وکمال ادا نہ ہو جائیں اور مندر پاک نہ ہو جائیں اہل روما کو عافیت نہ ملے گی اور دیوتاؤں کی خفگی دفع نہ ہو گی۔ مگر جن رسوم میں ڈکٹیٹر کی شرکت کی ضرورت نہ تھی انھیں ایک پریٹر نے ادا کیا کیونکہ فے بیس جنگ کی تیاریوں اور فوج کے بھرتی کرنے میں

---

[1] پالی بیس ۳/ ۸۷- لیوی ۲۲/ ۸/ ۵/ ۷-

باب ۲۷

مصروف تھا۔

روما کے حلیفوں کی وفاشعاری

(۲۹۰) ہینی فتح کے بعد ساکت نہ رہا بلکہ امبریا کی طرف بڑھ گیا اور اسپولی ٹیم کی لاطینی نوآبادی کے پاس پہنچا جو شمالی اضلاع سے روما کے ذرائع آمد و رفت قائم رکھنے کے لئے ایک قلعہ تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اس کی فوج کے دباؤ سے یہاں کے لوگ اطاعت قبول کریں گے مگر یہاں اسے اپنی مہم کی حقیقی دقتوں کا پہلی مرتبہ احساس ہوا۔ دیہات میں لوٹ مار کرنے میں تو یہاں کے مستعمر اس کے مزاحم نہ ہوئے۔ مگر جب اس نے ان کے شہر پر دھاوا کیا تو انھوں نے اسے نقصان کے ساتھ پیچھے ہٹا دیا۔ اس کے ساتھ نہ تو آلات محاصرہ تھے نہ اس کی فوج طویل محاصروں کی تاب لاسکتی تھی۔ اس لئے اس نے پکی نم کی طرف پیش قدمی کی اور اپنی فوج کو تاخت و تاراج کا موقع دیا جس کے وہ عرصے سے متمنی تھے۔ اس زرخیز علاقے سے اسے بے شمار مال غنیمت ملا۔ پالی بیس کا بیان ہے کہ باشندوں میں سے اکثر کو اس نے تہ تیغ کر دیا۔ اسی طریقے سے وہ بحیرۂ ایڈریاٹک تک پہنچا اور ساحل کے متوازی کوچ کرتا رہا۔ مشرق کے پہاڑی ملک کو بھی اس نے تاخت و تاراج کر دیا۔ جس سے وسطی اطالیہ میں انتشار پھیل گیا۔ اسی کوچ میں کئی جگہ اس نے مقام کیا اور اپنے سپاہیوں اور گھوڑوں کی اصلاح کی طرف توجہ کی۔ اپنے افریقی پیدل سپاہیوں کو اپنے قیدی یا مردہ رومی سپاہیوں کے زرہیں استعمال کے لئے دیں کیونکہ ان کے گرم ملک کی ڈھالیں اور زرہیں اطالیہ کی دست بدست جنگوں کے لئے اس قدر موزوں نہ تھیں جتنا کہ مقامی ساخت کی۔ اپنی فتوحات کی خبریں اس نے قرطاجنہ بھیجیں اس کے پیامبر وہاں خوشی کا اظہار کیا گیا اور قرار پایا کہ افریقہ اور ہسپانیہ کی فوجوں کو کمک بھیجی جائے۔ وہ شمالی اے پولیا کے ضلع ڈانی میں پہنچا جہاں اسے لوٹ مار کا بہت موقع تھا۔ یہاں وہ عرصے تک مقیم تھا مگر اس کی تباہ کن یورشوں کا کوئی اثر نہ تو لوکیریا کی لاطینی نوآبادیوں پر ہوا نہ روما کے حلیفوں پر کیونکہ وہ ایک غیر ملکی حملہ آور کے شریک نہ ہو سکتے تھے جو قابل نفرت گالیوں کا سردار تھا۔

فے بیس کی حکمت عملی

(۲۹۱) روما کی تیاریاں بھی رفتہ رفتہ مکمل ہو رہی تھیں سرویلیس کے سوار ضائع ہو چکے تھے اس لئے وہ کچھ کر نہ سکا گالیوں سے چند مرتبہ جھڑپ ہونے کے بعد وہ جنوب کی طرف روانہ ہوا تاکہ روما کو حملے سے محفوظ رکھ سکے۔ ہینی بال اب مشرق کی طرف

باب ۲۵ جارہا تھا اور بڑی سڑک فلامی نی کھلی ہوئی تھی۔ دو نئے لیجنوں کی بھرتی کا انتظام کر کے ڈکٹیٹر اوکریکم کو گیا اور وہاں کانسل کی فوج کو اپنے زیر کمان لے لیا۔ شہر کو اس نے چھوڑ دیا تھا مگر وہ حملے کے دفع کرنے کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ فصیلوں کی مرمت کر دی گئی، آس پاس کے پل توڑ دیئے گئے اور خاص خاص مقامات پر چوکیاں بٹھا دی گئیں۔ اطالیہ کے ہر گوشے میں یہ حکم بھیجدیا گیا کہ دیہات کے لوگ مستحکم مقامات میں پناہ گیر ہوں اور جب ہینی بال قریب آئے تو آس پاس کے علاقوں کو ویران کر دیں۔ فے بیس نے کانسل کو جو اپنی خدمت سے سبکدوش ہو گیا تھا، اوسٹیا بھیجدیا کیونکہ ایک فینیقی بیڑے نے جو اٹروریا سواحل پر گشت لگا رہا تھا بار برداری کے جہازوں کے ایک بیڑے کو گرفتار کر لیا تھا جو روما کی ہسپانی فوج کے لئے رسد لیجا رہا تھا۔ اس لئے تمام جنگی جو جہاز چل سکتے سمندر جانے کے لئے تیار کئے گئے اور ملاحوں کی تعداد کی تکمیل کے لئے بحریہ میں بہت سے آزاد شدہ غلام بھرتی کر دیئے گئے جو اس کام کے اہل تھے۔ اس کے بعد اطالیہ کے سواحل کی حفاظت کے لئے سرولیس روانہ ہو گیا۔ فے بیس اپنی فوج کو مجتمع کر کے پوکا اور بی نی وین ٹم کی راہ سے ہینی بال کی تلاش میں روانہ ہوا۔ اُس نے کوچ میں ان تمام احتیاطوں کا لحاظ رکھا جو روما کے نظام فوجی میں داخل تھے، جاسوس اس کے خصوصاً نہایت اعلیٰ درجے کے تھے اس کے سپاہیوں کے دل گزشتہ ہزیمتوں سے ٹوٹ گئے تھے اور ان میں سے بعض بالکل نئے رنگروٹ تھے اس لئے فے بیس ہینی بال کے نبرد آزما سپاہیوں سے باقاعدہ جنگ کے لئے تیار نہ تھا۔ اس کی تدبیر یہ تھی کہ دشمن کا ایک مقام سے دوسرے مقام تک تعاقب کرے اور بالکل چین نہ لینے دے اور جو لوگ پیچھے چھوٹ جائیں اُنھیں تہ تیغ کر دے۔ اس طور پر حملہ آور کا شخصی اثر زائل ہو جائے گا کیونکہ اس کا دار و مدار مسلسل فتوحات پر ہے اور جب ملک حملہ آور کی فتوحات سے خستہ حال ہو جائے گا تو رسد کے نہ ملنے سے اس کی دقتوں میں اضافہ ہو جائے گا۔ فے بیس کو یہ بھی امید تھی کہ کوچ کی صعوبتوں سے اس کے نوجوان رنگروٹ بہادر سپاہی بن جائیں گے اور شکستوں سے محفوظ رہنے سے اس کے سپاہیوں کی ہمت بڑھ جائے گی۔ اس با احتیاط طرز عمل کا وہ سختی سے پابند تھا گو اس کا دشمن اسے اشتعال دے رہا تھا اور خود اس کے سپاہی بے صبر ہو رہے تھے۔ اس کے نائب منوکیس نے بھی اس انتہا درجے کی احتیاط کا تمسخر اُڑایا[1]

---

[1] غالباً خاندان فے بیس کے مورخ نے اپنے خاندان کے اس رکن کی عظمت کو دوبالا

باب ۲۲

اور کہا کہ دشمن کے پیچھے پیچھے دوڑنا اور اس کو تاخت و تاراج کرتے دیکھکر دم بخود رہنا سخت نامردی ہے۔ مگر ہینی بال فے بیس کی حربی چالوں کو تاڑ گیا کیونکہ جب سے فے بیس نے اس کا تعاقب شروع کیا تھا اسے کوئی قابل قدر کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی اور اگر وہ لٹیروں کے سرداروں کا طرز عمل اختیار کر لیتا تو اطالیوں کو کبھی یقین نہ ہوتا کہ وہ فتح اور مستقل قیام کی نیت سے ان کے ملک میں آیا ہے۔ اس لئے وہ بی نی وین ٹم کی راہ سے پہاڑوں کو طے کر کے سامنیم کی وادیوں میں پہنچ گیا اور کالو را اور وول ٹرانس کے اضلاع کو تاخت و تاراج کر دیا۔ اس کا قصد تھا کہ شمالی کیم پے نیا کے زرخیز ضلع کا رخ کرے کیونکہ "اطالیہ کے باغ" پر یورش کرنے سے فے بیس بھی مقابلے پر تیار ہو جاتا اسے یہ بھی امید تھی کہ کیپوا جو اس زرخیز خطے کا مرکز اور اطالیہ کا دوسرا شہر تھا اس کا شریک حال ہو جائے گا لیکن اس کی یہ تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی۔ اس کے علاوہ جبتک کہ وہ کیپوا پر قابض رہتا یہ ممکن نہ تھا کہ کیم پے نیا کے ساحل پر کسی اچھی بندرگاہ پر قبضہ کر سکتا جہاں سے قرطاجنہ سے آمد و رفت میں سہولت ہوتی۔

فے بیس کی ناکامی۔

(۲۹۲) ہینی بال اور فے بیس کی حربی تدابیر کے متعلق مورخوں میں اختلاف ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ ہینی بال نے وول ٹرنس کے زرخیز ضلع میں پہنچکر اسے لوٹ لیا۔ فالرنیا کے ضلع پر بھی اس نے یورش کی اور مغربی ساحل پر بھی لوا ہی سا تک پہنچ گیا۔ ان اضلاع میں انگور اور پھلوں کی کاشت ہوتی تھی جن کی تباہی بمقابلہ زراعتی پیداوار کے دوامی اثر رکھتی تھی۔ فے بیس کی فوج ہینی بال کی ان دست درازیوں کو ماسی کے پہاڑوں سے دیکھ رہی تھی کہ قریب تھا کہ بغاوت کر دے۔ مگر فے بیس نے اپنے طرز عمل کو نہ بدلا۔ اس کا خیال تھا کہ ہینی بال موسم سرما کے لئے کوئی نہ کوئی مسکن ضرور تلاش کرے گا اور غالباً جس راہ سے گیا تھا اسی راہ سے واپس آئے گا یعنی کوہ کالی کولا کے دروں میں سے۔ فے بیس کی یہ تدبیر تھی کہ اپنے دشمن کو اس درے میں گھیر لے اور بلندی پر سے حملہ کر دے۔ جب وہ اس تدبیر کو تکمیل کرنے میں مصروف تھا۔ اس نے سواروں کے ایک دستے کو ایک افسر کے زیر کمان

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ کرنے کے لئے یہ قصہ تراشا ہے۔

باب ۲۵ جاسوسی کی غرض سے بھیجا اور تاکید کر دی کہ سوائے جاسوسی کے کوئی اور کام نہ کریں مگر ہینی بال کے چند نیومیڈی سوار انھیں دھوکہ دیکر اپنی فوج کی طرف لے آگئے اور وہاں سواروں نے اس کا قریب قریب خاتمہ کر دیا اور صرف چند جانبر ہو سکے۔ مگر فے بیس کی ہزیمتوں کا سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا کیونکہ ہینی بال اس کی چال کو تاڑ گیا تھا۔ ہینی بال کے ساتھ گرفتار شدہ بیلوں کی ایک بڑی تعداد تھی ان کی سینگھوں[1] پر اس نے سوکھی لکڑیاں باندھ دیں اور اپنے چند آدمیوں کو ان کے ساتھ کر کے انھیں حکم دے دیا کہ بیلوں کو ہانکتے ہوئے لیجائیں اور ایک وقت مقررہ پر لکڑیوں میں آگ لگا کر بیلوں کو ان پہاڑیوں کے اوپر ہانک دیں جو درے کے اوپر تھا۔ یہ تمام کام شب کی تاریکی میں بخوبی ہو گیا۔ رومیوں نے جب دیکھا کہ آگ کے شعلے پہاڑ پر دوڑے آ رہے ہیں تو وہ سخت پریشان ہوئے۔ فے بیس کو احتیاط کا اتنا خیال تھا کہ جب تک اچھی طرح سمجھ بوجھ نہ لیتا کوئی کام نہ کرتا۔ درے کے سرے پر اس کے جو سپاہی پہرے پر تھے ان کے ہوش حواس جاتے رہے۔ اور وہ بیک بینی و دو گوش وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ صبح ہوتے ہوتے ہینی بال مع اپنی فوج و مال غنیمت صحیح و سلامت درے کے پار چلا گیا اور فے بیس کو اس طرح اپنی چالوں میں سخت ناکامی ہوئی۔ ہینی بال کو اس چال سے ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ فے بیس اپنے ہمقوموں میں داخل ہو گیا اور ان پر ثابت ہو گیا کہ انتہائی احتیاط کو ملحوظ رکھنا دلیرانہ طرز عمل سے کچھ بہتر نہیں اور نہ اس کی وجہ سے اس پریشان کن جنگ کے جلد ختم ہونے کی کوئی امید ہو سکتی تھی۔ ہینی بال کی تدابیر کی غایت یہ بھی کہ فے بیس کی ہر دلعزیزی جاتی رہے۔ ہینی بال کو واقعات کی خوب خبر رہتی تھی۔ اس نے دریافت کر لیا کہ فے بیس کے علاقے کہاں کہاں واقع ہیں اور ارادۃً انھیں چھوڑ دیا حالانکہ اطراف کے علاقوں کو اس نے تباہ کر دیا۔ فے بیس اس وقت اس سے قیدیوں کے مبادلے کے لئے نامہ و پیام کر رہا تھا۔ روما کے قیدیوں کی تعداد تو زیادہ تھی اس لئے اس پر لازم آتا تھا کہ فی کس ایک خاص رقم ادا کرے مگر سینیٹ نے اس رقم کے ادا کرنے سے انکار کر دیا یا پس و پیش کیا اس لئے اس نے اپنے ان علاقوں کو فروخت کر دیا۔

---

[1] قصہ نہایت مشتبہ ہے مگر اس قصے کے تراشنے کی کوئی معقول وجہ نہیں بتا سکتا۔

باب ۲۵

جو دشمن کی دست برد سے بچ گئے تھے اور فوراً رقم مطلوبہ ادا کر دی۔ ممکن ہے کہ یہ روایت صحیح ہو۔ ہنی بال نے اب شمال کی طرف کوچ کیا اور غالباً بالی وولٹرنس کے خط پر وہ پیلیگنی کے پہاڑی علاقے تک چلا گیا۔ فے بیس بھی اس کے پیچھے پیچھے اونچی زمین پر چلا گیا اس احتیاط کے ساتھ کہ اپنی فوج دشمن کے اور روما کے بیچ میں رکھے۔ ہنی بال نے مشرق کا رخ کیا اور اپولیا کی سرحد پر گیرونیم میں اسے موسم سرما بسر کرنے کے لئے ایک اچھا مقام مل گیا۔ روما کی فوج نے بھی لاری نم میں اپنے ڈیرے ڈال دئے۔

فے بیس اور منوکیس

(۲۹۳) اب ہم فے بیس اور منوکیس کے معاملے کو بیان کریں گے جو روما کی تاریخ کے اہم ترین واقعات میں ہے۔ مورخین کے بیانات میں اس واقعے کے متعلق بیحد اختلاف ہے۔ مورخ فے بیس پکٹور نے فے بیس کی ضرورت طرفداری کی ہے جو اس کے خاندان کا ایک رکن تھا اور اخلاقی نتائج اخذ کرنے کے لئے منوکیس کی نافرمانی اور ناکامی کو مبالغے کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس اثناء میں جب کہ دونوں فوجیں ایک دوسرے کے قریب پڑی ہوئی تھیں فے بیس کو کسی مذہبی رسم میں شرکت کی غرض سے روما جانا پڑا۔ اس نے اپنے میر اسپ (منوکیس) کو فوج کا نگران مقرر کیا اور اسے ہدایت کردی کہ احتیاط کے ساتھ عمل کرے اور خطرے میں نہ پڑے۔ ہنی بال اس وقت موسم سرما کے لئے اپنے سپاہیوں اور گھوڑوں کے لئے غلہ اور دوسرے ذخائر جمع کرنے میں مصروف تھا۔ غلہ جمع کرنے کے لئے زبردست جماعتوں کو بھیجنا پڑتا تھا اور ان کی حفاظت کی بھی ضرورت تھی اور اگر گیرونیم سے کچھ دور جانا ہوتا تو مخازن پر دشمن کے اچانک حملوں کا اندیشہ تھا۔ ان سب انتظاموں کو بعجلت عمل میں لانا آسان نہ تھا کیونکہ غلّے کے ذخائر ختم ہو رہے تھے۔ ایک روز جب وہ ان مشاغل میں مصروف تھا منوکیس نے حملہ کر دیا۔ ہنی بال مقابلے کے لئے تیار نہ تھا کیونکہ روما کی فوجوں کو شکست دینے سے زیادہ مخازن کو محفوظ رکھنا زیادہ ضروری تھا۔ اس حملے میں منوکیس کو نمایاں کامیابی ہوئی جس سے اہل روما کو فے بیس سے اور بھی بے اطمینانی اور خفگی ہو گئی اور عوام پسند جماعت کو موقع مل گیا کہ دستوری قواعد اور نظائر کو بالائے طاق کر دے۔ ایک ٹری بیون نے

باب ۲۵ یہ تجویز پیش کی کہ ڈکٹیٹر اور اس کے میر اسپ کے اختیارات[1] مساوی ہوں جس سے خدمت ڈکٹیٹری محض بے مصرف ہو گئی۔ جب یہ معاملہ زیر غور تھا فے بیس کو فلامی نیس کے بجائے ایک دوسرے کانسل کا انتخاب کرانا پڑا اور مارکس اٹی لیس ریگولس منتخب کیا گیا لیکن قبل اس کے کہ مساوی اختیارات کی تجویز کے متعلق رائے لی جائے فے بیس بلا لحاظ ان حملوں کے جو اس پر ہو رہے تھے روما سے چپکے سے چلا گیا اور اپنی فوج میں پہنچ گیا۔ وہاں پہنچنے کے چند روز بعد اسے معلوم ہوا کہ عوام پسندوں کے ایک نوخیز سرغنہ گائیس ٹیرین شیس وارو نے اس تجویز کو پلی بین طبقہ کے ایک جلسے میں منظور کرا دیا ہے جس سے فے بیس کی تذلیل مقصود تھی مگر اس کی اس نے پروا نہ کی اور منوکیس کے نخوت آمیز برتاؤ کو بھی برداشت کرتا رہا۔ ایک صورت یہ ہو سکتی تھی کہ دونوں یکے بعد دیگرے فوج کی کمان کریں مگر اس کو اس نے منظور نہ کیا اس[2] لئے فوج کے دو مساوی حصے کر دئے گئے۔ دونوں نے ان میں سے ایک ایک لیلیا اور اپنے خیمہ گاہ بھی علٰحدہ کر لئے ہینی بال نے تاڑ لیا کہ اب کامیابی کا وقت آگیا ہے منوکیس کو اس نے فریب دیکر لڑنے پر مائل کیا اور اسے ایک کمیں گاہ میں کھینچ لایا اور اگر فے بیس عین وقت پر اپنی فوج لیکر پہنچ نہ جاتا تو سخت ہزیمت ہوتی۔ لیوی نے اس روایت کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس کا اختتام ایک سبق آموز واقعے پر کیا ہے یعنی منوکس ایک مناسب حال تقریر میں اپنی پشیمانی کا اظہار کر کے مساوی اقتدار[3] سے دست بردار ہو گیا اور اپنے حصے کی فوج کو بھی فے بیس کے سپرد کر دیا۔ ڈکٹیٹر کا یہ فرض تھا کہ کشمکش کے موقعوں پر تمام

---

[1] ایک کتبہ موجود ہے جس میں منوکیس اپنا ڈکٹیٹر ہونا ظاہر کرتا ہے۔ دیکھو Willmann Exemfla ۲۴

[2] پالی بیس کا بیان ہے کہ فے بیس اختیارات میں شرکت اور فوج کی تقسیم دونوں امور پر تیار تھا مگر منوکیس نے فوج کی تقسیم کو پسند کیا۔ مگر یہ امر فے بیس کے خصائل کے بالکل خلاف ہے اس لئے میں نے لیوی کا تتبع کیا ہے۔ پلوٹارک نے فے بیس کی سوانح عمری میں اسی روایت کو بیان کیا ہے۔

[3] (Optima lex) پر فیسٹس کے حاشیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم شہر کی حدود میں ڈکٹیٹر کے حکم کا مرافعہ ہو سکتا تھا مگر اس کی تاریخ تحقیق نہیں ہوئی ہے مامسین (Staatsrecht) اس کو

باب ۲۵

اعلیٰ عاملانہ اقتدارات ایک فرد واحد کے سپرد کر دیے جائیں تاکہ وہ سلطنت کو بچا سکے مگر اس واقعے کے بعد سے خدمت مذکور کا اثر زائل ہو گیا اور رفتہ رفتہ متروک ہو گئی۔ زمانہ مابعد کے دستوری اقلنوں کو فے بیس کے تقرر کے غیر معمولی حالات کی وجہ سے شبہ ہے کہ وہ صحیح[1] معنوں میں ڈکٹیٹر تھا بھی یا نہیں۔ فی الوقت قابل ذکر یہ امر ہے کہ اس کی شش ماہہ میعاد ختم ہونے کو تھی۔ اس نے اور منوکیس نے اپنی اپنی فوجیں کانسلوں یعنی ایٹی لیس اور سرویلیس کے سپرد کر دیں جنھیں فے بیس نے اس غرض سے بلایا تھا۔ ان لوگوں نے بھی فے بیس کا طرز عمل کیا یعنے ہینی بال کا تعاقب کرتے رہے اور اسے پریشان کرتے رہے۔

بحری معاملات

(۲۹۴) قبل اس کے کہ ہم اس پر از واقعات سال (۲۱۷ ق م) کا تذکرہ ختم کریں ہسپانیہ کی معرکہ آرائیوں اور بحری لڑائیوں کا ذکر بھی ضروری ہے۔ ہاسڈروبال ساحل کے کنارے شمال کی طرف بڑھ رہا تھا اس لئے نے ایس سی پیو جنوب کی طرف اس کے مقابلے کے لئے روانہ ہو گیا۔ قرطاجنہ کی خشکی کی فوجوں کی قوت کو دیکھ کر سی پیو نے بہتر خیال کیا کہ بحری جنگ پر اکتفا کرے۔ مگر اس نے چند منتخب سپاہیوں کو بھی اپنے جہازوں پر لے لیا اور روما کے قدیم حلیف مسالیہ نے بھی اس کی امداد کے لئے چند تیز رو جہاز بھیجے تھے۔ دونوں بیڑوں کا مقابلہ ابرو[2] کے دہانے پر ہوا۔ قرطاجنہ کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ سنہ ۳۰۰ ق م کے قانون والیریا سے منسوب کرتا ہے۔ دیکھو لیوی ۱۰، ۹ و فقرہ ۱۴۹ ماسبق۔

[1] ان کا خیال ہے کہ وہ ڈکٹیٹر کی خدمات انجام دینے کے لئے منتخب ہوا تھا۔

[2] پالی بیس (۳، ۹۵-۹۶) اور لیوی (۲۲، ۱۹-۲۰) میں اس جنگ کے حالات نہایت نامکمل ہیں۔ سوسی لس کا جو قطعہ حال میں دریافت ہوا ہے اگر اس کا تعلق اسی جنگ سے ہے (دیکھو ولکین ہرمیس کی ۴۱ بصفحات ۱۰۳-۱۴۱) تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں کامیابی زیادہ تر اہل مسالیہ کی بحری چالوں سے ہوئی اور یہ قیاس میرے خیال میں بھی صحیح ہے۔ نے پوس سے معلوم ہوتا ہے کہ سوسی لس ہینی بال کا رفیق اور دوست تھا۔ پالی بیس کا بیان ہے (۳، ۲۰، ۵) کہ سوسی لس کو روما کے متعلق صحیح معلومات نہ تھیں اور ممکن ہے کہ یہ صحیح ہو۔ مگر ہینی بال کے کسی طرفدار کی کوئی تحریر

باب ۲۵

بیڑے میں ۴۰ جہاز تھے اور اس کے عقب میں خشکی کی فوج بھی صف بستہ تھی روما کے صرف ۳۵ جہاز تھے مگر جنگ کے لئے زیادہ موزوں تھے۔ قرطاجنہ کے جہاز برخلاف اس کے ٹھیک طور سے تیار نہ کئے گئے تھے اور غالباً ان کے افسر بھی بحری جنگ کے فن سے واقف نہ تھے اس لئے ان کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ کئی جہاز کنارے پر آ گئے اور ملاح انھیں چھوڑ کر بھاگ گئے اس کے علاوہ دشمن ۲۵ جہاز کھینچ کر بطور یرغمال لیگئے۔ اس ایک پرجوش کوشش سے ہسپانیہ کا ساحل روما کے قبضے میں آگیا۔ روما کا بیڑا ساحل کے کنارے کنارے چلا گیا اور بہت کچھ نقصان پہنچایا جس سے دیسیوں میں قرطاجنہ کا اثر ایک حد تک زائل ہو گیا جزیرہ اےبوسس بھی لوٹ لیا گیا اور کچھ روز تک سمندر میں روما کا اتنا زور تھا کہ جزائر بالی آرک سے ایک سفارت سی پیو کی عنایت کی طالب ہو کر آئی۔ اس کے بعد یہ بیڑا شمال کو اپنے مستقر کی طرف واپس آیا۔ قریب و جوانب کے بہت سے قبیلوں نے روما کے سپہ سالار کے پاس شرائط طے کرنے کے لئے سفیر بھیجے۔ ہم تسلیم نہیں کر سکتے کہ ۱۲۰ بستیوں نے اطاعت قبول کی اور کفیل دیئے۔ یہ ممکن ہے کہ یہ بستیاں بہت چھوٹی ہوں مگر خاندان سی پیو کی خانگی تحریروں میں مبالغہ سے ضرور کام لیا گیا ہے۔

(۲۹۵) ہسپانیہ کے ساحل کی اس بحری شکست نے قرطاجنہ کی حکومت کی آنکھیں کھول دیں اور انھیں معلوم ہو گیا کہ ان کی تدبیروں کے بارآور ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ سمندر میں ان کا قبضہ برقرار رہے۔ اس لئے انھوں نے ۷۰ جہازوں کا ایک بیڑا بھیجا جو سارڈینیا ہوتا ہوا اٹروریا کے ساحل پر پہنچا۔ اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ مگر ہنی بال کا جس سے وہ ملنا چاہتے تھے کوئی پتہ نہ چلا اس لئے وہ اسی راہ سے قرطاجنہ واپس گئے کیونکہ روما کا ایک زبردست بیڑا قریب آ رہا تھا۔ سرویلیس نے ۱۲۰ جہازوں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا مگر جب اس نے دیکھا کہ دشمن کا بیڑا نکل گیا تو اس نے خود افریقہ کا رخ کیا۔ یہاں اس نے بعض جزیروں کو لوٹ لیا یا ان سے روپیہ جبراً وصول کیا مگر سرزمین افریقہ پر اترنے میں اسے ناکامی ہوئی اور

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ضرور قابل ذکر ہے۔ پالی بیس نے بھی بیان کیا ہے کہ اہل مسالیہ سے اسی جنگ میں بہت مدد ملی تھی۔

اسے سخت نقصان کے ساتھ واپس ہونا پڑا۔ اس لئے وہ بعجلت للی بے ایم روانہ ہوگیا اور اپنے جہازوں کو روما بھیجنے کا انتظام کر کے فی بیس کے حکم کے مطابق خشکی کی فوج کو اپنے زیر کمان لینے کے لئے چلا گیا۔ اس طور پر سمندر فینقی بیڑوں سے پاک ہوگیا اور روما نے بلا کسی رکاوٹ کے اپنی ہسپانی فوجوں کو کمک بھیجی۔ ۲۱۷ ق م کا کانسل پبلیس سی پیو اپنی خدمت پر بہ حیثیت پروکانسل بحال رہا اور اپنے بھائی کی امداد کے لئے بھیجدیا گیا۔ اس کے ساتھ ۲۰ جنگی جہاز، آٹھ ہزار سپاہی اور کافی ذخائر تھے۔ باربرداری کے جہاز بھی بہت سے تھے۔ سینیٹ کا اصل مقصود یہ تھا کہ ہسپانیہ میں ان کے قدم خوب جمے رہیں۔ انھیں معلوم ہوگیا کہ اس جزیرہ نما کے ذرائع کو اپنے قابو میں کر لینے کا اثر اطالیہ کی جنگ پر قطعی ہوگا۔ لیکن اس صورت میں بھی ہسپانیہ سے آمد و رفت کا ذریعہ صرف سمندر سے تھا۔ مگر بحری معاملات میں قرطاجنہ کی سہل انگاری اور بے پروائی سے سمندر کا راستہ اس جنگ میں روما کے لئے برابر کھلا رہا۔

خاندان سیپیو کے افراد سپانیہ میں

(۲۹۶) پبلیس اور اس کی فوج اچھے موقع پر پہنچ گئی۔ قرطاجنہ کے ہسپانی حلیف قبیلے روما کے مقبوضہ حصے میں داخل ہوگئے مگر پسپا کر دیے گئے اور اب کیلٹ آئی بیریوں نے جو مخلوط گالی نسل کے زبردست قبیلے تھے قرطاجنہ کے مقبوضہ صوبے پر حملہ کر دیا۔ جب ان کی کامیابی کی خبر آئی تو روما کے عہدہ داروں نے تائید شروع کر دی۔ روما کا بیڑا ساحل پر موجود تھا جس سے انھیں تقویت تھی۔ انھوں نے ابرو کو عبور کر لیا اور بغیر کسی مخالفت کے ساگن ٹم پہنچ گئے اور اس شہر سے پانچ میل کے قریب مقیم ہوئے جو اب تک قابل سکونت تھا۔ یہاں خوش قسمتی سے انھیں ایک نادر موقع مل گیا۔ یہ معلوم ہوگیا تھا کہ ہینی بال نے ہسپانیہ جانے سے قبل مشتبہ قبیلوں سے کفیل لے لئے تھے اور یہ کفیل جن میں زیادہ تر سرداروں کے لڑکے تھے ساگن ٹم میں زیر حراست تھے۔ اس تدبیر سے بغاوت تو رک گئی مگر وفاشعاری کی تلقین نہیں ہوئی۔ اگر یہ لڑکے روما کے قبضے میں آجاتے تو ان سے وہ ضرور کام نکال سکتے تھے۔ قرطاجنہ کی سلک ملازمت میں ایک ہسپانی رئیس آبی لکس تھا، نفع کے لالچ میں وہ غداری پر آمادہ ہوگیا کیونکہ ہسپانیہ میں روما کی قوت کو بڑھتے دیکھ کر اس نے خیال کیا کہ فاتح کا ساتھ دینا بہتر ہے۔ اگر وہ کفیلوں کو سی پیو کے سپرد کر دے

باب ۲۵ تو وہ لوگ اس کا ضرور خیر مقدم کریں گے اور جب یہ لڑکے اپنے اعزہ میں پہنچ جائیں گے تو ہم قوموں میں بھی اس کا اعزاز بڑھ جائے گا۔ فینیقی فوجوں کا مقامی افسر ایک ناسمجھ سپاہی بوستار تھا جسے ابی لکس پر پورا بھروسہ تھا ابی لکس نے اسے سمجھایا کہ روما کا اثر بڑھتا جاتا ہے اس لئے گفیلوں کو اس کے ذریعہ سے روما کے سپہ سالار کے سپرد کر دیا جائے سپی پیو نے بھی اس نے اس معاملے کو طے کر لیا تھا اور اسی نے قرطاجنیوں کو دھوکا دیکر سب لڑکوں کو رومیوں کے سپرد کر دیا اور ان کے نام سے لڑکوں کو ان کے اولیا کے پاس پہنچا دیا سپی پیو نے بھی اپنے چند عہدہ داروں کو اس رسم میں شرکت کے لئے بھیجدیا اس تدبیر سے روما کی طرف لوگ مائل ہوگئے مگر موسم سرما کے آجانے سے کوئی مزید کارروائی نہ ہو سکی

(۲۹۷) اس جنگ میں روما کی حالت پر چند امور سے روشنی پڑتی ہے جو موسم سرما یونانی حلیف میں واقع ہوئے۔ نیوپولس سے ایک وفد شہر میں آیا۔ اس وفد کے ساتھ بہت سے سونے کے پیالے تھے جو جنگ کے اخراجات کے لئے اس شہر کے باشندوں نے جمع کر کے بھیجے تھے ارکان وفد نے یہ بھی یقین دلایا کہ وہ اپنے تمام ذرائع روما پر قربان کرنے کے لئے تیار ہیں سینیٹ نے تمام سونا نہ لیا کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوتا کہ روما دیوالیہ ہوگیا ہے۔ انھوں نے ایک چھوٹا سا پیالہ لے لیا اور وفاداری کے اس اظہار کا گرم جوشی کے ساتھ شکریہ ادا کیا۔ مگر ایک یونانی تجارتی شہر کا قرطاجنہ کے خلاف میں روما کی تائید کرنا محل تعجب نہ تھا کیونکہ قرطاجنہ ان کا قدیم دشمن تھا۔ ایک اور واقعہ ہوا جس سے لوگوں کو اچنبھا ہوگیا ہینی بال کا ایک جاسوس دو سال سے روما میں مقیم تھا اور کسی کو خبر نہ ہوئی۔ مگر اب وہ گرفتار ہوا۔ اس کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے اور فینیقی فوج کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ غلاموں کی ایک بغاوت کا بھی پتہ چلا۔ ملزم سولی پر چڑھا دیئے گئے اور مخبر کو انعام دیا گیا۔ سفارتی کارروائیوں کی طرف بھی خاصی توجہ تھی اور سینیٹ نے کم از کم تین سفارتیں مختلف ممالک کو روانہ کیں ان میں سے ایک فلپ شاہ مقدونیہ کے پاس روما کے قدیم دشمن ڈی میٹ ریس ساکن فارس کو حوالے کر دینے کا مطالبہ کرنے کے لیے گئی، دوسری لیگیوریا گئی کہ وہاں کے پہاڑیوں کو ہینی بال کو امداد دینے سے باز رکھے، تیسری الیریا کے پاس گئی اور اس سے مطالبہ کیا کہ اپنے فرائض کو باقاعدہ طور پر انجام دے ان سفارتوں کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں ہوا مگر اس سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ روما

اطالیہ میں اپنی سیادت سے دست بردار نہیں ہوا تھا۔ اسی اثنا میں بیس ٹم سے ایک وفد آیا جس کی غایت وہی تھی جو نیو پولس کے وفد کی تھی اور اس کی بھی اسی طرح آؤ بھگت ہوئی۔ وفا شعار ہیرو نے بھی ایک وفد بھیجا جس کے ساتھ غلہ کے ذخائر اور تیر اندازوں اور گوپھن پھینکنے والوں کی ایک جماعت تھی سینیٹ نے تہ دل سے اس کا شکریہ ادا کیا اور سونا بھی قبول کر لیا جو ہیرو نے بھیجا تھا کیونکہ یہ فتح کی دیوی کے ایک بت کی شکل میں تھا جس کے لینے سے انکار کرنا شگون بد ہوتا۔ ہیرو نے مشورہ دیا تھا کہ افریقہ پر حملہ کیا جائے۔ اس مشورے پر اس حد تک عمل کیا گیا کہ سسلی کے بیڑے کے جہازوں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا تاکہ عندالموقع ان سے کام لیا جا سکے۔

کانسلوں کا انتخاب

(۲۹۸) لیکن اس موسم سرما میں اہل روما سال آئندہ کے کانسلوں کے انتخاب میں محو تھے گزشتہ تجربے سے ثابت ہو چکا تھا کہ یک سالہ میعاد کے سپہ سالار جنگ کی اغراض کے لیے مفید نہیں۔ سینیٹ اور پلیبین مجلس نے بالاتفاق ان قواعد[1] کو فی الوقت منسوخ کر دیا تھا جن کی رو سے ایسے اشخاص کانسلی کے لیے منتخب نہ ہو سکتے تھے جو اس خدمت پر فائز رہ چکے ہوں۔ لیکن تجربہ کار لوگوں کے تقرر کے جدید طرز عمل پر عمل کرنا ذرا دشوار تھا دونوں سپی یو ہسپانیہ میں مصروف بکار تھے۔ دوسرے امیدواروں میں فیبیس نے جنگ میں سب سے زیادہ کام کیا تھا مگر اس کی حربی چالوں کے متعلق لوگوں میں سخت اختلاف تھا۔ اس کے علاوہ وہ خود بھی اس خدمت کا خواہاں نہ تھا کیونکہ روما میں اس کے قیام کی ضرورت تھی۔ عوام جنگ کے مصائب اور ناقابل برداشت بار سے تنگ آ گئے۔ ان عوام پسندوں کا سرغنہ اس زمانے میں وارو تھا۔ اس نے امرا پر یہ الزام لگایا کہ وہ جنگ کو اس غرض سے طول دے رہے ہیں تاکہ ان کے وہ اختیار اور اعزاز باقی رہیں جو سپہ سالاری سے حاصل ہو گئے تھے۔ انتخاب میں مختلف رکاوٹوں سے تعویق ہوئی جس سے عوام کی بے چینی اور بڑھ گئی۔ کانسلوں میں سے کوئی کمیٹیا کی صدارت کے لیے اپنی فوج کو چھوڑنے پر رضامند نہ تھا۔ اس لیے ان سے درخواست کی گئی کہ اس غرض کے لیے ایک ڈکٹیٹر کو نامزد کریں۔ ایک کانسل نے ایک شخص کو نامزد کیا مگر آگروں نے اس نامزدگی میں کوئی سقم نکال دیا جس سے

---

[1] لیوی ۲۷، ۶، ۷، مقابلہ کرو ۲۷، ۴۲، ۲ - ۱۰۰، ۵، ۱۱ ۔

باب ۲۳

ڈکٹیٹر کو مستعفی ہونا پڑا۔ اس لئے ناچار "حکومت درمیانی" (Interregnum) سے کام لینا پڑا اور انتخاب بالآخر ختم ہو گیا۔ کانسلی کے چھ امیدوار تھے جن میں سے ایک وارو تھا اور تین پیٹری شین تھے اور دو اعلیٰ خاندانوں کے پلیبین۔ ان میں سے صرف وارو کو نصف سنتوریوں سے زیادہ کے ووٹ ملے اور مقررہ غلبہ آراء سے اس کا انتخاب ہو گیا اور اس کے بعد مجلس عامہ کا جو پہلا جلسہ ہوا اس میں اس نے اپنے شریک عہدہ کے انتخاب کی صدارت کی۔ امراء اس فکر میں تھے کہ کوئی ایسا آدمی منتخب ہو جو شوریدہ سر وارو کا مقابلہ کر سکے۔ ان کی نظر لیوکیس امی لیس پالس پر پڑی جس نے جنگ الیریا میں اپنے جوہر دکھائے تھے۔ لیکن قوم نے اس کے ساتھ جو سلوک کیا تھا اب تک اسکے دل میں کھٹک رہا تھا اس لئے وہ خانہ نشین ہو گیا تھا۔ مگر لوگوں نے اس کی خوشامد کر کے اسے اس اہم خدمت کی امیدواری پر راضی کیا اور وہ منتخب بھی ہو گیا۔ چاروں پریٹر بھی کارکردہ اشخاص تھے کیونکہ اس وقت نو آموز لوگوں کا کام نہ تھا۔

جنگ کی تیاریاں

(۲۹۹) اہل روما اس جنگ سے تنگ آ گئے تھے اس لئے اس کے ختم کرنے کے لئے سنہ ۲۱۶ کی معرکہ آرائیوں کے شروع ہونے سے قبل عظیم الشان تیاریاں کی گئیں پریٹر پوسٹومیس ایک زبردست فوج کے ساتھ جس کی تعداد بالآخر ۲۵۰۰۰ تک پہنچ گئی، شمال میں گالیوں کو سرزنش کرنے سے باز رکھنے کے لئے مقرر کیا۔ پریٹر مارکیلس جسے سنہ ۲۲۲ کی گالی جنگ میں کامیابی ہوئی تھی سسلی کی فوج کا سپہ سالار مقرر ہوا۔ ہسپانیہ کی فوج کے لئے رسد جمع کی گئی۔ لیجن معمولی تعداد سے زیادہ بھرتی کئے گئے اور ان کی اور ان کے سپاہیوں کی تعداد بھی بجائے ۴۲۰۰ (۴۰۰۰ پیدل) کے ۵۳۰۰ (۵۰۰۰ پیدل) کر دی گئی۔ سپاہیوں سے علاوہ باضابطہ فوجی قسم کے ایک اور قسم بھی لی گئی کہ اپنے ساتھیوں کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ اس قسم کا پہلے بھی رواج تھا مگر یہ سپاہیوں کے بیچ کا معاملہ اس دفعہ یہ قسم باضابطہ طور پر لی گئی۔ فوق الفطرت واقعات بھی متعدد پیش آئے اور ان کی نحوست کو دور کرنے کے لئے مناسب مذہبی رسوم ادا کی گئیں۔ اسکے بعد نئی لیجنیں اپنے اپنے مقامات کو بھیجدی گئیں لیکن زیادہ اسے پولیا کے میدان جنگ کو گئیں۔ دونوں کانسل روما ہی میں رہے اور میدان جنگ میں سپہ سالاری کی خدمت سرویلیس اور اے ٹی لیس بحیثیت پرو کانسل انجام دیتے رہے۔ ان کو ہدایت تھی

باب ۵ کہ دشمن سے صرف چھیڑ چھاڑ کرتے رہیں اور کسی بڑی جنگ کا خیال دل میں نہ لائیں۔ گزشتہ ناکامیوں کو اب سپہ سالاروں کی نااہلی پر محمول نہ کیا جاتا تھا بلکہ سپاہیوں کی نوآموزی پر لیکن فےبیس اس رائے کا مؤید نہ تھا۔ موسم بہار[1] کے ختم یا موسم سرما میں دونوں کانسل اپنی فوج میں پہنچے۔ پروکانسل اے ٹی لیس کو بوجہ پیرانہ سالی خانہ نشینی کی اجازت دیدی گئی اور سروی لیس سے نائب سپہ سالار کا کام لیا گیا۔ ابتداءً صورت حال حسب سابق تھی۔ اور امید تھی کہ رسد کی کمیابی سے فینقی سپہ سالار کو اپنی مختلف اقوام فوج کو مجتمع رکھنے میں ناکامی ہوگی یہ افواہ بھی مشہور ہوگئی تھی کہ اس کی ہسپانی فوج اس کا ساتھ چھوڑنے پر تیار ہے۔ بہرکیف یہ ضرور تھا کہ اگر کوئی عظیم الشان فتح اسے جلد حاصل نہ ہوتی تو وہ کہیں کا نہ رہتا۔ ایک خفیف سی جھڑپ میں رومیوں کو غلبہ رہا جس سے ان کی امیدیں بہت بڑھ گئیں ہنی بال نے اس کے بعد انھیں دھوکا دینے کی لئے رجعت اختیار کی تاکہ انھیں کمین گاہ میں پھانس لے۔ اپنے خیمہ گاہ سے وہ شب کو روانہ ہوگیا اور بہت سا قیمتی سامان وہاں چھوڑ دیا اس کی یہ چال چل گئی۔ روما کے سپاہی فرار شدہ دشمن کے تعاقب کے لئے بے تاب تھے۔ اور وارو نے باوجود اپنے شریک عہدہ کے احتجاج کے ضرور حملہ کردیا ہوتا مگر جب پالس نے یہ عذر کیا کہ مقدس مرغوں نے اپنی غذا نہیں کھائی ہے تو وہ بھی مجبوراً خاموش ہوگیا کیونکہ مذہب کی طرف سے بے اعتنائی ہزیمت کی موجب ہوچکی تھی۔ مگر سپاہیوں کے جوش کو فرو کرنا آسان نہ تھا لیکن خوش قسمتی سے وہ غلام جو فینقی فوج میں قید تھے یہ خبر لے آئے کہ دشمن قریب کے پہاڑوں میں انھیں گھیر لینے کے لئے چھپا ہوا ہے۔ ہنی بال نے جب یہ دیکھا کہ دشمن اس کے پھندے میں نہیں آیا تو وہ اپنے ترک کردہ خیمہ گاہ میں واپس آگیا۔ لیکن اسے معلوم ہوگیا تھا کہ یہاں ٹھہرنا بہتر نہیں اس لئے وہ چپکے سے اپولیا چلا گیا جہاں فصل قبل از وقت تیار ہوگئی تھی۔ اوفی ڈس ندی کے کنارے کینے کا قصبہ تھا جو اونچی زمین پر سمندر سے قریب تھا۔

---

[1] پالی بیس کا بیان ہے کہ کانسلوں نے فوج اس وقت لی جب کہ ہنی بال کینے کے قریب پہنچ گیا تھا یعنی جنگ سے صرف چند روز قبل۔ مگر یہ قرین قیاس نہیں اور اس کی روایت میں متعدد غلطیاں ہیں۔ میں نے لیوی کا تتبع کیا ہے مگر اس کا بیان واضح نہیں ہے۔ تاریخوں کا تعین ناممکن ہے۔

باب ۲۵

یہاں رومیوں کے مخزن کا گودام تھا۔ روما کی فوج آہستہ آہستہ اس کا تعاقب کر رہی تھی مگر ہینی بال نے اس مقام پر قبضہ کر کے ایک مناسب موقع پر اپنے خیمے ڈال دیئے۔ اس کو اور پالس دونوں کو اب معلوم ہو گیا کہ ایک زبردست جنگ ناگزیر ہے۔ ہینی بال نے قصد کر لیا تھا کہ یہ جنگ کینے کے نیچے کے کھلے ہوئے میدان میں ہو تا کہ وہ سواروں سے بخوبی کام لے سکے اور خشک میدان کی گرد دشمن کی آنکھوں میں پڑے جس سے وہ پریشان ہو جائے۔ ایک مشرقی اور جنوبی مشرقی ہوا روزانہ ایک خاص وقت پر چلتی تھی۔ اس نے یہ انتظام کر لیا کہ یہ ہوا اس کی پشت پر ہو۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ سینیٹ نے کانسلوں کو لڑنے کا حکم بھیج دیا تھا اور یہ کہ وارو جنگ کے لئے بے تاب تھا مگر پالس موقع کا منتظر تھا۔ اشتعال اور فریب سے اس نے وارو کے شوق کو اور تیز کیا دونوں کونسل ایک روز آڑ فوج کی کمان کرتے تھے اس لئے جب وارو کی باری آئی اس نے جنگ شروع کرنے کا حکم دیدیا۔

کینے کی لڑائی

(۳۰۰) اس لڑائی کے جغرافیائی موقع اور حربی چالوں میں علما اور فوجی تنقید کنندوں کو خاص دلچسپی ہے مگر ہماری اغراض کے لئے یہ امور چنداں ضروری نہیں۔ دونوں فوجوں کی تعداد اندازاً حسب ذیل بیان کی گئی ہے۔ روما ۷۰۰۰۰ یا ۸۰۰۰۰ پیدل ۶۰۰۰ سوار قرطاجنہ ۴۰۰۰۰ پیدل ۱۰۰۰۰ سوار اب ہم جنگ کا حال بالاختصار بیان کریں گے۔ پہلے تو روما کے سوار تہ تیغ کر دیئے گئے اور جو بچ نکلے وہ فرار ہو گئے۔ اس کے بعد ہسپانی اور گالیوں کی صفوں میں روما کی پیدل فوج کو گھسنے دیا گیا اور دیوانہ وار اس دھوکے میں آ گئے۔ ان کے میمنہ اور میسرہ پر افریقیوں نے فوراً حملہ کر دیا اور سواروں نے ان کے عقب سے حملہ کر دیا رفتہ رفتہ روما کی اس بہترین پیدل فوج کے قدم اکھڑ گئے اور ان کی صفیں بے ترتیب ہو گئیں سواروں نے انہیں بالکل گھیر لیا اور ان کے لئے حرکت کرنے کا بالکل موقع نہ رہا۔ ان میں سے صرف وہ لوگ لڑ سکتے تھے جو کناروں پر تھے لیکن وہ بہادری سے لڑے اور یکے بعد دیگرے کام آئے۔ روایت ہے کہ سب نے جان دے دی اور فی الحقیقت بچنے والوں کی تعداد بہت کم ہو گی۔ معلوم نہیں کہ ان رومیوں کا کیا حشر ہوا جو ان کے بڑے لشکر گاہ میں حفاظت کی غرض سے رہ گئے تھے یا جنھوں نے جنگ کے بعد لشکر گاہوں میں پناہ لی تھی۔ مگر آٹھ دس ہزار قید کر لئے گئے اور صرف چند سو آدمی لڑتے بھڑتے کانوسیم پہنچ گئے۔ چند ہزار فرار شدہ سپاہی وینوسیا پہنچ گئے۔ جہاں کانسل وارو موجود تھا جو چند سواروں کے ساتھ بھاگ گیا تھا تذکروں کے اختلاف سے جانبین

باب ۲۵

کے نقصانات کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا۔ لیوی کا بیان ہے کہ ۴۸۲۰۰ رومی مارے گئے اور ۱۴۵۵۰ بھاگ نکلے۔ پالی بیس کا بیان ہے کہ ۷۰۰۰۰ سے زیادہ قتل ہوئے اور صرف ۳۰۰۰ بچ گئے۔ مگر یہ اندازہ صحیح نہیں کیونکہ کینے کے باقی ماندہ افراد سے خاص لیجن کچھ روز کے بعد بنائے گئے۔ روما کے باقی اشخاص یا تو قید ہوئے یا بے پتہ ہو گئے۔ مقتولین میں کانسل پالس تھا جسے روما کے مصنفوں نے بہت سراہا ہے، پرو کانسل سرویلیس، منوکیس (فے بیس کا رقیب) اور متعدد نامور اشخاص تھے۔ سینیٹ کے رکن یا ایسے اشخاص جو رکنیت کے مستحق تھے قریب ۸۰ اس جنگ میں کام آئے۔ قرطاجنہ کا نقصان بہت کم ہوا۔ لیوی نے ۸۰۰۰ بیان کیا ہے۔ پالی بیس نے ۵۷۰۰ بیان کیا ہے اور یہی غالباً صحیح ہے۔ ان ۵۷۰۰ میں سے ۴۰۰۰ گالی تھے۔

شکست کے نتائج۔

(۱۰۳) فرار شدہ اشخاص کی تعداد جو کانوسیم میں پہنچے ان کی تعداد دس ہزار تھی اور پانچ ہزار وینوسیا میں پہنچ گئے تھے۔ ان دونوں میں ان کا خیر مقدم گرمجوشی سے ہوا۔ مگر کانوسیم[1] میں ایک پریشان کن واقعہ ہوا۔ نوجوان امرا کی ایک جماعت ہمت ہار گئی اور روما کی تباہی کو قریب سمجھ کر یہ ارادہ کیا کہ جہاز میں بیٹھ کر کسی مشرقی بادشاہ کے دربار میں پہنچ جائے۔ کیونکہ مشرقی فرمانروا غیر ملکی قسمت آزما سپاہیوں کی ہمت افزائی کرتے تھے۔ اگر انھیں اپنے ارادے میں کامیابی ہوتی تو روما کے حلیفوں پر اس کا نہایت خراب اثر ہوتا۔ لیکن یہ بات نوجوان سی پیو کے کان تک پہنچ گئی جسے پناہ گیروں نے اپنا افسر عارضی طور پر منتخب کر لیا تھا۔ چند مسلح اشخاص کے ساتھ وہ ان سازش کرنے والوں کے سر پر پہنچ گیا اور قتل کی دھمکی دیکر ان سے روما کی وفاداری کی قسم لی اور اس طور پر مایوسی کے مرض کو پھیلنے نہ دیا۔ کانوسیم میں جب خبر پہنچی کہ وارو وینوسیا میں صحیح و سلامت ہے تو وہاں کے افسروں نے اسے اپنی تعداد کی اطلاع دی اور احکام طلب کئے۔ کانسل فوراً کانوسیم پہنچا اور کمان لے لی۔ اس سے ظاہر ہے کہ روما کی فوج تو تباہ ہو گئی تھی مگر اس کا نظام برقرار تھا۔

---

[1] یہ روایت کسی ایسے مورخ سے نقل کی گئی ہے جو سی پیو کا طرفدار تھا۔ لیوی (۲۲، ۵۳) ممکن ہے کہ پالی بیس سے نقل کیا ہو مگر وہ عبارت ضائع ہو گئی۔

(۳۰۲) پالی بیس جس نے اہل روما کے خصائل کا نہایت غور سے مطالعہ کیا ہے بیان کرتا ہے[1] کہ شہر کی کیا حالت تھی جب کہ دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابلے میں پڑی ہوئی تھیں اور لڑائی کا حکم دے دیا گیا تھا گزشتہ ہزیمتوں کی وجہ سے لوگوں کی ہمتیں پست تھیں۔ فوق الفطرت واقعات اور پیشین گوئیوں کا عام چرچا تھا قربانیوں مذہبی رسوم نذر و نیاز کی بہتات تھی۔ کیونکہ بقول مورخ مذکور خطرے کے وقت میں وہ دیوتاؤں اور انسانوں کے ساتھ اپنے تعلقات کو استوار کر لیتے ہیں اور نخوت و وقار کو پس پشت رکھ کر ہر رسم کے ادا کرنے پر تیار رہتے ہیں" لیوی کا بیان ہے کہ روما میں اس جنگ کے متعلق پہلے تو یہ خبر آئی کہ تمام فوج کام آئی جس سے روما میں کہرام مچ گیا اس کا قول ہے کہ اگر کسی دوسری قوم پر یہ مصیبت آتی تو پھر نہ سنبھلتی لیکن روما کے سربرآوردہ اشخاص نے اپنے ہوش و حواس جلد درست کر لیے اور اس مصیبت کو رفع کرنے کی تدبیروں میں مصروف ہو گئے اور سینیٹ کے باقی ماندہ رکن جو روما میں موجود تھے تحفظ کی تدبیروں پر بحث کرنے لگے۔ پیرنہ سال فےبیس پھر پیش پیش ہو گیا اس کے مشورے سے جاسوسوں کی جماعتیں روانہ کی گئیں کہ دریافت کریں کہ کچھ لوگ بچے یا نہیں اور آیا ہینی بال روما کی طرف کوچ کر رہا ہے جس کی افواہ مشہور تھی۔ شہر کے دروازوں پر پہرے بٹھا دیے گئے تاکہ کم ہمت لوگ فرار نہ ہونے لگیں ورنہ عام بھاگڑ مچ جاتی۔ لوگوں کو منع کر دیا گیا کہ شہر کی گلیوں میں آہ و بکا نہ کریں اور صبر و شکیبائی سے کام لیں جو خبریں آتیں ان سے پریٹروں کو مطلع کیا جاتا۔ ان تدبیروں سے ایک حد تک سکون ہو گیا اور وارو کے پاس سے بھی ایک تحریر آ گئی جس سے معلوم ہوا کہ کتنے باقی ماندہ اشخاص اس کے ساتھ ہیں اور یہ بھی کہ ہینی بال ابھی تک کینے میں ہے اس سے لوگوں کو اطمینان ہوا اور تحفظ کی تدبیریں سرگرمی سے ہونے لگیں۔ اسی وقت سسلی سے امداد طلب کی گئی اور پریٹر نے اطلاع بھیجی کہ دشمن کا بیڑا ہیرو کے علاقوں پر یورشیں کر رہا ہے اور ایک دوسرا بیڑا مغرب میں موجود ہے۔ اس نے یہ بھی اطلاع دی کہ وہ سیراکیوز کی مدد نہ کر سکتا تھا کیونکہ اس کا اصل فرض تھا کہ روما کے مقبوضہ صوبہ

---

[1] پالی بیس ۳، ۱۱۲۔

باب ۲۵ؔ

کی حفاظت کرے۔ لیکن اس وقت اس کی درخواست کی شنوائی نہ ہو سکتی تھی مارکے لس اپنے صوبے سسلی کو روانہ ہونے کے لیے تیار تھا اور اس کے جہازوں کا بیڑا آسٹیا میں موجود تھا مگر اب اسے حکم دیا گیا کہ اپنے بحری سپاہیوں میں سے ۱۵۰۰ روما کی حفاظت میں مدد دینے کے لیے بھیجدے اور خود ایک پورا بحری لیجن لیکر کا نوسیا چلا جائے کانسل کو یہ حکم تھا کہ اپنی باقی ماندہ فوج مارکے لس کے سپرد کردے اور خود روما واپس آئے۔ اسے یہ بھی ہدایت کی گئی تھی کہ مارکس جونیس پیرا کو ڈکٹیٹر نامزد کردے۔ معلوم نہیں کہ اس نے اس شخص کو روما آنے سے قبل نامزد کیا یا وہاں پہونچکر مگر بہر صورت یہ تقرر حسب ضرورت عمل میں آیا۔ وارو کی واپسی ان واقعات میں سے ہے جسے روما کے مصنف مزے لے کر بار بار دہراتے ہیں کیونکہ اس سے اہل روما کی علو ہمتی کا اظہار ہوتا ہے۔ جب وہ شہر کے قریب پہنچا تو ہر طبقے کے شہریوں نے اس کا استقبال کیا۱؎ اور سینیٹ کے ارکین نے اس کا شکریہ ادا کیا کہ وہ جمہوریہ کی طرف سے مایوس نہیں ہوا تھا۔ اس موقع پر حب وطن کا تقاضا یہی تھا کہ آپس میں یکجہتی ہو اور ایک دوسرے پر الٹی تہمتیں نہ رکھیں مگر شکست خوردہ کانسل کو ہم زیادہ مورد ملامت قرار نہیں دے سکتے۔ اس کی حبارت اور تیز مزاجی کو مبالغے کے ساتھ بیان کیا گیا ہے تاکہ اس کے مقابلے میں دوسرے قابل تحسین خیال کیے جا سکیں۔ وارو نے اس واقعے کے بعد بھی اہم قومی اور سیاسی خدمات انجام دیں۔ اگر کینے کی ہزیمت کا بار بالکل اسی پر ہوتا۔ تو اس کے لئے سلطنت کے سلک ملازمت میں قائم رہکر اعلیٰ خدمت انجام دینا ناممکن ہوتا۔

روما کا سنبھلنا

(۳۰۳) روما اب ایک حد تک سنبھل چکا تھا مگر لوگوں کے دلوں میں ہیبت بیٹھ گئی تھی جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ضعف الاعتقادی کا زور ہو گیا ویسٹل کنواریوں پر بے عصمتی کی تہمت لگائی گئی اور انھیں اور اُن کے آشناؤں کو سزائیں دی گئیں انسانی قربانیاں بھی ہوئیں جیسا کہ ۲۲۵ء میں ہوا تھا۔ ایک سفیر فےبیس پکٹور (مورخ) ڈیلفی

۱؎ وارو کے متعلق متعدد روایتیں ہیں۔ ایک قصہ یہ ہے کہ اسے خدمت ڈکٹیٹری پیش کی گئی مگر اس نے انکار کر دیا دوسری روایت یہ ہے کہ اسے اس قدر رنج ہوا کہ اس نے کسی خدمت کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ لیوی ۲۲، ۶۱، ۴ والیریس ۳، ۴، ۴-۴، ۲؛ ۵ فرانٹی نس (Strat.) ۴، ۵، ۶-

باب ۳۵

بھیجا گیا تاکہ وہاں کے پجاریوں سے مشورہ کرے اور آئندہ کا حال دریافت کرے۔ یہ بھی ایک لغو حرکت تھی مگر بے گناہوں کے خون سے بہتر تھی۔ نیا ڈکٹیٹر فوج کی بھرتی میں مشغول تھا۔ چار نئے لیجن اور ایک ہزار سوار بھرتی کئے گئے مگر تعداد کو پوری کرنے کے لئے ۱۷ سال یا اس سے کم کے لڑکے بھی فوج میں داخل کر لئے گئے۔ لاطینی اور دوسرے حلیفوں سے امدادی فوجوں کا مطالبہ ہوا۔ واضح رہے کہ روما کے شہریوں کے مقابلے میں حلیفوں کے سواروں کی تعداد دوچند تھی۔ لیکن باوجود اس کے کہ روما کی حکومت کو معلوم تھا کہ ان کے سوار کینے کی جنگ میں نیست و نابود ہو گئے تھے اور ہنی بال کی فتح کا راز یہی تھا کہ اس کے سوار تعداد میں زیادہ اور عمدہ تھے مگر اس نے رسالوں کو از سر نو درست کرنے یا ان کی تعداد میں اضافہ کرنے کی طرف مطلق توجہ نہیں کی۔ غالباً اس کی یہ غفلت فے بیس کے اثر کی وجہ سے تھی اور اس کے علاوہ زبردست لڑائیوں سے روما کی حکومت اب خائف ہو گئی تھی۔ سپاہیوں کی کمی بھی تھی جس کا ثبوت یہ ہے کہ رضاکار غلاموں کی ایک فوج[1] بنالی گئی۔ جس میں ۸۰۰۰ غلام تھے۔ ان لوگوں کو سلطنت نے ان کے مالکوں سے خرید لیا تھا اور ان سے وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر ان کی خدمات پسندیدہ ثابت ہوئیں تو ان کے صلے میں انھیں آزادی مل جائے گی۔ بہت سے مجرم اور قرضدار لوگ بھی رہا کر دئے گئے اور فوجوں میں شریک کر لئے گئے۔

قیدیوں کا فدیہ ادا کرنا

(۴۰۳) اسی سلسلے میں ان شہریان روما کا قصہ بیان کیا گیا ہے جو ہنی بال کی قید میں تھے۔ اس نے حسب عادت حلیفوں کو رہا کر دیا تھا مگر اب اس نے رومیوں کے ساتھ بھی اسی قسم کا سلوک کرنا چاہا اور حسب حیثیت ہر ایک کا فدیہ مقرر کر دیا جس کی ادائی پر وہ رہا ہو سکتے تھے اس نے ان قیدیوں میں سے ایک وفد بھی روما کو روانہ کرایا تاکہ وہ اپنے فدیہ کی ادائی کے متعلق نامہ و پیام کر سکیں۔ اپنے سواروں کے ایک افسر کارتھالو کو بھی اس نے ان کے ساتھ کر دیا اور اسے ہدایت کر دی کہ روما کے اہل الرائے صلح پر آمادہ ہوں تو ان سے شرائط صلح بھی طے کرے۔ اس قصے[2] کو مختلف مورخوں نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے

---

[1] لیوی ۲۲۔۵۷۔۱۱، ۱۲، اور دی سین بورن۔

[2] پالی بیس ۶، ۵۸، لیوی ۲۲، ۵۸-۶۱، سیسرو (de off) ۳، ۴، ۱۱۴۔

باب ۵

نگران میں باہمی اختلاف ہے۔ اصل واقعہ غالباً یہ تھا کہ کارتھالو سے گفت وشنید کرنے سے انکار کردیا گیا اور قیدیوں کے وفد کو بھی نفی میں جواب دیا گیا۔ ان میں سے بعض نے اپنے حلف کی خلاف ورزی کرکے واپس جانے سے گریز کیا۔ ان کی حرکت سخت ناپسندیدہ خیال کی گئی۔ دو مختلف روایتیں ہیں کہ ان میں سے ایک گرفتار کرلیا گیا اور ہینی بال کے سپرد کردیا گیا اور یہ کہ وفد کے دس ارکان روما میں رہ گئے اور ذلت اور گمنامی میں اپنی زندگی بسر کی۔ اس قصے سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ باوجود اس کے کہ اہل روما مصائب میں گرفتار تھے مگر صراط مستقیم پر قائم رہے اور اپنے قول کے پابند تھے۔ روایت ہے کہ روما کی حکومت یعنی سینیٹ نے ایسے شہریوں کے معاوضے میں جنھوں نے جان بچانے کے لئے فینقیوں کی غلامی قبول کرلی تھی۔ غلاموں کو خرید لیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس میں دو امور کا خاص لحاظ تھا یعنی ہینی بال کو روپیہ کی ضرورت تھی اور ثانیاً روما کے سپاہیوں کو رہا کرکے وہ آئندہ کے لیے ایک نظیر قائم کرنا چاہتا تھا مگر سینیٹ کو یہ گوارا نہ تھا کہ اس کا خزانہ معمور ہو یا وہ ایسی رعایت کرے جس سے روما کی فوجوں کی اخلاقی جرأت ناپید ہوجائے۔ اس بیان میں مبالغہ ہے مگر صحت کا بھی امکان ہے۔

جنوبی اطالیہ کے شہروں کا روما سے علیحدہ ہونا

(۳۰۵) روما کے مورخوں کا بیان ہے کہ ہینی بال نے اپنے قیدیوں کو سخت بیدردی سے قتل کردیا مگر یہ محض غلط ہے۔ ان میں سے بعض سے اس نے کام لیا۔ جیسا کہ کے بوا کے ضمن میں بیان ہوا۔ اغلب یہ ہے کہ ان میں سے اکثر کو اس نے فروخت کردیا۔ روما پر بھی اس نے فوراً دھاوا نہیں کیا کیونکہ باقاعدہ محاصرہ کے ذرائع اس کے پاس نہ تھے اور محض مظاہرہ پر اکتفا کرنا بے سود تھا اور اس میں کوئی نفع بھی نہ تھا۔ **اطالیہ پر حملہ** اس نے اس خیال سے نہ کیا تھا کہ روما کے اطالوی حلیف اس سے علیحدہ ہوجائیں گے اور تجربے سے بھی اسے معلوم ہوگیا تھا کہ کسی اور طریقے سے کامیابی کی امید نہیں ہوسکتی اب اس کی امیدیں برآرہی تھیں۔ اکثر شہروں کی امرائی حکومتوں کو جن پر روما کی نظر عنایت تھی وہاں کی عوام پسند جماعتوں نے مغلوب کرلیا تھا اور ان شہروں کو ہینی بال کے سپرد کردیا۔ اس طور سے مقامات ذیل اس کے قبضے میں آگئے ۱ اپولیا میں آرپی اور دوسرے مقامات ۲ جزیرہ نمائے کالابریا کا ایک جزو، جنوبی سامنیم اور لوکانیا کا بیشتر حصہ اور برونڈیم۔ بالمختصر جنوبی اطالیہ کا ایک بڑا حصہ اس کے قبضے

میں آگیا اور اس میں کپیوا اور کیم پے نیا کے شہروں کا بھی اضافہ ہوگیا۔ مگر چند جماعتوں نے روما کا ساتھ نہ چھوڑا۔ انکا طرزِ عمل قابلِ لحاظ ہے۔ لاطینی نوآبادیاں مثلاً لونسیا، برن ڈیسیم، بیس ٹم، بی نی وین ٹم وفاشعاری پر قائم رہیں۔ یونانی شہروں کا طرزِ عمل بھی فی الحال یہی تھا۔ تمام اچھے بندرگاہ بھی ابھی تک روما کے قبضے میں تھے۔

(ب) ۲۱۵؁ تا ۲۰۹؁ ق۔م

نئے حالات

(۳۰۶) اب تک اس جنگ میں بڑی بڑی لڑائیوں پر زیادہ زور دیا گیا تھا ہینی بال نے دو سال میں یعنی ایبرو کے عبور کرنے سے کینئے کی لڑائی تک روما کو خاک میں ملا دیا تھا۔ مگر جنگ اور لڑائی دو مختلف چیزیں ہیں۔ روما کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ وہ اطالیہ کے نوجوانوں کو فوجوں میں جمع کرتا اور نوآموز سپہ سالاروں کے زیرِ کمان انھیں ہینی بال کے مقابلے میں بھیجے تاکہ وہ اپنے کمالِ فن سے انھیں تباہ کر دے روما نے اس لئے اپنے اصول کو بدل دیا۔ متعدد چھوٹی چھوٹی فوجوں سے کام لیا گیا کیونکہ ہینی بال بوقتِ واحد مختلف مقامات میں موجود نہ رہ سکتا تھا۔ مستحکم لشکرگاہوں اور محاصروں میں اس جنگ میں بہت کام لیا گیا اور ہینی بال کے پاس نہ اس قسم کے جنگ کا سامان تھا اور نہ سپاہی تھے۔ دونوں فریقوں کے حلیف تھے اور ایسے مقامات تھے جن کی حفاظت ضروری تھی مگر ہینی بال محافظ فوجوں کا انتظام نہ کر سکتا تھا مخالف جماعتوں کی باہمی نزاعوں کا اب روما کے طرزِ عمل پر کوئی اثر نہ تھا جیسا کہ سابق میں جب کہ کوئی فلامی نیس یا مے بیس یا وارو برسراقتدار ہوتا۔ عوام پسندوں کی جماعت کو اب اپنی ذات پر اعتماد نہ تھا اس لئے سینیٹ نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ فے بیس کا جسے گزشتہ جنگ میں (Canctator) (سہل انگار یا سست رو) کا لقب ملا تھا اس مجلس میں سب سے زیادہ اثر تھا اور میدانِ جنگ میں وہ اکثر کمان بھی کرتا تھا۔ بہادر مارسے لس اب پیش پیش ہو رہا تھا اس کے ہم قوم اسے روما کی شمشیر اور فے بیس کو روما کی سپر کہتے تھے۔ اب تک جنگ مدافعانہ

---

[1] پالی بیس (۳، ۱۱۹) اور لیوی (۲۲، ۶۱، ۱۲) کا قول ہے کہ ٹارینٹم اس زمانے میں ہینی بال سے مل گیا۔ مگر ان کے تذکروں کے حصہ ہائے مابعد سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صحیح نہیں۔ ممکن ہے کہ اس وقت کچھ گفت وشنید ہوئی ہو۔

تھی مگر اس کی ذات سے معارضانہ عنصر بھی داخل ہو گیا۔ فوجی حالات کے لحاظ سے جنگ کا رخ حملہ آور کے موافق نہ تھا۔ روما کے حلیفوں کو توڑ لینے سے بھی کوئی زیادہ نفع نہ تھا مثلاً اگر کسی شہر کے روما سے علیحدہ ہونے سے روما کا نقصان ہوتا تو۔ ضروری نہ تھا کہ ہینی بال کو اس قدر نفع ہو۔ جس طرح کہ جنوبی یونانیوں نے پرہس کو بجائے آقا کے اپنا حامی سمجھا تھا اسی طرح جنوبی اطالیوں نے ہینی بال کو اپنا نجات دہندہ خیال کیا۔ ان کی خواہش تھی کہ وہ ان کی حفاظت اسی طرح کرے جیسے کہ روما کرتا تھا اور آزادی ان میں زیادہ دے مگر آزادی کے معنی وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ اپنی ذاتی حفاظت کے لئے ان پر کوئی بار نہ پڑے اور اگر اس معاملے میں ان سے سختی کی جاتی تو وہ ہینی بال سے بھی بیزار ہو جاتے اس کے علاوہ ان کے علاقوں میں لوٹ مار نہ ہو سکتی تھی اس لئے ہینی بال کی رسد جمع کرنے والی جماعتوں کے لئے جو رقبہ تھا وہ محدود ہو گیا۔ قرطاجنہ کی طرف ان میں کوئی حقیقی میلان نہ تھا کیونکہ قرطاجنہ کا کوئی ویسا نظام شہنشاہی نہ تھا جس میں انھیں شرکت کی امید ہو سکتی۔ اور اس سے وہ نفع اٹھا سکتے اس کے علاوہ قرطاجنہ اور اطالیوں کے مفاد بھی مشترک نہ تھے اور کوئی چیز ایسی نہ تھی جو ان میں اتحاد پیدا کر سکتی۔ روما سے دونوں کو نفرت ضرور تھی مگر یہ ایک منفیانہ اثر تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ فریقین روما کو کمزور یا تباہ کرنے کے لئے ایک دوسرے سے کام لینا جاتے ہیں۔ بالمختصر ہینی بال کوئی ایسی تجویز پیش نہ کر سکتا تھا جس سے اطالیہ میں گرم جوشی پیدا ہو اس کا اور اس کے حلیفوں کا تعلق ہمیشہ فوجی تھا اور چونکہ اسے قرطاجنہ سے وقت پر اور کافی امداد نہ ملتی تھی اس لئے وہ اپنے حلیفوں کی حفاظت کا بھی انتظام نہ کر سکتا تھا۔ اسے اپنی فوج کی نوعیت کی وجہ سے بھی ایک سخت دقت تھی کیونکہ اس کے ہمراہی افریقیوں اور ہسپانیہ کی اطالیہ میں موجودگی اہل اطالیہ کو گراں ضرور گزرتی ہوگی اور اگر بہ لحاظ ضرورت ان کی موجودگی کو وہ برداشت بھی کر لیتے مگر گالیوں سے تمام اہل اطالیہ خائف تھے اور سخت نفرت کرتے تھے اہل اطالیہ کو روما سے ہمدردی اسی وجہ سے بھی کہ اس نے گالیوں سے انھیں بچایا تھا جب وہ دیکھتے ہوں گے کہ ہینی بال زبان سے تو آزادی دلانے کا دعویٰ کرتا ہے مگر اس کے پس پشت گالی ہیں تو ان کے دل میں شبہے ضرور پیدا ہوتے ہوں گے۔ اس کے علاوہ وہ خوب جانتے ہوں گے کہ قرطاجنہ کی افریقی رعایا کو کس قسم کی آزادی حاصل تھی کیونکہ لی بیا کی بغاوتوں اور اجیر سپاہیوں کی لڑائیوں کے

دردناک حالات ضرور معلوم ہوں گے۔

باب ۲۵ ہینی بال کو امداد کی ضرورت

(۳۰۷) اصل واقعہ یہ ہے کہ اپنے حلیفوں کی سرد مہری، قرطاجنہ سے کمک کے نہ آنے اور روما کے طرز عمل کے بدل جانے سے اطالیہ میں **ہینی بال** کی حالت مایوس کن ہوتی جاتی تھی۔ جنگ کی رفتار نہایت سست تھی اور اس کا تعلق زیادہ تر **کےپوا اور ٹارینٹم** سے ہے۔ ۲۰۹؁ تک میں روما نے ان دونوں شہروں پر قبضہ کرلیا اور ان کے باشندوں کو سخت سزا دی۔ فینیقی فوجوں کی حالت سقیم ہو رہی تھی اور ان کے بچاؤ کی صرف یہی صورت تھی کہ باہر سے کوئی فوج آتی اور **ہینی بال** کو مدد دیکر روما کی فوجوں کو منتشر کر دیتی ۲۱۶-۱۵؁ کے موسم سرما میں اسے معلوم ہو گیا ہو گا کہ اس کا کام ختم نہیں ہوا تھا بلکہ شروع ہو رہا تھا اور قطعی فتح حاصل کرنے کے لئے بیرونی امداد ناگزیر ہے۔ اسی لئے اس نے **فلپ شاہ مقدونیہ** سے اتحاد پیدا کیا جس سے اسے بہت کچھ امید تھی لیکن گو **فلپ** نے ۲۰۵؁ تک روما سے صلح نہ کی مگر ۲۱۶؁ ہی میں **ہینی بال** کو معلوم ہو گیا کہ مقدونیہ سے کوئی مدد نہیں مل سکتی۔ اسی لئے اس نے **سیراکیوز** کے معاملات میں سرگرمی سے مداخلت کی اور سسلی سے رومیوں کے اخراج کی تدبیر کی مگر فینیقیوں کی بدانتظامی سے ۲۱۲؁ میں **سیراکیوز** کا سقوط عمل میں آیا اور ۲۱۰؁ تک روما کو سسلی میں تفوق حاصل ہو گیا ہسپانیہ کے متعلق **قرطاجنہ** اور روما دونوں کو فکر تھی کہ اس جزیرہ نما میں غالب رہیں۔ جانبین نے اپنی فوجیں برقرار رکھیں۔ ۲۱۰؁ میں معلوم ہوتا تھا کہ فتح قرطاجنہ کی ہو گی مگر روما کا اثر بالآخر بحال ہو گیا اور اسی کو غلبہ حاصل ہوا ہینی بال کی آخری امید اور میٹارس میں اس کی تباہی کا تعلق جنگ کی آئندہ منزل سے ہے۔

کےپوا

(۳۰۸) ۲۱۱؁ کے آخری حصہ میں کئی واقعات ہوئے **ہینی بال** نے نیوپولس کی طرف پیش قدمی کی اور شہر کی فوج پر خفیف سی فتح اسے حاصل ہوئی۔ مگر وہاں کے باشندے اطاعت قبول کرنے پر آمادہ نہ تھے اور اس کی فصیلیں زبردست تھیں اس لئے اس نے **کےپوا** کا رخ کیا جہاں اسے کامیابی کی امید تھی۔ یہ شہر **کیمپینیا** کے زرخیز میدان کا صدر مقام تھا اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس شہر سے میدان جنگ میں ۳۰۰۰۰ پیدل سپاہی اور ۴۰۰۰ سوار میدان جنگ میں بھیجے جا سکتے تھے۔ ان لوگوں کی جو حالت روما کے نظام سیاسی میں تھی اس سے یہ خوش نہ تھے۔ روما کے شہری تو وہ[1] تھے مگر مجالس میں رائے دینے اور روما میں

---

[1] اس شہر کی مقامی حکومت حسب حال رہنے دی گئی تھی سینیٹ اور حکام بھی تھے جن میں

عہدوں پر فائز ہونے کے تمام حقوق نہ رکھتے تھے۔ مناکحت اور تجارت کے خانگی حقوق انھیں حاصل تھے مگر اس سے صرف دولت مند لوگ مستفید ہو سکتے تھے۔ روما کا طرزِ عمل یہ تھا کہ وہ ہر شہر میں طبقۂ امرا کی حمایت کرتا تھا۔ اسی طرح کیپوا میں دولت مند ایکوائٹ طبقے کے ساتھ خاص رعایت ہوئی تھی۔ سنہ ۳۴۹ کے تصفیے سے ان لوگوں کے لئے وظائف مقرر کر دیے گئے تھے جن کی ادائی ان زمینوں کے محاصل سے ہوتی تھی جو کیپوا کے قبضے میں رہ گئی تھیں۔ اس لئے امرا کو شادی بیاہ، مشترک قومی ملازمت اور تجارت کے تعلقات سے روما سے خاص لگاؤ تھا۔ اس وقت بھی کیمپے نیا کے ۳۰۰ منتخب ایکوائٹ سسلی کی محافظ فوجوں میں شامل تھے جس سے غالباً مقصود یہ تھا کہ اہل کیمپے نیا وفاداری پر قائم رہیں۔ کیپوا میں ایک امیر نے سازش کر کے بہت قوت پکڑ لی تھی اس نے سینٹ کو عوام کے غصے سے بچا لیا مگر اس کا مطیع کر دیا۔ عوام شہر روما سے ناراض تھے اور جب کینّے میں روما کو شکست ہوئی تو انھوں نے یہ خیال کیا کہ اب وہ روما کا جوا اپنے سر سے اُتار سکتے ہیں۔ کچھ پس و پیش کے بعد اس شہر نے ہینی بال سے اتحاد پیدا کر لیا اور سینٹ کے رکن بھی اس بغاوت میں شامل تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کیپوا کے بعض لوگ اس خیال خام میں تھے کہ جب فنیقی فوج اطالیہ سے چلی جائے گی تو کیپوا اطالیہ کی صدارت میں روما کا جانشین ہو جائے گا۔ لیکن اگر ان کی ہمت اس قدر بلند تھی تو جو شرطیں انھوں نے ہینی بال سے کیں اس کی منافی تھیں۔ اُنھوں نے ہینی بال سے ۳۰۰ منتخب رومی قیدیوں کو لے لیا تا کہ ان کو روما کے سپرد کر کے اپنے ۳۰۰ آدمیوں کو جو سسلی میں تھے رہا کرا دیں اُنھوں نے یہ بھی اصرار کیا کہ ان کی حکومت اور قوانین برقرار رہیں گے۔ یہ دونوں دعوے دور اندیشی اور وقار پر مبنی تھے۔ لیکن اس کے علاوہ اُنھوں نے مطالبہ[1] کیا کہ کوئی کیمپانی کسی فنیقی افسر کے تحت میں نہ ہو اور جبری فوجی ملازمت اور رقوم کی ادائی سے مستثنیٰ کیے جانے کی خواہش بھی ظاہر کی مگر اپنی آزادی پر اس قدر اصرار کر کے اُنھوں نے ہینی بال کو مشکلوں میں ڈال دیا کیونکہ شرائط مذکورۂ بالا پر اس کا ساتھ دینا بجائے تقویت کے پریشانی کا باعث تھا۔

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ۔ سربرآوردہ میڈکس تھا۔

[1] لیوی ۲۳، ۷/۱/۲۔ ڈی ہیسن بورن۔

باب ۲۵ ایک اور حماقت ان سے یہ سرزد ہوئی کہ آزادی کے نشہ میں اُنھوں نے جتنے آدمی مل سکے سب کو گرفتار کر لیا اور ایک حمام میں ان کے گلے گھونٹ دیئے۔ لیکن شہر میں ایک قلیل جماعت ایسی بھی تھی جو روما سے بغاوت کرنا غلطی پر محمول کرتی تھی۔ ایک باوقت شہری ڈیسے کیس میگیس نے علانیہ اس طرزِ عمل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی تھی اور ہینی بال کے احکام کی تعمیل سے انکار کر دیا تھا۔ ہینی بال اس شخص کا آزاد رہنا پسند نہ کر سکتا تھا ورنہ وہ دوسروں کو بھی مخالفت پر آمادہ کر لیتا اور اہل کیمپےنیا کی تلون مزاجی مشہور تھی۔ اس لئے اس نے مقامی سینٹ سے میگیس[1] کے حوالہ کر دینے کا مطالبہ کیا جس سے وہ انکار نہ کر سکتے تھے۔ کپوا کی نام نہاد آزادی اس سے خوب ثابت ہوتی ہے۔ ہینی بال حالات زمانہ سے مجبور ہو کے وہاں کا حاکم جابر بن گیا تھا۔ اس نے میگیس کو گرفتار کر کے ساحل روانہ کر دیا اور وہاں سے وہ قرطاجنہ بھیجدیا گیا۔ مگر موسم کی خرابی سے جہاز سائرین پہنچ گیا جو اس زمانے میں مصر کے قبضے میں تھا۔ میگیس امان کا طالب ہوا اور سکندریہ بھیجدیا گیا جہاں اس نے بطلیموس وقت سے جان بخشی چاہی۔ فرماں روایانِ مصر عرصہ سے قرطاجنہ سے برسرِ پرخاش تھے اور روما سے ان کے تعلقات دوستانہ تھے۔ میگیس آزاد کر دیا گیا مگر حالات زمانہ کے لحاظ سے بجائے روما یا کپوا جانے کے اس نے مصر میں قیام کرنا بہتر خیال کیا۔

قرطاجنہ

(۳۰۹) اس اثناء میں میگو قرطاجنہ پہنچا اور وہاں کی سینیٹ کو اطالیہ میں اپنے بھائی کی شاندار کامیابیوں اور فتوحات، اہلِ روما کے کثیر نقصانات اور اطالیہ کے بیشتر اضلاع کی حمایت پر آمادگی کی اطلاع دی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کینے کی فتح کی اہمیت اپنے ہم وطنوں پر ثابت کرنے کے لئے اس نے کئی صندوق اس مجلس میں کھولکر خالی کر دیئے جو طلائی انگشتریوں سے بھرے ہوئے تھے۔ اس نے بیان کیا کہ یہ معمولی اشخاص کی انگوٹھیاں نہ تھیں بلکہ اعلیٰ درجے کے ایکوائٹ طبقہ کے لوگوں کی جو میدان جنگ میں کام آئے تھے۔ ممکن ہے کہ یہ قصہ صحیح ہو مگر قرطاجنہ کی سینیٹ کے دوسرے واقعات کی طرح اس کے لئے بھی کوئی قابلِ اعتماد شہادت نہیں ہے۔ میگو کی سفارت کا اصل مقصد یہ تھا کہ قرطاجنہ کی حکومت کو ہینی بال کی

---

[1] لیوی ۱۲/ ۱۰/ ۴۷

باب ۵

فوج کے لئے روپیہ ذخائر اور جدید سپاہی بھیجنے پر آمادہ کرے کیونکہ بغیر تازہ دم فوج کے ہینی بال جنگ کو حسب خواہش ختم نہ کر سکتا تھا اور گزشتہ فتوحات پر تکیہ کر کے ان کو دراصل ضائع کر دینا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہینو نے حسب عادت جنگ کی مخالفت کی اور کہا کہ اگر دراصل یہ فتوحات حاصل ہوئی ہیں تو ان کی بنا پر مفید شرائط پر صلح کرنے میں عجلت کرنی چاہیئے۔ اس قسم کے واقعات پر خواہ فرضی ہوں یا واقعی لیوی نے بہت کچھ خامہ فرسائی کی ہے لیکن خاندان بارکاس کے ہواخواہوں کی تعداد زیادہ تھی اس لئے رسد اور روپیہ بھیجنے کی رائے منظور ہو گئی اور یہ بھی طے ہوا کہ ہینی بال کی امداد کے لئے افواج کثیر[1] بھیجی جائیں۔ ان ضروریات کے لئے افریقیہ اور ہسپانیہ میں فوجوں کی بھرتی کا انتظام کیا گیا مگر ہینی بال کو معلوم ہو گیا کہ کمک بھیجنے کا تہیّہ کرنا اور اس پر عمل کرنا دو مختلف چیزیں ہیں۔

کیم پے نیا کی جنگ

(۳۱۰) روما کی ہمت اب پھر بڑھ رہی تھی فےبیس پکٹور ڈیلفی سے واپس آ گیا تھا اور وہاں کے پجاریوں نے جن مذہبی رسوم کے عمل میں لانے کا مشورہ دیا تھا سب نہایت احتیاط سے انجام دی گئیں جس سے دیوتاؤں کی خفگی دور ہو گئی۔ ڈکٹیٹر جونیس کیم پے نیا کی طرف ۲۵۰۰۰ کی فوج لیکر روانہ ہوا۔ کیم پے نیا کی اس جنگ کی روایتیں بہ لحاظ تسلسل واقعات و مواقع جنگ حد درجہ مشتبہ ہیں اور واقعات کو متعدد مرتبہ دُہرایا گیا ہے جس سے ان کا صحیح خاکہ قائم کرنا دشوار ہے۔ مثلاً بیان کیا گیا ہے کہ ہینی بال نے کئی مرتبہ نیاپولس پر حملہ کیا اور ناکام رہا اور نولا سے بھی کئی مرتبہ بے نیل مرام واپس ہونا پڑا۔ ممکن ہے کہ ایک ہی واقعہ کئی مرتبہ دہرایا گیا ہو معلوم ہوتا ہے کہ نولا میں عوام بغاوت پر آمادہ تھے مگر مارکےلس عین وقت پر پہنچ گیا جس کی مدد سے امرا کی جماعت نے اس شہر کو روما کی وفاداری پر قائم رکھا۔ مارکےلس کو نولا کی فصیلوں کے پاس فتح ہوئی یا نہیں، یہ امر مشکوک ہے مگر ہینی بال کو واپس فرار ہونا پڑا اس نے نوکیریا اور اکیرے پر قبضہ کر لیا مگر جب تک کہ نولا پر روما کا قبضہ تھا اس سے کچھ نفع نہ تھا مخصوصاً اس لئے بھی کہ ان دونوں مقامات کے باشندے یعنی روما کے طرفدار دوسرے شہروں میں پہنچ گئے جو روما سے برگشتہ ہوئے تھے بعض روایتوں میں بیان کیا گیا ہے کہ بہت سے لوگ ہینی بال کی بدعہدی سے تہ تیغ کر دیئے گئے۔ آجکل رجحان یہ ہے کہ اس قسم کے الزامات کو جو ہینی بال پر عائد کئے گئے ہیں غلط خیال کیا جائے مگر قرطاجنہ کے وحشیانہ طریقہ جنگ کا لحاظ رکھ کر بہتر یہی ہے کہ کوئی رائے ظاہر نہ کی جائے اس نے ہمت کر کے کاسی لی نم پر حملہ کر دیا جس کی زد میں کیپوا تھا اور ولٹرنس کا راستہ بھی۔ روما نے اس اہم فوجی ناکے کی حفاظت کا کوئی انتظام

---

[1] لیوی ۲۳، ۱۳ کی عبارت میں تعداد کا صحیح اندراج نہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ ۴۰ ہاتھی بھی انہیں شامل تھے۔

باب ۲۵ نہ کیا تھا کیونکہ اس کی تمام ہمت گینے میں ختم ہو گئی تھی ۔ اس شہر میں دو کوہرٹ تھے ایک پرے نیس ٹے کے ۵۷۰ لاطینیوں کا اور دوسرا پے روسیا کے ۴۶۰ حلیفوں کا ان کے ساتھ چند شہری اور روما بھی تھے اس بہادر فوج نے پہلے حملے کو پسپا کر دیا اس کے بعد انھوں نے خود حملہ کر دیا مگر ہنی بال نے ہاتھیوں کی مدد سے انھیں پسپا کر دیا اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو قرطاجنہ سے اسے کمک پہنچ گئی تھی مگر اس محاصرے کی صورت رفتہ رفتہ ناکہ بندی کی ہو گئی اور محصورین نے موسم سرما میں کمی رسد کی وجہ سے سخت تکلیف اُٹھا کر ہتھیار ڈال دیے اور سنہ ۲۱۵ کے اوائل میں ایک مقررہ فدیہ ادا کر کے اپنے گھروں کو واپس گئے لیوی[1] کا بیان ہے کہ سینیٹ نے پری نیس ٹے کے ان شہریوں کو تین انعام دیے یعنی ایک سال کی دگنی تنخواہ، پانچ سال کے لیے فوجی ملازمت سے استثنا اور شہریت روما مگر شہریت کو قبول کرنے سے اُنھوں نے انکار کر دیا اس واقعے کی اہمیت کو پیش نظر رکھنا چاہیے یہ لوگ اپنے ایک پرانے لاطینی

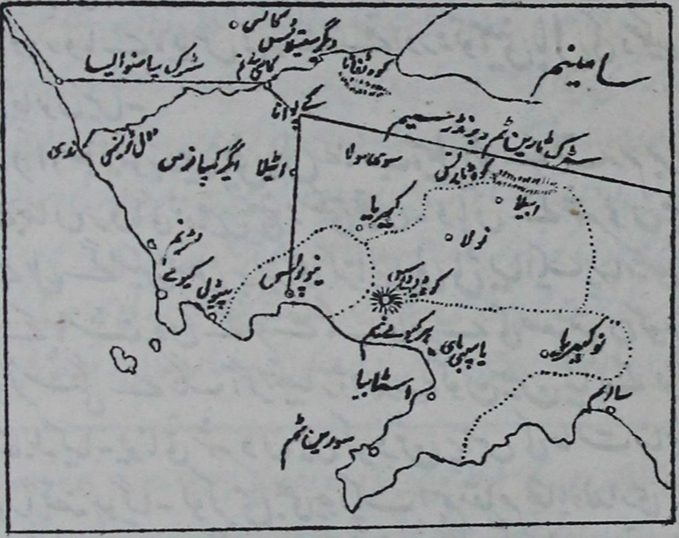
وکالس
دگرستیولس
کالی ٹنی
شرک بیا سنوالیس
کوہ ٹفاٹا
سامنیم
کے پوانا
سڑک لاطین ٹم دبرنڈزیسیم
کوہ تابرنس
سوئے سولا
ال ٹرنس
اگر کیپا نس
اٹیلا
لنٹرنی
ابیلا
کیپریا
نولا
وترنم
کیوے
پیٹیول
نیاپلس
کوہ وسوویس
ہرکولے نیم
پامپیائی
نوکیریا
استابیا
سالرنم
سورین ٹم

(کیم پے نیا کا نقشہ دوسری جنگ فینقی میں ۔ صرف بڑی سڑکیں اور پہاڑ وغیرہ دکھائے گئے ہیں بلیوخ کی متابعت کر کے ۔ روما کے تینوں حلیفوں کا علاقہ نقطہ دار خطوں سے دکھایا گیا ہے ۔ (۱) نیاپولس (۲) نولا و ابیلا (۳) چار شہروں کی مشارکت جس کا صدر نولا تھا ۔)

---

[1] لیوی ۲۳، ۲۰، ۱، ۲ ۔

باب ۲۵

شہر کے شہری تھے جو لاطینی اتحاد کا رکن تھا۔ روما کے لیے جان دینے کے لئے تیار تھے مگر اپنا لاطینی حق شہریت برقرار رکھنا چاہتے تھے۔ ان میں سے نصف کاسی لی نم میں کام آچکے تھے۔ ان لوگوں کی حالت روما کے حلیفوں میں بہترین تھی۔ اگر یہ لوگ روما سے اپنے موجودہ تعلقات پر خوش تھے تو کم درجے کے حلیفوں کو شکایت کا کوئی موقع نہ تھا اور پھر انھیں یہ بھی موقع تھا کہ وفادارانہ خدمات سے ان کی حالت بہتر ہو جاتی۔ اگر وہ تنہا ہوتے تو اپنی آزادی کو ہرگز برقرار نہ رکھ سکتے تھے اور ہینی بال کی موجودگی کی وجہ سے وہ اس بدیہی امر کو کبھی فراموش نہ کر سکتے تھے۔ روما کے زبردست نظام کے تحت میں ان کی قوت قائم رہ سکتی تھی اور کوئی دوسرا نظام ایسا نہ تھا جو استوار بھی ہو اور جس میں ماتحت شہروں کی ہستی بھی بغیر مداخلت قائم رہے باوجود کینی اور ٹراسی مین کی شکستوں کے وہ روما سے مایوس نہ ہوئے تھے اور نہ تو ہینی بال کی دھمکیوں میں آئے اور نہ اس کی جالوں میں۔

جنوب کے حالات

(۳۱۱) جنوب میں ہینی بال کے نائب ہیمل کو کے قدم بروٹیم میں جم گئے تھے جہاں روما کی فوجیں پہنچ نہ سکتی تھیں۔ وہاں کے شہروں میں سے اکثر اس سے مل گئے لیکن بعض پر جبر بھی کرنا پڑا۔ پی ٹی لیا ایک پہاڑی پر واقع ہے۔ یہاں کے باشندوں نے عرصے تک محاصرے کی صعوبتوں کو برداشت کیا مگر بالآخر گرسنگی سے تنگ آکر ہتھیار ڈال دیے کون سین ٹیا کے لوگوں نے بھی کچھ مقابلہ کیا۔ یونانی شہروں میں کروٹن پر جس کی حالت نہایت ابتر ہو گئی تھی فوراً قبضہ ہو گیا۔ لوکری بھی جو ایک اہم مقام تھا یا تو غداری سے یا عہدہ داروں کی غفلت سے قرطاجنہ کے قبضے میں آگیا مگر انھوں نے اطاعت اچھی شرطوں پر قبول کی یعنی قرطاجنہ کے آزاد حلیف مان لئے گئے اور روما کی محافظ فوج کو بھی انھوں نے بچ نکلنے میں مدد دی۔ ریجیم پر بھی حملہ ہوا مگر کامیابی نہ ہوئی کیونکہ یہ ایک مستحکم مقام تھا تھوری ای کا کوئی ذکر نہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ ٹارین ٹم کی طرح یہاں بھی روما کی محافظ فوج تھی اور عہد و پیمان پر قائم رہنے کے لئے یہاں سے بھی کفیل لئے گئے تھے۔

باب ۲۵

مگر باوجود ان مقامات کے ہاتھ سے نکل جانے[1] کے تمام اہم بحری مقامات اب تک روما کے قبضے میں تھے کیونکہ نہ تو کروٹن نہ لوکری اعلیٰ درجے کے بندرگاہ تھے۔ اس اثنا میں ہینی بال کی فوج کا بیشتر حصہ موسم سرما بسر کرنے کے لئے کیپوا میں ٹھہر گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس بدکردار شہر کی عیاشیوں میں پڑ کر اس کے سپاہیوں کے دم خم جاتے رہے۔ اس پر زمانۂ بعد کے فصحا نے بہت کچھ خامہ فرسائی کی ہے۔ لیکن موجودہ روایتوں میں یہ الزام ہینی بال کی تمام فوج پر لگایا گیا ہے اور اس امر کو نظر انداز کر دیا گیا ہے کہ اس کے بعض اجزا بروٹیم اور کانوسیم میں موجود تھے یہ قصہ قابل[2] وثوق نہیں ہے گو ممکن ہے کہ صحت کا کچھ شائبہ اس میں ہو یہ محض غلط ہے کہ اس کے سپاہی عیاشیوں کی وجہ سے کیپوا کے قیام کے بعد جوہر مردانگی نہ دکھا سکے۔ درحقیقت اسے مزید سپاہی اور رسد اور روپیہ کی ضرورت تھی۔

سینیٹ اور لاطینی

(۳۱۲) روما کی حکومت جنگ کی مالی مشکلوں کی وجہ سے سخت شش و پنج میں تھی۔ سارڈی نیا اور سسلی کے پروپریٹروں نے روپیہ اور غلہ طلب کیا تاکہ اپنی فوجوں اور بیڑوں کو درست رکھ سکیں مگر سینیٹ نے حکم دیا کہ روپیہ کے لیے خود کچھ تدبیر کریں۔ سسلی میں تو اس آڑے وقت میں پیرانہ سال ہیرو نے کچھ مدد کی۔ سارڈی نیا میں روما نے اپنے حلیفوں کو مجبور کیا کہ "بطیب خاطر" رقوم بطور امداد دیں۔ خود روما کے ساہوکارے میں روپیہ کی قلت تھی اور اس کے دفعیہ کے لیئے چند غیر معمولی[3] تدابیر کی گئیں، غالباً جائدادوں کی کفالت پر جن کا اس وقت کوئی پرسان حال نہ تھا نقد رقمیں بطور قرض

---

[1] ان یونانی شہروں کے سقوط کو لیوی نے دو مرتبہ (۲۳، ۳۰) ۲۴، ۱ ـ ۳) میں بیان کیا ہے اور واقعات کی تفصیل میں کچھ فرق ہے۔ روایت مابعد میں صرف دو امر قابل ذکر ہیں یعنی پروٹی کو شہروں کے لوٹنے سے منع کر دیا گیا جس سے وہ سخت برافروختہ ہوئے اور ثانیاً کروٹن کے باقی ماندہ یونانی لوکری کو منتقل کر دیئے گئے

[2] پالی بیس کے باقی ماندہ اجزا میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ اس نے (۱۱، ۱۹) بیان کیا ہے کہ اس جنگ میں شروع سے آخر تک ہینی بال نے اپنی فوج کو میدان جنگ میں رکھا۔

[3] لیوی ۲۳، ۲۱، ۶۔

دی گئیں پجاریوں کی جماعت میں جو جائدادیں خالی تھیں پُر کر دی گئیں اور سینیٹ کی خالی جائدادوں کے پُر کرنے کے مسئلہ پر بھی غور ہوا اس کے مباحثے کے ضمن میں ایک عجیب و غریب تجویز پیش ہوئی جو روما کی تاریخ میں یادگار رہے گی۔ اس وقت سینیٹ کے رکنوں کی تعداد معمولی تعداد (۳۰۰) سے بہت کم تھی ایسے شہریوں کی تعداد جو بہ لحاظ اپنی خدمات کے اس مجلس میں شریک ہو سکتے تھے، خالی شدہ جائدادوں کی تعداد سے بہت کم تھی۔ اس لئے انتخاب اگر ہوتا تو زیادہ تر بلا کسی قید کے ہوتا مگر شہریوں میں فی الوقت ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم تھی جو اس مجلس اعلیٰ کی رکنیت کی اہلیت رکھتے ہوں۔ تحریک[1] زیر بحث یہ تھی کہ روما کی سینیٹ لاطینی شہروں[2] میں سے ہر ایک کی سینیٹ سے دو رکنوں کو منتخب کرے اور انھیں روما کا شہری بنا کر فوراً روما کی سینیٹ کا رکن کر دے۔ ہم لوگوں کی نگاہ میں تو یہ تجویز دور اندیشی اور روشن خیالی پر مبنی تھی کیونکہ اس سے "لاطینی حقوق" رکھنے والی بستیوں کی ہمت افزائی ہوتی اور دوسرے حلیفوں پر انھیں ایک مزید فوقیت حاصل ہو جاتی، اس سے سینیٹ کی حیثیت نیابتی ہو جاتی جیسا کہ زمانۂ حال کی مجالس میں۔ اس تحریک کا پیش کرنے والا ایک سابق کانسل اسپیئورلیس کاروی لیس تھا اس شخص کا تعلق قدیم حکمراں خاندانوں سے[3] نہ تھا بلکہ سیاسی معاملات میں فلامی نیس کا حلیف تھا اور اس کے ترقی مدارج کا باعث عوام پسند جماعت تھی۔ پیرانہ سال فے بیس نے اسے خاموش کر دیا اور تمام سینیٹ بھی اسی کے ہم خیال تھی۔ یہ تجویز حالات حاضرہ کے لحاظ سے موزوں نہ تھی کیونکہ ایسی حالت میں اگر کوئی رعایت کی جائے تو وہ کمزوری پر محمول کی جاتی ہے۔ روما کے حلفا کی وفاداری متزلزل ہو رہی تھی اور اگر کوئی غیر معمولی رعایت اس وقت کی جاتی تو ان کی ہمت بڑھ جاتی اور وہ مزید مطالبات پیش کرتے اس لئے بالاتفاق یہ طے ہوا کہ یہ معاملہ رفت و گزشت کر دیا جائے اور تحریک صیغۂ راز میں

---

[1] لیوی ۲۳، ۲۲

[2] ۳۰ لاطینی شہر (بری نیس ٹی ٹائی بور، لاروِ لادی نیم) تھے، تین ہرنیکی شہر اور ۳۰ لاطینی نو آبادیاں تھیں گویا کل ۶۳ تھے جن سے ۱۲۶ رکن مہیا ہو سکتے تھے۔

[3] سسرو (De senect) ۲ ولیمیں ۲، ۱۲۸ ۔

باب ۳

رکھی جائے۔ یہ تنگ خیالی اور ضد روما کے استقلال کا تاریک پہلو ہے جس کی بدولت یہ قوم متعدد مصائب سے صحیح و سلامت بچ گئی ہے۔ اس کے لئے اسے موردالزام قرار دینا یا اسکی تعریف کرنا محض فضول ہے۔

۲۱۵ ق م کی جنگ کی تیاریاں

(۳۱۳) سینیٹ کی خالی شدہ جائدادوں کو پر کرنا نہایت ضروری تھا اور اب موقع نہ تھا کہ دو سنسروں کا تقرر ہو کیونکہ دونوں میں اختلاف رائے کا اندیشہ تھا۔ اس لئے یہ طے ہوا کہ اس خاص غرض کے لئے ان اشخاص میں سے جنھوں نے زمانہ گذشتہ میں سنسری کی خدمات انجام دی تھیں سب سے زیادہ سن رسیدہ شخص کو ڈکٹیٹر مقرر کیا جائے کانسل وارو جو اپنی فوج کے ساتھ اے پولیا میں تھا افتاں و خیزاں روما آیا اور منتخب شدہ شخص (مارکس فے بیس بوٹیو) کو نامزد ہو کر فوراً واپس ہو گیا۔ اس طور سے وقت واحد میں دو ڈکٹیٹر ہو گئے اور دونوں وارو کے نامزد کئے ہوئے تھے۔ ان میں سے جونیس با اقتدار ڈکٹیٹر تھا اور اپنے میر اسپ کے ساتھ کیمپے نیا میں تھا۔ اس قسم کے ڈکٹیٹروں میں وہ آخری تھا۔ فے بیس بوٹیو صرف سینیٹ کی خالی جائدادوں کے پر کرنے کے لئے مقرر ہوا تھا اور اس کے تحت میں کوئی میر اسپ نہ تھا۔ اب وہ زمانہ قریب تھا جب کہ یہ خدمت متروک ہونے والی تھی۔ نئے ڈکٹیٹر کو سخت شکایت تھی کہ ایک فرد واحد کو سینیٹ کے ارکین کے تقرر پر مقتدر کرنا نہایت بری نظیر ہے مگر اس نے اپنا کام جاری رکھا اور ان لوگوں کو فہرست میں شریک رکھا جن کے ناموں کا اندراج سنہ ۲۲۰ ق م کے سنسروں نے کیا تھا۔ اس کے بعد اس نے ان لوگوں کو شریک کیا جو رکن نہ تھے مگر جو گزشتہ مردم شماری میں کسی سرکاری خدمت پر فائز تھے مگر ان کی تعداد زیادہ نہ تھی۔ دوسرے اشخاص کا انتخاب محض فوجی خدمات کی بنا پر ہوا۔ جدید رکنوں کی مجموعی تعداد ۱۷۷ تھی۔ یہ کام فوراً شروع کر دیا گیا موسم سرما شروع ہو گیا تھا اس لئے کیم پے نیا میں جو جنرل تھے روما بلا لئے گئے تا کہ ان سے آئندہ معرکہ آرائی کے متعلق مشورہ کیا جائے سالانہ انتخابات ڈکٹیٹر جونیس کی نگرانی میں عمل میں آئے اور لیوکیس پوسٹومیس جو اپنی فوج کے ساتھ شمال میں تھا اور ٹائی بے رئیس سیمپرونیس گریکس (جونیس کا میر اسپ) منتخب ہوئے ڈکٹیٹر نے گریکس کو روما میں رہنے دیا تا کہ وہ سال آئندہ کی تیاریوں کی نگرانی کر سکے اور خود کیم پے نیا چلا گیا۔ معاملات کی یکسوئی رفتہ ہونے لگی تھی

باب ۲۵

کہ یکایک[۱] خبر آئی کہ پوسیٹی میس اور اس کی تمام فوج کو گالیوں نے ایک کمین گاہ میں ٹھیر کر تباہ کر دیا جس سے شہر میں کہرام مچ گیا اور اندیشہ ہو گیا کہ موجودہ مصائب کا کبھی خاتمہ نہ ہوگا لیکن سینیٹ کے ہوش وحواس جلد برقرار ہو گئے۔ گالیوں سے نپٹنا تو چنداں مشکل نہ تھا مگر اب سوال یہ تھا کہ ہینی بال کے مقابلے کے لیے فوجیں کیسے تیار کی جائیں۔ متعدد فوجی انتظامات پیش ہوئے جو بعد ترمیم و تنسیخ مکمل کر لئے گئے۔ سسلی کی جنگ کے لئے ایک درجۂ دوم کی فوج بنائی گئی جو جنگ کینے کے فرار شدہ سپاہیوں اور جونیس کی فوج کے کمزور افراد پر مشتمل تھی وارو حسب سابق اسے پولیا میں بطور پروکانسل سپہ سالاری کے خدمات انجام دیتا رہا۔

ہسپانیہ

(۲۱۴) مگر ہسپانیہ سے ہمت افزا خبریں آرہی تھیں۔ ہاس دروبال کو قرطاجنہ سے کچھ امداد پہنچ گئی تھی جس سے اس کو جرأت ہوئی کہ خشکی اور تری دونوں راستوں سے پیش قدمی کرے۔ مگر اس لئے جہازوں کے کپتان[۲] ناراض تھے۔ ان میں سے اکثر نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور دیسیوں کو قرطاجنہ کے خلاف بغاوت پر آمادہ کر دیا جس سے روما کو نفع ہوا۔ بغاوت کے فرو کرنے میں اولاً ایسی ناکامی ہوئی لیکن اس کامیابی سے دیسی بے پروا ہو گئے اس لئے اس نے پھر کوشش کی اور انھیں شکست دے کر ان کے ہزارہا آدمی قتل کر دیئے۔ لیکن اسی اثناء میں اسے قرطاجنہ سے حکم ملا کہ اپنی فوج کو لیکر اپنے بھائی کی امداد کے لئے اطالیہ چلا جائے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس حکم کی اطلاع ہسپانیوں کو ہو گئی اور فنیقی فوج کی واپسی کی وجہ سے دیسیوں کا رجحان روما کی طرف ہو گیا۔ ہینی بال نے ان امور کی اطلاع اپنی حکومت کو کی اور انھیں بتایا کہ ہسپانیہ میں روما کی قوت کا اندازہ کرنے میں انھوں نے غلطی کی ہے اس کی خود حالت یہ تھی کہ وہ برادران سی پیو کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ اور اس کے پاس فوج بھی اس قدر نہ تھی کہ وہ اپنے قبضے کو قائم رکھنے کے لئے اس کا کوئی حصہ ہسپانیہ میں چھوڑ سکتا۔ اگر وہ چلا جاتا تو اس کے جانشین کے لئے اس ملک پر قرطاجنہ کا

---

[۱] لیوی ۲۳، ۲۴۔ دی سین بورن۔ پالی بیس (۳، ۱۱۸) اس واقعے کو اوائل سال میں بیان کرتا ہے۔

[۲] لیوی ۲۳، ۲۶، ۴۔

قبضہ برقرار رکھنا سخت دشوار ہوتا اگر اس کے زیر کمان ایک زبردست فوج بھی ہوتی۔ لیکن قرطاجنہ کے حکام نے ان عذرات کی مطلق شنوائی نہ کی اور اپنے سابقہ حکام کو قائم رکھا۔ البتہ اُنھوں نے ایک دوسرا جنرل ایک زبردست بری اور بحری فوج کے ساتھ بھیجا۔ مگر ہسپانیہ کی حالت ایسی ہو گئی تھی کہ اس جنرل کو ہاس دروبال سے نامہ و پیام کرنا بھی مشکل ہوا۔ لیکن بارکاس کا بہادر مطلق ہراساں نہ ہوا اور احکام کی تعمیل پر بسر و چشم آمادہ ہو گیا۔ روانگی سے قبل اسے روپیہ جبراً وصول کرنا پڑا کیونکہ اس کے بھائی نے روپیہ دیکر گالیوں کی سرزمین کو بلا خرخشہ طے کیا تھا اور گالیوں کو اپنی فوج میں بھرتی کیا تھا۔ ہاس دروبال کو بھی مجبوراً یہی کرنا پڑا۔ لیکن فنیقی صوبے کے ہسپانیوں سے جبراً وصول کرنا اس کے حق میں سخت مضر ہوا کیونکہ اس کی اس حرکت سے بے چینی اور بڑھ گئی۔ اس کے بعد اس نے شمال کی طرف کوچ کیا اور برادران ہی پیو نے اسے لڑنے پر مجبور کیا۔ اس کے ہسپانی سپاہی بھاگ کھڑے ہوئے اور باقی یا تو مارے گئے یا منتشر ہو گئے۔ جو قبائل متزلزل تھے اب علانیہ روما کے ساتھ ہو گئے۔ قرطاجنہ کے لئے اب ہسپانیہ میں اپنے باقی ماندہ مقبوضات کو قائم رکھنا دشوار تھا، اطالیہ پر کوہ آلپ کی طرف سے حملہ کرنے کا اندیشہ مطلق باقی نہ تھا جس سے روما کو اندیشہ رہا کرتا تھا۔

مذہبی معاملات

(۲۱۵) مارچ میں کانسلی سال (۲۱۵ ق م) کے شروع ہونے کے قبل بعض مذہبی رسوم ادا ہوئے اور بعض اس کے بعد۔ واضح رہے کہ روما میں دیوتاؤں کی پرستش خاص دنیاوی اغراض سے ہوتی تھی اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اگر مذہبی رسوم (پوجا، قربانیاں وغیرہ) ٹھیک طور پر انجام دی جائیں تو اس سے خاطر خواہ نتائج مترتب ہوں گے اور دیوتا ہر طرح کی مدد دیں گے اس پر آشوب زمانہ میں اس لئے ضروری تھا کہ دیوتاؤں کے حقوق کی پوری نگہداشت کی جائے۔ اس سال میں بھی متعدد فوق الفطرت واقعات ظہور میں آئے۔ عجیب الخلقت بچوں کی پیدائش، سمندر اور آسمان میں غیر معمولی نشانات وغیرہ بدشگونی پر محمول کئے جاتے تھے۔ جن کے دفعیہ کے لئے خاص رسوم کے انجام دینے کی ضرورت تھی۔ جنگی تیاریوں کے دوش بدوش ان مذہبی رسوم کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ آیندہ معرکہ آرائی کے لئے فوجی تدابیر پر غور ہو رہا تھا مگر میدانِ جنگ کی فوجوں کی تنخواہوں کے لئے روپے کی سخت ضرورت تھی۔ اس لئے سینیٹ نے مجبور ہو کر سال آیندہ کے لئے محصول جنگ (Tributum) کو دو چند کر دیا کیونکہ اکثر ذرائع آمدنی جنگ کے سبب سے یا تو بالکل بند ہو گئے تھے یا کم ہو گئے تھے

باب ۳

اور خزانہ بالکل خالی تھا مگر یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہوئی۔

اسی اثناء میں ایک دلچسپ مسئلہ[1] زیر بحث آگیا۔ کیم پے نیا کے ۳۰۰ اکوائٹس سسلی میں اپنی فوجی خدمت کی مدت پوری کر کے روما واپس آئے۔ یہ لوگ وفادار تھے اور روما کے شہری تھے گو تمام حقوق نہ رکھتے تھے مگر کے پوا کی بغاوت سے ان کا حق شہریت کالعدم ہو گیا تھا۔ روما کی حکومت نے حسب عادت ایک مفروضے پر عمل کر کے اس وقت کو حل کر دیا۔ کیومے جس کی سیاسی حیثیت وہی تھی جو کے پوا کی تھی اب تک وفاداری پر قائم تھا۔ اس لئے یہ تجویز ہوئی کہ ان ۳۰۰ اشخاص کو کے پوا کی بغاوت سے ایک روز قبل کی تاریخ سے کیومے[2] کا شہری قرار دیا جائے جس سے وہ پھر نیم شہری ہو جائیں گے اور اس کے بعد حق شہریت روما انھیں عطا کیا جائے۔ مجلس قبائل نے اس تجویز کو دانشمندی سے منظور کر لیا۔ اس کے بعد پوسٹومیس کے بجائے ایک کانسل کے انتخاب کی ضرورت ہوئی۔ سنتوریوں نے مارسے لس کو منتخب کیا جو اس سے قبل پریٹر تھا اور اس وقت بہ حیثیت پروکانسل ایک با اقتدار حاکم تھا۔ مگر کسی بدشگونی کی وجہ سے اسے مستعفی ہونا پڑا اور بجائے اس کے پیرانہ سال فے بیس منتخب ہوا۔ ایک خاص انتظام کے مطابق سینیٹ کے اجلاس دروازۂ کاپے نا کے قریب ہونے لگے جہاں سے جنوبی سڑکیں شروع ہوتی تھیں اس میں یہ مصلحت تھی کہ میدان جنگ سے جو خبریں آئیں فوراً سینیٹ میں پہنچ جائیں اور وقت ضائع نہ ہو۔ حکام عدالتی کے اجلاس بھی اس زمانے میں اسی نواح میں ہوتے تھے جو چند روز کے لئے شہر کا مرکز ہو گیا۔

روما کی زبردست کوششیں

(۲۱۶) سنہ ۲۱۵ میں روما کی فوجوں کی تقسیم پر نظر غائر ڈالنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کے ذرائع کس قدر محدود ہو گئے تھے فوج کی اصلی تعداد کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ دونوں کانسل فے بیس اور سیم پرونیس گراکس کیم پے نیا میں تھے۔ فے بیس جونیس کی سابقہ فوج کے ساتھ ٹیانم میں تھا اور سیم پرونیس ۲۵۰۰۰ حلیفوں اور ۸۰۰۰ رضاکار غلاموں کے ساتھ سی نوایسا میں تھا، پروکانسل مارسے لس کے پوا کے دوسری جانب

---

[1] لیوی ۲۳، ۳۱، ۱۰، ۱۱۔

[2] Municipes Cumani (بلدیہ کیومے کے شہری۔

باب ۲۵

سوئی سولا میں تھا۔ اس کے زیر کمان دو شہری لیجن تھے جو روما کی حفاظت کے لیے مخصوص تھے۔ یہ فوجیں حسب ضرورت نقل و حرکت کرتی تھیں مگر دور نہ جاسکتی تھیں ان کا فرض صرف یہ تھا کہ کیم پے نیا میں موقع کی تاک میں رہیں اور بغاوت پھیلنے نہ دیں۔ پرو کانسل وارو کو کیلیم کی طرف بڑھنے کا حکم دیا گیا اور ہدایت کی گئی کہ جدید سپاہی بھرتی کرکے اس ضلع کی حفاظت کا انتظام کرے۔ اپولیا میں بجائے اس کے پریٹر والیرس لائی وی نس[1] بھیجا گیا جو اپنے عدالتی فرائض کو خیرباد کہکے میدان جنگ میں آگیا تھا۔ اس کے تحت میں دو لیجن تھے جو سسلی سے واپس بلا لئے گئے تھے۔ اس نے وارو کی فوج کو بھی اپنے زیر کمان لے لیا مگر انھیں ٹارین ٹم میں اپنے ایک نائب کے تحت میں بھیجدیا۔ ٹارین ٹم سے برن ڈیسیم تک کے ساحل کی حفاظت کے لئے ایک بیڑا بھی اس کے تحت میں تھا۔ یہ معلوم ہو گیا تھا کہ مشرق کی طرف سے بھی روما کو خطرہ ہے اس لئے یہ کمان نہایت اہم ہو گئی کیو فل ویس فلاکس حاکم شہر اپنے خدمات سے سبکدوش نہ ہو سکتا تھا مگر اس سے بھی کچھ فوجی کام متعلق تھا۔ اس کے تحت میں لاطینی او سارڈوریا کے سواحل کی حفاظت کے لئے ۲۵ جہاز تھے اور شہر میں بھی دو جدید لیجن بھرتی کئے گئے تھے سارڈی نیا کا تعلق بھی اس سے تھا اور اگر کوئی فوری ضرورت ہوتی تو اسی کو انتظام کرنا ہوتا۔ فل ویس نے ایک مزید لیجن وہاں کے لئے بھرتی کیا اور اپنے ایک نائب مین لیس کو وہاں کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ اغلب ہے کہ وہاں کوئی بحری فوج بھی بھیجی گئی اور اس جزیرے میں اس سال افواج کی جملہ تعداد ۲۳۰۰۰ تک پہنچ گئی تھی سسلی کی طرف سے بھی اندیشہ ہو رہا تھا اس لئے پریٹر اپے پیس کلاڈیس وہاں ذبجہ اونے کی ایک فوج کے ساتھ بھیجا گیا اور اوٹاکی لیس للی بے ایم کا نائب افسر مقرر کیا گیا جو اس سے قبل بھی اس خدمت کو انجام دے چکا تھا۔ گال این روئے آلپ میں کسی فوج کے مقیم ہونے کا ذکر نہیں ہے مگر شمالی اطالیہ سے دست کش ہو جانے کی تجویز پر غالباً عمل نہیں ہوا کیونکہ ایک شخص مسمی پوم پونیس کسی فوج کے ساتھ ''اراضی گالی میں غالباً آرمی نم میں موجود تھا اور سنہ ۲۱۴ ق م میں بھی اس خدمت پر بحال رکھا گیا۔ اطالیہ اور اس کے ملحقہ جزیروں کی ان فوجوں کے علاوہ ایک زبردست فوج مع بیڑے کے برادران سی پیو

---

[1] لیوی ۲۳، ۱۴، ۱۸ - ۳۲، ۱۶۔

باب ۲۵

کے زیر کمان ہسپانیہ میں تھی۔ اگر ان مختلف فوجوں کی تعداد اور ان انتظامات کو پیش نظر رکھا جائے جو ان کو رسد اور سامان حرب پہنچانے کے لئے کئے گئے تو اندازہ ہو سکے گا کہ یہ کام کس قدر عظیم الشان تھا اور سلطنت روما کو ان انتظامات کی تکمیل میں کس قدر دقت ہوئی ہوگی۔

قرطاجنہ کی ناعاقبت اندیشی

(ا ۲۱۷) روما کے لئے یہی بہتر تھا کہ متعدد مقامات میں اپنی فوجوں کو منتشر رکھے تاکہ کہیں نہ کہیں نفع کی صورت نکل آئے کیونکہ اس کے جنرلوں میں کوئی فن حرب کا ایسا ماہر نہ تھا جو بری فوجوں سے کام لے سکے اور ایک دو زبردست لڑائیوں میں جنگ کو ختم کر دے۔ لیکن قرطاجنہ کی صورت اس کے بالکل برعکس تھی۔ اس کے فوجی ذرائع روما سے بہت کم تھے مگر اس کا سپہ سالار لاثانی تھا اس لئے اس کا فرض تھا کہ تمام دیگر امور کو بالائے طاق رکھکر اس کی ہر گونہ مدد کرے کیونکہ ہر ایک ہاتھی یا گھوڑا یا جہاز جو ہنی بال کو ملتا اس سے وہ اس قدر کام نکال سکتا کہ دوسرے مقام میں دگنی تعداد سے نہ نکل سکتا۔ اگر اطالیہ میں روما کی قوت کا خاتمہ ہو جاتا تو اطالیہ سے باہر اس کی قوت زیادہ قائم نہ رہ سکتی اور ہسپانیہ سسلی، سارڈی نیا، کرسیکا رفتہ رفتہ اس کے قبضے سے نکل جاتے۔ فینقی حکومت کو بھی اس کا احساس تھا اور اس نے ایک فوج ہنی بال کی امداد کے لئے تیار کی جس میں ۱۲۰۰۰ پیدل سپاہی ۱۵۰۰ سوار اور ۲۰ ہاتھی تھے۔ ایک ہزار ٹیلنٹ چاندی بھی جانے والی تھی باربرداری کے جہازوں کے ساتھ ۶۰ جنگی جہازوں کا بیڑا ابھی تھا سب سامان لیس تھا اور ہنی بال کا بھائی میگو سپہ سالار مقرر ہو چکا تھا کہ یکایک ہسپانیہ سے ہزیمت کی خبر آئی جس سے تزلزل پیدا ہو گیا۔ اس کے بعد ہی سارڈی نیا کے رئیسوں نے جو روما کے مظالم سے تنگ آگئے تھے امداد طلب کی۔ اس حالت امید و بیم سے قرطاجنہ کے حکام کی قوت فیصلہ سلب ہو گئی ہسپانیہ کو بچانے کے لئے انھوں نے میگو اور اس کی فوج کو بجائے ہنی بال کے پاس بھیجنے کے ہسپانیہ بھیجدیا۔ سارڈی نیا فتح کرنے کے لئے انھوں نے اسی نوعیت کی ایک فوج کی تیاری شروع کی۔ ہنی بال انتظار ہی میں رہ گیا۔ ان کی اس حماقت سے جنگ کا رخ بدل گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال کی معرکہ آرائیوں میں ہنی بال کے بعض ہسپانی اور نیومیڈی اس سے الگ ہو گئے اور روما کی فوج میں ملازمت اختیار کی۔ یہ قصہ صحیح ہو یا غلط مگر صورت حال کے مطابق ہے اس کی عظیم الشان فتوحات کا اخلاقی اثر زائل ہو رہا تھا کیونکہ جب تک فتح مکمل نہو اس کا اثر دیرپا نہیں ہوتا۔

باب ۲۵ فلپ

(۳۱۸) اس جد و جہد میں ایک نئے عنصر کے ظہور سے ہینی بال کی ہمت افزائی ہوئی۔ یہ شخص فلپ شاہ مقدونیہ تھا جسے الیریا میں روما کی مداخلت ناگوار ہوئی تھی لیکن اس وقت وہ یونان کی جنگ میں مصروف تھا۔ ٹراسی مین کی جنگ کی خبر سن کر وہ اپنے طرزِ عمل کو بدلنے کی طرف مائل ہوا۔ ڈی میٹ رلیس[1] سکن فاروس کے مشورے سے اس نے اپنے یونانی دشمنوں سے صلح کرلی اور روما کی مشکلات سے نفع اٹھانے کی فکر میں ہوگیا جنگ کینے کے بعد اس نے ایک سفارت ہینی بال کے پاس بھیجی۔ یہ لوگ کروٹن کے قریب لنگر انداز ہوئے اور وہاں سے کیپوا تک صحیح و سلامت پہنچ گئے۔ مگر اپولیا میں انھیں پریٹر والیرس نے گرفتار کرلیا۔ یہ لوگ یونانی تھے اور دروغ گوئی میں مشاق۔ انھوں نے ظاہر کیا کہ ہم لوگ روما سفارت پر جا رہے ہیں اس لئے ایماندار پریٹر نے انھیں ایک بدرقہ کے ساتھ کیمپینیا بھیجدیا تاکہ وہاں وہ کانسلوں سے گفتگو کرسکیں۔ مگر ان سپاہیوں کو چل دیکر وہ فرار ہوگئے اور ہینی بال کے لشکر میں پہنچ گئے اور اس سے صلح کی شرطیں طے کرلیں۔ اس صلحنامے کے متعلق دو روایتیں ہیں[2] پالی بیس نے اصل عبارت کو نقل کیا ہے مگر اس میں باہمی امداد کے متعلق معمولی دفعات ہیں مگر یہ وضاحت کے ساتھ مرقوم ہے کہ ایڈریاٹک کے مشرق میں روما کے جو مقبوضات ہیں ان سے وہ بے دخل کردیے جائیں گے۔ لیوی کی روایت حسبِ ذیل ہے۔

فلپ ہینی بال کو خشکی اور خصوصاً تری سے اطالیہ کے فتح کرنے میں مدد دے اور اس کے بعد ہینی بال فلپ کو یونان کے فتح کرنے میں معاون ہو۔ یونان میں جو فتوحات ہوں یا مالِ غنیمت ملے شاہ مقدونیہ کو ملے۔ اسی طرح اطالیہ کے فتوحات وغیرہ قرطاجنہ کے حصے میں آئیں۔ اغلب ہے کہ اس روایت میں مخفی شرائط موجود ہیں جو دونوں کے مشترک طرزِ عمل سے متعلق تھیں۔ سفیر اپنے جہاز تک صحیح و سلامت پہنچ گئے اور چند قرطاجنی بھی ان کے ساتھ گئے تاکہ فلپ ان کے سامنے صلحنامہ کی توثیق کے لئے حلف اٹھائے۔ مگر جب وہ اطالیہ کے جنوب میں پہنچے تو پھر روما کے جہازوں نے انھیں گرفتار کرلیا جو ساحل کی حفاظت کے لئے گشت لگایا کرتے تھے۔ یونانی سفیروں کا سرغنہ حسبِ سابق کوئی عذرِ لنگ پیش

---

[1] سنہ ۲۱۶ میں روما نے اس کی تحویل کی تحریک کی تھی مگر کامیابی نہ ہوئی

[2] پالی بیس ۷، ۹، لیوی ۲۳، ۳۳، ۳۴، ۳۸، ۴۹۔

باب ۲۵

کرنے کو تیار تھا مگر فینیقی سفیروں کی موجودگی مشتبہ تھی۔ ان لوگوں کی تلاشی لی گئی جس میں ہینی بال کا ایک خط اور صلحنامے کا مسودہ برآمد ہوا۔ مقامی افسر نے ان لوگوں کو مع کاغذات مذکورۂ بالا حکام مافوق کے پاس بھیجدیا تاکہ سینیٹ یا کانسل ان کاغذات کو ملاحظہ کریں۔ حفاظت کے خیال سے یہ لوگ سمندر کی راہ سے بھیجے گئے کیمپے نیا کے ساحل پر کانسل گراکس نے ان جہازوں کو دیکھا اور کاغذات کو پڑھ کر انھیں خشکی کی راہ سے بھیجدیا اور قیدیوں کو سمندر کی راہ سے۔ ہینی بال کی طرف سے فلپ کو جو پہلی سفارت گئی اس کا یہ انجام ہوا مگر اواخر سال میں ایک دوسری سفارت گئی جو صحیح و سلامت پہنچ گئی اور واپس آئی مگر پہلی سفارت کی گرفتاری سے جو تعویق ہوئی وہ روما کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی۔

سینیٹ کی مستقل مزاجی

(۲۱۹) جنگ میں فلپ کی شرکت سے سلطنت روما کی دقتوں میں ایک مزید اضافہ عین ایسے وقت میں ہو گیا جب کہ اس کے ذرائع ختم ہو رہے تھے مگر سینیٹ کے ارکان نے ہمت نہ ہاری اور انھوں نے نہایت استقلال اور دانائی سے اس کے دفعیہ کی تدبیریں کیں۔ ساحل کی حفاظت اور بیڑوں کی درستی پر انھوں نے جو توجہ کی تھی اس کا صلہ انھیں اب ملا۔ جنوبی مشرقی ساحل پر ایک بیڑا تھا اور ٹارین ٹم میں ایک فوج تھی۔ اس بیڑے میں کچھ اور جہاز شریک کر دیئے گئے جس سے مجموعی تعداد ۵۰ ہو گئی۔ ایک افسر کو جو پریٹر والیریس کا نائب تھا حکم دیا گیا کہ اپنے جہازوں میں ٹارین ٹم کی فوج لیکر ایڈریاٹک کے سواحل کی گشت لگائے اور اپنے افسر اعلیٰ کو مطلع کرے کہ مقدونیہ سے جنگ کا امکان ہے یا نہیں۔ اگر جنگ ناگزیر نظر آئے تو پریٹر کو حکم تھا کہ بیڑے کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لے اور فلپ کے ملک پر حملہ کر دے تاکہ وہ اس جنگ میں پھنسکر اطالیہ پر حملہ آور نہ ہو سکے۔ اس طور پر بلا کسی مزید تیاری یا فوجوں کی نقل و حرکت کے محض ٹارین ٹم اور برنڈیسیم کے فوجی حلقے کی توسیع سے اس خطرے کو دفع کرنے کا انتظام کر دیا گیا۔ روپے کی ضرورت بھی تھی مگر اس کی یہ تدبیر کی گئی کہ ہیرو کا کچھ روپیہ واجب الادا تھا اس کی ادائی ملتوی کر دی گئی اور عین اسی وقت اس پیرانہ سال اور وفا شعار بادشاہ نے غلہ بھی بھیجدیا۔ سارڈینیا میں بھی قسمت نے روما کا ساتھ دیا۔ قرطاجنہ کا جو بیڑا ڈسیمول کی کمک کے لئے آ رہا تھا طوفان میں پھنس گیا اور کشاں کشاں جزائر بالی آرک پہنچ گیا جہاں اس کی

باب ۲۵

مرمت میں ایک عرصہ لگ گیا۔ مگر اس اثنا میں مین لیس نے باغیوں کو ایک زبردست جنگ میں شکست دی جس کے بعد فینقی بیڑا پہنچا۔ دسیوں کی ہمت پست ہو گئی تھی مگر تاہم انھوں نے قرطاجنیوں کا ساتھ دیا۔ مگر روما کو دونوں مشترک فوجوں پر پھر فتح ہو گئی جس سے باغیوں کی کمر ٹوٹ گئی۔ مین لیس نے ان سے غلہ اور روپیہ جبراً وصول کیا اور حکام متعلقہ کے سپرد کر دیا۔ وہاں اس نے معمولی محافظ فوج چھوڑ دی اور امدادی فوج جو اپنے ساتھ لے گیا تھا اسے واپس لیتا آیا۔ فینقی قیدیوں کو اس نے اپنے افسر بالا یعنی حاکم شہر کے سپرد کر دیا۔ روما نے اس طور پر سارڈی نیا میں بزور شمشیر امن و امان قائم کر دیا۔

ہینی بال کی مشکلیں

(۳۲۰) موسم گرما میں اطالیہ میں جنگ کا سلسلہ جاری رہا مگر کوئی زبردست جنگ نہ ہوئی۔ گراکس نے شب خون مار کے کیم پے نیا کی ایک فوجی جماعت کو تہ تیغ کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ کیومے پر حملہ کرنے کی نیت رکھتے تھے۔ ہینی بال کا لشکر کوہ ٹفاٹا پر تھا جہاں سے فوجوں کی نقل و حرکت کو وہ دیکھ سکتا تھا۔ اپنے حلیفوں کی مدد کرنے اور اپنے دشمنوں سے بدلا لینے کے لئے وہ روانہ ہوا مگر بعد از وقت پہنچا۔ ان کی درخواست پر اس نے کیومے کا محاصرہ کر دیا مگر نہ تو وہ دھاوا کر کے فصیلوں پر چڑھ سکتا تھا اور نہ کانسل کو جنگ پر آمادہ کر سکتا تھا اس لئے اسے بے نیل مرام واپس ہونا پڑا۔ نولا کا نیا میں روما کی ایک خفیف سی کامیابی کا ذکر ہے جس کی تفصیل واضح نہیں ہے۔ پریٹر والیریس نے اپولیا سے نکل کر ہرپی نی کے ضلع پر حملہ کیا اور وہاں کے باغیوں کی سخت گوشمالی کی۔ کیم پے نیا کا میدان بھی ان کی یورشوں سے محفوظ نہ تھا کیونکہ کانسل کے ہوا سے دور نہ جاتے تھے اور موقع کے منتظر رہتے تھے اگر کسی ناکے کی حفاظت کے لئے کافی فوج نہ ہوتی تو وہ اس پر حملہ کر کے سپاہیوں کو گرفتار کر لیتے۔ نولا کی طرف سے ضرور پریشانی تھی مگر مارسے لس مع اپنی فوج کے وہاں پہنچ گیا جس سے عوام پسندوں کی سازشیں بارور نہ ہونے پائیں۔ للی بے ایم کے ایک بیڑے نے افریقہ کے ساحل پر یورش کی اور ایک قرطاجنی بیڑے کو شکست دی، جو سارڈی نیا سے واپس آ رہا تھا۔ سسلی میں اپے پیس کلاڈیس بھی اپنے فرائض سے غافل نہ تھا۔ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ ہینی بال کی امداد کے لئے فوج جا رہی ہے۔ اسے روکنے کے لئے اس نے لوکری پر یورش کی مگر شکار نکل چکا تھا۔ ہینی بال اس وقت سخت شش و پنج میں تھا۔ ایک طرف تو اسے اپنے سنے

باب ۲۵

حلیفوں کو روما سے محفوظ رکھا تھا اور اس کی فوج کو مسلسل جنگ سے سخت نقصان پہنچا تھا۔ اسی اثنا میں اس کے پاس ایک وفد ہرپی نی اور سامنیتوں کا آیا اور حمایت کا طالب ہوا کیونکہ مارسےلس نے نولا سے نکل کر ان کے ملک کو تاخت و تاراج کر دیا تھا وہ خود اپنی حفاظت کی کوئی تدبیر نہ کر سکے کیونکہ ان کے تمام قابل جنگ آدمی ہینی بال کی فوج میں موجود تھے یہ لیوی کا بیان ہے مگر قرین قیاس نہیں ہینی بال نے نولا کی طرف کوچ کیا مگر وہاں اس کے مقابلے کی پوری تیاری ہو چکی تھی اور یہ امید بھی نہ تھی کہ شہر کے کوئی غدار باشندے اس کی مدد کریں گے۔ مگر اسی اثنا میں اس کے پاس قرطاجنہ سے امدادی فوج آگئی جس کی بنا پر اس نے شہر مذکور پر دھاوا کر دیا مگر اسے پسپا ہونا پڑا۔ لیوی نے جس روایت کا تتبع کیا ہے اس میں بیان کیا گیا ہے کہ دو روز کے بعد ایک زبردست جنگ نولا کے قریب ہوئی جس میں مارسےلس کو ایک شاندار فتح حاصل ہوئی۔ ممکن ہے کہ یہ روما کے کسی وقائع نگار کی من گھڑت ہو یا لیوی نے دھوکے میں آ کر بجائے ایک کے نولا کی دو لڑائیاں بیان کر دی ہوں کیونکہ اسکی تاریخوں کا سلسلہ جو اس نے قائم کیا ہے مشکل سے سمجھ میں آتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ روایت صحیح ہو کیونکہ افریقہ سے جو سپاہی آئے تھے بالکل ناتجربہ کار تھے ہینی بال کے بعض سواروں کو اس سے برگشتہ ہو جانے کے واقعہ کو لیوی نے اس جنگ کے بعد بیان کیا ہے۔

سینیٹ اور
سرمایہ دا

(۲۱۳) جنگ کا موسم اب گزر رہا تھا ہینی بال موسم سرما کے انتظامات میں مصروف تھا۔ اپنی نئی فوج کو اس نے بروٹیم بھیجدیا اور بڑائی کو اپنے ساتھ آرپی لے گیا۔ جو اےپولیا میں واقع ہے مے بیس بھی موقع کا منتظر تھا۔ کےپوا کی طرف بڑھ کر اس نے کیمپےنیا کے میدان کو تاخت و تاراج کر دیا مگر کوئی اہم جنگ نہ ہوئی۔ اس کے بعد موسم سرما بسر کرنے کے لئے وہ موئی سولا چلا گیا جو ایک اچھے موقع پر واقع تھا نولا کے کچھ سپاہی جاڑے میں اپنے گھروں کو بھیجدیے گئے تاکہ خرچ کم ہو۔ گراکس اپنی فوج لیکر کیومے سے اےپولیا چلا گیا تاکہ لوکیریا میں موسم سرما بسر کرے اور ہینی بال کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھے والیریس جنوبی مشرقی ساحل کی حفاظت اور آنے والی مقدونی جنگ کی تیاری کے لیے برن ڈوسیم چلا گیا۔ برادران سی پیو کی حالت ہسپانیہ میں قابل اطمینان تھی اور اواخر سال میں انھیں دو قابل ذکر فتوحات بھی حاصل ہوئیں مگر یہ روایت مشتبہ ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ خاندان سی پیو کے تاریخی ذخیرے سے ماخوذ ہے۔ مگر ہسپانیہ میں روما

کی حالت بہتر تھی اور اپنے تفوق کو قائم رکھنے کے لئے وہ بخوبی کوشاں تھا ہسپانی فوج کو میدان جنگ میں اپنی ہستی کو قائم رکھنے کے لئے روپیہ، غلہ اور کپڑے کی سخت ضرورت تھی اور موسم سرما میں اس کا مطالبہ روما میں پہنچا۔ تمام اہل الرائے متفق تھے کہ اس مطالبہ کو پورا کرنا چاہیئے مگر خزانے خالی تھے۔ بہت سے ذرائع آمدنی ختم ہو چکے تھے، جنگی محصول میں اضافہ نہ ہو سکتا تھا اور چونکہ جنگ سے شہریوں کی تعداد گھٹتی جاتی تھی اس لئے اس محصول کی آمدنی بھی کم ہوتی جاتی تھی۔ سینیٹ[1] نے اس لئے اہل سرمایہ کی حب وطن سے کام لینا چاہا۔ روما میں یہ عرصے سے دستور تھا کہ تعمیرات سرکاری (Publica) کا ٹھیکا ٹھیکہ داروں کو دیا جاتا تھا۔ گزشتہ نصف صدی میں اس روزگار کو بہت کچھ فروغ ہو گیا تھا اور مشترک سرمائے کی کمپنیاں یا مشارکتیں (Societates) وجود میں آ گئی تھیں ٹھیکہ داروں سے جب ہسپانیہ کی فوج سے رسد اور ذخائر بہم پہنچانے کے لئے ٹھیکے کی درخواستیں طلب کی گئیں تو انھیں سمجھا دیا گیا کہ کسی خاص تاریخ پر رقوم کی ادائی پر اصرار نہ کریں بلکہ سلطنت کو اس قدر مہلت دیں کہ جب خزانے میں روپیہ ہو تو ان کے مطالبات کی ادائی کی جائے۔ کمپنیاں ان شرائط پر راضی ہو گئیں۔ زمانہ مابعد کے معلمان اخلاق نے ان کے اس حب وطن کی بہت تعریف کی ہے۔ لیکن اہل سرمایہ اپنے نفع سے نہیں چوکتے۔ انھوں نے حکام سے منظور کرا لیا کہ ٹھیکے کی مدت میں وہ فوجی خدمات سے مستثنیٰ رہیں اور اگر سمندروں میں طوفانوں یا دشمن کے حملوں سے ان کا نقصان ہو تو سلطنت اس کی پابجائی کرے اس بیمہ کی دفعہ سے آگے چل کر بہت خرابیاں پیدا ہوئیں اور سرمایہ داروں کو دھوکا دینے کا موقع مل گیا۔ مگر فی الوقت ان کی حب وطن قابل قدر خیال کی گئی اور سلطنت کو فوجوں کو رسد پہنچانے کا موقع مل گیا۔

ہیرو کا انتقال

(۳۲۲) جنگ ایک نہایت وسیع رقبے پر پھیلی ہوئی تھی مگر سسلی میں امن و امان تھا گو فینیقی بیڑوں نے بعض مقامات پر یورش کی تھی۔ سنہ ۲۱۵ ق م[2] میں شاہ ہیرو نے انتقال کیا جس سے

---

[1] لیوی ۲۳، ۴۸، ۴۹۔

[2] یہ تاریخ قرین قیاس ہے گو تاریخوں کا سلسلہ نہایت مشکوک ہے۔ ہولم نے اپنی تاریخ سسلی (سوم ۴۸۵) میں اس تاریخ کو تسلیم کر لیا ہے۔

باب ۲۵

تمام جزیرے میں ابتری پھیل گئی اور ہولناک جنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ہیرو نے ۹۰ سال کی عمر میں انتقال کیا اور اپنی طول و طویل زندگی میں اس نے قرطاجنہ اور اس کے طحقہ ضلع کو جو اس کی سلطنت میں شامل تھا بے حد نفع پہنچایا۔ اس کا طرز عمل یہ تھا کہ ہر کس و ناکس سے دوستی رکھے اور کسی کو اپنا دشمن نہ بنائے۔ اس کی سلطنت چھوٹی سی تھی اور قرطاجنہ اور روما ایسے دو زبردست رقیبوں کے بیچ میں تھی اس لئے اپنی آزادی کو قائم رکھنے کے لئے اس طرز عمل کے اختیار کرنے کے سوائے اسے کوئی چارہ نہ تھا۔ روما کا جب سے وہ حلیف ہوا برابر اپنی وفا شعاری پر قائم رہا اور اکثر آڑے وقتوں میں روپیہ جہازوں اسپاہیوں اور غلہ سے مدد کرتا رہا لیکن قرطاجنہ سے بھی اسے کوئی عناد نہ تھا اور اجیر سپاہیوں کی جنگ میں جب کہ قرطاجنہ کی جان پر آبنی تھی اس نے امداد کرنے میں کوتاہی نہ کی۔ اسی طور پر جب جزیرہ رُوڈز زلزلہ سے تباہ ہو گیا تو اس نے اس مصیبت میں اہل جزیرہ کی دست گیری کی۔ شان و شوکت کی اسے پرواہ نہ تھی۔ صاحب تدبیر تھا جس کی بدولت زراعت اور تجارت کو ترقی تھی۔

ماہرین فنون لطیفہ کا وہ مربی تھا جس کی وجہ سے اس کا شہر شاندار عمارات اور مندروں اور تصویروں اور مجسمات سے آراستہ تھا۔ اسی کے دامن عاطفت میں تھیوکریٹس نے اپنی نظمیں لکھیں جن میں سے اکثر اس کی مدح میں تھیں ارشمیدس کو بھی اس نے اپنے سلک ملازمت میں داخل کر لیا تھا جو اس کی فراست کا بیّن ثبوت ہے۔ اس زبردست مہندس سے اس کے بہت سے کام نکلے۔ فن ہندسہ میں اسے بہت دخل تھا اور اس نے شہر سیراکیوز کے استحکامات کی قوت کو دوبالا کر دیا اور اس طور پر فنون ہندسہ اور منجنیق میں اپنا کمال ثابت کر دیا۔ شہر کی حکومت روشن خیالی اور نیک نیتی پر مبنی تھی اور ہیرو کے زیر حکومت اس کے فلاح و بہبود میں بہت ترقی ہوئی۔ حکومت شاہی کے علاوہ سیراکیوز میں کوئی اور طریقہ حکومت کارگر ثابت نہ ہوا تھا۔ شہر کے باشندے ابتداءً یونانی تھے مگر اب ان میں سسلی کے دیسی باشندوں مختلف اقوام کے غلاموں اور آزاد شدہ غلاموں اور اجیر سپاہیوں کا میل ہو گیا تھا جس سے ایک جدید مخلوط النسل قوم پیدا ہو گئی تھی اور انھیں کی اولاد شہر میں تھی گو اس کا تمدن برائے نام یونانی تھا۔ ان میں اب مختلف بحری اور بری فوجوں کے فرار شدہ سپاہی شامل ہو گئے تھے خصوصاً وہ غلام اور دوسرے بحری حلیف جو روما کی جاں گداز بحری ملازمت سے بھاگ نکلے تھے پرانے یونانی شہریوں میں حکومت خود اختیاری

باب ۲۵
سیراکیوز میں انقلاب

کی کچھ صلاحیت ہو یا نہ ہو مگر موجودہ نسل کے دوغلے اس سے بالکل بے بہرہ تھے۔

(۳۲۳) ہیرو کو امید تھی کہ اس کے بعد اس کا بیٹا گیلو اس کا جانشین ہوگا جسے اس نے بادشاہی کی ذمہ داریوں کے لئے پورے طور سے تیار کر دیا تھا۔ مگر گیلو اس کے حین حیات مر گیا اور ایک لڑکا ہیرونی مس چھوڑ گیا جس کی عمر اپنے دادا کے انتقال کے وقت ۱۵ سال تھی مگر بڈھے کے پند و نصائح اور پیش بندیاں سب بیکار گئیں۔ لڑکا چند سازش کرنے والوں کے پھندے میں آگیا جن کا تعلق خاندان شاہی ہی تھا۔ ان بدبختوں نے اسے سبز باغ دکھا کر ہیرو کی ہر دل عزیز حکومت کو ایک ظالمانہ اور جابرانہ حکومت میں متبدل کر دیا وہ اس خیال خام میں تھے کہ روما کی قوت رو بزوال ہے اور اگر وہ قرطاجنہ سے ساز باز کر لیں تو خود انھیں اور سیراکیوز کو نفع ہوگا۔ ہیرونی مس کی طرف سے جب اتحاد کے لئے پیش قدمی ہوئی تو ہینی بال نے بھی اس پر مسرت ظاہر کی اور دو بھائیوں ہیپوکراٹیس اور ایپی کائی ڈیس جو مخلوط قرطاجنی اور سیراکیوزی نسل کے تھے بطور اپنے کارپرداز کے وہاں بھیجا۔ سیراکیوز میں ان لوگوں کے پہنچ جانے سے مصالحت کی امید منقطع ہو گئی۔ اے پیس کلاڈیس نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی اور نوعمر بادشاہ کو متنبہ کیا مگر کوئی نفع نہ ہوا۔ قرطاجنہ سے صلح نامہ کیا گیا جس کے آخری مسودے میں یہ مرقوم تھا کہ تمام جزیرہ سسلی ہیرونی مس کو دیدیا جائیگا مگر بصورت فتح یہ شرط ضرور منسوخ کر دی جاتی۔ لیکن چند ہی مہینوں میں اکثر لوگ اس جابرانہ حکومت سے دل برداشتہ ہو گئے اور سازشیں شروع ہو گئیں سنہ ۲۱۴ ق م میں ہیرونی مس قتل کر دیا گیا اور سیراکیوز میں ایک نہایت سخت انقلاب ہوا۔ لیکن حصول آزادی کے اظہار میں خاندان شاہی کے تمام متعلقین کو قتل کر دیا گیا جس سے فینقی کارپردازوں نے پورا نفع اٹھایا خاندان شاہی اور اس کے متعلقین کے قتل سے عوام کے جذبات میں رجعت پیدا ہوئی اور قاتلوں کے خلاف میں ان کو برانگیختہ کر کے ہیپوکراٹیس اور ایپی کائی ڈیس برسر اقتدار ہو گئے۔ روما کے ایک سرحدی ناکے پر حملہ کر دیا گیا جس سے جنگ شروع ہو گئی۔ مارکے لس نے لیون ٹی نی پر دھاوا کر کے قبضہ کر لیا اور ان فرار شدہ سپاہیوں کو قتل کر دیا جو وہاں پائے گئے۔ اس کی اس حرکت سے سیراکیوز کا فوجی عنصر روما کے سخت خلاف ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کریٹ کے اجیر سپاہیوں کی ایک جماعت نے اس تحریک میں پیش قدمی کی۔ ان لوگوں کو ہیرو نے روما بھیجا تھا مگر

باب ۲۵

ٹراسی مین کی شکست کے بعد ہنی بال نے انھیں آزاد کر دیا سیراکیوزہ کی حکومت جلدی تہ و بالا ہو گئی۔ غلام اور مجرم آزاد کر دیئے گئے۔ چوریوں اور قتل کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور اس طور پر دونوں فنیقی کارپردازوں نے اس شہر کو تباہ کرا دیا۔

انتخابات روما کی فوجیں

(۳۲۴) اب ہم روما کی طرف پھر متوجہ ہوں گے اور سنہ ۲۱۴ کی معرکہ آرائیوں کی تیاریوں کا ذکر کریں گے۔ انتخابات اس سال کچھ بعد میں ہوئے اور لیوی[لہ] نے ایک عجیب واقعہ نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکم صدارت کنندہ کے اختیارات نہایت وسیع تھے۔ فےبیس انتخابات میں صدارت کر رہا تھا۔ جس سنتوری کو قرعہ اندازی سے سب سے پہلے رائے دینے کا حق ملتا اسے (Praerogativa) کہتے تھے۔ اس موقع پر جس سنتوری کو یہ حق ملا اس نے بلا سوچے سمجھے معمولی قسم کے کانسلوں کے لئے رائے دینی شروع کی اور یہ خیال نہ کیا کہ روما اس وقت موت و زیست کی کشمکش میں ہے مگر قبل اس کے ان دونوں اشخاص کا انتخاب اور غلبۂ آراء قطعی ہو جائے فےبیس نے انتخاب کی کارروائی کو روک دیا اور انتخاب کنندوں کو سمجھایا کہ اس وقت ضرورت حال کیا ہے اور سلطنت کے بقا کے لئے انھیں کیا کرنا چاہیے اس کے بعد اس نے پہلی سنتوری سے پھر رائے دینے کو کہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود منتخب ہو گیا اور اس کے ساتھ مارسیلس جسے نولا میں فتح حاصل ہوئی تھی۔ دوسری سنتوریوں نے بھی یہی رائے دی اور انتخاب پختہ ہو گیا۔ چاروں پریٹروں میں سے کیو فل ویس اپنے عہدے پر برقرار رہا اور شہر کی پریٹری کے لئے نامزد کر دیا گیا۔ اس طور پر روما نے اپنے دو بہترین جنرلوں کو میدان جنگ میں بھیجا اور مرکزی حکومت کا صدر ایک ایسے عہدہ دار کو بنایا جو اپنی کارکردگی کا کافی ثبوت دے چکا تھا۔ فوجوں کے سپہ سالار اپنے اپنے عہدوں پر بحال رہے۔ ان میں م۔ پومپونیس تھا جو پہلے ہی سے شمال میں گالیوں کی نقل و حرکت کی نگرانی کر رہا تھا۔ سسلی کے لئے دو پریٹر مقرر کئے گئے مگر وہاں صورت حال کچھ ایسی ہو گئی کہ بہادر کانسل کو وہاں جانا پڑا۔ سنہ ۲۱۴ کے اوائل میں حسب سابق فوق الفطرت واقعات کی کثرت تھی جن کی نحوست کو دفع کرنے اور اوہام پرست عوام کے خدشوں کو دور کرنے کے لئے متعدد رسوم انجام

[لہ] ۲۴، ۷، ۹ -

باب ۲۵

دی گئیں۔ کثرت باراں سے بہت کچھ زحمت اور نقصان ہوا ٹائی بر میں دو دفعہ طغیانی آئی جس سے شہر کی نشیبی زمینیں زیر آب ہو گئیں مگر ان مشکلات سے جنگی انتظاموں میں کوئی فرق نہ آیا لیوی نے ۱۸ لیجنوں کا ذکر کیا ہے جن میں ہسپانیہ کے تین لیجن شامل نہ تھے۔ اگر ان ۲۱ لیجنوں میں سے ہر ایک میں پانچ ہزار آدمی تھے تو ان کی جملہ تعداد ۱۰۵۰۰۰ ہوتی ہے۔ حلیفوں کی تعداد بھی غالباً اتنی ہی ہوگی۔ ان کے علاوہ جہازوں کے کھینے والے تھے۔ یہ لوگ زیادہ تر غلام تھے۔ ان کی تعداد چالیس اور پچاس ہزار کے درمیان تھی۔ نو آبادیوں کے باشندوں کو بھی نظر انداز نہ کرنا چاہیے خواہ وہ لاطینی ہوں یا شہری۔ یہ لوگ اگر میدان جنگ میں نہ ہوں تب بھی ہر وقت اپنے شہروں کی حفاظت کے لئے سینہ سپر رہتے تھے۔ ان کی فوجی خدمات کا ذکر بہت کم آیا ہے مگر سڑکوں اور مخازن کی حفاظت اور مقامی جنگوں میں شرکت سے جنگ کے آخری نتیجے پر ان کی خدمات کا اثر ضرور پڑا ہے۔ فی الجملہ روما کی فوجوں میں ڈھائی لاکھ سپاہیوں سے کم نہ تھے۔

محاصروں کے سلسلے کا آغاز۔

(۳۲۵) **روما فلپ** کے منصوبوں سے بے خبر نہ تھا اس لئے بحیرہ ایڈریاٹک کو محفوظ رکھنے کے لئے ۱۵۰ جنگی جہازوں کا بیڑا ہمیشہ تیار رہتا تھا لیکن کھینے والوں کی کمی تھی جس کے لئے ایک غیر معمولی تدبیر لہ کی گئی، یعنی ۲۱۴ ق م کی مردم شماری کی بنا پر خوش حال شہریوں پر حسب حیثیت کھینے والوں کے بہم پہنچانے اور ان کی تنخواہوں کا بار عائد کیا گیا مثلاً سینیٹ کے ارکان پر فرض تھا کہ آٹھ کھینے والے بہم پہنچائیں اور ایک سال تک ان کی تنخواہ دیں اسی طرح درجہ بدرجہ طبقہ ادنیٰ تک یہ سلسلہ چلا گیا جن کو صرف ایک کھینے والا مہیا کرنا پڑتا اور چھ ماہ تک اس کی تنخواہ دینی ہوتی بیان کیا گیا ہے کہ یہ حکم کانسلوں نے سینیٹ کی طرف سے دیا تھا۔ اس انتظام میں کئی امور قابل لحاظ ہیں اول امر کو سینیٹ کے ارکان کا ایک خاص طبقہ قرار دیا گیا ہے جن کی دولت کا ایک مخصوص معیار تھا زمانۂ بعد میں سینیٹ کی رکنیت کے لئے ایک خاص مالی حیثیت مقرر کر دی گئی مگر فی الوقت ایسی کوئی شرط نہ تھی۔ ثانیاً یہ موقع نہایت نازک تھا اس نے بجائے مجالس قومی کی باضابطہ منظوری کے یہ بار گراں افراد قوم پر عائد کیا گیا واضح رہے کہ پہلی جنگ فنیقی میں چندے سے جو بیڑا تیار کیا گیا تھا اس کی نوعیت بالکل جداگانہ تھی کیونکہ اس کی تیاری بطیب خاطر ہوئی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ سینیٹ کی سرگرمی میں

لہ لیوی ۲۴، ۱۱۔

باب ۱۵

دولت مند لوگوں نے ایثار سے ضرور کام لیا۔ ۲۱۵ق م میں ٹری بیون اوپیس نے خانگی اخراجات کی کمی کے لئے ایک قانون نافذ کرایا جس کی رو سے رومائی خواتین کو حکم دیا گیا کہ اپنے لباس اور دیگر امور میں اسراف نہ کریں سینیٹ نے غالباً اس قانون کو منظور کر لیا یا کم از کم اس کی مخالفت نہ ہوئی۔ یہ غالباً اس طبقۂ ملک کے حب وطن کا عملی اظہار تھا جس نے فلامی نیس کے عوام پسند طرز عمل کی مخالفت کی تھی۔ قانون مذکور ۲۰ سال تک نافذ تھا۔

مختلف معرکہ آرائیاں

(۳۲۶) روما اپنی حیات کے بقا کے لئے جو جانبازانہ کوششیں کر رہا تھا ان کا علم اس کے حریفوں کو جلد ہو گیا اور انھیں معلوم ہو گیا کہ وہ ہمت نہ ہارے گا۔ اہل کے پوا اس کی تیاریوں سے خصوصاً ہراساں تھے اور انھوں نے ہینی بال سے حمایت کی درخواست کی جس کے جواب میں وہ آرپی سے چلا آیا اور اپنے پرانے لشکرگاہ میں مقیم ہوا جو کوہ تفاٹا پر تھا۔ مگر کیمپے نیا میں پہنچکر اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کرے کیونکہ رومی میدان میں آکر لڑنے سے گریز کرتے تھے اس لئے اس نے مختلف مقامات پر حملہ کرنا شروع کیا نیاپولیس یا کیومے میں تو اسے کوئی موقع نہ تھا۔ اس لئے اس نے بندرگاہ پیٹیولی کا قصد کیا جہاں آجکل جہازوں کی آمد و رفت زیادہ تھی۔ اگر وہ اس شہر پر قبضہ کر لیتا تو اسے خلیج پر ایک عمدہ بندرگاہ مل جاتا جس کی اسے عرصے سے خواہش تھی۔ مگر گزشتہ موسم سرما میں فے بیس نے اس کی فصیلوں کو مستحکم کر کے ایک محافظ فوج چھوڑ دی تھی۔ اس لئے ہینی بال وہاں سے واپس ہو گیا۔ آس پاس کے علاقوں میں لوٹ مار کرنے سے بھی اسے کوئی نفع نہ ہوا۔ نولا کی طرف بھی اس نے پیش قدمی کی مگر مارکے لس جو بہت چوکنا تھا اس سے قبل وہاں پہنچ گیا تھا۔ ٹارینٹم سے ایک جماعت اس کے پاس اسی اثنا میں آئی جس سے اس کی امیدیں پھر بڑھ گئیں ان میں سے بعض وہ تھے جنھیں اس نے اپنی عظیم الشان فتوحات کے بعد آزاد کر دیا تھا۔ ان لوگوں نے اس سے کہا کہ اگر وہ اپنی فوج ٹارینٹم کے قرب و جوار میں لے آئے تو وہ شہر کے عوام کو ورغلا کر شہر اس کے سپرد کر دیں گے ہینی بال نے اس کی اس تجویز کو منظور کر لیا کیونکہ ٹارینٹم اطالیہ کا بہترین بندرگاہ تھا اور اس کا جغرافیائی موقع ایسا تھا کہ شاہ مقدونیہ سے اشتراک عمل بآسانی ہو سکتا تھا۔ مگر روما کے جنرل بھی غافل نہ تھے۔

باڈب

بیان کیا گیا ہے کہ نولا کے قریب اسے قطعی شکست ہوئی اور اگر مارسیلس کے نائب گائیوس کلاڈیس نیرو[۵۱] سے فاش غلطی نہ ہوئی ہوتی تو یہ شکست جنگ کینے کا جواب ہو گئی ہوتی۔ یہ روایت مبالغہ آمیز ہے لیکن کم از کم نولا پر ہینی بال کا قبضہ نہ ہوا کاسی لینم فے بیس کی زد میں تھا۔ مارسیلس اس کی امداد کے لئے ایک فوج لیکر پہنچ گیا اور دونوں کانسلوں نے مل کر اس اہم مقام کو روما کے لئے پھر فتح کر لیا۔ مارکس مزاج کا نہایت سخت تھا۔ اس نے دھوکے سے کیمپ نیوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا جو محافظ فوج میں شامل تھی جب ہینی بال کیم پے نیا میں پہنچا تو فے بیس نے گراکس کو لیوکیا سے ملا لیا۔ اس کا قصد تھا کہ دشمن کو گھیرے جس سے اسے نقل و حرکت کا موقع نہ رہے۔ لیکن ہینو جس نے موسم سرما بروٹیم میں بسر کیا تھا نئے افریقی سپاہیوں اور لوکانیا اور بروٹیم کی امدادی فوجوں کے ساتھ کوچ کرتا ہوا آرہا تھا۔ گراکس سے اس کا مقابلہ بی نی وین ٹم میں ہوا۔ دونوں میں ایک زبردست جنگ ہوئی جس میں گراکس کو کامیابی ہوئی گراکس کی فوج میں زیادہ تر غلام تھے جن کو اس نے ان کی بہادری کے صلے میں آزاد کر دیا۔ لیکن اس کے بعض لوکانی سپاہیوں کو ہینو نے بری طرح سے قتل کر دیا۔ فے بیس نے سامنیم اور لوکانیا کے بعض حصوں کو تاخت و تاراج کر دیا۔ اس کا بیٹا پریٹر فے بیس شمالی اے پولیا میں سرگرمی سے اپنے کام میں مشغول تھا۔ مارسیلس نولا میں اس وقت بیمار پڑا ہوا تھا۔ ہینی بال نے کیم پے نیا کو خیرباد کہکے جہاں سے کسی کامیابی کی امید نہ تھی ٹارین ٹم کی طرف کوچ کیا مگر یہاں بھی اسے مایوسی ہوئی کیونکہ رومیوں نے محافظ فوج کو کمک بھیجدی تھی جس کی وجہ سے وہاں کے عمومیت پسند سر اٹھانے کی جرأت نہ کر سکتے تھے۔ لہٰذا وہ اے پولیا کی طرف واپس گیا جہاں اس نے سالاپیا کے ساحلی شہر کو قبضہ کر لیا۔ اس مقام پر اس نے غلہ اور چارہ جمع کیا اور موسم سرما بسر کرنے کا انتظام کیا۔ یہاں سے وہ قرطاجنہ سے نامہ و پیام کر سکتا تھا اور فلپ کی بھی خبریں اسے مل سکتی تھیں۔ اس کے سپاہیوں نے بہت سے گھوڑے پکڑ لئے تھے جو رسالے کے لئے سدھائے جا رہے تھے۔

سنسروں کا کام

(۳۲۷) اس سال میں سنسروں کا تقرر ہوا اور کینے کی شکست کے بعد انھوں نے اپنا کام انجام دیا۔ روایت[۵۲] ہے کہ سنسروں نے دو قسم کے اشخاص کی رسوائی کی جنھوں نے روما کا نام بدنام کیا تھا اول وہ لوگ جنھوں نے کینے کی شکست کے بعد اطالیہ سے فرار ہو جانے کا قصد کیا تھا اور ثانیاً

---

[۵۱] لیوی ۲۴، ۱۷۔

[۵۲] لیوی ۲۴، ۱۸۔

باب ۲۵

وہ لوگ جنھوں نے حیل نقطی سے بصورت عدم ادائی فدیہ ہینی بال کے پاس واپس جانے سے گریز کیا تھا۔ گر اس روایت میں بعض اسقام ہیں جن پر ہم یہاں بحث نہیں کر سکتے جن لوگوں نے فوجی خدمت سے گریز کیا تھا ان کا سراغ لگایا گیا اور سزا دی گئی سنسروں نے جو کارروائی کی اس کے اصول صاف ظاہر ہیں۔ مالی معاملات میں روپیہ کی کمی کی وجہ سے وہ کوئی کام نہ کر سکے۔ سرمایہ داروں نے حسب سابق ٹھیکے لے لئے اور رقم کی ادائی کو جنگ کے اختتام پر ملتوی رکھنے پر آمادگی ظاہر کی۔ لیکن ان کے اس ایثار کی بنا پر سنسروں نے کوئی غیر معمولی خرچ نہیں کیا۔ جن غلاموں کو گراکس نے آزاد کر دیا تھا ان کے مالکوں نے بھی جنگ کے ختم تک ان کی قیمت لینے سے انکار کر دیا۔ نابالغوں اور کنواری لڑکیوں کے اولیا نے ان کی رقوم سلطنت کو بطور قرض دیدیں۔ فوجوں میں بھی زیادہ تنخواہ والے سپاہیوں (سنتوری اور ایکوائٹ) نے اس آڑے وقت میں تنخواہ لینے سے انکار کر دیا۔ مگر یہ سب روایتیں ہیں۔

سیراکیوز

(۳۲۸) اب ہم پھر سیراکیوز کی طرف متوجہ ہوں گے سسلی میں مارکے لس ۲۱۴ء کے اختتام کے قریب پہنچا ہو گا۔ مگر وہاں وہ دفع الوقتی کے لئے نہ بھیجا گیا تھا بلکہ اس کے بھیجنے سے سینیٹ کا

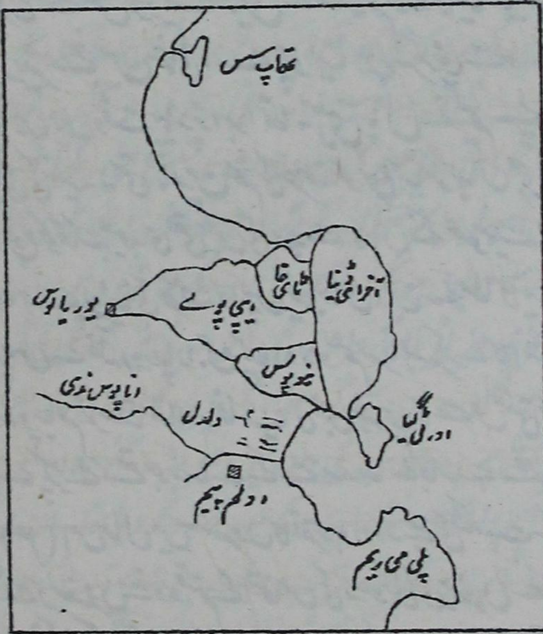

سیراکیوز ۲۱۴ء میں

مقصود یہ تھا کہ ایک اہم خطرہ رفع کر دیا جائے اس شہر پر ایسے لوگوں کا قبضہ تھا جو اپنی جان پر کھیل گئے تھے

باب ۲۵ اس لئے جب نامہ و پیام سے کوئی معاملہ طے نہ ہوا تو باقاعدہ محاصرہ شروع ہو گیا۔ سیراکیوزا اپنی فصیلوں کی وسعت اور مضبوطی کے لئے مشہور تھا جو چونے کے پتھر کی سطح مرتفع کے اردگرد چلی گئی تھیں جس پر شہر واقع تھا۔ مگر فصیلوں کے درمیان کا تمام رقبہ مسکونہ نہ تھا کیونکہ اپی پولے کے مثلث پر آبادی نہ تھی۔ لیکن ڈائونی سیس نے دانشمندی سے اس کو بھی گھیر لیا تھا ورنہ اس طرف سے شہر پر حملہ ہو سکتا۔ اس میدان کے گھیر لینے کے بعد فصیل کا ایک نہایت خفیف حصہ باقی رہتا تھا جس پر فصیل شکن آلات سے کام لیا جا سکتا تھا۔ یوریالوس میں جو اپی پولے کے مغربی گوشے میں تھا ایک زبردست قلعہ تھا جس کے ذریعے سے حملہ کن افواج کو پسپا کیا جا سکتا تھا اور اندرونِ ملک سے رسد یا فوجیں جس راہ سے آئیں اس کی بھی حفاظت ہو سکتی تھی۔ سمندر کی طرف اعلیٰ درجے کے بندرگاہ تھے جس سے جہازوں کے ذریعے سے شہر کو مدد پہنچ سکتی تھی۔ شہر پر دھاوا کرنا ناممکن تھا اور اب تک اس میں کسی کو کامیابی نہ ہوئی تھی اور اگر کوئی حملہ آور اس کی ناکہ بندی کرتا تو سمندر اور خشکی سے محصورین کے لئے امداد کے آنے کو روک نہ سکتا تھا۔ حملہ آوروں کو اپنے لئے فرودگاہ کے تعین میں بھی سخت دقت تھی کیونکہ فصیل کا جو حصہ کمزور تھا اس کے قریب دلدل تھی جس کے سمی الجزدل سے زمانہ گزشتہ کے حملہ آوروں کی فوجیں تباہ ہو گئی تھیں اس کے علاوہ اگر کوئی حملہ آور بڑے بندرگاہ پر قبضہ بھی کر لیتا تو اس کی حالت خود محصور کی ہو جاتی پلی میریم کے ساحل پر پانی نہ تھا اور لنگر اندازی کے لئے بھی اچھا موقع نہ تھا۔ سیراکیوز پر ناکہ بندی کے لئے فوج کے تعینات کرنے کے لئے ضروری تھا[1] کہ اپنا کام وہ شمال کی طرف سے شروع کرے۔ مارسےلس اس گر کو پہلے ہی سے سمجھ گیا تھا۔

محاصرہ **(۳۲۹)** مگر ابھی ناکہ بندی شروع نہیں ہوئی تھی۔ ۲۱۴ء کے آخر یا ۲۱۳ء کے اوائل میں اس نے شمالی فصیلوں اور افرا ڈینا کے ساحلی حصے پر کئی حملے کئے۔ اسے یہ امید تھی

---

[1] دیکھو مقامات لیون اور دروازہ ٹروگی لیورم (تھوسی ڈائی ڈس ۶-۷، ۹۷، ۹۹) کا ذکر اس محاصرے کے سلسلے میں آیا ہے مگر اب یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ یہ مقامات کہاں تھے۔ میرا عرصے سے خیال ہے کہ تھاپسوس کے چھوٹے سے جزیرہ نما میں جہازوں کو پناہ مل سکتی تھی۔ قدیم سیراکیوز کے بہت سے محاصرے ہوئے مگر صرف روما نے شمال کی طرف سے کارروائی شروع کی۔

باب ۲۵

کہ کہیں نہ کہیں فصیل ٹوٹ جائے گی اور اس کے مہندسوں نے فصیل شکنی کے جتنے آلات تھے سب سے کام لیا مگر کہیں گھسنے کی جگہ نہ ملی۔ ارشمیدس کے آلات نے جس سے وہ خود کام لے رہا تھا مارے کے لس کی ایک نہ چلنے دی۔ روما کے جب بہت سے سپاہی زخمی ہوئے یا کام آئے اور خشکی پر سے بھی حملہ کرنے میں ناکامی ہوئی تو اس کی فوجیں ہٹ گئیں اور بجائے محاصرے کے ناکہ بندی شروع ہوئی۔ جنگ اب سسلی کے دوسرے حصوں میں بھی چھڑ گئی۔ اپیس سیراکیوز پر حملہ آور فوج کا سپہ سالار تھا اور مارے کے لس نے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا جو ہیرو کی سلطنت میں شامل تھے۔ لیکن اس اثنا میں ایک **قرطاجنی** فوج مغرب میں پہنچ گئی جس نے **اگری گن ٹم** کو فتح کر لیا اور **قرطاجنہ** کے ہوا خواہ دوسرے شہروں میں بھی بغاوت پھیلانے لگے۔ سیراکیوز سے بھی ایک فوج چپکے سے ان باغیوں کی مدد کے لئے چلی گئی مگر مارے کے لس کو خبر لگ گئی اور اس نے قریب قریب سب کو تہ تیغ کر دیا۔ قرطاجنی سیراکیوز کی طرف بڑھے مگر کچھ نہ کر سکے۔ امیر البحر بومل کار کا بیڑا کمزور تھا اس لئے وہ قرطاجنہ واپس گیا۔ ہملکو فوج واپس لیکر دوسرے شہروں کو بغاوت میں مدد دینے کے لئے چلا گیا اسی اثنا میں جزیرے کے وسط میں ایک نہایت دہشت انگیز واقعہ ہوا۔ ہینا کے مستحکم پہاڑی شہر میں کیریس اور پروسرپین کی پرستش ہوتی تھی جس کی وجہ سے یہ مقام تمام جزیرے میں متبرک خیال کیا جاتا تھا۔ یہ شہر روما کی ایک محافظ فوج کے قبضے میں تھا جس کے افسر کو معلوم ہو گیا تھا کہ شہری قرطاجنہ کا ساتھ دینا چاہتے ہیں۔ اگر دشمن کو وہ لوگ شہر میں داخل کر لیتے تو اس کو قلعۂ شہر پر اپنا قبضہ قائم رکھنا دشوار ہوتا۔ مارے کے لس کے نائبوں کو معلوم تھا کہ انھیں اپنے مقامات کی حفاظت کرنی چاہیے۔ ذرائع کی کانسل کو مطلق پروا نہ تھی۔ اس افسر نے شہریوں کو ان کی رائے دریافت کرنے کے لئے دھوکے سے جمع کیا اور اس کے بعد سپاہیوں کو حکم دے دیا کہ انھیں قتل کر دیں۔ اس قتل عام سے سسلی کی تمام لوگ سراسیمہ ہو گئے اور یہ خبر بجلی کی طرح تمام جزیروں میں پھیل گئی۔ ہینا پر روما کا قبضہ برقرار رہا اور مارے کے لس نے اپنے نائب سے کوئی بازپرس نہ کی۔ لیکن روما کی اس بے دردی سے اہل جزیرہ اس سے متنفر ہو گئے اور بہت سے شہر فینیقیوں کے ساتھ ہو گئے۔ اسی وجہ سے مارے کے لس نے

---

[1] لیوی ۲۴، ۳۶۔

غلہ جمع کر لیا اور اس کے بعد سیرا کیوز کے قریب اپنے لشکر گاہ کو واپس آیا۔

محاصرے کا خاتمہ

(۳۳۰) بہتر ہوگا کہ محاصرے کے تذکرے کو ہم جلد ختم کر دیں۔ شہر کے جنوب و مغرب میں ایک پہاڑی پر روما کا ایک لشکر گاہ تھا۔ اسی پہاڑی پر اولمپیم یعنی زیوس دیوتا کا مندر بھی تھا۔ یہی ایک مقام تھا جس کی زد میں جنوب سے آنے کے راستے تھے۔ اصل فوج شمال میں تھی اور بیڑے سے اس کا راست تعلق تھا۔ ۲۱۳ء کے ختم ہوتے ہوتے یہ معلوم ہو گیا کہ شہر کی رسد کے روکنے کی کوئی امید نہیں ہو سکتی کیونکہ کارگر ناکہ بندی ناممکن تھی اور فنیقی باربرداری کے جہاز رسد برابر پہنچاتے رہے۔ لیکن محاصرے سے دست بردار ہونے کے قبل مارسے لس نے یہ تدبیر کی کہ سیرا کیوز کے بعض شہریوں کو غداری پر آمادہ کرے اور ان کی مدد سے شہر پر قبضہ کرے۔ مگر یہ لوگ گرفتار ہو گئے اور قتل کر دئے گئے۔ اس کے بعد ہی روما کے ساحلی جہازوں نے ایک سفیر کو گرفتار کر لیا جو فلپ کے پاس جا رہا تھا۔ اس شخص کو واپس لینے کے لئے ایپی کائی ڈیس نے شمالی فصیل کے قریب رومیوں سے گفت و شنید کی۔ رومیوں میں سے ایک نے ایک موزوں موقع پر فصیل کی اونچان کا صحیح اندازہ کر لیا۔ مارسے لس کو ایک فرار شدہ سپاہی سے معلوم ہوا کہ شہر میں کوئی تہوار ہونے والا ہے۔ اس لئے اس نے اسے بنوا دیا اور چیدہ منتخب آدمیوں کو بھیجا کہ رسوں کی مدد سے فصیل پر چڑھ جائیں۔ تہوار کے سبب سے سیرا کیوز کے سنتری اپنے کام سے غافل ہو گئے تھے اس لئے اس تدبیر میں کامیابی ہوئی اور قبل اس کے کہ شہر کے باشندے بیدار ہوں ایپی پولے پر اس کا قبضہ ہو گیا۔ روما کے مورخوں نے بیان کیا ہے کہ پرو کانسل نے جب صبح کو سیرا کیوز کے شاندار اور آباد محلوں کو دیکھا اور اس کی گزشتہ عظمت اور رہبری و وفاشعاری کا خیال کیا تو اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور اسے افسوس ہوا کہ یہ شہر جلا دیا جائے گا۔ اس لئے اس نے اکرادینا کے سپرد کرنے کے متعلق شرطوں کو طے کرنا چاہا۔ مگر وہاں روما کے بہت سے فرار شدہ سپاہی موجود تھے جنھیں معافی نہ مل سکتی تھی۔ اسکے شرائط طے نہ ہو سکیں۔ مارسے لس ٹائی کا اور نیاپولیس کے درمیان مقیم ہوا۔ اس کے عقب میں یوریالس کا زبردست قلعہ تھا جس پر وہ قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ قلعہ کے افسر نے امداد سے مایوس ہو کر قلعہ اس کے سپرد کر دیا۔ ٹائی کا اور نیاپولیس نے پہلے ہی سے اطاعت قبول کر لی تھی۔ نہ تو قتل عام ہوا اور نہ آگ لگائی گئی مگر اہل شہر کا مال و اسباب باقاعدہ طور پر لوٹ لیا گیا اور شہر میں ہر طرف پہرے بٹھا دئے گئے تھے

باب
سیراکیوز کا سقوط

تاکہ کوئی بھاگ نہ جائے۔

(۱۳۳) روما کو سیراکیوز کی بحری ناکہ بندی میں کامیابی ہونے کی امید نہ تھی کیونکہ اس وقت بھی بندرگاہ میں ۹۰ قرطاجنی جہاز[1] موجود تھے ایک روز شب کو جب موسم خراب تھا تو بومل کار ۳۵ جہاز لیکر قرطاجنہ بھاگ گیا اور اطلاع کی کہ سیراکیوز کا سقوط بالکل قریب ہے۔ قرطاجنہ کی حکومت نے محصورین کو وقت پر مدد پہنچانے کی بہت کوشش کی ہمیو کراٹیس مغرب سے اپنی فوج لایا اور روما کی دونوں فوجوں پر بوقت واحد حملہ کر دیا مگر اس کی یہ کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ موسم خزاں میں سیراکیوز کی آب و ہوا اچھی نہ رہتی تھی اور قرطاجنہ کی فوج دلدلوں کے قریب خیمہ زن تھی۔ وبا نے اس فوج کا صفایا کر دیا۔ ان کے دیسی حلیف جو سسلی کے شہروں سے آئے تھے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ روما کی فوج اونچی زمین پر تھی۔ انھیں بھی بیماری سے نقصان پہنچا مگر اس قدر نہیں۔ اس کے بعد ہی بومل کار قرطاجنہ سے واپس آیا اور اپنے ساتھ ۷۰۰ بار برداری کے جہاز لایا[2] جن کی حفاظت کے لیے ۱۳۰ جنگی جہاز بھی تھے مارسے لس کے جہازوں کی تعداد اس قدر نہ تھی مگر وہ جنگ کے لیے مستعد تھا۔ لیکن بومل کار نے جنگ سے گریز کی اور بار برداری کے جہازوں کو افریقہ واپس کر کے خود ٹارینٹم چلا گیا۔ افراڈینا اور ٹی گیا کا سقوط اب بالکل قریب تھا شہر کے ان محلوں سے وہ خود اطاعت کی گفتگو کرنے کے لئے آئے مگر حسب سابق فرار شدہ سپاہی اس گفت و شنید میں مخل ہوئے شہر کے باشندوں اور اجیر سپاہیوں کے مفاد کے متضاد ہونے کی وجہ سے سخت ابتری پھیل گئی اس لئے روما کے سپہ سالار کو موقع مل گیا کہ ایک ہسپانی اجیر افسر مسمی میری کس کو آرٹی گیا کے حوالے کر دینے پر آمادہ کرے۔ اس تدبیر پر عمل کرنے سے روما کی سپاہ کو موقع مل گیا کہ افراڈینا میں بھی داخل ہو اس کے بعد تمام شہر نے اطاعت قبول کر لی شہر کے جن حصوں میں دولت مند لوگ رہتے تھے وہ پورے طور سے لوٹ لئے گئے اور کچھ کشت و خون بھی ہوا۔ اس کشت و خون میں ارشمیدس بھی مارا گیا جس سے مارسے لس کو بہت رنج ہوا۔ سیراکیوز کے مصائب ابھی ختم نہیں ہوئے تھے

---

[1] لیوی ۲۵، ۲۵، ۱۲۔

[2] لیوی ۲۵، ۲۵، ۲۷۔

کیونکہ رسد کی کمی کی وجہ سے قحط کا سلسلہ شروع ہو گیا لیکن روما کا جو امیر البحر[1] للی بے ایم میں مقیم تھا اس کی سرگرمی سے یہ مصیبت رفع ہو گئی۔ بومل کار کی کم ہمتی کے مقابلے میں اسکی جرأت قابل قدر ہے۔ اس نے افریقہ کے ساحل پر یوریش کی اور یوٹی کا کے بندرگاہ میں جو باربرداری کے جہاز تھے ان پر قبضہ کر لیا اس کے بعد اس نے آس پاس کے علاقوں کو لوٹ لیا اور ۳۰۰ جہاز غلہ اور دوسرے مال غنیمت سے بھر لایا جس سے سیراکیوز کی ضروریات پوری ہو گئیں۔

مقدونیہ اور ہسپانیہ

(۳۳۲) ۲۱۴ ق م کے آغاز میں فلپ شاہ مقدونیہ سے بھی جنگ شروع ہو گئی۔ پالی بیس کا بیان ہے کہ ہینی بال سے شرائط طے کرنے کے قبل ہی وہ ایک زبردست بیڑا ایڈریاٹک میں بھیج چکا تھا۔ مگر اسے معلوم تھا کہ یہ بیڑا قابل کار نہ تھا اس لئے روما کے بیڑے کے آنے کی خبر کے سنتے ہی جو غالباً غلط تھی وہ فرار ہو گیا۔ اب اس نے روما کے حلیفوں پر حملہ کرنا شروع کر دیا جو الیریا کے ساحل پر تھے۔ اس نے اوریکم پر قبضہ کر لیا اور اپولونیا کا محاصرہ شروع کر دیا۔ لیکن برنڈیسیم کا سپہ سالار پریٹر والیریس لالی وی نس فوراً ان حلیفوں کی مدد کے لئے پہنچ گیا۔ چند ہی روز میں اس پریٹر نے اوریکم پر پھر قبضہ کر لیا اور اپولونیا کے قریب شاہ مقدونیہ کے لشکر پر اچانک حملہ کر کے اس کے آلات محاصرہ چھین لئے فلپ کی فوج کے بیشتر حصہ کو اس نے قتل کر دیا یا قید کر لیا اور سمندر کی طرف اسے بھاگنے کا موقع نہ دیا۔ فلپ اپنے جہازوں میں آگ لگا کر خشکی کی راہ سے بھاگ گیا۔ کچھ روز کے بعد غالباً ۲۱۳ ق م میں اس نے لی سس پر قبضہ کر لیا اور الیریا میں اسے ضرور کامیابیاں بھی ہوئیں مگر اس کی ان کارروائیوں سے ہینی بال کو کوئی نفع نہ ہوا۔

ہسپانیہ میں بھی جنگ کا سلسلہ جاری تھا لیوی نے اس کو بیان کیا ہے مگر اس کا تذکرہ اس قدر الجھا ہوا ہے کہ وہ قرین وثوق نہیں۔ اس نے روما کی کئی فتوحات کا ذکر کیا ہے لیکن خود اس کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ان فتوحات کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں ہوا سال مابعد (۲۱۳ ق م) میں قرطاجنہ کی حکومت اور مغربی نیومیڈیا کے بادشاہ سائی فیاکس کے درمیان ایک نزاع پیدا ہو گئی جس سے روما کو خود افریقہ میں ایک

---

[1] اوٹاکی لیئش۔ لیوی ۲۵، ۳۱۔

باب ۲۵

حلیف مل جانے کی امید ہو گئی۔ بر اس بادشاہ اور برادران سی پیو کے درمیان سفارتی نامہ و پیام شروع ہو گئے اور روما کا ایک سنتوریو سائی فیاکس کے پاس بھیجا گیا تاکہ اس کی پیدل فوج کو روما کے نمونے پر مرتب کرے۔ قرطاجنہ مشرقی نیومیڈیا کے بادشاہ گالا کی طرف متوجہ ہوا جس کی فوج نے جو اس کے نوجوان بیٹے ماسانی سا کے زیر کمان تھی ایک فنیقی فوج کی شرکت سے سائی فیاکس کی فوجوں کو سخت خونریزی کے ساتھ شکست دی اور اسے مغرب کی طرف بھگا دیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ افریقہ میں روما کے لئے کامیابی کی کوئی صورت نہ تھی ہسپانیہ میں اس نے اجیر سپاہیوں کو بھرتی کرنا شروع کر دیا تھا جس سے کسی خاص تقویت کی امید نہ ہو سکتی تھی۔ معلوم نہیں کہ ہسپانیہ میں روما کی فوجوں میں کیا سقم پیدا ہو گیا مگر ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ مسلسل کامیابیوں اور فنیقی فوجوں کی موجودہ تعداد سے ناواقف ہونے کی وجہ سے برادران سی پیو اس خیال خام میں پڑ گئے کہ اگر وہ ایک زبردست کوشش کریں تو جنگ ہسپانیہ کا انجام روما کے موافق ہو گا۔ ۲۱۲ ؁ کے موسم سرما میں فوج کے انھوں نے اس قصد سے دو حصے کر دیئے کہ وقت واحد میں دشمن کی دونوں فوجوں کو تباہ کر دیں۔ لیکن روما کی ایک فوج کا مقابلہ ایک ہی وقت میں باضابطہ فنیقی فوج کے علاوہ ہسپانیوں کی ایک فوج سے بھی ہو گیا۔ روما کی فوج نے اس خطرے سے بچنے کے لئے دشمن کی صفوں کو چیر کر نکل جانے کی کوشش کی اور اس میں بالکل تباہ ہو گئی۔ ان کی تباہی کا باعث زیادہ تر نیومیڈیا کے سوار تھے جو ماسی نسا کے زیر کمان تھے مقتولین میں پبلیس سی پیو بھی تھا۔ اس کے بعد فنیقیوں کی پوری فوج نائیس کی فوج کی طرف متوجہ ہوئی جسے بے وفا کیلٹ ایری اجیر سپاہیوں نے اپنی قسمت پر چھوڑ دیا تھا نائیس بھی مارا گیا اور اس کے بہت سے سپاہی کام آئے۔ معلوم ہوتا تھا کہ ہسپانیہ میں روما کا اقتدار اب ختم ہو جائے گا اور اس کی سال بہ سال کی محنت اتفاقہ رائگاں جائے گی۔ لیکن ایک بہادر افسر لیوکیس مارکیس نے روما کی فوجوں کے باقی ماندہ سپاہیوں کو جمع کر لیا اور کمک کے آنے تک ابرو کے شمال کے علاقے میں اپنے قدم جمائے رکھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آخری جنگ کے بعد اس نے دشمن کی پیش قدمی کو روک دیا اور ان کے لشکر پر شب خون مار کر ان کے بہت سے آدمی قتل کر دیئے اس واقعے کے متعلق بہت سی روایتیں ہیں جس کی وجہ سے حقیقت کا انکشاف دشوار ہے۔

باب

البتہ ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ اس نے برادران سی پیو کی فوج کے باقی ماندہ سپاہیوں کو منتشر ہو جانے سے بچا لیا۔

ہینی بال کی پسپائی

(۳۳۳) ۲۱۲ء میں جنوبی اطالیہ کی جنگ کے مفصل حالات ہم تک نہیں پہنچے ہیں۔ غالباً سپاہ کی کمی کی وجہ سے ہینی بال کوئی زبردست کارروائی نہ کر سکا اور ممکن ہے کہ وہ ٹارین ٹم کی تسخیر کی تدبیروں میں مصروف ہو۔ گال سے زنگر وٹوں کے آنے کی اب بہت کم امید تھی کیونکہ اس کے لشکر اور پوندی کے علاقہ کے درمیان روما کی تین فوجیں آرمی نم لی کے نم اور لوکیریا میں موجود تھیں۔ اس کے اطالوی حلیفوں کے تیور بھی کچھ بدلے ہوئے تھے کیونکہ روما کے غیر متوقع طور پر سنبھل جانے سے ان بستیوں میں انتشار پھیل گیا تھا جنھوں نے روما کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ مثلاً آرپی (اے پولیا) پر ہینی بال کا قبضہ دو سال سے تھا اور موسم سرما اس نے اس مقام پر بسر کیا تھا۔ اس کے ۵۰۰۰ سپاہی یہاں تھے اور ۳۰۰۰ شہری بھی مسلح تھے۔ مگر ایک سربرآوردہ شہری نے شہر کے حوالے کر دینے کے متعلق روما سے نامہ و پیام کیا جس کی بنا پر روما کی ایک فوج قریب آ گئی اور باد و باراں کے طوفان میں فصیل پر رسوں کے ذریعے سے چڑھ کر شہر کے اندر گھس گئی۔ گلیوں میں دست بدست لڑائی ہوئی جس میں مقامی فوج روما سے مل گئی اور فنیقی محافظ فوج کے سپاہیوں نے بھی اپنے ہمراہیوں کی جان بخشی کے وعدے پر ان شہریوں کی تقلید کی۔ اس طور پر ایک مستحکم شہر ہینی بال کے قبضے سے نکل گیا اور اس کی فوج سے ۵۰۰۰ آدمی کم ہو گئے۔ اس کے بعد ہی اکیم پے نیا کے امرا کی ایک جماعت کے پو اسے نکل گئی اور روما کی اطاعت قبول کر لی آری می نم کے پریٹر کو بھی ایک فتح حاصل ہوئی جس سے گالیوں کی طرف سے جو خطرہ تھا وہ دفع ہو گیا جنوب میں برو ٹیم کی ایک یا دو بستیوں نے پھر روما سے ساز و باز کر لیا اور لوکانیا میں روما کو کچھ خفیف سی کامیابی بھی ہوئی۔ لیکن برو ٹیم میں فنیقی سپہ سالار ہینو نے روما کی ایک فوج کو قریب قریب تہ تیغ کر دیا۔ یہ فوج قزاقوں غلاموں وغیرہ کے ایک زبردست جتھے پر مشتمل تھی جسے روما کے ایک بدکردار سرمایہ دار نے بطور خود بھرتی کیا تھا۔ یہ شخص بہت بدنام تھا اور اس نے ٹھیکوں میں سلطنت اور اپنے شرکا کو دھوکا دیا تھا۔ اس قسم کے

---

[1] لیوی ۲۵، ۷، ۱۳، ۱، ۴۴، ۴، ۹۰ ۔

باب ۱۵

ایک اور بدمعاش کا بھی ذکر آئیگا اس قماش کے لوگوں کا وجود میں آنا روما کے مستقبل کے لیے امید افزا نہ تھا۔

روما کے معاملات

(۳۳۴) روما میں بھی بہت کچھ بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔ ۲۱۴؁ کے اواخر میں ایک ٹری بیون نے سنسروں سے ان کی گزشتہ کارروائیوں کی سختی کے بارے میں محاسبہ کرنا چاہا مگر اس کے باقی نو شرکائے عہدہ نے اس کارروائی کو روک دیا۔ تہوار منائے جاتے تھے۔ چار روز ناٹک کے تماشے ہوتے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تفریح طبع کے مشاغل میں ناٹکوں کو دخل ہو گیا تھا۔ ۲۱۳؁ میں بھی بعض فوق الفطرت واقعات کا ذکر ہے اور شہر میں آگ لگ گئی جس سے بہت نقصان ہوا۔ مگر اصل دقت توہمات[1] کے ایک سلسلے کے شروع ہو جانے کی وجہ سے تھی یعنی ایسی رسوم اور طریقہ ہائے پرستش کا رواج ہو گیا تھا جن کو روما سے تعلق نہ تھا۔ ممکن ہے کہ لوگوں کے دلوں میں یہ خیال جاگزیں ہو گیا ہو کہ روما کے دیوتاؤں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور میدان جنگ میں اسے کامیابی عطا نہیں کی تھی۔ شہر میں نجومیوں اور پیشین گوئی کرنے والوں کی کثرت ہو گئی تھی جن پر جہلا کو بہت اعتقاد تھا۔ ایڈیل بالکل بے دست و پا تھے مگر سال کے اوائل میں حاکم شہر نے سینیٹ کی مدد سے ان بے ضابطگیوں کو روکنے کی تدبیر کی جو ایک حد تک کارگر ثابت ہوئی۔ پجاریوں کی جماعتوں کی خالی شدہ جائدادیں پُر کر دی گئیں اور سال مابعد میں سردار پجاری کا انتخاب عمل میں آیا۔ پجاریوں کی جماعت کے پیرانہ سال ارکان کے مقابلے میں اس خدمت پر ایک نوجوان اور سرگرم شخص کا انتخاب ہوا۔ ممکن ہے کہ جس کا تعلق حالیہ بے ضابطگیوں سے ہو مگر اس کے متعلق ہمارے مقدمات محدود ہیں۔ ۲۱۲؁ کے حکام کے انتخاب میں پریٹروں میں ک۔ **کلاڈیس نیرو** کا نام ہے جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔ کرول **ایڈیلیوں** میں **پ کارنی لیس سی پیو** تھا جس نے زمانہ مابعد میں **افریکانس** کے نام سے شہرت حاصل کی اس کی عمر صرف ۲۲ سال تھی کم عمری کی بنا پر اس کے انتخاب کی مخالفت ہوئی مگر کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایڈیلیوں نے کھیل تماشوں پر بہت روپیہ صرف کیا اور روغن زیتون مفت تقسیم کیا۔ یہ بذل و نوال کی پہلی مثال تھی اور اس رواج کو مابعد

---

[1] لیوی ۲۵۔۱، ۶۔۱۲۔

باب ۲۵

میں بہت کچھ ترقی ہوئی۔ حکام کے رشتوں کی تقسیم میں صرف دو امور قابلِ ذکر ہیں یعنی دونوں عدالتی پریٹریاں ایک ہی شخص کے تفویض کر دی گئیں۔ اور چھوٹی فوجوں میں سے ایک بجائے پیسے نم کے اٹروریا بھیجدی گئی۔ پریٹریوں کے متعلق جو طرزِ عمل اختیار کیا گیا اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ جنگ کی وجہ سے عدالتی کام کم ہو گیا ہوگا اور فوجی کاموں کے لئے پریٹروں کی ضرورت تھی۔ اٹروریا میں فوج اس لئے بھیجی گئی کہ وہاں کے بعض شہروں کی وفاداری کی طرف سے شبہ تھا۔ لیوی[1] نے علاوہ حلیفوں کے لیجنوں کی تعداد ۲۳ بیان کی ہے۔ رنگروٹوں کے کافی تعداد میں بھرتی کرنے میں سخت دقت ہو رہی تھی اس لئے ان دیہاتی علاقوں میں جہاں شہریانِ روما آباد تھے، خاص حکام بھیجے گئے تاکہ ہٹے کٹے نوجوانوں کو فوج میں جبراً بھرتی کریں خواہ ان کی عمر مقررہ فوجی عمر سے کم کیوں نہ ہو۔

ٹھیکہ داروں کی فریب دہی

(۵۴۲) ایک سرکاری ٹھیکہ دار (Publicanus) پر فریب دہی کے الزام میں اس سال کے اوائل میں مقدمہ چلایا گیا جس سے عامۂ قوم کے جذبات برانگیختہ ہو گئے۔ ممالک بیرونی کی فوجوں کے لئے جو رسد جاتی تھی اگر وہ سمندر کے طوفانوں کی وجہ سے ضائع ہو جاتی تو اس نقصان کی پابجائی سلطنت کی طرف سے کی جاتی۔ مگر ٹھیکہ داروں نے اس سے ناجائز فائدہ اٹھانا شروع کر دیا۔ ان کی ترکیب یہ تھی کہ پرانے اور فرسودہ جہازوں میں کاٹھ کباڑ بھر دیتے اور انھیں سمندر میں ڈبو کر معاوضے کا مطالبہ کرتے اور کہتے کہ اس میں قیمتی مال تھا۔ ملزم مارکس پوسٹیومس پیرگینسس کی بھی خطا تھی۔ اس کا شریک پومپونیس ویئنٹانس دشمن کی قید میں تھا۔ ان کی چالوں کا علم سینیٹ کو سال ماقبل میں ہو گیا تھا مگر اس نے کوئی کارروائی نہ کی کیونکہ سرمایہ داروں سے چھیڑ چھاڑ کرنے کے لئے یہ موقع موزوں نہ تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ ان کا راز طشت از بام ہو گیا اور عوام کی ناراضی کی وجہ سے دو ٹربیونوں کو جرأت ہوئی کہ ان پر مقدمہ چلائیں۔ پوسٹومیس پر انھوں نے ایک زبردست جرمانہ عائد کیا جس کا اس نے مجلس قبائل[2] میں مرافعہ کیا۔ جب اس مجلس کا جلسہ قطعی رائے دینے کے لئے ہوا تو عامۂ قوم کا جوش

---

[1] لیوی ۲۵، ۳، ۴۔

[2] لیوی (۲۵، ۳، ۴) اس جلسے کو (Plebis concilium) خیال کرتا ہے مگر اس نے (Comitia) کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مجلس قبائل کا ایک باضابطہ جلسہ تھا۔

اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ خاطیوں کے دوستوں میں سے جو ٹری بیون تھے کسی نے کارروائی کو روک دینے کی جرات نہ کی۔ اس پر ٹھیکہ داروں کی جماعت اس میدان میں گھس پڑی۔ جو ٹری بیونوں کے اجلاس کے محاذی تھا جس سے بلوہ ہوگیا اور جلسہ منتشر ہوگیا۔ سینیٹ کا جلسہ فوراً ہوا اور اہل روما کے حقوق اور عظمت پر یہ جو ناقابل برداشت حملہ ہوا تھا اس کے خلاف زبردست تقریریں ہوئیں۔ دونوں پیروکاران استغاثہ نے اب جرمانے کی کارروائی کو چھوڑ دیا اور خاطی پر غداری (Perduellio) کا الزام لگایا۔ خاطی پر اب لازم تھا کہ یا تو گرفتار ہو جاتا یا اپنی حاضری کے لئے ضمانت پیش کرتا۔ مگر وہ فرار ہوگیا اور اس کے ضامنوں کو ضمانت کی رقم ادا کرنا پڑی۔ فوجداری کا مقدمہ تو اس طرح سے ختم ہوگیا مگر ابھی ایک اور کارروائی باقی تھی۔ دونوں ٹری بیونوں نے مجلس قبائل میں ایک قرارداد منظور کرادی جس کی رو سے ایک تاریخ مقرر کردی گئی کہ اس تاریخ پر پوسٹومیس آکر اپنی جوابدہی کرے اور بصورت عدم تعمیل وہ جلاوطن قرار دیا جائے۔ اس کی جائداد ضبط کرلی جائے اور قانون کی حفاظت سے خارج کردیا جائے۔ پوسٹومیس کی سزایابی کے بعد اس کے ان رفقا کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا جو نقض امن کے مرتکب ہوئے تھے اور انھوں نے بھی جلاوطنی اختیار کی۔ اس مقدمہ سے دو نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں یعنی اہل روما کسی نہ کسی طریقے سے خواہ وہ کیسا ہی بھدا ہو اپنے جذبات کو پورے طور سے ظاہر کرسکتے تھے اور ثانیاً ملزموں کے جلاوطنی اختیار کرنے کی سزائے موت کا طریقہ کالعدم ہوگیا تھا۔

سینیٹ کی سختی

(۳۳۶) اسی اثنا میں مارسیلس کے توسط سے کینی کے باقی ماندہ سپاہیوں کی ایک پر درد درخواست سینیٹ میں وصول ہوئی ان لوگوں کے دو خاص لیجن بنادئے گئے تھے مگر چونکہ ان کی تذلیل مقصود تھی اس لئے جنگ کے ختم ہونے تک ان سے سسلی میں روما کے مقبوضات کی حفاظت کا کام سپرد کیا گیا۔ سیراکیوز سے جب جنگ چھڑ گئی تو اس وقت بھی ان کو اس میں شرکت کا موقع نہ دیا گیا بلکہ حسب سابق ان سے اندفاعی کام لیا گیا۔ ان لوگوں کی درخواست تھی کہ انھیں میدان جنگ میں اپنا جوہر دکھانے کا موقع دیا جائے۔ مگر سینیٹ نے ان کو دوسرے سپاہیوں کے برابر قرار دینے سے انکار کردیا اور فیصلہ پروکانسل کے اختیار تمیزی پر چھوڑ دیا۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کردی کہ اگر ان کی خدمات سے کام لیا جائے تو اس صورت میں بھی وہ ان مراعات اور

باب ۲۵
امتیازات کے مستحق نہ ہوں گے جو بہادروں کو بطور صلہ یا انعام عطا ہوتے ہیں۔ اس واقعے کو سبق آموز بنانے کے لئے اس میں اس قدر رنگ آمیزی کی گئی ہے کہ تفصیلی واقعات پر یقین کرنا دشوار ہے۔ اس کے متعلق یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ معمولی سپاہیوں کے ساتھ اس قدر سخت سلوک کیوں ہوا جب کہ عہدہ دار مثلاً وارو اب تک اعلیٰ خدمتوں پر فائز تھے۔ سینیٹ اصل واقعات سے واقف ہوگی جو روایت میں مذکور نہیں ہیں۔ روما کے سیاسیات کی طرح فوج میں بھی شہریوں کی مساوات صرف برائے نام تھی۔ افسر زیادہ تر دولت مند خاندانوں کے افراد تھے اور خاص اثر رکھتے تھے جو معمولی سپاہیوں کو حاصل نہ تھا۔

ٹارینٹم
(۷۳۴۳) اس سال بھی متعدد فوق الفطرت واقعات ظہور میں آئے جن کے لئے خاص رسوم عمل میں لائی گئیں۔ شہر کی فصیلوں اور عمارات عامہ کی مرمت کے لئے خاص کمیشن مقرر ہوئے۔ لیکن اسی اثنا میں ایک وحشت ناک واقعہ ہوا یعنی جنوبی یونانی شہروں کی وفاداری کے لئے جو کفیل لے لئے گئے تھے انھوں نے بھاگنے کی کوشش کی مگر گرفتار ہوگئے اور شرمناک طریقے سے قتل کردیئے گئے۔ اس بے وقت سختی سے ٹارینٹم کی اس جماعت کو تقویت پہنچی جو شہر مذکور کو دھوکے سے ہینی بال کے سپرد کرنا چاہتی تھی۔ اس کے لئے فوراً سازش ہوگئی روما کی محافظ فوج کا عہدہ دار مارکس لیوئیس[1] اپنے فرائض سے غافل تھا اس لئے ایک روز شب کو فینیقی فوج ٹارینٹم میں داخل ہوگئی۔ روما کے سپاہیوں کی کئی جماعتیں قتل کردی گئیں لیوئیس پرخوری کی وجہ سے حرکت نہ کرسکتا تھا مگر اس کے ہوش و حواس کچھ باقی تھے اس لئے اس نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اسے قلعۂ شہر میں پہنچادیں۔ شہر پر تو ہینی بال کا قبضہ ہوگیا مگر قلعۂ شہر اس کی زد سے بچ گیا۔ یہ مستحکم مقام سیراکیوز کے جزیرہ آرٹی گیا کی طرح قدیم مستعمروں کا اصلی مسکن تھا اور ایک جزیرہ نما پر واقع تھا جس کی زد میں وہ تنگ نہر تھی جس سے اندرونی بندرگاہ باہر کی خلیج سے ملی ہوئی تھی۔ ہینی بال نے پہلے اس پر قبضہ کرنے کا قصد کیا مگر اسے ناکامی ہوئی اور اس کے بعد ناکہ بندی کا ایک پریشان کن سلسلہ شروع ہوگیا۔ ہینی بال ٹارینٹم کے بیڑے کو خشکی کی راہ سے اندرونی بندرگاہ سے سمندر تک کھینچ لایا۔ مگر تاہم روما کی

---

[1] لیوئیس میکاٹس (لیوی ۲۷، ۲، ۱۵، ۳، ۵، ۳۴، ۷۔ دسمرو De Seneet ہ غلط ہے) دیکھو پالی بیس ۸، ۲۶-۳۶ جو اسے گائیس کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ لیوی ۲۵، ۷-۱۱۔

باب ۳۵

محصور فوج کو امداد پہنچتی رہی۔ ہیراکلیا اور میٹا پون ٹم نے بھی ٹارین ٹم کی تقلید کی۔ میٹا پون ٹم کی محافظ فوج واپس بلالی گئی اور ٹارین ٹم کے قلعہ کے محصورین کی امداد کے لئے بھیجدی گئی تھوری ای ی نے بھی روما سے دست کشی کی اور وہاں کی ہزیمت خوردہ فوج سمندر کی راہ سے برنڈسیم روانہ کر دی گئی۔ ہینی بال کا اصل مقصود یہ تھا کہ ٹارین ٹم کے بندرگاہ پر اس کا پورا قبضہ ہو جائے مگر اس کا مقصد پورا نہ ہوا۔ معلوم نہیں کہ شہر پر قابض ہونے سے اسے کس حد تک نفع تھا۔ وہاں اسے ایک محافظ فوج رکھنی پڑی۔ ٹارین ٹم کے باشندوں نے اپنی آزادی کے برقرار رکھنے کی شرط کرلی تھی اور خراج دینے سے بھی انکار کردیا تھا۔ روما کے افسر غلے کے جہاز قلعۂ شہر تک پہنچا دیتے تھے جس سے ان کی محصور فوج کو رسد کی کمی نہ تھی۔

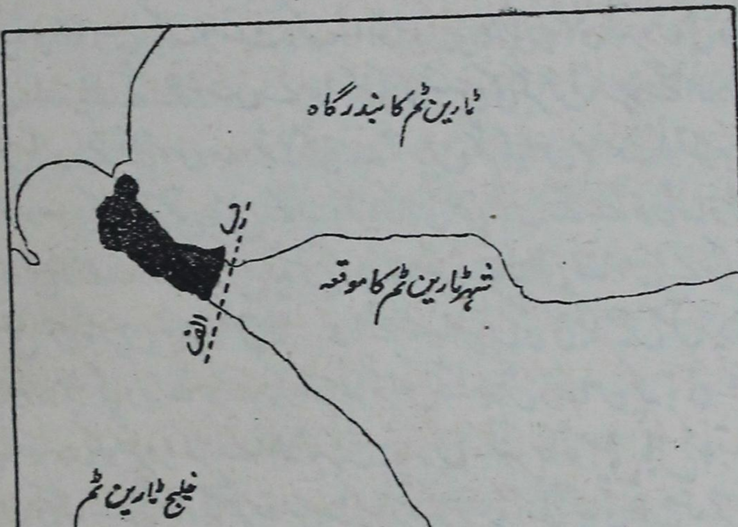

بیرونی خلیج کی حفاظت کے لئے دو جزیرے ہیں۔ اندرونی بندرگاہ کے قدیم داخلہ کے مقام پر ایک پل زمانۂ قدیم میں تھا جسے کھینچ سکتے تھے قلعہ شہر جس نگ بھرا ہوا ہے

الف ب کا خط مصنوعی نہر ہے جو پندرھویں صدی عیسوی میں بنائی گئی تھی اور اٹھارھویں صدی میں وسیع کردی گئی۔ اب اس میں بڑے سے بڑے جنگی جہاز جا سکتے ہیں۔ دیکھو نیسین Italische Laudes Kumde جلد دوم صفحات ۸۶۵-۸۷۰۔

باب ۵ مارکیس کی پیشین گوئیاں

(۳۳۸) سنہ ۲۱۲ میں ایک قدیم رومی یا لاطینی نجومی مسمی مارکیس کی پیشین گوئیوں کی اشاعت[1] سے ایک عام مذہبی جوش پھیل گیا۔ روایات میں اس شخص کا صرف نام ہی نام باقی ہے۔ مزید حالات معلوم نہیں ہو سکتے پیشین گوئیوں کا یہ مجموعہ سال ماقبل کی تحقیقات کے اثناء میں ملا تھا۔ اس کی قدامت مشکوک ہے اور یونانی اثرات اس میں پائے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے اپولو دیوتا کے کھیلوں کا رواج ہو گیا جس کا شمار روما کے تہواروں میں ہونے لگا۔

کپوا روما کی تہدیدیں

(۳۳۹) روما کا عرصے سے خیال تھا کہ کپوا کو خاطر خواہ سزا دی جائے اب اس کارروائی کی طرف پوری توجہ کی گئی تاکہ اطالیہ کے باغیوں اور ڈھل مل یقین لوگوں کو ایک سبق مل جائے۔ تیاریاں اس پیمانے پر کی گئیں کہ کامیابی میں کوئی شبہ رہ جائے۔ پٹیولی مستحکم کر دیا گیا۔ پٹیولی پر پھر قبضہ کر لیا گیا، وول ٹرنس ندی کے دہانہ پر ایک مستحکم گودام قائم کیا گیا جہاں اٹروریا اور سارڈی نیا سے سمندر کی راہ سے غلہ آتا تھا اور محاصرہ کن فوجوں کے لئے ایسے مرکز موجود تھے جہاں رسد کے ذخائر تھے۔ اہل کیمپے نیا کو اب پریشانی ہونے لگی تھی کیونکہ روما کی فوجیں ان کی کاشت میں حارج ہو رہی تھیں۔ ان کی منت و سماجت پر ہینی بال نے کچھ غلہ بھیجنا چاہا مگر اس کی حفاظت کے لئے بدرقہ کی ضرورت تھی۔ اس خدمت پر ہینو متعین کر دیا گیا اور بروٹیم سے بی نی وین ٹم بھیجدیا گیا۔ لیکن کانسلوں کو اس کی خبر لگ گئی۔ فل وئیس اپنی فوج لیکر پہنچ گیا اور اس کی بہادری سے فتح ہوئی۔ روایت میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے مگر اس میں شک نہیں کہ غلہ کپوا تک نہ پہنچ سکا شہر سخت خطرے میں تھا اور اس کا احساس سب کو تھا۔ لیکن اسی اثناء میں روما کو تین شکستیں خود اپنی حماقت سے برداشت کرنی پڑیں جس کی وجہ سے ناکہ بندی کا پورا انتظام بروقت نہ ہو سکا۔ ایک بے ایمان لوکانی کی غداری سے گراکس کمیں گاہ میں پھنس گیا اور اپنے آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مارا گیا اور اس کے آزاد شدہ غلاموں کی فوج جو اس پر فدا تھی کالعدم ہو گئی۔ مگر ان لوگوں کو پھر مجتمع کرنے کی

---

[1] لیوی ۲۵، ۱۲، دی میین یورن۔

بہت کوشش کی گئی۔ اس واقعے کے متعلق متضاد روایتیں ہیں مگر جو روایت بالعموم مقبول ہے اس میں بیان کیا گیا ہے کہ ہنی بال نے مقتول کانسل کی تجہیز و تکفین نہایت شاندار طریقے پر کی۔ روما کی فوجیں کے پوا کے قریب آ رہی تھیں اور کیم پے نیا کے سوار ان کے سدراہ ہو رہے تھے۔ روایتوں میں بیان کیا گیا ہے کہ اس موقع پر دو سورماؤں میں باہم جنگ ہوئی جن میں سے ایک خود ہنی بال تھا مگر اصل واقعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ روما نے محاصرہ اٹھا دیا اور اس کی فوجیں مختلف سمتوں میں منتشر ہو گئیں۔ لیکن ہنی بال کے واپس ہوتے ہی اس کی فوجیں پھر جمع ہو گئیں اور محاصرہ شروع کر دیا۔ ہنی بال ان جماعتوں میں سے ایک کا تعاقب کر رہا تھا کہ اسے خوش قسمتی سے دشمن کو زک دینے کا ایک اچھا موقع مل گیا۔ ایک سنتوری مسمی کین ٹے نیس نے جس کی فوجی خدمت کا زمانہ پورا ہو گیا تھا۔ درخواست[1] کی کہ اسے ایک علیحدہ فوج کا سرغنہ بنا دیا جائے۔ اسے زعم تھا کہ میں ہنی بال کو نیچا دکھا کر اس کی فتوحات اور روما کی ہزیمتوں کے راز کو آشکارا کر دوں گا۔ سینیٹ نے بلا سوچے سمجھے آٹھ ہزار آدمی اس کے سپرد کر دیے اور اس نے رضاکار بھی بہت سے جمع کر لیے مگر قبل اس کے کہ اس فوج کی تنظیم ٹھیک طور سے ہو سکے شومیٔ قسمت سے ہنی بال اس کے مقابلے پر آ گیا اور اس کی فوج کو برباد کر دیا۔ مگر ایک اس سے بھی بدتر شکست[2] روما کی قسمت میں لکھی تھی۔ روما کی ایک فوج اے پولیا میں متعین تھی اس کے سپہ سالار (ہر بیڑا) نے یہ خیال کر کے کہ دشمن دوسرے مقامات میں مصروف ہے۔ اپنی فوج کو ڈھیل دیدی۔ مگر ہنی بال دفعتہً اس پر آن پڑا اور اسے ہرڈونیا کے قریب لڑنے پر مجبور کر کے اس کی فوج کو تہ تیغ کر دیا۔ اس طور پر چند ہی روز میں روما کی درجہ دوم کی دو فوجیں نیست و نابود ہو گئیں جس سے ظاہر ہے کہ ہنی بال کے کمال فن کا ابھی خاتمہ نہیں ہوا تھا۔

جنگ اور
تین شہر

(۲۱۰ ق م) لیکن اس وقت جنگ کا قطعی فیصلہ تین بڑے شہروں میں ہو رہا تھا سیرا کیوز کے سقوط کا ہم ذکر کر چکے ہیں جو اب بالکلیہ روما کے قبضے میں تھا۔ ٹارین ٹم میں

---

[1] لیوی ۱۵، ۱۹، ۹-۱۷-

[2] لیوی ۲۵، ۲۱-

باب ۵

قلعۂ شہر اور بندرگاہ پر روما کا قبضہ تھا اور شہر پر ہینی بال کا۔ کیپوا پر بالکلیہ ہینی بال کا قبضہ تھا مگر دونوں کانسلوں اور پریٹیر نیرو کے فوجیں اس کے قریب آتی جاتی تھیں۔ تین لشکرگاہ مختلف مقامات میں بنائے گئے اور ان لشکرگاہوں کو ملا دینے کے لئے ناکہ بندی کے باضابطہ خطوط جن میں خندقیں اور دمدمے بھی بنے ہوئے تھے۔ اہل شہر نے یورشیں کیں مگر پسپا کر دئے گئے۔ روما کے حکام نے ایک دن مقرر کر دیا جس میں جو اشخاص چاہیں بہ سلامتی اس شہر سے جا سکتے تھے مگر اس وعدے کو حقارت سے رد کر دیا گیا۔ محصورین نے ہینی بال کے پاس امداد کے لئے قاصد بھیجے جو اس وقت ٹارینٹم کے قلعہ شہر اور برنڈیزیم کے بے سود محاصروں میں مصروف تھا مگر اس نے وعدہ کیا کہ وہ بر وقت پہنچکر روما کی فوجوں کو حسب سابق منتشر کر دے گا۔ یہ پیام عین اس وقت پہنچا جب کہ ناکہ بندی کا حصار مکمل ہو گیا تھا۔

۲۱۱ء کے انتظامات

(۱۴۳) سنہ ۲۱۱ء کے انتخابات اور مختلف خدمات کے انتظامات حسب دستور کئے گئے۔ لیوی بیان کرتا ہے کہ اس سال ۲۳ لیجن تھے مگر اس نے شہر کے دو لیجنوں اور ہسپانیہ کے لیجنوں کو نظر انداز کر دیا ہے۔ سسلی کے سواحل اور بحیرۂ ایڈریاٹک میں کم از کم ۵۰ جنگی جہاز[1] تھے۔ ہسپانیہ کی طرف سے سخت تردد تھا یہ طے ہو چکا تھا کہ اس ملک کی جنگ کے لئے ایک جدید سپہ سالار مقرر ہو مگر اس کا فیصلہ کچھ روز کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔ سنہ ۲۱۲ء کے کانسل کیپوا کے سقوط تک اپنی خدمتوں پر بہ حیثیت پروکانسل بحال رکھے گئے نئے کانسل روما میں رکھ لئے گئے اور اپنے عہدے کی مدت کے اواخر تک انھیں اپنی فوجوں کی کمان کرنے کا موقع نہیں ملا۔ ہرڈونیا کی شرمناک شکست میں جو لوگ بچ گئے تھے وہ بھی ذلت کے ساتھ سسلی بھیج دئے گئے تا کہ جنگ کے اختتام تک وہاں کینی کے باقی ماندہ افراد کے ساتھ خدمات انجام دیں۔ لیکن ان کا نااہل سپہ سالار بچ نہ سکا اس شخص نے ایس فل ویس پر یہ الزام لگایا تھا کہ اس نے ضبط فوجی کو خراب کیا اور سب سے پہلے میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ ایک ٹری بیون[2] نے اس پر مقدمہ چلایا جس کی رو سے

---

[1] لیوی ۲۶، ۱، ۲۔

[2] لیوی ۲۶، ۲، ۳۔

اس پر جرمانہ ہوتا مگر مقدمہ کی سماعت کے دوران میں ایسے واقعات کا انکشاف ہوا جس سے لوگ سخت برافروختہ ہو گئے اور اس پر غداری کا مقدمہ قائم کیا گیا جس کی پاداش سزائے موت تھی مگر قبل اس کے کہ مجلس سنتوری اس کے مقدمے میں اپنی رائے دے اس نے جلاوطنی اختیار کی یہ شخص پروکانسل کوئن ٹس فلویس کا بھائی تھا جو روما آ کر اس کے لئے پیروی کرنے پر آمادہ تھا مگر سینیٹ نے دانشمندی سے اسے آنے کی اجازت نہ دی۔

کے پوا کا محاصرہ

(۲۱۱ ق م) روما کے سپہ سالار کئی مہینے سے کے پوا کا سخت محاصرہ کئے ہوئے تھے رسد بالکل ختم ہو چکی تھی۔ روما کے خطوط محاصرہ کے توڑنے میں ناکامی ہو چکی تھی، محصورین ہینی بال کے پاس بڑی دقت سے طلب امداد کے لئے ایک قاصد بھیج سکے ہینی بال کے لئے سخت دقت تھی کہ اسے ٹارین ٹم کے قلعہ شہر کا محاصرہ ترک کرنا پڑتا تھا مگر وہ مجبور تھا تمام اطالیہ کی آنکھیں اس پر لگی ہوئی تھیں، اپنے حلیفوں کو خطرے میں چھوڑ دینا، ناکامی کا اقبال کرنا تھا۔ کیم پے نیا کی طرف اس نے عاجلانہ کوچ کیا، مگر یہاں پہنچکر اسے معلوم ہوا کہ صورت حال بالکل متغیر ہو چکی تھی۔ روما کے محاصرے کی تعمیروں پر اس نے دھاوہ کرنے کی کوشش کی اور اہل شہر نے بھی دوسری طرف سے محاصرہ کرنے والوں پر دھاوا کیا۔ ایک روایت میں بیان کیا ہے کہ ہاتھیوں کی مدد سے اس نے فصیل میں ایک جگہ شگاف کر دیا مگر رومیوں نے مشعل جلا کر ہاتھیوں کو بھگا دیا اور اس مقام پر پھر قبضہ کر لیا یہ امر یقینی ہے کہ دھاوا کرنے میں ناکامی ہوئی اور حملہ آوروں کا سخت نقصان ہوا۔ اہل شہر بھی پسپا کر دیئے گئے ہینی بال سے یہ نہ ہو سکتا تھا کہ رومی کے پوا پر اس کی آنکھوں کے سامنے قبضہ کر لیتے اور وہ دم بخود اس مایوس کن نظارے کو دیکھتا رہتا۔ اس لئے اسے یہ سوجھی کہ روما پر دھاوا کر دے تو ممکن ہے کہ رومی گھبرا کر کے پوا سے اپنی فوجیں واپس بلا لیں۔ اس مہم کے لئے خاص تیاریوں کی ضرورت تھی اور محصورین کو بھی اس تدبیر کی اطلاع دینی ضروری تھی تاکہ وہ ہمت نہ ہاریں مگر فرار شدہ سپاہیوں کے ذریعے اس کی اطلاع فل ویس کو ہو گئی اور اس نے یہ خبر روما تک پہنچا دی۔ اہل شہر سخت پریشان ہوئے مگر سینیٹ نے پیرانہ سال فے بیس اور دوسرے اشخاص کی سرکردگی میں اپنے ہوش و حواس برقرار رکھے۔ اس مجلس عظمیٰ کے اجلاس ہر روز ہوتے تھے اور احکام جاری ہوتے تھے۔ دو کانسل اور حاکم شہر شہر ہی میں موجود تھے سینیٹ نے یہ طے کیا کہ کے پوا کا محاصرہ اٹھایا نہ جائے مگر پروکانسلوں کو اختیار دیا جائے کہ

باب ۵

اپنے حسب صواب دید روما کو مدد بھیجیں بشرطیکہ ناکہ بندی میں ڈھیل نہ پڑنے پائے۔ شہر روما کی حفاظت کا کافی انتظام تھا۔ رضا کاروں کے علاوہ شہر کے دو لیجن تھے اور اتفاق[1] سے کانسلوں نے چار یا کم از کم دو لیجن اور بھرتی کر لئے تھے جن کے افراد اپنے حلف کے مطابق عین اسی روز روما میں پہنچے جب کہ ہینی بال وارد ہوا۔ لیوی[2] نے ۱۲۰۰ نومیڈیوں کا ذکر کیا جو فینیقی فوج سے بھاگ آئے تھے۔ اسپے مین[3] کا بیان ہے کہ روما کے معرض خطر میں ہونے کی خبر سن کر فوکی نس جھیل کے قریب کی لاطینی نوآبادی (البا) کے دو ہزار آدمی کوچ کرتے ہوئے روما آئے اور شہر کی حفاظت کرنے والی فوج کی صفوں میں شریک ہو گئے۔ کے پوا سے پرو کانسل فل وِیس ۱۶,۰۰۰ منتخب سپاہیوں کے ساتھ پہنچ گیا اور روما کی فصیلوں کی مرمت بھی حال ہی میں ہوئی تھی غالباً ہینی بال کا یہ قصد بھی نہ تھا کہ روما پر حملہ کرے۔ کے پوا سے جب وہ روانہ ہوا تو اس نے بجائے روما میں بہ عجلت پہنچنے کے روما کی نوآبادیوں اور حلیف شہروں کی اراضی کو تاخت و تاراج کرنے میں زیادہ وقت صرف کیا۔ اس لوٹ مار سے اس کا مطلب غالباً یہ تھا کہ اہل روما مشتعل ہو کر جنگ پر آمادہ ہو جائیں اور حسب سابق ہزیمت اٹھائیں۔ لیکن رومیوں نے جنگ سے گریز کیا گو وہ روما کے تین میل کے اندر آ گیا تھا اس واقعہ یعنی روما پر ہینی بال کے دھاوے کے متعلق صدہا غلط روایتیں مشہور ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ اہل شہر نہایت پریشان ہو گئے تھے اور سینیٹ نے حد درجہ استقلال سے اپنا کام کیا۔ قدیم وقائع نگاروں نے جو سینیٹ کے رکن تھے اس روایت کو موثر بنانے کی کوشش کی ہے۔ مقرروں نے سبق آموز نتائج اخذ کرنے کے لئے فرضی واقعات کا اضافہ کیا ہے اور شاعروں کے لئے تو یہ ایک ایسا مضمون تھا جس کے پامال ہونے کا کبھی اندیشہ نہ ہو سکتا تھا۔ اصل واقعہ غالباً یہ معلوم ہوتا ہے کہ روما کا یہ جلیل القدر دشمن اس کے قریب آ کر واپس چلا گیا۔ اس کا قیام صرف چند روزہ تھا اور وہ دوسرے راستے سے لوٹ مار کرتا ہوا واپس گیا۔ کے پوا کے جو حالات اس نے سنے ہوں گے ان کے سننے سے اسے یقین ہو گیا ہوگا کہ اب اس کی امداد کی کوشش کرنا بے سود ہے اس محصور شہر کو اس کی

---

[1] پالی بیس ۶/۹ ۔

[2] لیوی ۲۶/۱۰/۵ ۔

[3] اسپے مین ہنی بال ۳۹ ۔

قسمت پر چھوڑ کر آگے بڑھ جانا ہینی بال کے لئے گویا اپنی ناکامی کا خود اقبال کر لینا تھا۔ میدان جنگ میں فتوحات اس کو حاصل ہوتی تھیں کیونکہ روما سے واپسی میں بھی اس نے اپنے تعاقب کرنے والوں کو ہزیمت دی تھی مگر اس کی کامیابیوں کا سلسلہ درحقیقت ختم ہو چکا تھا۔ جنگ کی رفتار نہایت سست اور وقت طلب تھی جس کے لئے اس کے پاس نہ تو کافی ذرائع تھے اور نہ اس کی فوج اس قسم کی جنگ کے لئے موزوں تھی۔ ریجیم پر یکایک پہنچکر اس پر قبضہ کر لینے کی نیت سے وہ عاجلانہ کوچ کرتا ہوا وہاں پہنچا مگر کچھ دیر ہو گئی جس سے وہ شہر اور اس کی بندرگاہ پر قبضہ نہ کر سکا۔ شہر کے باہر اسے کچھ مال غنیمت ملا اور کچھ لوگوں کو اس نے قید بھی کر لیا مگر اس سے کوئی دیرپا نفع نہ ہو سکتا تھا۔

کےپوا کا سقوط

(۳۴۴) کےپوا کے سقوط میں اب کوئی دیر نہ تھی۔ اہل شہر نے سینیٹ کے ارکان کو جمع ہونے پر مجبور کیا کیونکہ اس ہیبت کے وقت میں کوئی شخص ذمہ داری قبول کرنے کو تیار نہ تھا۔ بالآخر یہ طے ہوا کہ شہر کو حوالہ کر دینے کے لئے ایک وفد بھیجا جائے۔ سینیٹ کے چند ارکان نے اس خیال سے کہ روما سے ترحم کی امید نہیں ہو سکتی خوب کھایا پیا اور اس کے بعد زہر کھا لیا۔ شہر کے حوالے کر دینے کے بعد سینیٹ کے باقی ماندہ ارکان ٹیانم اور کالیس پابجولاں بھیجدئے گئے۔ پروکانسلوں[سلہ] میں اختلاف تھا کہ ان لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ اپیس کلاڈیس کا خیال تھا کہ روما کی سینیٹ کے احکام کا انتظار کیا جائے مگر فل ویس کو اندیشہ تھا کہ سینیٹ ان کے ساتھ ترحم کا برتاؤ کرے گی اس لئے اس نے بطور خود کارروائی شروع کر دی اور شب کو سواروں کے بدرقہ کے ساتھ ٹیانم چلا گیا۔ وہاں پہنچکر اس نے مقامی حاکم کو قیدیوں کو پیش کرنے کا حکم دیا اور انھیں تازیانے لگا کر قتل کرا دیا۔ اس کے بعد وہ کالیس روانہ ہوا۔ قتل کی کارروائی وہاں بھی شروع ہونے والی تھی کہ روما سے ایک سربمہر لفافہ اس کے پاس آیا۔ اس تحریر کے مضمون کو وہ سمجھ گیا اس لئے قیدیوں کو قتل کرنے سے قبل اس نے لفافہ نہ کھولا۔ اس قصے کے متعلق اور بھی روایتیں ہیں جن میں باہمی اختلاف ہے۔ اٹیلا اور کالاٹیا کے قصبوں نے بھی اطاعت قبول کر لی اور وہاں کی سینیٹ کے ارکان کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا۔ کیمپے نیا کے امرا میں سے اکثر قید

[سلہ] لیوی ۲۶، ۱۵۔

باب ۲۵

کردیے گئے، بعض مختلف لاطینی شہروں کے حکام کے سپرد کر دیئے گئے جہاں وہ بیماری اور کس مپرسی سے چند روز کے بعد مر گئے۔ شہریوں میں سے بیشتر غلام بنا کر فروخت کر دیئے گئے معلوم نہیں کس نے انھیں خریدا۔ اگر سسلی میں امن قائم ہو رہا تھا اور ممکن ہے کہ وہاں غلاموں کی مانگ ہو۔ کے پوا کے شہر اور علاقے کا جو حشر ہوا اس کے متعلق ہم اہل روما کو مورد الزام نہیں قرار دے سکتے کیونکہ ان کے طریقہ انتقام پر زمانہ حال کی انسانیت کے خیالات کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ فل وِیس کی بیدردانہ کارروائی سے روما کے حکام ناراض نہیں ہوئے کیونکہ وہ اپنے ہمسایوں سے بہتر نہ تھے اور اس کے علاوہ اپنی ہستی کو قائم رکھنے کے لئے باغیوں کو سخت سزا دینے کی ضرورت تھی۔ کے پوا کا شہر تباہ نہ کیا گیا کیونکہ ایسے زرخیز علاقے میں سکونتی مکانات اور دوسری عمارتوں کی ضرورت تھی اور کاشت کاروں کے لئے بھی ایسے مقامات کی جہاں وہ جمع ہو سکیں۔ روما کا یہ قصد تھا کہ یہ مقام آبادی کا مرکز تو رہے مگر اس کی قومی زندگی ناپید ہو جائے۔ مقامی حکام، مجالس اور سینیٹ سب کا وجود ختم ہو گیا اور عدالتی معاملات روما کے حکام کے سپرد کئے گئے جو خاص اسی غرض سے بھیجے جاتے تھے۔ اشتراک عمل کے تمام ذرائع کے کالعدم ہو جانے سے وہاں کے باشندوں سے یہ امید نہ ہو سکتی تھی کہ آئندہ متحد ہو کر کوئی کام کریں۔ یہ بھی تصفیہ کیا گیا کہ کے پوا کا تمام علاقہ اور اس کے ملحقہ شہر Ager cawpanus سلطنت روما کی ملکیت میں آجائیں۔ یہ علاقے ٹھیکہ داروں کو دے دئے گئے اور ان کے محاصل سے جمہوریہ کو زمانہ مابعد میں خاطر خواہ آمدنی ہوتی تھی۔ سنہ ۲۱۰ میں کے پوا کے بعض باشندوں نے یہ عذر کیا کہ بغاوت میں یا تو وہ شریک نہ تھے یا بیرون ملک تھے اور درخواست کی کہ ان کی آزادی برقرار رکھی جائے اور ان کی جائداد واپس کر دی جائے۔ ان میں سے بعض کی جائداد منقولہ واپس کر دی گئی اور غلامی سے بھی وہ بچ گئے لیکن بجائے کیم پے نیا میں رہنے کے وہ دوسرے مقامات کو بھیج دئے گئے اور قدیم باشندوں میں سے اس ضلع میں صرف غیر ملکی اور آزاد شدہ غلام رہ گئے۔ روما کی ان انتقامی کارروائیوں کو ہینی بال روک نہ سکا جس سے اہل اطالیہ اس کی طرف سے ضرور بدظن ہو گئے ہوں گے کہ وہ اپنے حلیفوں کی حفاظت سے قاصر ہے۔

نوجوان سی پیو ہسپانیہ میں

(۴۴۳) اب ہسپانیہ کی طرف پھر متوجہ ہوں گے۔ ابرو کے شمال کے علاقے میں اہل روما کے قدم ابھی تک جمے ہوئے تھے لیکن اس کے جنوب کے ضلع میں انھیں جو فتوحات

باب ۵

حاصل ہوئی تھیں وہ برادران سی پیو کے کام آنے کے بعد ان کے قبضے سے نکل گئیں۔ قرطاجنہ کا اثر غالب تھا اور ممکن ہے کہ انھیں اس سے بھی زیادہ کامیابی حاصل ہوتی بشرطیکہ ان کے سرداروں میں ہم آہنگی ہوتی۔ سینیٹ کو ہسپانیہ کا بہت خیال تھا اس لیے سنہ ۲۱۱ میں کے پوا کے سقوط کے بعد سینیٹ نے عارضی انتظامات کو ناکافی خیال کر کے پروپریٹر گایس کلاڈیس نیرو کو ایک منتخب فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ نیرو کو کوئی زبردست کامیابی[1] نہیں ہوئی البتہ ایک موقع پر وہ ایک ایسی چال چلا کہ ہاسدروبال اس کے پنجے میں پھنس گیا تھا۔ مگر وہ بھی تھا ایک عیار اس نے نیرو سے ہسپانیہ کے تخلیے کے متعلق فرضی نامہ و پیام شروع کیا اور اس طرح بچ نکلا۔ ہسپانیہ کی جنگ کی اس سست رفتار سے روما میں پریشانی ہو گئی تھی۔ اسی موقع پر ہسپانیہ کی کمان پر نوجوان سی پیو کے تقرر کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ یہ قصہ[2] فرضی واقعات سے مملو ہے جن کے تراشنے کی کوئی وجہ بھی سمجھ میں نہیں آتی۔ سپہ سالاری پر اس کا انتخاب مجلس عامہ کی نامزدگی پر ہوا مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس اہم کمان پر ایک ۲۴ سالہ نوجوان کا انتخاب کیوں ہوا اور اس انتخاب کو سینیٹ نے مجلس عامہ پر کیوں چھوڑ دیا جب کہ روما کے نبرد آزما سپہ سالار بھی اس کمان کو لینے سے گریز کرتے تھے مجھے یقین ہے کہ یہ خاندان کارنیلی[3] کے اثر کا نتیجہ تھا جو اس جنگ کی کمان جو اب موروثی ہو گئی تھی نوجوان سی پیو کو ملی اور یہ محض حسن اتفاق نہ تھا کہ یہ نوجوان فوجی ٹریبیون جو ایڈیل سے کسی اعلیٰ عہدے پر فائز نہ ہوا تھا۔ پروکانسلی کا درجہ مل گیا اور ایک ایسی فوج کی سپہ سالاری مل گئی جو سینیٹ کی راست نگرانی میں نہ تھی۔ لیکن اس کے متعلق اتنے افسانے مشہور ہو گئے ہیں کہ یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ کن وجوہ کی بنا پر سینیٹ اور عامۂ قوم نے ایک ناتجربہ کار عہدہ دار کا تقرر کر دیا۔

نوجوان سی پیو اور اسکے خصائل

(۳۴۵) نیا سپہ سالار کوئی معمولی آدمی نہ تھا۔ اس میں تقشف نہ تھا جو اہل روما

---

[1] لیوی ۲۶-۱۷-۱، اسپین (Iber) ۱۷-

[2] لیوی ۲۶، ۱۸، ۱۹ ایپروی مین لوبرن کا حاشیہ۔

[3] خاندان کارنی لیا کو عروج اس سے قبل ہی حاصل ہو چکا تھا اور اس کا ستارہ اقبال اس وقت نصف النہار پر تھا۔ اہنی (۴، ۱۸) نے ان کی مدح سرائی کی ہے اور ان کے سنگ مزار کے کتبات میں جو تفاخر ہے اس کو پسند کیا۔

باب ۲۵

کے خصائل میں سے ہے۔ اس کے دل میں درد تھا اس لئے وہ دوسروں کے جذبات اور خیالات کو خوب سمجھ سکتا تھا۔ اولوالعزمی کی وجہ سے اسے فکر رہتی تھی کہ لوگوں کو خوش رکھے یا کم از کم ان کے قلوب پر اپنا اثر ڈالے موقع کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیتا۔ جو کام کرتا برمحل ہوتا۔ جو بات کرتا حسب موقع ہوتی، لوگوں پر اس کا اثر بہت تھا۔ صرف حاسد مزاج اشخاص اس کے محاسن سے متاثر نہ ہوتے سپاہیوں پر تو اس کا اثر مقناطیسی تھا، دل و جان سے اس پر فدا تھے۔ مگر وہ اعلیٰ درجے کا ذہین یا طباع نہ تھا۔ فن حرب میں بھی اسے پورا کمال حاصل نہ تھا۔ غیر فوجی امور میں بھی اسے انتہائے عمر میں زیادہ کامیابی نہیں ہوئی کیونکہ اس میں اہل روما کا وہ ٹھوس پن نہ تھا جس پر ان کے تمدن کا دارومدار تھا۔ عنفوان شباب کے زمانے سے اس نے اپنی زندگی کو ایک راز سربستہ بنا رکھا تھا اور لوگوں سے میل جول بہت کم رکھتا تھا۔ کیپی ٹول کے جوو دیوتا کے مندر میں اکثر جایا کرتا تھا جس سے یہ مشہور ہو گیا تھا کہ دیوتا کی خاص نظر عنایت اس پر ہے مگر اس افواہ کی نہ تو اس نے تصدیق کی نہ تردید۔ یہ بھی مشہور تھا کہ اپنے باپ کی طرف سے وہ دیوتاؤں کی اولاد سے ہے مگر اس افواہ کی بھی اس نے تردید نہ کی۔ اس کی تربیت ایک جلیل القدر **پیٹری شین** خاندان کی روایات میں ہوئی تھی اس لئے وہ جمہوریہ روما کا وفا شعار شہری تھا۔ مگر اپنے زمانے کے نوجوانوں کے مقابلے میں اس کی تعلیم زیادہ وسیع تھی جس کی وجہ سے اس کے خیالات میں جدت آگئی تھی۔ اہل روما کی تنگ خیالی کو وہ پسند نہ کرتا مگر یہ یونانی تعلیم کا نتیجہ تھا۔ روما کے جدید خیال کے لوگوں میں وہ پہلا شخص ہے جو جنگی فتوحات اور ترقی مدارج پر قانع نہ تھے۔ جو علم دوست لوگ[1] اس کے ہم صحبت تھے انھیں یونانی ادبیات سے شغف تھا شاعر ای نیس کا وہ مربی تھا۔ کام کو وہ پسند کرتا تھا اور بیکاری سے گھبراتا تھا۔ اس زمانے کے اولوالعزم لوگوں کی طرح اسے بھی سکندر اعظم کے قدم بقدم چلنے کی خواہش تھی مگر روما میں کسی سکندر کی گنجائش نہ تھی۔

سی پیو ہسپانیہ میں

(۳۴۶) نوجوان پروکانسل مع جونیس سلانس کے ساتھ ہسپانیہ روانہ ہوا جو اس کا پروپریٹر اور مشیر تھا اور جس کا تقرر نیرو کی جگہ پر ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ۳۰ جنگی جہاز تھے اور کچھ فوج بھی تھی۔ اپنے حلیف اہل مسالیہ کے ہمراہ وہ اپنے صوبے میں صحیح وسلامت

---

[1] یہ وہ مشہور ”حلقہ سی پیو“ نہ تھا جو افریکانس کے گرد جمع ہو گیا تھا۔

پہنچ گیا اور آئندہ موسم بہار کی معرکہ آرائیوں کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔ حلیف قبیلوں میں اس نے اپنا اعتماد بڑھایا اور سپاہیوں کی ہمت افزائی کی جنھوں نے سال گزشتہ کے مصائب کے بعد دشمن کو آگے نہ بڑھنے دیا تھا۔ مارکیس کی خدمت کا بھی اس نے صدق دل سے اعتراف کیا۔ بالمختصر اس نے ہر شخص کی دل جوئی کی اور اس کی اس وقت ضرورت بھی۔ فینقی فوج بھی تین مختلف مقامات میں موسم سرما میں مقیم تھی۔

اس سال کے آخر کے قریب ٹارین ٹم[1] کا بھی کچھ حال معلوم ہوتا ہے۔ قلعۂ شہر کی ناکہ بندی کرنے کے لئے ایک قرطاجنی بیڑا سسلی سے آیا تھا مگر رسد اس سے قبل پہنچ چکی تھی اس لئے اس کے آنے سے اہل قلعہ کو کوئی زحمت نہ ہوئی۔ اہل شہر کو البتہ اس کی موجودگی سے ایک اور مصیبت ہو گئی کیونکہ غلے کی ضرورت بڑھ گئی جس کی درآمد میں اضافہ نہ ہو سکتا تھا۔ قرطاجنہ اگر چاہتا تو اس کمی کو دفع کر سکتا۔ کچھ روز تک ناکہ بندی جاری رہی مگر بالآخر قرطاجنہ کا بیڑا بے نیل مرام واپس گیا جس سے اہل ٹارین ٹم کو اطمینان ہو گیا۔

مارکے لس سسلی میں

(۲۱۱ ق م) اب ہم سسلی کی طرف رجوع ہوں گے۔ ۲۱۲ء میں سیراکیوز کے سقوط کے بعد مارکے لس نے بہت سختی سے کام لیا جو بالکل بے وقت تھی۔ اگر وہ شفقت و لینت سے کام لیتا تو اکثر شہر دل نے بطیب خاطر اطاعت قبول کر لی ہوتی لیکن اب بغیر ڈر یا دھمکی کے کوئی شہر اطاعت قبول کرنے پر آمادہ نہ تھا۔ فنون لطیفہ کے نادر نمونوں کو رومیوں نے اپنے قبضے میں کر لیا جو ان مقامات کے لوگوں کو بے حد شاق گزرا۔ سیراکیوز کی قومی عمارات میں جو مجسمات تھے وہ کمال فن کے نمونے تھے اور ان کی تعمیر میں خاص مصالح مضمر تھے۔ شہر میں یونانی الاصل لوگوں کی خاص تعداد تھی، ان کا تمدن بھی یونانی تھا اور فنون لطیفہ کے قدرداں تھے۔ اپنے قومی دیوتاؤں کی مورتوں، اپنے رئیسوں سورماؤں اور بہادروں کی یادگاروں یا یونانی صنمیات کی تصویروں سے ان کو خاص محبت تھی اور جن مقامات پر یہ نصب تھیں وہاں ان کی خاص موزونیت تھی۔ مارکے لس نے انھیں جمع کر کے روما بھیجدیا جہاں ان سے اولاً تو اس کے جلوس فتح اور پھر شہر کی زینت ہوئی۔ یہ ایک وحشیانہ فعل تھا مگر اس سے ایک نظیر قائم ہو گئی اور اس کے بعد فنون لطیفہ کے نمونوں کے متعلق روما

---

[1] لیوی ۲۶، ۲۰-۲۷، ۱۱-

باب ۶

کے سپہ سالاروں کا یہی طرز عمل رہا۔ سیراکیوز کے سقوط سے اطالیہ کی جنگ ختم نہ ہوئی۔ گو حکومت سیراکیوز کے دوسرے شہروں نے اطاعت قبول کرنے میں عجلت کی تاکہ فاتح سے اچھے شرائط پر صلح ہو سکے۔ ان میں سے ایک دو نے اس کے سقوط سے قبل اطاعت قبول کر لی تھی ان کو مارکے لس نے دوست قرار دیا اور دوسروں کو مفتوح دشمن۔ لیکن مغرب میں بغاوت کا سلسلہ ابھی تک قرطاجنہ کی کوششوں سے جاری تھا۔ فینیقیوں کا مستقر اگری گینٹم میں تھا اور ان کا سپہ سالار ہینو ایک فینیقی امیر تھا مگر جنگ کی روح رواں ایک لیبو فینیقی دوغلا مسمی میرٹی نیس تھا جو نیومیڈیا کے سواروں کی ایک جماعت کا افسر تھا اس کی یورشوں سے قرطاجنہ کی دھاک بیٹھ گئی جس کی وجہ سے دیہات میں روما کا مطلق اثر نہ تھا ہینو نے اس کی بہادری سے نفع اٹھایا مگر اس کی کافی عزت نہ کی جس کی اسے شکایت تھی۔ میوٹی نیس بھی دوسرے بہادر رسالے کے افسروں کی طرح ذکی الحس اور خود پسند تھا۔ دونوں کے باہمی حسد کی وجہ سے ہسپانیہ کی طرح سسلی میں بھی قرطاجنہ کو نقصان پہنچا۔ ہینو نے جب مارکے لس کا مقابلہ کرنے کے لئے ہی می راس ندی کی طرف پیش قدمی کی تو میوٹی نس چند بگڑے ہوئے نیومیڈیوں کو واپس بلانے کے لئے چلا گیا اور دوسرے نیومیڈیوں نے جو قرطاجنہ کی ملازمت سے ناخوش تھے۔ مارکے لس کو اطلاع کر دی کہ وہ جنگ میں شریک نہ ہوں گے۔ مارکے لس نے ہینو کو سخت نقصان کے ساتھ شکست دی اور سیراکیوز واپس ہو گیا جہاں اسے بہت کچھ کرنا تھا سنہ ۲۱۱ کے موسم گرما کے آخر میں وہ روما گیا جہاں اس نے اپنے جشن فتح کی زینت کے لئے کئی جہاز بیش قرار مال غنیمت اور فنون لطیفہ کے نمونوں سے بھرے ہوئے بھیج دیئے تھے۔ بہت سے ہاتھی بھی اس نے بھیجے تھے اور حکیم ارشمیدس کے آلات منجنیق جو اب مشہور ہو گئے تھے لیکن سسلی کی جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی تھی اور اس کے ناراض سپاہیوں کو غالباً یہ سن کر خوشی ہوئی ہو گی کہ اس بنا پر اسے پورا جشن فتح منانے کی اجازت نہیں دی گئی بلکہ اسے صرف (Ovatio) کا اعزاز حاصل ہوا۔ اصل واقعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ سینیٹ اپنی قوت کو محسوس کرانا چاہتی تھی کیونکہ اس کو خیال تھا کہ اس جنگ کی وجہ سے سپہ سالار اس کے قابو سے نکلتے جاتے ہیں

باب ۲۵

میری کس[1] ہسپانی کی طرح سے جن لوگوں نے اپنی جانوں کو خطرے میں ڈال کر غداری سے روما کی مدد کی تھی، انھیں بذل ونوال سے مالامال کر دیا گیا۔ اسی اثنا میں ایک فینقی بیڑے نے ایک تازہ دم فوج سسلی میں اتار دی جس کی وجہ سے پریٹر م۔ کارنی لیس سے تھے گس کو اپنے حلیفوں کی صیانت اور باغیوں کی سرکوبی میں سخت دقت ہوئی۔ لیکن سنہ ۲۱۰ میں مارسےلس کی خستہ حال فوج واپس بلائی گئی اور کانسل لائی وی نس ایک نئی فوج لیکر وہاں پہنچ گیا۔ مخالفوں کے باہمی اختلافات سے اسے کامیابی ہوئی۔ ہینو نے حسد کی وجہ سے میوٹی نیس کو کمان سے علیحدہ کر دیا تھا۔ اس لئے اس نے ایگری گینٹم کا ایک دروازہ کھول دیا جس سے روما کی فوجیں اس شہر میں داخل ہو گئیں۔ اس کے بعد قتل اور غارتگری کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ باغیوں کے سرغنوں کو تازیانے لگائے گئے اور اس کے بعد وہ قتل کر دیے گئے اور جو باقی رہے وہ غلام بنا کر بیچ ڈالے گئے۔ ان مظالم کے ساتھ اس شہر میں جو یونانی تمدن کا ایک شاندار مرکز تھا، روما کا تفوق بحال ہو گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ سسلی کے ۶۶ شہروں پر ابھی قبضہ نہیں ہوا تھا۔ ان میں سے ۴۰ نے فوراً اطاعت قبول کر لی، ۲۰ کو اہل شہر میں سے بعض نے غداری سے روما کے سپرد کر دیا اور صرف چھ پر دھاوا کر کے قبضہ کیا گیا۔ سسلی پر اب بالکلیہ روما کا قبضہ ہو گیا تھا اور اس جزیرے میں اس کا اب کوئی حریف باقی نہ تھا۔ میوٹی نس کو اس کی غداری کے صلے میں ایک گراں بہا انعام ملا[2] اور شہریت روما کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ سسلی کی بغاوتوں سے ہینی بال کو جو امید تھی اب وہ زائل ہو گئی۔

جنگ مقدونیہ

(۲۱۴ ق م) ہینی بال کو فلپ شاہ مقدونیہ کی حمایت کی بھی امید تھی۔ لیکن اس وقت یہ امید بھی بالکل موہوم تھی کیونکہ وہ خود مصائب میں مبتلا تھا۔ لائی وی نس نے جو بیڑے کا سپہ سالار تھا بحیرۂ ایڈریاٹک اور اس کے ملحقہ ساحل پر روما کا اثر جما رکھا تھا۔ سنہ ۲۱۱ میں اس نے جنگجو ایٹولیوں کو جنھیں مقدونیہ سے عناد تھا روما کا حلیف بننے پر راضی کر لیا۔ اس اتحاد میں یونان کی کئی چھوٹی مملکتیں بھی شامل ہو گئیں اور اٹالس شاہ پرگامم جو فلپ کی اولوالعزمیوں سے خائف تھا۔ تھریس اور الیریا کے بعض سردار بھی

---

[1] لیوی ۲۶، ۲۱-۱۲، ۱۳ -

[2] لیوی ۲۷، ۵-۶-۷ -

باب ۲۵

شریک ہو گئے۔ اس اتحاد کے قائم ہو جانے سے فلپ کے ہاتھ بالکل بندھ گئے اور وہ کسی صورت سے ہینی بال کی مدد نہ کر سکتا تھا۔ اگر وہ جنوب کی طرف پیش قدمی کرتا تو خود اس کی سلطنت پر اس کے ہمسائے حملہ کر بیٹھتے جو ہر وقت لوٹ مار اور اس سے انتقام لینے کے موقع کے منتظر رہتے تھے۔ جب وہ شمال میں قیام امن کے لئے متوجہ ہوتا تو اے ٹولی جنوب میں اس کے حلیفوں کو زک دے دیتے۔ بالمختصر روما نے ایک معمولی بیڑے اور سفارتی کارروائیوں سے اپنا مقصد حاصل کر لیا یعنی فلپ کو غیر جانبداری پر مجبور کر دیا۔ اس کے لئے کسی محنت شاق کی بھی ضرورت نہ تھی کیونکہ روما کے مسلمہ اصول کے برخلاف تھا کہ اس کے حلیف زیادہ طاقتور ہو جائیں اور قطعی فتح حاصل کریں۔

ترحم کی درخواستیں

(۹۴۳) سنہ ۲۱۲ اور سنہ ۲۱۱ کے موسم سرما میں روما میں چند قابل تذکرہ واقعات ظہور میں آئے۔ سنہ ۲۱۱ کے انتخابات سے مجلس[1] عامہ کی نااہلی کا پھر ثبوت ہو گیا۔ اس کی پہلی سنتوری نے کانسلی کے لئے دو شخصوں کے لئے رائے دی جن میں سے ایک قریب قریب نابینا تھا۔ انتخاب کے قطعی ہو جانے کے قبل اس نے عہدہ دار صدارت کنندہ سے تقریر کرنے کی اجازت حاصل کی اور چند مختصر الفاظ میں انتخاب کنندوں کو انکی احمقانہ حرکت پر متنبہ کر دیا۔ جونیر سنتوری نے پھر اپنی سینیر سنتوری سے مشورہ کرنے کے بعد رائے دی اور مارکےلس اور لائی وی نیس کے لئے رائے دی۔ ان دونوں کا انتخاب بالاتفاق ہو گیا۔ اپالو دیوتا کے اعزاز میں جو کھیل ہوتے تھے وہ جاری تھے مگر باقاعدہ سالانہ تہواروں میں ان کا شمار سنہ ۲۰۸ تک نہ ہوا۔ فوق الفطرت واقعات کا ظہور بھی ہوا اور ان کے دفعیہ کے لئے مقررہ رسوم ادا کی گئیں۔ پجاریوں کی جماعتوں کی خالی شدہ جائدادیں پُر کی گئیں۔ چند ہی روز کے بعد ایک نیا واقعہ[2] ہوا جو روما کی تاریخ میں بالکل نیا تھا اور جو زمانہ مابعد میں صوبہ داروں کے منسوبہ مقدمات کا پیش خیمہ تھا۔ اہل سسلی کا ایک وفد مارکےلس کی سختیوں کی شکایت کرنے کے لئے روما آیا اور کےپوا میں بھی ایک وفد فل وبیس کے مظالم سے دادرسی حاصل کرنے کے لئے تیار ہو رہا تھا۔ کوئی ایسی عدالت نہ تھی

---

[1] لیوی ۲۶، ۲۲ -

[2] لیوی ۲۶، ۲۹-۳۲ - دی سین بورن -

باب ۲۵

جس میں یہ لوگ دادخواہی کر سکتے اس لئے اُنھوں نے سینیٹ سے دادرسی چاہی جس کے ہاتھوں میں خارجی حکمت عملی کی باگ تھی۔ لائی ونس جب روما پہنچا تو کانسلوں نے ان صوبوں کے لئے قرعہ اندازی کی جو ان کے لئے مخصوص کر دئے گئے تھے۔ لائی ونس کے نام ہنی بال کا مقابلہ کرنے کا قرعہ نکلا اور سسلی کی بحری سپہ سالاری مارسے لس کے حصے میں آئی۔ سسلی کے سفیروں کو اس سے سخت مایوسی ہوئی اور اُنھوں نے روما کے امراسے داد فریاد شروع کی۔ بعض امیروں نے جنھیں مارسے لس سے حسد تھا کچھ ان کی ہمت افزائی بھی کی۔ مارسے لس کو تاریخوں میں صلح و آشتی کا نمونہ بیان کیا گیا ہے اس نے اپنے ہم عہدہ سے اپنی مفوضہ خدمت کو بدل لیا اور جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں ۲۱۰ق م میں لائی ونس سسلی میں سپہ سالار تھا۔ سینیٹ میں جب اہل سسلی کی درخواست پیش ہوئی تو اس کے ارکان نے یہ طے کیا کہ لائی ونس سے سفارش کی جائے کہ ان پر نظر ترحم رکھے مگر اس کے ساتھ ہی اُنھوں نے مارسے لس کے افعال پر پسندیدگی کا اظہار کیا۔ اہل کیم پے نیا کو بھی اپنے مرافعہ میں کامیابی نہ ہوئی۔ روما کی سینیٹ ایسی جماعت نہ تھی جو اس نازک موقع پر اپنے فتح یاب سپہ سالاروں کی تذلیل کرتی یا بغاوتوں کے فرو کرنے میں اُنھوں نے جو کارروائیاں کی تھیں ان کے حسن و قبح پر نظر کرتی۔ اہل کیم پے نیا کی درخواست کے لئے یہ زمانہ بھی موزوں نہ تھا کیونکہ اسی زمانے میں روما میں آگ لگ گئی تھی جس سے بہت نقصان ہوا۔ روما میں یہ عام خیال تھا کہ یہ فعل کیم پے نیا کے آتش زنوں کا ہے۔ اہل سسلی کے وفد کے سلسلے میں ایک نیا رواج شروع ہوتا ہے جسے عہد جمہوریہ کے اواخر میں اور ترقی ہوئی یعنی یہ اہل صوبہ جات کا توسل تھا۔ اس وفد کو جب مارسے لس کے فیصلوں کی تنسیخ میں ناکامی ہوئی تو انھیں اس کے غصے کے دفع کرنے کا خیال ہوا۔ مارسے لس نے اس کی جسارت کو معاف کر دیا اور ان کی درخواست پر ان کا مربی اور محافظ ہونا قبول کیا جس سے خاندان کلاڈیمی ای مارسے لی ان کا یہ حق پیدا ہو گیا کہ جب انکا کوئی معاملہ روما میں برائے تصفیہ ہو تو اس خاندان کے افراد ان کی ہر طرح سے مدد کریں۔ اسی طور پر دوسرے صوبہ جات نے بھی روما کے سر برآوردہ خاندان سے توسل کا سلسلہ قائم کر لیا۔

بحری تفوق

(۳۵۰) اس وقت سب سے اہم مسئلہ جہازوں کے لئے جہاز رانوں کے مہیا[۱] کرنے کا تھا

---

[۱] لیوی ۲۶، ۲۵، ۳۶۔

باب ۲۵

اس جنگ میں جو ایک وسیع خطۂ ملک پر پھیلی ہوئی تھی بحری معاملات میں سرگرمی نہایت ضروری تھی۔ قرطاجنہ اس طرف سے غافل تھا مگر روما کی سینیٹ نے محسوس کر لیا تھا کہ اس کے لئے انتظام کرنا نہایت ضروری ہے۔ اس کا خیال تھا کہ دشمن کی مختلف فوجوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ رکھا جائے اور خود اس کی فوجوں کو نقل و حرکت میں ہر طرح آزادی حاصل رہے اس کے موجودہ مقاصد یہ تھے کہ فلپ کو یونان میں اور ہاسدروبال کو ہسپانیہ میں مشغول رکھے ہینی بال کو بالکل یکہ و تنہا اور ضعیف کر دے، اپنے سواحل کو محفوظ رکھ کر بحری راستوں کو کھلا رکھے اور افریقہ کے سواحل پر وقتاً فوقتاً یورشیں ہوتی رہیں۔ یہ مقاصد ایسے نہ تھے جو بغیر ایک زبردست اور کارگر بیڑے کے وجود کے حاصل ہو سکتے مگر اس بحری فوج کیلئے ایک رقم خطیر کی ضرورت تھی اور خزانہ خالی تھا۔ آٹھ سال کی مسلسل تباہ کن جنگ سے روما کو کئی قیمتی سبق حاصل ہوئے تھے۔ مگر خزانہ بھی خالی ہو گیا تھا۔ ۲۱۴؁ کی طرح کانسلوں نے پھر یہ کوشش کی کہ خوش حال شہریوں کو حسب حیثیت جہاز رانوں کے مہیا کرنے پر مجبور کیا جائے مگر اس کی مخالفت ہوئی اور انھیں سکوت اختیار کرنا پڑا لیکن سینیٹ نے خود اس وقت ایثار سے کام لیا۔ لائی وِنس کی تحریک پر اس کے ارکان نے اپنا تمام روپیہ اور قیمتی اشیا سلطنت کے سپرد کر دیں اور ہر شخص نے صرف ایک قلیل رقم اپنے اہل و عیال کی ضرورت کے لئے رہنے دی ان کے اس ایثار سے ایکوائٹ اور طبقۂ ادنیٰ کے لوگ بھی متاثر ہوئے اور حب وطن کے جوش میں انھوں نے بھی سلطنت کی اس آڑے وقت میں دستگیری کی جس سے اس قدر روپیہ مہیا ہو گیا کہ نہ صرف جہازوں کے کھینے والے غلام خرید لئے گئے بلکہ ان کی تنخواہ کی سبیل بھی ہو گئی۔ لیکن مالی مشکلات میں اس سے کمی نہ ہوئی اور اسی وجہ سے غالباً ۲۱۰؁ میں سپاہیوں کی تعداد میں کمی کر دی گئی۔ لیوی نے صرف اکیس رومی لیجنوں کا ذکر کیا ہے اور حلیفوں کی تعداد میں بھی غالباً کمی ہو گئی تھی بیڑوں کو درست رکھنے کی سخت ضرورت تھی جیسا کہ حال ہی میں ایک ہزیمت[1] سے ثابت ہو چکا تھا۔ ٹارینٹم کے قلعہ شہر کے لئے غلہ اٹروریا سے آیا کرتا تھا کیونکہ ابھی تک سسلی میں جو قریب تھا زراعت کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا۔ مگر دونوں مقامات سے غلہ سمندر کی راہ سے آتا اور باربرداری کے جہازوں کے ساتھ جنگی جہاز رہا کرتے تھے۔ اس بیڑے کا

---

[1] لیوی ۲۶، ۳۹ -

باب ۲۵

مستقر ریجیم میں تھا مگر وہاں کے بہادر افسر کے پاس کافی جہاز نہ تھے۔ وہ حسب سابق باربرداری کے جہازوں کی حفاظت کر رہا تھا کہ ٹارین ٹم کے ایک بیڑے سے اس کا مقابلہ ہو گیا اور سخت جنگ کے بعد اس کے جنگی جہاز کچھ دشمن کے قبضے میں آ گئے اور کچھ ڈبو دیے گئے مگر غلّے کے جہاز بادبان لگا کر کھیتے سمندر میں چلے گئے اور اس طرح بچ گئے۔

یہ ایک سوء اتفاق تھا اور اب ان دقتوں کو دفع کرنے کا فوری انتظام کر دیا گیا کیونکہ اس کے بعد ہی ذکر آیا ہے کہ محصور قلعہ میں رسد پہنچ گئی۔ یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ اس طولانی جنگ میں بحری شکست روما کو قرطاجنیوں سے نہیں ہوئی بلکہ یونانیوں سے۔ اس کے بعد للی بے ایم کے بیڑے نے افریقہ کے ساحل پر دفعتہً یورش کی اور قیدیوں اور مال غنیمت کے ساتھ واپس آیا۔ حملہ آوروں کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ قرطاجنہ کا اب یہ قصد ہے کہ ہسپانیہ میں ہاس دروبال کو کمک بھیجے اور اطالیہ پر شمال کی طرف سے دوبارہ حملہ کرے۔ سسلی پر بھی یورش کرنے کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ مگر اس کا کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ البتہ ایک فینقی بیڑا سارڈی نیا میں پہنچا مگر مال غنیمت اتنا نہ ملا ہو گا کہ اس سے مہم مذکور کا صرفہ پورا ہو سکے اور جنگ کے عام نتیجے پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔

قرطاجنہ جدیدکا فتح ہونا

(۳۵۱) اب ہم ہسپانیہ کی جنگ کی طرف پھر متوجہ ہوں گے مگر اس کے واقعات کو صحت کے ساتھ دریافت کرنا سخت دشوار ہے کیونکہ تاریخوں میں متعدد غلطیاں ہیں اور خاندان سی پیو کی تاریخ لکھنے والوں نے واقعات کو مسخ کر دیا ہے اور اکثر فرضی امور درج کر دیے ہیں۔ البتہ چند نمایاں واقعات قابل وثوق معلوم ہوتے ہیں۔ سنہ ۲۱۰ کا موسم سرما سی پیو نے تیاریاں کرتے اور حالات دریافت کرنے میں صرف کیے۔ فینقی فوج کے تینوں سردار علیحدہ خیمہ گاہوں میں جنوب اور مغرب میں تھے اور ان میں سے کوئی قرطاجنہ جدیدہ سے دس دن کے کوچ سے قریب نہ تھا جہاں ان کا فوجی مرکز اور اسلحہ خانہ تھا۔ یہیں ان کا فوجی خزانہ بھی تھا اور وہ کفیل بھی تھے جو ہسپانیہ کے قبیلوں سے ان کی وفاداری کی ضمانت کے لئے لئے گئے تھے۔ محافظ فوج کمزور تھی اس لئے سی پیو نے سنہ ۲۰۹ کے موسم بہار میں اس شہر کی طرف کوچ کیا اور بیڑا بھی ساحل کے کنارے کنارے لائی لیس کے زیر کمان اس کی مدد کے لئے

---

[1] پالی بیس۔ ۱۰-۸۱-۲- لیوی ۲۶/۴۱-۵۱۔

چلا آیا۔ بندرگاہ کی طرف جو فصیل تھی ذرا کمزور تھی اس لئے دھوکا دینے کے لئے اس نے دوسری طرف کی فصیل پر دھاوا کیا۔ سی پیو نے خلیج کے جوار بھاٹے کے اوقات کو معلوم کرلیا تھا اس لئے اس کی فوج کی ایک جماعت پایاب پانی میں سے گزر کر ایک ایسے موقع پر پہنچ گئی جہاں حفاظت کا کوئی انتظام نہ تھا اور اس طور پر قرطاجنہ جدیدہ پر قبضہ کرلیا قبل اس کے کہ ہاس دروبال اور اس کے ہم عہدہ لوگوں کو اسکے معرض خطر میں ہونے کی خبر ہو۔ روما کو یہ خوب موقع ملا۔ ۱۸ جنگی جہاز ملے جو بیڑے میں شریک کرلئے گئے۔ بہت سے ہٹے کٹے آدمی بھی مل گئے جن سے جہازوں میں کھینے کا کام لیا گیا۔ ان لوگوں سے وعدہ کیا گیا کہ اگر ان کا کام اچھا رہا تو جنگ کے ختم ہونے پر وہ آزاد کردیے جائیں گے۔ ۶۳ باربرداری کے جہاز بھی بندرگاہ میں موجود تھے جن میں سے بعض میں ذخائر موجود تھے۔ اس طور پر غلہ اسلحہ لکڑی، فلزات، بحری سامان کا ایک لاجواب ذخیرہ سی پیو کے قبضے میں آگیا۔ شہر کے باشندوں میں افریقی اور ہسپانی تھے ان سے وعدہ کیا گیا کہ ان کی آزادی برقرار رہے گی بشرطیکہ وہ روما کی وفاداری پر قائم رہیں ہسپانی کفیلوں سے سی پیو نے خوب کام لیا۔ اس کی بدولت یہ لوگ سختیوں اور ذلت سے بچ گئے اور اپنے عزیزوں کے پاس واپس کردیے گئے جس سے متعدد زبردست قبیلے روما کے حلیفوں میں شامل ہوگئے۔ اسی کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے کہ سی پیو نے ایک حسین ہسپانی دوشیزہ کو قبول کرنے سے انکار کردیا جسے اس کے سپاہیوں نے اس کے لئے مخصوص کردیا تھا اس نے اس دوشیزہ کو اس کے والدین کے حوالے کردیا لڑکی کی نسبت ہو چکی تھی اس لئے اس نے جہیز کی رقم بھی اپنے ذمے لے لی۔ اس قصے[1] سے زمانہ مابعد کے سبق آموز مصنفین کو ایک خاص مضمون مل گیا اور "سی پیو کی عصمت" ایک ایسا مضمون تھا جس پر بہت کچھ خامہ فرسائی ہوئی ہے۔ لیکن جنگ کی طرف سے وہ غافل نہ تھا۔ شہر کی فصیلوں کو اس نے

---

[1] لیوی (۲۶، ۴۹) نے قرطاجنہ جدیدہ کی فتح کی روایتوں کے باہمی اختلاف کا ذکر کیا ہے مگر اس قصے کو اس نے بلا کم و کاست بیان کردیا ہے۔ پالی بیس کو اس واقعہ کا علم خاندان سی پیو سے ہوا ہوگا۔

روما کی انتہائی کوششیں

سے کام لے رہا تھا۔

(۳۵۳) روما کو اپنی ذات پر اعتماد ہو گیا تھا سائی فاکس شاہ نیومیڈیا سے دوستانہ نامہ و پیام ہو رہے تھے جس نے اس گفت و شنید میں خود پیش قدمی کی تھی سکندریہ کے بطلیموس وقت سے بھی دوستانہ تعلقات کی تجدید ہو رہی تھی۔ روما اس وقت مالی مشکلوں میں پھنسا ہوا تھا۔ پالی بیس[۵۱] کا بیان ہے کہ مصر کو سفارت بھیجنے سے مقصود یہ تھا کہ غلے کے بہم پہنچنے کا انتظام ہو۔ روما میں سخت گرانی تھی کیونکہ سسلی سے روما میں غلے کی درآمد ابھی شروع نہیں ہوئی تھی۔ فوق الفطرت واقعات کی اطلاعیں وصول ہوئیں اور ان کے متعلق حسب سابق کارروائی ہوئی۔ سنہ ۲۰۹ ق م کے انتخابات کے لیے ایک ڈکٹیٹر مقرر کرنے کے متعلق ایک نزاع[۵۲] ہو گئی تھی۔ لائی وینس سسلی سے حکام کی نامزدگی کے لیے بلایا گیا مگر اس نے آزادی انتخاب کا مطالبہ کیا جس پر سینیٹ راضی نہ تھی۔ ٹریبیونوں نے سینیٹ کی تائید کی جس سے یہ نزاع ختم ہو گئی۔ لائی وینس اپنے مستقر کو واپس چلا گیا اور یہ فریضہ اس کے ہم عہدہ مارکے لس کے سپرد ہوا جس نے سینیٹ کے حسب مرضی ک۔ فل وئیس کو نامزد کر دیا جس نے کپوا میں قتل عام کرایا تھا لیکن جب فل وئیس نے کانسلی کے لیے اپنی نامزدگی قبول کر لی تو دو ٹریبیونوں نے اعتراض کیا مگر ان سے یہ جرأت نہ ہو سکی کہ انتخاب کی کارروائی کو روک دیتے۔ امر مابہ النزاع سینیٹ میں پیش ہوا جس نے ڈکٹیٹر کے موافق فیصلہ کیا اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ سلطنت روما میں اس وقت سینیٹ کو پورا اقتدار حاصل تھا سینیٹ کے لیے اس وقت کام کی کمی نہ تھی بہت سے مذہبی معاملات طے ہوئے پجاریوں کے خالی عہدے پر کیے گئے کھیل تماشے دکھائے گئے اور فوق الفطرت واقعات کی نحوست دور کرنے کے لیے خاص رسوم ہوئیں سسلی اور ہسپانیہ سے جو امید افزا خبریں آ رہی تھیں ان پر سینیٹ نے خوشی کا اظہار کیا مگر ہانی بال کے حملے کی خبر سے اسے پریشانی ہوئی لائی لیس قرطاجنہ کے معزز قیدیوں کو لے آیا تھا اسے حکم دیا گیا کہ فوراً اپنے صوبے کو واپس جائے سپی پیو اور سیلانس تا حکم ثانی اپنے عہدوں پر برقرار رکھے گئے اور ہسپانیہ کی فوج کے ملبوسات کے لیے غلاموں کی آزادی کی فیس کی اندوختہ رقم[۵۳] سے کام لیا گیا۔ اسی رقم سے پرو کانسلوں کے لیے ضروری سامان مہیا کیا گیا ان پرو کانسلوں میں سے مارکس جنوبی اطالیہ میں تھا۔ پ۔ سلپیسی لیس گال بیا سواحل ایڈریاٹک پر، وی ٹوریس فلو گال [illegible] فے بیس جو پانچویں مرتبہ کانسل ہوا تھا ٹارینٹم کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا۔ کانسل فل وئیس کو حکم تھا کہ بروشیم میں چھیڑ چھاڑ شروع کر دے۔ روما کا قصد یہ تھا کہ مارکے لس ہینی بال کو مشغول رکھے اور بوڑھا فے بیس ان مقامات پر

---

[۵۱] پالی بیس ۹، ۴۴۔ لیوی ۲۷، ۴، ۱۰۔ [۵۲] لیوی ۲۷، ۵، ۱۴۔ ۶، ۹۔ ۶-۲-۱۲

[۵۳] لیوی ۲۷، ۱۰، ۱۱-۱۳۔ فہرست مضامین دیکھو (Aerarium)

باب ۲۵

مستحکم کر دیا اور کارخانوں میں زرہ اور اسلحہ بہ تعداد کثیر بنائے گئے۔ فوج اور بیڑے کی اصلاح کی طرف بھی اسے توجہ تھی۔ جدید مفتوحہ علاقے کی حفاظت کا انتظام کر کے وہ ٹراکو موسم سرما بسر کرنے کے لئے چلا گیا جہاں کئی دیسی رئیس اس کے پاس آئے اور اتحاد کے متعلق ان سے گفت و شنید ہوئی۔ اب ہم ہسپانیہ کو چھوڑ کر پھر اطالیہ کی طرف متوجہ ہوں گے کیونکہ اطالیہ کی لڑائیوں میں کامیابی یا ناکامی کا دار و مدار ہسپانیہ کی معرکہ آرائیوں پر تھا۔

ہینی بال کا اضمحلال

(۳۵۲) جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا تھا اور جنگ کا سلسلہ طول کھینچتا تھا ہینی بال کی حالت مضمحل ہوتی جاتی تھی۔ سنہ ۲۱۲ میں بروٹیم کا ضلع اس کے قبضے میں تھا۔ باستثنا ریجیم اور ایک دو شہروں کے اے پولیا اور لوکانیا کے بعض حصے بھی اس کے زیر اثر تھے مگر اس کے حلیفوں میں اب یہ رجحان پیدا ہو گیا تھا کہ روما سے تعلقات پیدا کریں۔ سلاپیا دھوکے سے مارکےلس کے حوالے کر دیا گیا اور اس کی محافظ فوج جس میں نیومیڈیا کے ۵۰۰ بہترین سوار تھے قتل کر دیے گئے۔ دوسرے مقامات میں بھی یہی ہو رہا تھا بروٹیم میں بھی جہاں اسے قوت حاصل تھی ریجیم سے لٹیرے آ کر اسے پریشان کرتے تھے۔ یہ لوگ اجیر سپاہی اور سخت بدمعاش تھے۔ رومیوں نے سسلی میں ان کی جان بخشی اس شرط پر کی تھی کہ اطالیہ میں یہ خطرناک کام انجام دیں اور اس کے علاوہ اگر ہینی بال ان کا قتل عام بھی کر دیتا تو کسی کو پرواہ نہ تھی۔ اطالیہ میں اس کے لئے صرف یہی امید تھی کہ لڑ بھڑ کر اپنا رعب قائم کرے اور ممکن تھا کہ قرطاجنہ اپنے خواب خرگوش سے جاگتا یا ہسپانیہ یا مقدونیہ سے کوئی کمک آتی۔ اس لئے اے پولیا اور لوکانیا میں اس نے کچھ سرگرمی دکھائی مگر اس کی فوج کے دم خم اب وہ نہ تھے جو پانچ سال قبل تھے جبکہ اس نے روما کو نیچا دکھایا تھا۔ اس کے نبرد آزما سپاہیوں میں سے اکثر کام آ چکے تھے اور ان کے بجائے اس نے گالیوں اور اطالیوں کو بھرتی کر لیا تھا جو فن حرب یا بہادری میں ان کے ہم پلہ نہ تھے۔ قرطاجنہ سے جو کمک آئی تھی وہ کافی نہ تھی اور نہ ان میں ایسے سپاہی تھے جنھوں نے ٹراسی مین جھیل اور کینے کی جنگ میں شرکت کی تھی۔ اس لئے جنگ مابعد میں اسے مسلسل فتوحات حاصل نہ ہوئیں۔ تفصیل میں تو ضرور کچھ رنگ آمیزی ہے مگر اہم واقعات کی صحت میں زیادہ شک نہیں ہو سکتا۔ ہینی بال نے اے پولیا کی طرف کوچ کیا اور فل ویس سنٹمالی کو ہرڈونیا کی دوسری جنگ میں شکست دی اور اس کی فوج کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد اس کا مقابلہ نومسٹرو واقع لوکانیا میں مارکےلس سے ہوا۔ روما کی روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ اس جنگ میں دونوں حریف برابر رہے ہینی بال رجعت کرنے پر مجبور ہوا اور مارکےلس نے اس کا تعاقب کیا۔ غالباً اس کا مطلب یہ ہے کہ ہینی بال کو اس جنگ میں کچھ کامیابی نہ ہوئی مگر اس سے نفع نہ اٹھا سکا کیونکہ یہ ثانی ماہر فن جنگ اپنی ادنیٰ درجے کی فوج

قبضہ کرے جن پر قبضہ کرنا آسانی سے ممکن تھا۔ اٹروریا اور سسلی سے بھی وہ غافل نہ تھے۔ سسلی سے ۳۰ جنگی جہاز نے میس کی امداد کے لئے بھیجے گئے اور باقی لوٹ مار کرنے کے لئے روانہ کردئے گئے۔ ۲۰۹ ق م کی معرکہ آرائی روما کی انتہائی کوشش تھی اور اصل مقصد یہ تھا کہ ہاس دروبال اور ہنی بال ایک دوسرے سے ملنے نہ پائیں روما کو اولاً یہ امید تھی کہ ہاس دروبال ہسپانیہ سے نکلنے نہ پائیگا اور ثانیاً اگر ٹارینٹم کا شہر ہنی بال کے قبضے سے نکل جائے تو ہنی بال کو اس ناکامی کا یقین ہو جائے گا اور وہ اطالیہ کا تخلیہ کردے گا۔ اس صورت میں ہاس دروبال یا تو آنے سے باز رہے گا یا بعد از وقت آئے گا مگر بارکاس کے بیٹوں (ہنی بال اور ہاس دروبال) کی وفاشعاری اور جرات سے روما کی یہ امید بر نہ آئی مگر اس سال کی جنگ وجدل سے بالآخر روما کو فتح ہوئی۔

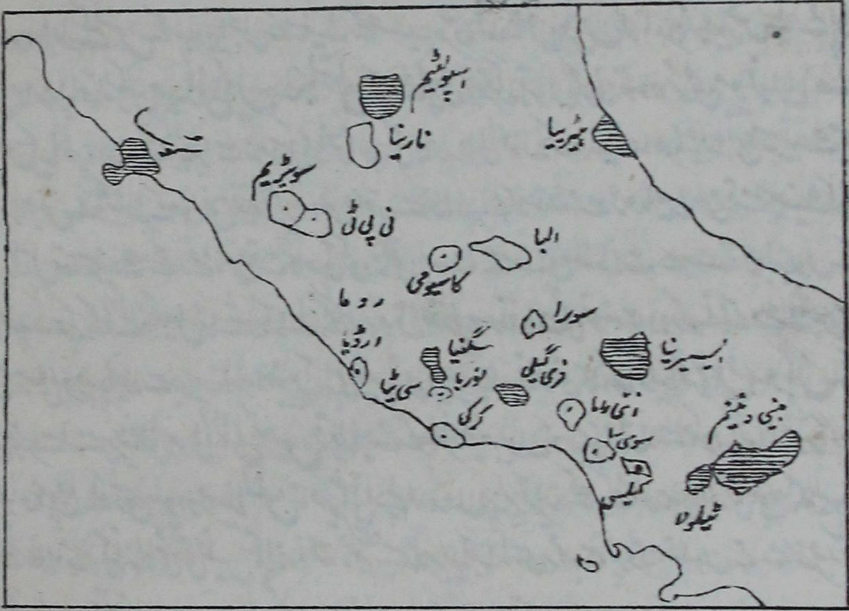
اسپولیٹیم
نارنیا
ہیڈریا
سوٹریم
نی پی ٹی
البا
کاسیومی
روما
سورا
اسیرنیا
اردیا
سگنیا
نوربا
فری گیلی
سی ٹیا
سرکی
انتی اما
سوی سا
بینی وینٹم
کیلیس
ٹیلوا

(اس نقشے میں روما کی قریب کی لاطینی نوآبادیاں ہیں۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جنھوں نے ۲۰۹ ق م کے نازک زمانے میں روما کا ساتھ دیا نقشے میں ان کے رقبوں میں خطوط کھینچ دیے گئے ہیں۔ باقی بارہ نوآبادیاں وہ ہیں جنھوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا ان کے حلقوں میں نقطے لگادیے ہیں۔ نقشہ بیلوخ کی کتاب (Der Italische Bund) سے ماخوذ ہے۔

باب ۲۵
لاطینی کی
نوآبادیوں
کی نافرمانی

(۴۵۳) لیکن عین اس وقت جب کہ تیاریاں مکمل ہو رہی تھیں روما کو ایک ایسا صدمہ پہنچا جس کے مقابلے میں سابق کے مصائب ہیچ تھے۔ ہرڈونیا میں جو فوج قریب قریب تہ تیغ ہو گئی تھی اس کے باقی ماندہ افراد اپنے پیش رووں کی طرح ذلت و خواری کے ساتھ سسلی بھیج دیے گئے تاکہ اس جزیرے کی حفاظت میں کینے کے یعبنوں کی شرکت بسوء اتفاق سے اس فوج میں زیادہ تر لاطینی نوآبادیاں کے حلیف داخل تھے جو سخت گیری سے عاجز آ کر علانیہ نافرمانی پر آمادہ[لہ] ہو گئے تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ جب نوآبادیوں سے فوج کے مہیا کرنے کا سالانہ مطالبہ ہوا تو ان میں سے ۱۲ نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ اب ہمارے ذرائع بالکل ختم ہو چکے ہیں اور ہم سپاہی یا روپیہ بہم پہنچانے سے معذور ہیں۔ ہنی بال سے شرکت کی انھیں خواہش نہ تھی مگر انھوں نے قصد کر لیا تھا کہ اطالیہ کی حفاظت میں اب شرکت نہ کریں گے۔ سینیٹ کو ان کے اس انکار سے سخت مایوسی ہوئی کیونکہ جیسا ہم بیان کر چکے ہیں جنگ حالیہ میں ان کی خدمات روما کے لئے نہایت مفید ثابت ہوئی تھیں۔ انھیں کی غیر متزلزل وفاداری سے ہزیمتوں کے تیرہ و تار زمانے میں بھی اطالیہ پر روما کا قبضہ برقرار رہا۔ لاطینی نوآبادیوں کے باشندوں کا شمار درجۂ اول کے حلیفوں میں تھا اور اگر یہ مشترک بار کے برداشت کرنے سے عاجز آ گئے تھے تو پھر معمولی حلیفوں سے کیا امید ہو سکتی تھی۔ مگر ان کی علیحدگی کی تلافی ایک حد تک یوں ہو گئی کہ ان ۳۰ لاطینی نوآبادیوں سے باقی ۱۸ اپنی وفاشعاری اور جنگ کا بار برداشت کرنے پر آمادہ تھیں۔ سینیٹ نے ان کا شکریہ نہایت گرمجوشی سے ادا کیا۔ دوسری ۱۲ نوآبادیوں کی اس حرکت سے فی الحال چشم پوشی کی گئی۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نوآبادیوں کے اس اختلاف عمل کی کیا وجہ تھی۔ ممکن ہے جو نوآبادیاں دور دور واقع تھیں مثلاً جنوبی اطالیہ میں یا پو ندی کی وادی میں وہ دوری کی وجہ سے یا اپنے یکہ و تنہا ہونے سے وفاداری پر قائم رہی ہوں۔ جو نوآبادیاں روما سے برگشتہ ہو گئی تھیں وہ اس کے قریب میں تھیں۔ مگر باقی ماندہ ۱۸ میں سے بھی بعض قرب و جوار میں تھیں۔ ممکن ہے کہ مختلف مقامات میں مختلف وجوہ سے مختلف نتائج پیدا ہوئے ہوں البتہ اگر یہ معلوم ہو سکتا کہ وہ سپاہی کن مقامات کے تھے جو وقتاً فوقتاً ذلیل کیے گئے۔

[لہ] لیوی ۲۷، ۹، ۵۔

باب ۲۵

تو ممکن ہے کہ اس معمّے کے حل کرنے کی کوئی صورت نکل آتی مگر اس کی کوئی امید نہ تھی۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ اس سال رنگروٹوں کی کمی کس طرح پوری کی گئی غالباً روما کے شہری زیادہ تعداد میں بھرتی کئے گئے ہوں۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال کی مردم شماری[1] کے سلسلے میں ان لوگوں کو سخت سزائیں دی گئیں جنھوں نے رسالوں میں خدمت انجام دینے سے گریز کیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ جن شہریوں کی جائداد ایک مقررہ رقم تک پہنچتی تھی ان کے لئے سواروں میں شامل ہونا لازمی تھا یعنی کوئی اس قسم کا طریقہ جاری ہو گیا تھا جو اواخر عہد جمہوری کے اکیوئٹ کی حیثیت (Census equester) کے مماثل تھا اور یہ کہ دولت مند شہریوں کو پیدل سپاہیوں کی صفوں میں لڑنا ناگوار ہو گیا تھا۔

ٹارین ٹم کا سقوط

(۳۵۵) ۲۰۹ق م میں اطالیہ کی جنگ کی رفتار روما کے حسب مرضی تھی ہینی بال سے میدان جنگ میں چھیڑ چھاڑ چلی جاتی تھی اور پیرانہ سال فے بیس ٹارین ٹم کے سر کرنے میں مشغول تھا۔ اے پولیا میں مار کے لس سے دو لڑائیاں ہوئیں جن میں سے ایک میں روما کو ہزیمت ہوئی اور دوسری میں فتح مگر ان کو تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ بروٹیم میں ہینی بال کے فوجی ناکوں پر بھی حملے کئے گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خونریزی کی وجہ سے ہینی بال کی فوج ناکارہ ہو گئی تھی مگر جب ہینی بال نے جنوب کی طرف کوچ کیا تو روما نے اس کی حلیفوں کو ورغلانا شروع کیا جو لوکانیا اور جنوبی سامنیم میں تھے۔ اکثر شہریوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور فینیقی محافظ فوجوں کو اس کے سپرد کر دیا۔ فے بیس اس اثنا میں خشکی اور سمندر دونوں جانبوں سے ٹارین ٹم پر حملہ کرنے کے ارادے میں تھا۔ سمندر کی طرف سے کسی مزاحمت کا اندیشہ نہ تھا۔ ٹارین ٹم کے بیڑے کا کہیں ذکر نہیں آتا فینیقیوں کا یہاں ایک بیڑا تھا مگر وہ ایٹولیا کی جنگ میں فلپ کی امداد کے لئے بھیج دیا گیا تھا۔ شہر کی حفاظت کا بھی کافی انتظام نہ تھا مسلح یونانی اہل شہر اس غرض کے لئے کافی نہ تھے اس لئے فینیقی سپہ سالار کارتھالو نے ہینی بال کے حسب الحکم اس شہر کی حفاظت کر رہا تھا بروٹیوں[2] کی ایک جماعت کو اس غرض سے رکھ لیا تھا معلوم نہیں

---

[1] لیوی ۱۲۲۷۔

[2] لیوی کا بیان ہے کہ ان بروٹیوں کو ہینی بال نے وہاں چھوڑ دیا تھا مگر اپیین کی روایت

ہینی بال نے یہاں ایک مختصر محافظ فوج رکھ چھوڑی تھی جیسا کہ اس نے غیر اہم مقامات کی حفاظت کا کافی انتظام کیا تھا۔ ممکن ہے کہ اگر اس نے وہاں زیادہ سپاہ رکھی ہوتی تو یونانی سرابنوہوں کو یہ ناگوار ہوتا۔ بہرحال اس کے وجوہ کچھ ہی ہوں مگر اس سے فے بیس کو آسانی ہوگئی۔ باب ۲۵

ٹری بیون کے سردار کو اس نے اس کی معشوقہ کے ذریعہ سے ہموار کرلیا جس کا تعلق ٹارینٹم کے ایک ایسے خاندان سے تھا جو روما کا بہی خواہ تھا اس شخص نے فصیل شہر کے اس حصے میں روما کی فوج کو داخل کرلیا جو اس کے زیر نگرانی تھا۔ عین اسی وقت جب کہ فصیل کے دوسرے حصوں پر حملہ ہورہا تھا۔ اس کی اس غداری سے شہر پر روما کا قبضہ ہوگیا۔ یونانیوں کے سرغنے لڑتے ہوئے مارے گئے اور اس کے بعد قتل عام ہوا حملے کے جوش میں بہت سے بروٹی بھی قتل ہوگئے کسی نے حسد سے یہ بیان[سلہ] کیا ہے کہ ان لوگوں کو قصداً قتل کیا گیا تاکہ یہ معلوم ہو کہ رومیوں کو کامیابی بہادری سے ہوئی تھی نہ کہ کسی غدار کی اعانت سے۔ اس کے بعد لوٹ مار کا سلسلہ شروع ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ۳۰۰۰۰ اشخاص غلام بنا کر بھیج دیئے گئے اور مال غنیمت میں بیشمار زر و سیم، مجسمات، تصاویر اور فنون لطیفہ کے بہترین نمونے تھے مجسمات کے متعلق روایات میں فرق ہے۔ ان میں سے بعض حسب حال چھوڑ دیئے گئے ممکن ہے کہ یہ فے بیس کی اعتدال پسندی کی وجہ سے ہو یا اس سبب سے کہ یہ مجسمے بھاری تھے اور اپنی جگہ سے منتقل نہ کئے جاسکتے تھے اور اس کے متعلق راویوں میں اپنے مختلف رجحانات کی وجہ سے اختلاف ہے۔

(۲۳ھ ۶) ہینی بال اس وقت اپنے جنوبی حلیفوں کی امداد کے لیے گیا تھا اور اسے امید تھی کہ وہاں سے فارغ ہونے تک ٹارینٹم کے لوگ اپنے شہر کی حفاظت کرسکیں گے مگر اس کے سقوط سے اس کی تدبیریں خاک میں مل گئیں اور وہ نہایت سرعت کے ساتھ دھاوا کرتا ہوا ٹارینٹم کی طرف روانہ ہوا مگر اس کے سقوط کے قبل پہنچ نہ سکا۔ اس ناکامی سے اسے مایوسی نہ ہوئی اور حیرت ناک عجلت کے ساتھ اس نے ایک دوسری کارروائی

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔

[سلہ] لیوی ۲۷، ۱۶، ۶ پلوٹارک فے بیس ۲۲۔ ممکن ہے کہ یہ خیال خاندان سی پیو کے کسی طرفدار مورخ کا ہو جسے فے بیس سے عناد تھا۔

شروع کردی یعنی ٹیرنٹیاپون ٹم کے یونانی شہر کے لوگوں کو اس نے اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ فےبیس کو دھوکا دینے کو اس سے اپنے شہر کے حوالہ کردینے کے متعلق نامہ و پیام کریں۔ یونانی کارپردازوں نے فےبیس سے وعدہ لیا کہ ایک تاریخ مقررہ پر وہ ٹیرنٹیاپون ٹم آئے گا مگر بدشگونی کی وجہ سے یا مزاج کا شگی ہونے کے سبب سے اس کے دل میں شبہہ پیدا ہوگیا اگر وہ ہینی بال کے پھندے میں آگیا ہوتا تو ٹارین ٹم کی فتح سے روما کو مطلق نفع نہ ہوتا جس کا ہم متعاقب ذکر کریں گے۔

(ج) سنہ ۲۰۸ تا سنہ ۲۰۱ ق م

(۳۵۷) ٹارین ٹم پر دوبارہ قبضہ کرلینے سے روما کی قوت کے مستحکم ہونے سے بہت مدد ملی اولاً اطالیہ میں اس کی پھر دھاک بیٹھ گئی اور اس کے باشندوں کو معلوم ہوگیا کہ روما کی آتش انتقام کو مشتعل کرنا خطرے سے خالی نہیں اور یہ کہ بغاوت کا انجام ان کے حق میں بہت برا ہوگا انھیں یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ہینی بال سے حفاظت کی کوئی امید نہیں ہوسکتی تھی کیونکہ وہ ٹارین ٹم کو محفوظ نہ رکھ سکا جو خشکی اور سمندر دونوں جانبوں سے کھلا ہوا تھا کےپوا اور سیراکیوز کا بھی یہی حشر ہوا تھا۔ اس لئے اب ہینی بال کو یہ امید نہ ہوسکتی تھی کہ روما کے اطالوی حلیف اس کے خلاف میں سرزنش کرنے کی جرأت کریں گے۔ ثانیاً اطالیہ پر سمندر کی راہ سے بھی اب حملہ کرنا اتنا ہی دشوار ہوگیا تھا جتنا کہ خشکی کی راہ سے۔ چھوٹی فوجیں تو اس رزم و پیکار کے لئے بیکار تھیں۔ بڑی فوجوں کو لاکر اتارنا اور چونکہ ملک ویران ہوچکا تھا ان کے لئے غلہ برابر مہیا کرنا سخت دشوار تھا اس کے لئے ضروری تھا کہ ایک اعلیٰ درجے کا بندرگاہ اس کے قبضے میں ہوتا اور ذخائر کے لئے ایک محفوظ مخزن ہوتا یہ بھی ضروری تھا کہ ہوائیں اور موسم موافق ہو۔ فلپ یا قرطاجنہ سے جس امداد کی امید تھی وہ بھی زائل ہوتی رہتی تھی۔ اسی لئے اب ہینی بال کی آنکھیں شمال کی طرف لگی ہوئی تھیں کہ اس کا بھائی ہاسدروبال ہسپانیہ اور گال سے فوجیں اس کی کمک کے لیئے لائے گا، مگر جب ہاسدروبال کو اپنے کار مفوضہ میں ناکامی ہوئی تو قرطاجنہ کی کامیابی کی کوئی امید باقی نہ رہی۔

(۳۵۸) قرطاجنہ جدید کا سقوط سنہ ۲۱۰ میں بیان کیا گیا ہے

ہاسدروبال اور سپیو

باب ۲۵

مگر لیوی[۵۱] کو بھی اس میں شک ہے اپنی معرکہ آرائیوں کے اثنا میں کسی زمانے میں سی پیو اپنی قوت کو مستحکم کرنے کے لئے طویل نامہ و پیام میں مشغول تھا۔ فی الجملہ یہ کارروائیاں سنہ ۲۰۹ سے متعلق معلوم ہوتی ہیں۔ ہسپانی قبیلوں کی تالیف قلوب میں اسے جو کامیابی ہوئی اس سے اسے سنہ ۲۰۸ کے اوائل میں جرأت ہوگئی کہ جنوبی ہسپانیہ کے وسط میں پہنچ جائے مشرقی سواحل پر فنیقی بیڑوں کا وجود نہ تھا اس لئے اس نے جہازوں[۵۲] کے ملاحوں کو مسلح کرکے اپنی کوچ کرنے والی فوج میں شریک کرلیا۔ اس معرکہ آرائی کا ہمیں صرف یہ حال معلوم ہے کہ ایک جنگ ہوئی جس میں رومیوں کو کامیابی کا دعویٰ تھا۔ لیکن یہ فتح قطعی نہ تھی جیسا کہ واقعات مابعد سے ظاہر ہوگا ہاس دروبال کا مقصد اصل میں یہ تھا کہ گال میں بہ سلامتی پہنچ جائے اور اس کے بعد اپنے بھائی سے جا ملے۔ روما کے مورخین کو بھی اقبال ہے کہ اس مقصد میں اسے کامیابی ہوئی جس کی اس کے پہلے ہی سے تیاری کرلی۔ اس نے اپنی فوج کو مجتمع کرلیا جس میں افریقی اور ہسپانی تھے اور روپیہ اور ہاتھی لیکر پیری نیز کے سلسلۂ کوہ کی طرف روانہ ہوگیا اور کسی مغربی درہ کے ذریعے سے اس کو طے کرکے گال پہنچ گیا اور موسم گرما گالی قبیلوں میں بسر کیا۔ جو اس کے طرفدار تھے۔ رومی فوج اس کے انتظار میں مشرقی ضلع میں پڑی ہوئی تھی اس طرح سے روما کا اصل مقصد فوت ہوگیا اور بارکاس کا دوسرا بیٹا بھی ہسپانیہ سے صحیح و سلامت چلا گیا اور اطالیہ پہنچنے کا اسے موقع مل گیا۔ زمانۂ حال کے تنقید کرنے والوں نے اس کا الزام سی پیو پر رکھا ہے اور ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہاس دروبال نے حربی چالوں میں اسے مات دی ہاس دروبال کو اپنے اصل مقصد میں کامیابی ہوئی اور اس کا ذکر ہم متعاقب کرینگے سی پیو کی آنکھیں افریقہ پر لگی ہوئی تھیں کیونکہ اس نے محسوس کرلیا تھا کہ جنگ کا فیصلہ اسی سرزمین پر ہوا تھا۔ نیومیڈیا کا ایک نوجوان شہزادہ اس کے ہاتھوں میں آگیا تھا۔ جس سے اس نے اپنا کام نکالا۔ اس نوجوان کو اس نے آزاد کرکے اس کے چچا ماسی نسا کے پاس بھیج دیا اور اس طور سے شاہ مذکور اور روما کے درمیان دوستانہ تعلقات کا

---

[۵۱] لیوی ۲۷، ۷، ۵، ۶ وی سین لورن اور فقرہ ۳۵۱ کتاب ہذا۔

[۵۲] لیوی ۲۷، ۱۷، ۶۔ پالی بیس ۱۰، ۳۵۔

اب ۲۵

آغاز ہوا۔ روما کے اکثر سربرآوردہ اشخاص اسے حسد کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اپنے مستقبل کے لحاظ سے اس عداوت کا خیال بھی رکھنا پڑتا تھا۔ اس کے ہسپانی تابعین[1] نے اسے بادشاہ پکارنا چاہا مگر اس نے جلسۂ عام میں اس اعزاز سے انکار کر دیا تاکہ روما میں اس کے اس فعل کی اطلاع ہو جائے۔ یہ روایت بھی خاندان سی پیو کے افسانوں کا ایک جزو ہے اور زمانۂ مابعد کے فصحا نے اس پر بہت خامہ فرسائی[2] کی ہے۔

ر کے لس

تحریر۔

(۲۵۹) جنگ کے طول کھینچنے سے عام پریشانی ہو گئی تھی جس کی مثال یہ ہے کہ ۲۰۹ ق م کے موسم سرما میں مارسیلس کی تذلیل کی کوشش[3] ہوئی۔ ہینی بال سے جو خونریز لڑائیاں ہوئی تھیں ان سے اس کی فوج بیکار ہو گئی تھی اور اسے آرام کی ضرورت تھی۔ ایک ٹربیون نے اس پر یہ الزام لگایا کہ وہ اپنی سہل انگاری سے جنگ کو طول دے رہا ہے اور تحریک کی ہے کہ اپنے اختیار سے سبکدوش کر دیا جائے۔ اہل اٹروریا کی مشکوک حالت سے البتہ اضطرار تھا بےچینی کا مرکز اریٹیم تھا۔ فوج بھیجنے کی دھمکی کا بھی کوئی اثر نہ ہوا اس لئے وہاں محافظ فوج رکھی گئی، اہل شہر سے کفیل لئے گئے اور مقامی بغاوتوں کو فرو کرنے کے لئے فوج کا ایک حرکت پذیر دستہ مقرر کر دیا گیا۔ وارو کی ان تدبیروں سے اٹروریا میں بغاوتوں کا اندیشہ نہ رہا۔ ۲۰۸ ق م میں منجملہ دیگر امور کے سپہ سالاروں کی خدمات کی توسیع بھی ہوئی اور انھیں حکم دیا گیا کہ ہینی بال کی طرف متوجہ ہوں۔ اس اثنا میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ قرطاجنہ سے ایک زبردست بیڑا آنے والا ہے اس لئے روما نے بحری معاملات کی طرف سرگرمی سے توجہ کی۔ مقدونیہ کی جنگ کے لئے موجودہ بیڑا کافی تھا کیونکہ روما کو بحری حلیف مل گئے تھے فینقیوں کی طرف سے اندیشہ تھا کہ وہ خود لکاب اطالیہ پر حملہ کر دیں گے۔ اس لئے سسلی کے بیڑے میں .. جہاز کم کر دئے گئے اور لائی ولنس کو حکم دیا گیا کہ افریقہ کے ساحل پر جہاں تک ہو سکے چلا جائے بحری جنگ کے ختم ہو جانے کی وجہ سے ہسپانیہ کا بیڑا بیکار تھا اس لئے اس کے پچاس جہاز

---

[1] پالی بیس ۱۰، ۴۰۔ لیوی ۵۰، ۲۷، ۱۹، ۳-۶۔

[2] لیوی ۲۷، ۲۰، ۲۱ و ی سین بورن۔

[3] لیوی ۲۷، ۲۲۔

باب ۲۵

ساردی نیا بھیجدئے گئے اور یہاں جہاز روما کے قریب اطالیہ کے ساحل کی حفاظت کے لئے رکھے گئے یہ بحری سرگرمی باوقعت تھی۔ کیونکہ سمندر پر تفوق حاصل کرنا نہایت ضروری تھا جس کی وجہ سے ہینی بال بالآخر بالکل یکہ وتنہا رہ گیا۔ سینیٹ میں بحث ہوئی کہ ٹارینٹم کے ساتھ کیا سلوک ہو مگر طے ہوا کہ امن قائم ہو جانے کے بعد اس کا تصفیہ ہو۔ تاریخوں سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی آزادی جاتی رہی۔ کے پوا کی طرح اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دینا مناسب خیال نہ کیا گیا کیونکہ یہ ایک اعلیٰ درجے کا بندرگاہ تھا۔ مذہبی معاملات کی طرف حسب سابق توجہ کی گئی۔ مارکے لس نے ۲۲۲ء کی گالی جنگ میں مارکے لس نے ایک مندر کے بنانے کی منت کی تھی، مگر اس کے نقشے میں کچھ ترمیم ہوئی اور اس کی تبریک کی رسم کے قبل ہی مرگیا۔ اس مندر کے قیام کے متعلق کچھ مذہبی شبہات تھے۔ فوق الفطرت واقعات کی نحوست دفع کرنے میں اس سال وقت ہوئی اور قربانیوں میں کامیابی ہوئی جس سے ہزیمت کا اندیشہ تھا۔ بیماری بھی بہت پھیلی ہوئی تھی اس لئے یہ طے ہوا کہ اپولو (صحت کا دیوتا) کے کھیل بجائے متفرق طور پر کرنے کے ہر سال ایک وقت مقررہ پر ہوا کریں۔

دونوں کانسلوں کی موت

(۵۴۶) کانسل ٹ۔ کوئنک ٹیس کرس پی نس نے لوکری پر پیش قدمی کر کے اس سال کی معرکہ آرائی کا آغاز کیا۔ لیکن ہینی بال کے قریب آجانے سے وہ فرار ہو کر اسے پولیا میں مارکے لس کے پاس چلا گیا۔ کانسل لڑنے کے لئے تیار تھے۔ ہینی بال جو موقع کا منتظر تھا ان کے مقابلے پر پہنچ گیا۔ اور روما کی فوج کے ایک دستے کا خاتمہ کر دیا جو لوکری کا پھر محاصرہ کرنے جا رہا تھا۔ کانسلوں کی بے صبری سے ہینی بال کو اچھا موقع مل گیا اور روما کے دونوں کانسل ایک مقام پر قبضہ کرنے میں جسے وہ خالی سمجھتے تھے پھندے میں پھنس گئے۔ اس کے بعد جو جنگ ہوئی مارکے لس تو کام آیا اور کرس پی نس بھی زخمی ہوا مگر اس کے ہمراہی اسے اٹھا لے گئے۔ کانسلوں کے ساتھ ۲۲۰ سوار[1] تھے ان میں سے فری گے لے کے بہ لاطینی تھے جو اپنے جنرلوں کی جان بچانے میں کام آئے۔ باقی اہل اٹرو ریا تھے جو فرار ہو گئے۔ تعجب ہے کہ

---

[1] لیوی ۱۷، ۲۶، ۲۷ - پالی بیس ۱۰، ۳۲ -

باب ۴

اٹروریا کے حلیفوں پر کیوں اعتماد کیا گیا جب کہ حال ہی میں ان سے غداری سرزد ہوئی تھی اور خود مارکے لس وہاں ۲۰۹ء میں وفد کے ساتھ بھیجا گیا تھا چونکہ یہ لوگ سوار تھے اسلئے لازماً دولتمند طبقے کے ہوں گے اور اپنے اپنے شہروں میں روما کی طرفدار جماعت سے تعلق رکھتے ہوں گے اگر اس دلیل کو تسلیم کر لیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ ان کا اپنے شہروں میں رہنا روما کے لئے زیادہ مفید ہوتا۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کانسلوں کے ہمراہی سواروں کے بدرقہ میں روما کے کوئی شہری نہ تھے۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ جو رومی بلحاظ اپنی جائداد کے سواروں میں ملازمت کے مستحق تھے وہ سب عہدہ داروں کا کام انجام دیتے رہے تھے اور چونکہ اکثر شہری بڑی بڑی فوجوں میں بھرتی کر دیئے گئے تھے اس لئے بدرقوں کے لئے بہت کم آدمی ملتے ہوں گے۔ کانسلوں کی ہزیمت کے تفصیلی واقعات میں بہت کم اختلاف ہے۔ اس کے ضمن میں ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا گیا ہے مارکے لس کی مہر کی انگوٹھی دشمن کے قبضے میں آ گئی تھی اس لئے کرس پی نس نے فوج کی حفاظت کا انتظام کرنے کے بعد فوراً اعلان کر دیا کہ جس حکم پر یہ مہر ثبت ہو اس کا لحاظ نہ کیا جائے۔ ہینی بال نے مارکے لس کی تجہیز و تکفین نہایت دھوم دھام سے کی مگر اس کی مہر سے اس نے کام نکالنا چاہا۔ اس نے ایک جعلی تحریر پر اس مہر کو ثبت کر کے مارکے لس کی طرف سے سلاپیا بھیجا جس میں لکھا ہوا تھا کہ میں آج تمھارے شہر میں پہنچا میرے استقبال کا پورا انتظام کیا جائے۔ اہل سلاپیا کو معلوم تھا کہ ہینی بال کو ان سے بغض ہے اس لئے انھوں نے احکام کی تعمیل کا وعدہ کر لیا مگر خود اپنے جال میں پھانسنے کی تدبیر کی۔ ان کی فصیل میں دو پھاٹک تھے جن میں سے باہر والے کو ادھر کھینچ سکتے اور گرا سکتے تھے۔ ہینی بال کی فوج کے جب ۶۰۰ سپاہی آ گئے تو اس دروازے کو انھوں نے گرا دیا اور پھر دوسرے روز ان پر اوپر سے پتھر وغیرہ گرائے جس کے صدمے سے وہ مر گئے۔ ہینی بال کو اس سے سخت نقصان ہوا کیونکہ اس کے پاس زیادہ فوج نہ تھی۔ ان ۶۰۰ آدمیوں میں روما کے وہ فرار شدہ سپاہی بھی تھے جنھیں اس نے اگلی صفوں میں اس لئے کر دیا تھا کہ ان کی لاطینی زبان سے اہل شہر

لہ لیوی ۲۷، ۲۸ -

باب ۲۲

دھوکے میں آجائیں۔ یہ لوگ لڑتے بھی سخت جانبازی سے۔ اس کے بعد اس نے پھر لوکری کی طرف کوچ کیا اور وہاں کا محاصرہ اٹھوا دیا اس اثنا میں سینیٹ کانسلوں کی بے سری فوجوں کی عارضی سپہ سالاری کے انتظام میں مصروف تھی۔ مارکے لس کا بہت ماتم ہوا اور اس کے ختم ہونے کے قبل ہی کرس پی سن کے انتقال کی اطلاع وصول ہوئی۔ اب جمہوریہ میں کوئی کانسل نہ تھا مگر کوس پی نس نے انتقال سے قبل کھیلوں کے انتظام اور سال آیندہ کے انتخابات کے عمل میں لانے کے لیے ایک ڈکٹیٹر مقرر کر دیا تھا۔

یونان کی جنگ

(۳۶۱) انتخاب اور رسد کی مشکلات کا ذکر کرنے کے قبل ہم اطالیہ کے باہر کی متفرق لڑائیوں کا ذکر کریں گے۔ سسلی[۱] کے بیڑے نے افریقہ کے ساحل پر یورش کی اور بے شمار مال غنیمت ساتھ لایا۔ یونان میں جنگ کا تباہ کن سلسلہ جاری تھا۔ عاقبت اندیش لوگوں کو معلوم ہو گیا تھا کہ اس باہمی جنگ سے یونان کی سلطنتیں سخت کمزور ہو گئی تھیں جس سے کسی غیر ملکی قوت کو نفع اٹھانے کا ضرور موقع ملتا روڈز اور کیوس کی بحری سلطنتوں نے بحار زرین میں مصالحت کرانے کی کوشش کی کیونکہ انھیں تجارتی مشاغل کی وجہ سے قیام امن کا خیال تھا۔ ایتھنز اور مصر نے بھی مصالحت کی کوشش کی کیونکہ وہ حالت موجودہ کے کسی تغیر کو ناپسند کرتے تھے لیکن ابھی مصالحت کا وقت نہیں آیا تھا دونوں فریقوں کو بیرونی امداد پہنچ رہی تھی فلپ کا طرفدار پروسیاس شاہ بتھینیا تھا اس کی اور ایک فنیقی بیڑے کی معاونت سے اسے امید تھی کہ بحیرۂ ایڈریاٹک میں اپنے دشمنوں کے بحری تفوق کو توڑ دے گا اے ٹولیوں کی معاونت کے لیے اب اٹالس شاہ پرگامم تھا اور روما کا بیڑا بھی تھا۔ بحالت مجموعی روما کے بیڑے نے نہ صرف بحیرۂ ایڈریاٹک بلکہ بحیرۂ یونان میں بھی اپنا تفوق قائم رکھا مگر خشکی پر شاہ مقدونیہ غالب تھا۔ اس کی سرگرمی پر تعجب آتا ہے اے ٹولیوں کو اس نے شکست دی اور یوبے یا کی طرف اٹالس کی پیش قدمی کو روک دیا پیلو پونی سس کے ساحل پر روما کے جہازوں سے ایک جماعت بغرض یورش اتر آئی تھی اس کو اس نے تہ تیغ کر دیا۔ یونانیوں کے جذبۂ قومی کو برانگیختہ کرنے کی بھی اس نے کوشش کی اور گو یونان کے معاملات میں روما

---

[۱] لیوی ۲۷، ۲۹، ۷، ۸۔

باب ۲۵

یا اٹالس کی مداخلت کی کسی کو خواہش نہ تھی مگر مصالحت کی تجویزیں جب اتحاد اکائی کے اجلاس میں پیش ہوئیں تو کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ ایلس میں اے ٹولیوں اور رومیوں کی ایک فوج کو شکست دیکر فلپ نے اپنے حلیفوں کی امداد کے لئے ایک چھوٹی سی فوج وہاں چھوڑ دی اور خود مقدونیہ چلا آیا جہاں حملہ آوروں کو دفع کرنے کے لئے اس کی موجودگی کی ضرورت تھی روما کا بیڑا اٹالس کے بیڑے سے بحیرۂ یونان میں جا ملا اور موسم سرما میں دونوں بیڑے اے جی نا میں تھے۔

لی ویس اور نیرو

(۳۶۲) کانسلوں کا انتخاب ایک نہایت ضروری کام تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ کلاڈیس نیرو بھی امیدوار تھا اور چونکہ وہ دور اندیش نہ تھا اس لئے لوگوں کا خیال تھا کہ اس کا شریک عہدہ کوئی محتاط آدمی ہو۔ اس لئے مارکس لی ویس جو زمانۂ مابعد میں سابی نے ٹر کے نام سے مشہور ہوا اور اپنے ہم نام مذکورۂ سابق کا عزیز تھا گوشۂ عزلت سے واپس بلایا گیا اور نیرو کے ساتھ کانسل منتخب ہوا۔ اس قصے[1] کو زمانۂ مابعد کے مصنفوں نے سبق آموز بنانے کے لئے اس میں بہت کچھ مبالغہ کیا ہے اور اس کے تفصیلی واقعات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اس روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ اس رومی امیر کو سنہ ۲۱۹ کی جنگ الیریا میں خیانت کرنے کی پاداش میں جرمانے کی سزا دی گئی تھی جس پر برافروختہ ہو کر وہ گوشہ نشین ہو گیا تھا کیونکہ وہ اس سزا کو نا انصافی پر مبنی خیال کرتا تھا۔ کانسل ہونا اسے کسی صورت سے منظور نہ تھا مگر بعض اوقات بدمزاج اور تند خو لوگ بھی ڈھب کے ہوتے ہیں۔ ایک اور دقت یہ تھی کہ لی ویس کے مقدمے میں نیرو نے اس کے خلاف شہادت دی تھی اور اس شہادت کو لی ویس نے خلاف واقعہ قرار دیا تھا۔ سینیٹ نے کوشش کر کے ان دونوں کو باہمی مخالفت کو بالائے طاق رکھنے پر اور فی الحال سلطنت کے فائدے کے لئے مل کر کام کرنے پر آمادہ کر لیا۔ یہ واقعہ نہایت غیر معمولی ہے اور یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ دونوں کے طرفدار مورخوں نے کسی حد تک غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ نیرو کو اب تک میدان جنگ میں کوئی نمایاں کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس نازک موقع پر اس کا انتخاب کیوں ہوا۔ بدقسمتی سے ہمارے ماخذ اکٹس

---

[1] لیوی ۲۷، ۳۴۔ فقرہ ۲۷۳۔ کتاب ہذا۔

باب ۲۵ کے عہد حکومت کے قبل کے نہیں ہیں جیسا کہ خاندان کلاڈی ای اور خصوصاً اس کی شاخ نیرو کو شہنشاہ مذکور سے توسل حاصل ہو گیا تھا جس کی وجہ سے خوشامدی[۵۱] مورخوں نے ان کی بہت تعریف کی ہے ہمارا خیال ہے کہ اپنی فوجی خدمات کے علاوہ اپنے خاندانی تعلقات سے بھی مدد ملی ہے اور یہ کہ سنہ ۲۰۷ کی عظیم الشان فتح میں جو اس کا حصہ ہے اسے زمانۂ مابعد کے راویوں نے خوب بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے۔

سنہ ۲۰۷ کے لئے تیاریاں (۳۶۳) موقع نہایت نازک تھا اور اس کا اہل روما کو کامل احساس تھا۔ سنہ ۲۰۸ کے موسم سرما میں نہایت احتیاط سے تیاریاں کی گئیں وفادار اہل مسالیہ نے اطلاع دی کہ ہاس در وبال گال میں موسم سرما بسر کر رہا ہے اور فوجیں بھرتی کر رہا ہے اور جیسے ہی برف کے گلنے سے کوہ آلپ کے درے کھل جائیں گے وہ اطالیہ میں پہنچ جائے گا اس اثنا میں مردم شماری بھی ہوئی تھی جس سے معلوم ہوا کہ شہریوں کی تعداد بہت کم ہو گئی ہے۔ معلوم نہیں کہ اس وقت جب کہ سلطنت کے کام کی بہت کثرت تھی، سنسروں نے اپنے طویل اور پیچدار انتظامات کس طرح کئے۔ مذہبی معاملات میں بہت وقت صرف ہوا کھیلوں قربانیاں مندروں کی رسم تبریک وغیرہ کا سلسلہ جاری تھا مذہبی جلوس بھی نکلے جن میں سے ایک میں لیویس اینڈرونکس[۵۲] کی لکھی ہوئی ایک نظم گائی گئی۔ مذہبی رسوم کی کثرت کی وجہ یہ تھی کہ اس پریشانی کے زمانے میں وہمی لوگوں کی تسکین کی ضرورت تھی سپہ سالاروں کے تقرر میں بہت احتیاط کی گئی اور انتظام کیا گیا کہ ہینی بال اور ہاس در وبال ایک دوسرے سے ملنے نہ پائیں۔ جنوب کا سپہ سالار نیرو مقرر ہوا اور شمال کا لیویس۔ دوسری چھوٹی چھوٹی فوجیں بھی تھیں۔ ایک ٹارین ٹم میں تھی اور دوسری اہل اٹروریا کی تخویف کے لئے وارو کے زیر کمان تھی اس وقت روما کے ۲۳ لیجن تھے، ان کے علاوہ لاطینی اور دوسرے حلیف تھے اس کے بیڑے بڑے بڑے اور کارآمد تھے، ان سب کو شمار کر کے روما کے قریب ڈھائی لاکھ سپاہی میدان جنگ میں تھے۔ ان میں سے نصف سے زیادہ غالباً اطالیہ میں تھے۔ لیکن ہینی بال کا خوف

---

[۵۱] دیکھو ہوریس۔

[۵۲] دیکھو فقرۂ ۲۶۲۔

باب ۲۵

رومیوں کے دلوں سے اب تک گیا نہ تھا اور ہاس دروبال سے ابھی انھیں سابقہ نہیں پڑا تھا فوجوں کی تعداد کی تکمیل کے لئے ہر گونہ کوشش کی گئی شہریوں[1] کی نوآبادیوں کے رومی میدانِ جنگ کی خدمات سے مستثنےٰ تھے مگر یہ قاعدہ عارضی طور پر منسوخ کر دیا گیا اور سوائے اوس ٹیا اور این ٹیم کے اس قسم کی تمام نوآبادیوں کے لوگ لیجنوں کی تکمیل کے لیے بھرتی کر لئے گئے ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ ہسپانیہ سے سی پیو نے گیارہ ہزار آدمی بھیجے جن میں زیادہ تر گالی یا نومیڈی اجیر سپاہی تھے مگر یہ روایت مشکوک ہے سپاہیوں کی اس قدر ضرورت تھی کہ کئی مرتبہ غلام بھی بھرتی کر لئے گئے دونوں بڑی فوجوں کو قابل کار بنانے کے لئے کانسلوں کو وسیع اختیارات عطا ہوئے تاکہ منتخب سپاہیوں کو ایک کور (فوج) سے دوسری میں منتقل کر دیں۔

ہاسدروبال
نیرو کا کوچ

(۳۶۴) گال این روسے آلپ کے پریٹر نے اسی اثنا میں اطلاع دی کہ ہاس دروبال اطالیہ کی طرف کوچ کر رہا تھا۔ اس کے ہمرکاب نبرد آزما ہسپانی اور غالباً افریقی سپاہی تھے جن پر اسے اعتماد تھا مگر اس کی فوج میں زیادہ تر حال کے بھرتی کئے ہوئے گالی تھے اور لیگیوریا کے پہاڑی گالی قابل اعتماد نہ تھے اور ایسے ہی لیگیوریہ بھی تھے گو وہ بہادر تھے۔ اس نے کوہ آلپ کو بغیر کسی وقت کے طے کر لیا اور پہاڑی قبیلے مزاحم نہ ہوئے کیونکہ انھیں معلوم ہو گیا تھا کہ ہاس دروبال سے انھیں کوئی خوف نہیں۔ اپنے دوستوں اور دشمنوں کے اندازے سے قبل وہ شمالی اطالیہ کے میدانوں میں پہنچ گیا۔ اے پین[2] کا قول ہے کہ اس کے ساتھ ۵۶۰۰۰ آدمی تھے۔ شومی قسمت سے بجائے آگے بڑھنے کے وہ پلاکین ٹیا کے محاصرے میں مصروف ہو گیا۔ اس نوآبادی پر رومیوں کا مستقل قبضہ تھا اور اب وہ ایک مستحکم قلعہ ہو گیا۔ ہاس دروبال کے ساتھ محاصرہ شکن آلات نہ تھے اس لئے اس نے اس شہر کی ناکہ بندی کرنے میں اپنا وقت بیکار ضائع کیا۔ اس کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے دو فوجیں موجود تھیں۔ لی ویس کی فوج کا مستقر آری می نم تھا اور دوسری فوج پریٹر پورسیس کی تھی جو کانسل کے ماتحت تھا۔ روما میں اس کے ورود کی وجہ سے سخت پریشانی

---

[1] لیوی ۲۷، ۴، ۳۔

[2] اے پین۔ ہینی بال ۵۲۔

باب ۲۵

تھی اور نیرو کو بھی ہینی بال کو جنوب میں مشغول رکھنے میں سخت دقت ہو رہی تھی لیوی نے لڑائیوں اور قرطاجنیوں کے سخت نقصانات کا ذکر کیا ہے مگر ان سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ جب ہینی بال کو بار بار شکست ہوئی تو پھر وہ جنوبی اطالیہ میں بروٹیم سے اپولیا تک کس طرح نقل و حرکت کرتا تھا۔ غالباً نقصان دونوں فریقوں کا ہوا اور چونکہ ہینی بال کے پاس کوئی مستحفظ فوج نہ تھی اس لیے اس نے نقصان کو زیادہ محسوس کیا۔ تعجب معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے بھائی سے ملنے کی کیوں نہ کوشش کی۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ اسے بروٹیم کی حفاظت کا انتظام کرنا تھا اور ثانیاً جب تک کہ اسے یہ ٹھیک نہ معلوم ہو کہ ہاس ڈروبال کہاں ہے وہ روانہ ہو سکتا تھا اس موقع پر قسمت[1] نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ ہاس ڈروبال پلاگینٹیا کا محاصرہ اُٹھا کر جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ اور روانگی سے قبل قاصدوں (گال اور نومیڈی) کے ذریعے سے ہینی بال کو مفصل حالات لکھ بھیجے مگر ٹارینٹم کے قریب رومیوں نے انھیں گرفتار کر کے نیرو کے پاس بھیجا دیا نیرو کے لئے یہ ایک نعمت غیر مترقبہ تھی اس لیے اس نے قصد کر لیا کہ ہاس ڈروبال پر فوراً حملہ کر دینا چاہیے ورنہ اگر وہ ہینی بال سے مل گیا تو ان پر غالب آنا پھر بہت دشوار ہو جائے گا۔ اپنی فوج کے بیشتر حصے کو ایک نائب کے تحت میں چھوڑ کر وہ آٹھ ہزار منتخب سپاہیوں کو لیکر روانہ ہو گیا۔ سینیٹ کو اس نے اپنے اس قصد کی فوری اطلاع کر دی اور ان کو ہدایت کر دی کہ شہر کی حفاظت کے لئے کیا تدبیریں اختیار کی جائیں اور اگر اسے ہزیمت ہو تو نقصانات کے دفعیہ کے لئے کیا انتظام کیا جائے۔ اس کی راہ میں جو مقامات پڑتے تھے وہاں قاصد بھیجدیے گئے تاکہ فوج کے لئے غذا تیار رکھی جائے اور تھکے ماندے سپاہیوں کے لئے گاڑی اور گھوڑے تیار رہیں یہ تمام انتظامات بخوبی مکمل ہو گئے ہینی بال کو اس کی تدبیروں سے دھوکا ہو گیا اور ملک اطالیہ میں سے اس ۰۰۰۸ ہزار سپاہیوں کی فوج کے گزرنے سے ایک عام جوش پیدا ہو گیا۔ اثنائے راہ میں ہزاروں رضاکار جوان اور بوڑھے فوج میں شریک ہو گئے اس لیے ہم اندازہ نہیں کر سکتے کہ جب نیرو سینا میں

---

[1] پالی بیس ۱۱/۱،۳ لیوی ۲۷/۴۳-۵۱۔

باب ۲۵

لی ویس کے لشکر میں پہنچا تو اس کے ساتھ کتنے آدمی تھے ۔ لی ویس نے اپنے لشکرگاہ کو وسعت نہ دی بلکہ نیرو کے سپاہیوں کو اپنے سپاہیوں کے خیموں میں بھر دیا تاکہ دشمن کو ان کے آنے کی خبر نہ ہو ۔ ہاس دروبال بھی قریب تھا مگر رومی پریٹر اس کی تاک میں لگا ہوا تھا اور اسے روکے ہوا تھا ۔ اب وہ ہٹکرلیبولیس کے قریب آگیا تھا ۔ رومی فوجوں کی صحیح تعداد مذکور نہیں اس لئے کوئی صحیح اندازہ نہیں ہوسکتا گو ہمارا خیال ہے کہ پچاس ہزار آدمی ہوں گے ۔ مگر یہ منتخب لوگ تھے جو اپنے وطن مالوف کے لئے سرفروشی پر تیار رہتے اور ایک مشترک ضبط فوجی کے تحت تھے ۔ ہاس دروبال کے ہمرکاب ممکن ہے کہ ۵۶۰۰۰ سپاہی ہوں مگر یہ لوگ اوسط درجے کے بھی نہ تھے ۔ صبح کو اسے آثار برے نظر آنے لگے اور صبح کو لی ویس کے خیمہ گاہ سے دو بگلوں کی آواز آئی جس سے اسے معلوم ہوگیا کہ دوسرا کانسل بھی پہنچ گیا ہے اس لئے اس نے مناسب خیال کیا کہ تمام حالات کے معلوم ہونے سے قبل نہ لڑے اور فی الحال رجعت اختیار کرے اس کی رجعت مناسب حال ضروری تھی مگر اس کی گالی فوج اس سے ہمت ہار گئی ۔ شب کے کوچ میں اس کے رہبر بھاگ کھڑے ہوئے اور اس کی فوج اندھیرے میں بھٹکتی رہی ۔ صبح جب ہوئی تو اس کی خستہ حال فوج میٹارس ندی کو عبور کرنے کے لئے ایک گھاٹ کی تلاش میں تھی مگر اس تلاش میں رومی تعاقب کرتے ہوئے پہنچ گئے اور اسے لڑنے پر مجبور کیا ۔

ہاس دروبال نے بائیں جانب اپنے گالیوں کو ایک دشوار گزار مقام پر بٹھا دیا ۔ نیرو نے جب دیکھ لیا کہ وہ اس مقام پر نہیں پہنچ سکتا اور گالی وہاں سے اترنا نہیں چاہتے تو وہ اپنے ہم عہدہ کی مدد کے لیے چلا گیا جسے ہاس دروبال کے ہسپانی دبائے ہوئے تھے دشمن کے عقب اور میمنہ پر اس نے حملہ کر دیا جس سے جنگ کا خاتمہ ہو گیا ۔ ہسپانیوں میں سے بہت کم بچے اور لیگیوریوں کی حالت اس سے بدتر ہوئی کیونکہ وہ رومیوں کی تلواروں اور زخمی ہاتھیوں کے بیچ میں پھنس گئے گالی خستگی یا میخواری کی وجہ سے بدحواس پڑے ہوئے تھے اور مقابلہ نہ کر سکے رومیوں نے انھیں چن چن کر قتل کر دیا جب تک ذرا سی امید بھی رہی ہاس دروبال مایوس نہ ہوا اور جیسا کہ ہمل کار بارکاس کے سپوت فرزند کے شایاں تھا شمشیر بدست مارا گیا ۔

وماکی فتحیابی

(۳۶۵) جنگ میٹارس کا ذکر میں نے تفصیل سے اس لئے بیان کیا ہے

باب ۲۵ کہ یہ جنگ دنیا کی تاریخ کے برق اثر واقعات میں ہے۔ میرا یہ ہرگز خیال نہیں ہے کہ اگر ہاس ڈروبال کی فتح ہوتی تو روما تباہ ہو جاتا گو روما کے زمانہ مابعد کے مقرروں کا بھی یہی خیال تھا اور زمانہ حال کے باریک بین مورخوں نے بے سوچے سمجھے ان کی تائید کی ہے روما نے طولانی کوششوں کے بعد اطالیہ میں اپنی حالت کو سنبھال لیا تھا ہسپانیہ میں اسے متواتر کامیابیاں حاصل ہوئی تھیں، بحری معاملات میں اس نے سرگرمی سے کام لیا تھا۔ ان سب وجوہ سے میں یہ قرین قیاس نہیں خیال کرتا کہ اگر دونوں حقیقی بھائی ایک دوسرے سے مل گئے ہوتے اور انھوں نے روما کو شکست دی ہوتی تو روما تباہ ہو جاتا۔ روما میں جب معلوم ہوا کہ نیرو شمال کی طرف روانہ ہوا ہے اور قطعی نتیجہ ابھی مشکوک ہے تو وہاں اس قدر سراسیمگی پھیل گئی کہ جب فتح کی خبر آئی تو لوگوں کو یقین نہ آیا۔ مگر جب اس کی تصدیق ہوگئی تو خوب خوشی منائی گئی اور دیوتاؤں کا شکریہ ادا کیا گیا یہ بھی صحیح ہے کہ میٹارس کی شکست سے معاصرین کو معلوم ہو گیا کہ قرطاجنیوں کی سرسبزی کی کوئی امید نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کی یہ حالت تھی کہ اجیر سپاہیوں کی ایک ہی فوج کے تلف ہو جانے سے ان کی ہمت پست ہو گئی۔ سمندر کی طرف سے وہ فوجیں بھیج نہ سکتے تھے اور کوہ آلپ کی راہ کا ہمیشہ کھلا رہنا یقینی نہ تھا اگر رومی اس کی حفاظت کا انتظام نہ بھی کرتے۔ ہاس ڈروبال کی مہم کی کامیابی کی امید پہلے ہی سے موہوم تھی اور اس کے مسرت ناک انجام کو اہل روما نے اپنی عظمت کا عروج خیال کیا ہے مگر اصل واقعہ یہ ہے کہ سیراکیوز کے یوا، قرطاجنہ جدید اور ٹارینٹم کے عظیم الشان محاصروں نے اس خونریز جنگ کا خاتمہ کیا جب صورت حال یہ تھی کہ ایک فریق کو فتوحات حاصل ہوتی تھیں اور مقامات مفتوحہ پر اس کا قبضہ برقرار رہتا تھا اور دوسرے سے یہ ممکن نہ تھا تو پھر خاندان بارکاس کے تمام افراد کی ذہانت اور طباعی واقعات کی رفتار کو ایک لمحہ کے لئے بھی روک نہ سکتی تھی۔ اس فتح سے روما میں اضطراب بالکل دفع ہو گیا جس کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ ساہوکاروں کو پھر اطمینان ہو گیا۔ روپے کا کاروبار رومیوں کی زندگی کا جزو اعظم تھا اور یہ لوگ پیدائشی روپیہ جمع کرنے والے اور سود خوار تھے۔ ایک زمانہ تھا کہ کوئی قرض دینے یا خرید فروخت کرنے پر آمادہ نہ تھا ہر چیز کے لئے لوگ نقد روپیہ مانگتے تھے۔ لیکن جب اضطراب دفع ہو گیا تو پھر روپے کا کاروبار

باب ۲۵ شروع ہو گیا۔ نیرو اپنی فتح و ظفر کی خبر لیکر خود روما واپس گیا جس کی خوشی میں تمام ملک اطالیہ میں جشن منائے گئے۔ ہینی بال کو بھی اس نے اس جنگ کی خبر ایک نہایت وحشیانہ طریقے پر دی یعنی اس کے بھائی کا سر اس کے خیمہ گاہ کے قریب پھینک دیا۔ ہینی بال کو اب معلوم ہو گیا کہ اس کا انجام بھی اب قریب ہے۔ متفرق فوجی ناکوں میں جو فوجیں تھیں انھیں اس نے مجتمع کر لیا۔ اس کے پاس اس قدر فوج تھی کہ وہ بروٹیم پر اپنا قبضہ رکھ سکتا۔ اس نے فی الحال سکوت کیا اور انتظار کرتا رہا کہ اب کیا ہوتا ہے۔

ہسپانیہ (۳۶۶) اطالیہ سے ہاس دروبال کے چلے جانے کے بعد ہسپانیہ کی جنگ میں کوئی خاص واقعہ قابل ذکر نہیں ہے اور عام جنگ پر بھی وہاں کی جنگ کا کوئی اثر نہ تھا۔ ہسپانیہ میں جنگ کا سلسلہ جاری تھا کیونکہ یہاں کے لوگ تربیت کے بعد بہت اچھے سپاہی بن سکتے تھے اور اس لئے کوئی فریق اس ملک سے دست بردار ہونے پر آمادہ نہ تھا۔ یہاں دو فنیقی جنرل تھے ہاس دروبال ولد گِس گو اور ماگو ولد بارکاس۔ سنہ ۲ میں ان کی امداد کے لئے ایک تازہ دم فوج قرطاجنہ سے ایک شخص مسمی ہینو کے زیر کمان آئی جس سے قرطاجنیوں کے قدم کیلٹ آئی بے ریا میں پھر جم گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ سیلانس نے فنیقی فوج پر یکایک حملہ کر دیا جس سے اس کے افریقی سپاہی اس ضلع سے فرار ہو گئے اور ان کے کیلٹ آئی بیری حلیف منتشر ہو گئے۔ افریقی سپاہی جنوب مغرب میں پھر ہاس دروبال سے جا ملے۔ سی پیو کی پیش قدمی کرنے سے ہاس دروبال نے گاڈیس کی طرف مراجعت کی جو اب قرطاجنیوں کا مرکز تھا۔ اس نے اپنی فوج کی مختلف ٹکڑیوں کو فصیل دار شہروں میں مقیم کرا دیا تاکہ رومی جنرل ان کا محاصرہ کر کے اپنی قوت کو زائل کر دے۔ سی پیو نے اپنے بھائی لیوکیس کو ان مقامات میں سے ایک کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اس مہم میں اسے کامیابی ہوئی مگر سی پیو اپنی فوج کو لیکر روما کے حبط اثر میں موسم سرما بسر کرنے کے لئے واپس ہو گیا جس سے ثابت ہو گیا کہ قرطاجنی سپہ سالار کی تدبیر بے صواب نہ تھی۔ ان واقعات سے ظاہر ہے کہ ہسپانیہ کی باقاعدہ فتح میں ابھی بہت کسر باقی تھی۔ لیکن ہینو اور دوسرے معزز قیدیوں کے روما بھیجدینے سے روما کے شہریوں کو اس نوجوان جنرل پر اعتماد ہو گیا

باب ۸

جس کے سپرد انھوں نے مغربی جنگ کی کمان کی تھی۔ سال ہا بعد میں بھی جنگ کی رفتار وہی تھی۔ دلیسیوں کو دونوں فریقوں نے اپنی فوجوں میں بھرتی کیا گو ان میں سے کسی کو ہسپانیوں پر اعتماد نہ تھا اور یہ صحیح بھی تھا کیونکہ ہسپانیوں کو رومی اور قرطاجنی اپنے ہی ملک میں ایک ایسی جنگ میں لڑا رہے تھے جس سے انھیں کوئی سروکار نہ تھا۔ کئی کئی چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کا ذکر آیا ہے اور اس کے بعد ایک بڑی جنگ ہوئی جس میں سی پیو کی دانشمندانہ جزئی تدبیروں سے اسے دشمن پر غلبہ حاصل ہوا حالانکہ ان کی تعداد زیادہ تھی۔ مقامی سرداروں اور شہروں نے فاتح کا ساتھ دیا۔ ہاس دروبال پیچھے ہٹ گیا مگر رومیوں نے تعاقب کر کے اسے سخت نقصان پہنچایا۔ سی پیو نے سلانس کو پیچھے چھوڑا تاکہ وہ فنیقی فوج کو گرفتار کرے یا تباہ کر دے جس کے سردار اسے چھوڑ کر گاڈیس کو بھاگ گئے تھے سی پیو بذاتِ خود ٹراکو کو واپس گیا اور اثنائے راہ میں سرداروں اور شہروں کو ان کے رویے کے لحاظ سے انعام یا سزا کا حکم سنایا گیا۔ اس معرکہ آرائی کے تفصیلی حالات ناقابل اعتماد ہیں اور تاریخیں جو بیان کی گئی تھیں اس قدر مشکوک ہیں کہ ان کی تصحیح ناممکن ہے۔ البتہ ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ اس کے بعد قرطاجنیوں سے پھر یہ نہ ہو سکا کہ ہسپانیہ پر قبضہ رکھنے کے لئے رومیوں کے مقابلے کے لئے بڑی بڑی فوجیں بھیجیں سی پیو کی حیثیت اب ایک فاتح سلطنت کے صوبہ دار کی تھی برخلاف اس کے جنوبی ہسپانیہ میں بھی قرطاجنہ کا تفوق باقی نہ رہا تھا اس لئے رومیوں کو وہاں سے نکالنا اب ناممکن تھا۔ آیندہ سے روما کو صرف دلیسی ہسپانیہ کا مقابلہ کرنا پڑا اور پوری فتح دو سو سال کے بعد حاصل ہوئی۔

ماسی نسا سی پیو کی فوج میں بغاوت

(۳۶۷) سی پیو کی توجہ زیادہ ہسپانیہ پر نہ تھی، بلکہ افریقہ پر جہاں جنگ قطعی طور پر ختم ہو سکتی تھی۔ مگر ابھی یہ خیال ہی خیال تھا کیونکہ اسے عمل میں لانے کی کوئی صورت نہ تھی۔ البتہ اس اثنا میں اپنے منصوبے کے بارآور ہونے کے لئے اس نے کئی مفید اتحاد کر لئے۔ اسے معلوم تھا کہ ہسپانیہ میں فنیقی فوجوں کا دارومدار نیومیڈیا کے سواروں پر تھا جو اپنے نوجوان شہزادہ ماسی نسا کے فدائی تھے۔ ماسی نسا کو قرطاجنہ کی مطلق پروا نہ تھی اور اسے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ہسپانیہ میں اس کی حکومت ختم ہو چکی تھی اس لئے اس نے درپردہ سی پیو سے نامہ و پیام شروع کر دیا جس نے ان کا جواب گرمجوشی سے دیا۔ اور یہ طے ہوا کہ شہزادہ نیومیڈیا واپس ہو کر اپنے باپ کے تخت پر مسلط ہو کر

باب ۵

روما کا حلیف بن جائے مگر سی پیو کو سائی فیکس شاہ مغربی نیومیڈیا سے ساز و باز کرنے کی فکر بھی لگی ہوئی تھی جو اس وقت برسر حکومت تھا اور ایک زبردست فوج رکھتا تھا۔ اس کا عندیہ لینے کے لئے لائی لیس بھیجا گیا۔ اس کی آؤ بھگت اس قدر ہوئی کہ خود سی پیو اس بادشاہ[1] کی ملاقات کو گیا۔ گسگو کا بیٹا ہاس دروبال بھی اسی غرض سے **قرطاجنہ** کی طرف سے اس بادشاہ کے پاس آیا ہوا تھا۔ بادشاہ نے درپردہ سی پیو سے امداد کا وعدہ کیا مگر درحقیقت وہ واقعات کی رفتار کا منتظر تھا۔ ہسپانیہ واپس ہونے پر اسے کچھ بے چینی کے آثار نظر آئے اس لئے اس نے چند باغی شہریوں کو سخت سزا دینی چاہی تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔ الی ٹرگی نے پہلے بھی بغاوت کی تھی اس لئے اس پر دھاوا کر کے قبضہ کر لیا اور اس کے تمام باشندے قتل کر دیے گئے کاس تولا نے اطاعت قبول کر لی اور اس کے باشندوں کی جاں بخشی ہو گئی۔ آس تایا کے تمام باشندے شمشیر بکف نکل آئے اور مارے گئے اور جو باقی بچے انھوں نے اپنا کام خود تمام کر لیا۔ اس کے بعد سی پیو خود بیمار ہو گیا جس سے یہ مشہور ہو گیا کہ وہ مر گیا ہے یا مر رہا ہے۔ اس خبر سے شمال مشرقی ہسپانیہ کے سردار بغاوت پر آمادہ ہو گئے یہ لوگ روما کے پرانے حلیف تھے مگر اس کی رعایا بن جانا انھیں ناگوار تھا۔ روما کی سپاہ پر اس کا نہایت خراب اثر ہوا جو لشکر میں بیکار پڑے ہوئے تھے ان میں سے بعض نے بغاوت[2] کر دی باغی رومی سپاہیوں کو شکایت یہ ہی تھی کہ وہ عرصے سے اپنے اہل و عیال سے دور تھے اور ان کی تنخواہ نہیں ملی تھی معلوم ہوتا ہے کہ باغیوں میں زیادہ تر اطالوی حلیف تھے کم از کم ان کے سرغنوں میں کالیس کا ایک لاطینی اور ایک امبری تھا مگر سی پیو نے کچھ تو اپنی چالوں اور کچھ وفادار سپاہیوں کی مدد سے بغاوت کو فرو کر کے سرغنوں کو قتل کرا دیا مگر اس کے ساتھ ہی اس نے یہ انتظام کر دیا کہ سپاہیوں کی تنخواہ وقت پر ملے۔ **قرطاجنہ** کا اثر ہسپانیہ میں باقی تھا کیونکہ گاڈیس پر ماگو اب تک قبضہ کئے ہوئے تھا۔ اہل شہر میں سے کسی نے اس شہر اور اس کی محافظ سپاہ کو غداری سے سی پیو کے سپرد کرنے کا

---

[1] دیکھو فقرہ ۳۰۰۔

[2] پالی بیس ۱۱، ۲۵۔ ۳۰۔ لیوی ۲۸، ۲۴۔ ۲۹۔

باب ۲۵

وعدہ کیا تھا جس کی بنا پر سی پیو نے وہاں ایک مخلوط فوج بھیجی۔ لیکن اس سازش کا پتا چل گیا۔ خشکی کی طرف سے اس شہر پر حملہ نہ ہو سکتا تھا۔ اثنائے میں روما کو ایک بحری فتح[۵۱] ہوئی مگر اس کا کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ اس لئے اس مہم سے سی پیو دست بردار ہو گیا۔ شمال مشرقی قبیلوں کی بغاوت سے کچھ پریشانی ہوئی مگر سی پیو نے اپنی سرگرمی سے انھیں اطاعت قبول کرنے اور تاوان جنگ ادا کرنے پر مجبور کر دیا۔

سی پیو کی واپسی

(۳۶۸) قرطاجنہ نے اب اپنے حربی طرز عمل کو یکایک بدل دیا۔ ہسپانیہ کے ہاتھ سے نکل جانے کے بعد اسے خیال آیا کہ اطالیہ کی جنگ کو سرگرمی کے ساتھ جاری رکھنا چاہیئے۔ ماگو کو جو اب تک ہسپانیہ میں جنگ کا سلسلہ جاری رکھنے کو تیار تھا حکم دیا گیا کہ گاڈیس کو خالی کر دے۔ اسے حکم دیا گیا کہ سمندر کی راہ سے شمالی اطالیہ کو روانہ ہو جائے اور لیگیوریوں اور گالیوں کی ایک زبردست فوج تیار کر کے رومیوں کی صفوں کو چیرتا ہوا ہینی بال کے پاس پہنچ جائے اور جنگ کا سلسلہ پھر چھیڑ دے۔ ماگو روانہ ہو گیا مگر اثنائے سفر میں اس نے قرطاجنۂ جدید پر حملہ کر دیا اور سخت نقصان کے ساتھ وہاں سے پسپا کر دیا گیا۔ گاڈیس کا جب اس نے رخ کیا تو وہاں کے لوگوں نے شہر کے دروازے بند کر لیئے اور کچھ روز کے بعد اپنے شہر کو روما کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد اس نے ملحقہ جزائر کا گشت لگایا اور کچھ رنگروٹ جمع کیئے مگر جزائر بالی آرک کے بڑے جزیرے میں اس کی مخالفت ہوئی۔ اس کی مہم کا ذکر ہم متعاقب کریں گے اس اثناء میں سنہ[۵۲] کا موسم خزاں ختم ہو گیا اور ہسپانیہ سے قرطاجنہ کے باقی ماندہ آثار بھی ناپید ہو گئے۔ سی پیو نے اپنی حکومت کا جائزہ وریدہ کانسلوں کو دے دیا اور خود روما روانہ ہو گیا۔ بعض وجوہ ضابطہ ایسے تھے جن کے سبب سے وہ جشن فتح کے اعزاز کا مستحق نہ تھا۔ اب تک وہ کسی حکومت پر فائز نہ ہوا تھا۔ پرو کانسل کا اقتدار (Imperium) اس کے صوبے تک محدود تھا اور اسے اب تک بحیثیت پرو کانسل یا پریٹر ایسا اقتدار عطا نہ ہوا تھا جو کسی خاص مقام تک محدود نہ ہو باقاعدہ جشن فتح کے لئے

---

[۵۱] لیوی ۲۸/۳۰۔

[۵۲] لیوی ۲۸/۳۸۔

اقتدار کا ہونا ضرور تھا لیکن اگر سینیٹ اسے جشن فتح کا اعزاز عطا کرنا چاہتی تو اسے اقتدار عارضی طور پر عطا کر سکتی۔ بعض مورخوں کا خیال ہے کہ سی پیو جشن فتح سے اس لئے محروم رکھا گیا کہ **روما** کے امراء اس کو حسد کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور یہ نہیں چاہتے تھے کہ اس نوجوان جنرل کا اعزاز بڑھے۔ خصوصاً اس لئے کہ اپنی خدمات سے وہ کسی نہ کسی صورت سے اپنی قوم کو مطلع کر دیا کرتا تھا۔ انتخابات اس کے بعد ہوئے جن میں سی پیو سنتوریوں کی متفقہ رائے سے **کانسل** منتخب ہوا اور صوبہ سسلی اس کے تفویض ہوا۔

(۴۶۹) قبل اس کے کہ ہم ان قطعی کارروائیوں کا ذکر کریں جن سے یہ جنگ ختم ہوئی ہمیں یونان کے معاملات پر ایک سرسری نظر ڈالنی چاہیے۔ سنہ ۲ میں **فلپ** ہر طرف سے گھرا ہوا تھا۔ اس کی آبائی سلطنت پر الیریا، تھریس اور شمال کی خود سر قومیں نرغہ کر رہی تھیں اور ہر گوشہ یعنی یوبے اے یا، لوا ے شیا، اکارنانیا اور اتحاد اکائی سے المدد المدد کی صدائیں آرہی تھیں۔ لیکن ان مشکلوں سے وہ ہراساں نہ ہوا اور جنوبی تھسلی کو اپنا جنگی مرکز بنا کر وسطی **یونان** میں اپنے دشمنوں کا مردانہ وار مقابلہ کرتا رہا۔ اس نے پہاڑوں پر آگ روشن کرا کے[1] خبر رسانی کا ایک طریقہ ایجاد کر لیا تھا جس سے معلوم ہو جاتا تھا کہ اس کا کون مقام دشمن کی زد میں ہے تاکہ یہاں جلد پہنچ جائے۔ اوریس واقع یوبے ایا نے روما اور پرگامم کے متحدہ بیڑے کی اطاعت قبول کر لی۔ مگر خالکس پر وہاں کی محافظ فوج کی ہوشیاری اور آبنائے کے سخت طوفانوں اور پانی کے تیز بہاؤں کی وجہ سے اس کے بیڑے کا قبضہ نہ ہو سکا۔ ایٹولیوں نے کوشش کی کہ فلپ کو تھرمو پائی لی کے درے میں روک دیں مگر اس نے انھیں بھگا دیا اور درے کے جنوب میں اپنا اقتدار قائم کر لیا۔ اس کے پہنچتے ہی اٹالس بھاگ کھڑا ہوا اور چونکہ فلپ کے حلیف پروسیاس شاہ بتھی نیا نے اس کی حکومت پر حملہ کر دیا تھا اس لئے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ پرگامم واپس ہو گیا۔ روما کا بیڑا ایگی نا کو واپس گیا۔

فلپ نے اب **پیلو پونی سس** کی طرف پیش قدمی کی۔ اس کے اکائی حلیف اب بمقابلۂ سابق کے اپنی خبر گیری بخوبی کر سکتے تھے کیونکہ ان کے سابقہ سردار آراٹس کے بجائے جس نے فوج کی درستی کی طرف سے غفلت کی تھی فلوپویمن ان کا سرغنہ ہو گیا تھا جس نے

---

[1] پالی بیس۔ ۱۰، ۴۳ - ۴۷ -

باب ۲۵ فوج میں بہت سی اصلاحیں کیں۔ لیکن اے ٹولیوں کے قدم الیس میں جم گئے تھے اور اسپارٹا کا حاکم مطلق العنان مخانی داس لن سے اتحاد رکھتا تھا۔ **فلپ** کے ورود کی خبر سن کر مخانی داس حملہ کرنے کے قصد سے باز رہا **فلپ** نے اتحاد اکائی کے ایک عام جلسے میں شرکت کی اور اپنے حلیفوں کی ہمت افزائی کر کے خلیج کورنتھ پر بحری یورش کرنے کی غرض سے روانہ ہوگیا جہاں اسے فینقی بیڑے سے معاونت[1] کی امید تھی۔ مگر فینقی باہر ہی رہے کیونکہ خوف تھا کہ اگر خلیج میں داخل ہوئے تو گرفتار ہو جائیں گے۔ اس کا جب یہ مقصد حاصل نہ ہوا تو اس نے اے تولیا کے ساحلی علاقے کو تاخت و تاراج کر دیا اور اس کے بعد فوج کو خشکی سے اپنے وطن بھیجکر وہ خلیج سارونی، سونیم اور خال کس کی راہ سے واپس ہوا گو اسے خوف تھا کہ رومی اسے گرفتار کر لیں گے۔ اسے اب خوب معلوم ہوگیا تھا کہ ایک باکار بیڑا اس کے لئے نہایت ضروری ہے اس لئے وہ سرگرمی سے جہاز سازی میں مشغول ہوگیا۔ غالباً سال مابعد (سنہ ۲۰۷ ق م) میں اکائیوں کو یولی پولی سس میں ایک عظیم الشان فتح ہوئی جس میں فلوپوبین نے مخانی داس کو قتل کر دیا اور لاکونیا کو ویران کر دیا اس فتح سے **فلپ** کے شرکاء کو تقویت ہوئی مگر اسپارٹا میں ایک بدتر شخص حاکم مطلق ہوگیا اور جنوبی یونان میں جنگ و جدال کا سلسلہ باقی رہا۔ مگر اس کے بعد مقدونیہ کی جنگ کے حالات معلوم نہیں ہو سکتے اور تاریخیں بھی مشکوک ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اٹالس کی واپسی کے بعد رومیوں نے بحری معرکہ آرائیوں کو جاری نہیں رکھا کیونکہ انھیں خیال تھا کہ **فلپ** برّی جنگ میں مصروف ہے۔ اپنے یونانی حلیفوں کا انھوں نے مطلق خیال نہ کیا۔ یونانی بھی بالعموم اس جنگ سے خستہ حال ہوگئے تھے کیونکہ اس سے انھیں نہ تو کوئی نفع تھا نہ ہو سکتا تھا۔ یونان کے معاملات میں روما کی مداخلت سے بھی ان کے دل میں شبہے پیدا ہو رہے تھے خصوصاً اس وجہ سے کہ قرطاجنہ اب روبزوال تھا۔ روڈز اور دیگر صلح پسند دول نے مصالحت کی کوشش کی تھی مگر وہ کارگر نہ ہوئی کیونکہ رومیوں کی خواہش تھی کہ جنگ جاری رہے مگر اب روما کو یونانیوں کی پروا نہ تھی اور اب جنگجو اے ٹولیوں کو بھی سمجھ آگئی تھی کیونکہ **فلپ** نے ان کے ملک پر پھر حملہ کر دیا تھا۔ سنہ ۲۰۵ ق م میں انھوں نے صلح کی درخواست کی انھوں نے روما سے

---

[1] لیوی ۲۷، ۳۰، ۱۶۰۵، ۲۸، ۵، ۷، ۶، ۱، ۸، ۱، ۸ ۔

باب ۶

استمزاج[۵۱] نہیں کیا گو عہد ناموں کی رو سے ان پر یہ لازم تھا۔ اس کی غالباً وجہ یہ تھی کہ روما سے انکار ہوتا۔ فلپ کی شرطوں کو انھوں نے قبول کر لیا جس سے رومی سخت ناراض ہوئے۔ بادشاہ کو جب اس طرف سے چھٹکارا ہوا تو وہ الیریا پہنچا۔ وہاں ایک زبردست رومی فوج حال ہی میں پہنچی تھی۔ مگر جانبین میں سے کوئی لڑنے پر آمادہ نہ تھا۔ رومی تنہا نہ لڑ سکتے تھے اور ایٹولیوں کو وہ اپنی امداد پر آمادہ نہ کر سکتے تھے۔ فلپ بھی صلح کا خواہش مند تھا۔ کچھ گفت و شنید کے بعد صلح کی شرطیں[۵۲] طے ہوئیں اور روما بھیجدی گئیں۔ روما اس وقت قرطاجنہ کی جنگ میں ہمہ تن مصروف تھا، اس لئے امید تھی کہ یہ شرطیں جلد منظور ہو جائینگی بعض علاقے بدل لئے گئے۔ روما نے اٹنٹانیا کا پہاڑی ضلع بادشاہ کو دے دیا۔ لیکن اس معاہدے سے صرف عارضی سہولت مقصود تھی اس کے ذریعے سے دونوں قوتوں کا ناگزیر تصادم چند روز کے لئے ملتوی ہو گیا اور اسی انتظام سے روما کو نفع ہوا۔ مصالحت میں جانبین کے حلیف بھی شریک تھے۔ فلپ کے حلیفوں میں پروسیاس شاہ بتھینیا، اتحاد اکائی اور تھسلی، بوایشیا، اکارنانیا اور ایپائرس کے اتحاد بھی شامل تھے روما کے حلیفوں میں اٹالس شاہ پرگامم، پلیوراٹس شاہ الیریا، نابس حاکم اسپارٹا اور اہل ایتھنز، ای لیم، ایلیس و مسینیا شامل تھے۔ یہ دونوں ایٹولیوں کے حلیف ہونے کی وجہ سے روما کے حلیف ہوئے تھے مگر ایٹولیوں کا اس میں ذکر نہ تھا۔ ہمارا خیال ہے کہ ان دونوں کی شرکت اور ایٹولیوں کے نام کے حذف کر دینے سے روما کا مطلب یہ تھا کہ وہ ان دونوں کی مدد کرے گا اور ایٹولیوں کی اسے کوئی پروا نہیں ہے۔ حلیفوں کے ناموں سے یہ بھی ظاہر ہے کہ روما کا حیطۂ اثر بڑھتا جا تھا اور بمقابلۂ زمانۂ ماقبل جنگ اب وہ ایک وسیع تر رقبہ میں اپنے حلیفوں کی امداد کے بہانے سے مداخلت کر سکتے تھے۔ ممکن ہے کہ یہ ان کے عاقبت اندیشانہ طرز عمل کا ایک جزو ہو یا نہ ہو۔

لیویس اور نیرو

(۵۴۷) روما میں ۲۰۷ ق م کے اختتام کے قریب کانسلوں نے جشن فتح منایا[۵۴]

---

[۵۱] فقرۂ ۴۲۸ ۔

[۵۲] لیوی ۲۹، ۱۲ - وی سین بورن ۔

[۵۳] لیوی ۲۸، ۹ ۔

ٹیارس کی جنگ لی ویس کے صوبے میں ہوئی تھی۔ لیویس کی فوج جلوس میں شرکت کی غرض سے بلائی گئی مگر نیرو کی فوج نہ آسکتی تھی۔ لی ویس جلوس کی گاڑی میں بیٹھا ہوا تھا مگر نیرو بلا کسی کروفر کے اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ یہ انتظامات غالباً روما کے خاص آداب کے لحاظ سے تھے جنگ کے دن شگون لینے کا حق غالباً لی ویس کو تھا اس لئے اسے جلوس فتح میں جو ایک مذہبی رسم تھی دوسرے کانسل پر ترجیح تھی۔ لیکن روایات میں جو غالباً خاندان کلاڈی ای کے کسی وقائع نگار کی تحریر سے ماخوذ ہیں۔ دونوں شرکائے عہدہ کے اتحاد و یک دلی کی بہت تعریف کی گئی ہے۔ دونوں نے یہ طے کرلیا تھا کہ پری نیس لی میں آکر اور شہر میں ایک ساتھ داخل ہوں نیرو اس امر پر آمادہ تھا کہ اپنے آپ کو لی ویس سے کمتر درجے پر رکھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان کے انکسار کا یہ عالم تھا کہ آیندہ انتخابات کے لئے جب ایک ڈکٹیٹر کے تقرر کا وقت آیا تو اس نے لی ویس کو نامزد کردیا۔ اس روایت میں لیوی کی مضمون آفرینی سے بہت رنگ آمیزی ہوگئی ہے جس نے نیرو کو روما کا نجات دہندہ قرار دیا ہے۔ لیکن یہ روایت نہایت مشکوک ہے کیونکہ تین ہی سال میں دونوں میں پھر سخت رنجش ہوگئی۔ سنہ ۲۰۶ کے انتخابات ختم ہو چکے تھے۔ کھیل حسب سابق ہوئے اور سال نو کا کام شروع ہوگیا۔ سپہ سالاریوں اور صوبہ داریوں کا انتظام ہوگیا۔ دونوں کانسل ہینی بال کے مقابلے کے لئے بھیجے گئے۔ سسلی[۵] کے بیڑے میں جہازوں کی تعداد کم کردی گئی اور ۳۰ جہازوں کے سوائے سب روما میں رکھ لئے گئے۔ اٹروریا کے متعلق خاص احتیاط کی ضرورت تھی۔ لی ویس وہیں بہ حیثیت کمشنر بھیجا گیا تاکہ ان اشخاص کا پتا لگائے جنھوں نے ہاس دروبال کے ساتھ مراسلت کی تھی اور اس کے بعد وہ اس ضلع میں بہ حیثیت پرو کانسل مقیم تھا۔ فوق الفطرت واقعات حسب سابق ظہور میں آئے اور ان کی نحوست کو دفع کرنے کے لئے معمولی رسمیں ہوئیں۔ ویسٹا ریوی کے غیظ و غضب کو دفع کرنے کے لئے قربانیاں کی گئیں کیونکہ اس کی کنواریوں میں سے کسی کی غفلت سے اس کے مندر کی آگ بجھ گئی تھی۔ اس عورت کو تازیانے کی سزا بھی دی گئی مگر یہ کافی نہیں خیال کی گئی۔

---

[۵] لیوی ۲۸،۱۰،۱۶۔

اور قربانیاں بھی کی گئیں۔ اسی زمانے میں یہ کوشش[1] ہوئی کہ پلی بین طبقے کے افراد پھر زرعی اراضی میں آباد کرائے جائیں۔ اطالیہ کے بیشتر اضلاع میں اب امن و امان ہو گیا تھا اس لئے مناسب خیال کیا گیا کہ جن کسانوں نے شہر میں آکر پناہ لی تھی۔ اپنے مزارع کو واپس جائیں اور زراعت شروع کر دیں۔ مگر اس تجویز کو عمل میں لانا آسان نہ تھا کیونکہ بہت سے کسان جنگ میں کام آئے تھے اور ان کا کوئی نام لیوا باقی نہ تھا کم مایہ کسانوں کے پاس کوئی اثاثہ نہ تھا اور ان کے مکان آگ کی نذر ہو چکے تھے۔ بڑے کاشتکاروں کو مزدور نہ ملتے تھے کیونکہ ان کے غلام آزادی کے لالچ میں جنگ میں شریک ہو گئے اور غلاموں کی منڈی خالی تھی اس لیے نئے غلام نہ مل سکتے تھے مگر یہ بیان کیا گیا ہے کہ کانسلوں کے سمجھانے سے بہت لوگ دیہات کو واپس گئے۔ لیکن یہ روایت ذرا مشکوک نظر آتی ہے کیونکہ اس میں روما کے قریب کے اطالوی اضلاع کا ذکر ہے جن میں سالہا سال سے نقض امن نہیں ہوا تھا اور جن میں کم از کم کپوا کے سقوط کے بعد سے جنوب کے بدنصیب اضلاع کی طرح کبھی لوٹ مار نہیں ہوئی تھی۔ پناہ گیروں کو شہر سے جانا شاق تھا اور یہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کیونکہ شہر میں سمندر کی راہ سے مصر اور سسلی سے غلہ آتا تھا اور ممکن ہے کہ سارڈینیا بھی آنے لگا ہو۔ سنہ۲ میں روما کے بیڑے نے افریقیہ کے ساحل پر یورش کی جس سے غلہ بمقدار کثیر دستیاب ہوا۔ شہر میں کبھی کبھی گرانی ہو جایا کرتی تھی مگر بہ حیثیت مجموعی غلہ کی بہم رسانی میں دقت نہ ہوتی تھی کیونکہ حکومت اس طرف سے غفلت نہ کر سکتی تھی۔ اس لئے لوگوں کو بجائے دیہات کو جانے کے شہر میں رہنے میں زیادہ آرام تھا اور انہیں لوگوں سے انبوہ شہر وجود میں آئے یہ لوگ محض بیکار رہتے تھے اور ان کے اخلاق روز بروز بگڑتے جاتے تھے۔ دیہات میں چونکہ اب نقض امن کا کوئی خطرہ نہ تھا اس لئے سینیٹ کو ضرور خیال آیا ہوگا کہ ان لوگوں کی تعداد کم کی جائے۔ اس انتہائی خطرے کے زمانے میں عنانِ حکومت بالکلیہ سینیٹ کے ہاتھوں میں تھی مگر قیام امن کی وجہ سے اب مجالس عامہ میں اپنے اختیارات سے کام لینے کا رجحان پیدا ہو چلا تھا۔ فے بیس کی انتہائی احتیاط سے بھی وہ تنگ آ گئے تھے سی پیو کو اپنی تجاویز کو عمل میں لانے میں انھیں کی تائید سے مدد ملی۔ پلالین ٹیٹا اور رگری موٹنا کی بڑی نوآبادیو

---

[1] لیوی ۲۸، ۱۱، ۸-۱۱ –

باب ۲۵

کو تقویت دینے کی بھی کارروائی کی گئی کیونکہ جنگ میں یہ روما کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی تھیں لیکن گالیوں نے ان کی اراضی کو ویران کر دیا تھا اور اتنی فوج نہ تھی کہ ان کی تنبیہ ہو سکتی۔ بدامنی کی وجہ سے بہت سے مستعمروں نے اپنے وطن کو چھوڑ دیا تھا جس سے پونڈی کی وادی میں روما کا اثر مضمحل ہو گیا تھا۔ ان لوگوں کو حکم دیا گیا کہ اپنے اپنے مقامات کو واپس ہو جائیں اور پریٹر کو حکم دیا گیا کہ نوآبادیوں کی حفاظت کے لئے کافی انتظام کر دے۔ اس کے بعد کانسلوں نے جنوب میں جنگ کا سلسلہ شروع کر دیا جس کے قابل اعتماد تفصیلی حالات کا ہمیں علم نہیں۔ البتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہینی بال سے لڑنے سے گریز کرتے رہے اور بعض اطالوی شہروں کی تسخیر میں انھیں کامیابی ہوئی۔

سی پیو کے منصوبے

(۳۷۱) ہم بیان کر چکے ہیں کہ سی پیو ۲۰۵ھ کے لئے کانسل منتخب ہو چکا تھا۔ ہسپانیہ سے وہ اس قصد سے آیا تھا کہ افریقیہ پر حملہ کرے۔ اس قصد کو اس نے مخفی[1] بھی نہ رکھا بلکہ اعلان کر دیا کہ اگر سینیٹ نے اس کی تجویز کی مخالفت کی تو اس معاملے کو میں مجلس عامہ میں پیش کروں گا۔ اس تجویز کی فےبیس اور دیگر اشخاص نے سخت مخالفت کی مگر سینیٹ کے اراکین نہایت ڈرپس تھے اور وہ یہ نہ چاہتے تھے کہ ان کی سبکی ہو اس لئے اُنھوں نے بالآخر اس کی تجویز کو منظور کر لیا مگر اس پر ایک خاص تدبیر سے پردہ ڈال دیا یعنی سی پیو سسلی کا ایک سپہ سالار مقرر کیا گیا مگر اسے یہ اختیار دیا گیا کہ اگر کوئی نفع کی صورت نظر آئے تو افریقیہ بھی چلا جائے۔ سسلی کا وہ صوبہ دار نہ تھا بلکہ یہ عہدہ ایک پریٹر کے سپرد کر دیا تھا۔ مگر سینیٹ ابھی تک مزاحمت سے باز نہ آئی تھی اس لئے جب اس نے تیاریاں شروع کیں تو اس کو فوج کی بھرتی کرنے سے روک دیا[2] اور یہ حکم دیا کہ سسلی کے بیڑے اور فوج سے وہ کام لے سکتا ہے اور رضاکاروں کو بھی بھرتی کر سکتا ہے بشرطیکہ لوگ بخوشی شریک ہوں۔ خاندان سی پیو کی روایتوں میں ممکن ہے کہ سینیٹ کے بغض و حسد اور مزاحمت کو مبالغے کے ساتھ بیان کیا گیا ہو اور ان روایتوں کی صحت کو جانچنے کے کوئی ذرائع نہیں ہیں۔ اس سے البتہ ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ اس نوخیز جنرل اور سینیٹ کے بیشتر اراکین میں ہم آہنگی نہ تھی

---

[1] دیکھو لیوی ۲۸، ۴۰، ۴۵ ۔

[2] لیوی ۲۸، ۴۵ ۔

باب ۲

کیونکہ یہ لوگ نہایت محتاط تھے اور بغض و حسد کی وجہ سے وہ یہ نہ سمجھ سکتے تھے کہ حالات کے متغیر ہو جانے سے تدابیر حربی میں بھی تغیر کی ضرورت ہے۔ سی پیو بلند ہمت اور بے صبر تھا اور اپنی ہر دلعزیزی سے ان پر دباؤ ڈالنا چاہتا تھا۔ اسی اثنا میں ساگنٹم سے ایک سفارت آئی۔ سفیروں کا مقصد یہ تھا کہ جنگ میں روما نے جو احسان ان پر کیا تھا اس کا شکریہ ادا کریں۔ قرطاجنہ نے ان کے شہر کو تباہ کر دیا تھا مگر روما نے ان کے شہر کو پھر آباد[1] کر دیا۔ اور ان کے باقی ماندہ افراد کو لا کر وہاں بسایا۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو یہ سفارت ضرور سی پیو کے علم یا ایما سے آئی ہوگی کیونکہ اسی کی تعریف دراصل مقصود تھی۔ اس کے بعد ہی اس نے اپنے صوبے کو روانہ ہونے سے قبل شاندار کھیل کئے جن کے کرنے کی نیت اس نے ہسپانیہ کی فوج کی بغاوت کے وقت کی تھی۔ اس دریا دلی سے اس کی ہر دلعزیزی اور بڑھ گئی مگر اس کا اس طور پر پیش پیش ہونا امرائے جمہوری کو سخت ناگوار ہوا جو شخصی تفوق کے مقابلے میں اپنے طبقے کے مجموعی تفوق کو بہتر خیال کرتے تھے حکمراں جماعت کو سی پیو کی طرف سے جو بدگمانی تھی وہ ایک حد تک بیجا بھی نہ تھی کیونکہ انھیں اندیشہ تھا کہ گو فلامی نس مر چکا تھا اور وارو ان کا بندۂ حکم تھا مگر عوام کا کوئی سرغنہ اب بھی سینیٹ کی قوت کو زیر و زبر کر سکتا تھا اور خصوصاً اگر ذی اثر خاندان کارنیلی کا کوئی رکن ان کا سرغنہ بن جاتا تو خدا معلوم کیا ہوتا۔ روما کے دستور کی عملی حالت اس زمانے میں اس سمجھوتے سے ظاہر ہوتی ہے جو سینیٹ اور سی پیو کے درمیان ہوا یعنی دونوں میں مصالحت ٹری بیونوں کے ذریعے سے ہوئی۔ یہ لوگ بظاہر بالکل سینیٹ کے اختیار میں معلوم ہوتے ہیں اور چونکہ انھیں اختیار تھا کہ کانسل کو بھی کسی تجویز کو مجلس قبائل میں پیش کرنے سے روک دیں اس لئے سی پیو نے مجبوراً ان کے آگے سر تسلیم خم کیا ورنہ اس کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ دستور کی علانیہ خلاف ورزی کرے اس طور سے ایک خطرناک نزاع دفع ہو گئی۔

سی پیو کیلئے فوجی امداد

(۲۷۳) سی پیو صرف ۳۰ جہازوں اور لیجنوں کے ساتھ روانہ ہوا جو کینے اور ہرڈونیا کے شکست خوردہ سپاہیوں پر مشتمل تھیں اس نے اپنا کام شروع کر دیا

---

[1] دیکھو کتبہ جو فقرہ ۶۰۰۵ (الف)، ما بعد میں نقل کیا گیا ہے۔ لیوی ۲۸، ۳۹۔

باب ۲۷ اور بری اور بحری فوج کی تیاری میں مصروف ہو گیا مگر اس امر کا بھی خیال رکھا کہ خستہ حال شہریوں پر مزید محاصل کا بار نہ پڑے۔ امبریوں اور سابن قوم کے لوگوں نے اس کی فوج کے لئے رضاکار بہم پہنچائے اور مارسی اور وسط اطالیہ کی دوسری قوموں نے اس کے جہازوں کے لئے آدمی بھیجے۔ امیریا کی ایک بستی نے ٦٠٠ آدمیوں کا ایک کوہرٹ بھیجا جو پورے طور سے مسلح تھا۔ لیکن اٹروریا کے شہریوں نے جو سامان وغیرہ بھیجا وہ بالخصوص قابل لحاظ تھا۔ ہتھیار اور زرہیں کلھاڑیاں اور کھودنے اور فصیل بنانے کے آلات، بادبانوں کے لئے "کرمز" غلہ اور غالباً روپیہ بھی اس ضلع کے مختلف شہروں نے بہم پہنچایا۔ لیوی کا تذکرہ نامکمل ہے اور چونکہ اٹروریا میں حال ہی میں بغاوت پھیلی ہوئی تھی۔ اس لئے ہم یہ قیاس نہیں کر سکتے کہ سب سامان انھوں نے بطیب خاطر پیش کیا ہو۔ ممکن ہے کہ باغی اٹرسکیوں سے یہ چیزیں جبراً وصول کی گئی ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ روما کے غصے اور سزا دہی سے بچنے کے لئے خود انھوں نے پیش کر دی ہوں۔ ان دو صورتوں میں فرق بہت کم ہے۔ سی پیو نے جہاز سازی کی طرف بہت توجہ کی۔ یہاں تک کہ ۴۵ روز میں ۳۰ جہاز بن گئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سینیٹ کے اراکین کی مزاحمت سے اس کی تدبیروں میں کوئی رکاوٹ نہ ہو سکتی تھی۔ سات ہزار رضاکاروں[۵۱] کے ساتھ وہ سسلی روانہ ہوا۔

ہنی بال کا کتبہ سی پیو[۵۲] کا شریک عہدہ سردار پجاری پب لکی نس کراسس۔ اس مذہبی عہدہ پر فائز ہونے کی وجہ سے وہ اطالیہ چھوڑ نہ سکتا تھا اس لئے اس نے اس ماورا البحر جنگ کی سپہ سالاری کا دعویٰ نہ کیا اور برو ٹیم میں کمان کرتا رہا جہاں اس کا کام تھا کہ ہنی بال کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھے۔ اسی زمانے میں جنگ میٹارس کے مال غنیمت سے ڈیلفی کے اپولو دیوتا کے مندر کو تحفے بھیجے گئے تاکہ اس مشہور دیوتا کی نظر عنایت روما پر رہے۔

---

[۵۱] اس کے رضاکاروں کی یہ مجموعی تعداد نہیں ہے۔ لیوی ۲۸، ۴۶، ۱ کے متعلق وی سینٹ لورن نے لکھا ہے کہ یہ سب شہریان روما تھے اور ان میں حلیف شامل نہ تھے۔ کوئی روایت واضح نہیں ہے۔

[۵۲] لیوی ۲۸، ۳۸، ۱۲۔

باب ۱۵

جنگ کے لئے روپیہ کی کمی تھی اس لئے سلطنت کیمپے نیا کی ضبط شدہ ساحلی زمین کا ایک حصہ فروخت کر دیا گیا۔ جنگ کی طرف سے روما کو اب بھی اطمینان نہ تھا اور اسی اثنا میں شمال سے ایک دوسرے حملے کی خبر آئی۔ میگو ۱۲۰۰۰ آدمیوں کے ساتھ جزائر بالی آرک سے روانہ ہو کر لیگیوریا کے ساحل پر لنگر انداز ہوا تھا اور جے نوآ پر اس نے قبضہ کر لیا تھا روما میں اس کے ورود سے سخت پریشانی ہو گئی اور شمالی اطالیہ کی فوجوں میں اضافہ کیا گیا۔ مگر میگو پہاڑیوں کی مقامی نزاعوں میں پھنس گیا جس سے اس کا قیمتی وقت ضائع ہوا اور اس کی مہم جس سے قرطاجنہ کو بہت کچھ امید تھی روما کے حق میں زیادہ مضر ثابت ہوئی۔ کوہ آلپ کے دروں کے مقابلے میں لیگیوریا کے ٹوٹے ہوئے پہاڑوں میں سے اطالیہ میں داخل ہونا اور بھی دشوار تھا۔ کیونکہ پہاڑی قلعوں اور دروں پر پہاڑی لٹیروں کا قبضہ تھا۔ اس کے علاوہ کروٹن واقع بروٹیم جہاں ہینی بال اپنی مختلف العناصر فوج کے ساتھ بصد دقت مقیم تھا، وہاں سے بہت دور تھا۔ اکثر اس کے سپاہی بیمار تھے اور ان کے لئے رسد بہم پہنچانے میں بھی اسے بہت دقت ہوتی تھی۔ جنگ کا سلسلہ بالکل منقطع ہو گیا تھا۔ رومی جنرل اس فکر میں تھے کہ اسے تھکا ڈالیں اور ان کے سپاہیوں میں بھی بہت سے بیمار تھے۔ اسی زمانے میں ہینی بال نے راس لاکی نی یہ ہیرا کے مندر کے قریب یونانی اور فنیقی زبانوں میں ایک کتبہ نصب کیا جس سے پالی بیس نے استفادہ کیا ہے۔ لیوی[1] کا بیان ہے کہ اسی زمانے میں ہینی بال کے لئے تجارتی جہازوں میں رسد بھیجی گئی تھی مگر باد مخالف کی وجہ سے یہ جہاز سارڈی نیا پہنچ گئے جہاں کے پریٹر نے اپنے جنگی جہازوں سے ان پر حملہ کر دیا اور ۱۰۰ جہازوں میں سے صرف ۲۰ بچ نکلے۔ یہ اپپین کا قول ہے جس نے بیان کیا ہے کہ رسد کے علاوہ ان جہازوں میں امدادی فوج بھی تھی ان روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قرطاجنہ نے بالآخر یہ کوشش کی تھی کہ اپنے مسلم الثبوت سپہ سالار کو کمک بھیجیں مگر گھری معاملات میں ان کی بدنظمی کی وجہ سے ان کے مقاصد پورے نہ ہو سکے۔

سی پیو سسلی میں

(۳۷۴) سی پیو جب سسلی میں پہنچا تو اسے بہت کچھ کرنا تھا مگر اس کے

---

[1] لیوی ۲۳، ۳۴، ۴۱۔ دیکھو اپپین ہینی بال ۵۴۔

باب ۲۵

ذرائع محدود تھے۔ اس نے مہربانی اور انصاف سے اہل صوبہ کے قلوب کو اپنی طرف مائل کرلیا اور سسلی میں وہ اتنا ہی ہر دل عزیز ہو گیا جتنا کہ ہسپانیہ میں تھا۔ اس کی انسانیت اہل روما کے خصائل سے متغائر تھی مگر معاملہ کرنے میں کوئی رومی اس سے تیز نہ تھا۔ اس نے سسلی کے اعلیٰ خاندانوں کے ۳۰۰ نوجوانوں کو منتخب کرلیا اور انہیں حکم دیا کہ ایک مقررہ تاریخ پر اپنے گھوڑوں اور پورے ساز و سامان کے ساتھ حاضر ہوں تاکہ ان سے رسالے میں کام لیا جائے۔ اس نے سمجھ لیا تھا[1] کہ یہ لوگ ایک غیر ملک میں ایسی جنگ میں شریک ہوں گے جس سے انہیں کوئی سروکار نہ تھا اور یہی ہوا۔ اس نے جب رضاکاروں کو فوجی جماعتوں میں تقسیم کیا تو ان ۳۰۰ نوجوانوں کو اس نے علیحدہ رکھا اور نہ تو کسی سنتوری یا (Manipie) میں انہیں متعین کیا اور نہ انہیں ہتھیار دیئے۔ منتخب شدہ اہل سسلی نے برضا و رغبت اپنے گھوڑے اور ساز و سامان نوجوان رومیوں کو دیکر فوجی خدمات سے گلوخلاصی حاصل کرلی اور اپنے عوضی کے سواروں کو اپنے ساتھ لے گئے اور انہیں فوجی شہسواری کی تعلیم دی۔ سی پیو کو اس طرح ۳۰۰ بہادر اور وفادار رومی سوار مل گئے اور لطف یہ ہوا کہ اس کا ایک حبہ خرچ نہ ہوا سسلی کی بستیوں سے اس نے رسد بھی لی جس سے اس نے اپنی سپاہ کو کھلایا اور جو غلہ اسے سلطنت سے ملا تھا اس نے اسے اصل جنگ کے لئے رکھ چھوڑا۔ معلوم نہیں ہوتا کہ اس نے اپنی مہم پر جانے والی فوج کی تعداد میں کس طرح اضافہ کیا۔ کیونکہ لیوی کے بیانات[2] باہم متناقض ہیں۔ ان تیاریوں میں بہت دن لگ گئے اور وہ سال آئندہ تک روانہ نہ ہو سکا۔ مگر اس اثنا میں اس نے ایک فوج اپنے دوست لائی لیس کے تحت میں افریقہ پر یورش کرنے کے لئے بھیجدی۔ یہ ان متفرق یورشوں میں سے نہ تھی جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں بلکہ سی پیو کی پیش قدمی کی مستقل حکمت عملی کا ایک جزو تھی۔ ہمیں معلوم نہیں کہ اسے شمالی مشرقی ہسپانیہ کے دیسیوں کی بغاوت کے فرو ہونے کا علم تھا یا نہیں مگر لائی لیس کی مہم غالباً ۲۰۵ء کے اواخر میں روانہ ہوئی۔

---

[1] لیوی ۲۹، ۱، ۹ وی سین بورن۔

[2] لیوی ۲۹، ۱، ۱۲، ۱۴، ۳، ۶ پر وی سین بورن کا حاشیہ۔

باب ۲۵
قرطاجنہ کی بیداری

(۲۷۵) لائی لیس افریقہ[1] کے ساحل پر بوقت شب لنگرانداز ہوا اور آفتاب کے طلوع ہوتے ہی اس نے لوٹ مار شروع کر دی۔ رومی مورخوں نے اس حملے سے قرطاجنہ کی پریشانی کو بیان کرنے میں اپنی فصاحت و بلاغت ختم کر دی ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے حالت مایوسی میں بہت سی تدبیریں سوچیں، سمندر کے لئے ایک بیڑے کے تیار کرنے کا بھی خیال تھا مگر اتنے میں معلوم ہوا کہ حملہ آوروں کی تعداد زیادہ نہ تھی اور یہ کہ سی پیو ان کا سپہ سالار نہ تھا۔ جب انھیں قرطاجنہ کی سینیٹ کا اطمینان ہو گیا تو انھیں نے حسب عادت کئی کارروائیاں کیں۔ افریقی رئیسوں خصوصاً سائی فیکس کے پاس سفارتیں بھیجی گئیں تاکہ ان سے گہرے تعلقات پیدا ہو جائیں۔ سائی فیکس نے روما سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ فلپ کو ایک بیش قرار رقم پیش کی گئی تاکہ وہ اطالیہ یا سسلی میں ایک فوج اُتار دے مگر یہ تحریک بعد از وقت تھی۔ اور اس کا کوئی نتیجہ نہ ہوا ہینی بال اور میگو کو فوری احکام روانہ کئے گئے کہ روما پر ہر طرح سے دباؤ ڈالیں تاکہ سی پیو اطالیہ ہی میں رہے میگو کی جنگی جہازوں یا سپاہیوں یا ہاتھیوں اور روپے سے امداد کی گئی اور اسے حکم دیا کہ اجیر سپاہیوں کو بھرتی کر کے روما پر پیش قدمی کرے اور ہینی بال سے جا ملے۔ یہ کام ایسا تھا جو اطمینان سے ایک مناسب موقع پر ہو سکتا تھا۔ گھبراہٹ کی حالت میں نہ ہو سکتا تھا اور رومی بھی اب جوکنے تھے اس لئے کامیابی کی کوئی امید نہ تھی۔ معلوم نہیں واقعات مذکورۂ بالا میں سے کس قدر حقیقت پر مبنی ہیں اور کتنے محض فرضی ہیں مگر تفصیلی واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تدبیریں قرطاجنہ کی روایات کے مطابق تھیں فینیقی حکومت کی قوت اس کے بیرونی مقبوضات اور مادی ذرائع میں تھی اس کا دار و مدار اجیر سپاہیوں کی فوجوں اور ایسے حلیفوں پر تھا جن کے شکم کو سیم و زر سے پُر کرنا پڑتا تھا۔ روپیہ، جہاز، ہتھیار، آلات حرب اور ہاتھی اس کے پاس بکثرت تھے۔ مگر اس کے افراد میں یک جہتی نہ تھی اس لئے حکام کے حکم پر ملک کی خدمت کے لئے فوراً تیار نہ ہو سکتے تھے۔ آدمیوں اور دولت کی

---

[1] لیوی (۲۹، ۳، ۷) کا قول ہے کہ وہ ہپو رگیس میں لنگرانداز ہوا مگر وی ہین بورن کا بیان ہے کہ یہ مقام قرطاجنہ سے بہت دور ہے اس لئے اس کا خیال ہے کہ یہ مقام ہپو ڈائری ٹس تھا۔

باب ۲۵

کمی نہ رہتی مگر ان میں اتحاد نہ تھا جو قوم کی روح ہے اس زمانے میں سائی فیاکس کی سرحد پر نزاعیں تھیں جن کی وجہ سے وہ پریشان تھا۔ ماسان اب تک آوارہ گردی کی حالت میں تھا مگر نیومیڈیا میں اس کا بہت کچھ اثر تھا۔ لائی لیس سے وہ آکر ملا اور اسے متنبہ کر دیا کہ افریقہ کے ساحل پر اپنی چھوٹی سی فوج کے ساتھ نہ ٹھہرے بلکہ واپس ہو جائے اور سی پیو کو جلد آنے کا مشورہ دے اس نے وعدہ کیا کہ جب وقت آئے گا تو میں تمہاری کافی مدد کروں گا۔ لائی لیس نے اس کے مشورے پر عمل کیا اور مال غنیمت کے ساتھ سسلی واپس گیا۔

لوکری کی تسخیر

(۳۷۶) نہ تو سی پیو نہ اس کے سپاہی افریقی مہم میں کسی تعویق کو پسند کرتے تھے، مگر تیاریاں ابھی کچھ باقی تھیں اور ایک چھوٹا سا معاملہ اس وقت پیش آیا جس کی طرف وہ متوجہ ہو گیا یعنی شہر لوکری پر غداروں کی امداد سے قبضہ کرنے کا موقع[1] مل گیا۔ یہ شہر قریب دس سال سے ہینی بال کے قبضے میں تھا، اس لئے وہاں کے جلا وطن امرا نے سی پیو کو اس پر قبضہ کر لینے پر آمادہ کیا۔ اس کوشش میں کامیابی ہوئی اور اس کے دو قلعوں پر رومیوں کا قبضہ ہو گیا۔ ہینی بال رومیوں کو وہاں سے نکالنے کے لئے پہنچ گیا مگر سی پیو وہاں اس کے قبل ہی سے موجود تھا۔ ہینی بال کو پسپا ہو کر واپس ہونا پڑا اور لوکری کو اس نے اس کی قسمت پر چھوڑ دیا۔ اس شہر کا انجام بہت برا ہوا سی پیو نے پلی می نیس کو یہاں کا افسر مقرر کر دیا تھا جو چھٹا ہوا بدمعاش تھا اور اس کے سپاہی اس سے بھی بدتر تھے۔ ان لوگوں نے اس بدنصیب شہر کی جو گت بنائی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس طولانی جنگ سے رومیوں کے اخلاق کس قدر خراب ہو گئے تھے۔ ان کی بے رحمی، لوٹ مار اور بداعمالیوں سے اہل شہر فینقی فوج کے تمام مظالم بھول گئے۔ پراس پرین کے مندر کے خزانے بھی لوٹ لئے گئے پرہس سے بھی یہی حرکت سرزد ہوئی تھی جس کا خمیازہ اسے بھگتنا پڑا اس لئے لوگوں کا یہ خیال ہوا کہ ان رومی لیڈروں کا بھی یہی حال ہوگا۔ مگر اس کے بعد یہ بدمعاش آپس میں لڑ گئے۔ پلی می نیس کے ماتحت دو فوجی ٹری بیونوں تھے جو اس کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے

---

[1] لیوی ۲۹، ۶-۹ دی سین بورن۔

باب ۲۵

اور آپس میں سخت لڑائی ہوئی۔ پلی می نیس نے ان دونوں کو تازیانے لگائے مگر اس کے بعد بلوہ ہوگیا اور بلوائیوں نے اس کی ناک اور کان کاٹ دیئے۔ سی پیو اس معاملے کو دریافت کرنے کے لئے آیا مگر اس نے پلی می نیس کو معزول نہیں کیا اور دونوں ٹری بیونوں کو روما بھیجنے کے قصد سے قید کرلیا مگر سی پیو کے روانہ ہوتے ہی اس گوش و بینی بریدہ نائب کو انتقام کا موقع مل گیا۔ اس نے دونوں ٹری بیونوں اور ان باشندگان لوکری کو سخت اذیت کے ساتھ مار ڈالا جنھوں نے سی پیو سے اس کی شکایت کی تھی اور اس بدنصیب شہر میں مظالم کا ایک دوسرا سلسلہ شروع کیا جس کے مقابلے میں پہلا کچھ نہ تھا لیکن سال مابعد (سنہ) اہل لوکری کا ایک وفد[1] روما پہنچا اور اپنے مصائب کی داستان سینیٹ کے گوش زد کی ان کی فریاد سُن کر سینیٹ کے اراکین برافروختہ ہوگئے مگر ممکن ہے کہ ان میں سے بعض کو سی پیو سے عناد تھا۔ اس لئے اُنھوں نے اس وفد کی شکایتوں پر زیادہ توجہ کی ہو۔ بہرحال یہ طے ہوا کہ پلی می نیس روما کو پابجولاں لایا جائے اور اس پر قتل کا مقدمہ چلایا جائے اہل لوکری کے نقصانات کی تا حد امکان تلافی کی جائے اور مندر سے جو رقم چرائی گئی تھی اس کے بجائے دگنی رقم دی جائے اور دیوتاؤں کے غصے کو رفع کرانے کے لئے قربانیاں کی جائیں۔ یہ بھی طے ہوا کہ خاطی فوج سسلی بھیجدی جائے اور ان کی جگہ لاطینی حلیف لوکری روانہ کئے جائیں سی پیو کے لئے بھی سخت سزا تجویز کی گئی تھی مگر اس پر عمل نہیں ہوا اور بالآخر ایک کمیشن مقرر ہوا جس کا صدر سسلی کا نیا پریٹر پومپونیس تھا اور اراکین میں دو ٹری بیون ایک ایڈیل اور سینیٹ کے دس منتخب رکن تھے۔ ان لوگوں کو وسیع اختیارات دیئے گئے تھے یہاں تک کہ وہ سی پیو کو گرفتار کرسکتے تھے اور اگر وہ افریقہ چلا گیا تھا تو وہاں جاکر اسے واپس لاسکتے تھے۔ لیکن اس صورت میں کہ اثبات جرم کے لئے کم از کم بدیہی شہادت ہو۔ کمشنر پہلے لوکری گئے جہاں اُنھوں نے پہلے نقصانات کی تلافی کا انتظام کیا اور اہل لوکری کو اطمینان دلایا کہ روما نے ان کی آزادی اور قوانین بحال کردئے ہیں جس کا مطلب یہ تھا کہ ان کی حکومت

---

[1] لیوی ۱۹، ۱۶، ۲۲۔

باب ۲۵

مقامی باقی رہے گی بشرطیکہ وہ وفاداری پر قائم رہیں جن لوگوں نے ان پر ظلم کیے تھے ان پر بشمول سی پیو انیس الزامات قائم کرنے میں ہر طرح کی سہولت دی گئی لیکن اہل لوکری نے سی پیو سے پرخاش جوئی کرنا مناسب خیال نہ کیا اور پلی می نیس اور اس کے شرکا کے خلاف شہادت پیش کی جو پابجولاں روما بھیج دیے گئے۔ مجالس عامہ میں مقدمات کی سماعت میں بہت کارروائی کے طول کھینچنے اور بار بار ملتوی ہونے سے فیصلوں میں بہت دیر ہوتی تھی ٹری بیونوں نے ان لوگوں کا مقدمہ بھی اسی طور سے چلایا جس کا غالباً کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ عامۂ قوم کا غصہ رفع ہو گیا تھا اور پلی می نیس قید خانے میں مر گیا جس سے عدالتی کارروائی ختم ہو گئی۔ مروجہ روایت یہی تھی مگر پلی می نیس کے انجام کے متعلق دوسری روایتیں بھی ہیں لوکری سے کمشنر سیراکیوز (سنہ [illegible]) گئے تاکہ سی پیو کے خلاف میں جو الزام تھے ان کی تحقیقات کریں۔ اس پر الزام یہ تھا کہ اس کا میلان یونانی تمدن کی طرف تھا جسے فیبیس اور پرانے خیال کے لوگ بہت برا سمجھتے تھے اور یہ کہ اس نے رومی لباس اور رومیوں کے عز و وقار کو خیرباد کہہ دیا ہے جس سے نہ صرف افسروں بلکہ سپاہیوں پر بہت خراب اثر پڑا ہے اور فوج کی کارکردگی اور ضبط دونوں خاک میں مل گئے ہیں، سی پیو ان کا مطلب سمجھ گیا اور اپنی ہم قوموں کے خصائل سے بھی وہ خوب واقف تھا۔ جواب دہی کا اس نے مطلق خیال نہ کیا بلکہ کمشنروں کو مصنوعی لڑائیوں اور جہازوں کی نقل و حرکت کی خوب سیر کرائی اور اسلحہ خانوں اور مخازن کا معاینہ کرایا۔ ان چیزوں کو دیکھ کر وہ متحیر ہو گئے اور اس کی مہم کی کامیابی کی دعائیں دیتے ہوئے اس کی تعریفیں کرتے ہوئے روما چلے گئے حالانکہ وہ دار و گیر کے لیے آئے تھے سینیٹ کو جب یہ کیفیت معلوم ہوئی تو اسے بھی خوشی ہوئی اور اب وہ بھی

۱؎ سی پیو جب سسلی میں تھا تو اس سے اور م پورکیس کیٹو سے جو اس کا کوئیسٹر تھا جھگڑا ہو گیا کیٹو پرانے خیال کا آدمی تھا اور سی پیو کو فضول خرچ اور بد تماشی خیال کرتا تھا۔ کانسل نے اسے بالآخر روما واپس جانے کی اجازت دے دی یہ دونوں ایک ساتھ مل کر کبھی کام نہ کر سکتے تھے۔ دیکھو نیپوس کیٹو ۱،۲ پلوٹارک کیٹو اول ۳۔

باب ۵ ج

سی پیو کے بہادرانہ طریقۂ حرب کی طرفدار تھی اس کی فوج میں اضافہ کرنے کا بھی انتظام کیا گیا مگر یہ انتظام کیا تھا معلوم نہیں ہوتا کیونکہ حسب سابق لیوی کے بیانات متناقض ہیں۔

ادر بزرگ
کی آمد

(۳۷۷) اطالیہ کے دونوں گوشوں یعنی شمال وجنوب میں جنگ کھٹائی میں ماند پڑ گئی تھی۔ میگو نے غالباً اپنے حکام کے احکام کی تعمیل کی ہر گونہ کوشش کی مگر گالی قبیلوں کو وہ عام بغاوت پر آمادہ نہ کرسکا۔ گالی سرداروں کو اب تجربہ سے معلوم ہو گیا تھا کہ بغاوت کرنا ٹھیک نہیں کیونکہ روما کی دو فوجیں ان کی نگرانی کے لیے موجود تھیں اور اگر بغاوت میں ناکامی ہوتی تو اس کا خمیازہ انھیں کو بھگتنا پڑتا۔ میگو کو صرف اس قدر کامیابی ہوئی کہ ان کے قبائل سے اسے اجیر سپاہی مل گئے اور ان کی ہواخواہی سے رسد بھی اسے مل گئی۔ لیگیوری البتہ نشیبی اضلاع پر حملہ کرنے میں شریک ہونے پر راضی ہو گئے۔ مگر میگو کے دل میں غالباً یہ شبہ ضرور گزرا ہوگا کہ باقاعدہ لڑائیوں میں یہ لوگ روما کے تربیت یافتہ سپاہیوں کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ روما کی فوجیں تیار تھیں۔ لیویس ائٹروریا سے کوچ کرتا ہوا آیا اور گال میں پریٹر لکرے شیس سے مل گیا۔ دونوں فینیقی سپہ سالار کی نقل وحرکت کو دیکھ رہے تھے۔ شہر کے لیجن ائٹروریا بھیج دیے گئے۔ برو ٹیم میں اس سے بھی زیادہ خاموشی تھی۔ بیماری کی وجہ سے دونوں فوجیں بیکار ہو رہی تھیں۔ اس لیے روما کی دو فوجوں میں سے ایک واپس کر دی گئی۔ روما میں ہمیشہ سے خیال تھا کہ اب اگر جنگ میں دیوتاؤں کی مدد حاصل کی جائے اور اس لیے مشرق سے ایک نئی دیوی لائی گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ سائی بی لین کتابوں میں کوئی پیشین گوئی تھی جس کی تصدیق ڈیلفی کے اپولو کے مندر سے بھی ہو گئی تھی۔ اسی پیشین گوئی کی بنا پر سینیٹ نے ایک وفد ایشیا بھیجا تاکہ پے سی نس سے دیوتاؤں کی ماں یا مادر کبیر کو لے آئے۔ اس دیوی کی پرستش فری جیا میں ہوتی تھی۔ پی سی نس، فری جیا کے اس حصے میں تھی جو اب ایشیائی گالیوں کے قبضے میں تھا۔ اپنے نئے دوست اٹالس شاہ پرگامم کی مدد سے

---

۵۱ ڈی سین بورن لیوی ۲۸، ۱۰، ۱۳ - ۲۹، ۱، ۱۲، ۱۲ - ۱۴ - ۱۳، ۳ - ۲۲، ۶۲ - ۲۵، ۱۰ -

۵۲ لیوی ۲۹، ۱۰ - ۱۱ ڈی سین بورن -

باب ۲۵

رومی سفیر کلابٹا میں پہونچے۔ وہاں جاکر انھیں معلوم ہوا کہ دیوی ایک پتھر کی شکل میں پوجی جاتی تھی۔ اٹالس کے ذریعے سے انھیں ایک پتھر مل گیا جو اصلی خیال کیا جاتا تھا اور اسے لیکر وہ روما روانہ ہوئے۔ ڈیلفی کے دیوتا کا حکم تھا کہ روما میں اس دیوی کا استقبال وہاں کا بہترین آدمی کرے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس کام کے لئے نوجوان پ سی پیو ناسی کا انتخاب ہوا۔ یہ شخص نے ایس سی پیو کا بیٹا تھا جو ۲۱۲؁ ہسپانیہ میں کام آیا اور اس طرح سی پیو (سسلی کا سپہ سالار) کا چچازاد بھائی تھا۔ خاندان کارنی لی کی مسلمہ عظمت کا یہ ایک مزید ثبوت ہے۔ نئی دیوی کچھ روز تک فتح کے مندر میں رکھی گئی اور آئڈی مان، ریا، کائی بی لی وغیرہ ناموں سے موسوم ہوئی۔ اس کی پرستش میں بداخلاقی کا شائبہ تھا اور اس کے ذریعے سے جو مذہب میں جوش و خروش کا عنصر پیدا ہو گیا جیسا کہ مشرق کے ممالک میں تھا۔ اس کی پرستش کے سلسلہ میں کھیل بھی ہوتے تھے جو میگالین شیا کے نام سے تہوار کے طور پر روما کی جنتری میں شامل ہو گئے۔

۱۲ متمرد نوآبادیوں کی سزا

(۳۷۸) ۲۰۴؁ کے انتخابات ایک ڈکٹیٹر نے کرائے جو خاص اسی غرض سے نامزد کیا گیا تھا۔ کھیل حسب سابق ہوئے ایک مندر کی تبریک عمل میں آئی، فوق الفطرت واقعات کی نحوست کو دفع کرنے کے لئے رسوم انجام دی گئیں سال مذکور کے خدمات کے انتظام میں موجودہ سپہ سالار اپنی خدمتوں پر بحال رکھے گئے۔ خصوصاً ہسپانیہ میں گال اور اٹرو ریا کی حفاظت اور قیام امن کے لئے خاص تدبیریں کی گئیں۔ انھیں انتظامات کے ضمن میں ایک بیڑا سواحل لمحقہ کا گشت لگانے کے لئے مقرر کیا گیا۔ اب ان ۱۲ متمرد نوآبادیوں کی گوشمالی کا بھی وقت آگیا تھا جنھوں نے ۲۰۹؁ میں اپنی امدادی فوج بھیجنے سے انکار کر دیا تھا اور اس وقت سے پھر سپاہی نہ بھیجے تھے۔ ان کی سزا سہ گونہ تھی۔ اولاً انھیں حکم دیا گیا کہ ہینی بال کے آنے کے بعد سے ہر سال میں زیادہ سے زیادہ جتنی فوج اُنھوں نے بھیجی تھی اس کی دگنی فوج بھیجیں۔ اس پر یہ طرہ تھا کہ سپاہی اعلیٰ طبقات سے ہوں اور ان سے ممالک ماوراء البحر میں کام لیا جانے والا تھا جو انھیں بہت شاق تھا۔ ثانیاً اس پر ان کی آمدنی کے ایک عُشر کا سالانہ محصول عاید کیا گیا۔ شہریان روما

---

[1] لیوی ۲۹،۱۵ ۔

باب ۲۵ سے ایک محصول موسومہ (Tributum) وصول کیا جاتا تھا مگر اس کے مماثل کوئی محصول حلیفوں سے نہ لیا جاتا تھا۔ غالباً یہ محصول تا ختم جنگ تھا۔ ثالثاً انھیں اب تک اختیار تھا کہ اپنی مردم شماری اپنے طریقے پر کرائیں۔ مگر اب یہ انتظام کیا گیا کہ روما کے سنسر وقت مقررہ پر مقامی سنسروں کے پاس تختے بھیجیں جو روما کے نمونے پر بنائے گئے تھے اور ان کا فرض تھا کہ ان تختوں کی حلفی تصدیق کرکے بذات خود روما میں سنسروں کی خدمت میں پہنچا دیں۔ یہ مقامی آزادی میں ایک نئی مداخلت تھی اور اس سے غالباً مقصود یہ تھا کہ مردم شماری کے تختے سب ایک ہی نمونے پر ہوں اس سزا کا حکم سننے کے لئے ان نوآبادیوں کے حکام اور ارکان سینیٹ بلائے گئے۔ اور انھوں نے بہت کچھ داد فریاد کی اور کہا کہ دگنی فوجوں کا تیار کرنا ناممکن ہے مگر ان کی آہ وزاری کی کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ لیکن جب ان پر دباؤ ڈالا گیا اور دھمکی دی گئی کہ سخت تر سزا دی جائے گی تو انھوں نے اس حکم کی تعمیل پر بھی آمادگی ظاہر کی۔ اس زمانے کی ایک اہم کارروائی یہ تھی کہ سنہ ۲۱۰ کے قرضۂ جنگ کی ادائی کاط انتظام کر دیا گیا۔ گو سلطنت ابھی تک مالی مشکلات میں مبتلا تھی۔ مگر اس کی ساکھ پھر بڑھ گئی تھی۔ اس لیے قرضے کی رقم میں سے ایک ثلث ادا کر دی گئی اور یہ انتظام کر دیا گیا کہ دو اور چار سال کے بعد باقی دونوں قسطیں بھی ادا کر دی جائیں۔

(۴۲۶) اطالیہ میں جب یہ واقعات ہو رہے تھے افریقہ اور سسلی میں غیرمعمولی ہل چل تھی قرطاجنہ کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے تھے مگر متلون مزاج سائی فیکس ان کی امداد پر پھر آمادہ ہو گیا تھا جس سے اسے یک گونہ اطمینان ہو گیا تھا۔ یہ ہاس دروبال بن گسکو کی گفتگو کے اثر کا نتیجہ تھا جس نے اپنی بیٹی سائی فیکس سے بیاہ دی تھی یہ خاتون اولاً ماسی نسا سے منسوب تھی۔ بہرکیف خواہ وجوہ کچھ بھی ہوں جب سائی فیکس قرطاجنہ کی ہواخواہی کا دم بھرنے لگا تو ماسی نسا پہلے سے بھی زیادہ روما کا طرفدار ہو گیا۔ سائی فیکس کی طرف سے سی پیو کے پاس پیام بھیجا گیا کہ سائی فیکس اب اپنے سابقہ مواعید پر قائم نہیں رہ سکتا اور چونکہ صورت حال متغیر ہو گئی تھی اس لئے اگر رومیوں نے قرطاجنہ پر حملہ کیا تو وہ ان کا مقابلہ کرنے پر مجبور ہو گا ہاس دروبال

ط لیوی ۹۴۶، ۱۱، ۱۰، ۳ ۔

باب ۲

کا یہ خیال تھا کہ اس دھمکی سے سی پیو افریقہ پر حملہ کرنے سے باز رہے گا مگر اس کا یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ سائی فیکس کی بدعہدی سے اسے مایوسی تو ہوئی مگر اس کے عزم میں فرق نہیں آیا اس نے مشہور کر دیا کہ سائی فیکس کے سفیر اس لئے آئے تھے کہ وہ افریقہ پر حملہ کرنے میں عجلت کرے۔ باربرداری کے لئے وہ تجارتی جہاز جمع کر رہا تھا اور اس کی فوجیں للی بے ائم میں مجتمع ہو رہی تھیں۔ جہازیوں کے علاوہ سپاہیوں کی مجموعی تعداد کیا تھی اس کا ہمیں علم اور لیوی کو بھی اس کا علم نہ تھا مگر تعداد غالباً زیادہ نہ تھی۔ دو لیجن اس میں شامل تھے مگر ان لیجنوں کے سپاہیوں کی تعداد زیادہ تھی ہر ایک میں ۶۰۰ سپاہی اور ۳۰۰ سوار تھے جن میں بہت سے بزرو آزما تھے۔ افسران سررشتہ کی کارکردگی کی وجہ سے فوجوں[1] کا اجتماع بغیر کسی دقت کے ہو گیا اور اثناء سفر میں بھی کوئی نقصان نہ ہوا گو سمندر میں کہرا تھا۔ یہ سب ہدایات کی پابندی، ضبط فوجی اور کمال فن کی پابندی کی بدولت تھا۔ تاہم باربرداری کے ۴۰۰ جہازوں کو جن کے ساتھ ۴۰ جنگی جہازوں کا بدرقہ تھا، صحیح و سلامت نکال لیجانا ایک دشوار کام تھا اور تعجب معلوم ہوتا ہے کہ دشمن نے مطلق تعرض نہ کیا۔ قرطاجنہ کی گودیوں میں جنگی جہاز[2] ضرور ہوں گے پھر اس خطرے کے وقت میں یہ جہاز دشمن کے مقابلے کے لئے کیوں نہیں نکلے۔

سی پیو کا ورود افریقہ میں۔

(۳۲۶) سی پیو راس ہرمیا کے قریب لنگر انداز ہوا جو قرطاجنہ کے کچھ شمال و مشرق میں ہے۔ بحری سفر اور لنگر انداز ہونے کی روایتیں ایک دوسرے سے متناقض ہیں اور اس کے بعد جو معرکہ آرائیاں ہوئیں ان کے تفصیلی واقعات قابل وثوق نہیں ہیں معلوم ہوتا ہے کہ جب رومی وہاں پہونچے تو میدان صاف تھا اور سواروں کی خفیف سی جنگ کے بعد بہت سا مال غنیمت جمع کر لیا جو سسلی بھیجدیا گیا لیکن سی پیو کا قصد تھا کہ یوٹی کا پر قبضہ کرے اس لئے اصل بیڑا اسی طرف بھیجدیا۔ اس جنگ کا پہلا اہم واقعہ یہ تھا کہ ماسی نسا رومی لشکر میں پہنچ گیا اس کے ساتھ صرف چند سوار تھے کیونکہ اس وقت

---

[1] لیوی ۲۹، ۲۵-۲۷۔

[2] اپے پین (Pun 9) نے بیان کیا ہے کہ اس زمانے میں کشتیوں کے کھینے کے لئے ۵۰۰۰ غلام خریدے گئے۔

باب ۲۵

اس کی حالت بہت بُری تھی مگر سی پیو اس نیومیڈی رئیس کی قدر و قیمت پہچان گیا تھا جو اس عہد کے قابلِ ذکر لوگوں میں ہے۔ رومی جس ملک کو نیومیڈیا کہتے تھے اس میں دو بڑے قبیلے تھے۔ مغرب میں مسا اسی لی تھے جن کا حکمران سائی فیکس تھا۔ اس قبیلے اور قرطاجنہ کے اصلی صوبے کے درمیان میں میسولی یا ماسی لی تھے جن میں ماسی نسا کے باپ گالا کے انتقال کے بعد سے کوئی مستقل بادشاہ نہ ہوا تھا۔ ماسی نسا کچھ روز تک تخت شاہی پر متمکن ہو گیا تھا مگر قرطاجنہ کو اس طرف سے کچھ بدگمانی تھی اس لئے اس نے سائی فیکس کو اس سے بھڑا دیا۔ ماسی نسا کے ذرائع کافی نہ تھے مگر اس نے سخت مقابلہ کیا جو بے سود ثابت ہوا لائی لیس اور سی پیو سے جب وہ ملا تو اس نے تیسری دفعہ جلا وطنی اختیار کی تھی مگر اس کی رعایا میں اب بھی اس کے بہی خواہ موجود تھے جو اس کی بہادری اور جانبازی کی وجہ سے اس پر فدا تھے روما کے لئے اس کی خدمات مفید ثابت ہوئیں فینقی حکومت نے سائی فیکس اور ہاس دروبال سے امداد طلب کی اور اسی اثناء میں سواروں کی ایک نئی فوج بھی تیار کرائی جس میں سربرآوردہ شہری شریک تھے یہ فوج سی پیو کی لشکر گاہ پر حملہ آور ہونے والی تھی جو اس وقت یوٹیکا کے قریب تھی ماسی نسا نے ان کو ایک کمین گاہ میں گھیر کر ان میں سے اکثر کو قتل کر دیا۔ سی پیو کو اب سمندر اور خشکی سے یوٹیکا کا محاصرہ کرنے کا موقع مل گیا۔ یہ مشہور اور قدیم شہر قرطاجنہ سے بھی پرانا تھا اس لئے قرطاجنہ کو گوارا نہ ہو سکتا تھا کہ بغیر ہاتھ پانوں مارے اس پر دشمن کا قبضہ ہونے دے۔ ہاس دروبال کے زیر کمان ۳۰۰۰۰ سپاہی تھے مگر ہاس دروبال سے یہ نہ ہو سکا کہ حملہ کر دے اور سائی فیکس اور اس کے ساٹھ ہزار سپاہیوں کا منتظر تھا سی پیو کا خیال تھا کہ اگر یوٹیکا پر اس کا قبضہ ہو جائے تو اسے اپنی مہم کا مرکز بنائے مگر اب اس نے مجبوراً محاصرہ اُٹھا دیا اور اپنی فوج کو موسم سرما کے لئے ایک راس پر لے گیا جو قریب ہی تھی۔ رسد کی کمی نہ تھی، غلہ اطالیہ اور سسلی سے چلا آتا تھا اور سارڈی نیا کے سرگرم پریٹر نے نہ صرف غلہ بھیجا بلکہ کپڑا بھی روانہ کیا۔

(۸۱ ۳ھ) اطالیہ میں اس زمانہ میں کوئی قابلِ ذکر واقعہ نہ ہوا۔ شمالی اطالیہ پر کافی نگرانی تھی۔ اٹروریا میں پھر بغاوت کے آثار تھے اور میگوئی حملہ آوری سے یہاں کے لوگوں کو روما کی حکومت سے آزادی کی امید ہو گئی تھی۔ اطالیہ کے اس حصے کے دولت مند

اٹروریا میں سکون

باب ۲۵

اور دوسرے مقامات کے امرا کی طرح روما کے سرگرم مؤید نہ تھے۔ روما کی حکومت سے یہ لوگ ناراض تھے مگر چونکہ یہ لوگ خود اپنے زور بازو سے کچھ نہ کر سکتے تھے اور روبہ انحطاط تھے اس لئے یہ بیرونی امداد کے متمنی رہتے تھے اور جنگ کے طول کھینچنے سے انھیں روما کے حقیقی تفوق کا خیال نہ رہا تھا۔ مگر اب ان کی سرکوبی کی تدبیر کی گئی۔ اٹروریا ایک کانسل کا صوبہ قرار دیا گیا اور اس کی فوج کی موجودگی کی وجہ سے مخالفت دب گئی۔ اس نے تمام شہروں کا دورہ کیا اور عدالتی تحقیقات کر کے خاطیوں کو سزا دی۔ سرغنوں کے دور ہو جانے سے بغاوت بالکل فرو ہو گئی۔ جنوب میں ہینی بال سے دو مقابلے ہوئے جن میں سے پہلے میں رومیوں کو شکست کا اقبال ہے اور دوسری میں فتح کا دعوی۔ لیکن رومی سپہ سالار ہینی بال کو اطالیہ سے خارج کرنے سے قاصر تھے۔ کروٹن کو اس نے اپنا مرکز بنا لیا تھا اور ملحقہ ضلع پر اس کا پورا قبضہ تھا۔ رومیوں نے سرحدوں پر حملہ کر کے ایک دو شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اگر ہینی بال کو قرطاجنہ سے کمک پہونچتی تو وہ حملہ آور ہو کر جنگ کو طول دے سکتا تھا۔

سنسرو کی باہمی نزاعیں

(۳۸۲) اس سال روما میں مردم شماری ہوئی اور سنسر[۲] کے کانسل م لیویس اور ک۔ کلاڈیس اور نیرو تھے۔ سینیٹ کے اراکین کی فہرست تیار کر لینے اور سرکاری ٹھیکوں کے معمولی کام کے طے کر لینے کے بعد ان دونوں نے نمک کا محصول بڑھا کر آمدنی کا ایک نیا ذریعہ نکالنے کی تدبیر کی۔ نمک کے کارخانوں (Salinae) کا ٹھیکہ دینے میں جو سلطنت کی ملک تھے انھوں نے ان قیمتوں کا ایک تختہ شائع کیا جن پر عندالطلب ٹھیکہ داروں کو نمک فروخت کرنا پڑتا۔ اس وقت تک نمک کی قیمت تمام شہریان روما کے لئے یکساں تھی۔ مگر نئی تعریف[۱] میں مختلف مقامات کے لئے مختلف قیمتیں رکھی گئیں جو پرانی قیمتوں سے زیادہ تھیں مگر روما میں پرانی قیمت بحال رہی۔ اس تدبیر سے ٹھیکہ داروں سے جو رقم ملتی تھی وہ بڑھ گئی۔ لیویس اس تجویز کا محرک تھا اس لئے وہ (Salinator) کے نام[۱] سے موسوم ہوگا۔ شہریوں کی فہرست تیار کرنے میں کچھ وقت صرف ہوا کیونکہ اس میں مختلف فوجوں کے سپاہی بھی

---

[۱] انگریزی لفظ (Tariff) عربی لفظ "تعریف" سے ماخوذ ہے دیکھو آکسفورڈ ڈکشنری۔ مترجم۔

[۲] لیوی ۲۹، ۳۷، اس کو ایک نئی چیز خیال کرتا ہے۔ مگر اس کا یہ خیال صحیح نہیں معلوم ہوتا ہے۔ دیکھو بلوخ

باب ۲۵ شامل تھے۔ اس دفعہ سنسروں کے ذمہ ایک نیا کام یہ تھا کہ ۱۲ متمرد نوآبادیوں کی مردم شماری کے کاغذات کو مقامی سنسروں سے لیکر اور ان کی مالی اور فوجی حالت کی ان یادداشتوں کو بطور سرکاری کاغذوں کے محفوظ رکھیں۔ طبقہ ایکوائٹ اور شہریوں کی پوری فہرستوں کا ابھی تیار کرنا باقی تھا مگر یہاں دونوں شرکاء عہدہ جو میٹارس کی فتح میں شریک تھے اور جن میں حال ہی میں مصالحت ہوئی تھی پھر لڑ گئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رومی کس قدر خودسر تھے اور سرکاری معاملات میں بھی قابل تضحیک کارروائیوں سے باز نہ آتے تھے۔ نیرو نے لیویس کا نام طبقۂ ایکوائٹ کی فہرست سے خارج کر دیا اس بنا پر کہ اسے عامۂ قوم کی ایک عدالت نے اس پر مقدمہ چلا کے اسے سزا دی تھی، حالانکہ کانسلی پر فائز رہنے اور سلطنت کی قابل قدر خدمات انجام دینے سے اس کا داغ عصیان ڈھل چکا تھا نیرو کا یہ فعل غالباً کینہ پروری یا قواعد کی لفظی پابندی پر مبنی تھا۔ اس کے جواب میں لیویس نے بھی نیرو کے ساتھ وہی سلوک کیا اور اس پر یہ الزام لگایا کہ اس نے اسی مقدمے میں جھوٹی گواہی دی تھی اور یہ کہ مصالحت اس نے محض مکاری سے کی تھی۔ اسی طور پر شہریوں کی درجہ داری فہرست میں ایک ضمیمہ ان لوگوں کا تھا جن پر شہریوں کے فرائض عائد ہوتے تھے مگر جو شہریوں کے حقوق سے محروم کر دئے گئے تھے۔ نیرو نے اپنے ہم عہدہ کو ان (Oeraeu) میں شریک کر دیا لیوی نے اس طرح پر تمام اہل روما کو بشمول نیرو شریک کر دیا اور ۳۵ قبیلوں میں سے صرف قبیلۂ میکیا کو مستثنیٰ کر دیا جس نے بقول اس کے نہ تو اس کو باوجود بے گناہ ہونے کے مستلزم سزا قرار دیا تھا اور نہ بحالت سزا اسے کانسل اور سنسر بنانے کی رائے دی تھی[1]۔ قاعدے کے لحاظ سے غالباً سنسروں کی وہ کارروائیاں جن میں دونوں کو اتفاق نہ ہو کالعدم ہوں گی اس لئے ان دونوں بدمزاج سنسروں کی ان لغو حرکتوں سے کسی کو نقصان نہ پہنچا ہوگا۔ مگر لوگوں کو شکایت ضرور ہوئی اس لئے خدمت سے علیحدہ ہونے کے بعد ان دونوں پر بد اعمالی کے الزام میں مقدمہ چلا آیا۔ لیکن سینیٹ نے دیکھا اس سے فضول بدنامی ہوگی اور کسی صورت سے اس معاملے کو رفع دفع کر دیا۔ کیونکہ اگر نظام دستوری میں سنسروں سے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ (Bevolkering) صفحہ ۳۴۹۔

[1] مامسین اسٹاٹس رخیٹ دوم ۳۴۶۔

باب ۲۵

کام لینا مقصود تھا تو یہ ضرور تھا کہ وہ اپنے افعال کے ذمہ دار اور قابل مواخذہ نہ قرار دیے جائیں سنہ ۲۱۵ کے اواخر میں سالانہ انتخابات، پجاریوں کی جماعتوں کے تقررات، قربانیاں اور کھیل ہوئے۔

روما کی بحری سرگرمی

(۳۸۳) سال آیندہ کی سپہ سالاریوں کی تقسیم اسی احتیاط کے ساتھ عمل میں آئی جو سال ماسبق میں مد نظر رکھی گئی تھی لیکن سی پیو کی سپہ سالاری کی توسیع صرف ایک سال کے لئے نہ ہوئی بلکہ افریقہ کی جنگ کے اختتام تک ہوئی کیونکہ رومیوں کو معلوم ہو گیا تھا کہ جنگ کا فیصلہ اسی سرزمین پر ہوگا سینیٹ میں جو لوگ اس کے مخالف تھے، انھوں نے بھی ان مسلمہ امور کو تسلیم کر لیا تھا اور ان کا پیرانہ سال سرغنہ فے بیس کا اب دم واپسیں تھا۔ حربی تدابیر کی وسعت کا ایک ثبوت یہ ہے کہ بحیرۂ روم کے وسط کی بحری راہوں[1] پر قبضہ کرنے کی فکر ہو رہی تھی۔ سی پیو کے ساتھ ۱۵۰ جنگی جہاز تھے اور پرانے جہازوں کی مرمت اور نئے جہازوں کے بن جانے سے ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا اور چالیس چالیس جہازوں کے تین بیڑے سارڈی نیا، اطالیہ اور سسلی کے سواحل کی نگرانی کے لئے مقرر کر دیے گئے۔ ان سب جہازوں میں اعلیٰ درجے کے لڑنے والے جہازی اور ربلی مار تھے۔ زمانۂ قدیم کے جدید طریقۂ جنگ میں بحری کارکردگی کی یہ شرطِ اول تھی۔ اس کے علاوہ یہ خیال تھا کہ قرطاجنہ پر جب خشکی سے شدید حملے ہوں گے تو اپنے بحری تفوق کی شاندار روایات کو یاد کر کے پھر سمندروں میں تفوق حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ روما نے اپنی فراست سے اس کی ان کوششوں کو رد کرنے کی تیاری کر لی تھی روما کے حکام اور پجاری مذہبی کھیلوں اور فوق الفطرت واقعات کی نحوست دفع کرنے میں بظاہر مشغول تھے مگر ان کی نگاہیں افریقہ کی جنگ پر لگی ہوئی تھیں۔ سی پیو کے پاس سسلی اور ہسپانیہ سے غلہ، کپڑا اور ہتھیار پہنچ رہے تھے کیونکہ سارڈی نیا کے صوبہ دار کی طرح تمام حکام اس عظیم الشان مہم میں مدد کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ روما نے اطالیہ کو تعاون عمل کا سبق دیا تھا اور اس کی یہ قوت کبھی اس سے زیادہ ظاہر نہ ہوئی۔

---

[1] لیوی ۳، ۲۔

باب ۲۵ یوٹی کا کا محاصرہ

(۴۳۸ اسی پیو اپنے سرمائی لشکرگاہ سے یوٹی کا پر تاک لگائے تھا۔ اور آیندہ معرکہ آرائی کے لئے تیاری کر رہا تھا قرطاجنہ سے خبر آئی تھی کہ اس کے بحری ذرائع آمد و رفت کو منقطع کرنے کے لئے ایک بیڑا تیار ہو رہا ہے۔ سائی فیکس سے نامہ و پیام ہوا مگر اس کا کوئی نتیجہ نہ ہوا کیونکہ وہ قرطاجنہ کا ہم آہنگ ہو گیا تھا اور اب اس کا ساتھ نہ چھوڑ سکتا تھا۔ اس نے مصالحت کی تجویز پیش کی تھی کہ جانبین ایک دوسرے کے مقبوضات کا تخلیہ کر دیں مگر یہ شرط لغو تھی۔ مگر سپی پیو ان تجویزوں سے اپنا کام نکالتا رہا اور اکثر تحریریں اپنے معتمد علیہ سنتوریوں کے ذریعے سے بھیجتا تاکہ وہ دشمن کے لشکرگاہوں کے مواقع سے واقف ہو جائیں۔ جو ایک دوسرے سے ملحق تھے اور جن میں لکڑی، بوریوں اور سوکھی گھانس کے جھونپڑے تھے۔ جب اس کی تیاریاں مکمل ہو گئیں اور دشمن غافل ہو گیا تو اس نے کسی بہانے سے نامہ و پیام کے سلسلے کو منقطع کر دیا اس نے یوٹی کا کا محاصرہ کرنے کا بہانہ کیا جس سے اس کا اصل مقصد پوشیدہ رہا۔ اس کے بعد اس نے یکایک کوچ کیا اور دشمن کے خیمہ گاہوں میں آگ لگا دی جس سے اندھیرے میں سخت ہلڑ مچ گیا۔ دشمن کے بہت سے سپاہی قتل کر دیے گئے بہت سے ایک دوسرے یا گھبرائے ہوئے گھوڑوں اور ہاتھیوں کے نیچے دب گئے اور بعض قید کر لئے گئے۔ سائی فیکس اور ہاس دروبال کے ساتھ صرف چند بچ کر بھاگ گئے۔ پالی بیس نے جس نے تذکرے میں سپی پیو کی اس[1] چالاکی کو فریب دہی پر محمول کیا ہے، اس کے اس کامیاب شبخون کو اس کا سب سے شاندار کارنامہ قرار دیا ہے اس کے بعد افریقہ کے بہت سے شہروں نے رومیوں کی اطاعت قبول کر لی اور سپی پیو کو امید ہو گئی کہ اب وہ بلا کسی خرخشہ کے یوٹیکا کو فتح کرنے کی تدبیر کر سکے گا مگر سائی فیکس سے اسے ابھی نمٹنا باقی تھا جس نے اپنی نوجوان بیوی کی منت و سماجت اور قرطاجنہ کی جنگی سرگرمی سے متاثر ہو کر

---

[1] اس زمانے کے واقعات جو بیان کرنے میں ہم نے پالی بیس اور لیوی کے تذکروں کی متابعت کی ہے۔ اہل قرطاجنہ، ماسی نسا اور سائی فیکس کے باہمی تعلقات اور دیگر معاملات کے متعلق زمانہ مابعد کے مصنفوں نے مختلف روایتیں بیان کی ہیں۔ دیکھو پالی بیس ۱۴، ۱-۵۔ لیوی ۳۰، ۳-۱۵۔ اپپین (Pun) ۲۱-۲۳۔

باب ۲۵ نومیڈیوں کی تازہ دم فوجیں بھرتی کیں۔ قرطاجنہ کے بعض لوگ صلح کے خواہاں تھے، کچھ ہینی بال کو واپس بلانا چاہتے تھے مگر بالآخر یہی طے ہوا کہ نئی فوجیں تیار کی جائیں اور جنگ جاری رکھی جائے لیوی نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ جنگ پسند جماعت اب تک برسر اقتدار تھی جس کے سرغنوں میں ہاس دروبال اور خاندان بارکاس کے ارکان تھے۔ اسی اثنا میں ہسپانیہ کے منتخب اجیر سپاہیوں کی ایک جماعت وہاں پہنچی جنھیں فینیقی کار پرداز لے آئے تھے۔ ان لوگوں کو معلوم تھا کہ اگر وہ رومیوں کے پنجے میں پھنس گئے تو بچنے کی کوئی امید نہیں۔ فینیقی فوج کی تعداد تیس ہزار تھی مگر سی پیو نے باوجود اپنی کمی تعداد کے اس کے مقابلے کا قصد کر لیا اور بلا کسی پس و پیش کے ایک مقام پر ان سے دست بگریباں ہو گیا جو بڑے میدان کے نام سے مشہور تھا۔ واضح رہے کہ اس جنگ میں فتح زیادہ تر سواروں کی بہادری سے ہوئی ان سواروں میں نہ صرف ماسی نسا اور اس کے نومیڈی شامل تھے بلکہ رومی سوار بھی جن کی سی پیو کی توجہ سے بہت کچھ اصلاح ہو گئی تھی۔ ہسپانیہ کے اجیر سپاہی اس کے بعد گھیرے گئے اور قتل کر دیے گئے کینہ توز شکست خوردہ سپاہیوں کو اس طرح انتقام کا موقع مل گیا۔

سوفونی با (۳۰۵) قرطاجنیوں کی آنکھیں اب بخوبی کھل گئی تھیں اور انھیں معلوم ہو گیا تھا کہ وہ سخت خطرے میں پھنس گئے ہیں۔ انھوں نے بہ عجلت تمام اس خطرے کے دفع کرنے کی تدبیر شروع کی۔ دو قطعی کارروائیاں کی گئیں یعنی قصد کر لیا گیا کہ ہینی بال کو ملک کی حفاظت کے لیے بلا لیا جائے اور ثانیاً اپنے بیڑے کا بیڑے سے رومی بیڑے پر حملہ کرا دیا جائے جو یوٹیکا کے محاصرے میں مشغول تھا۔ سی پیو نے جو اپنی فتح سے نفع اٹھا کر ان رومیوں کو آزاد کرا دیا تھا جنھیں ہینی بال نے کئی سال قبل آزاد کرایا تھا ٹیونس کی طرف پیش قدمی کی جو قرطاجنہ کے قریب ہے اور اس پر قبضہ کر لیا۔ لیکن فینیقی بیڑے[2] کی نقل و حرکت سے وہ پھر یوٹیکا کی طرف واپس ہوا اور عین وقت پر پہنچ گیا ورنہ اس کے جنگی جہاز اس کے ہاتھ سے نکل گئے ہوتے۔ الخ

---

[1] لیوی ۳۰ (۷)۔

[2] پالی بیس ۱۴، ۹، ۱۰، لیوی ۳۰، ۹-۱۰۔

جہازوں سے اس وقت جنگ کا کام نہیں لیا جا رہا تھا بلکہ آلات محاصرہ ان پر نصب کر دئے گئے تھے۔ اگر سمندر سے ان پر حملہ ہو جاتا تو سب آسانی سے تباہ ہو جاتے لیکن قرطاجنی بیڑا جس کے افسر بے ہمت تھے اور اُنھوں نے اپنا وقت ادھر اُدھر ضایع کیا اور اس طرح یہ موقع ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ جب وہ پہونچے تو اُنھوں نے دیکھا کہ ایک صف میں تین یا چار بار برداری کے جہاز یکے بعد دیگرے کھڑے کر دئیے ہیں اور ان کو تختوں سے جوڑ دیا گیا ہے جس سے ایک جہاز سے دوسرے جہاز تک جانیکے لئے راستہ بن گیا ہے ان باربرداری کے جہازوں کی صفوں کے بعد جنگی جہاز تھے۔ ان صفوں پر حملہ کیا گیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ صرف چند باربرداری کے جہاز بمشکل نکال لئے گئے اور قرطاجنہ بھیج دیے گئے۔ بھدّے تجارتی جہازوں نے اپنا کام خوب کیا اور رومیوں کو یہ موقع تھا کہ وہ اپنے جہاز کے اونچے تختوں پر سے دشمن کے اوپر منجنیق پھینکتے تھے۔

قرطاجنی مہم کا نتیجہ صرف یہ ہوا کہ چھ پرانے جہاز انھیں ملے اور یوٹیکا کو وہ مدد نہ پہنچا سکے۔

لائی لیس اور ماسی نسا نے سائی فیاکس کا تعاقب کیا جو مغرب کی طرف فرار ہو گیا تھا اور اُنھوں نے ایک دوسری جنگ میں اس بادشاہ کی نئی فوج کو بھی شکست دی۔ اسے قید کر لیا اور اس کے دارالسلطنت سرٹا نے فاتحوں کی اطاعت قبول کر لی۔

اس جنگ کے ضمن میں سوفونی با کا دردناک قصہ بیان کیا گیا ہے جو ہاس دربال کی بیٹی اور سائی فیکس کی بیوی تھی اس کی کئی روایتیں ہیں مگر اصل واقعات حسب ذیل معلوم ہوتے ہیں۔ یہ خاتون ماسی نسا کے قبضے میں آگئی تھی اور رومیوں کی سخت گیری سے خائف ہو کر اس سے پناہ کی خواستگار ہوئی۔ عاشق مزاج نیومیڈی نے اس سے اسی روز عقد کر لیا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ جب وہ اس کی بیوی ہو جائے گی تو اس کے رومی حلیف درگزر کر جائیں گے اور اس طرح معاملہ رفت وگزشت ہو جائے گا۔

اس کے بعد ہی وہ لائی لیس کے ساتھ سی پیو کے لشکر میں آیا اور اس خاتون کو بھی اپنے ساتھ لیتا آیا۔ اس کی دراز دستی کی اطلاع پہلے ہی سے وہاں پہنچ چکی تھی اور سائی فیکس نے سی پیو کی عنایت کی شکرگزاری میں یا دوسرے اغراض سے اپنے ذاتی تجربے کی بنا پر اُسے متنبہ کر دیا کہ ہاس دربال کی بیٹی کا اثر اپنے نئے شوہر پر روما کے لئے اچھا نہ ہوگا۔ رومی جنرل نے

اب ۲۵

اس ٹیڑھے معاملے[۵۱] کو رومیوں کے خاص طرز عمل کے مطابق طے کیا۔ اس نے ماسیان کو سمجھایا کہ یہ جنگ اہل روما کی ہے اس لیے تمام مال غنیمت بھی اُنھیں کا ہے اور مال غنیمت کا تقسیم کرنا سینیٹ کا کام ہے۔ اس لیے بہتر ہو گا کہ سوفونی با روما بھیجدی جائے جہاں تمھارے حقوق کا خاص لحاظ رکھا جائے گا۔ جب ماسی نسا کو معلوم ہو گیا کہ سی پیو راضی نہ ہو گا تو اس نے سوفونی با کو اس کے حسرت ناک انجام کی اطلاع دی اور قاصد کے ہاتھ زہر بھی بھیجا۔ قرطاجنی خاتون نے زہر کھا لیا اور اس طرح رومیوں کے پنجے سے نکل گئی۔

عارضی صلح

(۳۸۶) جنگ کے بعض تذکروں میں بیان کیا گیا ہے کہ اہل قرطاجنہ میں باہمی نزاعیں[۵۲] تھیں اور ہاس دروبال سپہ سالاری سے معزول کر دیا گیا۔ یہ روایتیں یا تو ان تذکروں میں نہ تھیں جن کی اس نے خوشہ چینی کی ہے یا وہ پسند نہ کرتا تھا کہ غیر متعلق واقعات کو بیان کر کے قصے کے تسلسل اور دلچسپی کو زائل کر دے۔ پالی بیس کے بچے ہوئے منتشر اوراق ہیں معلوم ہوتا ہے کہ سی پیو نے پھر ٹیونس کی طرف پیش قدمی کی جس سے قرطاجنی اتنا گھبرائے کہ اُنھوں نے ایک سفارت مصالحت کی غرض سے بھیجی۔ سی پیو نے چند عارضی شرطیں پیش کیں اور عارضی طور پر جنگ کو ملتوی کرنے کا وعدہ کیا اور سفارت کو ہدایت کر دی کہ قطعی مصالحت کے لیے انھیں سینیٹ سے نامہ و پیام کرنا چاہیے۔ سی پیو کی شرطوں کو اُنھوں نے منظور کر لیا اور ایک سفارت روما بھیجی گئی مگر رومی مورخوں کا بیان ہے کہ فینقی حکومت کی اصل غرض یہ تھی کہ ہینی بال کی واپسی تک انھیں مہلت[۵۳] مل جائے۔ روما میں جب یہ خبر پہونچی تو سینیٹ اور عوام خوشی سے پھولے نہ سمائے اور مندر شکرانے کی دعاؤں سے گونج اُٹھے۔ ماسی نسا کے سفیروں نے بھی ایک درخواست پیش کی جس سے ظاہر ہے کہ اب سینیٹ کی حیثیت شہنشاہانہ ہو گئی تھی۔ اس ایلچی کو تحفے دئیے گئے تھے اور عام مجمعوں میں اس کی تعریفیں ہوئی تھیں اور ناسی لیون

---

[۵۱] لیوی ۳۰۔ ۴/۱۸-۱۔ اپین (Pun) ۲۸ ۔

[۵۲] اپین (Pun) ۲۴ ۔

[۵۳] لیوی ۳۰۔ ۱۶/۱۴-۱۔ اپین (Pun) ۳۱ ۔

باب ۲۵

تمام ملک نیومیڈیا کا بادشاہ عارضی طور پر تسلیم کر لیا گیا تھا سی پیو کے ان احکام کی اس نے سینیٹ سے توثیق چاہی۔ سینیٹ نے سی پیو کی کارروائیوں پر مہر توثیق ثبت کر دی اور بادشاہ کو تحفے تحائف بھیجے۔ سینیٹ اب گویا تخت و تاج کی بخشنے والی اور تمام دنیا (ممالک بحیرۂ روم) کی حکم بن گئی تھی۔

اطالیہ کا تخلیہ

(۳۸۷) اب اطالیہ کا تخلیہ قریب ہے۔ سنہ ۲۰۳ کے موسم گرما میں میگو پونڈی کی وادی میں معرکہ آرائی میں مصروف تھا کہ شمال کے پریٹر اور پروکانسل کی فوجوں نے اس پر مل کر حملہ کر دیا اور ایک زبردست جنگ کے بعد رومیوں کی فتح ہوئی۔ میگو نے اپنی باقی ماندہ فوج کو جمع کر کے لیگیوریا کے ساحل کا قصد کیا جہاں اس کی واپسی کا حکم دیا گیا تھا۔ اس نے اس حکم کی بخوشی تعمیل کی اور اپنے اجیر سپاہیوں کے ساتھ قرطاجنہ روانہ ہو گیا۔ لیکن اثنائے راہ میں وہ اپنے زخموں سے جانبر نہ ہو سکا اور اس کے بعض جہاز جو بیڑے سے الگ ہو گئے رومیوں کے قبضے میں آ گئے۔ ہینی بال کو بھی عرصے سے معلوم تھا کہ قرطاجنی حکومت کے متلون اور ناعاقبت اندیش طرز عمل کے خراب نتائج کو دفع کرنے کے لئے اسے بالآخر بلایا جائے گا۔ لیکن وہ کروٹن پر جما ہوا تھا جہاں سے رومی اسے علیحدہ نہ کر سکتے تھے لیکن بالآخر قرطاجنہ سے واپسی کا حکم آ گیا جس کی اس نے تعمیل کی۔ رومی مورخوں نے بیان کیا ہے کہ جب یہ حکم پہونچا تو اس نے بہت آہ و زاری کی مگر یہ سب لغویات ہیں۔ رومیوں کی ایک روایت[1] ہے جو متواتر بیان کی گئی ہے کہ اطالیہ جانے سے قبل اس نے ان اطالیوں کو قتل کر دیا جنھوں نے اس کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ پالی بیس اس کے متعلق ساکت ہے زمانۂ حال کے عالی خیال مورخ اس قسم کا وحشیانہ فعل ایسے اولوالعزم سپہ سالار سے منسوب کرنے سے جھجکتے ہیں جس نے مارسلس کی تجہیز و تکفین ہمدردانہ طریقے پر کی تھی لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس کے سگے بھائی ہاس ڈروبال کا سر اس کے سامنے پھینک دیا گیا تھا، اب اس کی حالت دیوانگی اور مایوسی کی تھی، یہ بھی واضح رہے کہ زمانۂ قدیم کی لڑائیوں کا ایک مسلمہ اصول یہ تھا کہ وہ لوگ واجب القتل ہیں جن سے

---

[1] لیوی ۳۰-۲۰ - ڈائیوڈورس ۲۷، ۹-۱۰ - اپین ہینی بال ۵۹ -

باب ۵

نقصان کا اندیشہ ہے۔ جو دشمنوں کو مدد دینے والے ہوں صحیح ہے کہ ہینی بال کوئی معمولی بدمعاش نہ تھا بلکہ قرطاجنیوں کا ایک رئیس اعظم تھا۔ اس کی قوم کا دستور تھا کہ ناکام سپہ سالار سولی پر چڑھا دئے جاتے تھے۔ اس پر اس قسم کے اور الزامات بھی ہیں۔ اسلئے بہتر یہ ہوگا کہ بجائے عقلی دلائل کی بنا پر رائے قائم کرنے کے ہم کوئی رائے ظاہر[۵۵] نہ کریں۔

متضاد روایات

(۳۸۸) لیوی[۵۶] کا بیان ہے اور ممکن ہے کہ صحیح ہو کہ میگو اور ہینی بال کی روانگی سے روما میں یہ اندیشہ ہو گیا کہ قرطاجنہ کی متحد فوجیں سی پیو کی فوج سے زبردست ثابت ہوں گو قرطاجنی فوجوں کی نوعیت اور تعداد کے متعلق کوئی رائے قائم نہیں ہو سکتی۔ اسی زمانے میں فنیقی کارپرداز مع اپنے روپیے کے ہسپانیہ میں اجیر سپاہیوں کو بھرتی کرتے ہوئے گرفتار ہوئے تھے اسی اثنا میں قرطاجنہ سے ایک سفارت مصالحت کی غرض سے آئی۔ سینیٹ میں اس کے متعلق جو مباحثہ ہوا اس کا اور ان تجویزوں کا خلاصہ جو اس کے ضمن میں پیش ہوئیں لیوی نے اپنی تاریخ میں کسی قدیم راوی کی تحریر کی بنا پر درج کیا ہے۔ اس راوی کا بیان ہے کہ سفیروں کو حکم دے دیا گیا کہ اطالیہ سے فوراً چلے جائیں اور سی پیو کو حکم دیا گیا کہ جنگ سرگرمی سے جاری رکھے۔ ڈائیون کیسیس[۵۷] کا قول ہے کہ یہ سفارت اس وقت آئی تھی جب کہ میگو اور ہینی بال اطالیہ میں موجود تھے اسی لئے اس کی شنوائی نہ ہوئی۔ لیکن تخلیے کے بعد عارضی صلح سے اتفاق ظاہر کیا گیا اور سی پیو کی طے کردہ شرطیں بھی منظور کر دی گئیں جو ایک طویل مباحثے کے بعد اپے پین کی روایت اس سے بھی مختلف ہے یعنی سینیٹ میں بالاتفاق کوئی تصفیہ نہ ہو سکا اسلئے سی پیو کے پاس کمشنر بھیجے گئے کہ ان کے مشورے سے عمل کرے لیکن آخری تصفیے کے متعلق اسے قطعی اختیارات عطا کئے گئے۔ اس روایت میں جو قرین قیاس ہے بیان کیا گیا ہے کہ

---

[۵۵] اے پین (Pun) ۳۳ میں جو فعل اس سے منسوب کیا گیا ہے اسی قسم کا ہے مگر لیوی نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے دیکھو فقرات ۳۰۵، ۳۱۰۔

[۵۶] لیوی ۳۰، ۲۱۔

[۵۷] قطعات ۵۷، ۴۷، ۵۰، ۷ اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کے اور پالی بیس کے بیان میں بہت کم فرق ہے۔ دیکھو پالی بیس ۱۵، ۱، لیوی ۳۰، ۱۶۔ اے پین (Pun.) ۳۲۔

باب ۲۵

سپی پیو نے صلح کی شرطیں طے کیں جن کی خلاف ورزی سے جنگ کے آخری مہینوں میں سخت کدورت پیدا ہو گئی تھی۔ پالی بیس کا بیان ہے کہ خلاف ورزی عارضی صلح کی ہوئی نہ کہ عہدنامے کی جس پر سینیٹ اور اہل روما نے خوشنودی کا اظہار کیا تھا لیکن عہدنامے کی خبر عارضی صلح کے ختم ہو جانے کے بعد پہنچی اس لئے عہدنامے پر عمل نہیں ہوا۔ یہ آخری بیان اغلب معلوم ہوتا ہے اور اس کے ماخذ قابل اعتماد ہیں۔ راویوں کے اختلافات سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ قدیم کے مورخ روایتوں کے بیان کرنے میں کس قدر بے پروا تھے جس کی وجہ سے زمانۂ حال کے مفتشوں کو انکشاف حقیقت میں سخت دقت ہوتی ہے اور ان سے لغزشوں کے ہونے کا سخت اندیشہ ہے۔

عارضی صلح کی خلاف ورزی

(۳۸۹) عارضی صلح کی خلاف ورزی طریقۂ ذیل پر ہوئی۔ اس عارضی صلح کی بنا پر سسلی اور سارڈینیا سے غلہ بمقدار کثیر سپی پیو کے پاس بھیجا گیا اور باربرداری کے جہازوں کا ایک بیڑا اپنی منزل مقصود کو پہنچ رہا تھا کہ یکایک ہوا کا رخ بدلا اور وہ دوسری طرف چلا گیا بدرقہ کے جہاز تو بمشکل بچ گئے مگر تجارتی جہاز بہتے بہتے قرطاجنہ کے قریب پہنچ گئے جسے دیکھ کر وہاں کے عوام کے منہ میں پانی بھر آیا سینیٹ نے انھیں عارضی صلح کی خلاف ورزی سے روکنے کی بہت کوشش کی مگر اہل شہر جو غلے کی کمی سے تنگ آ گئے تھے اس کے قابو سے نکل گئے۔ انھوں نے امیر البحر کو مجبور کیا کہ سمندر میں بڑھ کر روما کے باربرداری کے جہازوں پر قبضہ کرے۔ سپی پیو نے اس طرز عمل کی شکایت کرنے اور تلافی کا مطالبہ کرنے کے لئے سفیر بھیجے جنھوں نے بے ضرورت راست گوئی سے کام لیا اور قریب تھا کہ عوام شہر ان کے تکے بوٹی کر دیں قرطاجنہ کے حکام کی تندہی کی وجہ سے بچ گئے مگر واپسی میں پھر ان پر حملہ ہوا۔ اس طور پر نہ صرف عارضی صلح کی خلاف ورزی کی قانون بین الاقوام کے مسلمہ اصول بھی بالائے طاق رکھ دئے گئے۔ اسی اثنا میں فینقی سفیر جو روما سے واپس آ رہے تھے سپی پیو کے قبضے میں آ گئے مگر ان سے انتقام لینے سے اس نے انکار کر دیا۔ لیکن اس نے جنگ پھر شروع کر دی اور اس نے تہیہ کر لیا کہ جب تک کوئی قطعی نتیجہ بر آمد نہ ہو جنگ جاری رکھی جائے۔ ہنی بال بھی اب افریقہ پہنچ گیا تھا۔ اور قرطاجنہ کے جنوب میں لنگر انداز ہوا تھا مگر چند وجوہ سے وہ شہر سے دور ہی رہا کیونکہ اسے ایک نئی قسم کی جنگ کے لئے فوج کو مجتمع و منتظم کرنا تھا اور گھوڑوں

باب ۵

اور رسد جمع کر کے سب فوجوں کو ایک جگہ جمع کرتا تھا۔ اگر وہ اپنی فوج کو قرطاجنہ کے قریب لایا ہوتا تو اپنی تدبیروں کو عمل میں لانا اس کے لئے مشکل ہو جاتا کیونکہ قرطاجنہ کی سینیٹ خطروں میں گھرے ہوئے ہونے کی وجہ سے روز بروز کمزور ہوتی جاتی تھی اور انبوہ شہر کا اثر غالب ہو رہا تھا۔ اگر وہ حکومت کو اپنے قابو میں کر لیتا تو اسے فوج سے علیحدہ ہونا پڑتا۔

روما کی

(۳۹۰) روما میں بھی اب تک اطمینان نہیں ہوا تھا۔ **فیبیس** نے ایک زمانۂ طویل تک زندہ رہنے کے بعد جس میں اس سے کوئی کار نمایاں نہیں ہوا سنہ ۲۰۳ کے موسم خزاں میں انتقال کیا۔ پلوٹارک نے اس معمولی قابلیت کے آدمی کا پیریکلیس سے مقابلہ کیا ہے جو بالکل خلاف واقعہ ہے۔ اصل میں یہ بڈھا سٹھیا گیا تھا اور اس کا خیال تھا کہ افریقہ میں ہزیمت ہوگی مگر اس کی یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی۔ فلپ ثانی مقدونیہ نہ صرف روما کے یونانی حلیفوں سے چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا بلکہ اب اس نے چار ہزار سپاہیوں[۵۲] کی ایک فوج[۵۱] اور کچھ روپیہ قرطاجنہ کی امداد کے لئے روانہ کیا۔ وائرو[۵۳] کی سرگرمی سے جس پر اب تک اعتماد تھا اس بادشاہ کو بدعہدی پہ ملامت کرنے کے لئے ایک سفارت بھیجی گئی۔ روما کے عوام کو اس وقت کسی قسم کی بے اطمینانی نہ تھی کیونکہ گو آگ لگنے اور طغیانی کی وجہ سے انھیں کچھ زحمت ہوئی تھی مگر غلہ بہت سستا تھا کیونکہ اطالیہ میں کاشت شروع ہو گئی تھی اور ہسپانیہ سے بھی غلہ بہت آ رہا تھا جو ایڈیل عوام کے ہاتھ سستے داموں بیچتے تھے مگر جس صلح کے اہل روما متمنی تھے ابھی اس کے کوئی آثار نہ تھے اور جب تک ہینی بال خدمت سپہ سالاری پر فائز تھا، قطعی فتح کی امید کسی کو ہو نہ سکتی تھی۔ روما کے امرا میں خود غرضی اور ہوا و ہوس کا عنصر بھی بڑھتا جاتا تھا جو سلطنت کے حق میں بہتر نہ تھا۔ اس کی ایک مثال ہم بیان کرینگے گو ممکن ہے کہ اس منفرد مثال سے کوئی عام نتیجہ مستنبط کرنا درست نہ ہو۔ کانسل فے ایس سروی لیس نے جب دیکھا کہ

---

[۵۱] لیوی ۳۰، ۳۳، ۵، ۴۲، ۴ — ۶ فرونٹی ٹنس (Strat) ۲، ۳، ۱۶ ۔

[۵۲] لیوی ۳۰، ۲۶، ۲ — ۴ ۔

[۵۳] لیوی ۳۰، ۴۲، ۱ — ۳ ۔

ہینی بال اطالیہ سے چلا گیا ہے تو وہ بھی بروٹیم سے سسلی اس قصد سے چلا گیا کہ وہاں سے افریقہ جا کر وہاں کی جنگ میں شریک ہو۔ اس خود سر حاکم کو روکنے کے لیے سینیٹ نے خاص طور سے ایک ڈکٹیٹر مقرر کیا جس نے اسے واپسی کا حکم دیا اور اسے طوعاً و کرہاً واپس ہونا پڑا۔ یہ معاملہ یہیں ختم ہو گیا مگر جب سنہ ۲۰۵ء کے لیے صوبہ جات کی تقسیم کا وقت آیا تو معلوم ہوا کہ خود نمائی کے لیے سپہ سالاری کی ہوس صرف اس کانسل تک محدود نہ تھی دونوں کانسل چاہتے تھے کہ افریقہ سال مذکور کے لیے ایک خاص صوبہ قرار دیا جائے اور دونوں اس کے خواہشمند تھے۔ مگر یہ تجویز رد ہو گئی کیونکہ سینیٹ کی تعداد غالب یہ نہ چاہتی تھی کہ سی پیو اس طریقے سے اپنی خدمت سے ہٹا دیا جائے اس لیے افریقہ کی سپہ سالاری کا مسئلہ[1] مجلس میں پیش ہوا اور تمام قبیلوں نے بالاتفاق سی پیو کے تقرر کی توثیق کر دی لیکن لیوی کا بیان ہے کہ باوجود مجلس کے اس تصفیے کے سینیٹ نے افریقہ کو ایک کانسلی صوبہ قرار دیا اور قرعہ اندازی کے ذریعے سے وہ ٹائی بے ریس کلاڈیس نیرو کے حصے میں آیا۔ تجویز یہ تھی کہ ۵۰ جنگی جہازوں کے بیڑے کے ساتھ افریقہ جائے اور سپہ سالاری میں سی پیو کا شریک ہو۔ اس روایت کی صحت میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ جس جماعت کو سی پیو سے عناد تھا وہ اس وقت برسر اقتدار ہو گئی ہو۔ مگر نتیجے سے انھیں مایوسی ہوئی ہو گی۔ کانسلوں کو قومی کھیلوں کی وجہ سے کچھ روز روما میں رکنا پڑا اور اس کے بعد جب اس نے سمندر[2] میں قدم رکھا تو موسم خراب تھا۔ اٹروریا کے ساحل سے ہوتے ہوئے وہ ایک محفوظ مقام سے دوسرے محفوظ مقام تک براہ البا اور کرسیکا، سارڈینیا بہت دیر میں پہنچا اور اس جزیرے تک پہنچتے پہنچتے اس کے بیڑے کے جہاز بالکل بیکار ہو گئے۔ جہازوں کی مرمت میں جنگ کا موسم ختم ہو گیا اور اس کا بیڑا بے نیل مرام روما واپس گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ سی پیو کا ستارۂ اقبال عروج پر تھا۔ سنہ ۲۰۲ء کی فوجوں میں صرف ۱۶ لیجن تھے جس سے ظاہر ہے کہ فوج میں بہت کچھ

---

[1] لیوی ۳۰، ۲۷۔

[2] لیوی (۳۰، ۲۸) کا بیان ہے کہ سینیٹ نے صلح کی گفت و شنید کو سی پیو کے سپرد کر دیا تھا۔ اس کا یہ فعل نیرو کو بہت ناگوار ہوا اس لیے اس نے سہل انگاری کی۔

تخفیف ہو چکی تھی۔

(۳۹۱) آخری جنگ سے قبل کے واقعات مختلف طریقوں پر بیان کیے گئے ہیں اور ان میں کوئی خاص اہمیت بھی نہیں ہے۔ بعض روایتوں میں بیان کیا گیا ہے کہ اس نازک وقت میں قرطاجنہ میں انبوہ شہر کی حکومت تھی۔ بالمختصر مختلف وجوہ کے سبب سے ہینی بال اس فکر میں تھا کہ جس قدر فوج اس کے زیر کمان تھی اسے مجتمع کر کے دشمن کا مقابلہ کرے۔ اس نے اندرون ملک میں زاما کی طرف پیش قدمی کی اور سی پیو بھی جس کی کمک پر ماسی نسا تھا اس کے مقابلے کے لئے آگے بڑھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ہینی بال کے جاسوس رومی لشکر میں پکڑے گئے مگر سی پیو نے انھیں اپنے لشکر کی سیر کرا کے صحیح و سلامت واپس جانے دیا۔ یہ خاندان سی پیو کے افسانوں کا ایک جزو ہے مگر یہ ناممکن نہیں ہے کیونکہ بڑے جنرلوں میں سے اکثر رعب اور اخلاقی اثرات سے بہت کام لیتے ہیں۔ ہینی بال کی فوج غالباً تعداد میں بڑی تھی مگر نوعیت کے لحاظ سے کمتر درجہ کی تھی۔ اپنی فوج کے نقائص سے وہ بخوبی واقف تھا، اسی لئے اس نے جنگ سے قبل سی پیو سے ملاقات کی اور کوشش کی کہ اب بھی بغیر خونریزی کے معقول شرائط پر صلح ہو جائے۔ مگر دونوں کی ملاقات کا کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ ہینی بال نے سابقہ شرائط سے کچھ کم و بیش کرنا چاہا، سی پیو نے شرائط مذکور کو سخت تر کرنا چاہا کیونکہ قرطاجنہ نے عارضی صلح اور قانون بین الاقوامی کی خلاف ورزی کی تھی۔ اس لئے فریقین نے جنگ[لہ] کی تیاری کی جو موسم خزاں میں ایک مقام موسومہ نرگاوا کے قریب ہوئی مگر زاما کے نام سے موسوم ہے جس کو اب بدلنا ناممکن ہے۔ قرطاجنہ کی حفاظت کے ذرائع ہینی بال کی صف بندی سے ظاہر ہیں۔ پہلی صف ہاتھیوں کی تھی جن کا کام دشمن کی صف بندی کو توڑنا تھا۔ دوسری میں مختلف قوموں کے اجیر سپاہی یعنی لیگیوری، گالی، ماری ٹانی، بالا آری، دشمن کی پیدل فوج کو تھکانے اور شکست دینے کے لئے تیسری میں قرطاجنی اور دوسرے افریقی سپاہی تھے جن کے استقلال پر اسے زیادہ اعتماد نہ تھا تاہم امید تھی کہ اپنے فرض کو انجام دینے سے گریز نہ کریں گے۔ کیونکہ چوتھی صف میدان کے عقب میں اس کی نبرد آزما سپاہ تھی جو اطالیہ سے اس کے ساتھ واپس آئی تھی۔ جنگ کا سلسلہ

[لہ] پالی بیس ۱۵، ۹-۱۴- لیوی ۳۰، ۳۲-۳۵-

باب ۲

دیر تک جاری رہا اور سخت خونریزی ہوئی مگر اس کا نتیجہ قطعی ہوا سپی پیو نے اپنی دانشمندانہ حربی تدبیروں سے ہاتھیوں کو بیکار کر دیا۔ دیسی سپاہیوں نے اجیر سپاہیوں کی کافی مدد نہیں کی جس سے ان کے قدم اُکھڑ گئے اور بھاگتے ہوئے خود قرطاجنیوں سے دست بگریباں ہو گئے۔ اطالیہ سے جو فوج واپس آئی تھی سخت جانبازی سے لڑی۔ ہینی بال کی اصل فوج کے ساتھ فرار شدہ اطالوی اور رومی تھے جو مردانہ وار لڑے مگر اب روما کی فوج کی وہ حالت نہ تھی جو کینے کی جنگ کے زمانے میں تھی۔ سپی پیو نے رومی اور حلیف سواروں کو فریق مخالف کے سواروں سے بہتر بنا دیا تھا اور اس کے علاوہ چونکہ ماسی نسا اس کی تائید پر تھا، نیومیڈی سواروں کی تعداد بھی اس کے ساتھ کافی تھی میمنہ اور میسرہ پر فتح حاصل کر کے لائی لیس اور ماسی نسا نے دشمن کا تعاقب ملتوی کر دیا اور ہینی بال کے نبرد آزما سپاہ کے عقب پر حملہ آور ہوئے جس سے جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔ ہینی بال نے اپنی فوج سے کمالِ فن سے کام لیا تھا، اس کو ہر شخص تسلیم کرتا تھا مگر یہ فوج اب کالعدم ہو چکی تھی اور قرطاجنہ اب بالکل روما کے قابو میں آ گیا تھا۔

صلح کی شرطیں

(۳۹۲) ہینی بال بدقت تمام بھاگ کر ہیڈرومی ٹم پہنچا اور وہاں سے قرطاجنہ اس شہر سے وہ ؁۲۳۶ میں اپنے باپ کے ساتھ روانہ ہوا تھا اور اس اثنا میں پھر نہ آیا تھا۔ سپی پیو نے لائی لیس کو فتح کی خبر سنانے کے لیے روما بھیجا اور اپنی فوج کو قرطاجنہ روانہ کیا۔ وہ خود یوٹیکا کو واپس ہوا اور پچاس جنگی جہاز گرفتار کر لئے جو رسد کے جہازوں کو پہنچا کر واپس ہو رہے تھے۔ وہاں سے وہ قرطاجنہ کے بندرگاہ کو دیکھنے کے لیے روانہ ہوا اور ٹیونس کو اپنا مستقر بنایا یہاں آ کر اسے معلوم ہوا کہ سائی فیکس کا بیٹا ورمنا ایک نیومیڈی فوج لیکر قرطاجنہ کی امداد کے لئے آ رہا تھا مگر اس فوج کا قلع قمع کر دیا گیا جس سے ساحل دشمنوں سے پاک ہو گیا۔ فنیقی حکومت نے نہایت عجز کے ساتھ سفارت بھیجی جسے سپی پیو نے جھڑک کر واپس کر دیا۔ لیکن اس سے مدعا صرف یہ تھا کہ دوستی اختیار کر کے دشمن کو ذلیل کیا جائے اور وہ اطاعت قبول کرنے پر مجبور ہو۔ سپی پیو کو خوب معلوم تھا کہ قرطاجنہ کا محاصرہ بہت طول کھینچیگا وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اکابر روما میں سے اکثر اس سے حسد رکھتے ہیں اور وہ یہ نہ چاہتا تھا کہ اس فتح میں کوئی دوسرا اس کا شریک ہو اس لئے اس نے سفیروں کو پھر بلایا اور صلح کی شرطیں پیش[1] کیں جو حسب ذیل ہیں۔

---

[1] پالی بیس ۱۵، ۱۸، ۱۹۔ لیوی ۳۰، ۳۶، ۳۷۔

باب ۲۵
قرطاجنہ کی داخلی حیثیت

(۱) جنگ کے چھڑنے سے قبل جو شہر اور علاقے قرطاجنہ کے قبضے میں تھے حسب سابق اس کے قبضے میں رہیں۔ شہر میں نہ تو کوئی محافظ فوج رکھی جائیگی اور نہ اس کی حکومت میں کوئی مداخلت ہوگی۔

قرطاجنہ کی خارجی حیثیت

(۲) قرطاجنہ کسی حالت میں کسی غیر افریقی سلطنت سے جنگ نہ کرے اور کسی افریقی سلطنت سے بھی بغیر روما کی اجازت کے جنگ نہ کرے۔ ماسی نسا اور اس کی مورثوں کے تمام مقبوضات کو واپس کردے جس کی حدود کا تعین بعد کو ہوگا۔ اپنے تمام ہاتھی اور تمام جنگی جہاز سوائے دس جہازوں کے روما کو پیش کردے۔

تاوانِ جنگ

(۳) قرطاجنہ دس ہزار ٹیلینٹ یعنی چوبیس لاکھ انگریزی پونڈ دو سو ٹیلینٹ سالانہ کی قسطوں میں روما کو ادا کرے۔

عارضی انتظامات

(۴) تمام رومی قیدی، فرار شدہ سپاہی اور غلام واپس کردئے جائیں۔ جو تجارتی جہاز عارضی صلح کی خلاف ورزی میں گرفتار کئے گئے تھے فوراً واپس کردئے جائیں ورنہ صلح نہ ہوگی رومی سپاہ کے لئے تین ماہ کی رسد اور تنخواہ کا انتظام کیا جائے تاکہ اس اثناء میں شرائط صلح روما میں طے ہو جائیں۔ بالآخر ایک سو اشخاص جن کی عمریں ۱۴ سال سے ۳۰ سال تک ہوں اور جنھیں رومی سپہ سالار منتخب کرے، روما کے حوالے کردئے جائیں تاکہ صلح کے نامہ و پیام میں اسے قرطاجنہ کی صداقت کا اطمینان ہو۔

ان شرائط کا مجموعی نتیجہ یہ تھا کہ قرطاجنہ کے تعلقات سرزمین افریقہ سے باہر باقی نہ رہیں اور اس کی خارجی حکمت عملی روما کی نگرانی میں آجائے۔ تاوانِ جنگ کا مالی بار زیادہ نہ تھا۔ اصل خطرہ اس فقرے سے تھا جو ماسی نسا سے متعلق تھا کیونکہ اس کی تعبیر آیندہ ایسے طریقے پر ہوسکتی تھی جو قرطاجنہ کے موافق نہ ہو۔ معلوم نہیں یہ فقرہ قصداً مذبذب رکھا گیا تھا مگر غیر طے شدہ معاملات میں معاملہ کن دوستوں میں اسے زبردست کو زیادہ نفع ہوتا ہے۔ فی الجملہ شرائط زیادہ سخت نہ تھیں کیونکہ سپیو عجلت میں تھا اور چاہتا تھا کہ مصالحت اسی کے ذریعہ سے ہو۔

ہینی بال

(۳۹۳) ہینی بال کی حقیقی عظمت اس موقع پر ظاہر ہوئی اس نے اپنے ذمے

باش یہ ناگوار فریضہ لیا کہ اپنے ہم وطنوں کو سمجھائے کہ اس وقت سر اطاعت خم کریں اور خدا کا شکر کریں کہ ان کی حالت اس سے بدتر نہ ہوئی۔ اس نے شرائط طے شدہ کو منظور کرا دیا اور روما کے نقصانات کی تلافی کرنے کے لیے تجارتی جہازوں وغیرہ کو جمع کرنا شروع کر دیا اور جو چیز نہ مل سکی اس کی نقد قیمت ادا کی اس کے بعد عارضی طور پر صلح ہو گئی اور ایک فینیقی سفارت روما بھیجی گئی جس کے ساتھ رومی نمائندے بھی تھے۔ جنگ کی خبروں کا روما میں سخت انتظار رہتا تھا اور احتیاطیں بھی کی جاتی تھیں۔ عام پریشانی اور سراسیمگی کی وجہ سے فوق الفطرت واقعات کی بھی شہرت ہونے لگی تھی۔ آسمانی شگونوں سے مجالس کے اجلاس بند کر دیئے گئے اور موجودہ حکام کی میعاد عہدہ ختم ہو گئی قبل اس کے کہ انتخابات عمل میں لانیکے لیے کسی ڈکٹیٹر کا تقرر ہو۔ ایڈیلوں کے بعض ماتحتوں کو سرکاری رقم میں سے خیانت[1] کرنے کی پاداش میں سزا ہوئی مگر سپیو کی عظیم الشان فتح کی خبر آتے ہی تمام فکریں کافور ہو گئیں اور تمام شہر میں مسرت وانبساط کا سماں نظر آنے لگا۔ **فلپ** شاہ مقدونیہ کے پاس سے بھی ایک سفارت آئی تھی۔ نئے کانسلوں میں سے ایک[2] کی بوالہوسی سے سلطنت کا کاروبار رک گیا تھا اسے افریقہ کی سپہ سالاری کی خواہش تھی مگر دو ٹربیونوں نے جو غالباً سپیو کے ہوا خواہ تھے اس کی مخالفت پر کمر باندھی۔ لیوی نے جس طریقے پر اس واقعے کو بیان کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سینیٹ کا طرز عمل مذبذب تھا یعنی اسے ہر دلعزیز جنرل کی مخالفت کی جرأت نہ تھی مگر یہ بھی خواہش تھی کہ کانسل کو مداخلت کا موقع ملے ۲۰۱؁ کی سپہ سالاریوں کا انتظام اس طور پر کیا گیا کہ اطالیہ اور بیرونجات کے جن اضلاع میں شورش باقی تھی وہاں سکون ہو جائے۔ لیجنوں کی تعداد گھٹا کر ۱۴ کر دی گئی اور جنگی جہازوں کی ۱۰۰ کر دی گئی کیونکہ جنگ کے جلد فتح ہونے کی امید قوی تھی۔

فلپ (۳۹۴) لیکن فلپ کے یہاں سے جو سفارت[3] آئی تھی اس سے مزید جنگ کا اندیشہ تھا۔ روما سے جو سفیر اس بادشاہ کے پاس بھیجے گئے تھے وہ اپنا کام ختم کر کے واپس آ چکے تھے۔

---

[1] لیوی ۳۰، ۳۹، ۷۔

[2] لیوی ۳۰، ۴۰، ۷-۱۶۔

[3] لیوی ۳۰، ۴۲، ۱-۱۰۔

باب ۵

گران میں سے ایک یونان میں اس غرض سے رہ گیا تھا کہ اپنے حلیفوں کی سرحدوں کو مقدونی لٹیروں کی یورشوں سے محفوظ کرنے کا انتظام کر دے۔ فلپ نے ان الزامات کو سننے سے انکار کیا اور اُلٹے روما کے حلیفوں کے افعال اور اس رومی کارپرداز کی حرکتوں کی شکایت کی فلپ نے قرطاجنہ کی امداد کی تھی۔ جب اس کی بحث چھڑی تو اور بدمزگی پیدا ہو گئی۔ فلپ اپنے سپاہیوں کو واپس لینا چاہتا تھا جو اس وقت سپیو کی قید میں تھے۔ گران کا ذکر آتے ہی سینیٹ کے غصے کی کوئی انتہا نہ رہی اور مقدونی نہ صرف بے نیل مرام واپس ہوئے بلکہ انھیں جنگ کی دھمکی بھی دی گئی۔ یہ لیوی کی روایت ہے اور ممکن ہے کہ صحیح ہو مگر قیاس غالب یہ ہے کہ یہ زمانۂ مابعد کے مصنفوں کی من گھڑت ہے اور اس لیے وضع کر لی گئی ہے کہ روما نے مقدونیہ کے ساتھ جو وعدہ خلافی کی اس کے لیے ایک عذر معقول مل جائے ہمیں یہ بھی یقین نہیں آتا کہ افریقہ میں مقدونیہ کی کوئی فوج تھی بھی کیونکہ جنگ کے ضمن میں کہیں اس کا ذکر نہیں۔ ممکن ہے کہ لیوی نے محض سماعی بیان پر یہ لکھ دیا ہو۔ قرطاجنہ سے جو سفارت[1] آئی اس میں زیادہ تر اسی صلح پسند جماعت کے افراد تھے اور بیان کیا گیا ہے کہ ان کے ساتھ لطف آمیز سلوک ہوا۔ لیکن کانسل لین ٹولس نے مصالحت کی کارروائی کو روکنے کی کوشش کی لیکن دو ٹری بیونوں نے اس کارروائی کو مجلس عامہ میں پیش کر کے اس کی چلنے نہ دی قبیلوں نے یہ رائے دی کہ صلح کر لی جائے اور سپیو کو پورا اختیار دیا جائے کہ صلح کی شرطیں طے کرے اور افریقہ کے تخلیے کا انتظام کرے۔ سینیٹ نے ۲۰۰ قیدیوں کو رہا کر دیا جو سفیروں کے دوست تھے، غالباً اس خیال سے کہ قرطاجنہ میں روما کے بہی خواہوں کو تقویت ہو اور یہی جماعت کچھ روز کے بعد برسر اقتدار ہو گئی۔ سفارت کی واپسی پر باضابطہ صلح ہو گئی اور شرائط طے شدہ پر عمل ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ قرطاجنہ سے چھوٹے بڑے ۵۰۰ جہاز تھے جو سمندر میں لائے گئے۔ اور وہاں ان میں آگ لگا دی گئی۔ غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ رومیوں کو ان جہازوں کی ضرورت نہ تھی یا ممکن ہے کہ اہل قرطاجنہ پر یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ ان کی بحری قوت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اس کے بعد فرار شدہ سپاہیوں کو سزا دی گئی جنھیں اہل قرطاجنہ نے رومیوں کے حوالے کر دیا تھا۔ ان کی دو قسمیں کی گئیں ایک میں لاطینی اور غالباً دوسرے حلیف تھے اور

---

[1] لیوی ۳۰، ۴۳ ڈی سین بورن۔

دوسری میں شہریان روما تھے جن میں زیادہ تر کیمپانی اور دوسرے نیم شہری ہوں گے۔ شہریان روما کی غداری حلیفوں کی بدعہدی سے زیادہ سنگین تھی اس لئے لاطینی قتل کئے گئے اور رومی صلیب پر چڑھائے گئے۔

سی پیو کی عظمت و حشمت

(۳۹۵) سی پیو اپنی فوج کو واپس لے گیا اور جشن فتح منانے کے لئے روما روانہ ہوا۔ فتح کے جلوس میں ایک ممتاز فرد ک۔ ٹیرینشیس کیولیو تھا۔ یہ شخص آزادی کی ٹوپی پہنے ہوئے تھا جو نو آزاد غلام کی نشانی ہے۔ سی پیو نے اسے فینیقی قید سے رہائی دلائی تھی اور اپنے آزاد کنندہ کے اعزاز میں اس نے یہ لباس پہنا تھا۔ قدیم وقائع نگاروں کی بے پروائی کی ایک بین مثال اس جلوس کے ضمن میں ملتی ہے۔ پالی بیس[1] کا بیان ہے کہ سائی فیکس اس جلوس میں شریک کیا گیا تھا اور اس کے بعد مر گیا۔ لیوی کو اس سے انکار ہے اور وہ کہتا ہے کہ سائی فیکس اس کے قبل ہی مر گیا تھا اور سلطنت کی طرف سے اس کی تجہیز و تکفین ہوئی۔ سی پیو کی عظمت و حشمت کی کوئی انتہا نہ تھی، اس کا کارنامہ روما کی تاریخ میں لاثانی تھا۔ کیملس نے روما کی عظیم الشان خدمت کی تھی مگر جب اس نے روما کو گالیوں کے نرغے سے بچایا اس زمانے میں روما کی کوئی ہستی نہ تھی۔ سی پیو نے روما کو عہد قدیم کی دولتمند ترین سلطنت سے بچایا تھا جس کا خادم اس زمانے کا سب سے بڑا جنرل (ہنی بال) تھا۔ اس کی کامیابی اس وجہ سے بھی قابل لحاظ تھی کہ باوجود حکام وقت کی مخالفت کے حاصل ہوئی تھی اور کوئی یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ یہ کامیابی دوسروں کی شرکت سے حاصل ہوئی تھی۔ لائی لیس اس کا خاص وابستہ تھا اور ماسی نسا نے اس کی وفاداری کے ساتھ مدد کی تھی مگر ان کی خدمات جمہوریہ روما کو اسی نڈر اور جوش پیدا کرنے والے جنرل کی بدولت حاصل ہوئی تھیں۔ سی پیو کی حالت بالکل غیر معمولی تھی جس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ اس کے اور اس کے سپاہیوں کے درمیان خاص تعلقات تھے۔ اس کی فوج میں زیادہ تر رضاکار تھے اور جنگ ہائے کینی و ہرڈونیا کے شکست خوردہ سپاہی۔ رضاکاروں نے تو اسے گویا بطیب خاطر اپنا سردار بنایا تھا اور دوسروں کو اس نے ذلت کی حالت میں پایا اور اعزاز کے ساتھ ان کے وطن کو واپس لایا۔ اس کے علاوہ اس نے بہت سے رومی قیدیوں کو آزاد کرایا جن کے دوست اور اعزہ اس کے ممنون ہو گئے ہوں گے۔ یہ بھی واضح رہے کہ

---

[1] پالی بیس ۱۶، ۲۳ — لیوی ۳۰، ۴۵ ۔

باب ۲۵ اس کے باپ اور چچا نے سلطنت کے لیے اپنی جان دی تھی اور خاندان کارنیلی کا رکن ہونا بذات خود کوئی کم اعزاز نہ تھا۔ مگر باوجود اس عظمت و اعزاز کے اس کے لیے مشکلوں کا سامنا بھی تھا کیونکہ جو عظمت اس نے حاصل کی تھی اس کے تسلیم کیے جانے کے لئے روما کے دستور میں کوئی گنجائش نہ تھی۔ تجربہ کار سپہ سالاروں کا اپنی خدمات پر ایک سال سے زیادہ برقرار رہنے کا طریقہ بھی ضروریات زمانہ کی وجہ سے مجبوراً رائج ہو گیا تھا۔ اور امرا جو اعزاز حاصل کرنے کے مواقع کی تلاش میں رہتے تھے مصر تھے کہ سالانہ تقررات کا طریقہ پھر رائج ہو جائے۔ سپیو کو بالاتفاق افریکانس (افریقائی) کا خطاب دیا گیا جس سے اس کے ہم چشموں کو اس سے اور زیادہ حسد ہو گیا اور یہ دوسرے رومی امرا کے لیے ایک نظیر ہو گئی کہ جس ملک میں کوئی نزاع ہو اس کے نام سے مشہور ہونے کے موقعے تلاش کریں۔ روما میں بالعموم معمولی اہلیت کے لوگ جو برسر اقتدار رہتے تھے اُن کا عروج سرگرم اور ممتاز افراد قوم کو ناگوار گزرتا ہوگا خصوصاً سپیو ایسے آدمی کو جس کے دل میں صبر نہ تھا۔ سخاوت اس کے خمیر میں تھی مگر اس سے اس کے دوست اور معمولی شہری خوش ہوتے تھے۔ پُرانے طریقے کے رومی اس کی انتہائی ہر دل عزیزی کو ناپسند کرتے تھے اور اس کا سبب بھی معقول تھا۔ ایک فرد واحد کا دوسروں سے حد سے زیادہ ممتاز ہونا روایات جمہوری کے منافی ہے۔ لیکن اس وقت خواہ حاسد رقیبوں اور پریشان حال محبان قوم کا خیال کچھ ہی ہو، علانیہ مخالفت ہونے نہ پائی اور تمام اطالیہ اس طولانی جنگ کے ختم ہو جانے پر خوش تھا۔

کہ سینیٹ کے مخالف بھی تھے۔ فلامی نیس جس عمومی تحریک کا بانی تھا وہ جنگ کے آغاز میں باب ۲۶ زور پر تھی اور اس کے انتقال کے بعد بھی باقی تھی اسی تحریک کی بدولت وارو کانسلی پر فائز ہوا اور کینے کی ہزیمت تک اس کا سلسلہ قائم تھا۔ لیکن جب متواتر فتوحات سے رومیوں کی جان میں جان آئی تو یہ تحریک پھر تازہ ہوئی اور اسی کی تائید سے سی پیو باوجود امرا کی مخالفت کے سپہ سالاری تک پہنچ گیا۔ مگر اس سے یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ سی پیو کوئی سازنبوہ تھا یا اس کی ہردل عزیزی سے سینیٹ کی قوت کو کوئی دیرپا صدمہ پہنچا۔ سینیٹ نے قوم کی یہ خدمت کی تھی کہ مصائب اور مایوسی کے زمانے میں سلطنت کا شیرازہ بکھرنے نہ پایا اور اس کا صلہ اس کو یہ ملا کہ آئندہ ۱۰۰ سال تک اس کے تفوق پر کوئی اعتراض نہ ہوا۔ جنگ کے پر آشوب زمانے میں نہ صرف اس کا استقلال قابل تعریف تھا بلکہ اس کا وہ دانشمندانہ حب وطن بھی جس سے اس نے جماعت عمومی کے باقی ماندہ افراد کو رام کر لیا۔ انھیں تدبیروں سے باہمی یکجہتی باقی رہی اور مشترک فرائض کی ادائی میں منہمک رہنے سے رنجشیں دور ہو گئیں۔ اس روش کی ایک بین مثال یہ ہے کہ جب کانسل وارو کینے میں شکست کھا کر روما واپس آیا تو اس ذلت کی گھڑی میں اس کے سیاسی مخالفوں نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کی ہمت افزائی کی جس سے اس کے اور سینیٹ کے درمیان ہم آہنگی پیدا ہو گئی اور اس کے بعد اس نے سلطنت کی کئی اہم خدمات انجام دیں۔ جماعت عمومی بھی ساکت تھی کیونکہ سلطنت خطرات میں گھری ہوئی تھی اور وارو کے نئے طرز عمل سے اس کا کوئی سرغنہ بھی باقی نہ رہا تھا۔ بالختصر سینیٹ بے وقت چھیڑ چھاڑ سے باز رہی اور وارو کے ساتھ عنایت کر کے اسے اپنا بندۂ بے درم بنا لیا۔ عامۂ قوم کے اقتدار شاہی کو بھی تسلیم کرنے کو وہ تیار تھی کیونکہ سال ماقبل میں جب کوئی کانسل روما میں ڈکٹیٹر نامزد کرنے کو نہ تھا تو غالباً اسی مجلس کی تحریک پر ڈکٹیٹر کا تقرر عامۂ قوم کے انتخاب پر چھوڑ دیا۔ عہدۂ مذکور کا اقتدار منوکیس کی لغو حرکتوں سے زائل ہو گیا تھا مگر غالباً اس کا سینیٹ کو افسوس نہ ہوگا کیونکہ امرا کی یہ جماعت کسی فرد واحد کے غیر محدود اختیارات کو پسند نہ کرتی تھی۔ کینے کی تباہ کن جنگ کے بعد سینیٹ میں متعدد نئے رکن داخل کئے گئے۔ یہ لوگ جماعت امرا سے نہ تھے بلکہ اپنی خدمات کی بنا پر شریک کر دیئے گئے تھے۔ سینیٹ کی اس کارروائی سے عوام یا کم از کم ان کے سربرآوردہ افراد کو ضرور خوشی ہوئی ہوگی۔ پیٹارس کی

باب بست و ششم

جنگ کے نتائج و اثرات

(۳۹۶) سنہ ۲۱۸ تا سنہ ۲۰۱ ق۔م کے محاربۂ عظیم کے اختتام پر پہنچ کر مناسب ہوگا کہ ہم توقف کریں اور ان واقعات پر تنقیدی نظر ڈالیں جو اس کے دوران میں ظہور میں آئے کیونکہ ان سے سلطنت روما کی حقیقی حالت معلوم ہوتی ہے۔ اور ہم ان تغیرات سے روشناس ہوتے ہیں جو عہد مابعد میں وجود میں آئے۔ اکثر مورخ اس تنقید کو مقدونی اور شامی جنگوں بلکہ قرطاجنہ اور کورنتھ کی تباہی تک ملتوی کر دیتے ہیں۔ مگر بہ لحاظ نوعیت یہ محاربات جنگ فنیقی ثانی سے بالکل مختلف ہیں کیونکہ ان جنگوں میں روما کو کوئی حقیقی خطرہ نہ تھا۔ غیر دانشمندانہ انتظامات سے ان جنگوں میں ہزیمتیں اور لغزشیں ہوئیں لیکن جب روما کا دیوزاد خواب غفلت سے جاگا تو اس نے اپنے ناعاقبت اندیش حریف کو ایک ہی وار میں فرش کر دیا۔ بیرونجات میں روما کی قوت کے مستحکم ہو جانے کا اثر معاملات داخلی پر بھی پڑا اور جنگ کے خطرے کے دفع ہو جانے کے بعد دستور روما کے طریقۂ عمل اور روما اور دوسرے اطالیوں کے باہمی تعلقات میں تغیرات واقع ہوئے۔ اس لئے میں مختصر طور پر چند واقعات کا ذکر کروں گا جو اس سترہ سالہ جنگ کے دوران میں ظہور میں آئے کیونکہ اگر اس کے نتیجے کا خیال نہ رکھا جائے تو ان واقعات کی اصلیت و نوعیت ظاہر نہ ہوگی۔

(۳۹۷) دستور کی عملی حالت پر بحث کرنے میں زیادہ تر حکام اور سینیٹ اور مجلس عامہ کے باہمی تعلقات کا لحاظ رکھنا چاہیے ہم کئی مقامات پر بیان کر چکے ہیں کہ عنان حکومت سینیٹ کے ہاتھوں میں تھی کیونکہ خطرے کی حالت میں تمام قوم سینیٹ سے رہنمائی کی امید رکھتی تھی، اس لئے جنگ کے تمام انتظامات رفتہ رفتہ اس کے ہاتھوں میں آگئے اس عظیم الشان مجلس کی قوت کے رفتہ رفتہ بڑھنے کا یہ لازمی نتیجہ تھا۔ یہ بھی واضح رہے

جنگ کے قبل بھی یہی رجحان (سنہ ۳۱۱) نظر آتا ہے جب کہ عامۂ قوم کے منتخب[۵۱] کردہ فوجی ٹربیونوں کی تعداد بجائے ۱۶ کے ۲۴ کر دی گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ اسی طور پر سینیٹ نے عوام کے نفع کے قوانین مثلاً قانون کلاڈیا (سنہ ۲۱۸) کی مخالفت سے احتراز کیا کیونکہ اس وقت صورت حال یہ تھی کہ قوم کے تمام طبقوں کو سلطنت کے محفوظ رکھنے کے لئے مل کر کام کرنے کی ضرورت تھی۔ اسی قبیل کے اور قوانین بھی تھے مثلاً قانون منوکیا (سنہ ۲۱۶) جس کی رو سے معاملات مابعد کے لئے تین کمشنر مقرر کئے گئے (قیاس کیا جاتا ہے کہ مالی مشکلات[۵۲] کو دفع کرنے کے لئے ان کا تقرر ہوا تھا۔ قانون اوپیا (سنہ ۲۱۵) اخراجات کم کرنے کے متعلق تھا قانون کن کیا (سنہ ۲۰۴) کی رو سے عدالتی معاملات میں مربّیوں کو اپنے متوسلین سے تحفے یا فیس لینے سے روک دیا گیا۔ یہ اور غالباً اسی قسم کے دوسرے قانون بلا کسی مخالفت بلکہ نیک نفس امرا کی تائید سے منظور ہو گئے[۵۳] بعض معاملات ایسے بھی تھے جنھیں سینیٹ نے تالیف قلوب کے خیال سے یا رواج کی پابندی کے لحاظ سے عامۂ قوم کے تصفیے پر چھوڑ دیا۔

عامۂ قوم

(۳۹۸) سینیٹ نے معاملات سلطنت کی باگ جس خوبی سے اپنے ہاتھوں میں رکھی تھی اور جس احتیاط سے کام لیا تھا اس کے متعلق ہم بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ زمانۂ سابق کے پیٹریشین وقت پر فوراً مراعات پر آمادہ ہو جاتے اور زمانۂ زیر تذکرہ کی مخلوط پیٹریشین و پلی بین امرا میں بھی یہ مادہ موجود تھا۔ لیکن واضح رہے کہ سینیٹ کی حکومت کسی دستوری قانون پر مبنی نہ تھی بلکہ اس کی دست درازیوں کا نتیجہ تھا۔ اصل اقتدار عامۂ قوم کا تھا مگر امن کے زمانے میں بھی عامۂ قوم کو اپنے اقتدارات سے کام لینا دشوار تھا یہ دشواری جنگ

---

[۵۱] پولی بی ۲۷، ۹، ۳، ۱۴۔

[۵۲] لینگ (Romische Alterthumer ۱۰۴) - اس کتاب سے میں نے اس باب میں کئی اور خیالات بھی اخذ کئے ہیں۔ امین کمشنروں نے غالباً ''سکہ آس'' کو دینار کا ایک عشر کر کے سکے کے معیار کو کم دیا تھا جس کا ذکر پلینی نے اپنی تاریخ (۳۳، ۴۵) میں کیا ہے۔

[۵۳] لینگ ۱۰۴ دوم صفحات ۱۶۶-۱۶۷۔

کی وجہ سے بہت بڑھ گئی تھی کیونکہ بہت سے شہری میدان جنگ میں تھے اور بعض شہریوں کی نو آبادیوں اور محافظ فوجوں میں ہوں گے۔ منتشر دیہاتی مزارع کے مالک اس پُر آشوب زمانے میں اپنے گھروں کو چھوڑنا پسند نہ کرتے ہوں۔ جب تک دشمن حملہ نہ کرے۔ اس زمانے میں مجالس عامہ طبقات ذیل پر مشتمل ہوں گی۔ (۱) روما کے رہنے والے۔ (۲) مضافات کے رائے دہندے (۳) دونوں شہری لیجنوں کے بعض سپاہی (۴) پناہ گیران اضلاع کے جن میں دشمن کا قبضہ ہو گیا تھا یا اس کی زد میں تھے۔ دیہات کے قصبات میں جو پناہ گیر تھے وہ نہ آسکتے تھے شہر میں جو پناہ گیر تھے ان کی تعداد کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ قیاس غالب یہ ہے کہ ۳۵ قبیلوں میں سے اکثر میں ان کے ارکان کی تعداد بہت کم ہو گی بیان کیا جاتا ہے کہ سنتوریوں کی تعداد اس وقت ۳۵۰ سے زیادہ تھی اس لئے مجلس سنتوریہ کا انعقاد خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے لیکن مجالس کے اجلاس حسب سابق ہوا کرتے تھے۔ شہریوں میں سے اکثر موجود نہ تھے اور رائے دہندہ جماعتیں غیر مساوی تھیں اس کی وجہ سے بلاخیال کے اہل الرائے کا خیال ہو گا کہ مجلس عامہ میں بحالت موجودہ عامۂ قوم کی رائے کے اظہار کی صلاحیت نہ تھی مگر رومی ان امور کو غیر متعلق خیال کرتے ہوں گے۔ اگر ضابطہ ہائے مقررہ کی پوری تکمیل ہو اور کوئی چڑیا بدشگونی نہ کرے تو ان کے قانون کے بموجب ایک فرد واحد بھی ایک پوری سنتوری بلکہ قبیلے کی نیابت کر سکتا تھا اور اس کی رائے کی وہی وقعت تھی جو کسی دوسرے قبیلہ یا سنتوری کے ۱۰۰ یا ۱۰۰۰ افراد کی ہوتی۔ مختلف سنتوریوں اور قبیلوں کی تعداد میں جنگ کے زمانے میں اکثر فرق ہوا کرتا تھا۔ گو اس قدر نہیں۔ ممکن ہے کہ اعداد کے ان فرقوں سے انتخابات میں عجیب و غریب اتفاقات پیش آتے ہوں گے جیسا کہ سنہ ۲۱۱ میں سنہ ۲۱۲ کے انتخابات کے ضمن میں۔ مگر یہ امر یقینی نہیں ہے۔ البتہ یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ جن سنتوریوں میں رائے دہندے کم ہوتے ہوں گے وہ جلد تر دوسروں کی پیروی کرتے ہوں گے۔ اس سے سب سے پہلے رائے دینے والی سنتوری کا اثر زیادہ ہوتا ہو گا مگر دراصل ضابطوں کی پابندی اور سنتوریوں کی تعداد کی عدم مساوات کی طرف سے بے پروائی کا اصل سبب یہ تھا کہ مجالس کی تمام کارروائی فی الحقیقت مذہبی تھی۔ یہ کارروائی کا

لہ امسین Staatsrecht یکم ۹۴-۹۵- ینگ ۱۲۱- دوم ۴۴۴-۴۴۵-

باب ۶

طریقہ یہ تھا کہ پہلے شگون لئے جاتے، پھر افسر صدارت کنندہ دعا پڑھتا اور (مجلس سنتوریہ میں) دیوتاؤں کی مرضی دریافت کرنے کے لئے پہلا ووٹ (رائے) دینے کے لئے قرعہ اندازی ہوتی۔ ان سب رسموں سے لوگوں کے دلوں پر اثر ہوتا ہوگا کیونکہ وہ ان رسوم کو مذہب پر مبنی خیال کرتے تھے۔ مذہبی مواقع کا جو اثر رومیوں پر تھا وہ ۲۱۵ ق م میں مارکےلس کے استعفا سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کا انتخاب کانسلی پر نہایت جوش و خروش پر ہوا تھا مگر اس خدمت پر فائز ہوتے ہی بادلوں کی گرج کی آواز آئی۔ آگروں نے اسے نحس خیال کیا اسلئے روما کے اس سپوت فرزند نے کانسلی سے فوراً استعفا دے دیا۔ بالمختصر عامۂ قوم کی رائے کے قابل تسلیم ہونے کے لئے رائے دہندوں کی تعداد کے کافی ہونے کی مطلق ضرورت نہ تھی بلکہ شرط اول یہ تھی کہ کوئی مذہبی رسوم میں کوئی فروگذاشت (Vitium) نہ ہو مجلس سنتوریہ میں اس کا بہت خیال تھا جس کا کام اب صرف انتخابات تک محدود تھا۔ مجلس قبائل میں بھی مذہبی امور کا لحاظ تھا اور اس میں بھی وہی لوگ تھے جو مجلس سنتوریہ میں تھے۔ اس مجلس میں قوانین وضع ہوتے تھے اور دوسرا متفرق کام ہوتا تھا۔ اس مجلس پر سینیٹ کے اثر کا اندازہ کرنے میں اس امر کا خیال رکھنا چاہئے کہ یہ اپنی آزادی عمل سے پورے طور سے کام نہ لیتی تھی کیونکہ جو لوگ ایک متفقہ تصفیے کو بادل کی گرج سے ڈر کر منسوخ کر دیتے تھے اور جماعت غالب کے حق حکومت کے اصول سے نا واقف تھے، آسانی سے دوسروں کے دباؤ یا کہنے سننے میں آجاتے ہوں گے۔

حکام

(۳۹۹) حکام کا حسب سابق اب بھی یہی رجحان تھا کہ سینیٹ کی ماتحتی میں رہیں مگر جنگ کی ضروریات کی وجہ سے اس طرز عمل میں کچھ ترمیم ہو گئی تھی۔ خدمت ڈکٹیٹری جس کے ذریعے سے مطلق العنانی کے اختیارات کسی فرد واحد کو عارضی طور سے دیدئے جاتے تھے زمانہ قدیم میں نہایت مفید ثابت ہوئی تھی جب کہ لڑائیاں طول نہ کھینچتی تھیں اور ایک ہی جنگ میں ختم ہو جایا کرتی تھیں۔ مگر یہ خدمت اب متروک ہوتی جاتی تھی اور جنگ ہنی بالی کے تجربے سے اس کا وجود ختم ہو گیا۔ زمانۂ حالیہ کا تجربہ یہ تھا کہ قابل افراد سپہ سالاریوں پر مسلسل قائم رہیں۔ خاص صورتوں میں اب بھی ڈکٹیٹر کا تقرر ہوتا تھا۔ مثلاً ۲۱۶ ق م میں سنسری کے خاص کام کے لئے ایک ڈکٹیٹر مقرر ہوا تھا۔ ۲۱۶ ق م میں با اختیار ڈکٹیٹر کا آخری مرتبہ تقرر ہوا اور ۲۰۲ ق م میں آخری مرتبہ کار خاص کے لئے ایک ڈکٹیٹر

مقرر ہوا خدمت کانسلی کا طریقہ تقرر بھی حالات زمانہ کے مناسب کر دیا گیا تھا۔ یعنی دوبارہ انتخابات کا طریقہ جاری ہو گیا تھا اور کامیاب جنرل کئی سال تک سپہ سالاری پر بحیثیت پروکانسل قائم رہتے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ مستثنیات سے ہو گیا کہ کسی سال کے دونوں کانسل اس سال کی دو اہم سپہ سالاریوں پر فائز ہوں کیونکہ یہ طریقہ جنگ کے اوائل میں غیر مفید ثابت ہوا تھا امرا نے ان تغیرات کو باکراہ قبول کیا کیونکہ ان کا مطمح نظر یہ تھا کہ تمام اعلیٰ عہدے ان کے طبقہ کے محدود دائرے میں رہیں۔ اب اصل محک اہلیت اور قابلیت کا تھا اور ہسپانیہ اور افریقہ میں سپیو کی زبردست معرکہ آرائیوں سے وہ ایک فرد واحد کے ذی اقتدار ہونے کا طریقہ شروع ہوا جو سو سال کے بعد عام ہو گیا۔ چاروں پریٹر سال بہ سال حسب سابق منتخب ہوتے تھے۔ مگر جنگ کا اثر اس خدمت پر بھی ہوا۔ عدالتی کام کم ہو گیا تھا اور میدان جنگ میں ماتحت خدمات کے لیے عہدہ داروں کی ضرورت تھی اس لئے دو خدمتیں ایک ہی شخص سے متعلق کر دی جاتیں یعنی (Praetor peregrenis) (غیر ملکیوں کے مقدمات کا افسر) کا سررشتہ غیر ملکیاں[1] کسی فوجی کمان میں ضم کر دیا گیا یا حاکم شہر سے متعلق کر دیا گیا۔ کارآمد لوگ بطور پروپریٹر اپنی خدمات پر قائم رکھے جاتے۔ سنسری کے متعلق دوران جنگ میں کوئی خاص امر قابل ذکر نہیں۔ امرا کی نگاہوں میں اس خدمت کی خاص عظمت تھی کیونکہ اس کے ذریعے سے سینیٹ کی تشکیل پر نگرانی ہو سکتی تھی۔ اسی وجہ سے سنہ ۲۰۴ ق م میں لیویس اور نیرو کے درمیان جو قضیہ ہو گیا تھا اس کے اخفا کی کوشش کی گئی تھی۔ ٹریبیونی ایک ایسا عہدہ تھا جس کے متعلق کوئی اقتدار نہ تھا اس لیے اس کی اہمیت بھی امن کے زمانے میں تھی۔ فی الجملہ اس زمانے کے ٹریبیون بجائے عامۂ قوم کی نیابت کرنے کے سینیٹ کے بندۂ حکم بن گئے تھے۔ خدمت ٹریبیونی انجام دینے کے بعد لوگ سینیٹ

---

[1] لیوی ۲۲، ۳۰، ۱۸، ۲۳، ۲، ۴ – ۴۲، ۴۴، ۲۵، ۲، ۳۱، ۳۔ میرا خیال ہے کہ پہلی صورت میں یہ پریٹر خود اپنا فرمان جاری کرتا ہوگا اور دوسری صورت میں حاکم شہر دونوں فرمان جاری کرتا ہوگا۔ لیکن کسی مورخ نے اسے بیان نہیں کیا ہے۔ عہد مابعد میں یہ خدمات سینیٹ کے حکم سے اکثر ضم کر دی جاتی تھیں اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر ملکیوں کے مقدمات بہت کم ہوتے ہوں گے۔ دیکھو مامسین اسٹاٹس رخیت دوم ۲۰۱ - ۲۰۲ - اور فقرہ ۲۶۰ کتاب ہذا۔

کے ارکان میں داخل کر دئے جاتے جب کہ فہرست کی ترمیم ہوتی مگر یہ کوئی مقررہ حق[۱] نہیں تھا اور از روئے قاعدہ صرف ان لوگوں کو سینیٹ میں شرکت کا استحقاق تھا جو کسی عہدۂ کیورول پر فائز ہوں۔ خدمت ایڈیلی کی اہمیت اب بڑھتی جاتی تھی کیونکہ اس کا تعلق کھیل تماشوں سے تھا۔ اگر یہ لوگ خوب خرچ کر کے شاندار کھیل دکھاتے تو انھیں ہر دلعزیزی حاصل کرنے کا خاص موقع تھا اور تہواروں کی تعداد بھی بڑھتی جاتی تھی۔ اس طرز عمل سے جو خرابیاں پیدا ہوئیں وہ عنقریب ظہور میں آنے والی تھیں۔ جو عہدے پلی بین لوگوں کے لئے مخصوص تھے ان میں یہ شرط تھی کہ جس شخص کا باپ یا دادا زندہ ہو اور کسی کیورول عہدے پر فائز ہو چکا ہو وہ خدمات ٹری بیونی و پلی بین ایڈیلی کا مستحق نہیں۔ ک۔ سروی لیس[۲] کا مقدمہ نہایت دلچسپ ہے۔ اس کا باپ کسی کام سے پوندی کی نوآبادیوں کو بھیجا گیا۔ اثنائے راہ میں گالیوں نے اسے گرفتار کر لیا اور معلوم ہوا کہ وہ مر گیا ہے۔ قریب نو سال کے بعد اسے معلوم ہوا کہ اس کا باپ ابھی زندہ ہے اور قید ہے۔ لیکن اس اثنا میں وہ ٹری بیون اور پلی بین ایڈیل مقرر ہو چکا تھا۔ اس لئے بد اندیش لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ اس کا تقرر خلاف قانون ہے۔ مگر چونکہ ہینی بال ابھی اطالیہ میں موجود تھا اس لئے اس پر کسی نے علانیہ اعتراض نہیں کیا۔ سنہ ۲۰۳ میں سروی لیس بہ حیثیت کانسل شمالی اطالیہ میں ایک فوج کی کمان کر رہا تھا اور اس نے اپنے باپ کو آزاد کرا دیا۔ باپ کے آزاد ہو جانے سے اس کی موجودہ حیثیت بالکل خلاف قانون ہو گئی اس لئے اس کو قانون مذکورہ سے مستثنےٰ کرنے کے لئے مجلس عامہ میں ایک خاص تجویز پیش ہوئی جو منظور ہو گئی۔ جس قانونی قید کا ہم نے ذکر کیا ہے زمانۂ قدیم سے نہیں چلی آتی تھی۔ پیٹریشین طبقے پر اس کا کوئی اثر نہ تھا بلکہ اس سے مقصود یہ تھا کہ طبقۂ پلی بین کے ذی دست امرا رفتہ رفتہ روما کے پلی بین لوگوں کے تمام عہدوں کو اپنے خاندانوں سے مخصوص نہ کر لیں جیسا کہ عہد ہائے کیورول کے متعلق ہو رہا تھا۔ قیاس کیا گیا ہے کہ یہ قید بھی فلامی نیس کی اصلاحی تحریک کی ایک جزو تھی اور اس لئے حال ہی کی تھی

---

[۱] مام سین اسٹاٹش رخٹ سوم ۸۶۲۔ لینگ دوم ۱۶۱۔

[۲] لیوی ۲۷، ۲۱، ۳۰، ۱۹، اور وی سین بورن کے حواشی۔ ۲۱، ۲۵ کو دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ تفصیلات مشکوک ہیں۔

(۴۰۰) فوج میں اطالیہ کی آبادی کے بہترین افراد خواہ وہ شہری ہوں یا حلیف سب داخل تھے اور تمام صحیح القویٰ اشخاص کسی نہ کسی صورت سے اس جنگ میں شریک تھے پیدل سپاہ کا ساز و سامان اعلیٰ درجے کا تھا اس لئے ہینی بال کا طریقہ یہ تھا کہ وہ رومی مقتولوں اور قیدیوں کے اسلحہ سے اپنے سپاہیوں کو مسلح کر دیا کرتا تھا۔ کمی یہ تھی کہ فوج کا دماغ کمزور تھا۔ گو اثنائے جنگ میں تنظیم میں اصلاح ہوئی اور فن حرب کے اصول سے رومی کچھ واقف ہو گئے مثلاً رسالوں کے سواروں کی تربیت ہوئی اور ان سے بہتر طریقے سے کام لیا گیا[1] پالی بیس نے بیان کیا ہے کہ نئی چیزوں کے سیکھنے کے لئے رومی ہمیشہ تیار رہتے تھے۔ لیکن دقت یہ تھی کہ جمہوریہ روما میں نہ تو کوئی مستقل فوج تھی اور نہ کوئی مستقل سررشتہ جنگ اس لئے جو سبق وہ سیکھتے تھے فراموش کر دیتے تھے لیجنوں کے عہدہ داروں میں سے اکثر خاص اہلیت رکھتے تھے مگر کوئی طریقہ ایسا نہ تھا جس سے کوئی افسر محض اپنی فوجی قابلیت سے کانسلی تک پہنچ سکتا۔ کانسلی کی امیدواری تو وہ کر سکتا تھا مگر امرا کی تمام جماعت اس کی مخالفت کرتی اور اگر وہ انتخاب میں ناکام رہتا تو اس کی اصل فوجی خدمت بھی جاتی رہتی۔ کیونکہ سپہ سالار ایسے شخص کو ناپسند کرتے جسے سپہ سالاری کی آرزو ہو۔ ہمارے لئے ایک ایسے نظام کو بخوبی سمجھنا ذرا دشوار ہے جس میں فوجی اور غیر فوجی خدمات ایک فرد واحد سے متعلق رہتیں۔ کانسل اور پریٹر ایسے لوگ ضرور ہوتے جنھیں جنگ کا تجربہ ہوتا مگر جنگ کے فنی پہلو کے لئے ان کی کوئی تربیت نہ ہوتی حلیفوں نے روما کی بہت کچھ خدمت کی تھی مگر اب یہ رجحان پیدا ہو گیا تھا کہ جس قدر بار ان پر انصافاً پڑنا چاہیے اس سے زیادہ ڈالا جائے یہ طریقہ ضرورت کی وجہ سے رائج ہوا اور اسی لئے غلاموں کو سپاہیوں کی صفوں میں شریک کر لیا گیا جن میں سے اکثر کو حق شہریت روما بھی مل گیا۔ جنوبی اطالیہ کے بیشتر حصوں کے روما کے تخت سے نکل جانے سے وہ رقبہ بہت محدود ہو گیا جس سے حلیفوں کی امدادی فوجیں مل سکتی تھیں۔ اہل کیمپینیا نیم شہری تھے نہ کہ حلیف اس لئے کپوا پر دوبارہ قبضہ ہو جانے سے اس رقبے میں کوئی کم وسعت نہ ہوئی۔ شہریوں اور حلیفوں میں جو امتیاز تھا اس کا ہمیشہ پورا لحاظ رکھا جاتا تھا۔ اسی لئے میدان جنگ میں بعض وقت اگلی صف میں دونوں اقسام کے سپاہی مساوی تعداد میں ہوتے۔ دور دراز

---

[1] پالی بیس ۱،۶۔

باب ۷

ممالک مثلاً ہسپانیہ کی معرکہ آرائیوں اور اندرون ملک میں جنگ کی مسلسل ضروریات کی وجہ سے سپاہی برابر میدان جنگ میں رہتے اور مالی وقتوں کے سبب سے ان کی تنخواہیں بروقت ادا نہ ہوئیں اس سے سپاہیوں میں ناراضی پیدا ہوتی اور ایک دفعہ تو علانیہ بغاوت ہوگئی۔ سپاہیوں کو لوٹ مار کرنے اور مفتوحین کے ساتھ وحشیانہ برتاو کرنے سے روکنا ناممکن تھا اس لئے رومی سپاہیوں کے ضبط فوجی میں فرق آگیا تھا فبیس اور پرانے خیال کے لوگ اس کام کا الزام سے فبیس پر رکھتے تھے مگر یہ خرابی حالات زمانہ سے پیدا ہوئی تھی چند سال تک اس قسم کی مسلسل ملازمت سے سپاہیوں میں خواص بھی پیدا ہوگئے اور ان میں سے اکثر نے قتل وغارتگری کو اپنا پیشہ بنالیا۔ اپنے گھروں کو واپس جانا اور کھیتی باڑی کرنا ان لوگوں کی جان پر آتا تھا اس لئے مال غنیمت اور بخششوں کے لالچ میں یہ لوگ میدان جنگ کو واپس چلے جاتے یہ وہی رضاکار تھے جن کا ذکر جنگ کے آخری زمانے میں آتا ہے۔ یہ لوگ سپاہی تو اچھے تھے مگر اس ڈھب کے نہ تھے۔ کہ جنگ کے ختم ہو جانے کے بعد زمانہ امن میں اپنے خستہ حال ملک کو مرفہ الحال بنانے کی کوشش کریں۔

بحریہ

(۴۰۱) بحریہ کے متعلق فی الجملہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس پر روما کی حکومت فخر کرسکتی تھی۔ لیکن یہ بھی واضح رہے کہ روما کے بحریئے کو تفوق قرطاجنہ کے بحریئے کی شرمناک ناکارگی سے ہوا۔ میں اس کے قبل بھی بیان کرچکا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ اُس زمانے میں بیڑے سے بخوبی کام لینے کے لئے جہازوں میں اعلیٰ درجے کے سپاہیوں کی ضرورت تھی کیونکہ بھدّے جہازوں کے کھینے والوں میں زیادہ تر غلام یا ایسے اشخاص ہوتے تھے جو جبراً بھرتی کئے گئے تھے۔ اسی وجہ سے روما اپنے بیڑے کو بروقت درست کرسکتا تھا اور قرطاجنہ اس سے قاصر تھا روما میں کوئی مستقل فوج نہ تھی اس لئے ایام امن میں بحریہ کس مپرسی میں پڑ جاتا تھا جہازرانی کے لئے روما کو کاروان یونانی حلیفوں سے مدد ملتی تھی جو اس فن میں طاق تھے۔

حلیف

(۴۰۲) فوجی خدمت کے لحاظ سے حلیفوں کا جو تعلق روما سے تھا اس کا ہم ذکر کرچکے ہیں۔ جنگ میں بعض واقعات ایسے ہوئے جن سے ثابت ہوگیا کہ اس کے اختتام کے بعد حلیفوں کی حیثیت کم تر درجہ کی ہوجائے گی۔ ؁۲۱۶ میں کاروی لیسیس[1] کی تجویز کے نامنظور

---

[1] دیکھو فقرہ ۳۱۲ کتاب ہذا۔

ہو جانے سے ظاہر تھا کہ روما اب ان کا آقا بننا چاہتا ہے اور یہ کہ جب اس نے جنگ کے پُر آشوب زمانے میں حلیفوں کے ساتھ رعایت نہ کی تو فتح یابی کے بعد رعایت کی اس سے کب امید ہو سکتی ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ کاروی لیس کی تجویز صرف لاطینیوں کے لئے تھی جن کے ساتھ خاص مراعات تھیں نہ کہ معمولی لاطینی حلیفوں کے لئے۔ ۳۰ لاطینی نو آبادیوں میں سے ۱۸ نے روما کا ساتھ دیا تھا اور ۱۲ روگرداں ہو گئی تھیں۔ وفاداری کے صلے میں ۱۸ نو آبادیوں کے ساتھ ہر قسم میں بہتر سلوک کیا گیا مگر ممکن ہے کہ یہ امتیاز دوامی نہ ہو جیسے جیسے کہ جنگ کا دائرہ آخری جنوبی گوشے میں محدود ہوتا گیا سالنٹیم اسے لو لیا اور لوکانیا کے برگشتہ حلیف بھی یکے بعد دیگرے اطاعت قبول کرنے لگے جنھوں نے اطاعت قبول کر لی ان کے ساتھ رعایتیں ملحوظ رکھی گئیں مگر اس کے متعلق تفصیلی حالات معلوم نہیں۔ بروٹیوں نے سب سے آخر میں اطاعت قبول کی اور انھیں سخت سزا دی گئی۔ بروٹیم کے بڑے بڑے قطعے اہل روما کی املاک میں شامل کر دئے گئے اور وہاں کے باشندوں کی حالت غلاموں کی سی ہو گئی جن سے حکام ذلیل سے ذلیل کام مثل جلادی لے سکتے تھے اطالیہ کے دوسرے حصوں میں بھی (مثلاً اٹروریا) جہاں بغاوت کے آثار تھے۔ اراضیات ضبط کر لی گئیں۔ لیکن روما کی سلطنت اب اطالیہ تک محدود نہ تھی بلکہ اب دوسرے ملک بھی اس کے قبضہ میں تھے جو اس کے صوبوں کے نام سے موسوم تھے سسلی اور سارڈینیا میں پریٹر صوبہ داری کی خدمت انجام دیتے تھے اور انتظامات بھی کم و بیش مکمل ہو چکے تھے۔ ہسپانیہ میں بھی اسی قسم کا انتظام عنقریب ہونے والا تھا۔ اطالیہ اور صوبہ جات کے حلیفوں میں فرق یہ تھا کیونکہ اطالیہ کے حلیفوں پر رومی صوبہ داروں کی حکومت نہ تھی مگر رومیوں اور ہر قسم کے حلیفوں میں بہت فرق تھا۔ ہر قسم کے احکام روما سے جاری ہوتے تھے۔ کہ اطالیہ اور اس محاربۂ عظیم سے یہ عملاً طے ہو چکا تھا کہ ان احکام کی پابندی ہر قسم کے حلیفوں پر لازم ہے۔ تمام صوبوں کے صوبہ دار رومی تھے اور جیسے جیسے کہ روما کے مفتوحہ صوبوں کی تعداد بڑھتی گئی اس کی شہنشاہی عظمت کے آگے اطالوی حلیفوں کی حیثیت کچھ نہ رہی۔ خارجی معاملات کی باگ روما کی سینیٹ کے ہاتھوں میں تھی اور جنگ کی وجہ سے اس کا یہ اقتدار اور بھی پختہ ہو گیا جنگ کے دوران میں اس کی خارجی حکمت عملی کا دائرہ وسیع ہو گیا۔ فتوحات کی وجہ سے روما اور بطالمۂ مصر کے تعلقات بمقابلہ سابق زیادہ مستحکم ہوئے اور شاہ پرگامم اور

باب

اتحاد ایٹولی نے شاہ مقدونیہ کے خلاف میں روما کا ساتھ دیا تھا۔ ماسی نسا جو نیومیڈیا کا بادشاہ ہوگیا تھا، قرطاجنہ کے حرکات و سکنات کی نگرانی کرتا تھا۔ مگر روما کے حلیفوں میں اس کے حق میں سب سے زیادہ مفید دو یونانی بحری شہر مسالیہ و نیوپولیس تھے جن کے ساتھ اس کا سلوک بھی فیاضانہ تھا گو روما کی جو خدمت انھوں نے کی وہ اس قسم کی نہ تھی کہ اس پر فصیح البیان مقرروں کی نگاہ پڑتی۔ آگسٹس کے عہد حکومت میں بھی۔ یہ دونوں شہر باقی تھے اس وقت بھی اس کا تمدن یونانی تھا اور ان کی حیثیت منظور نظر حلفا کی تھی اور ان کی مرفہ الحالی حسب سابق تھی۔

سکہ جات

(۴۰۳) ہم بیان کر چکے ہیں کہ جنگ کی وجہ سے سلطنت روما سخت مالی مشکلات میں مبتلا تھی اور اگر زیادہ عرصہ تک جاری رہتی تو ممکن تھا کہ اس کے ذرائع بالکل ختم ہو جاتے کیونکہ اب وہ بالکل خستہ حال تھی اولاً جنگی خراج (Tributum) کی رقم اس کے ذمے واجب الادا تھی مگر یہ کوئی نئی چیز نہ تھی۔ اس کے علاوہ وہ جنگی قرضہ تھا جو بعد میں لیا گیا تھا اور ٹھیکہ داروں کی واجب الادا رقمیں تھیں جن کی ادائی جنگ کے اختتام تک ملتوی کردی گئی تھی قرضے کی مجموعی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تاوان جنگ سے اس کا بار کچھ ہلکا ہوتا مگر اس میں بھی دقت یہ تھی کہ اس کی ادائی بالاقساط ہونے والی تھی اور موجودہ رقوم واجب الادا کی بیباقی کے لیے روپیہ مہیا کرنا آسان نہ تھا۔ انھیں وجوہ کے سبب سے روما کے سکہ جاریہ کا معیار[1] کم کردیا گیا۔ زمانۂ قدیم میں روما کا اقل ترین سکہ آس تھا۔ یہ سکہ تانبے یا کانسی کا ہوتا تھا جو وزن میں ۱۲ اونس (unciae) کے[2] پورے رومی پونڈ (libra) کے برابر تھا لیکن آس کا وزن رفتہ رفتہ گھٹتا گیا۔ پہلی جنگ فینقی میں اس کا وزن صرف دو اونس (Sentans) رہ گیا تھا۔ ۲۱۷؁ میں فلامی نیس نے جو ایک پرجوش حامی اصلاح تھا قرضداروں کے مصائب کو رفع کرنے کے لیے ایک قانون پیش کیا جو غالباً اسی سن میں اس کے انتقال کے بعد منظور ہوا جو قانون lex Flaminia minus Solvendi کے نام سے موسوم ہے اور اس کی غایت یہ تھی کہ سکہ جات کی قیمت میں جو کمی بیشی ہوتی تھی اسے رفع کردیا جائے۔ اسی قانون کے ذریعہ سے آس کا وزن ایک اونس یعنی اس کے قدیم وزن کا $\frac{1}{12}$ کردیا گیا۔ یہ بھی واضح رہے کہ ۲۶۹؁ سے

---

[1] حوالوں کیلئے دیکھو مارکوارٹ Stvw دوم ۱۶-۱۹ ۔

[2] دیکھو فقرہ ۴۷۹ کتاب ہذا۔

باب

چاندی کے سکے بھی رائج تھے جن میں اقل دینار (denarius) تھا یہ دس آس کا تھا اور جو روما میں یونانی درہم (drachma) کا مساوی تھا جس کا بحیرۂ روم کے ملحقہ ممالک میں بہت رواج تھا۔ اس طرح روما میں پچاس سال تک سکوں کا معیار دوگونہ تھا یعنی تانبے کے سکوں کے ساتھ چاندی کے سکے بھی رائج تھے۔ مگر یہ حالت عارضی تھی اور سکوں کو بجائے ۱۲ میں تقسیم کرنے کے ۱۰ میں تقسیم کرنے کا رواج ہو گیا تھا۔ دینار وزن میں گھٹتا جاتا تھا اس لئے سنہ ۲۱۷ میں اس کی مقدار قانوناً کم کر دی گئی اور وہ ۱۶ نئے ایک ایک اونس کے آسوں کے برابر کر دیا گیا۔ اعداد ذیل سے سکوں کی قیمتیں صحیح طور سے معلوم ہوں گی:۔

سکہ	نشان	سنہ ۲۶۹ قیمت چار اونس کے آسوں میں	سنہ ۲۱۷ قیمت ایک اونس کے آسوں میں۔	وزن چاندی کا سنہ ۲۶۹	کسور روما کی لبرا کی میں سنہ ۲۱۷
ایک دینار	X یا X̶	۱۰	۱۶	۱/۷۲	۱/۸۴
نصف دینار یا کوئنا ریس	V یا V̶	۵	۸	۱/۱۴۴	۱/۱۶۸
ربع دینار یا سسٹرٹیس	IIS یا HS	۲ ۱/۴	۵۴	۱/۲۸۸	۱/۳۳۶

اس طور پر سنہ ۲۱۷ کے سسٹرکی نے سنہ ۲۹۹ کے چار اونس والے آس کی جگہ لے لی مختلف مذہبی اور قانونی اغراض کے لئے چار اونس کے پرانے آسوں سے شمار کرنے کا رواج عرصے تک باقی رہا گو اس سکے کا چلن نہ تھا لیکن روزمرہ کے کاروبار میں اقل سکہ اب سسٹرکی تھا۔ اس اہم ترمیم پر جو قرضداروں کے نفع کے لئے عمل میں لائی گئی تھی ۲۸۰ سال تک عمل ہوتا رہا۔ سلطنت کی مالی حالت نہایت سقیم تھی اس لئے اس نے ایک تانبے کا دینار جاری کیا اس پر چاندی کا باریک پتّر تھا مگر یہ سراسر فریب تھا۔

زراعت

(۴۴) زراعت کے متعلق کوئی رائے قائم کرنا دشوار ہے کہ عہد مابعد میں اس کا زوال کس حد تک جنگ کی وجہ سے تھا۔ ہمیں معلوم ہے کہ زمین کے بڑے بڑے

قطعے ویران پڑے رہ گئے۔ مگر نہ تو ان کے صحیح اعداد و شمار رہے ہیں نہ یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ ہینی بال کی واپسی کے کس عرصے کے بعد مختلف اضلاع میں زراعت کا سلسلہ پھر شروع ہوا۔ یہ بھی قرین قیاس ہے کہ جنگ کے سبب سے ملک پر جو تباہی آئی اس کے بیان کرنے میں مبالغہ کیا گیا ہو۔ ضروریات کی وجہ سے ممالک غیر سے غلہ آنے لگا تھا جس کے اہم نتائج ہوئے۔ اس غلے میں سے کچھ تو ہیرو یا بطلیموس ایسے حلیفوں کے پاس سے آتا تھا کچھ یورشوں یا بحری جنگوں میں ملا تھا اور جنگ کے اواخر میں سسلی اور سارڈینیا سے غلہ بطور خراج آنے لگا تھا۔ اس غلے کا ایک حصہ تو فوجوں کے کام آتا تھا اور باقی کسی روما کے فاقہ مست انبوہ کی شکم پری ہوتی تھی کیونکہ جنگ کے دوران میں اگر ان کی آہ و زاری جاری رہتی تو اس کی طرف توجہ پوری طور سے نہ ہو سکتی۔ اس لئے حکومت نے روما میں غلہ سستے داموں بیچنا شروع کیا اس کی وجہ سے اطالیہ کے کاشت کاروں کو غلے کی واجبی قیمت نہ مل سکتی تھی یعنی بالفاظ دیگر گو انھیں جنگ کا بار برداشت کرنا پڑتا تھا مگر جنگ سے نفع نہ اٹھا سکتے تھے کیونکہ غلے کی قیمت حکومت کی اس مداخلت سے بڑھ نہ سکتی تھی۔ جب یہ صورت تھی تو اطالیہ میں غلے کی کاشت کو فروغ نہ ہو سکتا تھا۔ زیتون اور انگور کی کاشت میں نفع تھا مگر ان کی کاشت میں دیر لگتی ہے۔ اس لئے یہ کام صرف سرمایہ دار لوگوں کا تھا جو روپیہ لگا کر انتظار کر سکتے تھے چھوٹے کاشتکاروں کی فلاح کی صورت ان وجوہ سے بہت کم تھی۔ اس کے علاوہ دوسرے ملکوں میں غلہ کم خرچ میں پیدا ہو سکتا تھا کیونکہ اولاً وہاں حالات زیادہ مناسب تھے اور کاشت بڑے پیمانے پر غلاموں کی محنت سے ہوتی تھی۔ اس لئے جنگ کے ختم ہو جانے سے ممالک غیر کی مسابقت کے ختم ہونے کی کوئی امید نہ ہو سکتی تھی خود اطالیہ میں بھی بعض مقامات میں زراعت بڑے پیمانے پر ہو سکتی تھی اور اس سے ۱۷ سالہ جنگ کے بعد غلاموں کی کمی نہ ہو گی جس سے چھوٹے کاشت کاروں کو ایک مزید خطرہ تھا۔ صلح کے ہو جانے کے بعد سلطنت کی طرف سے قرضے اور ٹھیکوں کی رقمیں ادا ہونے لگیں جس سے امیروں کے پاس کاروبار میں لگانے کے لئے پھر روپیہ ہو گیا اور چونکہ اب لوگوں کو ہر طرح کا اطمینان ہو گیا تھا اس لئے انھوں نے اطالیہ میں اراضیات خریدنی شروع کر دیں جس کی غالباً کمی نہ تھی۔ سینیٹ کے اراکین قوانین نافذہ کی وجہ سے تجارت میں روپیہ لگانے سے روک دیے گئے تھے اس لئے وہ اپنا روپیہ زیادہ تر زمین میں لگاتے تھے چھوٹے کاشتکاروں کو اب تک

باب ۲۶

ان کی اراضیات کی ویرانی اور غیر مساوی مسابقت سے نقصان پہنچا تھا۔ مگر اب ایک نیا خطرہ پیدا ہو گیا تھا یعنی انھیں اپنی زمینیں مجبوراً فروخت کر دینی پڑیں گی۔ ان معاشی اثرات کے نتائج پر ہم متعاقب بحث کریں گے۔ یہاں صرف ہم یہ کہیں گے کہ طویل جنگ سے قوم کے اخلاق میں جو خرابی پیدا ہو گئی تھی وہ ان اثرات کی وجہ سے اور زیادہ ہو گئی۔ پُرجوش فوجی زندگی میں سالہا سال گزارنے کے بعد ہزارہا نوجوان کھیتوں کی محنت و مشقت کے لائق نہ رہے تھے اور چونکہ وہ عنفوان شباب میں فوجوں میں داخل ہو گئے تھے اس لئے وہ اس محنت شاقہ کے عادی بھی نہ تھے۔

سرمایہ داری

(۴۰۵) طویل جنگ کی ضروریات کی وجہ سے روما کی حکومت کا دار و مدار زیادہ تر ٹھیکہ داروں کی علو ہمتی پر ہو گیا تھا جو فوجوں کے لئے رسد اور ساز و سامان مہیا کرتے تھے اور دوسرے طریقوں پر بھی اس کی خدمت کرتے تھے۔ ان لوگوں کے رقمی مطالبات کی ادائی جنگ کے اختتام تک ملتوی کر دی گئی تھی اس لئے ان کے حقوق حکومت پر اور بھی بڑھ گئے تھے۔ یہ لوگ نہ صرف سلطنت کے مہاجن تھے بلکہ خطرے کی حالت میں روپیہ دینے سے ان کی وقعت اور بھی بڑھ گئی تھی اس لئے اگر یہ لوگ اپنا روپیہ ایسے کاروبار میں لگاتے جس سے سلطنت کو نقصان کا امکان ہوتا تو انھیں روکنا بھی دشوار تھا اور یہ سلطنت کے حق میں خطرناک تھا۔ زمانۂ قدیم سے ذی اثر لوگوں کو سرکاری اراضیات کم لگان کے ساتھ دی جاتی تھیں۔ زمانۂ حال میں سیاسی کوششوں سے یہ رواج کم ہو گیا تھا مگر اس کے تازہ ہو جانے کا امکان تھا۔ یہ بھی واضح رہے کہ جائداد کا ہوشیاری کے ساتھ انتظام کرنا اور نفع کے کاموں میں روپیہ کا لگانا صرف اہل روما کے خصائل میں سے تھا بلکہ اہل روما اس پر فخر کرتے تھے اور ہمیشہ عمل کرتے تھے۔ مگر اندیشہ تھا کہ یہ طمع زر کہیں اس قدر نہ بڑھ جائے کہ اس سے تمدن میں ایک نیا روگ پیدا ہو جائے۔ مشترک سرمایہ کے کاروبار کو فروغ ہو رہا تھا اور ہسپانیہ کے معادن اور فینقی افریقہ کی اعلیٰ پیمانے کی زراعت کا حال رومیوں کو جب معلوم ہوا تو ان کی طمع اور بھی بڑھ گئی۔ اس وقت ہم ان خطرات کی طرف ناظرین کو متوجہ کرتے ہیں جو جنگ کے نتائج کی وجہ سے پیدا ہو رہے تھے۔

یونانیت

(۴۰۶) آگے چل کر ہمیں معلوم ہو گا کہ یونانی اثرات روما میں داخل ہو رہے تھے اور اسکے تمدن کا جزو بن رہے تھے مگر جنگ کے پُرآشوب زمانہ میں اس کا پتہ نہیں چل سکتا تھا ملک غیر کے دیوتاؤں کی

باب ۲ پرستش کا شوق سنہ ۴۳۱ ق م ہی سے پیدا ہو چلا تھا اور یہ سنہ ۲۰۴ ق م میں پورا ہوا۔ لیکن "مادر کبیر" کی پرستش یونانی نہ تھی گو روما میں پرگامم کے یونانی بادشاہ کے ذریعے سے جاری ہوئی تھی۔ ڈیلفی کے مندر سے قدیم تعلقات تھے اور برقرار رہے۔ سیراکیوز اور غالباً ٹارینٹم سے مجسمات روما میں لائے گئے تھے، ان کے ذریعے سے ممکن ہے کہ رومی یونان کے تخیلات حسن سے آشنا ہو گئے ہیں اور ان میں ملت تشبیہی (Anthropomorphism) کے عقائد کا رواج ہوا ہے اور اطالیہ اور یونان کے دیوتاؤں میں مماثلت پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔ ادبیات میں جنگ کا زمانہ نہایت اہم ہے کیونکہ اس کے دوران میں یونانی نمونہ کی متابعت کا عام رواج ہو گیا۔ کیمپے نیا کا شاعر نائی ویس جنگ کے زمانے میں زندہ تھا مگر اس کی زندگی کے آخری سال جلاوطنی میں کٹے۔ اس عہد کے شعرا میں ممتاز[1] ٹ۔ ماکیس پلاٹس (ساکن شمالی امبریا) اور ک۔ اے نیس تھے۔ اے نیس اطالیہ کے جنوب کے ضلع کلابریا کا باشندہ تھا اور غالباً یونانی الاصل تھا، زبان تو اس کی کم از کم یونانی ضرور تھی۔ پلاٹس روما میں مزدوری کر کے قوت بسری کرتا تھا اور یونانی ناٹکوں (Comedies) کے ترجمے اور خلاصے کر کے کچھ کما لیا کرتا تھا۔ اس غرض کے لیے اس نے یونان کی زمانۂ مابعد کے تمدنی مذاقیہ ناٹکوں سے کام لیا کیونکہ عہد اول کے سیاسی ناٹکوں میں زیادہ تر شخصیات پر حملے ہوتے تھے اور ان کا لب و لہجہ بھی رکیک تھا جسے متین و سنجیدہ آدمی پسند نہ کرتے تھے۔ اس کے ناٹکوں کے پلاٹ (خاکہ) بالکل یونانی ہیں اور جب کسی چیز پر زور دینا ہوتا ہے تو وہ یونانی الفاظ استعمال کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روما کے لوگ کچھ یونانی ضرور سمجھتے تھے۔ اس نے مختلف یونانی بحریں اپنی نظموں میں استعمال کی ہیں مگر وہ لاطینی زبان کو یونانی کے سانچے میں ڈھالنا نہ چاہتا تھا۔ طرز تحریر اور تخیلات کے لحاظ سے اس کی لاطینی خاص رومیوں کی لاطینی ہے کسی شاعر نے لاطینی زبان سے نہ تو اس خوبی سے کام لیا نہ اسے اتنی ترقی دی۔ اس کی ہر دلعزیزی کی کافی شہادت ہے کہ دوسروں کی نظمیں بھی اس کے ساتھ منسوب کی جاتی ہیں۔ سمرد کے

---

[1] ان تینوں کی پیدائش اور وفات کے سنین سے ہمیں سروکار نہیں جو حسب ذیل بیان کئے گئے ہیں نائی ویس ۲۶۹ ق م تا ۱۹۹ ق م۔ اے نیس ۲۳۹ ق م تا ۱۶۹ ق م۔ پلاٹس ۲۵۴ ق م تا ۱۸۴ ق م۔ اس حساب سے یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ ہر ایک کی عمر ۷۰ سال ہے۔ دیکھو ٹوفیل شوبے وار ۹۵۔ ۱۰۴۔

باب ۱۴ زمانے کے مشہور عالم وارو نے اس کے منسوبہ ناٹکوں میں سے ۲۱ کو اس کی تصنیف سے تسلیم کیا ہے مگر ممکن ہے کہ اس کے ناٹکوں کی تعداد اس سے زیادہ ہو - یونانی نمونوں سے کام لینے میں وہ یونانی مذاق کی باریکیاں باقی نہ رکھ سکتا تھا مگر اس کا خود اس کی طبیعت میں مذاق تھا جسے اس کے رومی سامعین زیادہ پسند کرتے تھے اس کے تماشوں کے سین یونان میں رکھے گئے ہیں مگر وہ روما اور اطالیہ کے معاملات کی طرف اکثر اشارہ کرتا ہے، یونان کی عدالتی کارروائیوں اور محاورات کا بھی اکثر ذکر آتا ہے گو یونانی زبان سے اخذ کئے جانے کی وجہ سے اس کی ناٹکوں میں اطالیوں کو اکثر وحشی (Barbari) کہا گیا ہے - ایک مقام پر[1] اس نے جنگ کا ذکر کیا ہے اور اپنی قوم کی فتح کی دعا کی ہے - اس کے اکثر ناٹک عرصے تک روما کے تماشا گاہوں میں دکھائے جاتے تھے -

اے نیس (۴۰۷) اے نیس کا رجحان اس سے مختلف تھا - اس نے زیادہ تر کمال یونانی ٹریجڈیوں کے ترجمہ میں حاصل کیا تھا اور کومیڈی میں اس سے کمتر درجے پر تھا - اس نے نائی ویس کے طرز پر کئی قومی ناٹک بھی لکھے تھے مگر ان کے متعلق ہمیں کچھ معلوم نہیں اس نے مختلف اقسام کی اور نظمیں بھی لکھی ہیں جو یا تو یونانی نظموں کے ترجمے ہیں یا اسی طرز کی ہیں روما میں وہ یونانی کی تعلیم دیا کرتا تھا اور روما کے تمدن میں یونانی تخیلات کے شامل کرنے میں اس نے جو کام کیا وہ لاثانی ہے - اس کی شہرت کا دارومدار ایک طویل نظم (Annales) (سال نامہ) پر ہے اس میں اس نے (Hexameter) بحر میں روما کی تاریخ اے نیاس کے ورود سے بیان کی ہے اور اس کے اٹھارہ حصے ہیں اس نے رومیوں کے کارناموں کو ایک رزمیہ نظم کی صورت میں پیش کرنے کی کوشش کی تھی اور گو یہ نظم محاسن صوری سے آراستہ نہ تھی مگر رومی اس پر فخر کرتے تھے ازمنۂ مابعد میں مذاق وقت کے لحاظ سے کبھی اس کی قدر ہوتی اور کبھی نہ ہوتی - اس کے منتشر موجودہ قطعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نظم میں جذبات کا وفور تھا مگر زبان میں فصاحت نہیں آتی تھی لیکن رومی اسی کو غنیمت سمجھتے تھے کیونکہ ان کے ادبیات میں اس سے بہتر کوئی رزمیہ نظم نہ تھی - یونانی (Hexameter) بحر کا رواج میں آیا

---

[1] (Cistellasia) ۱۹۷ تا ۲۰۲ - یہ اس کی ابتدائی نظموں میں سے ہے - اس کی اکثر ناٹکیں جنگ کے بعد کی لکھی ہوئی ہیں -

ادب

ایک ادبی انقلاب تھا۔ لاطینی شاعروں کو یہ بہت پسند تھا اور اس سے لاطینی زبان پر بہت اثر ہوا۔ اس کے اجزاء ہشتم و نہم میں ہینی بالی جنگ کا تذکرہ ہے۔ اے ینس کے حالات زندگی سے معلوم ہوتا ہے کہ اطالیوں کو ذی اثر رومیوں کی سرپرستی سے بہت کچھ نفع تھا۔ ۲۰۴ ق م میں وہ سارڈی نیا میں ملازم تھا۔ وہاں اس پر پورکیس کیٹو کی نظر پڑ گئی جو کوئیسٹر تھا کیٹو اسے روما لے آیا جہاں اس نے یونانی کی تعلیم دینی شروع کی۔ اس کے بعد اسے سی پیو افریکانس سے توسل ہو گیا اور اس کے علمی حلقے میں اے ینس داخل ہو گیا۔ ۱۸۹ ق م میں کانسل فل ویس اسے اپنے ہمراہ ایٹولی جنگ میں لے گیا تاکہ وہ کانسل مذکور کے کارناموں کو نظم کرے۔ ۱۸۴ ق م میں فل ویس کا بیٹا شمالی اطالیہ میں ایک شہری نو آبادی کے قیام کے لئے کمشنر مقرر ہوا تھا اس نے اپنے باپ کے ملک الشعرا کو بطور کچھ اراضی عنایت کی اور شہریت روما سے بھی اسے سرفراز کیا۔ اے ینس نے اس کے اس احسان کا نہایت فخر سے مصرعہ ذیل میں اعتراف کیا ہے

Nos Sumus Romani qui Fuimus ante Rudini

روڈی اے اس کا وطن تھا اس کی علمی زندگی کا تعلق جنگ فنیقی ثانی کے بعد کے عہد سے ہے لیکن وہ بھی جنگ سے متاثر ہوا کیونکہ اس جنگ کے واقعات کو اس نے دیکھا تھا اور نظم کیا تھا اس کا مشہور ترین مصرع ذیل میں درج ہے جس میں اس نے فے بیس کنگ ٹیٹر کی تعریف کی ہے۔

Unus homo nobis cunctando Restituit rem

شہر روما

(۴۰۸) شہر روما کی حالت کا صحیح اندازہ کرنا آسان نہیں ہے۔ جنگ کے ضمن میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ بعض وقت آگ لگتی تھی اور طغیانی آتی تھی۔ فوق الفطرت واقعات ظہور میں آتے تھے جن کی نحوست کو دفع کرنے اور وہم پرست لوگوں کے خوف کو دور کرنے کے لئے کھیل، جلوس، قربانیوں اور دوسری مذہبی رسموں کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ جنگ کے زمانے میں مذہب کی طرف خاص توجہ ہو گی۔ ۲۱۸ ق م تا ۲۱۶ ق م کی ہزیمتوں کے بعد رومیوں کے دم خم باقی نہ رہے تھے اور ہر وقت خبروں کا انتظار رہا کرتا تھا ۲۰۹ ق م کا ایک عجیب واقعہ ہے جس کی اصلیت[1] سمجھنا ہمارے لئے دشوار ہے۔ ایک شخص

---

[1] لیوی ۲۲ ۔ ۹ ۔ ۸ ۔ دیکھو ڈبلیو ڈبلیو فاولر کا دلچسپ مضمون کلاسیکل ریویو (جلد ہفتم ۱۹۳۔۱۹۵)

باب ۲۶

مسمی ک۔ والیریس فلاکس جو آوارہ مزاج اور عیاش تھا جوپیٹر دیوتا کا پجاری مقرر ہوا اور سردار پجاری کے اثر سے خدمت مذکور پر فائز ہو گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کا کام رسوم کو انجام دینا تھا اور ان مذہبی رسوم کے ادا کرنے سے اس کی زندگی اور خصائل میں ایک عجیب کایا پلٹ ہو گیا یعنی وہ ایسا نیکوکار اور پرہیزگار ہو گیا کہ تمام باوقعت شہری اس کی عزت کرنے لگے اور اس کے تقدس سے خدمت مذکور معزز خیال کی جانے لگی یہ بھی واضح رہے کہ ایک مذہبی خدمت[1] پر جو پیٹری شین طبقے کے لئے مخصوص کسی پلی بین تقرر ہونے کے معنی یہ تھے مذہب سیاسیات کا ایک جزو ہو گیا تھا اور اس کی وقعت وہ نہ تھی جو روما کے قدیم روایات میں بیان کی گئی ہے۔

روما کے آ
فرائض

(۴۰۹) بہرکیف گو روما کے تمدن کے بعض شعبوں میں خرابیاں پیدا ہو رہی تھیں مگر بہ حیثیت اس کے نظام سلطنت میں اب تک کوئی خاص سقم نہ تھا۔ رومیوں میں حب وطن تھا اور ان کی رہنما سینیٹ سی تجربہ کار اور مستقل مزاج جماعت، عنانِ حکومت درحقیقت اسی کے ہاتھوں میں تھی اور اس زمانے میں کسی ملک میں اس سے بہتر حکمراں جماعت نہ تھی اس جنگ میں روما نے فن جنگ کا کوئی زبردست ماہر پیدا نہیں کیا تھا مگر اس کی فوج میں متعدد ایسے جنرل تھے جو کسی معمولی دشمن کا بخوبی مقابلہ کر سکتے تھے مثلاً فے بییس، مارکے لس، لائی وی نس، لیویس، سائی ناٹار، نیرو نے مختلف طریقوں پر اپنے ملک کی قابل استحسان خدمت کی تھی۔ ایسے نوجوانوں کی بھی کمی نہ تھی جو عہد مابعد میں قوم کی رہنمائی کے لئے تیار ہو سکے۔ کیٹو اور فلامی نیس اس جنگ میں شریک تھے اور پاس جو لینے کی جنگ میں کام آیا تھا اپنا جانشین ایک بیٹا چھوڑ گیا تھا جس نے عزت اور شہرت حاصل کی۔ مگر خرابیوں کے آثار بھی ہویدا تھے۔ ہم زمانۂ زیر تذکرہ کے حالات پر واقعات مابعد کو پیش نظر رکھکر غور کر سکتے ہیں اور ہمیں صاف معلوم ہوتا ہے کہ روما ایک زبردست شہنشاہی دولت ہونے والا تھا خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے۔ لیکن جنگ ہینی بالی کے ختم پر مستقبل کے حالات کے متعلق رومی کوئی قیاس نہ کر سکتے تھے۔ اُنھیں یہ نہ معلوم ہوگا کہ روما کی شہنشاہیت کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ ہیں اور اس کے اقوال "رومی تہواروں" کے آخری باب میں۔

[1] یہ خدمت (Curio maximus) کی تھی۔ لیوی ۲۸، ۸۔

باب ج

کس قدر وسعت ہوگی یا رفتہ رفتہ جمہوریہ کے تمام متعلقہ ممالک میں قیام امن کی ذمہ داری روما کے سر ہوگی۔ وہ یہ بھی نہ جانتے ہوں گے کہ محکوم اقوام پر عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کرنے کے لئے ایک زبردست مرکزی قوت کے تحت میں تجربہ کار عہدہ داروں کی ایک خاص جماعت کی ضرورت ہے یہ امر بھی ان کی نگاہ سے پوشیدہ ہوگا کہ نظام صوبہ جاتی کی توسیع سے مرکزی قوت کمزور ہو جائے گی اور صوبہ داروں پر اس کی نگرانی محض برائے نام ہوگی مزید براں انھیں یہ بھی نہ معلوم ہوگا کہ زوال پذیر جماعت امرا کے حکومت کے تحت میں جو خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں وہ ایک روز ناقابل برداشت ہو جائینگی اور ایک سو سال کی اصلاحوں اور رجعتوں اور کورانہ باہمی مناقشات کے بعد حکومت جمہوری بزور شمشیر ختم کردی جائیگی۔

عدم تجربہ

(۱۰۴۱) حکمران قوم اپنے آئندہ فرائض کے لئے بالقصد کوئی تربیت حاصل نہیں کرتیں یعنی بھی بلا قصد ذاتی درجہ حکمرانی پر پہنچ گئے جس کے وہ اہل نہ تھے اور انھوں نے بھی وہی کیا جو دوسروں نے کیا تھا۔ اگر وہ اپنے آپ کو دوسروں پر حکومت کرنے کا اہل بھی بنانا چاہتے تو زمانہ گذشتہ کا کوئی تجربہ ایسا نہ تھا جس سے وہ مستفید ہو سکتے۔ اطالیہ کا نظام سیاسی ممالک ماوراء البحر کی غیر ملکی رعایا پر عائد نہ ہو سکتا تھا شمال اور مغرب کی قوموں سے بھی شہنشاہیت کا کوئی سبق نہ مل سکتا تھا کیونکہ وہ قبیلوں میں منقسم تھیں قرطاجنہ سے کچھ معاشی سبق ملے تھے مگر یہ مستحسن نہ تھے اور شہنشاہی اولوالعزمیوں میں اسے ناکامی ہو چکی تھی۔ یونانی یا نیم یونانی مشرقی ممالک سے البتہ رومی کچھ سیکھ سکتے تھے جہاں زمانہ گذشتہ کی شہری حکومتیں تھیں اور زمانہ حال میں اتحاد تھے۔ بڑی بڑی سلطنتیں بھی تھیں جو سکندر اعظم کی چند روزہ سلطنت کے زوال کے بعد وجود میں آئی تھیں۔ ان میں ایک مرکزی حکومت تھی جو بڑے بڑے علاقوں پر حکومت کرتی تھی جو اس کے صوبے یا متعلقات کہے جاتے تھے ان کے طرز حکومت سے روما کو سبق حاصل ہو سکتا تھا۔ طرز حکومت کے لحاظ سے روما کی حیثیت ایک شہری سلطنت کی تھی جس میں امرا کی ایک چھوٹی سی حکمران جماعت کو پورا تفوق حاصل تھا۔ یہ حکومت جمہوری تین سو سال سے قائم تھی اور اس کی جڑیں مضبوط ہو چکی تھیں، حکومت شاہی کے یہ بالکل متضاد تھی۔

ناظرین بخوبی ذہن نشین رکھیں کہ جنگ فنیقی ثانی کے نتائج کی وجہ سے روما کو ایک ایسے مسئلے کو حل کرنا پڑا جس کا حل کرنا نہایت دشوار تھا اور یہ مسئلہ یہ تھا کہ باوجود اس کے کہ اس کا دستور شہری سلطنتوں کا سا تھا۔ وہ شہنشاہیت کے فرائض کو کس طرح انجام دے سکتا ہے جس کا انجام دینا اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ اعلیٰ ترین اقتدار ایک فرد واحد کے ہاتھوں میں ہو۔

تمت

JAMMU & KASHMIR UNIVERSITY LIBRARY
No. 5.1.96
Date 25.8.49

صحت نامہ تاریخ جمہوریہ ء روما جلد اول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۳	۸ (حاشیہ نمبر ۱)	Vondor	Vonder	۴۰	۲۰	Regimes	Regiones
۱۳	″	Gesseleschaft	Gesellschaft	۴۱	۱۱	Clocae	Cloacae
۱۷	۸	اٹرویا	اٹروریا	۴۱	۱۴	Boorium	Bourium
۱۹	۸	ہپلاس	ہیلاس	۴۳	۱۴	صرف	تو صرف
۱۹	۲۱	پاپی جی	یاپی جی	۴۶	۱۰	سائن	سابن
۲۰	۱۹	اوسط	وسط	۴۶	۲۲	″	″
۲۵	۱۵	فوجیں	قومیں	۴۹	۸	Gus	Gens
۲۷	۱۳	تشکیکی	تشکیلی	۴۹	۲۰	Familear	Familias
۲۹	۷	Fulger	Fulgur	۴۹	۲۲	pietas	Clientes
″	″	Elicias	Elicius	″	″	Pateni	Patroni
″	″	Summam	Summanus	۵۰	۵	Pllulris	Populus
۳۱	۵	Superstistion	Superstition	۵۰	۶	Curiate	Curiae
۳۱	۲ (حاشیہ نمبر ۲)	Annalex	Annales	۵۰	۱۵	Trihns	Tribus
۳۲	۲ (حاشیہ نمبر ۱)	Quirinalis	Quirinalis	۵۳	۱۰	دجوہ	وجود
۳۳	۱	Auapicia	Auspicia	۵۵	۲	Jus	Ius
۳۳	۳	معافی	معانی	۵۷	۲	Populic	Populi
۳۳	۴	Auguriam	Augurium	″	″	Indicxium	Indicuim
۳۳	۶	Avi-pex	avi-spex	۵۸	۱۴ (حاشیہ نمبر ۱)	Pous	Pous
۳۳	۱۴ (حاشیہ نمبر ۱)	Deer	Deor	۶۰	۵	اختلافات	اختلاف قوی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۶۰	۲۵	ٹکرا	×	۱۲۰	۳	Vetro	Ultro
۶۱	حاشیہ نمبر(۲)	Centuria	Censura	۱۲۰	۳	Tributi	Tributia
″	″	Plencus	Censor	۱۲۳	۸	Senteutia	Sententia
۶۱	۱۳	ہیں	میں	۱۲۳	۱۸	Interceseio	Intercessio
۶۳	۶	Censura	Centuria	۱۲۳	۱۹	Senatns	Senatus
۶۴	۲۲	Imperiam	Imperium	″	″	Auctonitas	Auctoritas
۶۵	۱۲	Centuriates	Comitia	۱۲۵	۷	معلا ت	معاملات ۶۲
″	″	Councilia	Centuriata	۱۲۸	۲	حیلہ	کسی حیلہ
۷۳	۲۳	Decemci	Decemvirs	۱۳۲	۲۳	میں	تین
۸۵		Litores	Lictores	۱۳۲	۵	نہیں	تھیں
۸۶	۲۳	۹۵؁	۱۹۵؁	۱۳۳	حاشیہ نمبر(۱)	Capitolani	Capitolini
۹۲	حاشیہ	کمپیٹا	کمیٹیا	۱۳۷	۵	نہیں	تھیں
۹۶	۱۶	کنند	کنندہ	۱۳۸	۲۱	ڈلیٹر	ڈکٹیٹر
۹۷	۲۵	ہوتا	ہوتا ہے	۱۳۹	۱	نوجوال	نوجوانون
۹۸	۱۳	سے لیے	کے لیے	″	″	جلا	×
۱۰۰	۶	Actis	Actio	″	۲۴	اراضیٔ اراضی	اراضی اراضی
۱۰۰	۲۱	Ius	ins	۱۴۲	۹	ہے	ہو
۱۰۶	۲۱ حاشیہ نمبر(۱)	Band	Bund	۱۴۲	۱۶	ہوتیں	ہوئیں
۱۰۹	۱۶	ہیں	میں	۱۴۴	۱۴	سیراکیور	سیراکیوز
۹	۲۵	مسکاسے	مکاسے	۱۴۹	۱۲	Manipies	Manipulus
۱۱۲	۱۶ حاشیہ نمبر(۱)	Publicani	Publicola	۱۴۹	۱۴	نظام قومی	نظام فوجی
۱۱۹	۱۱	Cersus	Census	۱۴۹	۲۲	Priari	rorarii

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۱۵۴	۱۲	Proconsuls	Proconsule
۱۵۵	۲۰	ٹری بیونی	ٹری بیونوں
۱۵۹	۵	نے پیس	سنے بیس
۱۶۱	۱	Lustraw	Lustrum
۱۶۱	۱۲	وغیرہ	وغیرہ کو
۱۶۲	۱۲ درحاشیہ نمبر ۱	Proragtic	Prorogatio
۱۶۳	۱۳	کہ وہ اس	کہ اس
۱۶۳	۲۱	Praetexea	Praetexta
۱۶۳	۱۴	میں	میں کا
۱۶۴	۲۵	جیساکہ	جبکہ
۱۶۵	۱۷	ٹری بیونوں	ٹری بیون
۱۶۵	۲۱	Navole	Navales
//	//	Duamviri	Duumviri
۱۶۶	۲	تحت	تحت میں تھی
۱۶۶	۳	Plibixitum	Plibisoitum
۱۶۷	۲	ہوی تھی	ہوتی تھی
۱۶۹	۲۳	سزائیں ہونگے ہاتھوں میں ہوی ہے	سزائیں جو ہونگے ہاتھوں میں ہوتی ہے
۱۷۰	۲	تقیر	تغیر
۱۷۰	۱۵	ناامتیاز	باامتیاز
۱۷۰	۱۸	اب وہ زمانہ بھی	اب وہ نہ تھی
۱۷۱	۲	ایسے	اسے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۱۷۱	۲۳	Interregmum	Interregnum
۱۷۱	۲۵	Interreies	Interrges
۱۷۲	۳	Interreies	Interreges
۱۷۲	۶	Auctoritas	Auotoritas
۱۷۲	۱۹	Interregmum	Interregnum
۱۷۳	۲۰	اس مجلس	اس مجلس سے مجلس
۱۷۴	۲۰	بیان	بیان نہیں
۱۷۵	۱۵	Plebisoite	Plebiscita
~~۱۷۶~~	۱	//	//
۱۷۶	۱۰	جن میں	جنھیں
۱۷۹	۱۱	جالی کولم	جانی کولم
۱۸۱	۲۳	ہوی ہے	ہوتی ہے
۱۸۷	۱۲	Corcilien	Conoilia
۲۸۹	۲	۳۳۷	۳۲۷
۱۸۹	۱۵	سرحدی کی	سرحدی
۱۹۳	۱۱ درحاشیہ	Triumbhales	Triumphales
۱۹۷	۱۰	سابنی	سامنی
۱۹۶	۵	ایک وہاں	وہاں ایک
۱۹۸	۶	ہو	جو
۱۹۹	۶	درخواست	درخواست کی
۱۹۹	۱۲	فرین نالی	فرین نائی
۲۰۱	۶	گیا	کھا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۲۰۱	۲۱	ادائی	امرائی
۲۰۲	۱۷	ڈی کیس	ڈی کیس نے
۲۰۵	۱۹	جہاز	بعض
۲۰۶	۱۰	ٹارین ٹم	اہل تارین ٹم
۲۰۶	حاشیہ	×	پرہس
۲۰۸	۲	ریچینم	ریجیم
۲۰۸	۲۵	پرہس کی	پرہس کی فوج
۲۲۲	۱۸	Cobortes	Cohortes
۲۲۴	۱۱	سنہ ۱۵	سنہ ۱۵۰
۲۲۵	۱۳	انجام دینا میدان	انجام دینا اپنا فرض سمجھتا تھا کیونکہ محافظ فوج جن خدمات کا انجام دینا میدان
۲۲۷	۲۱	Inipuum	aequum
۲۳۱	۵	سنہ ۳۳۹	سنہ ۳۲۹
۲۴۱	۲۴	۳۰۰۱۰	۱۰، ۳۰
۲۴۱	۲۵	۳۳، ۲۰	۳۳، ۱۱
۲۴۲	۲۳	بیٹوں	ایک دو بیٹوں
۲۵۰	۹	نیزے	تیر نے
۲۵۵	۹ حاشیہ نمبر ۱	Salammlea	Salammbo
۲۵۶	۵	جیسا کہ	جبکہ
۲۵۶	۲۱	اپنی	ان
۲۶۲	۹	اونر سر	اور دوسرا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۲۶۷	۱۵	قرطاجنہ کے	قرطاجنہ کے بیڑے پر روما کی فتح بھی حاصل ہوئی قرطاجنہ کے
۲۶۹	۹	سنہ ۲۷۶	سنہ ۲۰۹
۲۷۵	۶	کو	کی
۲۸۰	۱۵	ہوا تھا	کیا تھا
۲۸۰	۲۰	Cowercium	Commercium
۲۸۰	۱۹	زنانے	زمانے
۲۹۰	۱	گرتی	رہا کرتی
۲۹۹	۲	گر	مگر
۳۰۲	۱۱	کا	کو
۳۰۲	ضمیمہ ۱۹ حاشیہ نمبر ۱	P P 100	P P 93 100
۳۰۴	״	Revolkorung	Bevolkerung
״	״	Des	Der
״	״	Griechis	Griechisch
۳۱۴	۱۷	گروہوں	سرگروہوں
۳۲۱	۱۳	بستیاں	بعض بستیاں
۳۲۴	۱۱	اپنی بات	انتخابات
۳۲۵	۴	مقاصد کی لوٹ مار	مقاصد کی مطلق پروا نہ تھی انھیں صرف لوٹ مار
۳۳۱	۱۷	پیامبر	پیام پر
۳۳۱	۱۹	×	بالآخر
۳۳۴	۱۶	داخل	ذلیل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۳۳۶	حاشیہ نمبر ۱	Exemfia	Exempla	۴۰۵	۴	کھیتے	کھلے
۳۴۷	۸	ضرورت	ضابطہ	۴۱۰	۵	نوآبادیاں	نوآبادیوں
۳۵۳	۱	تمام	عام	۴۲۷	۱۴	خواب	خراب
۳۶۳	۴	״	״	۴۳۸	۱۸	در پردہ کانسلوں	دو بیرو کانسلوں
۳۶۷	۱۸	اگئے	آئے	۴۳۵	۳	تنک	ایک
۳۷۵	۱۹	چوکتا تھا	چوکنّا تھا	۴۳۸	۱۱	عوضی	عوض
۳۷۶	۱۷	کو	پر	۴۴۷	۷	ٹھرا دیا	بھڑا دیا
۳۸۰	۱۳	اُسے بنوا دیا	رستے بنوائے	۴۴۹	۱۴	Oeraeu	Aeraü
״	۲۱	اس کے	اس لئے	۴۴۹	۲۱	ہیں مقدونیہ چلا آیا	میں مقدونیہ چلا آیا
۳۸۸	۱۴ حاشیہ نمبر ۱	Semeet	Senect	۴۶۹	۱۱	بھتی	بھی
۳۸۹	۱۳	Landeskumde	Ludeskunde	۴۷۱	۴	مواقع	موانع
۳۹۵	۶	کر لیتے	کر لینے	۴۸۲	۷ حاشیہ نمبر ۱	Castellasia	Cestellaria
۳۹۶	۱۴	Cawpamus	Campanus	۴۸۵	۷	ور	اور

JAMMU & KASHMIR UNIVERSITY
LIBRARY
No. 5196
Date 25.8.92
SRINAGAR

ALLAMA
IQBAL LIBRARY
UNIVERSITY OF KASHMIR
HELP TO KEEP THIS BOOK
FRESH AND CLEAN